الجامع المسند الصحيح المختصر من امور
رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه
صحیح البخاری
للإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاری الجعفی رحمہ اللہ
١٩٤ھ ـــ ٢٥٦ھ
ہفتم
ترجمہ وتشریح
مولانا محمد داود راز
نظر ثانی
شیخ الحدیث أبو محمد حافظ عبد الستار الحماد
مقدمہ
حافظ زبیر علی زئی
تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زهوة فضیلۃ الشیخ احمد عنایة
دار العلم ممبئی

الجامع المسند الصحيح المختصر من امور
رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وايامه

صحیح بخاری

للإمام أبی عبد الله محمد بن اسمعیل البخاری الجعفی رحمہ اللہ

۱۹۴ھ ــــــ ۲۵۶ھ

ترجمہ وتشریح

مولانا محمد داؤد راز

جلد ہفتم

نظر ثانی

شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد

مقدمہ

حافظ زبیر علی زئی

تخریج

فضیلة الشیخ احمد زهوة　فضیلة الشیخ احمد عنایة

سلسلہ مطبوعات دارالعلم نمبر 156

نام کتاب	:	صحیح البخاری
تالیف	:	الامام محمد بن اسمٰعیل البخاری
ترجمہ وتشریح	:	مولانا محمد داؤد راز
جلد	:	ہفتم
ناشر	:	دارالعلم، ممبئی
طابع	:	محمد اکرم مختار
تعداد اشاعت (باراوّل)	:	ایک ہزار
تاریخ اشاعت	:	ستمبر ۲۰۱۲ء

دارالعلم ممبئی
DARUL ILM
PUBLISHERS & DISTRIBUTORS
242, J.B.B. Marg, (Belasis Road),
Nagpada, Mumbai-8 (INDIA)
Tel. (+91-22) 2308 8989, 2308 2231
Fax : (+91-22) 2302 0482
E-mail : ilmpublication@yahoo.co.in

فہرست

تشریحی مضامین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الطَّلَاقِ
طلاق کے مسائل کا بیان

[بَابٌ:] وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ﴾. [الطلاق: 1] ﴿أَحْصَيْنَاهُ﴾ حَفِظْنَاهُ وَعَدَدْنَاهُ، وَطَلَاقُ السُّنَّةِ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ، وَيُشْهِدُ شَاهِدَيْنِ.

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ طلاق میں فرمایا:

''اے نبی! تم اور تمہاری امت کے لوگ جب عورتوں کو طلاق دینے لگیں تو ایسے وقت طلاق دو کہ ان کی عدت اسی وقت شروع ہو جائے اور عدت کا شمار کرتے رہو'' (پورے تین طہر یا تین حیض) اور سنت کے مطابق طلاق یہی ہے کہ حالت طہر میں عورت کو طلاق دے اور اس طہر میں عورت سے ہم بستری نہ کی ہو اور اس پر دو گواہ مقرر کرے۔ لفظ ''احصیناہ'' کے معنی ہم نے اسے یاد کیا اور شمار کرتے رہے۔

تشریح: لغت میں طلاق کے معنی بند کھول دینا اور چھوڑ دینا ہے اور اصطلاح شرع میں طلاق کہتے ہیں اس پابندی کو اٹھا دینا جو نکاح کی وجہ سے خاوند اور بیوی پر ہوتی ہے۔ حافظ نے کہا کبھی طلاق حرام ہوتی ہے جیسے خلاف سنت طلاق دی جائے (مثلاً حالت حیض میں یا تین طلاق ایک ہی مرتبہ دے دے یا اس طہر میں جس میں وطی کر چکا ہو) کبھی مکروہ جب بلا سبب محض شہوت رانی اور نئی عورت کی ہوس میں ہو، کبھی واجب ہوتی ہے جب شوہر اور زوجہ میں مخالفت ہو اور کسی طرح میل نہ ہو سکے اور دونوں طرف کے پنچ طلاق ہی ہو جانی مناسب سمجھیں۔ کبھی طلاق مستحب ہوتی ہے جب عورت نیک چلن نہ ہو، کبھی جائز مگر علما نے کہا ہے کہ جائز کسی صورت میں نہیں ہے مگر اس وقت جب نفس اس عورت کی طرف خواہش نہ کرے اور اس کا خرچ اٹھانا بے فائدہ پسند نہ کرے۔ میں (مولانا وحید الزماں) کہتا ہوں اس صورت میں بھی طلاق مکروہ ہوگی۔ خاوند کو لازم ہے کہ جب اس نے ایک عفیفہ پاک دامن عورت سے جماع کیا تو اب اس کو نباہ ہے اور اگر صرف یہ امر کہ اس عورت کو دل نہیں چاہتا طلاق کے جواز کی علت قرار دی جائے تو پھر عورت کو بھی طلاق کا اختیار ہونا چاہیے۔ جب وہ خاوند کو پسند نہ کرے حالانکہ ہماری شریعت میں عورت کو طلاق کا اختیار بالکل نہیں دیا گیا۔ (ہاں خلع کی صورت ہے جس میں عورت اپنے آپ کو مرد سے جدا کر سکتی ہے جس کے لئے شریعت نے کچھ ضوابط رکھے ہیں جن کو اپنے مقام پر لکھا جائے گا) نکاح کے بعد اگر زوجین میں خدانخواستہ عدم موافقت پیدا ہو تو اس صورت میں حتی الامکان صلح صفائی کرائی جائے جب کوئی بھی راستہ نہ بن سکے تو طلاق دی جائے۔ ایک روایت ہے کہ ((اَبْغَضُ الْحَلَالِ عِنْدَ اللّٰهِ الطَّلَاقُ)) (او کما قال) یعنی حلال ہونے کے باوجود طلاق عند اللہ بہت ہی بری چیز ہے مگر صد افسوس کہ آج بھی بیشتر مسلمانوں میں یہ بیماری حد سے آگے گزری ہوئی ہے اور کتنے ہی طلاق سے متعلق مقدمات غیر مسلم عدالتوں میں دائر ہوتے رہتے ہیں۔ ایک مجلس کی تین طلاقوں کے (عند الاحناف) وقوع نے تو اس قدر ریزہ غرق کیا ہے کہ کتنی نوجوان لڑکیاں زندگی سے تنگ آ جاتی ہیں۔ کتنی غیر مذہب میں داخلہ لے کر خلاصی حاصل کرتی ہیں مگر علمائے احناف ہیں الا ماشاء اللہ جو ٹس سے مس نہیں ہوتے اور برابر وہی دقیانوسی فتویٰ صادر کئے جاتے ہیں پھر حلالہ کا راستہ اس قدر مکروہ اختیار کیا ہوا ہے کہ جس کے تصور سے بھی غیرت انسانی کو شرم آ جاتی ہے۔ اس بارے میں مفصل مقالہ آگے آ رہا ہے جو غور سے مطالعہ کے قابل ہے۔ جس کے لئے میں اپنے عزیز بھائی مولانا عبد الصمد رحمانی خطیب دہلی کا ممنون ہوں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

یہ بے حد خوشی کی بات ہے کہ آج بہت سے اسلامی ممالک نے ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ کو قانونی طور پر ایک ہی تسلیم کیا ہے۔

٥٢٥١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا، ثُمَّ لِيُمْسِكْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ، ثُمَّ تَطْهُرَ، ثُمَّ إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ بَعْدُ وَإِنْ شَاءَ طَلَّقَ قَبْلَ أَنْ يَمَسَّ. فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ)). [راجع: ٤٩٠٨] [مسلم: ٣٦٥٢؛ ابوداود: ٢١٧٩؛ نسائي: ٣٣٩٠]

(۵۲۵۱) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنی بیوی (آمنہ بنت غفار) کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں (حالت حیض میں) طلاق دے دی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بن عمر سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجوع کر لیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے، پھر ماہواری آئے اور طہر بند ہو، تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں طلاق دے دیں۔ (لیکن طلاق اس طہر میں) ان کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونی چاہیے یہی طہر کی وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔''

بَابٌ: إِذَا طُلِّقَتِ الْحَائِضُ يُعْتَدُّ بِذَلِكَ الطَّلَاقِ

باب: اگر حائضہ کو طلاق دے دی جائے تو یہ طلاق شمار ہوگی یا نہیں؟

تشریح: ائمہ اربعہ اور اکثر فقہا تو اس طرف گئے ہیں کہ یہ طلاق شمار ہوگی اور ظاہریہ اور اہلحدیث اور امامیہ اور ہمارے مشائخ میں سے امام ابن تیمیہ، امام ابن حزم اور علامہ ابن قیم اور جناب محمد باقر اور حضرت جعفر صادق اور امام ناصر اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ اس طلاق کا شمار نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ بدعی اور حرام تھی۔ شوکانی اور محققین اہلحدیث نے اسکو ترجیح دی ہے۔

٥٢٥٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((لِيُرَاجِعْهَا)). قُلْتُ: تُحْتَسَبُ قَالَ: فَمَهْ؟ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: ((مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا)). قُلْتُ: تُحْتَسَبُ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟ [راجع: ٤٩٠٨] [مسلم: ٣٦٦١، ٣٦٦٢، ٣٦٦٦؛ ابوداود: ٢١٨٣، ٢١٨٤؛ ترمذي: ١١٧٥؛ نسائي: ٣٣٩٩،

(۵۲۵۲) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے انس بن سیرین نے، کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''چاہیے کہ رجوع کر لیں۔'' (انس نے بیان کیا کہ) میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہ طلاق، طلاق سمجھی جائے گی؟ انہوں نے کہا: چپ رہ، پھر کیا سمجھی جائے گی؟ اور قتادہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن جبیر نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا (کہ آنحضرت ﷺ نے ابن عمر سے) فرمایا: ''اسے حکم دو کہ رجوع کر لے'' (یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ) میں نے پوچھا: کیا یہ طلاق طلاق سمجھی جائے گی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو کیا سمجھتا ہے اگر کوئی کسی فرض کے

۳۴۰۰، ۳۵۷۷؛ ابن ماجہ: ۲۰۲۲] ادا کرنے سے عاجز بن جائے یا احمق ہو جائے۔

تشریح: تو وہ فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہوگا؟ ہرگز نہیں مطلب یہ کہ اس طلاق کا شمار ہوگا۔

۵۲۵۳۔ وَقَالَ أَبُوْ مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيْقَةٍ. [راجع: ٤٩٠٨]

(۵۲۵۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور ابو معمر عبداللہ بن عمرو منقری نے کہا (یا ہم سے بیان کیا) کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے کہا: یہ طلاق جو میں نے حیض میں دی تھی مجھ پر شمار کی گئی۔

تشریح: یعنی اس کے بعد مجھ کو دو ہی طلاقوں کا اور اختیار رہا۔ ائمہ اربعہ اور جمہور فقہا نے اسی سے دلیل لی ہے اور یہ کہا ہے کہ جب ابن عمر رضی اللہ عنہما خود کہتے ہیں کہ یہ طلاق شمار کی گئی تو اب اس کے وقوع میں کیا شک رہا۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا صرف قول حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ انہوں نے یہ بیان نہیں کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے شمار کئے جانے کا حکم دیا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ سعید بن جبیر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی اور ابو زبیر نے اس کے خلاف روایت کی۔ اس کو ابو داؤد وغیرہ نے نکالا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طلاق کو کوئی چیز نہیں سمجھا اور شعبی نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک یہ طلاق شمار نہ ہوگی۔ اس کو ابن عبدالبر نے نکالا اور ابن حزم نے باسناد صحیح نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا کہ اس طلاق کا شمار نہ ہوگا اور سعید بن منصور نے عبداللہ بن مبارک سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسا ہی نکالا کہ انہوں نے اپنی عورت کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ طلاق کوئی چیز نہیں ہے۔ حافظ نے کہا یہ سب روایتیں ابو زبیر کی روایت کی تائید کرتی ہیں اور ابو زبیر کی روایت صحیح ہے اس کی سند امام مسلم کی شرط پر ہے۔ اب خطابی اور قسطلانی وغیرہ کا یہ کہنا کہ ابو زبیر کی روایت منکر ہے قابل قبول نہ ہوگی اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ نافع ابو زبیر سے زیادہ ثقہ ہے اور نافع کی روایت یہ ہے کہ اس طلاق کا شمار ہوگا صحیح نہیں کیونکہ ابن حزم نے خود نافع ہی کے طریق سے ابو زبیر کے موافق نکالا ہے۔ (وحیدی)

بَابُ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ يُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ؟

باب: طلاق دینے کا بیان اور کیا طلاق دیتے وقت عورت کے سامنے طلاق دے

٥٢٥٤۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ أَيُّ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اسْتَعَاذَتْ مِنْهُ؟ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ الْجَوْنِ لَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَدَنَا مِنْهَا قَالَتْ: أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْكَ. فَقَالَ لَهَا: ((لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِيْمٍ، الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: رَوَاهُ حَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ مَنِيْعٍ عَنْ جَدِّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ

(۵۲۵۴) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا، کہا میں نے زہری سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس بیوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگی تھی؟ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جون کی بیٹی (امیمہ یا اسماء) جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں (نکاح کے بعد) لائی گئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے تو اس نے یہ کہہ دیا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: ''تم نے بہت بڑی چیز سے پناہ مانگی ہے، اپنے میکے چلی جاؤ۔'' ابو عبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو

قَالَتْ. [نسائي: ٣٤١٧؛ ابن ماجه: ٢٠٥٠]

حجاج بن یوسف بن ابی منیع سے، اس نے بھی اپنے دادا ابو منیع (عبید اللہ بن ابی زیاد) سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تشریح: آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ اپنے میکے چلی جا، یہ طلاق کا کنایہ ہے، ایسے کنایہ کے الفاظ میں اگر طلاق کی نیت ہو تو طلاق پڑ جاتی ہے۔ کہتے ہیں پھر ساری عمر یہ عورت مینگنیاں چنتی رہی اور کہتی جاتی تھی میں بدنصیب ہوں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ عورت بڑی خوبصورت تھی بعض عورتوں نے جب اسے دیکھا تو انہوں نے اس کو فریب دیا کہ نبی کریم ﷺ جب تیرے پاس آئیں تو (اعوذ بالله منك) کہہ دینا۔ آپ کو ایسا کہنا پسند آتا ہے۔ وہ بھولی بھالی عورت اس چکمہ میں آ گئی۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس سے صحبت کرنی چاہی تو وہ یہی کہہ بیٹھی۔ آپ نے اسکو طلاق دے دی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ نکالا کہ عورت کے منہ در منہ اسے طلاق دینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ اول تو اس عورت کا کوئی حق صحبت آپ پر نہ تھا۔ دوسرے خود اس نے شرارت کی۔ بھلا یہ کیا بات تھی کہ خاوند جو بیوی کا سب سے پیارا ہوتا ہے، اس سے اللہ کی پناہ مانگنے لگی۔ اس لئے آپ نے اس کے منہ در منہ طلاق دے دی۔ یہ کچھ بھی مروت کے خلاف نہ تھا۔ بعض لوگوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ وہ عورت زندگی بھر نادم رہی اور کہتی رہی کہ میں بڑی بدبخت ہوں۔ یہ بھی مروی ہے کہ وہ مرنے سے پہلے فاتر العقل ہو گئی تھی۔

٥٢٥٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ غَسِيْلٍ، عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى انْطَلَقْنَا إِلَى حَائِطٍ يُقَالُ لَهُ: الشَّوْطُ، حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى حَائِطَيْنِ فَجَلَسْنَا بَيْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اجْلِسُوْا هَا هُنَا)). وَدَخَلَ وَقَدْ أُتِيَ بِالْجَوْنِيَّةِ، فَأُنْزِلَتْ فِيْ بَيْتٍ فِيْ نَخْلٍ فِيْ بَيْتٍ أُمَيْمَةُ بِنْتُ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِيْلَ وَمَعَهَا دَايَتُهَا حَاضِنَةٌ لَهَا، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَ: ((هَبِيْ نَفْسَكِ لِيْ)). قَالَتْ: وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ؟ قَالَ: فَأَهْوَى بِيَدِهِ يَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ: أَعُوْذُ بِاللَّهِ مِنْكَ. فَقَالَ: ((قَدْ عُذْتِ بِمَعَاذٍ)). ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقَالَ: ((يَا أَبَا أُسَيْدٍ! اكْسُهَا رَازِقِيَّيْنِ وَأَلْحِقْهَا بِأَهْلِهَا)). [طرفه في: ٥٢٥٧]

(۵۲۵۵) ہم سے ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا، ان سے حمزہ بن ابی اسید نے اور ان سے ابو اسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے اور ایک باغ میں پہنچے جس کا نام ''شوط'' تھا۔ جب ہم وہاں جا کر باغوں کے درمیان پہنچے تو بیٹھ گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ یہیں بیٹھو'' پھر آپ باغ میں گئے، جونیہ لائی جا چکی تھیں اور انہیں کھجور کے ایک گھر میں اتارا۔ اس کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا۔ ان کے ساتھ ایک دایہ بھی ان کی دیکھ بھال کے لیے تھی۔ جب نبی ﷺ ان کے پاس گئے تو فرمایا: ''اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیں۔'' اس نے کہا: کیا کوئی شہزادی کسی عام آدمی کے لیے اپنے آپ کو حوالہ کر سکتی ہے؟ بیان کیا کہ اس پر حضور ﷺ نے اپنا شفقت کا ہاتھ ان کی طرف بڑھا کر اس کے سر پر رکھا تو اس نے کہا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''ابو اسید! اسے دو رازقیہ کپڑے پہنا کر اسے اس کے گھر پہنچا آؤ۔''

٥٢٥٦ ، ٥٢٥٧۔ وَقَالَ الْحُسَيْنُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ، وَأَبِيْ أُسَيْدٍ قَالَا: تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ أُمَيْمَةَ بِنْتَ شَرَاحِيْلَ ، فَلَمَّا أُدْخِلَتْ عَلَيْهِ بَسَطَ يَدَهُ إِلَيْهَا فَكَأَنَّهَا كَرِهَتْ ذٰلِكَ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ أَنْ يُجَهِّزَهَا وَيَكْسُوَهَا ثَوْبَيْنِ رَازِقِيَّيْنِ. [راجع: ٥٢٥٥ ، ٥٦٣٧]

(۵۲۵۶،۵۷) اور حسین بن ولید نیشا پوری نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن نے، ان سے عباس بن سہل نے، ان سے ان کے والد (سہل بن سعد) اور ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے امیمہ بنت شراحیل سے نکاح کیا تھا، پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے یہاں لائی گئیں، آنحضرت ﷺ نے ان کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے اس نے ناپسند کیا۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے ابو اسید رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان کا سامان تیار کر دیں اور رازقیہ کے دو کپڑے انہیں پہننے کے لیے دے دیں۔''

تشریح: زبان دراز قسم کے معاندین نے اس واقعہ کو بھی اچھالا ہے حالانکہ ان کی ہفوات محض ہفوات ہیں۔ پہلے اس عورت سے نکاح ہوا تھا، بعد میں بوقت خلوت اسے شیطان نے ورغلا دیا تو اس نے یہ گستاخی کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی یہ کیفیت دیکھ کر اسے کنایتاً طلاق دے دی اور عزت آبرو کے ساتھ اسے رخصت کر دیا، بات ختم ہوئی مگر دشمنوں کو ایک شوشہ چاہیے۔ سچ ہے:

گل است سعدی و درچشم دشمناں خار است

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ أَبِي الْوَزِيْرِ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ، عَنْ حَمْزَةَ ، عَنْ أَبِيْهِ ، وَعَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيْهِ ، بِهٰذَا. [راجع: ٥٢٥٥]

ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی الوزیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حمزہ نے، ان سے ان کے والد اور عباس بن سہل بن سعد نے، ان سے عباس کے والد (سہل بن سعد رضی اللہ عنہ) نے اسی طرح بیان کیا۔

٥٢٥٨۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِيْ غَلَّابٍ ، يُوْنُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ. قَالَ: تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ؟ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا ، قُلْتُ: فَهَلْ عَدَّ ذٰلِكَ طَلَاقًا؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ؟ [راجع: ٤٩٠٨]

(۵۲۵۸) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابو غلاب یونس بن جبیر نے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: ایک شخص نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی جب وہ حائضہ تھی (اس کا کیا حکم ہے؟) اس پر انہوں نے کہا: تم ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جانتے ہو؟ ابن عمر نے اپنی بیوی کو اس وقت طلاق دی تھی جب وہ حائضہ تھی، پھر عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھا۔ آنحضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ (ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت اپنی بیوی سے) رجعت کر لیں، پھر جب وہ حیض سے پاک ہو جائیں تو اس وقت اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما چاہیں انہیں طلاق دیں۔ میں نے عرض کیا: کیا اسے بھی آنحضرت ﷺ نے طلاق شمار کیا تھا؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر کوئی عاجز ہے اور حماقت کا ثبوت دے تو اس کا کیا علاج ہے؟

بَابُ مَنْ أَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثِ

باب: اگر کسی نے تین طلاق دے دی تو جس نے کہا کہ تینوں طلاق ہو جائیں گی،

لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة: ٢٢٩] وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: فِي مَرِيضٍ طَلَّقَ لَا أَرَى أَنْ تَرِثَ مَبْتُوتَةٌ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: تَرِثُهُ. فَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: تَزَوَّجُ إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ؟ فَرَجَعَ عَنْ ذَلِكَ.

اس کی دلیل اور اللہ پاک نے سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''طلاق دو بار ہے اس کے بعد یا تو دستور کے موافق عورت کو رکھ لینا چاہیے یا اچھی طرح رخصت کر دینا چاہیے۔'' اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر کسی بیمار شخص نے اپنی عورت کو طلاق بائن دے دی تو وہ اپنے خاوند کی وارث نہ ہوگی اور عامر شعبی نے کہا: وارث ہوگی (اس کو سعید بن منصور نے وصل کیا) اور ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے شعبی سے کہا: کیا وہ عورت عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، ابن شبرمہ نے کہا: پھر اگر اس کا دوسرا خاوند بھی مر جائے (تو وہ کیا دونوں کی وارث ہوگی؟) اس پر شعبی نے اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

تشریح: سنت یہ ہے کہ اگر عورت کو تین طلاق دینی منظور ہوں تو پہلے طہر میں ایک طلاق دے، پھر دوسرے طہر میں ایک طلاق دے، پھر تیسرے طہر میں ایک طلاق دے۔ اب رجعت نہیں ہو سکتی اور وہ عورت بائنہ ہوگئی اور یہ خاوند اس عورت سے پھر نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر کے اس کے گھر نہ رہ لے اور پھر وہ دوسرا خاوند اسے اپنی مرضی سے طلاق نہ دے دے اور وہ عورت طلاق کی عدت نہ گزار لے اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے۔ عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائنہ ہو جائے گی۔ اب اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق دے دی یا ایک ہی طہر میں بدفعات ایک ایک کر کے تین طلاق دے دی تو اس میں علما کا اختلاف ہے۔ جمہور علما وائمہ اربعہ کا تو یہ قول ہے کہ تین طلاق پڑ جائیں گی لیکن ایسا کرنے والا ایک بدعت اور حرام کا مرتکب ہوگا اور امام ابن حزم اور ایک جماعت اہلحدیث اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق بھی نہیں پڑے گی اور اکثر اہلحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء اور عکرمہ اور محمد بن اسحاق کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑے گی خواہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور اسی کو اختیار کیا ہے ہمارے مشائخ اور ہمارے اماموں نے جیسے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام علامہ ابن قیم اور علامہ شوکانی اور محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہ رحمہم اللہ نے۔ شوکانی رحمہ اللہ نے کہا یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک طلاق پڑی ہے اس سے رجوع کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں گو اس کے خلاف فتویٰ دیا اور تین طلاقوں کو قائم رکھا مگر حدیث کے خلاف ہم کو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع ضروری ہے نہ کسی اور کی اور خود امام مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ تین طلاق ایک بار دینا ایک ہی طلاق تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں بھی دو برس تک۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی جلد بازی کی سزا دینے کے لئے یہ حکم دیا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جو حدیث کے خلاف قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ میں (مولانا وحید الزماں) کہتا ہوں، مسلمانو! اب تم کو اختیار ہے خواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو چھوڑ دو، خواہ حدیث پر عمل کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ ہم تو شق ثانی کا اختیار کرتے ہیں۔

بجز ابروئے تو محراب دل حافظ نیست   طاعت غیر تو در مذہب ماننتواں کرو

تطلیقات ثلاثہ قرآن وحدیث کی روشنی میں:

مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ خواہ بیک لفظ انت طالق ثلاثاً دی جائیں، یا متعدد الفاظ انت طالق، انت طالق، انت طالق سے دی جائیں۔ شرع کے حکم کے مطابق ان ہر ایک صورت میں ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور شوہر کے لئے رجعت کا حق باقی رہے گا۔ اس لئے کہ مجموعی طور پر ایک ہی وقت میں تین طلاقوں کا استعمال صریح معصیت اور کھلی ہوئی بدعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور امت محمد ﷺ نے اس طریقہ کو شرعی اعتبار سے قطعاً حرام قرار دیا ہے اور اس طلاق کو طلاق بدعی بتایا ہے یعنی ایسی طلاق جس کا ثبوت نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ احادیث رسول ﷺ میں۔ قرآن کریم میں جو طریقہ طلاق دینے کا بتایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر طلاق تفریق کے ساتھ ہو یعنی ہر طلاق کا استعمال ہر طہر میں ہونا چاہیے نہ کہ ایک ہی طہر میں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (۲/البقرۃ:۲۲۹) یعنی طلاق شرعی جس کے بعد رجوع کیا جا سکتا ہے دو طہروں میں دی ہوئی دو طلاقیں ہیں پھر شوہر کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں یا تو اچھے طریقہ سے اس کو روک لینا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ اسے رخصت کر دینا ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں جمہور مفسرین نے یہی بتایا ہے کہ یہاں طلاق دینے کا قاعدہ تفریق کے ساتھ رب العالمین نے بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر میں امام رازی نے آیت کی تفسیر میں لکھا ہے: "ان هذه الاية دالة على الامر بتفريق التطليقات۔" (تفسیر کبیر، ص: ۲٤٨ / ج: ۲) یعنی یہ آیت کریمہ دلالت کر رہی ہے اس حکم خداوندی پر کہ طلاق تفریق کے ساتھ دینی چاہیے یعنی الگ الگ طہر میں، ایک طہر میں نہیں۔ پھر آگے جمہور کا مسلک بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: "لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا القول هو الا قيس۔" یعنی اگر کوئی شخص ایک ہی دفعہ دو طلاقیں دے دے یا تین طلاقیں دے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی قیاس کے زیادہ موافق بھی ہے یعنی عقلاً اور شرعاً یہی صحیح ہے۔ یہی چیز علامہ ابو بکر جصاص رازی نے اپنے احکام القرآن میں لکھی ہے: "ان الآية ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ تضمنت الامر بايقاع الاثنتين في مرتين فمن اوقع الاثنين في مرة فهو مخالف لحكمها۔" (احکام القرآن، ص: ۳۸۰۔ ج ۱) یعنی دو طلاق دو بار (دو طہر میں) واقع کرنے کے امر کو شامل ہے۔ پس جو کوئی دو طلاق ایک ہی دفعہ یعنی ایک ہی طہر پر واقع کرتا ہے وہ حکم خداوندی کی صریح خلاف ورزی کرتا ہے علامہ نسفی نے بھی تفسیر مدارک میں اسی امر کو واضح کیا ہے کہ طلاق بالتفریق ہی صحیح ہے اور یہی فرمان خداوندی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "التطليق الشرعى تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع۔" (تفسیر مدارك، ص: ۱۷۱۔ ج: ۲) یعنی شرعی طلاق کے استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں تفریق کے ساتھ طلاق دی جائے ایک ہی دفعہ میں نہ دی جائے۔ تفسیر نیشا پوری میں بھی اسی کی وضاحت کی گئی ہے: "التطليق الشرعى تطليقة بعد تطليقة على التفريق دون الجمع والارسال دفعة واحدة۔" یعنی طلاق شرعی وہ طلاق ہے جو الگ الگ اپنے اپنے وقت یعنی طہر میں دی جائے یہ نہیں کہ سب کو اکٹھی کر کے ایک ہی دفعہ دے دی جائے، یہ بالکل خلاف شرع ہے۔ پھر آگے علامہ ابو زید دبوسی کے حوالے سے اصحاب رسول کا مسلک بتاتے ہیں: " وزعم ابو زيد الدبوسى فى الاسرار ان هذا قول عمر و عثمان وعلى وابن عباس وابن عمر وعمران بن حصين وابى موسى اشعرى وابى الدرداء وحذيفة اجمعين ثم من هؤلاء من قال لو طلقها اثنتين او ثلاثا لا يقع الا واحدة وهذا هو الاقيس۔" یعنی ابو زید دبوسی نے الاسرار میں لکھا ہے کہ یہ قول حضرت عمر، حضرت عثمان حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت عمران بن حصین، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت ابو درداء، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کا ہے، پھر ان میں بعض اصحاب وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو شخص بیک وقت دو طلاق یا تین طلاق دیتا ہے تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی قول قیاس کے سب سے زیادہ موافق ہے۔ چنانچہ یہی مطلب آیت کریمہ کا ابن کثیر نے تفسیر ابن کثیر میں، علامہ شوکانی نے فتح القدیر میں، علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے۔ جب قرآن کریم سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ طلاق شرعی وہی طلاق ہے جو ہر طہر میں الگ الگ دی جائے۔ ایک طہر میں جس قدر بھی طلاقیں دی جائیں گی وہ قرآن کریم کے مطابق ایک ہی ہوں گی کیونکہ ہر ایک طہر ایک طلاق سے زیادہ کا محل ہی نہیں ہے۔ اب اگر کوئی شخص چند طلاقوں کا استعمال ایک طہر میں کرتا ہے تو وہ صریح حرمت کا ارتکاب کرتا ہے یعنی قانون خداوندی کو توڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق ایک ہی طلاق کا اعتبار ہوگا۔ چونکہ ایک طہر ایک

طلاق سے زیادہ کا محل نہیں ہے۔ اب حدیث رسول ﷺ میں اس کی مزید تصریح اور توضیح ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

"عن ابن عباس كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وابى بكر و سنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة۔ فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا فى امر كانت لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم امضاه عليهم۔"

(صحیح مسلم ، ص: ۴۷۷/ ج:۱)

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ رسالت میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے عہد خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع دو سال تک تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے ایسے کام میں جلد بازی شروع کر دی جس میں ان کو مہلت تھی پس اگر ہم ان پر تین طلاقوں کو نافذ کر دیں تو مناسب ہے پس انہوں نے تین طلاقوں کو تین نافذ کر دیا۔

پہلے اس حدیث کی صحت پر غور فرمائیں، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مقدمہ صحیح مسلم میں لکھا ہے۔ جو حدیث سند کے اعتبار سے اعلیٰ ترین مقام رکھتی ہے وہ حدیث میں باب کے شروع میں لاتا ہوں پوری مسلم شریف میں یہی التزام کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:" فاما القسم الاول فانا نتوخى ان نقدم الاخبار التى هى اسلم من العيوب من غيرها۔" (صفحہ:۳) یعنی ہم نے قصد کیا ہے کہ ان احادیث کو پہلے روایت کریں جس کی سند تمام عیوب سے پاک اور صحیح سالم ہو دوسری احادیث سے ۔۔۔۔ اب آپ مذکورہ حدیث کو جو صحیح مسلم میں ہے باب کی پہلی حدیث دیکھ رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث اعلیٰ ترین صحت رکھتی ہے اور ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ اسی وجہ سے باب کی پہلی حدیث ہے ویسے بھی اس کے جید الاسناد ہونے پر جمہور محدثین کا اتفاق ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی باب کی پہلی حدیث کے متعلق یہی تصریح کی ہے۔ الاول ماروا ہ الحفاظ المتقون ۔ اول قسم کی سندوں سے وہی حدیث مروی ہے جن کے رواۃ حفاظ حدیث اور متقن رجال ہیں اور اسی کو باب کے شروع میں لاتے ہیں۔ حدیث مسلم کی صحت معلوم کرنے کے بعد اس حدیث میں دونوں حکم بیان کئے گئے ہیں۔ غور فرمایئے ایک حکم شرعی دوسرا حکم سیاسی۔ پہلا حکم تو شرعی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پورے عہد رسالت میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پورے عہد خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو سال تک مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ ایک ہی ہوتی تھی اور اس میں ایک فرد کا بھی اختلاف نہیں تھا۔ تمام کے تمام اصحاب رسول اللہ ﷺ کا اس پر اجماع تھا۔ دوسرا حکم امضاء ثلاث یعنی تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا ہے۔ یہ حکم بالکل سیاسی اور تعزیری ہے اور اس کی علت بھی حدیث میں موجود ہے کہ لوگ عجلت کرنے لگے اس امر میں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مہلت دی تو پھر سزا کے طور پر یہ حکم نافذ کر دیا اور یہی نہیں بلکہ اس میں مزید اضافہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کو جو بیک وقت تین طلاقیں استعمال کرتے تھے کوڑے لگوا کر میاں بیوی میں تفریق کرا دیتے تھے۔ چنانچہ محلی میں علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے بصراحت اس کو لکھا ہے۔ نیز اس حدیث میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبل اور بعد دونوں زمانہ کا الگ الگ تعامل بھی نظر آ جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ عہد رسالت سے لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دو تین سال تک بالاتفاق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک طہر کی تین طلاق ایک ہی ہوتی تھی اور اسی پر اجماع صحابہ تھا۔ اختلاف درحقیقت شروع خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے تیسرے سال کے بعد ہوا۔ جب انہوں نے سیاسی اور تعزیری فرمان کا نفاذ فرمایا اور حکم دے دیا کہ جو کوئی ایک طہر میں تین طلاقیں دے گا اسے تین مان کر ہمیشہ کے لئے تفریق کرا دوں گا اور یہ حکم پوری طرح نافذ کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فتوؤں میں کوئی اختلاف نظر نہیں آتا جو اختلاف صحابہ کرام کے فتوؤں میں نظر آتا ہے وہ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں ہے۔ چنانچہ محدثین، مؤرخین کے علاوہ خود ائمہ احناف نے اس بات کو تسلیم کیا اور اپنی اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ چنانچہ علامہ قہستانی لکھتے ہیں:"اعلم ان فى الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحكم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر ثم حكم بوقوع الثلاث لكثرته بين الناس تهديدًا۔"

یعنی صدر اول (عہد رسالت، عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک اگر کوئی شخص اکٹھا تین طلاقیں دیتا تو وہ صرف ایک

طلاق ہوتی تھی، پھر لوگ جب کثرت سے طلاقیں دینے لگے تو تہدیداً تین کو تین نافذ کر دیا گیا۔

یہی چیز طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے درمختار کے حاشیہ پر لکھی ہے:

"انه كان فى الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحكم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر ثم حكم بوقوع الثلاث سياسة لكثرته بين الناس۔" (در مختار، ص: ۱۰۵/ ج: ۲)

یعنی صدر اول میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ تک جب کوئی شخص ایک دفعہ تین طلاقیں دے دیتا تو صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم کیا جاتا تھا پھر لوگوں نے کثرت سے طلاق دینی شروع کی تو سیاستاً وتعزیراً تین طلاق کے وقوع کا حکم کیا جانے لگا۔

(مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر) میں بعینہٖ یہی عبارت ہے۔اسی طرح جامع الرموز وغیرہ میں بھی یہی صراحت موجود ہے۔اسی چیز کو پورے شرح وبسط کے ساتھ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ رشید علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاوىٰ ابن تيمية اغاثة اللهفان، اعلام الموقعين، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ہی میں اختلاف شروع ہوا اور دونوں طرح کے فتاوے دیئے جانے لگے۔اب ہم مسلمانوں کا تعامل اسی پر ہونا چاہیے جس پر صدر اول میں تھا، یعنی ایک دفعہ کی دی ہوئی طلاق ثلاثہ ایک ہی مانی جائے۔جس طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔پوری تفصیل سے محدثین نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور یہ حدیث نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے:

"طلق ركانة امراته ثلاثا فى مجلس واحد فحزن عليها حزنا شديدا قال فساله رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم كيف طلقتها ثلاثا؟ قال طلقتها ثلاثا فقال فى مجلس واحد؟ قال نعم قال فانما تلك واحدة فراجعها ان شئت قال فراجعها۔"

(مسند احمد، ص: ۱۶۵/ ج: ۱)

یعنی حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے کر سخت غمگین ہوئے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی تو دریافت فرمایا کہ تم نے کس طرح طلاق دی ہے؟ عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں نے تین طلاقیں دے دی ہیں۔آپ نے فرمایا کیا ایک مجلس میں دی ہیں؟ جواب دیا ہاں ایک ہی مجلس میں دی ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین طلاقیں ایک مجلس کی ایک ہی ہوئیں، اگر تو چاہتا ہے تو بیوی سے رجوع کر لے۔ابن عباس رضی اللہ عنہما جو راوی حدیث ہیں کہتے ہیں کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے رجوع کرلیا۔یہ حدیث بھی سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ فن حدیث کے امام الائمہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں اسی مسند احمد کی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:" وهذا الحديث نص فى المسئلة لا تقبل تاويل الذى فى غيره۔"

یعنی مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے میں یہ حدیث ایسی نص صریح ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں جو دوسروں میں کی جاتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصدیق صحت ان تمام شکوک وشبہات کو دور کر دیتی ہے جو بعض کم فہم لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔یہ حدیث بھی مسلک اہل حدیث کے لئے واضح اور روشن دلیل ہے اور طلاق ثلاثہ کے ایک طلاق ہونے کا بہترین ثبوت ہے۔امام نسائی سنن نسائی میں ایک حدیث محمود بن لبید سے روایت کرتے ہیں۔اس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قہر وغضب کا حال ملاحظہ ہو۔

"عن محمود بن لبيد قال اخبر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امراته ثلاث تطليقات جميعاً فقام غضبا ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهر كم قام رجل وقال يارسول الله الا اقتله۔" (سنن نسائی، ص: ج ۲: صفحہ ۸۹)

محمود بن لبید سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دیں۔پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت غصہ میں کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جاتا ہے حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔یہ سن کر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا یارسول اللہ! کیا میں اس کو قتل نہ کردوں۔

اس حدیث کے مضمون سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں شریعت کی نگاہ میں ایسا شدید جرم ہے کہ اللہ کے رسول سنتے ہی قہرمان ہوگئے اور ایسے فعل کے مرتکب کو صحابہ قتل کے لئے آمادہ ہوگئے۔بعض حضرات نے اس حدیث پر یہ شبہ ظاہر کیا ہے کہ اس حدیث میں قہر وغضب کا ذکر تو ضرور ہے مگر ایک طلاق ہونے کا کوئی ذکر نہیں ہے یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ تین طلاقیں ایک ہوئیں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاقیں تین ہی آپ نے مانی تھیں۔ یہ شبہ بالکل غلط ہے۔اس لئے کہ جب یہ پہلے معلوم ہو چکا کہ عہد رسالت میں ایک دفعہ کی دی ہوئی طلاقیں ایک ہی ہوتی تھیں اور رجعت کا حق باقی رہتا تھا تو پھر یہ شبہ کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔عام قاعدہ کے مطابق یہ بھی طلاق رجعی ہوئی۔اس لئے کہ ایک دفعہ کی دی ہوئی تین طلاقیں ہمیشہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ہی مانی ہیں۔جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے اور جیسا کہ حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں گزر چکا کہ آپ نے مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے بارے میں فرمایا: "فانما تلك واحدة فراجعها ان شئت" یعنی ایک وقت کی دی ہوئی طلاق ثلاثہ ایک ہی طلاق واقع ہوتی ہے۔اگر تم چاہتے ہو تو بیوی سے رجوع کرلو۔جناب رسول اللہ ﷺ کا یہ ایسا جنرل حکم ہے کہ اس کے بعد تین طلاقوں کے تین ہونے کا شبہ تک نہیں رہ جاتا۔صحت کے اعتبار سے بھی یہ حدیث صحیح ہے۔چنانچہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے متعلق فتح الباری میں لکھا ہے: ورواته موثوقون ان حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلام الموقعین میں ثابت کیا ہے کہ مجلس واحد کی طلاق ثلاثہ کے ایک ہونے پر فتاویٰ ہمیشہ علما نے دیئے ہیں۔چنانچہ لکھتے ہیں:

" فافتى به عبدالله بن عباس والزبير بن عوام و عبدالرحمن بن عوف وعلى وابن مسعود واما التابعون فافتى بة عكرمة وافتى به طاؤس واما اتباع التابعين فافتى به محمد بن اسحاق وغيره وافتى به خلاس بن عمرو والحارث عكلى واما اتباع تابعى التابعين فافتى به داؤد بن على واكثر اصحابه وافتى به بعض اصحاب مالك وافتى به بعض الحنفية وافتى به بعض اصحاب احمد۔" (اعلام الموقعين ، ص ، ٢٦)

یعنی صحابہ کرام میں عبداللہ بن عباس، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت علی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔تابعین میں امام طاؤس، امام عکرمہ نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین میں سے محمد بن اسحاق وغیرہ نے بھی یہی فتویٰ دیا اور خلاس بن عمرو اور حارث عکلی نے اسی کا فتویٰ دیا ہے اور تبع تابعین کے اتباع میں سے داؤد بن علی اور ان کے اکثر اصحاب نے بھی اسی کا فتویٰ دیا ہے اور بعض مالکیہ اور بعض حنفیہ اور بعض حنابلہ نے بھی تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی اس تصریح سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد قرناً بعد قرن اصحاب علم وفضل تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ دیتے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ جن لوگوں نے صدر اول کے فتویٰ پر عمل کیا، انہوں نے تین طلاقوں کو ایک بتایا اور جن لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ کو مانا، انہوں نے تین کو تین مانا۔چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فتویٰ بھی دونوں طرح کا حدیث میں منقول ہے مگر تین طلاقوں کے ایک ہونے کا فتویٰ خود سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا ہے اس لئے عامل بالکتاب والسنہ کا یہی مسلک ہے اور یہی ان کا مذہب ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سیاسی فیصلہ امضاء ثلاث کو عامل بالکتاب والسنہ نہیں مانتے جس طرح بہت سے صحابہ وتابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ نے نہیں مانا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں اسی طرف اشارہ کیا ہے: "فيه خلاف ذهب طاؤس و محمد بن اسحاق والحجاج بن ارطاط والنخعى وابن مقاتل و الظاهرية الى ان الرجل طلق امراته معا فقد وقعت عليها واحدة۔" (عمدة القارى ، ج : ٩ / ص : ٥٣٧) طلاق ثلاثہ کے وقوع میں اختلاف ہے۔امام طاؤس اور محمد بن اسحاق وحجاج بن ارطاط وامام نخعی رحمہم اللہ جو استاذ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور محمد بن مقاتل جو شاگرد امام ابوحنیفہ اور ظاہریہ سب اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں بیک وقت دے دے تو اس پر

ایک ہی واقع ہوگی، تین نہیں ہوں گی۔ جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ خلاصہ یہی ہے کہ ایک مجلس کی طلاق ثلاثہ دلائل کے اعتبار سے اور قرآن کریم اور حدیث رسول ﷺ کے اصول سے ایک ہی طلاق کے حکم میں ہیں، اور اسی پر عمل جمہور صحابہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سال تک رہا ہے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سیاسی فیصلہ سے اختلاف چلا اور آج تک چلا آرہا ہے اور شاید قیامت تک رہے گا۔ ابن قیم رحمہ اللہ نے اغاثة اللهفان میں لکھا ہے: "النزاع فی هذه المسئلة ثابت عن عهد الصحابة الی وقتنا هذا۔" یعنی وقوع ثلاثہ کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر ہمارے اس زمانہ تک نزاع چلا آرہا ہے۔ وقت کا شدید تقاضا ہے کہ آج عہد رسالت ہی کے تعامل پر امت متفق ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ مسئلہ پر عمل کی توفیق بخشے اور حق و باطل میں تمیز پیدا کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین (از قلم: حضرت مولانا عبدالصمد صاحب رحمانی صدر مدرس مدرسہ سبل السلام دہلی)

٥٢٥٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ، فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ! عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟ فَقَالَ عَاصِمٌ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. قَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ! لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَقْتُلُونَهُ، أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)).

(٥٢٥٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا: اے عاصم! تمہارا کیا خیال ہے، اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر کو دیکھے تو کیا اسے وہ قتل کر سکتا ہے؟ لیکن پھر تم قصاص میں اسے (شوہر کو) بھی قتل کر دو گے یا پھر وہ کیا کرے گا؟ عاصم میرے لیے یہ مسئلہ آپ رسول اللہ ﷺ سے پوچھ دیجیے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ اکرم سے یہ مسئلہ پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے ان سوالات کو ناپسند فرمایا اور اس سلسلے میں حضور ﷺ کے کلمات عاصم پر گراں گزرے اور جب وہ واپس اپنے گھر آئے تو عویمر نے آ کر ان سے پوچھا: بتائیے! آپ سے حضور اکرم ﷺ نے کیا فرمایا؟ عاصم نے اس پر کہا کہ تم نے مجھ کو آفت میں ڈالا۔ جو سوال تم نے پوچھا تھا وہ آنحضرت ﷺ کو ناگوار گزرا۔ عویمر نے کہا: اللہ کی قسم! یہ مسئلہ آنحضور سے پوچھے بغیر میں باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور حضور اکرم کی خدمت میں پہنچے۔ آنحضرت ﷺ لوگوں کے درمیان میں تشریف رکھتے تھے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پالیتا ہے تو آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن اس صورت میں آپ اسے قتل کر دیں گے یا پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں وحی نازل کی کہ پھر دونوں (میاں بیوی) نے لعان کیا۔" لوگوں کے ساتھ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس وقت موجود تھا۔ لعان سے جب دونوں فارغ ہوئے تو عویمر نے عرض کیا: یا رسول

قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا، فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ.

[راجع: ۴۲۳]

اللہ! اگر اس کے بعد بھی میں اسے اپنے پاس رکھوں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کے حکم سے پہلے ہی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر لعان کرنے والے کے لیے یہی طریقہ جاری ہوگیا۔

تشریح: کہ لعان کے بعد وہ مل کر نہیں رہ سکتے بلکہ ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں تین طلاق اکٹھا دے دے تب بھی تینوں پڑ جاتی ہیں۔ اہلحدیث یہ جواب دیتے ہیں کہ عویمر رضی اللہ عنہ نے نادانی سے یہ فعل کیا کیونکہ اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ خود لعان سے مرد اور عورت میں جدائی ہو جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ نے اس پر انکار اس وجہ سے نہیں کیا کہ وہ عورت اب اس کی عورت نہیں رہی تھی تو تین طلاق کیا اگر ہزار طلاق دیتا تب بھی بیکار تھی۔ ہاں اگر لعان نہ ہوا ہوتا تو آپ ضرور اس پر انکار کرتے اور فرماتے کہ ایک ہی طلاق پڑی ہے جیسے محمود بن لبید نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو تین اکٹھی طلاق دے دی ہیں۔ آپ غصہ ہوئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے کھیل کرتے ہو، ابھی میں تم میں موجود ہوں تو یہ حال ہے۔ اس کو نسائی نے نکالا اس کے راوی ثقہ ہیں۔

۵۲۶۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ امْرَأَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ إِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي، وَإِنِّي نَكَحْتُ بَعْدَهُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيَّ، وَإِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ. قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا، حَتَّى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ)).

[راجع: ۲۶۳۹]

(۵۲۶۰) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! رفاعہ نے مجھے طلاق دے دی تھی اور طلاق بھی بائن، پھر میں نے اس کے بعد عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیا لیکن ان کے پاس تو کپڑے کے پلو جیسا ہے (یعنی وہ نامرد ہیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن ایسا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک تم اپنے موجودہ شوہر کا مزانہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لے۔''

۵۲۶۱۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَجُلًا، طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا، فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ

(۵۲۶۱) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عمری نے، کہا مجھ سے قاسم بن محمد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی۔ ان کی بیوی نے دوسری شادی کر لی، پھر دوسرے

أَتَحِلُّ لِلأَوَّلِ؟ قَالَ: ((لَا، حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ)). [راجع: ٢٦٣٩] [مسلم: ٣٥٣١؛ نسائي: ٣٤١٢]

شوہر نے بھی (ہم بستری سے پہلے) انہیں طلاق دے دی۔ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا پہلا شوہر اب ان کے لیے حلال ہے (کہ ان سے دوبارہ شادی کر لیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہیں یہاں تک کہ وہ یعنی شوہر ثانی اس کا مزہ چکھے جیسا کہ پہلے نے مزہ چکھا تھا۔''

تشریح: موجودہ مروجہ حلالہ کی صورت قطعاً حرام ہے جس کے کرنے اور کرانے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

(٥) بَابُ مَنْ خَيَّرَ نِسَائَهُ

باب: جس نے اپنی عورتوں کو اختیار دیا

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾. [الاحزاب: ٢٨]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب میں فرمان: ''آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کا مزہ چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ متاع (دنیوی) دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔''

[حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا أُمِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِتَخْيِيرِ أَزْوَاجِهِ بَدَأَ بِي فَقَالَ: ((إِنِّي ذَاكِرٌ لَكِ أَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ أَنْ لَا تَعْجَلِي حَتَّى تَسْتَأْمِرِي أَبَوَيْكِ)) قَالَتْ: وَقَدْ عَلِمَ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِي بِفِرَاقِهِ قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ قَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَجْرًا عَظِيمًا﴾)) (الاحزاب: ٢٨، ٢٩) قَالَتْ: فَقُلْتُ: فَفِي أَيِّ هَذَا أَسْتَأْمِرُ أَبَوَيَّ فَإِنِّي أُرِيدُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ قَالَتْ: ثُمَّ فَعَلَ أَزْوَاجُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِثْلَ مَا فَعَلْتُ.]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات کے متعلق اختیار دینے کا حکم دیا گیا تو آپ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تمہیں ایک معاملہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ اس میں جلدی نہ کریں بلکہ اپنے والدین سے بھی مشورہ کر لیں۔'' رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہی تھا کہ میرے والدین آپ ﷺ سے علیحدگی کا کبھی مشورہ نہیں دے سکتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ''اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو اگر دنیاوی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا دوں اور تمہیں اچھائی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تمہاری مراد اللہ اور اس کا رسول اور آخرت کا گھر ہے تو تم میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت زبردست اجر رکھا ہے۔'' میں نے عرض کیا مجھے اپنے والدین سے مشورہ کس بات کا لینے کی ضرورت ہے۔ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور عالم آخرت کی طالب ہوں اس کے بعد دوسری ازواج نے بھی وہی کہا جو میں عرض کر چکی تھی۔

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اختیار دینے کو طلاق شمار نہیں کیا۔ (صحیح مسلم، الطلاق: ۱۴۷۷) اس امر کی صراحت آیندہ حدیث میں بھی ہے۔ جمہور اہل علم کا بھی موقف ہے کہ بیوی کو اختیار دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی تاہم کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر بیوی نے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو ایک طلاق بائنہ شمار ہوگی لیکن یہ موقف صحیح احادیث کے خلاف ہے۔

نوٹ: یہ حدیث بخاری کے عام نسخوں میں نہیں ہے صرف ہمارے ہاں متداول درسی نسخہ میں ہونے کی وجہ سے ہم نے اسے ذکر کردیا ہے لیکن اس پر کوئی نمبر نہیں لگایا چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں ''نسخہ سعانی میں حدیث مسروق سے پہلے حدیث ابی سلمہ عن عائشہ مذکور ہے جس کا آغاز حدثنا ابوالیمان سے ہوتا ہے۔ اس کے دو طریق تفسیر سورۂ احزاب میں گزر چکے ہیں۔'' (فتح الباری، ص: ۴۵۶، ج: ۹) (عبدالستار الحماد حفظہ اللہ)

٥٢٦٢ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: خَيَّرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَاخْتَرْنَا اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَلَمْ يَعُدَّ ذَلِكَ عَلَيْنَا شَيْئًا. [طرفه في: ٥٢٦٣]

[مسلم: ٣٦٨٨؛ ابوداود: ٢٢٠٣؛ ترمذي: ١١٧٩؛ نسائي: ٣٢٠٢، ٣٤٤٤، ٣٤٤٥؛ ابن ماجه: ٢٠٥٢]

(۵۲۶۲) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا: ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا: ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا: ہم سے مسلم بن صبیح نے ان سے مسروق نے ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا اور ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو ہی پسند کیا تھا لیکن اس کا ہمارے حق میں کوئی شمار (طلاق) میں نہیں ہوا تھا۔

٥٢٦٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْخِيَرَةِ، فَقَالَتْ: خَيَّرَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَفَكَانَ طَلَاقًا؟ قَالَ مَسْرُوقٌ: لَا أُبَالِي أَخَيَّرْتُهَا وَاحِدَةً أَوْ مِائَةً بَعْدَ أَنْ تَخْتَارَنِي. [راجع: ٥٢٦٢] [مسلم: ٣٦٨٤، ٣٦٨٥، ٣٦٨٦، ٣٦٨٧؛ ترمذي: ١١٧٩؛ نسائي: ٣٢٠٣، ٣٤٤٣]

(۵۲۶۳) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، کہا ہم سے عامر نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ''اختیار'' کے متعلق سوال کیا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا تھا، تو کیا محض یہ اختیار طلاق بن جاتا۔ مسروق نے کہا کہ اختیار دینے کے بعد اگر تم مجھے پسند کر لیتی ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں، چاہے میں ایک مرتبہ اختیار دوں یا سو مرتبہ (طلاق نہیں ہوگی)۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ:

فَارَقْتُكِ أَوْ سَرَّحْتُكِ أَوِ الْخَلِيَّةُ أَوِ الْبَرِيَّةُ أَوْ مَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ، فَهُوَ عَلَى نِيَّتِهِ، وَقَوْلُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ [الاحزاب: ٤٩] وَقَالَ: ﴿وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ [الاحزاب: ٢٨] وَقَالَ: ﴿فَإِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ﴾ [البقرة: ٢٢٩] وَقَالَ: ﴿أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ﴾. [الطلاق: ٢]

باب: جب کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ

میں نے تمہیں جدا کیا یا میں نے رخصت کیا، یا یوں کہے کہ اب تو خالی ہے یا الگ ہے کہ آؤ میں تم کو اچھی طرح سے رخصت کردوں۔ اسی طرح سورۂ بقرہ میں فرمایا، یا اسی طرح کا کوئی ایسا لفظ استعمال کیا جس سے طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہے تو اس کی نیت کے مطابق طلاق ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا سورۂ احزاب میں ارشاد ہے: ''انہیں خوبی کے ساتھ رخصت کردو۔'' اور اسی سورت میں فرمایا ''اس کے بعد یا تو رکھ لینا ہے قاعدہ کے مطابق یا خوش (اخلاقی) کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔'' اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّ أَبَوَيَّ لَمْ يَكُونَا يَأْمُرَانِّي بِفِرَاقِهِ.

کو خوب معلوم تھا کہ میرے والدین (نبی ﷺ سے) فراق کا مشورہ دے ہی نہیں سکتے (یہاں فراق سے طلاق مراد ہے)۔

بَابُ مَنْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ

باب: جس نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے

قَالَ الْحَسَنُ: نِيَّتُهُ. وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: إِذَا طَلَّقَ ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْهِ. فَسَمَّوْهُ حَرَامًا بِالطَّلَاقِ وَالْفِرَاقِ، وَلَيْسَ هَذَا كَالَّذِي يُحَرِّمُ الطَّعَامَ، لِأَنَّهُ لَا يُقَالُ لِلطَّعَامِ الْحِلِّ: حَرَامٌ، وَيُقَالُ لِلْمُطَلَّقَةِ: حَرَامٌ، وَقَالَ فِي الطَّلَاقِ ثَلَاثٌ: لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ.

حسن بصری نے کہا کہ اس صورت میں فتویٰ اس کی نیت پر ہوگا اور اہل علم نے یوں کہا ہے کہ جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی۔ یہاں طلاق اور فراق کے الفاظ کے ذریعے حرمت ثابت کی اور عورت کو اپنے اوپر حرام کرنا کھانے کو حرام کرنے کی طرح نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حلال کھانے کو حرام نہیں کہہ سکتے اور طلاق والی عورت کو حرام کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تین طلاق والی عورت کے لیے یہ فرمایا کہ ''وہ اگلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔''

٥٢٦٤۔ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَمَّنْ طَلَّقَ ثَلَاثًا قَالَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِي بِهَذَا، فَإِنْ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا حَرُمَتْ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. [راجع: ٤٩٠٨] [مسلم: ٣٦٥٣؛ ابوداود: ٢١٨٠]

(۵۲۶۴) اور لیث بن سعد نے نافع سے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر ایسے شخص کا مسئلہ پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی ہوتی، تو وہ کہتے اگر تو ایک بار یا دو بار طلاق دیتا تو رجوع کر سکتا تھا کیونکہ آنحضرت ﷺ نے مجھے ایسا ہی حکم دیا تھا۔ لیکن جب تو نے تین طلاق دے دی تو وہ عورت اب تجھ پر حرام ہوگئی یہاں تک کہ وہ تیرے سوا اور کسی شخص سے نکاح کرے۔

تشریح: امام حسن بصری رحمہ اللہ کے فتویٰ کی روایت کو عبدالرزاق نے وصل کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسا کہنے والے کی نیت اگر طلاق کی ہوگی تو طلاق ہو جائے گی۔ اگر ظہار کی نیت ہوگی تو ظہار ہو جائے گا۔ حنفیہ کہتے ہیں اگر ایک طلاق یا دو طلاق کی نیت کرے تو ایک طلاق بائن پڑے گی اگر طلاق کی نیت نہ کرے تو وہ ایلاء ہوگا۔ امام ابوثور اور اوزاعی نے کہا ایسا کہنے سے قسم کا کفارہ دے۔ بعض نے کہا ظہار کا کفارہ دے، مالکیہ کہتے ہیں ایسا کہنے سے تین طلاق پڑ جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسا کہنا لغو ہے اور اس میں کچھ لازم نہ آئے گا۔ غرض اس مسئلہ میں قرطبی نے سلف کے اٹھارہ قول نقل کئے ہیں تو رخصت کے لفظ سے طلاق مراد نہیں رکھی۔ مطلب امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ صریح طلاق وہی ہے جس میں طلاق کا لفظ ہو یا اس کا مشتق مثلاً انت مطلقة یا طلقتك یا انت طالق یا علیك الطلاق باقی الفاظ جیسے فراق، تسریح، خلیہ، بریہ وغیرہ ان سے طلاق جب ہی پڑے گی کہ خاوند کی نیت طلاق کی ہو کیونکہ ان الفاظ کے معنی سوا طلاق کے اور بھی آئے ہیں جیسے سورۂ احزاب کی اس آیت میں ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ (۳۳/الاحزاب:۴۹) یہاں تسریح سے رخصت کرنا مراد ہے نہ کہ طلاق دینا کیونکہ طلاق کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے اور غیر مدخولہ عورت ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے، دوسری طلاق کا محل کہاں ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیت میں تسریح اور فارقوھن سے طلاق مراد نہیں ہے کیونکہ طلاق کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ (وحیدی)

٥٢٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ فَطَلَّقَهَا، وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي، وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلَّا هَنَةً وَاحِدَةً، وَلَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلَى شَيْءٍ، فَأَحِلُّ لِزَوْجِي الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَحِلِّينَ لِزَوْجِكِ الْأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ الْآخَرُ عُسَيْلَتَكِ، وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ)). [راجع: ٢٦٣٩] [مسلم: ٣٥٣٠]

(٥٢٦٥) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص رفاعی نے اپنی بیوی (تمیمہ بنت وہب) کو طلاق دے دی، پھر ایک دوسرے شخص سے اس کی بیوی نے نکاح کیا لیکن انہوں نے بھی ان کو طلاق دے دی۔ اس دوسرے شوہر کے پاس کپڑے کے پلو کی طرح تھا۔ عورت کو اس سے پورا مزہ جیسا وہ چاہتی تھی نہیں ملا۔ آخر عبدالرحمٰن نے تھوڑے ہی دنوں رکھ کر اس کو طلاق دے دی۔ اب وہ عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی، پھر میں نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ وہ میرے پاس تنہائی میں آئے لیکن ان کے ساتھ تو کپڑے کے پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کل ایک ہی بار اس نے مجھ سے صحبت کی وہ بھی بیکار (دخول ہی نہیں ہوا اوپر ہی اوپر چھو کر رہ گیا) اب میں اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرا خاوند تیری شیرینی نہ چکھے۔''

تشریح: یعنی جب تک اچھی طرح دخول نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ صرف حشفہ کا فرج میں داخل ہو جانا تحلیل کے لئے کافی ہے۔ امام حسن بصری نے انزال کی بھی شرط رکھی ہے۔ یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ وہ حقیقتاً حلال یا حرام ہوتی ہے جیسے اس حدیث میں ہے کہ پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

بَابٌ: ﴿لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ [التحریم:١]

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا: ''اے پیغمبر! جو چیز اللہ نے تیرے لیے حلال کی ہے اسے تو اپنے اوپر کیوں حرام کرتا ہے''

٥٢٦٦۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، سَمِعَ الرَّبِيعَ بْنَ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُولُ: إِذَا حَرَّمَ امْرَأَتَهُ لَيْسَ

(٥٢٦٦) مجھ سے حسن بن صباح نے بیان کیا، انہوں نے ربیع بن نافع سے سنا کہ ہم سے معاویہ بن سلام نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے یعلیٰ بن حکیم نے، ان سے سعید بن جبیر نے، انہوں نے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر ''حرام'' کہا تو یہ کوئی چیز نہیں اور فرمایا: ''تمہارے

بِشَيْءٍ. وَقَالَ: ﴿لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾. [الاحزاب: ٢١] [راجع: ٤٩١١]

لیے رسول اللہ ﷺ کی پیروی عمدہ پیروی ہے۔"

تشریح: بعض اہل سیر نے آیت باب کا شان نزول حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کو بتایا ہے جب نبی کریم ﷺ نے ان کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا۔

٥٢٦٧ـ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ، وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلاً، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ ﷺ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ، فَقَالَ: ((لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ)). فَنَزَلَتْ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ﴾ إِلَى ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ [التحريم: ١-٤] لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ﴾ [التحريم: ٣] لِقَوْلِهِ: ((بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً)). [راجع: ٤٩١٢]

(٥٢٦٧) مجھ سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے حجاج بن محمد اعور نے، ان سے ابن جریج نے کہ عطاء بن ابی رباح نے یقین کے ساتھ کہا کہ انہوں نے عبید بن عمیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں ٹھہرتے تھے اور ان کے یہاں شہد پیا کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے مل کر صلاح کی کہ آنحضرت ﷺ ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں تو آنحضرت ﷺ سے یہ کہا جائے کہ آپ کے منہ سے مغافیر (ایک خاص قسم کی بدبودار گوند) کی بو آتی ہے، کیا آپ ﷺ نے مغافیر کھایا ہے؟ نبی کریم ﷺ اس کے بعد ہم میں سے ایک کے یہاں تشریف لائے تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے یہی بات کہی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ میں نے زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) کے یہاں شہد پیا ہے، اب دوبارہ نہیں پیوں گا۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے نبی! آپ وہ چیز کیوں حرام کرتے ہیں جو اللہ نے آپ کے لیے حلال کی ہے" سے ﴿إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ﴾ تک۔ یہ حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف خطاب ہے۔ "وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا" میں حدیث سے آپ کا یہی فرمانا مراد ہے کہ میں نے مغافیر نہیں کھایا بلکہ شہد پیا ہے۔

تشریح: یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں عورت کے حرام کرنے میں کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ انہوں نے اسی آیت سے دلیل لی ہے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کر دیا کہ یہ آیت شہد کے حرام کر لینے میں اتری ہے نہ کہ عورت کے حرام کر لینے میں۔ نبی کریم ﷺ کو اس سے بڑی نفرت تھی کہ آپ کے بدن یا کپڑے میں سے کوئی بدبو آئے۔ آپ انتہائی نفاست پسند تھے۔ ہمیشہ خوشبو میں معطر رہتے تھے۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے یہ صلاح اس لئے کی کہ آپ شہد پینا چھوڑ کر اس دن سے زینب کے پاس ٹھہرنا چھوڑ دیں۔

٥٢٦٨ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ

(٥٢٦٨) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے

اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَاءَ وَكَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلَى نِسَائِهِ، فَيَدْنُو مِنْ إِحْدَاهُنَّ، فَدَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ، فَاحْتَبَسَ أَكْثَرَ مَا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَغِرْتُ فَسَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ فَقِيلَ لِي: أَهْدَتْ لَهَا امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةً مِنْ عَسَلٍ، فَسَقَتِ النَّبِيَّ ﷺ مِنْهُ شَرْبَةً، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ! لَنَحْتَالَنَّ لَهُ. فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: إِنَّهُ سَيَدْنُو مِنْكِ، فَإِذَا دَنَا مِنْكِ فَقُولِي أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: لَا. فَقُولِي لَهُ: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ فَإِنَّهُ سَيَقُولُ لَكِ: سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُولِي لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ. وَسَأَقُولُ ذَلِكَ، وَقُولِي أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ ذَلِكَ. قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: فَوَاللّٰهِ! مَا هُوَ إِلَّا أَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أُنَادِيَهُ بِمَا أَمَرْتِنِي بِهِ فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَهُ سَوْدَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيرَ قَالَ: ((لَا)). قَالَتْ: فَمَا هَذِهِ الرِّيحُ الَّتِي أَجِدُ مِنْكَ. قَالَ: ((سَقَتْنِي حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ)). فَقَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ إِلَيَّ قُلْتُ لَهُ: نَحْوَ ذَلِكَ، فَلَمَّا دَارَ إِلَى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَلَمَّا دَارَ إِلَى حَفْصَةَ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَا أَسْقِيكَ مِنْهُ قَالَ: ((لَا حَاجَةَ لِي فِيهِ)). قَالَتْ: تَقُولُ سَوْدَةُ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ حَرَمْنَاهُ. قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِي.

[راجع: ٤٩١٢]

تھے۔ آنحضرت ﷺ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر جب واپس آتے تو آپ اپنی ازواج کے پاس واپس تشریف لے جاتے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آنحضرت ﷺ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ دیر ان کے گھر ٹھہرے۔ مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے انہیں شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضرت ﷺ کے لیے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا: اللہ کی قسم! میں تو ایک حیلہ کروں گی، پھر میں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضرت ﷺ تمہارے پاس آئیں گے اور جب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے آپ نے مغافیر کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ اس کے جواب میں انکار کریں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں معلوم کر رہی ہوں؟ اس پر آنحضرت ﷺ کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے۔ تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ کہتی تھی کہ اللہ کی قسم آنحضرت ﷺ جونہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضرت ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب آنحضرت ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے قریب تشریف لے گئے تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' انہوں نے کہا: پھر یہ بو کیسی ہے جو آپ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''حفصہ نے شہد کا شربت پلایا ہے'' اس پر سودہ بولیں: اس شہد کی مکھی نے مغافیر کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ پھر جب آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی اس کے بعد جب صفیہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر آنحضور ﷺ حفصہ کے یہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے

فرمایا: ”مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔“ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ بولیں، واللہ! ہم آنحضرت ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہوگئیں، میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

تشریح: کہیں بات کھل نہ جائے اور حفصہ رضی اللہ عنہا تک پہنچ نہ جائے۔ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا حالانکہ عمر میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہیں بڑی بلکہ بوڑھی تھیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ڈرتی رہتی تھیں کیونکہ نبی کریم ﷺ کی عنایت اور محبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہت تھی۔ ہر ایک بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف کرنے سے ڈرتی تھی کہ کہیں نبی کریم ﷺ کو ہم سے خفا نہ کردیں۔ سوکنوں میں ایسا فطری ہوتا ہے۔ اللہ پاک ازواج مطہرات کے ایسے حالات کو معاف کرنے والا ہے۔ واللہ هو الغفور الرحیم۔

بَابٌ: لَا طَلَاقَ قَبْلَ النِّكَاحِ

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ [الاحزاب: ٤٩] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: جَعَلَ اللَّهُ الطَّلَاقَ بَعْدَ النِّكَاحِ وَيُرْوَى فِي ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ وَعَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَشُرَيْحٍ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْقَاسِمِ وَسَالِمٍ وَطَاوُسٍ وَالْحَسَنِ وَعِكْرِمَةَ وَعَطَاءٍ وَعَامِرِ بْنِ سَعْدٍ وَجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَنَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ وَسُلَيْمَانَ ابْنِ يَسَارٍ وَمُجَاهِدٍ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَمْرِو بْنِ هَرِمٍ وَالشَّعْبِيِّ: أَنَّهَا لَا تَطْلُقُ.

باب: نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں فرمایا: ”اے ایمان والو! جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو پھر تم انہیں طلاق دے دو۔ قبل اس کے کہ تم نے انہیں ہاتھ لگایا ہو تو اب ان پر کوئی عدت ضروری نہیں. ہے جسے تم شمار کرنے لگو تو ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے اچھی طرح رخصت کردو۔“ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا ہے۔ (اس کو امام احمد اور بیہقی اور ابن خزیمہ نے نکالا) اور اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، ابوبکر بن عبدالرحمٰن، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ، ابان بن عثمان، علی بن حسین، شریح، سعید بن جبیر، قاسم، سالم، طاؤس، حسن، عکرمہ، عطاء، عامر بن سعد، جابر بن زید، نافع بن جبیر، محمد بن کعب، سلیمان بن کعب، سلیمان بن یسار، مجاہد، قاسم بن عبدالرحمٰن، عمرہ بن حزم اور شعبی رحمۃ اللہ علیہم ان سب بزرگوں سے ایسی ہی روایتیں آئی ہیں۔ سب نے یہی کہا ہے کہ طلاق نہیں پڑے گی۔

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض مالکیہ اور حنفیہ کے مذہب کا رد کرنا ہے۔ مالکیہ کہتے ہیں اگر کوئی کسی معین عورت کی نسبت کہے میں اس سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے۔ پھر اسی سے نکاح کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ اہلحدیث اور امام بخاری اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم کا یہ مذہب ہے کہ طلاق نہیں پڑے گی۔ خواہ معین عورت کی نسبت کہے یا مطلق یوں کہے اگر میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں دونوں صورتوں میں نکاح کرتے ہی طلاق پڑ جائے گی اور اس باب میں مرفوع احادیث بھی وارد ہیں جن سے اہلحدیث کے مذہب کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ترجمہ باب خود ایک حدیث ہے جس کو طبرانی اور سعید بن منصور نے مرفوعاً نکالا مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ان کو اپنی شرط پر نہ ہونے

سے نہ لا سکے اور بہت سے فقہائے تابعین اور صحابہ کے اقوال نقل کئے جن سے یہ نکلتا ہے کہ طلاق نہ پڑنے پر گویا اجماع کے قریب ہوگیا ہے۔ آیت مبارکہ: ﴿وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا﴾ (۳۳/الاحزاب:۴۹) میں مذکور ہے کہ تم ان سے نکاح کرو پھر طلاق دو تو معلوم ہوا کہ طلاق وہی صحیح ہے جو نکاح کے بعد واقع ہو اور جن لوگوں نے امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آیت سے استدلال صحیح نہیں ہوتا ان کو یہ خبر نہیں کہ خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو اس امت کے بڑے عالم تھے اس مطلب پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کہا اور اگر کہا تو ان سے لغزش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا مسلمانو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو طلاق دو اور یوں نہیں فرمایا جب تم ان کو طلاق دو پھر ان سے نکاح کرو۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس مقام پر دو صحابیوں اور ۲۳ تابعین کے اقوال بیان کئے جو اس امت کے بڑے فقیہ اور عالم گزرے ہیں۔ یہاں سے امام بخاری رحمہ اللہ کی وسعت علمی معلوم ہوتی ہے کہ قطع نظر مرفوع احادیث کے امام بخاری رحمہ اللہ کو صحابہ اور تابعین اور فقہا کے اقوال بھی بے حد یاد تھے۔ اتنے حافظے کا تو کوئی شخص اس امت اسلامیہ میں نظر نہیں آتا گویا وہ معجزہ تھے، جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے بہت زمانہ بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ پیدا ہوئے یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ تھے ان کے وسعت علم کی بھی کوئی انتہا نہیں ہے۔ حدیث کی معرفت میں دریائے بے پایاں تھے۔ دیکھئے ان کے اقوال کی تخریج کہاں کہاں سے ڈھونڈ کر حافظ صاحب ہی نے بیان کی ہے اور سیوطی بھی حافظ حدیث تھے مگر ان میں حدیث کی ایسی پرکھ نہیں ہے جیسی حافظ صاحب میں تھی حافظ صاحب تنقید حدیث اور معرفت رجال میں بھی اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے جیسے احاطہ حدیث میں اور قسطلانی اور عینی وغیرہ تو محض خوشہ چین ہیں۔ دوسروں کی پکی پکائی ہانڈی کھانے والے۔ اللہ تعالیٰ عالم برزخ اور حشر میں ہم کو ان سب بزرگوں کی معیت نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین (وحیدی)

بَابٌ: إِذَا قَالَ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ مُكْرَهٌ هَذِهِ أُخْتِي فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

باب: اگر کوئی (کسی ظالم کے ڈر سے) جبراً بیوی کو اپنی بہن کہہ دے تو کچھ نقصان نہ ہوگا نہ اس عورت پر طلاق پڑے گی نہ ہی مرد پر ظہار کا کفارہ لازم ہوگا

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِسَارَةَ: هَذِهِ أُخْتِي وَذَلِكَ فِي ذَاتِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ)).

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ کو کہا کہ یہ میری بہن ہے یعنی اللہ عزوجل کی راہ میں (دینی بہن)۔''

[راجع: ۳۳۵۸]

بَابُ الطَّلَاقِ فِي الْإِغْلَاقِ

باب: زبردستی اور جبراً طلاق دینے کا حکم

وَالْكُرْهِ وَالسَّكْرَانِ وَالْمَجْنُونِ وَأَمْرِهِمَا، وَالْغَلَطِ وَالنِّسْيَانِ فِي الطَّلَاقِ وَالشِّرْكِ وَغَيْرِهِ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى)). وَتَلَا الشَّعْبِيُّ: ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ [البقرة: ۲۸۶] وَمَا لَا يَجُوزُ مِنْ إِقْرَارِ الْمُوَسْوِسِ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلَّذِي أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ: ((أَبِكَ

اسی طرح نشہ یا جنون میں دونوں کا حکم ایک ہونا، اسی طرح بھول یا چوک سے طلاق دینا یا بھول چوک سے کوئی شرک (بعضوں نے یہاں لفظ "والشك" نقل کیا ہے جو زیادہ قریب قیاس ہے) کا حکم نکال بیٹھنا یا شرک کا کوئی کام کرنا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمام کام نیت سے صحیح ہوتے ہیں اور ہر ایک آدمی کو وہی ملے گا جو وہ نیت کرے۔'' اور عامر شعبی نے یہ آیت پڑھی ﴿لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا﴾ اور اس باب میں یہ بھی بیان ہے کہ وسواسی اور مجنون آدمی کا اقرار صحیح نہیں ہے کیونکہ نبی

جُنُوْنٌ)). وَقَالَ عَلِيٌّ: بَقَرَ حَمْزَةُ خَوَاصِرَ شَارِفَيَّ، فَطَفِقَ النَّبِيُّ ﷺ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فَإِذَا حَمْزَةُ قَدْ ثَمِلَ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ، ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِأَبِيْ؟ فَعَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُ قَدْ ثَمِلَ، فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ، وَقَالَ عُثْمَانُ: لَيْسَ لِمَجْنُوْنٍ وَلَا لِسَكْرَانَ طَلَاقٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَلَاقُ السَّكْرَانِ وَالْمُسْتَكْرَهِ لَيْسَ بِجَائِزٍ. وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: لَا يَجُوْزُ طَلَاقُ الْمُوَسْوِسِ. وَقَالَ عَطَاءٌ: إِذَا بَدَا بِالطَّلَاقِ فَلَهُ شَرْطُهُ. وَقَالَ نَافِعٌ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ إِنْ خَرَجَتْ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: إِنْ خَرَجَتْ فَقَدْ بُتَّتْ مِنْهُ، وَإِنْ لَمْ تَخْرُجْ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: فِيْمَنْ قَالَ: إِنْ لَمْ أَفْعَلْ كَذَا وَكَذَا فَامْرَأَتِيْ طَالِقٌ ثَلَاثًا يُسْئَلُ عَمَّا قَالَ، وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ، حِيْنَ حَلَفَ بِتِلْكَ الْيَمِيْنِ، فَإِنْ سَمَّى أَجَلًا أَرَادَهُ وَعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُهُ حِيْنَ حَلَفَ، جُعِلَ ذٰلِكَ فِيْ دِيْنِهِ وَأَمَانَتِهِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: إِنْ قَالَ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْكِ. نِيَّتُهُ، وَطَلَاقُ كُلِّ قَوْمٍ بِلِسَانِهِمْ. وَقَالَ قَتَادَةُ: إِذَا قَالَ: إِذَا حَمَلْتِ فَأَنْتِ طَالِقٌ. ثَلَاثًا، يَغْشَاهَا عِنْدَ كُلِّ طُهْرٍ مَرَّةً، فَإِنِ اسْتَبَانَ حَمْلُهَا فَقَدْ بَانَتْ. وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا قَالَ: الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ. نِيَّتُهُ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: الطَّلَاقُ عَنْ وَطَرٍ، وَالْعَتَاقُ مَا أُرِيْدَ بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: إِنْ قَالَ: مَا أَنْتِ بِامْرَأَتِيْ. نِيَّتُهُ، وَإِنْ نَوَى طَلَاقًا فَهُوَ مَا نَوَى. وَقَالَ عَلِيٌّ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ

کریم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا جو زنا کا اقرار کر رہا تھا: ''کہیں تجھے جنون تو نہیں ہے'' اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جناب امیر حمزہ نے میری اونٹنیوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے (ان کے گوشت کے کباب بنائے) آنحضرت ﷺ نے ان کو ملامت کرنی شروع کی پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ نشے میں چور ہیں، ان کی آنکھیں سرخ ہیں۔ انہوں نے (نشے کی حالت میں) یہ جواب دیا تم سب کیا میرے باپ کے غلام نہیں ہو؟ آنحضرت ﷺ نے پہچان لیا کہ وہ بالکل نشے میں چور ہیں، آپ نکل کر چلے آئے، ہم بھی آپ کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: مجنون اور نشہ والے کی طلاق نہیں ثابت ہوگی (اسے ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نشے اور زبردستی کی طلاق نہیں پڑے گی (اس کو سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے وصل کیا) اور عقبہ بن عامر جہنی صحابی رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر طلاق کا وسوسہ دل میں آئے تو جب تک زبان سے الفاظ نہ نکالے طلاق نہیں پڑے گی اور عطاء بن ابی رباح نے کہا: اگر کسی نے پہلے (انت طالق) کہا، اس کے بعد شرط لگائی کہ اگر تو گھر میں گئی تو شرط کے مطابق طلاق پڑ جائے گی۔ اور نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: اگر کسی نے اپنی عورت سے یوں کہا تجھے طلاق بائن ہے اگر تو گھر سے نکلی، پھر وہ نکل کھڑی ہوئی تو کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا: عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اگر نہ نکلے تو طلاق نہیں پڑے گی اور ابن شہاب زہری نے کہا (اسے عبدالرزاق نے نکالا) اگر کوئی مرد یوں کہے: میں ایسا ایسا نہ کروں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں۔ اس کے بعد یوں کہے: جب میں نے کہا تھا تو ایک مدت معین کی نیت کی تھی، یعنی ایک سال یا دو سال میں یا ایک دن یا دو دن میں اب اگر اس نے ایسی ہی نیت کی تھی تو معاملہ اس کے اور اللہ کے درمیان رہے گا (وہ جانے اس کا کام جانے) اور ابراہیم نخعی نے کہا: (اسے ابن ابی شیبہ نے نکالا) اگر کوئی اپنی جورو سے یوں کہے: اب مجھے تیری ضرورت نہیں ہے تو اس کی نیت پر اعتبار رہے گا اور ابراہیم نخعی نے یہ بھی کہا کہ دوسری زبان والوں کی طلاق اپنی اپنی زبان میں ہوگی اور قتادہ نے کہا: اگر کوئی اپنی عورت سے یوں کہے: جب تجھے پیٹ رہ جائے تو تجھ پر تین طلاق ہیں۔ اسے لازم ہے کہ ہر طہر پر عورت سے ایک بار صحبت کرے اور

عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتَّى يُفِيْقَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتَّى يُدْرِكَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ. وَقَالَ عَلِيٌّ: وَكُلُّ الطَّلَاقِ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ.

جب معلوم ہو جائے کہ اسے پیٹ رہ گیا، اسی وقت وہ مرد سے جدا ہو جائے گی اور حسن بصری نے کہا: اگر کوئی اپنی عورت سے کہے جا اپنے میکے چلی جا اور طلاق کی نیت کرے تو طلاق پڑ جائے گی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: طلاق تو (مجبوری سے) دی جاتی ہے ضرورت کے وقت اور غلام کو آزاد کرنا اللہ کی رضامندی کے لیے ہوتا ہے اور ابن شہاب زہری نے کہا: اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا: تو میری بیوی نہیں ہے اور اس کی نیت طلاق کی تھی تو طلاق پڑ جائے گی اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (جسے بغوی نے جعدیات میں وصل کیا) عمر! کیا تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ تین آدمی مرفوع القلم ہیں (یعنی ان کے اعمال نہیں لکھے جاتے) ایک تو پاگل جب تک وہ تندرست نہ ہو، دوسرا بچہ جب تک وہ جوان نہ ہو، تیسرا سونے والا جب تک وہ بیدار نہ ہو اور علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ ہر ایک طلاق پڑ جائے گی مگر نادان، بے وقوف (جیسے دیوانہ، نابالغ، نشے میں مست وغیرہ) کی طلاق نہیں پڑے گی۔

تشریح: لفظ اغلاق کے معنی زبردست کے ہیں یعنی کوئی مرد پر جبر کرے طلاق دینے پر اور وہ دے دے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ بعض نے کہا اغلاق سے غصہ مراد ہے یعنی اگر غصے اور طیش کی حالت میں طلاق دے تو طلاق نہ پڑے گی۔ متاخرین حنابلہ کا یہی قول ہے لیکن اکثر علما اور ائمہ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں طلاق تو اکثر غصے ہی کے وقت دی جاتی ہے پس اگر غصے میں طلاق نہ پڑے تو ہر طلاق دینے والا یہی کہے گا کہ میں اس وقت غصے میں تھا۔ بعض نے والشرك کی جگہ لفظ والشك پڑھا ہے یعنی اگر شک ہو گیا کہ طلاق کا لفظ زبان سے نکالا تھا یا نہیں تو طلاق واقع نہ ہوگی۔ یہ باب لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حنفیہ کا رد کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں نشہ میں یا زبردستی سے کوئی طلاق دے تو طلاق پڑ جائے گی۔ اسی طرح اگر اور کوئی کلمہ کہنا چاہتا تھا لیکن زبان سے یہ نکل گیا انت طالق تب بھی طلاق پڑ جائے گی، اسی طرح اگر بھولے سے انت طالق کہہ دیا۔ لیکن اہلحدیث کے نزدیک ان میں سے کسی صورت میں طلاق نہیں پڑے گی جب تک طلاق سنت کے موافق نیت کر کے ایسے طہر میں نہ دے، جس میں جماع نہ کیا ہو اور اگر ایسے طہر میں بھی نیت کر کے کسی نے تین طلاق دے دی تو ایک ہی طلاق پڑے گی۔ اسی طرح اہلحدیث کے نزدیک طلاق معلق بالشرط مثلاً کوئی اپنی بیوی سے یوں کہے اگر تو گھر سے باہر نکلے گی تو تجھ پر طلاق ہے پھر وہ گھر سے نکلی تو طلاق نہیں پڑے گی کیونکہ ان کے نزدیک یہ طلاق خلاف سنت ہے اور خلاف سنت طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ایک ہی صورت میں یعنی طہر میں تین طلاق ایک بارگی دے دی تو گو یہ فعل خلاف سنت ہے مگر ایک طلاق پڑ جائے گی میں (مولانا وحید الزماں) کہتا ہوں ہمارے پیشوا متاخرین حنابلہ جو غیظ و غضب میں طلاق نہ پڑنے کے قائل ہوئے ہیں وہی مذہب صحیح عمدہ معلوم ہوتا ہے برخلاف ان علما کے جو اس کے خلاف ہیں کیونکہ غیظ و غضب میں بھی انسان بے اختیار ہو جاتا ہے پس جب تک طلاق کی نیت کر کے طلاق نہ دے، اس وقت تک طلاق نہیں پڑے گی۔ اسی طرح طلاق معلق میں بھی جمہور علما مخالف ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب شرط پوری ہو تو طلاق پڑ جائے گی۔ بڑی آسانی اہلحدیث کے مذہب میں ہے اور ہمارے زمانہ کے مناسب حال بھی ان ہی کا مذہب ہے طلاق جہاں تک واقع نہ ہو وہیں تک بہتر ہے کیونکہ وہ ابغض مباحات میں سے ہے اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ہمارے امام شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ پر تین طلاقوں کے مسئلہ میں بلوہ کیا، ان کو ستایا۔ ارے بے وقوفو! شیخ الاسلام نے تو وہ قول اختیار کیا جو حدیث اور اجماع صحابہ کے موافق تھا اور اس میں اس امت کے لئے آسانی تھی۔ ان کے احسان کا تو شکریہ ادا کرنا تھا نہ کہ ان پر بلوہ کرنا، ان کو ستانا، اللہ ان سے راضی ہو اور ان کو جزائے خیر دے جس مشکل میں ہم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بے جا تقلید کی وجہ سے پڑ گئے تھے اس سے انہوں نے خلاصی دلوائی۔ (وحیدی از مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ)

٥٢٦٩- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ)). قَالَ قَتَادَةُ: إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ. [راجع: ٢٥٢٨]

(۵۲۶۹) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے زرارہ بن اوفی نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خیالات فاسدہ کی حد تک معاف کیا ہے، جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے۔'' قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر کسی نے اپنے دل میں طلاق دے دی تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا جب تک زبان سے نہ کہے۔

تشریح: ہوا یہ کہ ایک دیوانی عورت کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے اس کو زنا سے حمل رہ گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو سنگسار کرنا چاہا اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: " الم تعلم ان القلم رفع عن ثلاثة...... الخ۔" جس پر ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "لو لا علی لهلك عمر۔" اللہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بے نفسی وحق پژوہی۔ ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے اور گراں مہر باندھنے سے منع کر رہے تھے، ایک عورت نے قرآن مجید کی یہ آیت پڑی: ﴿وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا﴾ (۴/النساء: ۲۰) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بر سر منبر فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سب لوگ سمجھدار ہیں، یہاں تک کہ عورتیں بچے بھی عمر سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ کوئی حق شناسی اور انصاف پروری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیکھے جہاں کسی نے کوئی معقول بات کہی، یا قرآن یا حدیث سے کوئی معقول بات کہی قرآن یا حدیث سے سند پیش کی اور انہوں نے فوراً مان لی، سر تسلیم خم کر دیا، کبھی اپنی بات کی پچ نہ کی نہ اپنے علم و فضل پر غرہ کیا اور ہمارے زمانہ میں تو مقلدین بے انصاف کا یہ حال ہے کہ ان کو سینکڑوں احادیث اور آیتیں سناؤ تب بھی نہیں مانتے، اپنے امام کی پچ کئے جاتے ہیں اور قرآن و حدیث کی تاویل کرتے ہیں۔ کہو اس کی ضرورت ہی کیا آن پڑی ہے، کیا یہ ائمہ کرام پیغمبروں کی طرح معصوم تھے کہ ان کا ہر قول واجب التسلیم ہو۔ پھر ہم امام ہی کے قول کی تاویل کیوں نہ کریں کہ شاید ان کا مطلب دوسرا ہوگا یا ان کو یہ حدیث نہ پہنچی ہوگی (وحیدی) اماموں سے غلطی ممکن ہے اللہ ان کی لغزشوں کو معاف کرے وہ معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ ان کا احترام اپنی جگہ پر ہے۔

٥٢٧٠- حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَجُلًا، مِنْ أَسْلَمَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ زَنَى. فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّهِ الَّذِي أَعْرَضَ فَشَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَدَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ بِكَ جُنُونٌ هَلْ أُحْصِنْتَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. فَأَمَرَ بِهِ أَنْ يُرْجَمَ بِالْمُصَلَّى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أُدْرِكَ بِالْحَرَّةِ فَقُتِلَ. [اطرافه في: ٥٢٧٢،

(۵۲۷۰) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں ابن شہاب نے، کہا: مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور انہیں جابر رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلہ اسلم کے ایک صاحب (ماعز نامی) مسجد میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے منہ موڑ لیا، پھر وہ آنحضرت ﷺ کے سامنے آ گئے (اور زنا کا اقرار کیا) پھر انہوں نے اپنے اوپر چار مرتبہ شہادت دی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''تم پاگل تو نہیں ہو، کیا واقعی تم نے زنا کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: ''تو شادی شدہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، پھر آنحضرت ﷺ نے انہیں عیدگاہ پر رجم کرنے کا حکم

٦٨١٤، ٦٨١٦، ٦٨٢٠، ٦٨٢٦، ٧١٦٨] [مسلم: ٤٤٢٣؛ ابوداود: ٤٤٣٠؛ ترمذي: ١٤٢٩؛ نسائي: ١٩٥٥]

دیا۔ جب انہیں پتھر لگے تو وہ بھاگنے لگے لیکن انہیں حرہ کے پاس پکڑا گیا اور جان سے مار دیا گیا۔

تشریح: حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ صحابی مرتبہ میں اولیائے اللہ سے بھی بڑھ کر تھے۔ ان کا صبر واستقلال قابل صد تعریف ہے کہ اپنی خوشی سے زنا کی سزا قبول کی اور جان دینی گوارا کی مگر آخرت کا عذاب پسند نہ کیا دوسری روایت میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بھاگنے کا حال سنا تو فرمایا تم نے اسے چھوڑ کیوں نہیں دیا شاید وہ توبہ کرتا اور اللہ اس کا گناہ معاف کر دیتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے کہ جب زنا اقرار سے ثابت ہوا ہو اور رجم کے وقت وہ بھاگے تو فوراً اسے چھوڑ دینا چاہیے۔ اب اگر اقرار سے رجوع کرے تو حد ساقط ہو جائے گی ورنہ پھر حد لگائی جائے گی۔ سبحان اللہ! صحابہ رضی اللہ عنہم کا کیا کہنا ان میں ہزاروں شخص ایسے موجود تھے جنہوں نے عمر بھر کبھی زنا نہیں کیا تھا اور ایک ہمارا زمانہ ہے کہ ہزاروں میں کوئی ایک آدھ شخص ایسا نکلے گا جس نے کبھی زنا نہ کیا ہو۔ انجیل مقدس میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ایک عورت کو لایا گیا جس نے زنا کرایا تھا اور آپ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا تم میں وہ اس کو سنگسار کرے جس نے خود زنا نہ کیا ہو۔ یہ سنتے ہی سب آدمی جو اس کو لائے تھے شرمندہ ہو کر چل دیئے وہ عورت مسکین بیٹھی رہی۔ آخر اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا اب میرے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا نیک بخت تو بھی جا توبہ کر اب ایسا نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرا قصور معاف کر دیا۔ (وحیدی)

٥٢٧١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ، وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ مِنْ أَسْلَمَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الأَخِرَ قَدْ زَنَى- يَعْنِي نَفْسَهُ- فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ الأَخِرَ قَدْ زَنَى فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِي أَعْرَضَ قِبَلَهُ فَقَالَ لَهُ ذَلِكَ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَتَنَحَّى لَهُ الرَّابِعَةَ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ بِكَ جُنُونٌ؟)) قَالَ: لَا. فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْهَبُوا بِهِ فَارْجُمُوهُ)). وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ. [أطرافه في: ٦٨١٥، ٦٨٢٥، ٧١٦٧] [مسلم: ٤٤٢٢]

(۵۲۷۱) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلۂ اسلم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت کو مخاطب کیا اور عرض کیا کہ انہوں نے زنا کر لیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منہ موڑ لیا ہے لیکن وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس رخ کی طرف مڑ گیا، جدھر آپ نے چہرۂ مبارک پھیر لیا تھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! دوسرے (یعنی خود) نے زنا کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرتبہ بھی منہ موڑ لیا لیکن پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس رخ کی طرف آ گیا، جدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ موڑ لیا تھا اور یہی عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے منہ موڑ لیا، پھر جب چوتھی مرتبہ وہ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گیا اور اپنے اوپر انہوں نے چار مرتبہ (زنا کی) شہادت دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا: ''تم پاگل تو نہیں ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: نہیں، پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: ''انہیں لے جاؤ اور سنگسار کرو۔'' کیونکہ وہ شادی شدہ تھے۔

٥٢٧٢ـ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ،

(۵۲۷۲) اور زہری سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ایک

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ: كُنْتُ فِيمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلَّى بِالْمَدِينَةِ، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتَّى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ، فَرَجَمْنَاهُ حَتَّى مَاتَ.

[راجع: ٥٢٧٠]

ایسے شخص نے خبر دی جنہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا تھا کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جنہوں نے اس صحابی کو سنگسار کیا تھا ہم نے انہیں مدینہ منورہ کی عیدگاہ پر سنگسار کیا تھا۔ جب ان پر پتھر پڑے تو وہ بھاگنے لگے۔ لیکن ہم نے انہیں حرہ میں پھر پکڑ لیا اور انہیں سنگسار کیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

تشریح: یہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ تھے اللہ ان سے راضی ہوا، وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

بَابُ الْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيهِ

باب: خلع کے بیان میں اور خلع میں طلاق کیونکر پڑے گی؟

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوْا مِمَّا آتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿الظَّالِمُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٢٩] وَأَجَازَ عُمَرُ الْخُلْعَ دُوْنَ السُّلْطَانِ، وَأَجَازَ عُثْمَانُ الْخُلْعَ دُوْنَ عِقَاصِ رَأْسِهَا. وَقَالَ: ﴿إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ [البقرة: ٢٢٩] فِيمَا افْتَرَضَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى صَاحِبِهِ فِي الْعِشْرَةِ وَالصُّحْبَةِ، وَلَمْ يَقُلْ قَوْلَ السُّفَهَاءِ: لَا يَحِلُّ حَتَّى تَقُوْلَ: لَا أَغْتَسِلُ لَكَ مِنْ جَنَابَةٍ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا: "اور تمہارے لیے (شوہروں کے لیے) جائز نہیں کہ جو (مہر) تم انہیں (اپنی بیویوں کو) دے چکے ہو، اس میں سے کچھ بھی واپس لو، سوائے اس صورت کے جبکہ زوجین اس کا خوف محسوس کریں کہ وہ (ایک ساتھ رہ کر) اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکتے۔" عمر رضی اللہ عنہ نے خلع جائز رکھا ہے۔ اس میں بادشاہ یا قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر بیوی اپنے سارے مال کے عوض میں خلع کرے صرف جوڑا باندھنے کا دھاگہ رہنے دے تب بھی خلع کرانا درست ہے۔ طاؤس نے کہا کہ ﴿إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ کا یہ مطلب ہے کہ جب بیوی اور خاوند اپنے اپنے فرائض کو جو حسنِ معاشرت اور صحبت سے متعلق ہیں ادا نہ کر سکیں (اس وقت خلع کرانا درست ہے) طاؤس نے ان بیوقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا کہ خلع اسی وقت درست ہے جب عورت کہے کہ میں جنابت یا حیض سے غسل ہی نہیں کروں گی۔

تشریح: اب تو صحبت کیسے کرے گا۔ اسے عبدالرزاق نے وصل کیا یہ ابن طاؤس کا قول ہے کہ ان بے وقوفوں کی طرح یہ نہیں کہا۔ انہوں نے اس کا رد کیا کہ خلع صرف اسی وقت درست ہے جب عورت بالکل مرد کا کہنا نہ سنے اور کسی طرح اصلاح کی امید نہ ہو جیسے سعید بن منصور نے شعبی سے نکالا۔ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا میں تو تیری کوئی بات نہیں سنوں گی نہ تیری قسم پوری کروں گی نہ میں جنابت کا غسل کروں گی۔ اس وقت شعبی نے کہا اگر عورت ایسی ناراض ہے تو اب خاوند کو جائز ہے کہ اس سے کچھ لے لے اور اسے چھوڑ دے۔

نوٹ: جو معترضین کہتے ہیں کہ عورت کو شادی کے معاملہ میں اسلام نے مجبور کر دیا ہے ان کا یہ قول سراسر غلط ہے۔ اول تو عورت کی بغیر اجازت نکاح ہی نہیں ہو سکتا۔ دوسرے اگر عورت پر ظلم ہو رہا ہے تو اسکو اپنے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ اسی کو اسلام میں لفظ خلع سے ذکر کیا گیا ہے۔ عورت اس حالت میں قاضی اسلام کے ذریعہ شرعی طریقہ پر خلع کے ذریعہ ایسے خاوند سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے پورے طور پر مختار ہے۔ لہٰذا معترضین کے ایسے جملہ اعتراضات غلط ہیں۔

٥٢٧٣ـ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. أَنَّ امْرَأَةَ، ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا أَعْتُبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ، وَلَكِنِّيْ أَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْإِسْلَامِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً)).

[أطرافه في: ٥٢٧٤، ٥٢٧٥، ٥٢٧٦، ٥٢٧٧]

[نسائي: ٣٤٦٣]

(۵۲۷۳) ہم سے ازہر بن جمیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ان کے اخلاق اور دین کی وجہ سے اس سے کوئی شکایت نہیں ہے، البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی۔ (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو نہیں ادا کرسکتی) اس پر آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کرسکتی ہو؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، آنحضرت ﷺ نے (ثابت رضی اللہ عنہ سے) فرمایا: ''باغ قبول کرلو اور انہیں طلاق دے دو۔''

٥٢٧٤ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ أُخْتَ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ، بِهَذَا، وَقَالَ: ((تَرُدِّيْنَ حَدِيْقَتَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. فَرَدَّتْهَا وَأَمَرَهُ يُطَلِّقْهَا وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: وَطَلِّقْهَا.

[راجع: ٥٢٧٣]

(۵۲۷۴) ہم سے اسحاق واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد طحان نے بیان کیا، ان سے خالد حذا نے، ان سے عکرمہ نے کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کی بہن جمیلہ رضی اللہ عنہا (جو اُبی کی بیٹی تھی) نے یہ بیان کیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تھا: ''کیا تم ان (ثابت رضی اللہ عنہ) کو باغ واپس کردو گی؟'' انہوں نے کہا: ہاں، کردوں گی۔ چنانچہ انہوں نے باغ واپس کردیا اور نبی کریم ﷺ نے ان کے شوہر کو حکم دیا: ''انہیں طلاق دے دیں'' اور ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا کہ ان سے خالد نے، ان سے عکرمہ نے نبی کریم ﷺ سے اور (اس روایت میں بیان کیا کہ) ان کے شوہر (ثابت رضی اللہ عنہ) نے انہیں طلاق دے دی۔

٥٢٧٥ـ وَعَنِ ابْنِ أَبِيْ تَمِيْمَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ ابْنِ قَيْسٍ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنِّيْ لَا أَعْتُبُ عَلَى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ، وَلَكِنِّيْ لَا أُطِيْقُهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. [راجع: ٥٢٧٢]

(۵۲۷۵) اور ابن ابی تمیمہ سے روایت ہے، ان سے عکرمہ نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ثابت کے دین اور ان کے اخلاق کی وجہ سے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن میں ان کے ساتھ گزارہ نہیں کرسکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''پھر کیا تم ان کا باغ واپس کرسکتی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

تشریح: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ کوئی بد خلقی نہیں کی تھی لیکن نسائی کی روایت میں ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ توڑ ڈالا تھا ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ بدصورت آدمی تھے اس وجہ سے جمیلہ کو ان سے نفرت پیدا ہو گئی تھی۔

٥٢٧٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَادٌ أَبُوْ نُوْحٍ، حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةُ ثَابِتِ بْنِ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَنْقِمُ عَلَى ثَابِتٍ فِيْ دِيْنٍ وَلَا خُلُقٍ، إِلَّا أَنِّيْ أَخَافُ الْكُفْرَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهُ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ. فَرَدَّتْ عَلَيْهِ، وَأَمَرَهُ فَفَارَقَهَا. [راجع: ٥٢٧٣]

(۵۲۷۶) ہم سے محمد بن عبداللہ بن مبارک مخری نے کہا، کہا ہم سے قراد ابو نوح نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! ثابت کے دین اور ان کے اخلاق سے مجھے کوئی شکایت نہیں لیکن مجھے خطرہ ہے (کہ میں ثابت رضی اللہ عنہ کی ناشکری میں نہ پھنس جاؤں) رسول اللہ ﷺ نے اس پر ان سے دریافت فرمایا: ''کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے وہ باغ واپس کر دیا اور آنحضرت ﷺ کے حکم سے ثابت رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے سے جدا کر دیا۔

تشریح: ان سندوں کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ راویوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ ایوب پر، ابن طہمان اور جریر نے اس کو موصولاً نقل کیا ہے اور حماد نے مرسلاً ایک روایت میں بیان کیا ہے کہ ثابت رضی اللہ عنہ کی اس عورت کا نام حبیبہ بنت سہل تھا۔ بزار نے روایت کیا کہ یہ پہلا خلع تھا اسلام میں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٥٢٧٧ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، أَنَّ جَمِيْلَةَ، فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ٥٢٧٣]

(۵۲۷۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، ان سے حماد بن یزید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے عکرمہ نے یہی قصہ (مرسلاً) نقل کیا اور اس میں خاتون کا نام جمیلہ آیا ہے۔

بَابُ الشِّقَاقِ

باب: میاں بیوی میں نا اتفاقی کا بیان

وَهَلْ يُشِيْرُ بِالْخُلْعِ عِنْدَ الضَّرُوْرَةِ وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿خَبِيْرًا﴾. [النساء: ٣٥]

اور ضرورت کے وقت خلع کا حکم دینا اور اللہ نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''اگر تم میاں بیوی کی نا اتفاقی سے ڈرو تو ایک حکم مرد والوں میں سے بھیجو اور ایک حکم عورت کی طرف سے مقرر کرو'' (آخر آیت تک)۔

تشریح: اب اگر یہ دونوں پنچ میاں بیوی میں موافقت کرا دیں تب تو خیر اس کا ذکر خود آیت میں ہے۔ اگر یہ دونوں پنچ جدائی کی رائے دیں تو جدائی ہو جائے گی، میاں بیوی کے اذن کی ضرورت نہیں۔ امام مالک اور اوزاعی اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کا یہی قول ہے اور امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ اذن ضروری ہے۔

٥٢٧٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ،

(۵۲۷۸) ہم سے ابو الولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُوا فِي أَنْ يَنْكِحَ عَلِيٌّ ابْنَتَهُمْ، فَلَا آذَنُ)). [راجع: ٩٢٦]

کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''بنومغیرہ نے اس کی اجازت مانگی ہے کہ علی سے وہ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں لیکن میں انہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا۔''

تشریح: یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو کتاب النکاح میں گزر چکی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تھا۔ نبی کریم ﷺ خفا ہوئے تو وہ اس ارادے سے باز آئے۔ اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو دوسرے نکاح سے روکا تو اسی وجہ سے کہ ان میں اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا میں نا اتفاقی کا ڈر تھا۔ آپ نے تو فرما دیا کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں جمع ہو سکیں۔

بَابٌ: لَا يَكُونُ بَيْعُ الْأَمَةِ طَلَاقًا

باب: اگر لونڈی کسی کے نکاح میں ہو اس کے بعد بیچی جائے تو بیع سے طلاق نہ پڑے گی

تشریح: کیونکہ نکاح رضا مندی کا سودا ہے اور لونڈی ہونے کی صورت میں اس کو اپنے نفس پر اختیار نہ تھا۔ ممکن ہے کہ مالک نے جس سے اس کا نکاح کر دیا ہو وہ اس کو پسند نہ کرتی ہو۔ اس وجہ سے آزادی کے بعد اسے اختیار دیا گیا اور بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کا خاوند آزاد تھا مگر امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ باب سے یہ نکلتا ہے کہ انہوں نے اس کے غلام ہونے کو ترجیح دی ہے اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے کہ لونڈی کو یہ اختیار اسی وقت ہوگا جب اس کا خاوند غلام ہو۔ اگر آزاد ہو تو یہ اختیار نہ ہوگا لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک لونڈی کو آزادی کے وقت ہر حال میں اختیار ہوگا خواہ اس کا خاوند غلام ہو یا آزاد اور تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ لونڈی کے باب میں تو مطلقاً اس اختیار کے قائل ہوئے ہیں اور کنواری نابالغ لڑکی کو جس کا نکاح اس کے باپ نے پڑھا دیا ہو اور بلوغ کے بعد وہ ناراض ہو یہ اختیار نہیں دیتے حالانکہ ایک حدیث میں اس کی صراحت آ چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسی لڑکی کو اختیار دیا تھا اور قیاس صحیح بھی اس کا مؤید ہے۔

٥٢٧٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ فِي بَرِيرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ، إِحْدَى السُّنَنِ أَنَّهَا أُعْتِقَتْ، فَخُيِّرَتْ فِي زَوْجِهَا. وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالْبُرْمَةُ تَفُورُ بِلَحْمٍ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ خُبْزٌ وَأُدْمٌ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَلَمْ أَرَ الْبُرْمَةَ فِيهَا لَحْمٌ؟)) قَالُوا: بَلَى،

(٥٢٧٩) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا سے دین کے تین مسئلے معلوم ہو گئے۔ اول یہ کہ انہیں آزاد کیا گیا اور پھر ان کے شوہر کے بارے میں اختیار دیا گیا (کہ چاہیں ان کے نکاح میں رہیں ورنہ الگ ہو جائیں) اور رسول اللہ ﷺ نے (انہی کے بارے میں) فرمایا کہ ''ولاء اسی سے قائم ہوتی ہے جو آزاد کرے'' اور ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو ہانڈی میں گوشت پکایا جا رہا تھا، پھر کھانے کے لیے آنحضرت ﷺ کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تو دیکھا کہ ہانڈی میں گوشت بھی پک رہا ہے؟'' عرض

وَلَكِنْ ذَلِكَ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ، وَأَنْتَ لَا تَأْكُلُ الصَّدَقَةَ. قَالَ: ((عَلَيْهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [راجع: ٤٥٦]

کیا گیا: جی ہاں، لیکن وہ گوشت بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے اور آپ صدقہ نہیں کھاتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے بریرہ کی طرف سے تحفہ ہے۔"

تشریح: جب تک خاوند طلاق نہ دے جمہور کا یہی مذہب ہے لیکن ابن مسعود اور ابن عباس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ لونڈی کی بیع طلاق ہے۔ تابعین میں سے سعید بن مسیب اور حسن اور مجاہد بھی اسی کے قائل ہیں۔ عروہ نے کہا طلاق خریدار کے اختیار میں رہے گی۔ حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ جب آپ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو آزاد ہونے کے بعد اختیار دیا کہ اپنے خاوند کو رکھے یا اس سے جدا ہو جائے تو معلوم ہوا کہ لونڈی کا آزاد ہونا طلاق نہیں ہے ورنہ اختیار کے کیا معنی ہوتے اور جب آزادی طلاق نہیں ہوتی تو بیع بھی طلاق نہ ہوگی۔ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کی باریکی استنباط اور فقاہت کی دلیل ہے۔ بے وقوف ہیں وہ جو امام بخاری رحمہ اللہ کی فقاہت کے قائل نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ مجتہد مطلق اور فقہ الحدیث میں امام الفقہا ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپر چشم ☆ چشمہ آفتاب راچہ گناہ

بَابُ خِيَارِ الْأَمَةِ تَحْتَ الْعَبْدِ

باب: اگر لونڈی غلام کے نکاح میں ہو پھر وہ لونڈی آزاد ہو جائے تو اسے اختیار ہوگا، خواہ وہ نکاح باقی رکھے یا فسخ کر ڈالے

٥٢٨٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، وَهَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ. [أطرافه في: ٥٢٨١، ٥٢٨٢، ٥٢٨٣]

[ابو داود: ٢٢٣٢؛ ترمذي: ١١٥٦]

(۵۲۸۰) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ اور ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے انہیں غلام دیکھا تھا۔ آپ کی مراد بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر (مغیث) سے تھی۔

٥٢٨١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ذَاكَ مُغِيثٌ عَبْدُ بَنِي فُلَانٍ۔ يَعْنِي زَوْجَ بَرِيرَةَ۔ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتْبَعُهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ، يَبْكِي عَلَيْهَا. [راجع: ٥٢٨٠] [ابو داود: ٢٢٣٢؛ ترمذي: ١١٥٦]

(۵۲۸۱) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم نے ایوب سے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ مغیث، بنی فلاں کے غلام تھے۔ آپ کا اشارہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کی طرف تھا۔ گویا اس وقت بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ مدینہ کی گلیوں میں وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے پھر رہے ہیں۔

٥٢٨٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ زَوْجُ بَرِيرَةَ عَبْدًا

(۵۲۸۲) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر ایک حبشی غلام تھے ان کا

أَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ: مُغِيثٌ، عَبْدًا لِبَنِي فُلَانٍ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ وَرَائَهَا فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ. [راجع: ٥٢٨٠، ٥٢٨١]

مغیث نام تھا۔ وہ بنی فلاں کے غلام تھے۔ جیسے وہ منظراب بھی میری آنکھوں میں ہے کہ وہ مدینہ کی گلیوں میں بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔

بَابُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي زَوْجِ بَرِيرَةَ

باب: بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا سفارش کرنا

٥٢٨٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ زَوْجَ بَرِيرَةَ كَانَ عَبْدًا يُقَالُ لَهُ: مُغِيثٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَطُوفُ خَلْفَهَا يَبْكِي، وَدُمُوعُهُ تَسِيلُ عَلَى لِحْيَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبَّاسٍ: ((يَا عَبَّاسُ! أَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِيثٍ بَرِيرَةَ، وَمِنْ بُغْضِ بَرِيرَةَ مُغِيثًا))؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ رَاجَعْتِيهِ)). قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَأْمُرُنِي قَالَ: ((إِنَّمَا أَشْفَعُ)). قَالَتْ: فَلَا حَاجَةَ لِي فِيهِ. [راجع: ٥٢٨٠] [ابوداود: ٢٢٣١؛ نسائي: ٥٤٣٢؛ ابن ماجه: ٢٠٧٥]

(۵۲۸۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، کہا ہم سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے اور ان کا نام مغیث تھا۔ گویا میں اس وقت اسے دیکھ رہا ہوں جب وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے تھے اور آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھی تر ہو رہی تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”عباس! کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر حیرت نہیں ہوئی؟“ آخر نبی اکرم ﷺ نے بریرہ سے فرمایا: ”کاش! تم اس کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔“ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم فرما رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”میں صرف سفارش کر رہا ہوں۔“ انہوں نے اس پر کہا کہ مجھے مغیث کے پاس رہنے کی خواہش نہیں ہے۔

بَابٌ

باب

٥٢٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ، بَرِيرَةَ، فَأَبَى مَوَالِيهَا إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطُوا الْوَلَاءَ، فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اشْتَرِيهَا وَأَعْتِقِيهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)). وَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِلَحْمٍ فَقِيلَ: إِنَّ هَذَا مِمَّا تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيرَةَ، فَقَالَ: ((هُوَ

(۵۲۸۴) ہم سے عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی انہیں حکم نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں اسود نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا لیکن ان کے مالکوں نے کہا کہ وہ اسی شرط پر انہیں بیچ سکتے ہیں کہ بریرہ کا ترکہ ہم لیں اور ان کے ساتھ ولاء (آزادی کے بعد) انہی سے قائم ہو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”انہیں خرید کر آزاد کر دو ترکہ تو اسی کو ملے گا جو لونڈی، غلام کو آزاد کرے اور ولاء بھی اسی کے ساتھ قائم ہو سکتی ہے جو آزاد کرے۔“ اور نبی کریم ﷺ کے سامنے گوشت لایا گیا پھر کہا گیا کہ یہ

لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ)). [راجع: ٤٥٦]

گوشت بریرہ کو صدقہ کیا گیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ ان کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے ان کا تحفہ ہے۔''

حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَزَادَ: فَخُيِّرَتْ مِنْ زَوْجِهَا.

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا۔ ان سے شعبہ نے بیان کیا اور اس روایت میں یہ اضافہ کیا کہ پھر آزادی کے بعد انہیں ان کے شوہر کے متعلق اختیار دیا گیا (کہ چاہیں ان کے پاس رہیں ورنہ اپنا نکاح توڑ لیں)۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ﴾. [البقرة: ٢٢١]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یوں فرمانا کہ

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور یقیناً مؤمنہ لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے، خواہ مشرک عورت تم کو بھلی لگے۔''

٥٢٨٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ نِكَاحِ النَّصْرَانِيَّةِ، أَوِالْيَهُودِيَّةِ، قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ الْمُشْرِكَاتِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا أَعْلَمُ مِنَ الْإِشْرَاكِ شَيْئًا أَكْثَرَ مِنْ أَنْ تَقُولَ الْمَرْأَةُ: رَبُّهَا عِيسَى، وَهُوَ عَبْدٌ مِنْ عِبَادِاللّٰهِ.

(٥٢٨٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر یہودی یا نصرانی عورتوں سے نکاح کے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک عورتوں سے نکاح مؤمنوں کے لیے حرام قرار دیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا کہ ایک عورت یہ کہے کہ اس کے رب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، حالانکہ وہ اللہ کے مقبول بندوں میں سے ایک مقبول بندے ہیں۔

تشریح: یہ خاص ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے تھی۔ دوسرے سلف نے ان کا خلاف کیا ہے۔ شاید ابن عمر رضی اللہ عنہما سورۂ مائدہ کی اس آیت: ﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ (۵/المائدۃ:۵) کو منسوخ سمجھتے ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سورۂ بقرہ کی یہ آیت: ﴿وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ﴾ (۲/البقرۃ:۲۲۱) سورۂ مائدہ کی آیت سے منسوخ ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی اس کا قائل نہیں ہوا کہ یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح ناجائز ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی میلان ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ عطاء نے کہا یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرنا درست ہے اور بہت سے صحابہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا۔

بَابُ نِكَاحِ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ وَعِدَّتِهِنَّ

باب: اسلام قبول کرنے والی مشرک عورتوں سے نکاح اور ان کی عدت کا بیان

٥٢٨٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى مَنْزِلَتَيْنِ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَالْمُؤْمِنِينَ، كَانُوا مُشْرِكِي

(٥٢٨٦) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے کہ عطاء خراسانی نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ اور مؤمنین کے لیے مشرکین دو طرح کے تھے۔ ایک تو مشرکین لڑائی کرنے والوں سے کہ آنحضرت ﷺ ان سے

أَهْلِ حَرْبٍ يُقَاتِلُهُمْ وَيُقَاتِلُوْنَهُ، وَمُشْرِكِي أَهْلِ عَهْدٍ لَا يُقَاتِلُهُمْ وَلَا يُقَاتِلُوْنَهُ، وَكَانَ إِذَا هَاجَرَتِ امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ لَمْ تُخْطَبْ حَتَّى تَحِيْضَ وَتَطْهُرَ، فَإِذَا طَهُرَتْ حَلَّ لَهَا النِّكَاحُ، فَإِنْ هَاجَرَ زَوْجُهَا قَبْلَ أَنْ تَنْكِحَ رُدَّتْ إِلَيْهِ، وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ مِنْهُمْ أَوْ أَمَةٌ فَهُمَا حُرَّانِ وَلَهُمَا مَا لِلْمُهَاجِرِيْنَ. ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ مِثْلَ حَدِيْثِ مُجَاهِدٍ وَإِنْ هَاجَرَ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ لِلْمُشْرِكِيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ لَمْ يُرَدُّوْا، وَرُدَّتْ أَثْمَانُهُمْ.

جنگ کرتے تھے اور وہ آنحضرت ﷺ سے جنگ کرتے تھے۔ دوسرے عہد و پیمان کرنے والے مشرکین کہ آنحضرت ﷺ ان سے جنگ نہیں کرتے تھے اور نہ وہ آنحضرت ﷺ سے جنگ کرتے تھے اور جب اہل حرب کی کوئی عورت (اسلام قبول کرنے کے بعد) ہجرت کر کے یہاں (مدینہ منورہ) آتی تو انہیں اس وقت تک پیغام نکاح نہ دیا جاتا یہاں تک کہ انہیں حیض آجاتا اور پھر وہ اس سے پاک ہوتیں، پھر جب وہ پاک ہو جاتیں تو ان سے نکاح جائز ہو جاتا، پھر ان کے شوہر بھی، ان کے کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لینے سے پہلے ہجرت کر کے آجاتے تو یہ انہی کو ملتیں اور اگر مشرکین میں سے کوئی غلام یا لونڈی مسلمان ہو کر ہجرت کرتی تو وہ آزاد سمجھے جاتے اور ان کے وہی حقوق ہوتے جو تمام مہاجرین کے تھے۔ پھر عطاء نے معاہد مشرکین کے سلسلے میں مجاہد کی حدیث کی طرح سے صورت حال بیان کی کہ اگر معاہد مشرکین کی کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کر کے آجاتی تو انہیں ان کے مالک مشرکین کو واپس نہیں کیا جاتا تھا البتہ جو ان کی قیمت ہوتی وہ واپس کر دی جاتی تھی۔

٥٢٨٧ـ وَقَالَ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: كَانَتْ قَرِيْبَةُ بِنْتُ أَبِي أُمَيَّةَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَطَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ. وَكَانَتْ أُمُّ الْحَكَمِ ابْنَةُ أَبِي سُفْيَانَ تَحْتَ عِيَاضِ بْنِ غَنْمٍ الْفِهْرِيِّ. فَطَلَّقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ الثَّقَفِيُّ.

(٥٢٨٧) اور عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ قریبہ بنت ابی امیہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے (مشرکین سے نکاح کی مخالفت کی آیت کے بعد) انہیں طلاق دے دی تو معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے ان سے نکاح کر لیا اور ام حکم بنت ابی سفیان عیاض بن غنم فہری کے نکاح میں تھیں، اس وقت اس نے انہیں طلاق دے دی (اور وہ مدینہ ہجرت کر کے آگئیں) اور عبداللہ بن عثمان ثقفی نے ان سے نکاح کیا۔

تشریح: اس مسئلہ میں اختلاف ہے اکثر علما کا یہ قول ہے کہ جو عورت دار الحرب سے مسلمان ہو کر دار السلام میں ہجرت کرے اس کو تین حیض تک یا حاملہ ہو تو وضع حمل تک عدت کرنی چاہیے۔ اس کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔ قریبہ بنت ابی امیہ جو ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی اور ام الحکم ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی یہ دونوں عورتیں کافرہ تھیں جب ان کو طلاق دی گئی تو انہوں نے عدت بھی کی ہوگی لہٰذا باب کا مطلب نکل آیا۔ بعض نے کہا قریبہ مسلمان ہو گئی تھی۔ بعض نے دو قریبہ بتلائی ہیں۔ ایک تو وہ جو مسلمان ہو کر ہجرت کر آئی تھی اور ایک وہ جو کافر رہی تھی۔ یہاں یہی مراد ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَتِ الْمُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ

باب: اس بیان میں کہ جب مشرک یا نصرانی عورت جو معاہد مشرک یا حربی مشرک کے نکاح میں

الْحَرْبِيِّ

ہوا اسلام لائے

وَقَالَ عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِذَا أَسْلَمَتِ النَّصْرَانِيَّةُ قَبْلَ زَوْجِهَا بِسَاعَةٍ حَرُمَتْ عَلَيْهِ. وَقَالَ دَاوُدُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الصَّائِغِ: سُئِلَ عَطَاءٌ عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِ الْعَهْدِ أَسْلَمَتْ ثُمَّ أَسْلَمَ زَوْجُهَا فِي الْعِدَّةِ أَهِيَ امْرَأَتُهُ قَالَ: لَا، إِلَّا أَنْ تَشَاءَ هِيَ بِنِكَاحٍ جَدِيْدٍ وَصَدَاقٍ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: إِذَا أَسْلَمَ فِي الْعِدَّةِ يَتَزَوَّجُهَا. وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾. [الممتحنة: ١٠]

اور عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اگر کوئی نصرانی عورت اپنے شوہر سے تھوڑی دیر پہلے بھی اسلام لائی تو وہ اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے اور داؤد نے بیان کیا کہ ان سے ابراہیم صائغ نے کہ عطاء سے ایسی عورت کے متعلق پوچھا گیا جو ذمی قوم سے تعلق رکھتی ہو اور اسلام قبول کر لے، پھر اس کے بعد اس کا شوہر بھی اس کی عدت کے زمانہ ہی میں اسلام لے آئے تو کیا وہ اسی کی بیوی سمجھی جائے گی؟ فرمایا: نہیں، البتہ اگر وہ نیا نکاح کرنا چاہے، نئے مہر کے ساتھ (تو کر سکتا ہے) مجاہد نے فرمایا کہ (بیوی کے اسلام لانے کے بعد) اگر شوہر اس کی عدت کے زمانہ میں ہی اسلام لے آیا تو اس سے نکاح کر لینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”نہ مؤمن عورتیں مشرک مردوں کے لیے حلال ہیں اور نہ مشرک مرد مؤمن عورتوں کے لیے حلال ہیں۔“

وَقَالَ الْحَسَنُ وَقَتَادَةُ فِيْ مَجُوْسِيَّيْنِ: أَسْلَمَا هُمَا عَلَى نِكَاحِهِمَا، وَإِذَا سَبَقَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَبَى الْآخَرُ بَانَتْ، لَا سَبِيْلَ لَهُ عَلَيْهَا. وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: امْرَأَةٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ جَاءَتْ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَيُعَاوَضُ زَوْجُهَا مِنْهَا؟ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَآتُوهُمْ مَّا أَنْفَقُوْا﴾ [الممتحنة: ١٠] قَالَ: لَا إِنَّمَا كَانَ ذَاكَ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ أَهْلِ الْعَهْدِ. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: هَذَا كُلُّهُ فِيْ صُلْحٍ بَيْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَبَيْنَ قُرَيْشٍ.

حسن اور قتادہ نے دو مجوسیوں کے بارے میں (جو میاں بیوی تھے) اسلام لے آئے تھے، کہا کہ وہ دونوں اپنے نکاح پر باقی ہیں اور اگر ان میں سے کوئی اپنے ساتھی سے (اسلام میں) سبقت کر جائے اور دوسرا انکار کر دے تو عورت اپنے شوہر سے جدا ہو جاتی ہے اور شوہر اسے حاصل نہیں کر سکتا (سوائے نکاح جدید کے) اور ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا کہ مشرکین کی کوئی عورت (اسلام قبول کرنے کے بعد) اگر مسلمانوں کے پاس آئے تو کیا اس کے مشرک شوہر کو اس کا مہر واپس کر دیا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”اور انہیں وہ واپس کر دو جو انہوں نے خرچ کیا ہو۔“ عطاء نے فرمایا: نہیں، یہ صرف نبی کریم ﷺ اور معاہد مشرکین کے درمیان تھا اور مجاہد نے فرمایا: یہ سب کچھ حضور اکرم ﷺ اور قریش کے درمیان باہمی صلح کی وجہ سے تھا۔

٥٢٨٨ـ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ

(٥٢٨٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے اور ابراہیم بن منذر

ابْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي يُونُسُ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَتِ الْمُؤْمِنَاتُ إِذَا هَاجَرْنَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَمْتَحِنُهُنَّ بِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ﴾ [الممتحنه: ١٠] إِلَى آخِرِ الآيَةِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَمَنْ أَقَرَّ بِهَذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ فَقَدْ أَقَرَّ بِالْمِحْنَةِ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَقْرَرْنَ بِذَلِكَ مِنْ قَوْلِهِنَّ قَالَ لَهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْطَلِقْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ)) لَا وَاللَّهِ! مَا مَسَّتْ يَدُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَدَ امْرَأَةٍ قَطُّ، غَيْرَ أَنَّهُ بَايَعَهُنَّ بِالْكَلَامِ، وَاللَّهِ! مَا أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى النِّسَاءِ إِلَّا بِمَا أَمَرَهُ اللَّهُ يَقُولُ لَهُنَّ إِذَا أَخَذَ عَلَيْهِنَّ ((قَدْ بَايَعْتُكُنَّ)). كَلَامًا. [راجع: ٢٧١٣] [مسلم: ٤٨٣٤؛ ابن ماجه: ٢٨٧٥]

نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مؤمن عورتیں جب ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس آتی تھیں تو آنحضرت ﷺ انہیں آزماتے تھے بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے کہ ''اے وہ لوگو! جو ایمان لے آئے ہو، جب مؤمن عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں تو انہیں آزماؤ۔'' آخر آیت تک۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ان (ہجرت کرنے والی) مؤمن عورتوں میں سے جو اس شرط کا اقرار کر لیتی (جس کا ذکر اسی سورۂ ممتحنہ میں ہے کہ ''اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گی'') تو وہ آزمائش میں پوری سمجھی جاتی تھی۔ چنانچہ جب وہ اس کا اپنی زبان سے اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ ان سے فرماتے کہ ''اب جاؤ! میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔'' ہرگز نہیں! واللہ! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے (بیعت لیتے وقت) کسی عورت کا ہاتھ کبھی نہیں چھوا۔ آنحضرت ﷺ ان سے صرف زبان سے بیعت لیتے تھے۔ واللہ! آنحضرت نے عورتوں سے صرف انہیں چیزوں کا عہد لیا جن کا اللہ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ بیعت لینے کے بعد آپ ان سے فرماتے کہ میں نے تم سے عہد لے لیا ہے۔ یہ آپ صرف زبان سے کہتے کہ ''میں نے تم سے بیعت لے لی۔''

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ [البقرة: ٢٢٦، ٢٢٧] ﴿فَإِنْ فَاءُوا﴾ رَجَعُوا.

باب: اللہ تعالیٰ کا (سورہ بقرہ میں) فرمانا کہ

''وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ایلاء کرتے ہیں، ان کے لیے چار مہینے کی مدت مقرر ہے'' آخر آیت ﴿سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ تک۔ ﴿فَإِنْ فَاءُوا﴾ کے معنی قسم توڑ دیں اپنی بیوی سے صحبت کریں۔

٥٢٨٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ آلَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ نِسَائِهِ، وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ فَأَقَامَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ تِسْعًا

(٥٢٨٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، ان سے ان کے بھائی عبدالحمید نے، ان سے سلیمان بن بلال نے، ان سے حمید طویل نے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا: انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے ایلاء کیا تھا آنحضرت ﷺ کے پاؤں میں موچ آ گئی تھی۔ اس لیے آپ نے اپنے بالا خانہ میں انتیس

وَعِشْرِينَ، ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! آلَيْتَ شَهْرًا. قَالَ: ((الشَّهْرُ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ)). [راجع: ۳۷۸]

دن تک قیام فرمایا، پھر آپ ﷺ وہاں سے اترے، لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے ایک مہینہ کا ایلاء کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔''

تشریح: ایلاء قسم کھانے کو کہتے ہیں کہ کوئی مرد اپنی عورت کے پاس مدت مقررہ تک نہ جانے کی قسم کھالے۔ مزید تفصیل حدیث ذیل میں ملاحظہ ہو۔ لفظ ایلاء کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ کوئی قسم کھائے کہ وہ اپنی عورت کے پاس نہیں جائے گا۔ جمہور علما کے نزدیک ایلاء کی مدت چار مہینے ہے۔

۵۲۹۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ فِي الْإِيلَاءِ الَّذِي سَمَّى اللَّهُ تَعَالَى لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدَ الْأَجَلِ إِلَّا أَنْ يُمْسِكَ بِالْمَعْرُوفِ، أَوْ يَعْزِمَ بِالطَّلَاقِ، كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ.

(۵۲۹۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس ایلاء کے بارے میں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، فرماتے تھے کہ مدت پوری ہونے کے بعد کسی کے لیے جائز نہیں، سوائے اس کے کہ قاعدہ کے مطابق (اپنی بیوی کو) اپنے پاس ہی روک لے یا پھر طلاق دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

۵۲۹۱۔ وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ يُوقَفُ حَتَّى يُطَلِّقَ، وَلَا يَقَعُ عَلَيْهِ الطَّلَاقُ حَتَّى يُطَلِّقَ. وَيُذْكَرُ ذَلِكَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَعَائِشَةَ وَاثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۵۲۹۱) امام بخاری نے کہا کہ مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جب چار مہینے گزر جائیں تو اسے قاضی کے سامنے پیش کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ طلاق دے دے اور طلاق اس وقت تک نہیں ہوتی جب تک طلاق دی نہ جائے۔ حضرت عثمان، علی، ابو درداء اور عائشہ اور بارہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔

تشریح: حنفیہ کہتے ہیں کہ چار ماہ کی مدت گزرنے پر اگر مرد رجوع نہ کرے تو خود طلاق بائن پڑ جائے گی مگر حنفیہ کا یہ قول صحیح نہیں ہے تفصیل کے لئے دیکھو شرح وحیدی۔

بَابُ حُكْمِ الْمَفْقُودِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ

باب: جو شخص گم ہو جائے اس کے گھر والوں اور جائیداد میں کیا عمل ہوگا

وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: إِذَا فُقِدَ فِي الصَّفِّ عِنْدَ الْقِتَالِ تَرَبَّصُ امْرَأَتُهُ سَنَةً. وَاشْتَرَى ابْنُ مَسْعُودٍ جَارِيَةً وَالْتَمَسَ صَاحِبَهَا سَنَةً فَلَمْ يَجِدْهُ وَفُقِدَ، فَأَخَذَ يُعْطِي الدِّرْهَمَ وَالدِّرْهَمَيْنِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ عَنْ فُلَانٍ فَإِنْ أَتَى فُلَانٌ فَلِي وَعَلَيَّ. وَقَالَ: هَكَذَا فَافْعَلُوا

اور ابن مسیب نے کہا جب جنگ کے وقت صف سے اگر کوئی شخص گم ہو جائے تو اس کی بیوی کو ایک سال اس کا انتظار کرنا چاہیے (اور پھر اس کے بعد دوسرا نکاح کرنا چاہیے) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک لونڈی کسی سے خریدی (اصل مالک قیمت لیے بغیر کہیں چلا گیا اور گم ہو گیا) تو آپ نے اس کے پہلے مالک کو ایک سال تک تلاش کیا، پھر جب وہ نہیں ملا (غریبوں کو اس لونڈی کی قیمت میں سے) ایک ایک، دو دو درہم دینے لگے اور آپ

بِاللُّقَطَةِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الأَسِيرِ يُعْلَمُ مَكَانُهُ: لَا تُزَوَّجُ امْرَأَتُهُ، وَلَا يُقْسَمُ مَالُهُ فَإِذَا انْقَطَعَ خَبَرُهُ فَسُنَّتُهُ سُنَّةُ الْمَفْقُودِ.

نے دعا کی کہ اے اللہ! یہ فلاں کی طرف سے ہے (جو اس کا پہلا مالک تھا اور جو قیمت لیے بغیر کہیں گم ہو گیا تھا) پھر اگر وہ (آنے کے بعد) اس صدقہ سے انکار کرے گا (اور قیمت کا مطالبہ کرے گا تو اس کا ثواب) مجھے ملے گا اور لونڈی کی قیمت کی ادائیگی مجھ پر واجب ہوگی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی طرح تم لقطہ (ایسی چیز کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑی ہوئی کسی کو مل جائے) کے ساتھ کیا کرو۔ زہری نے ایسے قیدی کے بارے میں جس کی جائے قیام معلوم ہو، کہا کہ اس کی بیوی دوسرا نکاح نہ کرے اور نہ اس کا مال تقسیم کیا جائے، پھر اس کی خبر ملنی بند ہو جائے تو اس کا معاملہ بھی مفقود الخبر کی طرح ہو جاتا ہے۔

٥٢٩٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ يَزِيدَ، مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْغَنَمِ فَقَالَ: ((خُذْهَا، فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)). وَسُئِلَ عَنْ ضَالَّةِ الْإِبِلِ، فَغَضِبَ وَاحْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ، فَقَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا، مَعَهَا الْحِذَاءُ وَالسِّقَاءُ، تَشْرَبُ الْمَاءَ، وَتَأْكُلُ الشَّجَرَ، حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)). وَسُئِلَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ: ((اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا، وَعَرِّفْهَا سَنَةً، فَإِنْ جَاءَ مَنْ يَعْرِفُهَا، وَإِلَّا فَاخْلِطْهَا بِمَالِكَ)). قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ بْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ. قَالَ سُفْيَانُ: وَلَمْ أَحْفَظْ عَنْهُ شَيْئًا غَيْرَ هَذَا. فَقُلْتُ: أَرَأَيْتَ حَدِيثَ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ فِي أَمْرِ الضَّالَّةِ، هُوَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ يَحْيَى: وَيَقُولُ رَبِيعَةُ عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ. قَالَ سُفْيَانُ: فَلَقِيتُ رَبِيعَةَ فَقُلْتُ لَهُ. [راجع: ٩١]

(٥٢٩٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے کہا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے منبعث کے مولیٰ یزید نے کہ نبی کریم ﷺ سے کھوئی ہوئی بکری کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے پکڑ لو، کیونکہ یا وہ تمہاری ہوگی (اگر ایک سال تک اعلان کے بعد اس کا مالک نہ ملا) یا تمہارے کسی بھائی کی ہوگی یا پھر بھیڑیے کی ہوگی۔'' (اگر یہ انہی جنگلوں میں پھرتی رہی) اور آنحضرت ﷺ سے کھوئے ہوئے اونٹ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ غصہ ہو گئے اور غصے کی وجہ سے آپ کے دونوں رخسار سرخ ہو گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں اس سے کیا غرض اس کے پاس (مضبوط) کھر ہیں (جس کی وجہ سے چلنے میں اسے کوئی دشواری نہیں ہوگی) اس کے پاس مشکیزہ ہے جس سے وہ پانی پیتا رہے گا اور درخت کے پتے کھاتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کا مالک اسے پالے گا۔'' اور آنحضرت ﷺ سے لقطہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اس کی رسی کا (جس سے وہ بندھا ہو) اور اس کے ظرف کا (جس میں وہ رکھا ہو) اعلان کرو اور اس کا ایک سال تک اعلان کرو، پھر اگر کوئی ایسا شخص آ جائے جو اسے پہچانتا ہو (اور اس کا مالک ہو تو اسے دے دو) ورنہ اسے اپنے مال کے ساتھ ملا لو۔'' سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ پھر میں ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے ملا اور مجھے ان سے اس کے سوا اور کوئی چیز محفوظ نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تھا کہ گم شدہ چیزوں کے بارے

میں منبعث کے مولیٰ یزید کی حدیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہ زید بن خالد سے منقول ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں (سفیان نے بیان کیا کہ) یحییٰ نے بیان کیا کہ ربیعہ نے منبعث کے مولیٰ یزید سے بیان کیا، ان سے زید بن خالد نے۔ سفیان نے بیان کیا کہ پھر میں نے ربیعہ سے ملاقات کی اور ان سے اس کے متعلق پوچھا۔

تشریح: یعنی اونٹ کے پکڑنے کی کیا ضرورت ہے اس کو کھانے پینے چلنے میں کسی کی مدد اور حفاظت کی ضرورت ہے نہ بھیڑیے کا ڈر ہے۔ اس حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے مشکل ہے۔ بعض نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ دوسرے کے مال میں تصرف کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک اس کے ضائع ہونے کا ڈر نہ ہو پس اس طرح مفقود کی عورت میں بھی تصرف کرنا جائز نہیں جب تک اس کے خاوند کی موت متحقق نہ ہو۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں یہ قیاس صحیح نہیں ہے اور حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، ابن مسعود اور متعدد صحابہ رضی اللہ عنہم سے باسانید صحیحہ مروی ہے ان کو سعید بن منصور اور عبدالرزاق نے نکالا کہ مفقود کی عورت چار برس تک انتظار کرے۔ اگر اس عرصہ تک اس کی خبر نہ معلوم ہو تو اس کی عورت دوسرا نکاح کر لے اور ایک جماعت تابعین جیسے ابراہیم نخعی اور عطاء اور زہری اور مکحول اور شعبی اسی کے قائل ہوئے ہیں اور امام احمد اور اسحاق نے کہا اس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں۔ مدت اس کے واسطے ہے جو لڑائی میں گم ہو یا دریا میں اور حنفیہ اور شافعیہ نے کہا مفقود کی عورت اس وقت تک نکاح نہ کرے جب تک کہ خاوند کا زندہ یا مردہ ہونا ظاہر نہ ہو اور حنفیہ نے اس کی تقدیر نوے برس یا سو برس یا ۱۲۰ برس کی ہے اور دلیل لی ہے اس مرفوع حدیث سے کہ مفقود کی عورت اسی کی عورت ہے یہاں تک کہ حال کھلے۔ ابو عبیدہ نے علی رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرزاق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی نقل کیا ہے مگر مرفوع حدیث ضعیف اور صحیح اس کا وقف ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں چار برس کی مدت منقول ہے اور علی رضی اللہ عنہ کی روایت بھی ضعیف ہے تو صحیح وہی چار سال کی مدت ہوئی اور اگر عورت کو حنفیہ یا شافعیہ یا حنابلہ کے مذہب کے موافق ادھر رکھا جائے تو اس میں صریح ضرر پہنچانا ہے پس قاضی مفقود کی عورت کا نکاح فسخ کر سکتا ہے جب دیکھے کہ عورت کو تکلیف ہے یا اس کو نان ونفقہ دینے والا کوئی نہیں اور حنفیہ اور شافعیہ اور حنابلہ کے مذہب کے موافق تو شاید ہی دنیا میں کوئی عورت نکلے جو ساری عمر بن شوہر کے عصمت کے ساتھ بیٹھی رہے۔ اگر بالفرض بیٹھی بھی رہے تو پھر نوے سال یا سو سال یا ایک سو بیس سال خاوند کی عمر ہونے پر یا اس کے سب ہم عمر مر جانے پر عورت کی عمر بھی تو نوے سال سے یا اسی سال سے غالباً کم نہ رہے گی اور اس عمر میں نکاح کی اجازت دینا گویا عذر بدتر از گناہ ہے۔ ہماری شریعت میں نان نفقہ نہ دینے یا نامردی کی وجہ سے جب نکاح کا فسخ جائز ہے تو مفقود بھی بطریق اولیٰ جائز ہونا چاہیے اور تعجب یہ ہے کہ حنفیہ ایلا میں یعنی چار مہینے تک عورت کے پاس نہ جانے کی قسم میں تو یہ حکم دیتے ہیں کہ چار مہینے گزرنے پر اس عورت کو ایک طلاق بائن پڑ جاتی ہے اور یہاں اس بیچاری عورت کی ساری جوانی برباد ہونے پر بھی ان کو رحم نہیں آتا۔ فرماتے ہیں کہ موت اقران کے بعد دوسرا نکاح کر سکتی ہے۔ کیا خوب انصاف ہے اب اگر عورت دوسرا نکاح کر لے اس کے بعد پہلے خاوند کا حال معلوم ہو کہ وہ زندہ ہے تو وہ پہلے ہی خاوند کی عورت ہوگی اور شعبی نے کہا دوسرے خاوند سے قاضی اس کو جدا کر دے گا وہ عدت پوری کر کے پھر پہلے خاوند کے پاس رہے۔ اگر پہلا خاوند مر جائے تو اس کی بھی عدت بیٹھے اور اس کی وارث بھی ہوگی۔ بعض نے کہا پہلا خاوند اگر آئے تو اس کو اختیار ہوگا چاہے اپنی عورت دوسرے خاوند سے چھین لے چاہے جو مہر عورت کو دیا ہو وہ اس سے وصول کر لے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں اگر مفقود نے بلا عذر اپنا احوال مخفی رکھا تھا اور عورت کے لئے نان ونفقہ کا انتظام نہیں کر کے گیا تھا نہ کچھ جائیداد چھوڑ کر گیا تھا تو قیاس یہ ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو دوسرے خاوند سے نہیں پھیر سکتا اور اگر عذر معقول ثابت ہو جس کی وجہ سے خبر نہ بھیج سکا اور وہ اپنی زوجہ کے لئے نان ونفقہ کی جائیداد چھوڑ گیا تھا یا بندوبست کر گیا تھا تب اس کو اختیار ہونا چاہیے خواہ عورت پھیر لے خواہ مہر جو دیا ہو وہ دوسرے خاوند سے لے لے اور یہ قول گو جدید ہے اور اتفاق علما کے خلاف ہے مگر مقتضائے انصاف ہے۔ واللہ اعلم۔ (شرح مولانا وحید الزماں)

بَابُ [الظِّهَارِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:]

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾. [المجادلة: ١، ٤] وَقَالَ لِي إِسْمَاعِيلُ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ عَنْ ظِهَارِ الْعَبْدِ فَقَالَ: نَحْوَ ظِهَارِ الْحُرِّ. قَالَ مَالِكٌ: وَصِيَامُ الْعَبْدِ شَهْرَانِ. وَقَالَ الْحَسَنُ: ظِهَارُ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ مِنَ الْحُرَّةِ وَالْأَمَةِ سَوَاءٌ. وَقَالَ عِكْرِمَةُ: إِنْ ظَاهَرَ مِنْ أَمَتِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ إِنَّمَا الظِّهَارُ مِنَ النِّسَاءِ، وَفِي الْعَرَبِيَّةِ ﴿لِمَا قَالُوْا﴾ أَيْ فِيمَا قَالُوْا، وَفِي نَقْضِ مَا قَالُوْا، وَهٰذَا أَوْلَى، لِأَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَدُلَّ عَلَى الْمُنْكَرِ وَقَوْلِ الزُّوْرِ.

باب: ظہار کا بیان

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ مجادلہ میں فرمانا: ”اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپ (ﷺ) سے، اپنے شوہر کے بارے میں بحث کرتی تھی۔“ آیت ﴿فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَإِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ تک اور مجھ سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا کہ ابن شہاب سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ اس کا ظہار بھی آزاد کے ظہار کی طرح ہوگا۔“ امام مالک نے بیان کیا: غلام دو مہینے کے روزے رکھے گا۔ حسن بن حر نے کہا: آزاد مرد یا غلام کا ظہار آزاد عورت یا لونڈی سے یکساں ہے۔ عکرمہ نے کہا: اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے ظہار کرے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ ظہار اپنی بیویوں سے ہوتا ہے اور عربی زبان میں لام فی کے معنوں میں آتا ہے تو ﴿يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا﴾ کا یہ معنی ہوگا کہ پھر اس عورت کو رکھنا چاہیں اور ظہار کے کلمہ کو باطل کرنا اور یہ ترجمہ اس سے بہتر ہے کیونکہ ظہار کو اللہ نے بری بات اور جھوٹ فرمایا ہے اس کو دہرانے کے لیے کیسے کہے گا۔

عورت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھی جس کے بارے میں سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات کا نزول ہوا۔

تشریح: شوہر کا اپنی بیوی کو اپنی کسی ذی رحم محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جسے دیکھنا اس کے لئے حرام ہو، ”ظہار“ کہلاتا ہے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے ظہار کرلے تو اس وقت تک اس کا اپنی بیوی سے ملنا حرام ہے جب تک کہ وہ اس کا کفارہ نہ دے لے۔ اس کے کفارے کا ذکر مذکورہ بالا آیت میں ہوا ہے وہ غلام کا آزاد کرنا ہے اگر غلام نہ ملے تو وہ دو مہینے لگاتار روزے رکھنا، اور اگر طاقت نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔

بَابُ الْإِشَارَةِ فِي الطَّلَاقِ وَالْأُمُوْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا)). وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ. [راجع: ١٣٠٤] وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: أَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيَّ أَيْ خُذِ النِّصْفَ. [راجع: ٤٥٧] وَقَالَتْ أَسْمَاءُ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْكُسُوْفِ، فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا شَأْنُ النَّاسِ وَهِيَ تُصَلِّي، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا إِلَى الشَّمْسِ،

باب: اگر طلاق وغیرہ اشارے سے دے، مثلاً کوئی گونگا ہو تو کیا حکم ہے؟

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو پر عذاب نہیں دے گا لیکن اس پر عذاب دے گا۔“ اس وقت آپ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (کہ نوحہ عذاب الٰہی کا باعث ہے) اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے (ایک قرض کے سلسلہ میں جو میرا ایک صاحب تھا) میری طرف اشارہ کیا کہ آدھا لے لو (اور آدھا چھوڑ دو) اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کسوف کی نماز پڑھ رہے تھے (میں پہنچی) اور عائشہ سے پوچھا کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا

فَقُلْتُ: آيَةٌ فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ. وَقَالَ أَنَسٌ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَوْمَأَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ لَا حَرَجَ. [راجع: ٨٤] وَقَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّيْدِ لِلْمُحْرِمِ: ((آحَدٌ مِنْكُمْ أَمَرَهُ أَنْ يَحْمِلَ عَلَيْهَا أَوْ أَشَارَ إِلَيْهَا)). قَالُوا: لَا. قَالَ: ((فَكُلُوا)). [راجع: ١٨٢٤]

بھی نماز پڑھ رہی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے سر سے سورج کی طرف اشارہ کیا (کہ یہ سورج گرہن کی نماز ہے) میں نے کہا: کیا یہ کوئی نشانی ہے؟ انہوں نے اپنے سر کے اشارہ سے بتایا کہ ہاں اور انس نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ابوبکر کو اشارہ کیا کہ آگے بڑھیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ کوئی حرج نہیں اور ابوقتادہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کے شکار کے سلسلے میں دریافت فرمایا: ''کیا تم میں سے کسی نے شکاری کو شکار مارنے کے لیے کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟'' صحابہ نے عرض کیا: نہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر (اس کا گوشت) کھاؤ۔''

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب کے ذیل وہ احادیث بیان کی ہیں جن سے یہ نکلتا ہے کہ جس اشارے سے مطلب سمجھا جائے تو وہ بولنے کی طرح ہے اگر گونگا شخص ایک انگلی اٹھا کر طلاق کا اشارہ کرے تو طلاق پڑ جائے گی۔ ان جملہ آثار مذکورہ میں ایسے ہی ذومعنی اشارات کا ذکر ہے جن کو معتبر سمجھا گیا۔

٥٢٩٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، طَافَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَعِيرِهِ، وَكَانَ كُلَّمَا أَتَى عَلَى الرُّكْنِ أَشَارَ إِلَيْهِ، وَكَبَّرَ. وَقَالَتْ زَيْنَبُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فُتِحَ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ)). وَعَقَدَ تِسْعِينَ. [راجع: ١٦٠٧]

(۵۲۹۳) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعامر بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کیا اور آنحضرت ﷺ جب بھی رکن کے پاس آتے تو اس کی طرف اشارہ کر کے تکبیر کہتے اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یاجوج ماجوج کی دیوار میں اتنا سوراخ ہو گیا ہے۔'' اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے نوے کا عدد بنایا۔

تشریح: اس حدیث میں بھی چند اشارات کو معتبر سمجھا گیا حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

٥٢٩٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((فِي الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّي، يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا، إِلَّا أَعْطَاهُ)). وَقَالَ بِيَدِهِ، وَوَضَعَ

(۵۲۹۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن علقمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے جو مسلمان بھی اس وقت کھڑا نماز پڑھے اور اللہ سے کوئی خیر مانگے تو اللہ اسے ضرور دے گا۔'' آنحضرت ﷺ نے (اس ساعت کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور

أَنْمِلَتَهُ عَلَى بَطْنِ الْوُسْطَى وَالْخِنْصَرِ. قُلْنَا يُزَهِّدُهَا. [راجع: ٩٣٥] [مسلم: ١٩٧٢]

اپنی انگلیوں کو درمیانی انگلی اور چھوٹی انگلی کے بیچ میں رکھا جس سے ہم نے سمجھا کہ آپ اس ساعت کو بہت مختصر ہونے کو بتارہے ہیں۔

٥٢٩٥۔ وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ شُعْبَةَ بْنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَدَا يَهُودِيٌّ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى جَارِيَةٍ، فَأَخَذَ أَوْضَاحًا كَانَتْ عَلَيْهَا وَرَضَخَ رَأْسَهَا، فَأَتَى بِهَا أَهْلُهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ فِي آخِرِ رَمَقٍ، وَقَدْ أُصْمِتَتْ، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَتَلَكِ فُلَانٌ؟)) لِغَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، قَالَ: فَفُلَانٌ لِرَجُلٍ آخَرَ غَيْرِ الَّذِي قَتَلَهَا، فَأَشَارَتْ أَنْ لَا، فَقَالَ: ((فَفُلَانٌ؟)) لِقَاتِلِهَا فَأَشَارَتْ أَنْ نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرُضِخَ رَأْسُهُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

[مسلم: ٤٣٦١؛ ابوداود: ١٠٤٦؛ نسائي: ٤٧٩٣؛ ابن ماجه: ١١٣٧]

(٥٢٩٥) اور اویسی نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے ہشام بن زید نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر ظلم کیا، اس کے چاندی کے زیورات جو وہ پہنے ہوئے تھی چھین لیے اور اس کا سر کچل دیا۔ لڑکی کے گھر والے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو اس کی زندگی کی بس آخری گھڑی باقی تھی اور وہ بول نہیں سکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: "تمہیں کس نے مارا ہے، فلاں نے؟" نبی کریم نے اس واقعہ سے غیر متعلق آدمی کا نام لیا۔ اس لیے اس نے اپنے سر کے اشارہ سے کہا کہ نہیں۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا اور وہ بھی اس واقعہ سے غیر متعلق تھا تو لڑکی نے سر کے اشارہ سے کہا: نہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: "فلاں نے تمہیں مارا ہے؟" تو اس لڑکی نے سر کے اشارہ سے ہاں کہا۔

تشریح: اس حدیث میں بھی کچھ اشارات کو قابل استناد جانا گیا۔ یہی وجہ مطابقت ہے۔
جس طرح اس شقی نے اس معصوم لڑکی کو بے دردی سے مارا تھا اسی طرح اس سے قصاص لیا گیا۔ اہلحدیث اور ہمارے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور مالکیہ اور شافعیہ سب کا مذہب اسی حدیث کے موافق ہے کہ قاتل نے جس طرح مقتول کو قتل کیا ہے اسی طرح اس سے بھی قصاص لیا جائے گا لیکن حنفیہ اس کے خلاف کہتے ہیں کہ ہمیشہ قصاص تلوار سے لینا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے جو دو بار اس لڑکی سے اوروں کا نام لے کر پوچھا اس سے یہ مطلب تھا کہ اس سے اس لڑکی کا باہوش وحواس ہونا ثابت ہو جائے اور اس کی شہادت پوری معتبر سمجھی جائے۔ اس حدیث سے گواہی بوقت مرگ کا ایک عمدہ گواہی ہونا نکلتا ہے جسے انگریزوں نے اپنے قانون شہادت میں بھی ایک قابل اعتبار شہادت خیال کیا ہے۔ (وحیدی)

٥٢٩٦۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْفِتْنَةُ مِنْ هَاهُنَا)). وَأَشَارَ إِلَى الْمَشْرِقِ. [راجع: ٣١٠٤]

(٥٢٩٦) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: "فتنہ ادھر سے اٹھے گا" اور آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح: یعنی مشرقی ممالک کی طرف۔ اس حدیث میں کسی شخص کا نام مذکور نہیں بلکہ جو شخص مشرق کی طرف سے نمودار ہو اور گمراہی اور بے دینی کی دعوت دے وہ اس سے مراد ہو سکتا ہے اور تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے امام محمد بن عبدالوہاب کو اس فتنہ سے مراد لیا ہے۔ امام محمد بن عبدالوہاب تو لوگوں کو توحید اور اتباع سنت کی طرف بلاتے تھے۔ انہوں نے اہل مکہ کو جو رسالہ لکھ کر بھیجا ہے اس میں صاف یہ مرقوم ہے کہ قرآن اور صحیح حدیث ہمارے اور تمہارے درمیان حکم ہے، اس پر عمل کرو۔ البتہ ممالک مشرقی میں سید احمد خاں رئیس النیاچرہ اور مرزا غلام احمد قادیانی اس حدیث کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ ہمارے استاد مولانا بشیر الدین صاحب قنوجی محدث فرماتے تھے کہ مشرق سے مراد بدایون کا قصبہ ہے وہیں سے فضل رسول ظاہر ہوا جس نے دنیا میں بہت سی بدعتیں پھیلائیں اور اہلحدیث اور اہل توحید کو کافر قرار دیا۔ (وحیدی)

٥٢٩٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفَى، قَالَ: كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ لِرَجُلٍ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ لِيْ)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَمْسَيْتَ. ثُمَّ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْ أَمْسَيْتَ إِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا. ثُمَّ قَالَ: ((انْزِلْ فَاجْدَحْ)). فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَهُ فِي الثَّالِثَةِ، فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ أَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ فَقَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ قَدْ أَقْبَلَ مِنْ هَاهُنَا فَقَدْ أَفْطَرَ الصَّائِمُ)). [راجع: ١٩٤١]

(٥٢٩٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق شیبانی نے اور ان سے عبداللہ بن ابی اوفیٰ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب سورج ڈوب گیا تو آنحضرت ﷺ نے ایک صحابی (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: "اتر کر میرے لیے ستو گھول" (کیونکہ آپ روزہ سے تھے) انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اندھیرا ہونے دیں تو بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: "اتر کر ستو گھول" انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر آپ اور اندھیرا ہو لینے دیں تو بہتر ہے، ابھی دن باقی ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اترو اور ستو گھول لو۔" آخر تیسری مرتبہ کہنے پر انہوں نے اتر کر آنحضرت ﷺ کے لیے ستو گھولے۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پیا، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: "جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے آ رہی ہے تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیے۔"

٥٢٩٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ۔ أَوْ قَالَ: أَذَانُهُ۔ مِنْ سَحُوْرِهِ، فَإِنَّمَا يُنَادِيْ أَوْ يُؤَذِّنُ لِيَرْجِعَ قَائِمُكُمْ)). وَلَيْسَ أَنْ يَقُوْلَ: كَأَنَّهُ يَعْنِي الصُّبْحَ أَوِ الْفَجْرَ، وَأَظْهَرَ يَزِيْدُ يَدَيْهِ ثُمَّ مَدَّ إِحْدَاهُمَا مِنَ الْأُخْرَى. [راجع: ٦٢١]

(٥٢٩٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سلیمان تیمی نے، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کسی کو (سحری کھانے سے) بلال کی پکار نہ روکے، یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ "ان کی اذان" کیونکہ وہ پکارتے ہیں، یا فرمایا، اذان دیتے ہیں تا کہ اس وقت نماز پڑھنے والا رک جائے۔ اس کے اعلان سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ صبح صادق ہو گئی۔" اس وقت یزید بن زریع نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے (صبح کاذب کی صورت بتانے کے لیے) پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیلایا (صبح صادق کی صورت کے اظہار کے لیے)۔

٥٢٩٩۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ

(٥٢٩٩) اور لیث نے بیان کیا کہ ان سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان

رَبِيعَةَ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمنِ بْنِ هُرْمُز، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْبَخِيلِ وَالْمُنْفِقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ، مِنْ لَدُنْ ثُدَيِّهِمَا إِلَى تَرَاقِيهِمَا، فَأَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا يُنْفِقُ شَيْئًا إِلَّا مَادَّتْ عَلَى جِلْدِهِ حَتَّى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ، وَأَمَّا الْبَخِيلُ فَلَا يُرِيدُ يُنْفِقُ إِلَّا لَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَوْضِعَهَا، فَهُوَ يُوسِعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ)). وَيُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ إِلَى حَلْقِهِ. [راجع: ١٤٤٣]

سے عبدالرحمٰن بن ہرمز نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخیل اور سخی کی مثال دو آدمیوں جیسی ہے جن پر لوہے کی دو زر ہیں سینے سے گردن تک ہیں۔ سخی جب بھی کوئی چیز خرچ کرتا ہے تو زرہ اس کے چمڑے پر ڈھیلی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کی انگلیوں تک پہنچ جاتی ہے (اور پھیل کر اتنی بڑھ جاتی ہے کہ) اس کے نشان قدم کو مٹاتی چلتی ہے لیکن بخیل جب بھی خرچ کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کا ہر حلقہ اپنی اپنی جگہ چمٹ جاتا ہے، وہ اسے ڈھیلا کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ڈھیلا نہیں ہوتا۔'' اس وقت آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں کچھ مخصوص مقامات پر مخصوص آدمیوں کی طرف سے اشارات کا ہونا معتبر سمجھا گیا۔ باب اور ان احادیث میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

بَابُ اللِّعَانِ

باب: لعان کا بیان

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مِنَ الصَّادِقِينَ﴾ [النور: ٦، ٩] فَإِذَا قَذَفَ الْأَخْرَسُ امْرَأَتَهُ بِكِتَابَةٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ بِإِيمَاءٍ مَعْرُوفٍ، فَهُوَ كَالْمُتَكَلِّمِ، لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ أَجَازَ الْإِشَارَةَ فِي الْفَرَائِضِ، وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْحِجَازِ وَأَهْلِ الْعِلْمِ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا﴾. [مريم: ٢٩] وَقَالَ الضَّحَّاكُ: ﴿إِلَّا رَمْزًا﴾ [آل عمران: ٤١] إِشَارَةً. وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَا حَدَّ وَلَا لِعَانَ. ثُمَّ زَعَمَ أَنْ طَلَّقُوا بِكِتَابٍ أَوْ إِشَارَةٍ أَوْ إِيمَاءٍ جَازَ، وَلَيْسَ بَيْنَ الطَّلَاقِ وَالْقَذْفِ فَرْقٌ، فَإِنْ قَالَ: الْقَذْفُ لَا يَكُونُ إِلَّا بِكَلَامٍ. قِيلَ لَهُ:

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں فرمایا: ''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگاتے ہیں اور ان کے پاس ان کی ذات کے سوا کوئی گواہ نہ ہو۔'' آخر آیت ''من الصادقین'' تک۔ اگر گونگا اپنی بیوی پر لکھ کر، اشارہ سے یا کسی مخصوص اشارہ سے تہمت لگائے تو اس کی حیثیت بولنے والے کی سی ہوگی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرائض میں اشارہ کو جائز قرار دیا ہے اور یہی بعض اہل حجاز اور بعض دوسرے اہل علم کا فتویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور (مریم علیہا السلام نے) ان (عیسیٰ علیہ السلام) کی طرف اشارہ کیا تو لوگوں نے کہا: ہم اس سے کس طرح گفتگو کر سکتے ہیں جو ابھی گہوارہ میں بچہ ہے۔'' اور ضحاک نے کہا کہ ﴿إِلَّا رَمْزًا﴾ بمعنی الاشارہ ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ (اشارہ سے) حد اور لعان نہیں ہو سکتی، جبکہ وہ یہ مانتے ہیں کہ طلاق کتابت، اشارہ اور ایماء سے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ طلاق اور تہمت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر وہ اس کے مدعی ہوں کہ تہمت صرف کلام ہی کے ذریعے مانی جائے گی تو ان سے کہا جائے گا کہ پھر یہی صورت طلاق میں بھی ہونی چاہیے اور وہ بھی صرف کلام ہی کے ذریعے معتبر مانا جانا چاہیے ورنہ طلاقیں

كَذٰلِكَ الطَّلَاقُ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِكَلَامٍ، وَإِلَّا بَطَلَ الطَّلَاقُ وَالْقَذْفُ، وَكَذٰلِكَ الْعِتْقُ، وَكَذٰلِكَ الْأَصَمُّ يُلَاعِنُ. وَقَالَ الشَّعْبِيُّ وَقَتَادَةُ: إِذَا قَالَ: أَنْتِ طَالِقٌ. فَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ، تَبِيْنُ مِنْهُ بِإِشَارَتِهِ. وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ الْأَخْرَسُ: إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ لَزِمَهُ. وَقَالَ حَمَّادٌ: الْأَخْرَسُ وَالْأَصَمُّ إِنْ قَالَ بِرَأْسِهِ جَازَ.

اور تہمت (اگر اشارہ سے ہو) تو سب کو باطل ماننا چاہیے اور (اشارہ سے غلام کی) آزادی کا بھی یہی حشر ہوا اور یہی صورت لعان کرنے والے گونگے کے ساتھ بھی پیش آئے گی اور شعبی اور قتادہ نے بیان کیا: جب کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تجھے طلاق ہے" اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تو وہ مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔ ابراہیم نے کہا: گونگا اگر طلاق اپنے ہاتھ سے لکھے تو وہ پڑ جاتی ہے۔ حماد نے کہا: گونگے اور بہرے اگر اپنے سر سے اشارہ کریں تو بھی جائز ہے۔

بعض لوگ جب یہ مانتے ہیں کہ طلاق کتابت، اشارے اور ایماء سے ہو سکتی ہے تو ان کا یہ فتویٰ بالکل غلط ہے کہ اشارے سے حد اور لعان نہیں ہو سکتے۔

تشریح: یعنی ضحاک بن مزاحم نے جو تفسیر کے امام ہیں اور عبد بن حمید اور ابو حذیفہ نے سفیان ثوری کی تفسیر میں اس کی تصریح کر دی ہے۔ اب کرمانی کا یہ کہنا کہ یہ ضحاک بن شراحیل ہیں محض غلط ہے۔ ضحاک بن شراحیل تو تابعی ہیں مگر ان سے قرآن کی تفسیر بالکل منقول نہیں ہے اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے صرف دو احادیث اس کتاب میں نقل کی ہیں۔ ایک فضائل قرآن میں ایک استتابہ مرتدین میں۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ علم حدیث میں قیاس سے ایک بات کہہ دینے میں یہی خرابیاں ہوتی ہیں جو کرمانی اور عینی سے اکثر مقامات میں ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حافظ ابن حجر کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے کرمانی کی بہت سی غلطیاں ہم کو بتلا دی ہیں۔

٥٣٠٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بَنُو النَّجَّارِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ بَنُوْ سَاعِدَةَ)). ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ، فَقَبَضَ أَصَابِعَهُ، ثُمَّ بَسَطَهُنَّ كَالرَّامِي بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ)). [مسلم: ٦٤٢٣؛ ترمذي: ٣٩١٠]

(٥٣٠٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے اور انہوں نے انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں بتاؤں کہ قبیلۂ انصار کا سب سے بہتر گھرانہ کون سا ہے؟" صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتائیے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: "بنو نجار کا اس کے بعد ان کا مرتبہ ہے جو ان سے قریب ہیں، یعنی بنو عبدالاشہل کا، اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنو حارث بن خزرج کا، اس کے بعد وہ ہیں جو ان سے قریب ہیں، بنو ساعدہ کا۔" پھر آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اپنی مٹھی بند کی، پھر اسے اس طرح کھولا جیسے کوئی اپنے ہاتھ کی چیز کو پھینکتا ہے، پھر فرمایا: "انصار کے ہر گھرانے میں خیر ہے۔"

٥٣٠١ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: سَمِعْتُهُ مِنْ سَهْلٍ

(٥٣٠١) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ابو حازم نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے

ابْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَذِهِ مِنْ هَذِهِ أَوْ كَهَاتَيْنِ)). وَقَرَنَ بَيْنَ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى. [راجع: ٤٩٣٦]

صحابی سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری بعثت قیامت سے اتنی قریب ہے جیسے اس کی اس سے'' (یعنی شہادت کی انگلی بیچ کی انگلی سے) یا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(راوی کو شک تھا) کہ جیسے یہ دونوں انگلیاں ہیں۔'' اور آپ نے شہادت کی اور بیچ کی انگلیوں کو ملا کر بتایا۔

تشریح: کرمانی کے زمانہ تک تو نبی کریم ﷺ کی پیغمبری پر سات سو اسی برس گزر چکے تھے۔ اب تو چودہ سو برس پورے ہو رہے ہیں پھر اس قرب کے کیا معنی ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قریب بہ نسبت اس زمانہ کے ہے جو آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر نبی کریم ﷺ کی نبوت تک گزر تھا وہ تو ہزاروں برس کا زمانہ تھا یا قرب سے یہ مقصود تھا کہ مجھ میں اور قیامت کے بیچ میں اب کوئی نیا پیغمبر صاحب شریعت آنے والا نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت کے قریب دنیا میں پھر تشریف لائیں گے تو ان کی کوئی نئی شریعت نہیں ہوگی بلکہ وہ شریعت محمدی پر چلیں گے پس مرزائیوں کا آمد عیسیٰ علیہ السلام سے عقیدہ ختم نبوت پر معارضہ پیش کرنا بالکل غلط ہے۔

٥٣٠٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)). يَعْنِي ثَلَاثِيْنَ، ثُمَّ قَالَ: ((وَهَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا)). يَعْنِي تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ يَقُوْلُ مَرَّةً ثَلَاثِيْنَ وَمَرَّةً تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ. [راجع: ١٩٠٨]

(٥٣٠٢) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جبلہ بن سحیم نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مہینہ اتنے، اتنے اور اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔'' آپ ﷺ کی مراد تیس دن سے تھی۔ پھر فرمایا: ''اور اتنے، اتنے اور اتنے دنوں کا بھی ہوتا ہے۔'' آپ ﷺ کا اشارہ انتیس کی طرف تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے تیس کی طرف اشارہ کیا اور دوسری مرتبہ انتیس کی طرف۔

٥٣٠٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ، قَالَ: وَأَشَارَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ نَحْوَ الْيَمَنِ: ((الْإِيْمَانُ هَاهُنَا۔ مَرَّتَيْنِ۔ أَلَا وَإِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ)). [راجع: ٣٣٠٢]

(٥٣٠٣) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اور آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''برکتیں ادھر ہیں۔'' دو مرتبہ (آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا) ''ہاں اور سختی اور قساوت قلب ان کی کرخت آواز والوں میں ہے جہاں سے شیطان کی دونوں سینگیں طلوع ہوتی ہیں، یعنی ربیعہ اور مضر میں۔''

٥٣٠٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا)). وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

(٥٣٠٤) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالعزیز بن ابی حازم نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور آپ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی

وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا. [طرفه في: ٦٠٠٥] [ابوداود: ٥١٥٠، ١٩١٨]

سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی رکھی۔

تشریح: ان جملہ احادیث میں اشارات کو معتبر گردانا گیا ہے۔ باب سے ان کی یہی وجہ مطابقت ہے۔

بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ

باب: جب اشاروں سے اپنی بیوی کے بچے کا انکار کرے اور صاف نہ کہہ سکے کہ یہ میرا لڑکا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

٥٣٠٥۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا، أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ أَسْوَدُ. فَقَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((مَا أَلْوَانُهَا؟)) قَالَ: حُمْرٌ. قَالَ: ((هَلْ فِيْهَا مِنْ أَوْرَقَ؟)) قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَأَنَّى ذٰلِكَ؟)) قَالَ: لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ. قَالَ: ((فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ؟)) [طرفاه في: ٦٨٤٧، ٧٣١٤]

(٥٣٠٥) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس کچھ اونٹ بھی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ان کے رنگ کیسے ہیں؟'' انہوں نے کہا: سرخ رنگ کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''ان میں کوئی سیاہی مائل سفید اونٹ بھی ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں، آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''پھر یہ کہاں سے آ گیا؟'' انہوں نے کہا: اپنی نسل کے کسی بہت پہلے کے اونٹ پر یہ پڑا ہوگا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہوگا۔''

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے ثابت فرمایا کہ باپ کے بارے میں اشارہ بھی معتبر سمجھا جائے گا۔

تشریح: الفاظ حدیث ((فلعل ابنك هذا نزعه)) سے یہ نکلا کہ صرف لڑکے کی صورت یا رنگ کے اختلاف پر یہ کہنا درست نہیں کہ یہ لڑکا میرا نہیں ہے جب تک قوی دلیل سے حرام کاری کا ثبوت نہ ہو۔ مثلاً آنکھوں سے اس کو زنا کراتے ہوئے دیکھا ہو یا جب خاوند نے جماع کیا ہو اس سے چھ مہینے کم میں لڑکا پیدا ہو، جب جماع کیا ہو اس سے چار برس بعد بچہ پیدا ہو۔ حدیث سے بھی یہی نکلا کہ اشارہ اور کنایہ میں قذف کرنا موجب حد نہیں اور مالکیہ کے نزدیک اس میں بھی حد واجب ہوگی۔

بَابُ إِحْلَافِ الْمُلَاعِنِ

باب: لعان کرنے والے کو قسم کھلانا

٥٣٠٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ

(٥٣٠٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ نے کہ قبیلۂ انصار

رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَأَحْلَفَهُمَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

کے ایک صحابی نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تو نبی اکرم ﷺ نے دونوں میاں بیوی سے قسم کھلوائی اور پھر دونوں میں جدائی کرادی۔

بَابٌ: يَبْدَأُ الرَّجُلُ بِالتَّلَاعُنِ

باب: لعان کی ابتدا مرد کرے گا (پھر عورت)

٥٣٠٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ، قَذَفَ امْرَأَتَهُ، فَجَاءَ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ. [راجع: ٢٦٧١]

(۵۳۰۷) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، کہا ہم سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی، پھر وہ آئے اور گواہی دی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس وقت فرمایا: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے کوئی (جو واقعی گناہ کا مرتکب ہوا ہو) رجوع کرے گا؟'' اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے گواہی دی اپنے بری ہونے کی۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ حدیث سے یہ نکلا کہ پہلے مرد سے گواہی لینی چاہیے۔ امام شافعی اور اکثر علما کا یہی قول ہے۔ اگر عورت سے پہلے گواہی لی جائے تب بھی لعان درست ہو جائے گا۔ کہتے ہیں اس عورت نے پانچویں بار میں ذرا تامل کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم سمجھے کہ وہ اپنے قصور کا اقرار کرے گی مگر پھر کہنے لگی میں اپنی قوم کو ساری عمر کے لئے ذلیل نہیں کر سکتی اور اس نے پانچویں دفعہ بھی قسم کھا کر لعان کر دیا۔

بَابُ اللِّعَانِ وَمَنْ طَلَّقَ بَعْدَ اللِّعَانِ

باب: لعان اور لعان کے بعد طلاق دینے کا بیان

٥٣٠٨۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ: يَا عَاصِمُ! أَرَأَيْتَ رَجُلاً وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ؟ أَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ سَلْ لِي: يَا عَاصِمُ! عَنْ ذَلِكَ. فَسَأَلَ عَاصِمٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا، حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ: يَا عَاصِمُ! مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ؟

(۵۳۰۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور انہیں سہل بن سعد ساعدی نے خبر دی کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ عاصم آپ کا کیا خیال ہے کہ ایک شخص اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے تو کیا اسے قتل کر دے گا لیکن پھر آپ لوگ اسے بھی قتل کر دیں گے۔ آخر اسے کیا کرنا چاہیے؟ عاصم، میرے لیے یہ مسئلہ پوچھ دو۔ چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح کے سوالات کو ناپسند فرمایا اور اظہار ناگواری کیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ سے جو کچھ سنا اس کا بہت اثر لیا۔ پھر جب گھر واپس آئے تو عویمر ان کے پاس آئے اور پوچھا۔ عاصم! آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کیا جواب دیا۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: عویمر تم نے میرے ساتھ اچھا معاملہ نہیں کیا، جو مسئلہ تم نے پوچھا تھا، آنحضرت ﷺ نے

فَقَالَ عَاصِمٌ لِعُوَيْمِرٍ: لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ، قَدْ كَرِهَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا. فَقَالَ عُوَيْمِرٌ: وَاللَّهِ! لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا. فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى جَاءَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَسَطَ النَّاسِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ؟ فَتَقْتُلُوْنَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أُنْزِلَ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا)). قَالَ سَهْلٌ: فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ تَلَاعُنِهِمَا قَالَ عُوَيْمِرٌ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتْ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. [راجع: ٤٢٣]

اسے ناپسند فرمایا۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک میں یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ سے معلوم نہ کرلوں، باز نہیں آؤں گا۔ چنانچہ عویمر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آنحضرت ﷺ اس وقت صحابہ کے درمیان میں موجود تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا اس شخص کے متعلق کیا ارشاد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے، کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ لوگ اسے (قصاص) میں قتل کر دیں گے، تو پھر اسے کیا کرنا چاہیے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں ابھی وحی نازل ہوئی ہے۔ جاؤ! اوراپنی بیوی کو لے کر آؤ۔'' سہل نے بیان کیا کہ پھر ان دونوں نے لعان کیا۔ میں بھی آنحضرت ﷺ کے پاس اس وقت موجود تھا۔ جب لعان سے فارغ ہوئے تو عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اگر اب بھی میں اسے (اپنی بیوی کو) اپنے ساتھ رکھتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں جھوٹا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی دے دیں۔ ابن شہاب نے بیان کیا کہ پھر یہی لعان کرنے والوں کے لیے سنت طریقہ مقرر ہوگیا۔

بَابُ التَّلَاعُنِ فِي الْمَسْجِدِ

باب: مسجد میں لعان کرنے کا بیان

٥٣٠٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ، عَنِ الْمُلَاعَنَةِ، وَعَنِ السُّنَّةِ، فِيهَا عَنْ حَدِيثِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا، مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، أَيَقْتُلُهُ أَوْ كَيْفَ يَفْعَلُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِي شَأْنِهِ مَا ذُكِرَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ أَمْرِ التَّلَاعُنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَقَدْ قَضَى اللَّهُ فِيكَ وَفِي امْرَأَتِكَ)). قَالَ: فَتَلَاعَنَا فِي

(٥٣٠٩) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق بن ہمام نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا: مجھے ابن شہاب نے لعان کے بارے میں اور یہ کہ شریعت کی طرف سے اس کا سنت طریقہ کیا ہے، خبر دی بنی ساعدہ کے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے بیان کیا کہ قبیلۂ انصار کے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھے، کیا وہ اسے قتل کر دے یا اسے کیا کرنا چاہیے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی وہ آیت نازل کی جس میں لعان کرنے والوں کے لیے تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہاری بیوی کے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔''

الْمَسْجِدِ وَأَنَا شَاهِدٌ، فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ: كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنْ أَمْسَكْتُهَا. فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ فَرَغَا مِنَ التَّلَاعُنِ، فَفَارَقَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ذَاكَ تَفْرِيقٌ بَيْنَ كُلِّ مُتَلَاعِنَيْنِ)). قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَكَانَتِ السُّنَّةُ بَعْدَهُمَا أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ كُلِّ الْمُتَلَاعِنَيْنِ، وَكَانَتْ حَامِلاً، وَكَانَ ابْنُهَا يُدْعَى لِأُمِّهِ، قَالَ: ثُمَّ جَرَتِ السُّنَّةُ فِي مِيرَاثِهَا أَنَّهَا تَرِثُهُ وَيَرِثُ مِنْهَا مَا فَرَضَ اللَّهُ لَهَا. قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ فِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ جَاءَتْ بِهِ أَحْمَرَ قَصِيرًا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ، فَلَا أُرَاهَا إِلَّا قَدْ صَدَقَتْ وَكَذَبَ عَلَيْهَا، وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ أَسْوَدَ أَعْيَنَ ذَا أَلْيَتَيْنِ، فَلَا أُرَاهُ إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا)). فَجَاءَتْ بِهِ عَلَى الْمَكْرُوهِ مِنْ ذَلِكَ. [راجع: ٤٢٣]

بیان کیا کہ پھر دونوں نے مسجد میں لعان کیا، میں اس وقت وہاں موجود تھا۔ جب دونوں لعان سے فارغ ہوئے تو انصاری صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اب بھی میں اسے اپنے نکاح میں رکھوں گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی۔ چنانچہ لعان سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی انہیں تین طلاقیں دے دیں۔ حضور اکرم ﷺ کی موجودگی میں ہی انہیں جدا کر دیا (سہل نے یا ابن شہاب نے) کہا کہ ہر لعان کرنے والے میاں بیوی کے درمیان یہی جدائی کا سنت طریقہ مقرر ہوا۔ ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ ان کے بعد شریعت کی طرف سے طریقہ یہ متعین ہوا کہ دو لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کرا دی جائے اور وہ عورت حاملہ تھی اور ان کا بیٹا اپنی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ بیان کیا کہ پھر ایسی عورت کی میراث کے بارے میں بھی یہ طریقہ شریعت کی طرف سے مقرر ہو گیا کہ بچہ اس کا وارث ہوگا اور وہ بچہ کی وارث ہوگی۔ اس کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے وراثت کے سلسلہ میں فرض کیا ہے۔ ابن جریج نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے، اسی حدیث میں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر اس (لعان کرنے والی خاتون) نے سرخ اور پستہ قد بچہ جنا، جیسے وحرہ تو میں سمجھوں گا کہ عورت ہی سچی ہے اور اس کے شوہر نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی ہے لیکن اگر کالا، بڑی آنکھوں والا اور بڑے سرینوں والا بچہ جنا تو میں سمجھوں گا کہ شوہر نے اس کے متعلق سچ کہا تھا۔'' جب بچہ پیدا ہوا تو وہ بری شکل کا تھا (یعنی اس مرد کی صورت پر جس سے وہ بدنام ہوئی تھی)۔

تشریح: اس حدیث سے علم قیافہ کا معتبر ہونا پایا جاتا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو الہام غیبی علم قیافہ کی وہ بات بتلائی جاتی جو حقیقت میں سچ ہوتی۔ دوسرے لوگ اس علم کی رو سے قطعاً کوئی حکم نہیں دے سکتے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی علم قیافہ کو معتبر رکھا ہے، پھر بھی یہ علم یقینی نہیں بلکہ ظنی ہے۔ وحرہ (چھپکلی کے مانند ایک زہریلا جانور، پستہ قد عورت یا اونٹ کی تشبیہ اس سے دیتے ہیں)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ))

باب: رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمانا:

''اگر میں بغیر گواہی کے کسی کو سنگسار کرنے والا ہوتا تو اس عورت کو سنگسار کرتا۔''

٥٣١٠ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ ذُكِرَ التَّلَاعُنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلاً، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُو إِلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً، فَقَالَ عَاصِمٌ مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا إِلَّا لِقَوْلِي، فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِي ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ خَدْلاً آدَمَ كَثِيرَ اللَّحْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ بَيِّنْ)). فَجَاءَتْ شِبْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ، فَلَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمَا. قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِي قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هَذِهِ)). فَقَالَ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الْإِسْلَامِ السُّوءَ. قَالَ أَبُو صَالِحٍ وَعَبْدُاللهِ بْنُ يُوسُفَ: خَدِلاً. [أطرافه في:٥٣١٦، ٦٨٥٥، ٦٨٥٦، ٧٢٣٨] [مسلم: ٣٧٥٨؛ نسائي: ٣٤٧٠، ٣٤٧١]

(۵۳۱۰) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لعان کا ذکر ہوا اور عاصم رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کوئی بات کہی (کہ میں اگر اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھ لوں تو وہیں قتل کر دوں اور چلے گئے، پھر ان کی قوم کے ایک صحابی (عویمر رضی اللہ عنہ) ان کے پاس آئے یہ شکایت لے کر کہ انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے آج یہ ابتلا میری اسی بات کی وجہ سے ہوا ہے (جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہی تھی) پھر وہ انہیں لے کر حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ واقعہ بتایا جس میں ملوث اس صحابی نے اپنی بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت والے (دبلے پتلے) اور سیدھے بال والے تھے اور جس کے متعلق انہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ (تنہائی میں) پایا، وہ گٹھے ہوئے جسم کا، گندمی اور بھرے گوشت والا تھا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے۔'' چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ ایک شاگرد نے مجلس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہی وہ عورت ہے جس کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو بلا شہادت کے سنگسار کر سکتا تو اسے کرتا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں۔ (یہ جملہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے متعلق فرمایا تھا جس کی بدکاری اسلام کے زمانہ میں کھل گئی تھی۔ ابوصالح اور عبداللہ بن یوسف نے اس حدیث میں بجائے خدلا کے کسرہ کے ساتھ دال خدلا روایت کیا ہے لیکن معنی وہی ہے۔

بَابُ صَدَاقِ الْمُلَاعَنَةِ

باب: اس بارے میں کہ لعان کرنے والی کا مہر ملے گا

٥٣١١ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۵۳۱۱) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل نے خبر دی،

إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ: فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ)). فَأَبَيَا وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ)). فَأَبَيَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ أَيُّوبُ: فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ: إِنَّ فِي الْحَدِيثِ شَيْئًا لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ مَالِي؟ قَالَ: قِيلَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ)). [أطرافه في: ٥٣١٢، ٥٣٤٩، ٥٣٥٠] [مسلم: ٣٧٤٩؛ ابوداود: ٢٢٥٨؛ نسائي: ٣٤٧٥]

انہیں ایوب نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کا حکم پوچھا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان ایسی صورت میں جدائی کرادی تھی اور فرمایا تھا: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا تم میں سے ایک (جو واقعی گناہ میں مبتلا ہو) رجوع کرے گا۔'' لیکن ان دونوں نے انکار کیا تو حضور اکرم ﷺ نے ان میں جدائی کردی۔ اور بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے فرمایا کہ حدیث کے بعض اجزاء میرا خیال ہے کہ میں نے ابھی تم سے بیان نہیں کیے ہیں۔ فرمایا کہ ان صاحب نے (جنہوں نے لعان کیا تھا) کہا کہ میرے مال کا کیا ہوگا (جو میں نے اسے مہر میں دیا تھا؟) بیان کیا کہ اس پر ان سے کہا گیا کہ ''وہ مال (جو عورت کو مہر میں دیا تھا) اب تمہارا نہیں رہا۔ اگر تم سچے ہو (اس تہمت لگانے میں تب بھی کیونکہ) تم اس عورت کے پاس تنہائی میں جا چکے ہو اور اگر تم جھوٹے ہو تب تو تم کو اور بھی مہر نہ ملنا چاہیے۔''

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ

باب: حاکم کا لعان کرنے والوں سے یہ کہنا: تم میں سے ایک ضرور جھوٹا ہے تو کیا وہ توبہ کرتا ہے؟

٥٣١٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ. فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللَّهِ أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لَا سَبِيلَ لَكَ عَلَيْهَا)). قَالَ: مَالِي قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا، فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا، فَذَاكَ أَبْعَدُ لَكَ)). قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَقَالَ أَيُّوبُ: سَمِعْتُ

(٥٣١٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو نے کہا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ''تمہارا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اب تمہیں تمہاری بیوی پر کوئی اختیار نہیں۔'' ان صحابی نے عرض کیا: میرا مال واپس کرا دیجیے (جو مہر میں دیا گیا تھا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اب وہ تمہارا مال نہیں ہے۔ اگر تم اس کے معاملہ میں سچے ہو تو تمہارا یہ مال اس کے بدلہ میں ختم ہو چکا کہ تم نے اس کی شرمگاہ کو حلال کیا تھا اور اگر تم نے اس

سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ- وَفَرَّقَ سُفْيَانُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى- فَرَّقَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ، وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ سُفْيَانُ: حَفِظْتُهُ مِنْ عَمْرٍو وَأَيُّوبَ كَمَا أَخْبَرْتُكَ. [راجع:٥٣١١]

[مسلم:٣٧٤٨؛ ابوداود: ٢٢٥٧؛ نسائي: ٣٤٧٦]

پر جھوٹی تہمت لگائی تھی پھر تو وہ تم سے بعید تر ہے۔'' سفیان نے بیان کیا کہ یہ حدیث میں نے عمرو سے یاد کی اور ایوب نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن جبیر سے سنا، کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا: جس نے اپنی بیوی سے لعان کیا ہو تو آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ سفیان نے اس اشارہ کو اپنی دو شہادت اور بیچ کی انگلیوں کو جدا کر کے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ بنی عجلان کے میاں بیوی کے درمیان جدائی کرائی تھی اور فرمایا تھا: ''اللہ جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا وہ رجوع کر لے گا؟'' آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ فرمایا۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا: سفیان بن عیینہ نے مجھ سے کہا، میں نے یہ حدیث جیسے عمرو بن دینار اور ایوب سے سن کر یاد رکھی تھی ویسے ہی تجھ سے بیان کر دی۔ حاصل یہ ہوا کہ سفیان نے اس حدیث کو عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں سے روایت کیا ہے۔

تشریح: حاصل یہ ہوا کہ سفیان نے اس حدیث کو عمرو بن دینار اور ایوب سختیانی دونوں سے روایت کیا ہے۔

بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

باب: لعان کرنے والوں میں جدائی کرانا

٥٣١٣- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَرَّقَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ قَذَفَهَا، وَأَحْلَفَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

(۵۳۱۳) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے اور ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم ﷺ نے اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرا دی تھی جنہوں نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی تھی اور دونوں سے قسم لی تھی۔

٥٣١٤- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، لَاعَنَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. [راجع: ٤٧٤٨]

[مسلم: ٣٧٥٣]

(۵۳۱۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، کہا مجھے نافع نے خبر دی اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ قبیلہ انصار کے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے لعان کرایا تھا اور دونوں کے درمیان جدائی کرا دی تھی۔

بَابٌ: يُلْحَقُ الْوَلَدُ بِالْمُلَاعِنَةِ

باب: لعان کے بعد عورت کا بچہ (جس کو مرد کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں ہے) ماں سے ملا دیا جائے گا

(اسی کا بچہ کہلائے گا)

٥٣١٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَاعَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ، فَانْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ. [راجع: ٤٧٤٨] [مسلم: ٣٧٥٢؛ ابوداود: ٢٢٥٩؛ ترمذي: ١٢٠٣؛ نسائي: ٣٤٧٧؛ ابن ماجه: ٢٠٦٩]

(۵۳۱۵) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن انس نے، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب اور ان کی بیوی کے درمیان لعان کرایا تھا، پھر ان صاحب نے اپنی بیوی کے لڑکے کا انکار کیا تو آنحضرت ﷺ نے دونوں کے درمیان جدائی کرادی اور لڑکا عورت کو دے دیا۔

بَابُ قَوْلِ الْإِمَامِ: اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ

باب: امام یا حاکم لعان کے وقت یوں دعا کرے: یا اللہ! جو اصل حقیقت ہے وہ کھول دے

٥٣١٦ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: ذُكِرَ الْمُتَلَاعِنَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِي ذَلِكَ قَوْلًا، ثُمَّ انْصَرَفَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا، فَقَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيتُ بِهَذَا الْأَمْرِ إِلَّا لِقَوْلِي. فَذَهَبَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا قَلِيلَ اللَّحْمِ سَبْطَ الشَّعْرِ، وَكَانَ الَّذِي وَجَدَ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ خَدْلًا كَثِيرَ اللَّحْمِ جَعْدًا قَطِطًا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ)). فَوَضَعَتْ شَبِيهًا بِالرَّجُلِ الَّذِي ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَ عِنْدَهَا، فَلَاعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

(۵۳۱۶) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، کہا مجھے عبدالرحمٰن بن قاسم نے خبر دی، انہیں قاسم بن محمد نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے بیان کیا کہ لعان کرنے والوں کا ذکر نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ہوا تو عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایک بات کہی (کہ اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو پاؤں تو وہیں قتل کر ڈالوں) پھر واپس آئے تو ان کی قوم کے ایک صاحب ان کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر مرد کو پایا ہے۔ عاصم نے کہا کہ اس معاملہ میں میرا یہ ابتلا میری اس بات کی وجہ سے ہوا ہے (جس کے کہنے کی جرأت میں نے حضور کے سامنے کی تھی) پھر وہ ان صاحب کو ساتھ لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس گئے اور آنحضرت ﷺ کو اس صورت سے مطلع کیا جس میں انہوں نے اپنی بیوی کو پایا تھا۔ یہ صاحب زرد رنگ، کم گوشت اور سیدھے بالوں والے تھے اور وہ جسے انہوں نے اپنی بیوی کے پاس پایا تھا گندمی گٹھے جسم کا زرد، بھرے گوشت والا تھا اس کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! معاملہ صاف کردے۔'' چنانچہ ان کی بیوی نے جو بچہ جنا وہ اسی شخص سے مشابہ تھا جس کے متعلق شوہر نے کہا تھا کہ انہوں نے

بَيْنَهُمَا، فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ لَرَجَمْتُ هَذِهِ)). فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ السُّوءَ فِي الْإِسْلَامِ. [راجع: ٥٣١٠]

اپنی بیوی کے پاس اسے پایا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شاگرد نے مجلس میں پوچھا: کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا: ''اگر میں کسی کو بلا شہادت سنگسار کرتا تو اسے کرتا'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں، یہ دوسری عورت تھی جو اسلام کے زمانہ میں علانیہ بدکاری کیا کرتی تھی۔

تشریح: مگر گواہوں سے اس پر بدکاری ثابت نہیں ہوئی نہ اس نے اقرار کیا اسی وجہ سے اس پر حد نہ جاری ہو سکی۔

بَابٌ: إِذَا طَلَّقَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ تَزَوَّجَتْ بَعْدَ الْعِدَّةِ زَوْجًا غَيْرَهُ فَلَمْ يَمَسَّهَا

باب: جب کسی نے اپنی بیوی کو تین طلاق دی اور بیوی نے عدت گزار کر دوسرے شوہر سے شادی کی لیکن دوسرے شوہر نے اس سے صحبت نہیں کی

٥٣١٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ تَزَوَّجَ امْرَأَةً، ثُمَّ طَلَّقَهَا فَتَزَوَّجَتْ آخَرَ فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّهُ لَا يَأْتِيهَا، وَإِنَّهُ لَيْسَ مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ هُدْبَةٍ فَقَالَ: ((لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ، وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ)) [راجع: ٢٦٣٩]

(٥٣١٧) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے (دوسری سند) اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا: ہم سے عبدہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے ایک خاتون سے نکاح کیا، پھر انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد ایک دوسرے صاحب نے ان خاتون سے نکاح کر لیا، پھر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے دوسرے شوہر کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ تو ان کے پاس آتے ہی نہیں اور یہ کہ ان کے پاس کپڑے کے پلو جیسا ہے (انہوں نے پہلے شوہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کی خواہش ظاہر کی) لیکن آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، جب تک تم اس (دوسرے شوہر) کا مزہ نہ چکھ لو اور یہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔''

تشریح: پہلے شوہر سے تمہارا نکاح صحیح نہیں ہوگا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: آیت ﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ﴾ الخ

﴿وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنِ ارْتَبْتُمْ﴾ الْآيَةَ. [الطلاق: ٤] قَالَ مُجَاهِدٌ:

یعنی ''تمہاری مطلقہ بیویوں میں سے جو حیض آنے سے مایوس ہو چکی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو۔'' کی تفسیر میں مجاہد نے کہا: یعنی جن عورتوں کا حال تم کو معلوم

إِنْ لَمْ تَعْلَمُوْا يَحِضْنَ أَوْ لَا يَحِضْنَ وَاللَّاتِي قَعَدْنَ عَنِ الْحَيْضِ، وَاللَّاتِي لَمْ يَحِضْنَ، ﴿فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ﴾.

نہ ہو کہ ان کو حیض آتا ہے یا نہیں آتا۔ اسی طرح وہ عورتیں جو بڑھاپے کی وجہ سے حیض سے مایوس ہوگئی ہیں۔ اسی طرح وہ عورتیں جو نابالغی کی وجہ سے ابھی حیض والی ہی نہیں ہوئی ہیں۔ ان سب قسم کی عورتوں کی عدت تین مہینے ہیں۔

بَابٌ: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾

[الطلاق: ٤]

باب: حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ بچہ جنیں

تشریح: جنتے ہی ان کی عدت ختم ہو جائے گی۔ تو یہ آیت: ﴿ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ (۶۵/ الطلاق:۴) مخصص ہے اس آیت کی: ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ (۲/ البقرۃ: ۲۳۴) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ منقول ہے کہ ا بعد الاجلین تک عدت کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی قول ہے لیکن باقی صحابہ سب اس کے خلاف ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجوع بھی منقول ہے۔ ایسے ہی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے تھے جو چاہے میں اس سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں کہ سورۂ طلاق آخر میں اتری اور اس سے وہ آیت: ﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ﴾ حاملہ عورتوں کے باب میں منسوخ ہوگئی۔

٥٣١٨۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمُزَ الْأَعْرَجِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَسْلَمَ يُقَالُ لَهَا: سُبَيْعَةُ كَانَتْ تَحْتَ زَوْجِهَا، تُوُفِّيَ عَنْهَا وَهِيَ حُبْلَى، فَخَطَبَهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ، فَأَبَتْ أَنْ تَنْكِحَهُ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا يَصْلُحُ أَنْ تَنْكِحِيهِ حَتَّى تَعْتَدِّي آخِرَ الْأَجَلَيْنِ. فَمَكُثَتْ قَرِيبًا مِنْ عَشْرِ لَيَالٍ ثُمَّ جَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((انْكِحِي)). [راجع: ٤٩٠٩]

(۵۳۱۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے جعفر بن ربیعہ نے، ان سے عبدالرحمن بن ہرمز نے، کہا مجھے خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے کہ زینب بنت ام سلمہ نے اپنی والدہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ ایک خاتون جو اسلام لائی تھیں اور جن کا نام سبیعہ تھا، اپنے شوہر کے ساتھ رہتی تھیں، شوہر کا جب انتقال ہوا تو وہ حاملہ تھیں۔ ابوسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا لیکن انہوں نے نکاح کرنے سے انکار کیا۔ ابوسنابل نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک عدت کی دو مدتوں میں سے لمبی مدت نہ گزار لوگی، تمہارے لیے اس سے (جس سے وہ نکاح کرنا چاہتی تھیں) نکاح کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ پھر وہ (وضع حمل کے بعد) تقریباً دس دن تک رکی رہیں۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اب نکاح کرلو۔''

تشریح: ابوالسنابل نے عورت کو یہ غلط مسئلہ سنا کر اس کو بہکایا کہ بالفعل وہ اپنا نکاح ملتوی کر دے تو اس کے عزیز و اقربا جو اس وقت موجود نہ تھے آ جائیں گے اور وہ اس کو سمجھا بجھا کر مجھ سے نکاح پر راضی کر دیں گے۔ دو مدتوں سے ایک وضع حمل کی مدت، دوسری چار ماہ دس دن کی مدت مراد ہے۔ تس کے لئے ابوالسنابل نے فتویٰ دیا تھا حالانکہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور بس۔

٥٣١٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ يَزِيدَ، أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ، كَتَبَ إِلَيْهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى ابْنِ الْأَرْقَمِ أَنْ سَلْ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ كَيْفَ أَفْتَاهَا النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَتْ: أَفْتَانِي إِذَا وَضَعْتُ أَنْ أَنْكِحَ. [راجع: ٣٩٩١]

(۵۳۱۹) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ان سے لیث نے، ان سے یزید نے کہ ابن شہاب نے انہیں لکھا کہ عبیداللہ بن عبداللہ نے اپنے والد (عبداللہ بن عتبہ بن مسعود) سے انہیں خبر دی کہ انہوں نے ابن ارقم کو لکھا کہ سبیعہ اسلمیہ سے پوچھیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے متعلق کیا فتویٰ دیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب میرے یہاں بچہ پیدا ہو گیا تو آنحضرت ﷺ نے مجھے فتویٰ دیا کہ اب میں نکاح کرلوں۔

٥٣٢٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّ سُبَيْعَةَ الْأَسْلَمِيَّةَ، نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا، بِلَيَالٍ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَتْهُ أَنْ تَنْكِحَ، فَأَذِنَ لَهَا، فَنَكَحَتْ. [نسائي: ٣٥٠٦، ٣٥٠٧؛ ابن ماجه: ٢٠٢٩]

(۵۳۲۰) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے مسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ سبیعہ اسلمیہ اپنے شوہر کی وفات کے بعد چند دنوں تک حالت نفاس میں رہیں، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر انہوں نے نکاح کی اجازت مانگی تو آنحضرت ﷺ نے انہیں اجازت دی اور انہوں نے نکاح کیا۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾. [البقرة: ٢٢٨] وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: فِيمَنْ تَزَوَّجَ فِي الْعِدَّةِ فَحَاضَتْ عِنْدَهُ ثَلَاثَ حِيَضٍ بَانَتْ مِنَ الْأَوَّلِ، وَلَا تَحْتَسِبُ بِهِ لِمَنْ بَعْدَهُ. وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: تَحْتَسِبُ. وَهَذَا أَحَبُّ إِلَى سُفْيَانَ، يَعْنِي قَوْلَ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ مَعْمَرٌ: يُقَالُ: أَقْرَأَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا دَنَا حَيْضُهَا، وَأَقْرَأَتْ إِذَا دَنَا طُهْرُهَا، وَيُقَالُ: مَا قَرَأَتْ بِسَلًى قَطُّ، إِذَا لَمْ تَجْمَعْ وَلَدًا فِي بَطْنِهَا.

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:

"مطلقہ عورتیں اپنے کو تین طہر تین حیض تک روکے رکھیں" اور ابراہیم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا: جس نے کسی عورت سے عدت ہی میں نکاح کرلیا اور پھر وہ اس کے پاس تین حیض کی مدت گزرنے تک رہی کہ اس کے بعد وہ پہلے ہی شوہر سے جدا ہو گی۔ (اور یہ صرف اس کی عدت سمجھی جائے گی) دوسرے نکاح کی عدت کا شمار اس میں نہیں ہوگا لیکن زہری نے کہا: اسی دوسرے نکاح کی عدت کا شمار بھی ہوگا، یہی یعنی زہری کا قول سفیان کو زیادہ پسند تھا۔ معمر نے کہا "اَقْرَاَتِ الْمَرْاَةُ" اس وقت بولتے ہیں جب عورت کا حیض قریب ہو۔ اسی طرح "اَقْرَاَتْ" اس وقت بھی بولتے ہیں جب عورت کا طہر قریب ہو، جب کسی عورت کے پیٹ میں کبھی کوئی حمل نہ ہوا ہو تو اس کے لیے عرب کہتے ہیں۔ "ماقرات بسلی قط" یعنی اس کو کبھی پیٹ نہیں رہا۔

تشریح: قرء حیض اور طہر دونوں معنوں میں آتا ہے۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ثلاثۃ قروء، سے تین حیض مراد رکھے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تین طہر، مگر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب راجح ہے۔ اس لئے کہ طلاق طہر میں مشروع ہے حیض میں نہیں اب اگر کسی نے ایک طہر میں

طلاق دی تو یا تو یہ طہر عدت میں شمار ہوگا۔ شافعیہ کہتے ہیں تب تو عدت تین طہر سے کم ٹھہرے گی۔ اگر محسوب نہ ہوگا تو عدت تین طہر سے زائد ہو جائے گی۔ شافعیہ یہ جواب دیتے ہیں کہ دو طہر اور تیسرے طہر کے ایک حصے کو تین طہر کہہ سکتے ہیں جیسے فرمایا: ﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ (۲/ البقرۃ: ۱۹۷) حالانکہ حقیقت میں حج کے دو مہینے دس دن ہیں۔

بَابُ قِصَّةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ [الطلاق: ٦، ٧]

٥٣٢١، ٥٣٢٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَهُمَا يَذْكُرَانِ، أَنَّ يَحْيَى بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، طَلَّقَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْحَكَمِ، فَانْتَقَلَهَا عَبْدُالرَّحْمَنِ، فَأَرْسَلَتْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى مَرْوَانَ وَهُوَ أَمِيرُ الْمَدِينَةِ اتَّقِ اللَّهَ وَارْدُدْهَا إِلَى بَيْتِهَا. قَالَ: مَرْوَانُ فِي حَدِيثِ سُلَيْمَانَ إِنَّ عَبْدَالرَّحْمَنِ بْنَ الْحَكَمِ غَلَبَنِي. وَقَالَ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ: أَوَمَا بَلَغَكِ شَأْنُ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ؟ قَالَتْ: لَا يَضُرُّكَ أَنْ لَا تَذْكُرَ حَدِيثَ فَاطِمَةَ. فَقَالَ مَرْوَانُ: إِنْ كَانَ بِكِ شَرٌّ فَحَسْبُكِ مَا بَيْنَ هَذَيْنِ مِنَ الشَّرِّ. [أطرافه في: ٥٣٢٣، ٥٣٢٤، ٥٣٢٥، ٥٣٢٦،

باب: فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کا واقعہ

''اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور اپنے پروردگار اللہ سے ڈرتے رہو، انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں، بجز اس صورت کے کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو کوئی اللہ کی حدود سے بڑھے گا، اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ تجھے خبر نہیں، شاید کہ اللہ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کردے۔'' فرمایا: ''ان مطلقات کو اپنی حیثیت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے انہیں تکلیف مت پہنچاؤ اور اگر وہ حمل والیاں ہو تو انہیں خرچ بھی دیتے رہو ان کے حمل کے پیدا ہونے تک۔'' آخر آیت اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ تک۔

(۵۳۲۱، ۲۲) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار نے، وہ دونوں بیان کرتے تھے کہ یحییٰ بن سعید بن عاص نے عبدالرحمٰن بن حکم کی صاحبزادی (عمرہ) کو طلاق دے دی تھی اور ان کے باپ عبدالرحمٰن انہیں ان کے (شوہر کے) گھر سے لے آئے (عدت کے ایام گزرنے سے پہلے) عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے مروان بن حکم کے ہاں، جو اس وقت مدینہ کا امیر تھا کہلوایا کہ اللہ سے ڈرو! اور لڑکی کو اس کے گھر (جہاں اسے طلاق ہوئی ہے) پہنچا دو، جیسا کہ سلیمان بن یسار کی حدیث میں ہے۔ مروان نے اس کا جواب یہ دیا کہ لڑکی کے والد عبدالرحمٰن بن حکم نے میری بات نہیں مانی اور قاسم بن محمد نے بیان کیا کہ (مروان نے ام المومنین کو یہ جواب دیا کہ) کیا آپ کو فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے معاملہ کا علم نہیں ہے؟ (انہوں نے بھی اپنے شوہر کے گھر عدت نہیں گزاری) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ اگر تم فاطمہ کے واقعے کا حوالہ نہ دیتے تب بھی تمہارا کچھ نہ بگڑتا (کیونکہ وہ تمہارے لیے دلیل نہیں بن

۵۳۲۷، ۵۳۲۸] [ابوداود: ۲۲۹۵]

سکتا) مروان بن حکم نے اس پر کہا: اگر آپ کے نزدیک (فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ان کے شوہر کے گھر سے منتقل کرنا) ان کے اور ان کے شوہر کی رشتہ داری کے درمیان کشیدگی کی وجہ سے تھا تو یہاں بھی یہی وجہ کافی ہے کہ دونوں (میاں بیوی) کے درمیان کشیدگی تھی۔

تشریح: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کیوں دلیل لیتے ہو، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اس گھر سے نکل جانا ایک عذر کی وجہ سے تھا۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ گھر خوفناک تھا، کوئی کہتا ہے فاطمہ بدزبان عورت تھی۔

۵۳۲۳، ۵۳۲٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا لِفَاطِمَةَ؟ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ، تَعْنِي فِي قَوْلِهَا: لَا سُكْنَى وَلَا نَفَقَةَ. [راجع: ۵۳۲۱، ۵۳۲۲] [مسلم: ۳۷۱۹]

(۵۳۲۳، ۲۴) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، فاطمہ بنت قیس اللہ سے ڈرتی نہیں؟ ان کو اشارہ ان کے اس قول کی طرف تھا (کہ مطلقہ بائنہ کو) نفقہ وسکنٰی دینا ضروری نہیں جو کہتی ہے کہ طلاق بائن جس عورت پر پڑے اسے مسکن اور خرچہ نہیں ملے گا۔

۵۳۲۵، ۵۳۲٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ: أَلَمْ تَرَيْ إِلَى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ؟ فَخَرَجَتْ. فَقَالَتْ: بِئْسَ مَا صَنَعَتْ. قَالَ: أَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ؟ قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيثِ. [راجع: ۵۳۲۱، ۵۳۲۲] [مسلم: ۳۷۲۰؛ ابوداود: ۲۲۹۲؛ ابن ماجه: ۲۰۳۲]

(۵۳۲۵، ۲۶) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے کہ عروہ بن زبیر نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ فلانہ (عمرہ) بنت حکم کا معاملہ نہیں دیکھتیں؟ ان کے شوہر نے انہیں طلاق بائن دے دی اور وہ وہاں سے نکل آئیں (عدت گزارے بغیر) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ جو کچھ اس نے کیا بہت برا کیا۔ عروہ نے کہا: آپ نے فاطمہ کے واقعہ کے متعلق نہیں سنا؟ بتلایا: اس کے لیے اس حدیث کو ذکر کرنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔

بَابُ الْمُطَلَّقَةِ إِذَا خُشِيَ عَلَيْهَا فِي مَسْكَنِ زَوْجِهَا أَنْ يُقْتَحَمَ عَلَيْهَا، أَوْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا

باب: وہ مطلقہ عورت جس کے شوہر کے گھر میں کسی (چور وغیرہ یا خود شوہر) کے اچانک اندر آ جانے کا خوف ہو یا شوہر کے گھر والے بدکلامی کریں تو اسے

بِفَاحِشَةٍ   عدت کے اندر وہاں سے اٹھ جانا درست ہے

تشریح: لیکن جس عورت کو طلاق رجعی دی جائے اس کے لئے سب کے نزدیک مسکن اور خرچہ خاوند پر لازم ہوگا یعنی عدت پوری ہونے تک گو حاملہ نہ ہو اور طلاق بائن والی کے لئے بعض سلف نے مسکن واجب رکھا ہے اس آیت سے ﴿اسکنوھن﴾ لیکن نفقہ واجب نہیں رکھا اور حاملہ عورت کے لئے وضع حمل تک مسکن اور خرچ سب نے لازم رکھا ہے لیکن غیر حاملہ میں جس کو طلاق بائن دی جائے اختلاف ہے۔ جیسے اوپر گزر چکا۔ حنفیہ نے اس کے لئے بھی نفقہ اور مسکن واجب رکھا ہے کیونکہ آیت عام ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول سے دلیل لیتے ہیں کہ انہوں نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی روایت کو رد کیا اور کہا ہم اللہ کی کتاب اور اپنے پیغمبر کی سنت ایک عورت کے کہنے پر نہیں چھوڑ سکتے جو معلوم نہیں اس نے یاد رکھا یا بھول گئی۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بائنہ عورت کے لئے صرف مسکن کو لازم رکھا نہ کہ نفقہ کو۔ دوسرے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول ثابت نہیں ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلحدیث کا مذہب رکھا ہے کہ نفقہ اور سکنیٰ صرف مُطلقہ رجعی کے لئے واجب ہے مطلقہ بائنہ کے لئے واجب نہیں ہے الا کہ عورت حاملہ ہو اسی طرح وفات کی عدت میں بھی نفقہ اور سکنیٰ واجب نہیں ہے مگر جب حاملہ ہو۔

٥٣٢٧، ٥٣٢٨ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَنْكَرَتْ ذٰلِكَ عَلَى فَاطِمَةَ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ: إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِيْ مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا، فَلِذٰلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٥٢٢١، ٥٢٢٢]

(٥٣٢٧، ٢٨) مجھ سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی اس بات کا (کہ مطلقہ بائنہ کو نفقہ و سکنیٰ نہیں ملے گا) انکار کیا اور ابن زناد نے ہشام سے یہ اضافہ کیا ہے۔ اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (عمرہ بنت حکم کے معاملہ پر) اپنی شدید ناگواری کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا تو ایک اجاڑ جگہ میں تھیں، اس کے چاروں طرف خوف اور وحشت برستی تھی، اس لیے نبی کریم ﷺ نے (وہاں سے منتقل ہونے کی) انہیں اجازت دے دی تھی۔

تشریح: جو وہ کہتی تھی کہ تین طلاق والی کے لئے نہ مسکن ہے نہ خرچہ۔ حدیث سے ترجمہ باب نہیں نکلتا مگر امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس میں یہ مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تیری زبان نے تجھ کو نکلوایا تھا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا:

﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْ أَرْحَامِهِنَّ﴾ [البقرة: ٢٢٨] مِنَ الْحَيْضِ وَالْحَمْلِ.

''عورتوں کے لیے یہ جائز نہیں کہ اللہ نے ان کے رحموں میں جو پیدا کر رکھا ہے اسے وہ چھپا رکھیں'' کہ حیض آتا ہے یا حمل ہے۔

٥٣٢٩ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ

(٥٣٢٩) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن

الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ إِذَا صَفِيَّةُ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيبَةً، فَقَالَ لَهَا: ((عَقْرَى۔ أَوْ حَلْقَى۔ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَانْفِرِي إِذَنْ)).
[راجع: ٢٩٤] [مسلم: ٣٢٢٨]

یزید نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے (حجۃ الوداع میں) کوچ کا ارادہ کیا تو دیکھا: صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمہ کے دروازے پر غمگین کھڑی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: "عقریٰ یا فرمایا: حلقی، معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیں روک دوگی، کیا تم نے قربانی کے دن طواف کر لیا ہے؟" انہوں نے نے عرض کی: جی ہاں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "پھر چلو۔"

تشریح: ((عقریٰ حلقی)) عرب میں پیار کے الفاظ ہیں اس سے بددعا مقصود نہیں ہے۔ عقری یعنی اللہ تجھ کو زخمی کرے۔ حلقی تیرے حلق میں زخم ہو۔ اس حدیث کی مطابقت باب سے یوں ہے کہ آپ نے صرف صفیہ رضی اللہ عنہا کا قول ان کے حائضہ ہونے کے بارے میں تسلیم فرمایا تو معلوم ہوا کہ خاوند کے مقابلہ میں بھی یعنی رجعت اور سقوط رجعت اور عدت گزر جانے وغیرہ ان امور میں عورت کے قول کی تصدیق کی جائے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾ [البقرة: ٢٢٨] فِي الْعِدَّةِ، وَكَيْفَ يُرَاجِعُ الْمَرْأَةَ إِذَا طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ.

باب: اور اللہ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا:

"عدت کے اندر عورتوں کے خاوند ان کے زیادہ حقدار ہیں" یعنی رجعت کر کے اور اس باب کا بیان کہ جب عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہو تو کیونکر رجعت کرے۔

٥٣٣٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: زَوَّجَ مَعْقِلٌ أُخْتَهُ فَطَلَّقَهَا تَطْلِيقَةً. [راجع: ٤٥٢٩]

(٥٣٣٠) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، ان سے یونس بن عبید نے بیان کیا، ان سے حسن بصری نے بیان کیا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن جمیلہ کا نکاح کیا، پھر (ان کے شوہر نے) انہیں ایک طلاق دی۔

٥٣٣١۔ ح قَالَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، أَنَّ مَعْقِلَ ابْنَ يَسَارٍ، كَانَتْ أُخْتُهُ تَحْتَ رَجُلٍ فَطَلَّقَهَا، ثُمَّ خَلَّى عَنْهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا، ثُمَّ خَطَبَهَا فَحَمِيَ مَعْقِلٌ مِنْ ذَلِكَ أَنَفًا فَقَالَ. خَلَّى عَنْهَا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهَا، ثُمَّ يَخْطُبُهَا فَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾ [البقرة: ٢٣٢] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، فَدَعَاهُ

(٥٣٣١) (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے، ان سے قتادہ نے، کہا ہم سے حسن بصری نے بیان کیا کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن ایک آدمی کے نکاح میں تھیں، پھر انہوں نے انہیں طلاق دے دی اس کے بعد انہوں نے تنہائی میں عدت گزاری، عدت کے دن جب ختم ہو گئے تو ان کے پہلے شوہر نے ہی پھر معقل رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا معقل کو اس پر بڑی غیرت آئی۔ انہوں نے کہا: جب وہ عدت گزار رہی تھی تو اسے اس پر قدرت تھی (کہ دوران عدت میں رجعت کر لیں لیکن ایسا نہیں کیا) اور اب میرے پاس نکاح کا پیغام بھیجتا ہے۔ چنانچہ وہ ان کے اور اپنی بہن کے درمیان حائل ہو گئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ "اور

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ عَلَيْهِ، فَتَرَكَ الْحَمِيَّةَ وَاسْتَرَادَ لِأَمْرِ اللّٰهِ. [راجع: ٤٥٢٩]

جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی مدت کو پہنچ چکیں تو تم انہیں مت روکو۔'' آخر آیت تک۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا کر یہ آیت سنائی تو انہوں نے ضد چھوڑ دی اور اللہ کے حکم کے سامنے جھک گئے۔

تشریح: اہلحدیث کا قول یہ ہے کہ عدت گزر جانے کے بعد رجعت نکاح جدید سے ہوتی ہے اور عدت کے اندر عورت سے جماع کرنا ہی رجعت کے لئے کافی ہے۔

٥٣٣٢ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً، فَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ، ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى، ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا، فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ. وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ: إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ، حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ. وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَنِي بِهٰذَا. [راجع: ٤٩٠٨، ٥٢٦٤]

(۵۳۳۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی تو اس وقت وہ حائضہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ رجعت کر لیں اور انہیں اس وقت تک اپنے ساتھ رکھیں جب تک وہ اس حیض سے پاک ہونے کے بعد پھر دوبارہ حائضہ نہ ہوں۔ اس وقت بھی ان سے کوئی تعرض نہ کریں اور جب وہ اس حیض سے بھی پاک ہو جائیں تو اگر اس وقت انہیں طلاق دینے کا ارادہ ہو تو طہر میں اس سے پہلے کہ ان سے ہم بستری کریں، طلاق دیں۔ پس یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اگر اس کے (مطلقہ ثلاثہ کے) بارے میں سوال کیا جاتا تو سوال کرنے والے سے وہ کہتے کہ اگر تم نے تین طلاقیں دے دی ہیں تو پھر تمہاری بیوی تم پر حرام ہے۔ یہاں تک کہ وہ تمہارے سوا دوسرے شوہر سے نکاح کرے۔ غیر قتیبہ (ابو جہم) نے اس حدیث میں لیث سے یہ اضافہ کیا ہے کہ (انہوں نے بیان کیا کہ) مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے دی ہو۔ تو تم اسے دوبارہ اپنے نکاح میں لا سکتے ہو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔

بَابُ مُرَاجَعَةِ الْحَائِضِ

باب: حائضہ سے رجعت کرنا

٥٣٣٣ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: سَأَلْتُ

(۵۳۳۳) ہم سے حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا مجھ سے یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما

ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا، ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا، قُلْتُ: فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ؟ قَالَ: أَرَأَيْتَ؟ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ. [راجع: ٤٩٠٨]

نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس وقت وہ حائضہ تھیں۔ پھر حضرت عمر نے اس کے متعلق نبی کریم ﷺ سے پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بیوی سے رجوع کر لیں، پھر جب طلاق کا صحیح وقت آئے تو طلاق دیں (یونس بن جبیر نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے) میں نے پوچھا: کیا اس طلاق کا بھی شمار ہوا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ اگر کوئی طلاق دینے والا شرع کے احکام بجالانے سے عاجز ہو یا احمق بے وقوف ہو (تو کیا طلاق نہیں پڑے گی؟)

بَابٌ: تُحِدُّ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا [زَوْجُهَا] أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا

باب: جس عورت کا شوہر مر جائے وہ چار مہینے دس دن تک سوگ منائے

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا أَرَى أَنْ تَقْرَبَ الصَّبِيَّةُ الْمُتَوَفَّى عَنْهَا الطِّيبَ، لِأَنَّ عَلَيْهَا الْعِدَّةَ.

زہری نے کہا: کم عمر لڑکی کا شوہر بھی اگر انتقال کر گیا ہو تو میں اس کے لیے بھی خوشبو کا استعمال جائز نہیں سمجھتا کیونکہ اس پر بھی عدت واجب ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ هَذِهِ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ.

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، ہم سے مالک بن انس نے بیان کیا، ہم سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، انہیں حمید بن نافع نے اور انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان تین احادیث کی خبر دی۔

٥٣٣٤ـ قَالَتْ زَيْنَبُ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ خَلُوقٍ أَوْ غَيْرُهُ فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا، ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ! مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ، غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٠]

(۵۳۳۴) زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت گئی جب ان کے والد ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ ام حبیبہ نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی، پھر وہ خوشبو ایک لونڈی نے ان کو لگائی اور ام المؤمنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد کہا: واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار مہینے دس دن کا ہے۔''

٥٣٣٥ـ قَالَتْ زَيْنَبُ: فَدَخَلْتُ عَلَى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِينَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِيبٍ فَمَسَّتْ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَتْ: أَمَا وَاللَّهِ! مَا لِيْ بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ غَيْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٢]

(۵۳۳۵) حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد میں ام المؤمنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں اس وقت گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا۔ انہوں نے بھی خوشبو منگوائی اور استعمال کی اور کہا: واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو بر سر منبر یہ فرماتے سنا ہے: ''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، صرف شوہر کے لیے چار مہینے دس دن کا سوگ ہے۔''

٥٣٣٦ـ قَالَتْ زَيْنَبُ: وَسَمِعْتُ أُمَّ سَلَمَةَ، تَقُوْلُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنَتِي تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَقَدِ اشْتَكَتْ عَيْنُهَا أَفَنَكْحُلُهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَقُوْلُ: لَا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ، وَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَرْمِي بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ)). [طرفاه في: ٥٣٣٨، ٥٧٠٦]

(۵۳۳۶) زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھی یہ کہتے سنا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: یارسول اللہ! میری لڑکی کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے تو کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''نہیں'' دو تین مرتبہ (آپ نے یہ فرمایا) ہر مرتبہ فرماتے تھے: ''نہیں'' پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ (شرعی عدت) چار مہینے اور دس دن ہی کی ہے۔ جاہلیت میں تو تمہیں سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی۔'' (جب کہیں عدت سے باہر ہوتی تھی)۔

٥٣٣٧ـ قَالَ حُمَيْدٌ. فَقُلْتُ لِزَيْنَبَ: وَمَا تَرْمِيْ بِالْبَعْرَةِ عَلَى رَأْسِ الْحَوْلِ؟ قَالَتْ زَيْنَبُ: كَانَتِ الْمَرْأَةُ إِذَا تُوُفِّيَ عَنْهَا زَوْجُهَا دَخَلَتْ حِفْشًا، وَلَبِسَتْ شَرَّ ثِيَابِهَا، وَلَمْ تَمَسَّ طِيْبًا حَتَّى تَمُرَّ لَهَا سَنَةٌ، ثُمَّ تُؤْتَى بِدَابَّةٍ حِمَارٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ طَائِرٍ فَتَفْتَضُّ بِهِ، فَقَلَّمَا تَفْتَضُّ بِشَيْءٍ إِلَّا مَاتَ، ثُمَّ تَخْرُجُ فَتُعْطَى بَعْرَةً فَتَرْمِي، ثُمَّ تُرَاجِعُ بَعْدُ مَا شَاءَتْ مِنْ طِيبٍ أَوْ غَيْرِهِ. سُئِلَ مَالِكٌ مَا

(۵۳۳۷) حمید نے بیان کیا کہ میں نے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ''سال بھر تک مینگنی پھینکنی پڑتی تھی؟'' انہوں نے فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ ایک نہایت تنگ و تاریک کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی۔ سب سے برے کپڑے پہنتی اور خوشبو کا استعمال ترک کر دیتی۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں ایک سال گزر جاتا پھر کسی چوپائے گدھے یا بکری یا پرندہ کو اس کے پاس لایا جاتا اور وہ عدت سے باہر آنے کے لیے اس پر ہاتھ پھیرتی۔ ایسا کم ہوتا تھا کہ وہ کسی جانور پر ہاتھ پھیر دے اور مر نہ جائے۔ اس کے بعد وہ نکالی جاتی اور اسے مینگنی دی جاتی جسے وہ پھینکتی۔ اب وہ خوشبو وغیرہ کوئی بھی چیز استعمال کر

تَفْتَضُّ بِهِ قَالَ: تَمْسَحُ بِهِ جِلْدَهَا.

سکتی تھی۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ "تفتض به" کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا: وہ اس کا جسم چھوتی تھی۔

بَابُ الْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

باب: عورت عدت میں سرمہ کا استعمال نہ کرے

٥٣٣٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا: أَنَّ امْرَأَةً، تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوا عَيْنَيْهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنُوهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ: ((لَا تَكَحَّلْ قَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ شَرِّ بَيْتِهَا، فَإِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ، فَلَا حَتَّى تَمْضِيَ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ)). [راجع: ٥٣٣٦]

(۵۳۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے حمید بن نافع نے، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی والدہ سے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''سرمہ (زمانۂ عدت میں) نہ لگاؤ۔ (زمانۂ جاہلیت میں) تمہیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا، یا (راوی کو شک تھا کہ یہ فرمایا کہ بدترین گھر میں وقت (عدت) گزارنا پڑتا تھا۔ جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گزرتا اور وہ اس پر مینگنی پھینکتی (جب عدت سے باہر آتی) پس سرمہ نہ لگاؤ۔ یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گزر جائیں۔''

٥٣٣٩۔ وَسَمِعْتُ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ، تُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجِهَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٠]

(۵۳۳۹) اور میں نے زینب بنت ام سلمہ سے سنا، وہ ام حبیبہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ایک مسلمان عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی (کی وفات) کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے سوائے شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن ہیں۔''

٥٣٤٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ. [راجع: ٣١٣]

(۵۳۴۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر نے بیان کیا، کہا ہم سے سلمہ بن علقمہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں منع کیا گیا ہے کہ شوہر کے سوا کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائیں۔

بَابُ الْقُسْطِ لِلْحَادَّةِ عِنْدَ الطُّهْرِ

باب: زمانہ عدت میں حیض سے پاکی کے وقت عود کا استعمال کرنا جائز ہے

٥٣٤١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا، وَلَا نَكْتَحِلَ، وَلَا نَطَّيَّبَ، وَلَا نَلْبَسَ ثَوْبًا مَصْبُوغًا، إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ، وَقَدْ رُخِّصَ لَنَا عِنْدَ الطُّهْرِ إِذَا اغْتَسَلَتْ إِحْدَانَا مِنْ مَحِيضِهَا فِي نُبْذَةٍ مِنْ كُسْتِ أَظْفَارٍ، وَكُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كِلَاهُمَا يُقَالُ: الْكُسْتُ وَالْقُسْطُ وَالْكَافُورُ وَالْقَافُورُ. [راجع: ٣١٣]

(۵۳۴۱) مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے حفصہ نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے منع کیا گیا کہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ منائیں سوائے شوہر کے کہ اس کے لیے چار مہینے دس دن کی عدت تھی۔ اس عرصہ میں ہم نہ سرمہ لگاتے نہ خوشبو استعمال کرتے اور نہ رنگا ہوا کپڑا پہنتے تھے، البتہ وہ کپڑا اس سے الگ تھا جس کا (دھاگا) بننے سے پہلے ہی رنگ دیا گیا ہو۔ ہمیں اس کی اجازت تھی کہ اگر کوئی حیض کے بعد غسل کرے تو اس وقت اظفار کا تھوڑا سا عود استعمال کرلے اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی بھی ممانعت تھی۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ "الکست" اور "قسط" ایک ہی چیز ہیں، جیسے "کافور" اور "قافور" دونوں ایک ہی ہیں۔

تشریح: عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا اس لئے منع ہے کہ عورتیں کمزور دل اور بے صبر ہوتی ہیں۔ اس صورت میں ان سے خلاف شرع امور کا ارتکاب ممکن ہے اس لئے شرع شریف نے ابتدا ہی میں عورتوں کو اس سے روک دیا۔ اسی لئے عورتوں کا قبرستان میں جانا منع ہے۔

بَابٌ: تَلْبَسُ الْحَادَّةُ ثِيَابَ الْعَصْبِ

باب: سوگ والی عورت یمن کے دھاری دار کپڑے پہن سکتی ہے

٥٣٤٢ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ: قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالسَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ، فَإِنَّهَا لَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَلْبَسُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا إِلَّا ثَوْبَ عَصْبٍ)). [راجع: ٣١٣]

(۵۳۴۲) ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالسلام بن حرب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے وہ اس کے سوگ میں نہ سرمہ لگائے نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے مگر یمن کا دھاری دار کپڑا (جو بننے سے پہلے ہی رنگا گیا ہو) پہن سکتی ہے۔"

٥٣٤٣ـ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنَا حَفْصَةُ، حَدَّثَتْنِي أُمُّ عَطِيَّةَ، نَهَى النَّبِيُّ ﷺ: ((وَلَا تَمَسَّ طِيبًا إِلَّا أَدْنَى طُهْرِهَا إِذَا طَهُرَتْ، نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ وَأَظْفَارٍ)).

(۵۳۴۳) امام بخاری کے شیخ انصاری نے بیان کیا کہ ہم سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے حفصہ بنت سیرین نے اور ان سے ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا (کسی میت پر) خاوند کے سوا تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے اور (فرمایا کہ) "خوشبو کا استعمال نہ

[راجع: ۳۱۳]

کرے، سوائے طہر کے وقت جب حیض سے پاک ہو تو تھوڑا سا عود (قسط) اور (مقام) اظفار (کی خوشبو استعمال کر سکتی ہے)۔''

تشریح: کسی بھی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے مگر خاوند کے لئے چار مہینے دس دن کے سوگ کی اجازت ہے۔ اب وہ لوگ خود غور کریں جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر ہر سال محرم میں سوگ کرتے، سیاہ کپڑے پہنتے اور ماتم کرتے ہوئے اپنی چھاتی کو کوٹتے ہیں۔ یہ لوگ یقیناً اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں۔ اللہ ان کو ہدایت فرمائے، آمین۔ اس سلسلہ میں سنی حضرات کو ضرور غور کرنا چاہیے کہ وہ اہل سنت کے مسلک کے خلاف حرکت کر کے سخت گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ھداھم الله۔

بَابٌ:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ [البقرة: ٢٣٤]

٥٣٤٤ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا شِبْلٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ: كَانَتْ هَذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَعْرُوفٍ﴾ [البقرة: ٢٤٠] قَالَ: جَعَلَ اللَّهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَعِشْرِينَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ، وَهُوَ قَوْلُ اللَّهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ، وَاجِبٌ عَلَيْهَا، زَعَمَ ذَلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ :قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَسَخَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ، وَقَوْلُ اللَّهِ: ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾. قَالَ عَطَاءٌ: إِنْ

باب: (اللہ عزوجل کا فرمان)

''اور جو لوگ تم میں سے مرجائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنے آپ کو روکے رکھیں.....'' آخر آیت تک یعنی وفات کی عدت کا بیان۔

(۵۳۴۴) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے شبل بن عباد نے، ان سے ابن ابی نجیح نے اور ان سے مجاہد نے آیت کریمہ ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ﴾ الخ یعنی ''اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں۔'' کے متعلق کہا کہ یہ عدت جو شوہر کے گھر والوں کے پاس گزاری جاتی تھی، پہلے واجب تھی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ﴾ الخ، یعنی ''اور جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں ان پر لازم ہے کہ اپنی بیویوں کے حق میں نفع اٹھانے کی وصیت کر جائیں کہ وہ ایک سال تک (گھر سے) نہ نکالی جائیں لیکن اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔'' اس باب میں جیسے وہ (بیویاں) اپنے بارے میں دستور کے مطابق کریں۔ مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ایسی بیوہ کے لیے سات مہینے بیس دن سال بھر میں سے وصیت قرار دی۔ اگر وہ چاہے تو شوہر کی وصیت کے مطابق وہیں ٹھہری رہے اور اگر چاہے (چار مہینے دس دن کی عدت) پوری کر کے وہاں سے چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ تک یعنی ''انہیں نکالا نہ جائے، البتہ اگر وہ خود چلی جائیں تو تم پر کوئی گناہ نہیں۔'' کا یہی منشا ہے۔ پس عدت تو جیسی کہ پہلی تھی، اب بھی اس پر واجب ہے، ابن ابی نجیح نے اسے مجاہد سے بیان کیا اور عطاء نے بیان کیا کہ حضرت ابن

شَاءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ، وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا، وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللَّهِ: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ﴾. قَالَ عَطَاءٌ: ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنَى، فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ، وَلَا سُكْنَى لَهَا.

[راجع: ٤٥٣١]

عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اس پہلی آیت نے بیوہ کو خاوند کے گھر میں عدت گزارنے کے حکم کو منسوخ کردیا، اس لیے اب وہ جہاں چاہے عدت گزارے اور (اسی طرح اس آیت نے) اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ یعنی ''انہیں نکالا نہ جائے'' (کو بھی منسوخ کردیا ہے) عطاء نے کہا کہ اگر وہ چاہے تو اپنے (شوہر کے) گھر والوں کے یہاں ہی عدت گزارے اور وصیت کے مطابق قیام کرے اور اگر چاہے وہاں سے چلی آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ﴾ الخ یعنی ''پس تم پر اس کا کوئی گناہ نہیں جو وہ اپنی مرضی کے مطابق کریں'' عطاء نے کہا کہ اس کے بعد میراث کا حکم نازل ہوا اور اس نے مکان کے حکم کو منسوخ کردیا۔ پس وہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے اور اس کے لیے (شوہر کی طرف سے) مکان کا انتظام نہیں ہوگا۔

تشریح: عام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی مدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے ایک سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ نے اسے کم کر کے چار مہینے اور دس دن رکھا اور دوسری آیت اتاری۔ اگر عورت سات مہینے بیس دن یا ایک سال پورا ہونے تک اپنی سسرال میں رہنا چاہے تو سسرال والے اسے نکال نہیں سکتے۔ غیر اخراج کا یہی مطلب ہے۔ یہ مذہب خاص مجاہد کا ہے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ایک سال کی عدت کا حکم بعد میں اترا ہے اور چار مہینے دس دن کا پہلے اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ناسخ منسوخ سے پہلے اترے۔ اس لئے انہوں نے دونوں آیتوں میں یوں جمع کیا۔ باقی تمام مفسرین کا یہ قول ہے کہ ایک سال کی عدت کی آیت منسوخ ہے اور چار مہینے دس دن کی عدت کی آیت اس کی ناسخ ہے اور پہلے ایک سال کی عدت کا حکم ہوا تھا پھر اللہ نے اسے کم کر کے چار مہینے دس دن رکھا اور دوسری آیت اتاری یعنی ﴿أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾ (٢/البقرة:٢٣٤) والی آیت۔ اب عورت خواہ سسرال میں رہے، خواہ اپنے میکے میں اسی طرح تین طلاق کے بعد خاوند کے گھر میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ خاوند کے گھر میں عدت پوری کرنا اس وقت عورت پر واجب ہے۔ جب طلاق رجعی ہو کیونکہ خاوند کے رجوع کرنے کی امید ہوتی ہے۔

٥٣٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ أَبِي سُفْيَانَ، لَمَّا جَاءَهَا نَعْيُ أَبِيهَا دَعَتْ بِطِيبٍ، فَمَسَحَتْ ذِرَاعَيْهَا وَقَالَتْ: مَا لِي بِالطِّيبِ مِنْ حَاجَةٍ. لَوْلَا أَنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُحِدُّ عَلَى

(٥٣٤٥) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، ان سے حمید بن نافع نے بیان کیا، ان سے زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور ان سے ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ان کے والد کی وفات کی خبر پہنچی تو انہوں نے خوشبو منگوائی اور اپنے دونوں بازوؤں پر لگائی پھر کہا: مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو عورت اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو وہ کسی میت کا تین دن سے زیادہ سوگ نہ منائے سوائے شوہر کے لیے کہ

مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)). [راجع: ١٢٨٠]

اس کے لیے چار مہینے دس دن ہیں۔"

تشریح: ثابت ہوا کہ شوہر کے علاوہ کسی اور کے لئے تین دن سے زیادہ ماتم کرنے والی عورتیں ایمان سے محروم ہیں۔ پس ان کو اللہ سے ڈر کر اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

بَابُ مَهْرِ الْبَغِيِّ وَالنِّكَاحِ الْفَاسِدِ

باب: رنڈی کی کمائی اور نکاح فاسد کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ: إِذَا تَزَوَّجَ مُحَرَّمَةً وَهُوَ لَا يَشْعُرُ، فُرِّقَ بَيْنَهُمَا، وَلَهَا مَا أَخَذَتْ، وَلَيْسَ لَهَا غَيْرُهُ. ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: يُعْطِيهَا صَدَاقَهَا.

اور امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر کوئی شخص نہ جان کر کسی محرمہ عورت سے نکاح کرے تو ان کے درمیان جدائی کرادی جائے گی اور وہ جو کچھ مہر لے چکی ہے وہ اسی کا ہوگا۔ اس کے سوا اور کچھ اسے نہیں ملے گا، پھر اس کے بعد کہا: اسے اس کا مہر مثل دیا جائے گا۔

تشریح: اکثر علما کا یہی فتویٰ ہے۔ بعض نے کہا کہ جو مہر ٹھہرا تھا وہ ملے گا اور بس۔

٥٣٤٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ. [راجع: ٢٢٣٧]

(٥٣٤٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور ان سے ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت، کاہن کی کمائی اور زانیہ عورت کے زنا کی کمائی کھانے سے منع فرمایا۔

تشریح: یہ سب کمائیاں حرام ہیں۔ بعض نے شکاری کتے کی بیع درست رکھی ہے۔ اب جو مولوی مشائخ رنڈیوں کی دعوت کھاتے ہیں یا فال تعویذ گنڈے کر کے رنڈیوں سے پیسہ لیتے ہیں وہ مولوی مشائخ نہیں بلکہ اچھے خاصے حرام خور ہیں وہ پیٹ کے بندے ہیں۔ فاحذروهم ايها المؤمنون۔

٥٣٤٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاشِمَةَ، وَالْمُسْتَوْشِمَةَ، وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهُ، وَنَهَى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَكَسْبِ الْبَغِيِّ، وَلَعَنَ الْمُصَوِّرِينَ. [راجع: ٢٠٨٦]

(٥٣٤٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے گودنے والی اور گدوانے والی، سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت بھیجی اور آپ ﷺ نے کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی کھانے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے والوں پر لعنت کی۔

تشریح: مذکورہ جملہ امور باعث لعنت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان سے دور رہنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

٥٣٤٨۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ، عَنْ أَبِي

(٥٣٤٨) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے بیان کیا، انہیں محمد بن جحادہ نے، انہیں ابوحازم نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی

حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كَسْبِ الْإِمَاءِ. [راجع: ٢٢٨٣]

کریم ﷺ نے لونڈیوں کی زنا کی کمائی سے منع فرمایا۔

تشریح: حافظ نے کہا اگر عمداً کوئی محرم عورت مثلاً ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے حرام جان کر بھی نکاح کرلے تو اس پر حد قائم کی جائے گی۔ ائمہ ثلاثہ اور اہلحدیث کا یہی فتویٰ ہے۔ اس کا یہ جرم اتنا سنگین ہے کہ اسے ختم کر دینا ہی عین انصاف ہے۔

بَابُ الْمَهْرِ لِلْمَدْخُولِ عَلَيْهَا

باب: جس عورت سے صحبت کی اس کا پورا مہر واجب ہو جانا

وَكَيْفَ الدُّخُولُ؟ أَوْ طَلَّقَهَا قَبْلَ الدُّخُولِ وَالْمَسِيسِ.

اور صحبت کے کیا معنی ہیں اور دخول اور مساس سے پہلے طلاق دے دینے کا حکم (جماع کرنا یا خلوت ہو جانا)۔

تشریح: اہل کوفہ کہتے ہیں کہ محض خلوت ہو جانے سے ہی مہر واجب ہو جاتا ہے جماع کرے یا نہ کرے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ مہر جب ہی واجب ہوگا جب جماع کرے یہی قرین قیاس ہے۔

٥٣٤٩ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ: رَجُلٌ قَذَفَ امْرَأَتَهُ فَقَالَ: فَرَّقَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَخَوَيْ بَنِي الْعَجْلَانِ وَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ؟)) فَأَبَيَا، فَقَالَ: ((اللَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ، فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ)). فَأَبَيَا، فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا. قَالَ أَيُّوبُ: فَقَالَ لِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ فِي الْحَدِيثِ شَيْءٌ لَا أَرَاكَ تُحَدِّثُهُ قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: مَالِي. قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَقَدْ دَخَلْتَ بِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَهُوَ أَبْعَدُ مِنْكَ)). [راجع: ٥٣١١]

(٥٣٤٩) ہم سے عمرو بن زرارہ نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے اور ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی پر تہمت لگائی ہو تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے قبیلہ بنی عجلان کے میاں بیوی میں جدائی کرادی تھی اور فرمایا تھا: ''اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے، تو کیا وہ رجوع کرے گا۔'' لیکن دونوں نے انکار کیا آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا: ''اللہ خوب جانتا ہے اسے جو تم میں سے ایک جھوٹا ہے وہ توبہ کرتا ہے یا نہیں۔'' لیکن دونوں نے پھر توبہ سے انکار کیا۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان میں جدائی کرادی۔ ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے عمرو بن دینار نے کہا کہ یہاں حدیث میں ایک چیز اور ہے میں نے تمہیں اسے بیان کرتے نہیں دیکھا۔ وہ یہ ہے کہ (تہمت لگانے والے) شوہر نے کہا تھا کہ میرا مال (مہر) واپس دلوا دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''وہ تمہارا مال ہی نہیں رہا۔ اگر تم سچے بھی ہو تو تم اس سے خلوت کر چکے ہو اور اگر جھوٹے ہو تب تو تم کو بطریق اولیٰ کچھ نہ ملنا چاہیے۔''

تشریح: حدیث کے لفظ ((دخلت بھا)) سے نکلا کہ جماع سے مہر واجب ہوتا ہے کیونکہ دوسری روایت میں لفظ ((بما استحللت من فرجھا)) صاف موجود ہے۔ اگر وہ مرد اس عورت سے صحبت نہ کر چکا ہوتا تو بے شک اگر اس نے سارا مہر ادا کر دیا ہوتا تو اس کو اس میں سے کچھ یعنی نصف واپس ملتا آخری جملہ کا مطلب ہے کہ تو نے اس عورت سے صحبت بھی کی پھر اسے بدنام بھی کیا۔ اب مال مہر کا سوال ہی کیا ہے؟ اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ

اسلام میں عورت کی عزت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اپنی عورت پر جھوٹا الزام لگانا اس کے شوہر کے لئے بہت بڑا گناہ ہے۔

بَابُ الْمُتْعَةِ لِلَّتِي لَمْ يُفْرَضْ لَهَا

باب: عورت کو بطور سلوک کچھ کپڑا یا زیور یا نقد دینا جب اس کا مہر نہ ٹھہرا ہو

لِقَوْلِهِ: ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ [البقرة: ٢٣٧، ٢٣٦] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلِلْمُطَلَّقَاتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ٥ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ [البقرة: ٢٤١، ٢٤٢] وَلَمْ يَذْكُرِ النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمُلَاعَنَةِ مُتْعَةً حَتَّى طَلَّقَهَا زَوْجُهَا.

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ یعنی ”تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان بیویوں کو جنہیں تم نے نہ ہاتھ لگایا ہو اور نہ ان کے لیے مہر مقرر کیا ہو طلاق دے دو تو ان کو کچھ فائدہ پہنچاؤ“ ارشاد ﴿بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ تک۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورت میں فرمایا: ”طلاق والی عورتوں کے لیے دستور کے موافق دینا پرہیزگاروں پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے کھول کر اپنے احکام بیان کرتا ہے شاید کہ تم سمجھو۔“ اور لعان کے موقع پر، جب عورت کے شوہر نے اسے طلاق دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے متاع کا ذکر نہیں فرمایا تھا۔

تشریح: تو لعان والی عورت کو کچھ دینا ضروری نہیں ہے یہ مہر کے علاوہ کی بات ہے۔

٥٣٥٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْمُتَلَاعِنَيْنِ: ((حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ، أَحَدُكُمَا كَاذِبٌ، لَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِيْ؟ قَالَ: ((لَا مَالَ لَكَ، إِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا، فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا، وَإِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا، فَذَاكَ أَبْعَدُ وَأَبْعَدُ لَكَ مِنْهَا)). [راجع: ٥٣١١]

(٥٣٥٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے لعان کرنے والے میاں بیوی سے فرمایا: ”تمہارا حساب اللہ کے یہاں ہوگا تم میں سے ایک تو یقیناً جھوٹا ہے تمہارے (یعنی شوہر کے) لیے اسے (بیوی کو) حاصل کرنے کا اب کوئی راستہ نہیں ہے۔“ شوہر نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا مال؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اب وہ تمہارا مال ہی نہیں رہا، اگر تم نے اس کے متعلق سچ کہا تھا تو وہ اس کے بدلہ میں ہے کہ تم نے اس کی شرمگاہ اپنے لیے حلال کی تھی اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو اور زیادہ تجھے کچھ نہ ملنا چاہیے۔“

تشریح: متعہ سے مراد فائدہ پہنچانا ہے، اس میں علما کا اختلاف ہے۔ حنفیہ کا قول ہے کہ یہ متعہ اس عورت کے لئے واجب ہے جس کا مہر مقرر نہ ہوا ہو اور صحبت سے پہلے اس کو طلاق دی جائے۔ بعض نے کہا کہ طلاق والی عورت کو متعہ دینا چاہیے۔ بعض نے کہا کہ کسی کے لئے متعہ دینا واجب نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا میلان قول اول کی طرف معلوم ہوتا ہے جیسا کہ حنفیہ کا فتوی ہے کہ ایسی عورت کو بھی ضرور کچھ نہ کچھ دینا چاہیے جو مہر کے علاوہ ہو۔ بہر حال عورت سلوک کی مستحق ہے۔ الحمد للہ کہ کتاب النکاح والطلاق آج بتاریخ ۴/ ذی الحجہ سنہ ۱۳۹۴ھ کو ختم کی گئی۔ کوئی قلمی لغزش ہوگئی ہو اس کے لئے اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور علمائے کاملین سے اصلاح کا طلب گار ہوں۔

کتاب النکاح کو ختم کرتے ہوئے بعض الفاظ جو کئی جگہ وارد ہوئے ہیں۔ان کی مزید وضاحت کرنی مناسب ہے جو درج ذیل ہیں:

خلع: یہ لفظ انخلاع سے مشتق ہے۔جس کے معانی نکال کر پھینک دینے کے ہیں اور شریعت میں اس عقد کو کہتے ہیں جو میاں بیوی کے درمیان مال و متاع یا زمین وغیرہ دے کر بیوی اپنے شوہر سے رستگاری حاصل کر لے اور علیحدہ ہو جائے۔گویا یہ عورت کی طرف سے مرد سے جدائی ہوتی ہے۔

ظہار: بیوی کو یا بیوی کے کسی ایسے عضو کو جس کی نظیر سے پوری عورت کی ذات تعبیر کی جائے۔ماں، بہن یا وہ عورت جس سے نکاح جائز نہیں تشبیہ دی جائے مثلاً بیوی سے مرد کہہ دے کہ تو میری ماں جیسی ہے یا میری بہن کی پشت جیسی تیری پشت ہے۔اس صورت میں مرد پر کفارہ لازم آتا ہے۔

(لفظ متعہ سے یہاں جدا ہونے والی عورت کو کچھ نہ کچھ مالی مدد دینا مراد ہے)

لعان: کے یہ معنی ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو زنا سے متہم کرے لیکن اس کے پاس اس امر کی شہادت نہیں اور عورت اس سے انکار کرتی ہے تو اس صورت میں لعان کا حکم دیا جائے پہلے مرد کو چار مرتبہ قسم کھلائی جائے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ پانچویں مرتبہ قسم کے ساتھ یہ بھی کہے کہ اگر میں یہ بات جھوٹ کہہ رہا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔اس کے بعد عورت بھی قسم کھا کر کہے کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی ہے وہ بالکل جھوٹ ہے اور پانچویں مرتبہ قسم کھا کر یہ کہے کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔اس لعان کے بعد مرد و عورت میں جدائی ہو جاتی ہے۔

ایلاء: لغت میں قسم کھا لینے کو کہتے ہیں کہ وہ بیوی سے ایک خاص مدت تک جماع نہ کرے گا اس کا بھی کفارہ دینا واجب ہوتا ہے۔ایلاء کی آخری مدت چار ماہ ہے۔پھر خاوند پر لازم ہوگا کہ یا تو اس قسم کو توڑ دے اور عورت سے ملاپ کر لے ورنہ طلاق دے کر جدا کر دے۔واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ النَّفَقَاتِ

نفقہ (بیوی بچوں پر خرچ کرنے) کا بیان

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾. [البقرة: ٢١٩، ٢٢٠] وَقَالَ الْحَسَنُ: الْعَفْوُ: الْفَضْلُ.

باب: بیوی بچوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''اے پیغمبر! تجھ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ کہہ دو جو بچ رہے۔'' سے ارشاد: ''اس لیے کہ تم دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی فکر کرو۔'' تک۔ اور حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: اس آیت میں عفو سے وہ مال مراد ہے جو ضروری خرچ کے بعد بچ رہے۔

تشریح: پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ بچوں عزیزوں کو کھلاؤ پلاؤ جو فالتو بچ رہے اسے غربا پر خرچ کر کے آخرت کماؤ۔

٥٣٥١- حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ يَزِيْدَ الْأَنْصَارِيَّ، عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ، فَقُلْتُ عَنِ النَّبِيِّ: فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا، كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً)). [راجع: ٥٥]

(٥٣٥١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن یزید انصاری سے سنا اور انہوں نے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے (عبداللہ بن یزید انصاری نے بیان کیا کہ) میں نے ان سے پوچھا: کیا تم اس حدیث کو نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! نبی کریم ﷺ سے (میں روایت کرتا ہوں) کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب مسلمان اپنے گھر میں اپنی بیوی اور بچوں پر اللہ کا حکم ادا کرنے کی نیت سے خرچ کرے تو اس میں بھی اس کو صدقے کا ثواب ملتا ہے۔''

٥٣٥٢- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَ اللَّهُ: أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ! أُنْفِقْ عَلَيْكَ)). [راجع: ٤٦٨٤]

(٥٣٥٢) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! تو خرچ کر تو میں تجھے عطا کرتا جاؤں گا۔''

تشریح: خرچ کرنے سے گھر والوں پر خرچ کرنا پھر دیگر غربا کو دینا مراد ہے۔ خرچ ہوگا تو آمدنی کا بھی فکر کرنا پڑے گا۔ پس بندہ جس کام میں ہاتھ ڈالے گا اللہ برکت کرے گا اللہ کے دینے کا یہی مطلب ہے۔

٥٣٥٣- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، أَوِ الْقَائِمِ اللَّيْلِ وَالصَّائِمِ النَّهَارِ)). [طرفاه في: ٦٠٠٦، ٦٠٠٧] [مسلم: ٧٤٦٨؛ ترمذي: ١٩٦٩؛ ابن ماجه: ٢١٤٠]

(۵۳۵۳) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابوغیث (سالم) نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔"

تشریح: خدمت خلق کتنا بڑا نیک کام ہے اس حدیث سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اللہ توفیق دے۔ آمین

٥٣٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُودُنِي وَأَنَا مَرِيضٌ بِمَكَّةَ، فَقُلْتُ: لِي مَالٌ أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ: ((لَا)). قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً، يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَمَهْمَا أَنْفَقْتَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ تَرْفَعُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ، وَلَعَلَّ اللَّهَ يَرْفَعُكَ، يَنْتَفِعُ بِكَ النَّاسُ وَيُضَرُّ بِكَ آخَرُونَ)). [راجع: ٥٦]

(۵۳۵۴) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں سعید بن ابراہیم نے، ان سے عامر بن سعد رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں اس وقت مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے کہا: میرے پاس مال ہے۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" میں نے کہا: پھر آدھے کی کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "نہیں" میں نے کہا، پھر تہائی کی کر دوں؟ فرمایا تہائی کی کر دو اور تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج و تنگ دست چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے وہ ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جب بھی خرچ کرو گے تو وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھنے کے لیے اٹھاؤ گے اور امید ہے کہ ابھی اللہ تمہیں زندہ رکھے گا، تم سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سے دوسرے (کفار) نقصان اٹھائیں گے۔"

تشریح: نبی کریم ﷺ نے جیسی امید ظاہر فرمائی تھی، اللہ نے اس کو پورا کیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وفات نبوی ﷺ کے بعد مدت دراز تک زندہ رہے۔ عراق کا ملک انہوں نے ہی فتح کیا۔ کافروں کو زیر کیا اور وہ مدتوں عراق کے حاکم رہے۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔ سعد رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ ۱۷ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے اور کچھ اوپر ستر سال کی عمر پائی اور سنہ ۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی اور مدینہ

طیبہ میں دفن ہوئے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ وُجُوبِ النَّفَقَةِ عَلَى الْأَهْلِ وَالْعِيَالِ

باب: مرد پر بیوی، بچوں کا خرچ دینا واجب ہے

تشریح: اسی طرح نانا نانی، دادا دادی کا خرچ جب وہ محتاج ہوں۔ اسی طرح اپنے غلام لونڈی کا مگر جو دن گزر جائیں ان کا خرچہ دینا واجب نہیں۔ یہاں تک کہ بیوی کا بھی چھوڑے ہوئے دنوں کا خرچہ دینا واجب نہیں ہے۔

٥٣٥٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غِنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)). تَقُولُ الْمَرْأَةُ: إِمَّا أَنْ تُطْعِمَنِي وَإِمَّا أَنْ تُطَلِّقَنِي. وَيَقُولُ الْعَبْدُ: أَطْعِمْنِي وَاسْتَعْمِلْنِي. وَيَقُولُ الِابْنُ أَطْعِمْنِي، إِلَى مَنْ تَدَعُنِي قَالُوا: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! سَمِعْتَ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: لَا هَذَا مِنْ كِيسِ أَبِي هُرَيْرَةَ. [راجع: ١٤٢٦]

(٥٣٥٥) ہم سے عمرو بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر دینے والا مالدار ہی رہے اور ہر حال میں اوپر کا ہاتھ (دینے والے کا) نیچے کے (لینے والے کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور (خرچ کی) ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگہبانی میں ہیں۔'' عورت کو اس مطالبے کا حق ہے کہ مجھے کھانا دے ورنہ طلاق دے۔ غلام کو اس مطالبے کا حق ہے کہ مجھے کھانا دو اور مجھ سے کام لو۔ بیٹا کہہ سکتا ہے کہ مجھے کھانا کھلاؤ یا کسی اور پر چھوڑ دو۔ لوگوں نے کہا: اے ابوہریرہ! کیا (یہ آخری ٹکڑا بھی) کہ بیوی کہتی ہے آخر تک۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ ہوں نے کہا: نہیں، بلکہ یہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی خود اپنی سمجھ سے ہے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ حقوق اللہ کے بعد انسانی حقوق میں اپنے والد اور جملہ متعلقین کے حقوق کا ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔

٥٣٥٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدِ ابْنِ مُسَافِرٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى، وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ)). [راجع: ١٤٢٦]

(٥٣٥٦) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمن بن خالد بن مسافر نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین خیرات وہ ہے جسے دینے پر آدمی مالدار ہی رہے اور ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگرانی میں ہیں جن کے کھلانے پہنانے کے تم ذمہ دار ہو۔''

تشریح: یعنی اپنے اہل وعیال اور جملہ متعلقین اور مزدور وغیرہ جن کا کھانا تم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ اسی طرح قرابت دار بھی جو غربا ومساکین ہوں پہلے ان کی خبر گیری کرنا دیگر فقرا ومساکین پر مقدم ہے۔

بَابُ حَبْسِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلَى أَهْلِهِ، وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ؟

باب: مرد کا اپنی بیوی بچوں کے لیے ایک سال کا خرچ جمع کرنا جائز ہے اور بیوی بچوں پر کیوں کر خرچ کرے؟ اس کا بیان

٥٣٥٧ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، قَالَ: قَالَ لِي مَعْمَرٌ: قَالَ لِي الثَّوْرِيُّ: هَلْ سَمِعْتَ فِي الرَّجُلِ يَجْمَعُ لأَهْلِهِ قُوْتَ سَنَتِهِ أَوْ بَعْضِ السَّنَةِ؟ قَالَ مَعْمَرٌ: فَلَمْ يَحْضُرْنِي، ثُمَّ ذَكَرْتُ حَدِيْثًا حَدَّثَنَاهُ ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسٍ عَنْ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبِيعُ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَيَحْبِسُ لأَهْلِهِ قُوْتَ سَنَتِهِمْ. [راجع: ٢٩٠٤]

(٥٣٥٧) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، ان سے ابن عیینہ نے کہا مجھ سے معمر نے بیان کیا کہ ان سے ثوری نے پوچھا: تم نے ایسے شخص کے بارے میں بھی سنا ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا یا سال سے کم کا خرچ جمع کر لے۔ معمر نے بیان کیا کہ اس وقت مجھے یاد نہیں آیا پھر بعد میں یاد آیا کہ اس بارے میں ایک حدیث ابن شہاب زہری نے ہم سے بیان کی تھی، ان سے مالک بن اوس نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا خرچہ جمع کر دیا کرتے تھے۔

تشریح: اسی سے باب کا مطلب حاصل ہوا۔ یہ جمع کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے۔ یہ انتظامی معاملہ ہے اور اہل وعیال کا انتظام خوراک وغیرہ کا کرنا مرد پر لازم ہے۔

٥٣٥٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ حَدِيثِهِ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ مَالِكٌ: انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ، إِذْ أَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِالرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ: نَعَمْ. فَأَذِنَ لَهُمْ. قَالَ: فَدَخَلُوا وَسَلَّمُوا فَجَلَسُوا، ثُمَّ لَبِثَ يَرْفَأُ قَلِيلاً فَقَالَ لِعُمَرَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَأَذِنَ

(٥٣٥٨) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی (ابن شہاب زہری نے بیان کیا کہ) محمد بن جبیر بن مطعم نے اس کا بعض حصہ بیان کیا تھا اس لیے میں روانہ ہوا اور مالک بن اوس کی خدمت میں پہنچا اور ان سے یہ حدیث پوچھی۔ مالک نے مجھ سے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو ان کے دربان یرفاء ان کے پاس آئے اور کہا: عثمان بن عفان، عبدالرحمن، زبیر اور سعد رضی اللہ عنہم (آپ سے ملنے کی) اجازت چاہتے ہیں کیا آپ انہیں آنے کی اجازت دیں گے؟ عمر نے کہا: انہیں اندر بلالو، چنانچہ انہیں اس کی اجازت دے دی گئی۔ راوی نے کہا: پھر یہ سب اندر تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے۔ یرفاء نے تھوڑی دیر بعد پھر عمر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا: علی اور عباس رضی اللہ عنہما بھی ملنا چاہتے ہیں کیا آپ کی طرف سے

لَهُمَا، فَلَمَّا دَخَلَا سَلَّمَا وَجَلَسَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا. فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانُ وَأَصْحَابُهُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا، وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ. فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)). يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَفْسَهُ. قَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ قَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ذَلِكَ قَالَا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ. قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّي أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللَّهَ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ ﷺ فِي هَذَا الْمَالِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ اللَّهُ: ﴿وَمَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿قَدِيرٌ﴾. [الحشر:٦] فَكَانَتْ هَذِهِ خَالِصَةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ! مَا اخْتَارَهَا دُونَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ، حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هَذَا الْمَالِ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ، فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللَّهِ، فَعَمِلَ بِذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَيَاتَهُ، وَأَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ، هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذَلِكَ قَالَا: نَعَمْ. ثُمَّ تَوَفَّى اللَّهُ نَبِيَّهُ ﷺ فَقَالَ أَبُو

اجازت ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اندر بلانے کے لیے کہا۔ اندر آ کر ان حضرات نے بھی سلام کیا اور بیٹھ گئے ۔ اس کے بعد عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! میرے اور ان (علی رضی اللہ عنہ) کے درمیان فیصلہ کر دیجیے ۔ دوسرے صحابہ عثمان اور ان کے ساتھیوں نے بھی کہا کہ امیر المؤمنین! ان کا فیصلہ فرما دیجیے اور انہیں اس الجھن سے نجات دیجیے۔ عمر نے کہا: جلدی نہ کرو میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ ہم انبیا وفات کے وقت چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔“ حضور اکرم ﷺ کا اشارہ خود اپنی ذات کی طرف تھا۔ صحابہ نے کہا: آنحضرت ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ اس کے بعد عمر، علی اور عباس رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے پوچھا: میں اللہ کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ انہوں نے بھی تصدیق کی کہ آنحضرت ﷺ نے واقعی یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اب میں آپ سے اس معاملہ میں بات کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اس مال (فے) میں مختار کل ہونے کی خصوصیت بخشی تھی اور آنحضرت ﷺ کے سوا اس میں سے کسی دوسرے کو کچھ نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا: ﴿مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ﴾ الی قولہ ﴿قَدِيرٌ﴾ اس لیے یہ (چار خمس) خاص آپ کے لیے تھے۔ اللہ کی قسم! آنحضرت ﷺ نے تمہیں نظر انداز کر کے اس مال کو اپنے لیے خاص نہیں کر لیا تھا اور نہ تمہارا کم کر کے اسے نبی ﷺ نے اپنے لیے رکھا تھا، بلکہ آنحضرت ﷺ نے پہلے تم سب میں اس کی تقسیم کی آخر میں جو مال باقی رہ گیا تو اس میں سے آپ اپنے گھر والوں کے لیے سال بھر کا خرچ لیتے اور اس کے بعد جو باقی بچتا اسے اللہ کے مال کے مصرف (ان میں (مسلمانوں کے لیے) خرچ کر دیتے۔ آپ ﷺ نے زندگی بھر اسی کے مطابق عمل کیا۔ اے عثمان! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تمہیں یہ معلوم ہے؟ سب نے کہا: جی ہاں! پھر آپ ﷺ نے علی اور عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تمہیں بھی یہ معلوم ہے؟ انہوں

بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَنْتُمَا حِينَئِذٍ -فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ- تَزْعُمَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَذَا وَكَذَا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهُ فِيهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِي وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَأَمْرُكُمَا جَمِيعٌ، جِئْتَنِي تَسْأَلُنِي نَصِيبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيكَ، هَذَا يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ إِلَيْكُمَا عَلَى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَبِمَا عَمِلَ بِهِ فِيهَا أَبُوْ بَكْرٍ، وَبِمَا عَمِلْتُ بِهِ فِيهَا، مُنْذُ وُلِّيتُهَا، وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِّي فِيهَا فَقُلْتُمَا: ادْفَعْهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ. فَدَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْهِمَا بِذَلِكَ؟ قَالَ الرَّهْطُ: نَعَمْ. فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذَلِكَ؟ قَالَا نَعَمْ. قَالَ: أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ؟، فَوَالَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذَلِكَ، حَتَّى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنِّي أَكْفِيكُمَاهَا. [راجع: ٢٩٠٤]

نے بھی کہا: جی ہاں! معلوم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی وفات کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور حضور اکرم ﷺ کے عمل کے مطابق اس میں عمل کیا۔ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر انہوں نے کہا: آپ دونوں اس وقت موجود تھے، آپ خوب جانتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا تھا اور اللہ جانتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں مخلص محتاط و نیک نیت اور صحیح راستے پر تھے اور حق کی اتباع کرنے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی وفات کی اور اب میں آنحضرت ﷺ اور ابو بکر کا جانشین ہوں میں دو سال سے اس جائیداد کو اپنے قبضہ میں کیے ہوئے ہوں اور وہی کرتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کیا تھا۔ اب آپ حضرات میرے پاس آئے ہیں، آپ کی بات ایک ہی ہے اور آپ کا معاملہ بھی ایک ہے۔ آپ (عباس رضی اللہ عنہ) آئے اور مجھ سے اپنے بھتیجے (آنحضور ﷺ) کی وراثت کا مطالبہ کیا اور آپ (علی رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اپنی بیوی کی طرف سے ان کے والد کے ترکہ کا مطالبہ کیا۔ میں نے آپ دونوں سے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو یہ جائیداد دے سکتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ آپ پر اللہ کا عہد واجب ہوگا۔ وہ یہ کہ آپ دونوں بھی اس جائیداد میں وہی طرز عمل رکھیں گے جو رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا، جس کے مطابق ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور جب سے میں اس کا والی ہوا ہوں، میں نے جو اس کے ساتھ معاملہ رکھا اور اگر یہ شرط منظور نہ ہو تو پھر آپ مجھ سے اس بارے میں گفتگو چھوڑ دیں۔ آپ لوگوں نے کہا کہ اس شرط کے مطابق وہ جائیداد ہمارے حوالہ کر دو اور میں نے اسے اس شرط کے ساتھ تم لوگوں کے حوالہ کر دیا۔ کیوں عثمان اور ان کے ساتھیوں! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں میں نے اس شرط ہی پر وہ جائیداد علی اور عباس رضی اللہ عنہما کے قبضہ میں دی ہے نا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ راوی نے بیان کیا: پھر آپ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: میں آپ حضرات کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے آپ دونوں کے حوالہ وہ اس شرط کے ساتھ کی تھی؟ دونوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا آپ اب اس کے سوا مجھ

سے کوئی اور فیصلہ چاہتے ہیں؟ اس ذات کی قسم ہے جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں اس کے سوا میں کوئی اور فیصلہ قیامت تک نہیں کر سکتا۔ اب آپ لوگ اس کی ذمہ داری پوری کرنے سے عاجز ہیں تو مجھے واپس کر دیں میں اس کا بھی بندوبست خود ہی کر لوں گا۔

تشریح: حدیث ہذا میں مال خمس میں سے اپنے اہل کے لئے نبی کریم ﷺ کا عمل منقول ہے کہ آپ اس میں سے سال بھر کا خرچہ رکھ لیا کرتے تھے یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے۔ آخری جملہ کا مطلب یہ کہ تم چاہو کہ میں ذاتی ملک املاک کی طرح یہ جائیداد تم دونوں میں تقسیم کر دوں یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ تم سب کو خوب معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ)) ہمارا ترکہ ایک صدقہ ہوتا ہے جس کا کوئی خاص وارث نہیں ہو سکتا۔

بَابُ قَوْلِهِ:

﴿وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ [البقرة: ٢٣٣] وَقَالَ: ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا﴾ [الاحقاف: ١٥] وَقَالَ: ﴿وَإِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى ○ لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ﴾ إِلَى ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ [الطلاق: ٦، ٧] وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: نَهَى اللَّهُ أَنْ تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَذَلِكَ أَنْ تَقُولَ الْوَالِدَةُ لَسْتُ مُرْضِعَتَهُ. وَهِيَ أَمْثَلُ لَهُ غِذَاءً، وَأَشْفَقُ عَلَيْهِ، وَأَرْفَقُ بِهِ مِنْ غَيْرِهَا، فَلَيْسَ لَهَا أَنْ تَأْبَى بَعْدَ أَنْ يُعْطِيَهَا مِنْ نَفْسِهِ مَا جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ، وَلَيْسَ لِلْمَوْلُودِ لَهُ أَنْ يُضَارَّ بِوَلَدِهِ وَالِدَتَهُ، فَيَمْنَعَهَا أَنْ تُرْضِعَهُ ضِرَارًا لَهَا إِلَى غَيْرِهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَسْتَرْضِعَا عَنْ طِيبِ نَفْسِ الْوَالِدِ وَالْوَالِدَةِ، فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا، بَعْدَ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ ﴿فِصَالُهُ﴾: فِطَامُهُ.

باب: اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے:

''اور مائیں اپنے بچوں کو دودھ پلائیں پورے دو سال (یہ مدت) اس کے لیے ہے جو دودھ کی مدت پوری کرنا چاہے۔ ارشاد ﴿بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ﴾ تک۔ اور سورۂ احقاف میں فرمایا: ''اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھوڑنا تیس مہینوں میں ہوتا ہے۔'' اور سورۂ طلاق میں فرمایا: ''اور تم میاں بیوی آپس میں ضد کرو گے تو بچے کو دودھ کوئی دوسری عورت پلائے گی۔ وسعت والے کو خرچ دودھ پلانے کے لیے اپنی وسعت کے مطابق کرنا چاہیے اور جس کی آمدنی کم ہو اسے چاہیے کہ اسے اللہ نے جتنا دیا ہو اس میں سے خرچ کرے۔'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ تک اور یونس نے زہری سے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے کہ ماں اس کے بچے کی وجہ سے باپ کو تکلیف پہنچائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً: ماں کہہ دے کہ میں اسے دودھ نہیں پلاؤں گی، حالانکہ اس کی غذا بچے کے زیادہ موافق ہے۔ وہ بچے پر زیادہ مہربان ہوتی ہے اور دوسرے کے مقابلہ میں بچے کے ساتھ وہ زیادہ لطف و نرمی کر سکتی ہے۔ اس لیے اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ بچے کو دودھ پلانے سے اس وقت بھی انکار کر دے جب کہ بچے کا والد اسے (نان ونفقہ میں) اپنی طرف سے وہ سب کچھ دینے کو تیار ہو جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔ اسی طرح فرمایا: باپ اپنے بچے کی وجہ سے ماں کو نقصان نہ پہنچائے۔ اس کی صورت یہ ہے، مثلاً: باپ ماں کو دودھ پلانے سے روکے اور خواہ مخواہ کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کرے۔ البتہ اگر

ماں اور باپ اپنی خوشی سے کسی دوسری عورت کو دودھ پلانے کے لیے مقرر کریں تو دونوں پر کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر وہ والد اور والدہ دونوں اپنی رضا مندی اور مشورہ سے بچے کا دودھ چھڑانا چاہیں تو پھر ان پر کچھ گناہ نہ ہوگا (گو ابھی مدت رخصت باقی ہو) "فصال" کے معنی دودھ چھڑانا۔

تشریح: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا۔ پہلی آیت: ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ﴾ (۲/البقرہ:۲۳۳) سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دلیل لی کہ ماں کو اپنے بچے کا دودھ پلانا واجب ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب بچہ کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے یا کوئی انانہ ملے یا باپ محتاجی کی وجہ سے انانہ رکھ سکے۔ اس آیت میں ماؤں سے وہ عورتیں مراد ہیں جن کو خاوند نے طلاق دے دی ہو تو ایسی عورتوں کو دودھ پلائی کی اجرت خاوند کو دینی ہوگی۔ دوسری آیت میں دودھ پلانے کی مدت مذکور ہے۔ اس آیت کو اور سورۂ لقمان کی اس آیت: ﴿وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ﴾ (۳۱/لقمان:۱۴) کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ملا کر یہ نکالا ہے کہ حمل کی مدت کم سے کم چھ ماہ ہے۔ تیسری آیت میں یہ مذکور ہے کہ خاوند دودھ پلانے کی اجرت اپنے مقدور کے موافق دے۔ دودھ پلانے کی مدت پورے دو سال ہے۔ اس سے زیادہ دودھ پلانا صحیح نہیں ہے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْمَرْأَةِ إِذَا غَابَ عَنْهَا زَوْجُهَا وَنَفَقَةِ الْوَلَدِ

باب: کسی عورت کا شوہر اگر غائب ہو تو اس کی عورت کیونکر خرچ کرے اور اولاد کے خرچ کا بیان

تشریح: اگر خاوند کہیں چلا گیا ہو اور اس کا پتہ معلوم ہو تو عورت اپنے شہر کے قاضی کے پاس جائے وہ اس شہر کے قاضی کو لکھ کر جہاں اس کا خاوند ہو عورت کا خرچہ منگوائے۔ اگر یہ امر ممکن نہ ہو جیسا کہ ہمارے زمانے کا حال ہے کہ قاضیوں کو مطلق اختیار نہیں ہے تو عورت اپنے شہر کے قاضی کو اطلاع دے اور وہ نکاح فسخ کرا دے۔ رویانی نے کہا کہ اس پر فتویٰ ہے اگر خاوند کا بالکل پتہ نہ ہو جب بھی قاضی نکاح کو فسخ کرا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر خاوند مفلس ہو اور نان نفقہ نہ دے سکتا ہو شافعیہ اور اہلحدیث کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے جو مذہب اختیار کیا ہے وہ عورتوں پر صریح ظلم ہے اور تکلیف مالا یطاق ہے اور اس زمانہ میں کوئی عورت اس پر نہیں چل سکتی۔ وہ کہتے ہیں خاوند مفلس ہو یا غائب ہر حال میں عورت صبر سے بیٹھی رہے البتہ اس کے نام پر قرض لے کر کھا سکتی ہے، بتلایئے مفلس یا غائب کو کون قرض دے گا۔ اس زمانہ میں تو مالداروں کو بھی بغیر گروی کے کوئی قرض نہیں دیتا۔ (وحیدی)

٥٣٥٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ: ((لَا إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ)). [راجع: ۲۲۱۱]

(۵۳۵۹) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں یونس بن یزید نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بہت بخیل ہیں، تو کیا میرے لیے اس میں کوئی گناہ ہے اگر میں ان کے مال میں سے (اس کے پیٹھ پیچھے) اپنے بچوں کو کھلاؤں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں، لیکن دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔"

تشریح: یعنی حد سے زیادہ نہ ہو تا کہ خیانت کا جرم عائد نہ ہو سکے۔

٥٣٦٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، (۵۳۶۰) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا عَنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ)). [راجع: ٢٠٦٦]

بیان کیا، ان سے معمر بن راشد نے، ان سے ہمام بن عیینہ نے، کہا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر عورت اپنے شوہر کی کمائی میں سے، اس کے حکم کے بغیر (دستور کے مطابق) اللہ کے راستہ میں خرچ کردے تو اسے بھی آدھا ثواب ملتا ہے۔''

تشریح: یہ جب ہے کہ عورت کو مرد کی رضامندی معلوم ہو۔ اگر عورت دیانت دار نہیں ہے تو ایسے خرچ کے لئے اسے ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی۔ آیت: ﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ﴾ (۴/النساء:۳۴) میں حفظ اللہ سے یہ امر ظاہر ہے۔

بَابُ عَمَلِ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا

باب: عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں کام کاج کرنا

تشریح: یعنی وہی کام کاج جو عورتوں کے معمول میں ہیں جیسے آٹا گوندھنا، پیسنا، گھر میں جھاڑو دینا، کھانا پکانا وغیرہ یہ کام بھی عورت پر اس وقت واجب ہے جب خاوند محتاج ہو، گو عورت اپنے گھرانے کی امیر ہو جو کام عورت اپنے ماں باپ کے گھر میں کرتی تھی وہی خاوند کے گھر میں کرے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ عورت گھر کے کام کاج پر مجبور کی جائے گی گو وہ اپنے خاندان کی امیر ہو بشرطیکہ خاوند محتاجگی کی وجہ سے لونڈی غلام نہ رکھ سکے۔

٥٣٦١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَشْكُو إِلَيْهِ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، وَبَلَغَهَا أَنَّهُ قَدْ جَاءَهُ رَقِيقٌ فَلَمْ تُصَادِفْهُ، فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ. قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْنَا نَقُومُ فَقَالَ: ((عَلَى مَكَانِكُمَا)). فَجَاءَ فَقَعَدَ بَيْنِي وَبَيْنَهَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى بَطْنِي فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا. أَوْ أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا. فَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)). [راجع: ٣١١٣]

(٥٣٦١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، کہا مجھ سے حکم نے بیان کیا، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے، ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں یہ شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ان کے ہاتھوں میں کتنی تکلیف ہے، انہیں معلوم ہوا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے ہیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی۔ اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کیا۔ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو عائشہ نے آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے (رات کے وقت) ہم اس وقت اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے ہم نے اٹھنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم دونوں جس طرح تھے اسی طرح رہو۔'' پھر آنحضور میرے اور فاطمہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ میں نے آپ ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے پیٹ پر محسوس کی، پھر آپ نے فرمایا: ''تم دونوں نے جو چیز مجھ سے مانگی ہے، کیا میں تمہیں اس سے بہتر ایک بات نہ بتادوں؟ جب تم (رات کے وقت) اپنے بستر پر لیٹ جاؤ تو ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور

۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لیے لونڈی، غلام سے بہتر ہے۔''

تشریح: اللہ تم کو کام کاج کی طاقت دے گا اور خادم کی حاجت نہ رہے گی۔ جب لخت جگر رسول اللہ ﷺ کی یہ حالت ہے تو دوسری عورتوں کی کیا حقیقت ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑی خاندانی سمجھ کر گھریلو کام کاج کو اپنے لئے عار سمجھیں۔

بَابُ خَادِمِ الْمَرْأَةِ

باب: عورت کے لیے خادم کا ہونا

٥٣٦٢ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ: قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ يَزِيْدَ، سَمِعَ مُجَاهِدًا، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِيْ لَيْلَى، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، أَنَّ فَاطِمَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَقَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكِ مَا هُوَ خَيْرٌ لَكِ مِنْهُ؟ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ عِنْدَ مَنَامِكِ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ)) ثُمَّ قَالَ سُفْيَانُ: إِحْدَاهُنَّ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُوْنَ. فَمَا تَرَكْتُهَا بَعْدُ، قِيْلَ وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ. [راجع: ٣١١٣] [مسلم: ٦٩١٧]

(۵۳۶۲) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن ابی یزید نے بیان کیا، انہوں نے مجاہد سے سنا، انہوں نے عبداللہ بن ابی لیلیٰ سے سنا، ان سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور آپ سے ایک خادم مانگا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔'' سفیان بن عیینہ نے کہا: ان میں سے ایک کلمہ ۳۴ بار کہہ لے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے ان کلموں کو کبھی نہیں چھوڑا۔ ان سے پوچھا گیا: جنگ صفین کی راتوں میں بھی نہیں؟ کہا کہ صفین کی راتوں میں بھی نہیں۔

تشریح: صفین وہ جگہ جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ برپا ہوئی تھی۔ حالت جنگ میں بھی آپ نے اس اہم ترین وظیفہ کو ترک نہیں فرمایا وظیفہ کے کامیاب ہونے کی یہی شرط ہے۔

بَابُ خِدْمَةِ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ

باب: مرد اپنے گھر کے کام کاج کرے تو کیسا ہے؟

٥٣٦٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَتْ: كَانَ فِيْ مِهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ خَرَجَ. [راجع: ٦٧٦]

(۵۳۶۳) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا: ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتبہ نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے اسود بن یزید نے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: گھر میں نبی کریم ﷺ کیا کیا کرتے تھے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ گھر کے کام کیا کرتے تھے، پھر آپ ﷺ جب اذان کی آواز سنتے تو باہر چلے جاتے تھے۔

تشریح: گھر کے کام کاج کرنا اور اپنے گھر والوں کی مدد کرنا ہمارے پیارے رسول ﷺ کی سنت ہے اور جو لوگ گھر میں اپاہج بنے رہتے ہیں اور

ہر کام کے لئے دوسروں کا سہارا ڈھونڈھتے ہیں وہ محض بے عقل ہیں، ان کی صحت بھی ہمیشہ خراب رہ سکتی ہے اور سفر وغیرہ میں ان کو اور بھی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔الا ماشاء اللہ۔

بَابٌ: إِذَا لَمْ يُنْفِقِ الرَّجُلُ فَلِلْمَرْأَةِ أَنْ تَأْخُذَ بِغَيْرِ عِلْمِهِ مَا يَكْفِيهَا وَوَلَدَهَا بِالْمَعْرُوفِ

باب: اگر مرد خرچ نہ کرے تو عورت اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو دستور کے مطابق اس کے لیے اور اس کے بچوں کے لیے کافی ہو

٥٣٦٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ، وَلَيْسَ يُعْطِينِي مَا يَكْفِينِي وَوَلَدِي، إِلَّا مَا أَخَذْتُ مِنْهُ وَهُوَ لَا يَعْلَمُ فَقَالَ: ((خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٢٢١١]

(۵۳۶۴) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، کہا کہ مجھے میرے والد (عروہ نے) خبر دی اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ ہند بنت عتبہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بخیل ہیں اور مجھے اتنا نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔ ہاں، اگر میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال میں سے لوں (تو کام چلتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دستور کے موافق اتنا لے سکتی ہو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو سکے۔''

تشریح: بخیل مرد کی عورت کو جائز طور پر اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے اپنا اور بچوں کا گزران لے لینا جائز ہے یہی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے متعلق مزید تفصیل یہ ہے۔

''وكانت هند لما قتل ابو ها عتبة وعمها شيبة واخوها الوليد يوم بدر شق عليها، فلما كان يوم احد وقتل حمزة فرحت بذالك وعمدت الى بطنه فشقتها واخذت كبده فلا كتها ثُمَّ لفظتها، فلما كان يوم الفتح ودخل ابو سفيان مكة مسلما بعد ان اسرته خيل النبى ﷺ تلك الليلة فاجاره العباس غضبت هندلأجل اسلامه واخذت بلحيته ثم انها بعد استقرار النبى ﷺ بمكة جاء ت فاسلمت وبايعت وقالت يارسول الله ﷺ ما كان علي ظهر الارض من اهل خباء احب الى ان يذلوا من اهل خبائك وما على ظهر الارض اليوم خباء احب الى ان يعزوا من اهل خبائك فقال ايضا والذى نفسى بيده۔'' (فتح) (جلد ۹/ ص: ٦٣٤)

یہ اس لئے ہوا کہ جنگ بدر میں جب ہند رضی اللہ عنہا کا باپ عتبہ اور اس کا چچا شیبہ اور اس کا بھائی ولید مقتول ہوئے تو یہ اس پر بہت بھاری گزرا اور اس غصہ کی بنا پر اس نے وحشی کو لالچ دے کر اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کروایا۔ اس سے وہ بہت خوش ہوئی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ کو اس نے چاک کیا اور آپ کے کلیجہ کو نکال کر چبا کر پھینک دیا۔ جب فتح مکہ کا دن ہوا اور ابوسفیان مسلمان ہو کر مکہ میں داخل ہوا کیونکہ اسے اسلامی لشکر نے قید کر لیا تھا پس اسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پناہ دی تو اس کے اسلام پر ہندہ رضی اللہ عنہا بہت غصہ ہوئی اور اس کی داڑھی کو پکڑ لیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مستقل طور پر قابض ہو گئے تو ہندہ رضی اللہ عنہا حاضر دربار رسالت ہو کر مسلمان ہو گئی اور کہا یا رسول! دنیا میں کوئی گھرانہ میری نظروں میں آپ کے گھرانے سے زیادہ ذلیل نہ تھا مگر آج اسلام کی بدولت دنیا میں کوئی گھرانہ میرے نزدیک آپ کے گھرانے سے زیادہ معزز نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا

کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میرے نزدیک بھی یہی معاملہ ہے۔ اس سے نبی کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کو معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ایسی دشمن عورت کے لئے بھی آپ کے دل میں کتنی گنجائش ہو جاتی ہے جبکہ وہ اسلام قبول کر لیتی ہے۔ آپ اس کی ساری مخالفانہ حرکتوں کو فراموش فرما کر اسے اپنے دربار عالیہ میں شرف باریابی عطا فرما کر سرفراز فرما دیتے ہیں۔ (صلى الله عليه وسلم الف الف مرة وعدد كل ذرة وعلى آله واصحابه اجمعين آمين)

بَابُ حِفْظِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِيْ ذَاتِ يَدِهِ وَالنَّفَقَةِ عَلَيْهِ

باب: عورت کا اپنے شوہر کے مال کی اور جو وہ خرچ کے لیے دے اس کی حفاظت کرنا

٥٣٦٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، وَأَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْإِبِلَ نِسَاءُ قُرَيْشٍ۔ وَقَالَ الْآخَرُ صَالِحُ نِسَاءِ قُرَيْشٍ۔ أَحْنَاهُ عَلَى وَلَدٍ فِيْ صِغَرِهِ، وَأَرْعَاهُ عَلَى زَوْجٍ فِيْ ذَاتِ يَدِهِ)). وَيُذْكَرُ عَنْ مُعَاوِيَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٤٣٤] [مسلم: ٦٤٥٦]

(٥٣٦٥) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن طاؤس نے بیان کیا، ان سے ان کے والد (طاؤس) اور ابوالزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ پر سوار ہونے والی عورتوں میں (یعنی عرب کی عورتوں میں) بہترین عورتیں قریشی عورتیں ہیں۔ دوسرے راوی (ابن طاؤس) نے بیان کیا: قریش کی صالح، نیک عورتیں (صرف لفظ قریشی عورتوں کے بجائے) بچے پر بچپن میں سب سے زیادہ مہربان اور اپنے شوہر کے مال کی سب سے زیادہ حفاظت کرنے والیاں ہوتی ہیں۔'' معاویہ اور ابن عباس نے بھی نبی کریم ﷺ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

تشریح: معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کو امام احمد اور طبرانی نے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کو امام احمد نے وصل کیا ہے۔ قریشی عورتیں فطرتاً ان خوبیوں کی مالک ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کا خصوصی ذکر ہوا ان کے بعد جن عورتوں میں یہ خوبیاں ہوں وہ کسی بھی خاندان سے متعلق ہوں اس تعریف کی حقدار ہیں۔ اس حدیث کے ذیل حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ بیان فرمادیا کہ قریش کی عورتیں اس وجہ سے بہتر ہوتی ہیں کہ وہ اپنی اولاد پر ان کے بچپن میں بڑی مشفق اور مہربان ہوا کرتی ہیں اور شوہر کے مال و غلام وغیرہ کی سب سے زیادہ محافظت کرتی ہیں اور ظاہر ہے کہ یہی دو مقصد ہیں جو نکاح کے مقاصد میں سب سے زیادہ اہم اور عظیم الشان ہیں اور ان ہی سے تدبیر منزل اور نظام خانہ داری وابستہ ہے۔ پس یہ امر مستحب ہے کہ ایسے قبیلہ اور خاندان والی عورت سے نکاح کیا جائے جن کے عادات و اخلاق و اطوار اچھے ہوں اور ان میں قریش جیسی عورتوں کے اوصاف بھی پائے جائیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ)۔

بَابُ كِسْوَةِ الْمَرْأَةِ بِالْمَعْرُوْفِ

باب: عورت کو کپڑا دستور کے مطابق دینا چاہیے

٥٣٦٦ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، عَنْ

(٥٣٦٦) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے عبدالملک بن میسرہ نے خبر دی، کہا میں نے زید بن وہب سے سنا اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے کپڑے کا

عَلِيٍّ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةَ سِيَرَاءَ فَلَبِسْتُهَا، فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. [راجع: ٢٦١٤]

جوڑا ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے خود پہن لیا، پھر میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر خفگی دیکھی تو میں نے اسے پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

تشریح: یعنی اپنی رشتہ دار عورتوں کو کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں حیات نبوی ﷺ تک سوائے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے اور کوئی عورت نہ تھی۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ میں نے اسے فاطموں میں بانٹ دیا یعنی حضرت فاطمہ الزہرا اور فاطمہ بنت اسد حضرت علی کی والدہ اور فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہن۔ معلوم ہوا کہ ریشم یا سونا جیسی چیزیں کسی طور پر کسی مرد کو مل جائیں تو انہیں وہ خود استعمال کرنے کے بجائے اپنی مستورات کو تقسیم کر سکتا ہے۔

بَابُ عَوْنِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا فِي وَلَدِهِ

باب: عورت اپنے خاوند کی مدد اس کی اولاد کی پرورش میں کر سکتی ہے

تشریح: یعنی اس اولاد کی تعلیم و تربیت جو اس کے پیٹ سے نہ ہو حدیث جابر میں جابر رضی اللہ عنہ کی بہنوں کی تعلیم و تربیت میں مدد نکلتی ہے گویا اولاد کو بھی بہنوں پر قیاس کیا ہے۔ یہ خدمت کچھ عورت پر فرض جیسی نہیں ہے جیسے ابن بطال نے کہا مگر اخلاقاً عورت کو ایسا کرنا ہی چاہیے۔

٥٣٦٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ بَنَاتٍ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً ثَيِّبًا فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((بِكْرًا أَوْ ثَيِّبًا؟)) قُلْتُ: بَلْ ثَيِّبًا. قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ، وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ عَبْدَاللّٰهِ هَلَكَ وَتَرَكَ بَنَاتٍ، وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ وَتُصْلِحُهُنَّ. فَقَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ)) أَوْ قَالَ: ((خَيْرًا)). [راجع: ٤٤٣] [مسلم: ٣٦٣٨؛ ترمذي: ١١٠٠؛ نسائي: ٣٢١٩]

(٥٣٦٧) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں یا (راوی نے کہا کہ) نو لڑکیاں۔ چنانچہ میں نے ایک (ثیبہ) شادی شدہ عورت سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''جابر! تم نے شادی کی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں، فرمایا: ''کنواری سے یا بیاہی سے؟'' میں نے عرض کیا: بیاہی سے۔ فرمایا: ''تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نہ کی۔ تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی کرتی۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ عبداللہ (میرے والد) شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں، اس لیے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس ان ہی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں، اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی اصلاح کا خیال رکھے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت دے'' یا (راوی کو شک تھا) آنحضرت ﷺ نے ''خیراً'' فرمایا، یعنی اللہ تم کو خیر عطا کرے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ شادی کے لئے عورت کے انتخاب میں بہت کچھ سوچ بچار کرنا ضروری ہے۔ محض ظاہری حسن دیکھ کر کسی عورت پر فریفتہ ہو جانا عقلمندی نہیں ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا سے بہت برکت دی۔ ان کا قرض بھی سب ادا کرا دیا ہمیشہ خوش رہے اور ہمیشہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منظور نظر رہے۔

بَابُ نَفَقَةِ الْمُعْسِرِ عَلَى أَهْلِهِ

باب: مفلس آدمی کو (جب کچھ ملے تو) پہلے اپنی بیوی کو کھلانا اس پر واجب ہے

تشریح: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باب کی حدیث میں اس مفلس شخص سے فرمایا جس پر رمضان کا کفارہ واجب تھا جاؤ تم میاں بیوی اس کھجور کے زیادہ حقدار ہو۔

٥٣٦٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: ((وَلِمَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ؟ قَالَ: ((فَأَعْتِقْ رَقَبَةً)). قَالَ: لَيْسَ عِنْدِي. قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)). قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ. قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)). قَالَ: لَا أَجِدُ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ؟)) قَالَ: هَا أَنَا ذَا. قَالَ: ((تَصَدَّقْ بِهٰذَا)). قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ: ((فَأَنْتُمْ إِذَنْ))

[راجع: ١٩٣٦]

(٥٣٦٨) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ میں تو ہلاک ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آخر بات کیا ہوئی؟'' انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی سے رمضان میں ہم بستری کر لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر ایک غلام آزاد کر دو۔'' (یہ کفارہ ہو جائے گا) انہوں نے عرض کیا میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ لو۔'' انہوں نے کہا: مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔'' انہوں نے کہا کہ اتنا میرے پاس سامان بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ٹوکرا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''مسئلہ پوچھنے والا کہاں ہے؟'' ان صاحب نے عرض کیا میں یہاں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لو اسے (اپنی طرف سے) صدقہ کر دینا۔'' انہوں نے کہا: اپنے سے زیادہ ضرورت مند پر، یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے اور آپ کے دانت مبارک دکھائی دینے لگے اور فرمایا: ''پھر تم ہی اس کے زیادہ مستحق ہو۔''

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے تو بھی کھا اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلا تو آپ نے کفارے کی ادائیگی پر اس کے گھر والوں کا کھانا مقدم سمجھا یا اس شخص نے کفارہ کے وجوب کے ساتھ اپنے گھر والوں کے خرچ کا اہتمام کیا اور ان کی محتاجی ظاہر کی۔ اور گھر والوں کو کھلانا ضروری نہ ہوتا تو وہ اس کھجور کو

خیرات کرنا مقدم سمجھتا۔ عرق ایسے تھیلے کو کہتے ہیں جس میں ۱۵ صاع کھجور سما جائے۔ اس حدیث سے آج گرانی کے دور میں عامۃ المسلمین کے لئے بہت سہولت نکلتی ہے جبکہ لوگ گرانی سے سخت پریشان ہیں اور اکثر بھوک سے اموات ہو رہی ہیں۔ ایسے نازک وقت میں علمائے کرام کا فرض ہے کہ وہ صدقہ خیرات کے سلسلہ میں ایسے غربا کا بہت زیادہ دھیان رکھیں، صدقہ فطر وغیرہ میں بھی یہی اصول ہے۔

بَابٌ: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾. [البقرة: ٢٣٣]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں یہ فرمانا کہ

وَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْهُ شَيْءٌ؟ ﴿وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَى مَوْلَاهُ﴾ الْآيَةَ. [النحل: ٧٦]

''بچے کے وارث (مثلاً: بھائی چچا وغیرہ) پر بھی یہی لازم ہے'' اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا: ''اللہ دوسروں کی مثال بیان کرتا ہے ایک تو گونگا ہے جو کچھ بھی قدرت نہیں رکھتا'' آخر آیت ﴿صراط مستقیم﴾ تک۔

تشریح: یعنی دودھ پلانے والی کا نان نفقہ خرچ وغیرہ دینا یعنی جب بچہ کے پاس کچھ مال نہ ہو تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس کے وارث خرچہ دیں گے اور حنفیہ کے نزدیک بچہ کے ہر محرم رشتہ دار اور جمہور کے نزدیک وارثوں کو یہ خرچہ دینا ضروری نہیں۔ ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾ (۲/البقرة: ۲۳۳) کے معنی انہوں نے یہ کئے ہیں کہ وارث بھی ہم کو نقصان نہ پہنچائے۔ زید بن ثابت نے کہا ہے کہ اگر بچہ کی ماں اور چچا دونوں ہوں تو ہر ایک بقدر اپنے حصہ وراثت کے اس کا خرچہ اٹھائے گا۔ یہ باب لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے زید کا قول رد کیا کہ عورت کی مثال گونگے کی سی ہے اور گونگے کی نسبت فرمایا: ﴿لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ﴾ (۱۶/النحل: ۷۵) تو عورت پر کوئی خرچہ واجب نہیں ہو سکتا۔

٥٣٦٩ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ: قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لِيْ مِنْ أَجْرٍ فِي بَنِي أَبِي سَلَمَةَ أَنْ أُنْفِقَ عَلَيْهِمْ؟ وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هَكَذَا وَهَكَذَا، إِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ. قَالَ: ((نَعَمْ لَكِ أَجْرُ مَا أَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ)). [راجع: ١٤٦٧]

(۵۳۶۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہیں ان کے والد نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا مجھے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ (ان کے پہلے شوہر) کے لڑکوں کے بارے میں ثواب ملے گا اگر میں ان پر خرچ کروں۔ میں انہیں اس محتاجی میں دیکھ نہیں سکتی، وہ میرے بیٹے ہی تو ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! تمہیں ہر اس چیز کا ثواب ملے گا جو تو ان پر خرچ کرو گی۔''

٥٣٧٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هِنْدُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ شَحِيحٌ فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ آخُذَ مِنْ مَالِهِ مَا يَكْفِينِي وَبَنِيَّ؟ قَالَ: ((خُذِي بِالْمَعْرُوفِ)). [راجع: ٢٢١١]

(۵۳۷۰) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند نے عرض کیا: یارسول اللہ! ابوسفیان بخیل ہیں۔ اگر میں ان کے مال میں سے اتنا (ان سے پوچھے بغیر) لے لیا کروں جو میرے اور میرے بچوں کو کافی ہو تو کیا اس میں کوئی گناہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دستور کے مطابق لے لیا کرو۔''

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ اولاد کا خرچہ باپ پر لازم ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ہند رضی اللہ عنہا کو یہ حکم فرماتے کہ آدھا

خرچ تو دے اور آدھا ابوسفیان کے مال سے لے مگر آپ نے ایسا نہیں فرمایا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ))

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان کہ ''جو کوئی تھوڑا یا زیادہ قرض چھوڑ جائے پس وہ میرے ذمہ ہے''

تشریح: یعنی میرے ذمہ ہے۔ اس باب کے یہاں لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ کوئی نادار مسلمان اولاد چھوڑ جائے تو اولاد کی پرورش بیت المال سے کی جائے گی۔ آج کے زمانے میں ایسے لاوارث مسلم بچوں کی پرورش مال زکوٰۃ سے کرنا مالدار مسلمانوں کا اہم ترین فریضہ ہے۔

٥٣٧١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ الْمُتَوَفَّى عَلَيْهِ الدَّيْنُ، فَيَسْأَلُ: ((هَلْ تَرَكَ لِدَيْنِهِ فَضْلًا)). فَإِنْ حُدِّثَ أَنَّهُ تَرَكَ لِدَيْنِهِ وَفَاءً صَلَّى، وَإِلَّا قَالَ لِلْمُسْلِمِينَ: ((صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ)). فَلَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْفُتُوحَ قَالَ: ((أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ)). [راجع: ٢٢٩٨]

(٥٣٧١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ ﷺ دریافت فرماتے: ''مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کے لیے ترکہ چھوڑا ہے یا نہیں؟'' اگر کہا جاتا کہ اتنا چھوڑا ہے جس سے ان کا قرض ادا ہوسکتا ہے تو آپ ﷺ کی نماز پڑھتے، ورنہ مسلمانوں سے کہتے کہ ''اپنے ساتھی پر تم ہی نماز پڑھ لو۔'' پھر جب اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیئے تو فرمایا: ''میں مسلمانوں سے ان کی خود اپنی ذات سے بھی زیادہ قریب ہوں، اس لیے ان کے مسلمانوں میں سے جو کوئی وفات پائے اور قرض چھوڑے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری میری ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے ورثا کا ہے۔''

تشریح: لفظ ((صلوا علی صاحبکم)) کہنے سے یہ مقصد تھا کہ لوگ قرض ادا کرنے کی فکر رکھیں۔

بَابُ الْمَرَاضِعِ مِنَ الْمَوَالِيَاتِ وَغَيْرِهِنَّ

باب: آزاد اور لونڈی دونوں انا (دایہ) ہوسکتی ہیں یعنی دودھ پلاسکتی ہیں

٥٣٧٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! انْكِحْ أُخْتِي بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ. قَالَ: ((وَتُحِبِّينَ ذَلِكَ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ لَسْتُ

(٥٣٧٢) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے خبر دی، ان کو ابوسلمہ کی صاحبزادی زینب نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری بہن (عزہ) بنت ابی سفیان سے نکاح کرلیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تم اسے پسند بھی کروگی؟'' (کہ تمہاری بہن تمہاری سوکن بن جائے) میں

لَكَ بِمُخْلِيَةٍ، وَأَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي الْخَيْرِ أُخْتِي. قَالَ: ((إِنَّ ذَلِكَ لَا يَحِلُّ لِي)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَوَاللَّهِ! إِنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّكَ تُرِيدُ أَنْ تَنْكِحَ دُرَّةَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ. فَقَالَ: ((بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَوَاللَّهِ! لَوْ لَمْ تَكُنْ رَبِيبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِي، إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ أَرْضَعَتْنِي وَأَبَا سَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ، فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا أَخَوَاتِكُنَّ)). [راجع: ٥١٠١]

نے عرض کیا: جی ہاں، اس سے خالی تو میں اب بھی نہیں ہوں اور میں پسند کرتی ہوں کہ اپنی بہن کو بھی بھلائی میں اپنے ساتھ شریک کرلوں۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''یہ میرے لیے جائز نہیں ہے: (دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں جمع کرنا) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! واللہ اس طرح کی باتیں ہو رہی ہیں کہ آپ ﷺ درہ بنت ابی سلمہ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ دریافت فرمایا: ''ام سلمہ کی بیٹی'' جب میں نے عرض کیا: جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی تب بھی وہ میرے لیے حلال نہیں تھی وہ تو میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے مجھے اور ابوسلمہ کو ثویبہ نے دودھ پلایا تھا۔ پس تم میرے لیے اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو نہ پیش کیا کرو۔''

وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: قَالَ عُرْوَةُ: ثُوَيْبَةُ أَعْتَقَهَا أَبُو لَهَبٍ.

اور شعیب نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور ان سے عروہ نے، کہا: ثویبہ کو ابولہب نے آزاد کیا تھا۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کا مطلب نکالا کہ لونڈی انا ہو سکتی ہے یعنی آزاد مردوں کو دودھ پلا سکتی ہے جیسا کہ ثویبہ (لونڈی) نے نبی کریم ﷺ کو دودھ پلایا تھا ثویبہ کو ابولہب نے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا۔

الحمدللہ کتاب النفقات کا بیان ختم ہوا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں مسائل کو جس تفصیل سے کتاب وسنت کی روشنی میں بیان فرمایا ہے وہ امام موصوف ہی جیسے مجتہد مطلق ومحدث کامل کا حق تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو امت کی طرف سے بے شمار جزائیں عطا کرے اور قیامت کے دن بخاری شریف کے جملہ قدردانوں کو آپ ﷺ کے ساتھ دربار رسالت میں شرف باریابی نصیب ہو اور مجھ ناچیز کو میرے اہل وعیال اور جملہ قدردانوں کے ساتھ جوار رسول اللہ ﷺ میں جگہ مل سکے۔ ورحم اللہ عبدا قال آمین۔

ثویبہ کی آزادی سے متعلق مزید تشریح یہ ہے:

"وذكر السهيل ان العباس قال لما مات ابو لهب رايته في منامي بعد حول في شرحال فقال مالقيت بعد كم راحة الا ان العذاب يخفف عنى كل يوم اثنين قال وذالك ان النبي ﷺ ولد يوم الاثنين وكانت ثويبة بشرت ابالهب بمولده فاعتقها." (الحادى والعشرون / ص: ٤٧)

سہیل نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابولہب کو مرنے کے ایک سال بعد خواب میں بری حالت میں دیکھا اور اس نے کہا کہ میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی آرام نہیں دیکھا۔ مگر اتنا ضرور ہے کہ ہر سوموار کے دن میرے عذاب میں کچھ تخفیف ہو جاتی ہے اور یہ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سوموار ہی کے دن پیدا ہوئے تھے اور ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی، جسے سن کر خوشی میں ابولہب نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ یہی ابولہب ہے جو بعد میں ضد اور ہٹ دھرمی میں اتنا سخت ہو گیا کہ اس کے متعلق قرآن کریم میں سورۂ تبت یدا ابی لهب نازل ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر کسی صحیح حدیث کا انکار کرنا بہت ہی بری حرکت ہے۔ جیسا کہ آج کل اکثر عوام کا حال ہے کہ بہت سی اسلامی باتوں اور رسول کریم ﷺ کی سنتوں کو حق وثابت جانتے ہوئے بھی ان کا انکار کئے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ نیک ہدایت دے اور ضد اور ہٹ دھرمی سے بچائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الأَطْعِمَةِ

کھانے کے آداب واقسام کا بیان

تشریح: یعنی کھانے کے آداب اور اقسام کے بیان میں اطعمہ طعام کی جمع ہے۔ طعام ہر کھانے کو کہتے ہیں اور کبھی خاص گیہوں کو بھی کہتے ہیں۔ لفظ طَعمة بالفتح مزہ اور ذائقہ اور طُعمة بالضم طعام کو کہا جاتا ہے۔ حلال حرام کھانوں کا بیان اور کھانے کے آداب ان کا بھی مسلمانوں کے لئے معلوم کرنا ضروری ہے۔ اسی لئے یہ ایک مستقل کتاب لکھی گئی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ [المؤمنون: ٥١]

باب: اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا:

''مسلمانو! کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں کو جن کی ہم نے تمہیں روزی دی ہے'' اور فرمایا: ''اور خرچ کرو ان پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے کمائی ہیں'' اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مؤمنون میں فرمایا: ''کھاؤ پاکیزہ چیزوں میں سے اور نیک عمل کرو، بے شک تم جو کچھ بھی کرتے ہو ان کو میں جانتا ہوں۔''

٥٣٧٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ، وَعُودُوا الْمَرِيضَ، وَفُكُّوا الْعَانِيَ)). قَالَ سُفْيَانُ وَالْعَانِي: الأَسِيرُ.

(۵۳۷۳) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں منصور نے، ان سے ابو وائل نے بیان کیا اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بھوکے کو کھلاؤ، پلاؤ، بیمار کی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔'' سفیان ثوری نے کہا کہ (حدیث میں) لفظ ''عانی'' سے مراد قیدی ہے۔

[راجع: ٣٠٤٦]

تشریح: بے گناہ مظلوم قیدی مسلمان کو آزاد کرانا بہت بڑی نیکی ہے۔ زہے نصیب اس مسلمان کے جس کو یہ سعادت مل سکے۔ اللہ جنت نصیب کرے حضرت مولانا حکیم عبدالشکور شکراوی اخی المکرم مولانا عبدالرزاق صاحب کو جنہوں نے ایک نازک ترین وقت میں میری اسی طرح مدد فرمائی تھی۔ اللھم اغفر لھم وارحمھم۔ آمین (راز)

٥٣٧٤- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ

(۵۳۷۴) ہم سے یوسف بن عیسیٰ مروزی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو حازم نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آل محمد پر

مِنْ طَعَامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى قُبِضَ.

کبھی ایسا زمانہ نہیں گزرا کہ کچھ دن برابر انہوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔

٥٣٧٥ـ وَعَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَصَابَنِي جَهْدٌ شَدِيدٌ فَلَقِيتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَاسْتَقْرَأْتُهُ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ، فَدَخَلَ دَارَهُ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ، فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيدٍ، فَخَرَرْتُ لِوَجْهِي مِنَ الْجَهْدِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَائِمٌ عَلَى رَأْسِي فَقَالَ: ((يَا أَبَا هِرٍّ!)) فَقُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ. فَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقَامَنِي، وَعَرَفَ الَّذِي بِي، فَانْطَلَقَ بِي إِلَى رَحْلِهِ، فَأَمَرَ لِي بِعُسٍّ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ، ثُمَّ قَالَ: ((عُدْ يَا أَبَا هِرٍّ!)) فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ، ثُمَّ قَالَ: ((عُدْ)). فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتَّى اسْتَوَى بَطْنِي فَصَارَ كَالْقِدْحِ. قَالَ: فَلَقِيتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِي وَقُلْتُ لَهُ تَوَلَّى اللَّهُ ذَلِكَ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِهِ مِنْكَ يَا عُمَرُ، وَاللَّهِ! لَقَدِ اسْتَقْرَأْتُكَ الْآيَةَ وَلَأَنَا أَقْرَأُ لَهَا مِنْكَ. قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ! لَأَنْ أَكُونَ أَدْخَلْتُكَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُونَ لِي مِثْلُ حُمْرِ النَّعَمِ. [طرفاه في: ٦٢٤٦، ٦٤٥٢]

(٥٣٧٥) (اسی سند سے) ابو حازم سے روایت ہے کہ ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے (بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے) میں سخت مشقت میں مبتلا تھا، پھر میری ملاقات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لیے کہا۔ انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھ کر سنائی اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا۔ آخر مشقت اور بھوک کی وجہ سے میں منہ کے بل گر پڑا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ!'' میں نے کہا: حاضر ہوں، یارسول اللہ! تیار ہوں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا۔ آپ ﷺ سمجھ گئے کہ میں کسی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ پھر آپ ﷺ مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لیے دودھ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا میں نے اس میں سے دودھ پیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دوبارہ پیو، ابو ہریرہ!'' میں نے دوبارہ پیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اور پیو۔'' میں نے اور پیا۔ یہاں تک کہ میرا پیٹ بھی پیالہ کی طرح بھرپور ہو گیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور کہا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ نے اسے اس ذات کے ذریعہ پورا کرا دیا، جو آپ سے زیادہ مستحق تھی۔ اللہ کی قسم! میں نے تم سے آیت پوچھی تھی، حالانکہ میں اسے تم سے بھی زیادہ بہتر طریقہ پر پڑھ سکتا تھا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر میں نے تم کو اپنے گھر میں داخل کر لیا ہوتا اور تم کو کھانا کھلا دیتا تو لال لال (عمدہ) اونٹ ملنے سے بھی زیادہ مجھے خوشی ہوتی۔

تشریح: مگر افسوس ہے کہ میں اس وقت تمہارا مطلب نہیں سمجھا اور تم نے بھی کچھ نہیں کہا۔ میں یہی سمجھا کہ تم ایک آیت بھول گئے ہو اس کو مجھ سے پوچھنا چاہتے ہو۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ پیٹ بھر کر کھانا پینا درست ہے کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیٹ بھر کر دودھ پیا۔ حدیث کی گہرائی میں جا کر مطلب نکالنا غایت کمال تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام بخاری رحمہ اللہ کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ ان چمگادڑوں پر رحم کرے جو آفتاب عالم تاب کو نہ دیکھ سکنے کی وجہ سے اس کے وجود ہی کو تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ لبئس ما کانوا یصنعون۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الطَّعَامِ وَالْأَكْلِ بِالْيَمِينِ

باب: کھانے کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

٥٣٧٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(٥٣٧٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری

سُفْيَانُ، قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ: أَخْبَرَنِي أَنَّهُ، سَمِعَ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ، أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ، يَقُوْلُ: كُنْتُ غُلَامًا فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا غُلَامُ! سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)). فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِي بَعْدُ. [طرفاه في: ٥٣٧٧، ٥٣٧٨] [مسلم: ٥٢٦٩؛ ابن ماجه: ٣٢٦٧]

نے خبر دی، کہا مجھے ولید بن کثیر نے خبر دی، انہوں نے وہب بن کیسان سے سنا، انہوں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''بیٹے! بسم اللہ پڑھ لیا کر، داہنے ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تیرے نزدیک ہو۔'' چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

تشریح: اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو جب یاد آئے اس وقت یوں کہے: ((بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ)) اگر بہت سے آدمی کھانے پر ہوں تو پکار کر بسم اللہ کہے تاکہ اور لوگوں کو بھی یاد آ جائے۔ شروع میں بسم اللہ کہنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا کھانا واجب ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بائیں ہاتھ سے کھانے سے روکا۔ اس نے کہا کہ میں داہنے ہاتھ سے نہیں کھا سکتا۔ آپ نے فرمایا اچھا تو داہنے ہاتھ سے نہ کھائے گا، پھر اس کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا۔ اس کو جھوٹ کی قدرت نے فوراً سزا دی۔ نعوذ اللہ من غضب اللہ۔

بَابُ الْأَكْلِ مِمَّا يَلِيْهِ

باب: برتن میں سامنے سے کھانا

وَقَالَ أَنَسٌ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ وَلْيَأْكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ)). [راجع: ٥١٦٣]

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (کھانے سے پہلے) ''اللہ کا نام لیا کرو اور ہر شخص اپنے نزدیک سے کھائے۔''

٥٣٧٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدِّيْلِيِّ، عَنْ وَهْبِ ابْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ- وَهُوَ ابْنُ أُمِّ سَلَمَةَ- زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَكَلْتُ يَوْمًا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ طَعَامًا فَجَعَلْتُ آكُلُ مِنْ نَوَاحِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ)). [راجع: ٥٣٧٦]

(۵۳۷۷) مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ دیلی نے بیان کیا، ان سے وہب بن کیسان ابونعیم نے بیان کیا، ان سے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے، وہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے (ابو سلمہ سے) بیٹے ہیں۔ بیان کیا کہ ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اور برتن کے چاروں طرف سے کھانے لگا تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اپنے نزدیک سے کھا۔''

٥٣٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ أَبِي نُعَيْمٍ، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِطَعَامٍ وَمَعَهُ

(۵۳۷۸) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، ان سے ابونعیم وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ نبی کریم کی خدمت میں کھانا لایا گیا۔ آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے ربیب عمر بن ابی

رَبِيبُهُ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ: ((سَمِّ اللّٰهَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ)). [راجع: ٥٣٧٦]

سلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بسم اللہ پڑھ! اور اپنے سامنے سے کھا۔''

بَابُ مَنْ تَتَبَّعَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ مَعَ صَاحِبِهِ، إِذَا لَمْ يَعْرِفْ مِنْهُ كَرَاهِيَةً

باب: جس نے اپنے ساتھی کے ساتھ کھاتے وقت پیالے میں چاروں طرف ہاتھ بڑھائے بشرطیکہ ساتھی کی طرف سے معلوم ہو کہ اسے کراہیت نہیں ہوگی

٥٣٧٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ. قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ. قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ. [راجع: ٢٠٩٢] [مسلم: ٥٣٢٥؛ ابوداود: ٣٧٨٢؛ ترمذي: ١٨٥٠]

(۵۳۷۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک درزی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے کی دعوت کی جو انہوں نے آنحضرت کے لیے تیار کیا تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میں بھی گیا، میں نے دیکھا کہ حضور اکرم پیالہ میں چاروں طرف کدو تلاش کرتے تھے (کھانے کے لیے) بیان کیا کہ اسی دن سے کدو مجھے بھی بہت بھانے لگا۔

تشریح: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاتا تھا۔ ایمان کی یہی نشانی ہے کہ جو چیز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے، اسے مسلمان بھی پسند کرے۔ امام ابو یوسف شاگرد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے مجھ کو تو پسند نہیں ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا کہ گردن مارنے کا ہتھیار لاؤ یہ شخص مرتد ہوگیا ہے، اس کی گردن ماردی جائے جو مرتد کی سزا ہے۔ یہاں سے مقلدوں کو سبق لینا چاہیے کہ ان کے امام یوسف نے کھانے پینے کی سنتوں میں بھی ایسا کلمہ کہنا باعث کفر قرار دیا تو عبادت کی سنتوں میں جیسے آمین بالجہر اور رفع الیدین وغیرہ سنن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر ان کے بارے میں کوئی شخص ایسا کلمہ کہے اور ان سنتوں کی تحقیر کرے تو وہ کس قدر گناہگار ہوگا اور شرعی اسٹیٹ میں اس کی سزا کیا ہوسکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھوٹی سی سنت کی بھی تحقیر کرنا کفر ہے، پھر ان نام نہاد علما پر کس قدر افسوس ہے، جنہوں نے عوام مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والوں کو برے برے القاب سے ملقب کردیا ہے، کوئی اہل حدیث کو غیر مقلد کہتا ہے کوئی لامذہب کہتا ہے، کوئی وہابی کہتا ہے، کوئی آمین والوں سے ملقب کرتا ہے۔ یہ سارے القاب بغرض توہین زبان پر لانے گناہ کبیرہ کی حد تک پہنچانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو نیک ہدایت دے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی توہین کرکے اپنی آخرت خراب کرنے سے باز آئیں۔ آمین

بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الْأَكْلِ وَغَيْرِهِ

باب: کھانے پینے میں داہنے ہاتھ کا استعمال کرنا

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ لِي رَسُولُ

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''داہنے

اللّٰهِ ﷺ ((كُلْ بِيَمِيْنِكَ)). [راجع: ٥٣٧٦]

ہاتھ سے کھا۔''

٥٣٨٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ طُهُوْرِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ. وَكَانَ قَالَ: بِوَاسِطٍ قَبْلَ هَذَا فِيْ شَأْنِهِ كُلِّهِ. [راجع: ١٦٨]

(۵۳۸۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اشعث نے، انہیں ان کے والد نے، انہیں مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جہاں تک ممکن ہوتا پاکی حاصل کرنے میں، جوتا پہننے اور کنگھا کرنے میں داہنی طرف سے ابتدا کرتے۔ اشعث اس حدیث کا راوی جب واسط شہر میں تھا تو اس نے اس حدیث میں یوں کہا تھا کہ ہر ایک کام میں حضور ﷺ داہنی طرف سے ابتدا کرتے۔

تشریح: حدیث کے ترجمہ میں لا پرواہی: آج کل جو تراجم بخاری شریف شائع ہو رہے ہیں ان میں بعض حضرات ترجمہ کرتے وقت اس قدر کھلی غلطی کرتے ہیں جسے لا پرواہی کہنا چاہیے۔ چنانچہ روایت میں لفظ واسط سے شہر جہاں راوی سکونت رکھتے تھے مراد ہے مگر برخلاف ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ (اشعث نے واسط کے حوالے سے اس سے پہلے بیان کیا۔ دیکھو تفہیم البخاری پارہ: ۲۲/ص: ۸۵) گویا مترجم صاحب کے نزدیک واسط کسی راوی کا نام ہے حالانکہ یہاں شہر واسط مراد ہے جو بصرہ کے قریب ایک بستی ہے۔ شارحین لکھتے ہیں: "قال وكان بواسط اى كان شعبة قال ببلد واسط فى الزمان السابق فى شانه كله اى زاد عليه هذه الكلمة قال بعض المشائخ القائل بواسط هو اشعث والله اعلم كذا فى الكرمانى۔" (حاشیہ بخاری، پارہ، ۲۲/ ص: ۸۱۰) یعنی شعبہ نے یہ لفظ کہے تو وہ واسط شہر میں تھے بعض لوگوں نے اس سے اشعث کو مراد لیا ہے۔ واللہ اعلم۔

بَابُ مَنْ أَكَلَ حَتَّى شَبِعَ

باب: پیٹ بھر کر کھانا کھانا درست ہے

٥٣٨١ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ ثَوْبِيْ وَرَدَّتْنِيْ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ

(۵۳۸۱) ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز میں ضعف ونقاہت کو محسوس کیا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ فاقہ سے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ چنانچہ انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنا دوپٹہ نکالا اور اس کے ایک حصہ میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے (یعنی انس کے) کپڑے کے نیچے چھپا دیا اور ایک حصہ مجھے چادر کی طرح اوڑھا دیا، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ بیان کیا کہ میں جب حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو مسجد میں پایا اور آپ کے ساتھ صحابہ تھے۔ میں ان سب حضرات کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔

فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ)). فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: ((لِطَعَامٍ)). قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُوْمُوْا)). فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ. فَقَالَتِ: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُوْ طَلْحَةَ وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى دَخَلَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((هَلُمِّي يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ)). فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ فَأَمَرَ بِهِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَقُوْلَ ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ((ثُمَّ إِذَنْ لِعَشَرَةٍ)). فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا. [راجع: ٤٢٢]

رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''انس! تمہیں ابوطلحہ نے بھیجا ہوگا۔'' میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ''کھانے کے ساتھ؟'' میں نے عرض کی: جی ہاں۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے سب ساتھیوں سے فرمایا: ''کھڑے ہو جاؤ!'' چنانچہ آپ روانہ ہوئے۔ میں سب کے آگے آگے چلتا رہا۔ جب میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس واپس پہنچا تو انہوں نے کہا: ام سلیم! حضور اکرم ﷺ صحابہ کو ساتھ لے کر تشریف لائے ہیں، حالانکہ ہمارے پاس کھانے کا اتنا سامان نہیں جو سب کو کافی ہو سکے۔ ام سلیم رضی اللہ عنہا اس پر بولیں کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ (استقبال کے لیے) نکلے اور رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ اس کے بعد ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حضور اکرم ﷺ گھر کی طرف متوجہ ہوئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام سلیم! جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ یہاں لاؤ!'' ام سلیم روٹی لائیں، آنحضرت ﷺ نے حکم دیا اور اس کا چورا کر لیا گیا۔ ام سلیم نے اپنے گھی کے ڈبہ میں سے گھی نچوڑ کر اس کا ملیدہ بنا لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ سے دعا کرانی چاہی، اس کے بعد فرمایا: ''اب دس دس آدمی کو کھانے کے لیے بلا لو۔'' چنانچہ دس صحابہ کو بلایا۔ سب نے کھایا اور شکم سیر ہو کر باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''دس کو اور بلا لو۔'' انہیں بلایا گیا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا اور باہر چلے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''دس صحابہ کو اور بلا لو'' پھر دس صحابہ کو بلایا گیا اور ان لوگوں نے بھی خوب پیٹ بھر کر کھایا اور باہر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد پھر اور دس صحابہ کو بلایا گیا اس طرح تمام صحابہ نے پیٹ بھر کر کھایا۔ اس وقت اسی (۸۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت وہاں موجود تھی۔

تشریح: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سمجھ گئی تھیں کہ نبی کریم ﷺ جو اتنے لوگوں کو ہمراہ لا رہے ہیں تو کھانے میں ضرور آپ کی دعا سے برکت ہوگی۔ جب نبی کریم ﷺ گھر پر تشریف لائے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے چپکے سے کہا کہ یا رسول اللہ! گھر میں اتنے آدمیوں کے کھانے کا انتظام نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ چلو اندر گھر میں چلو اللہ برکت کرے گا۔ چنانچہ یہی ہوا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو یہاں اس لئے لائے کہ اس میں سب کا شکم سیر ہو کر کھانا مذکور ہے۔

٥٣٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ،

(۵۳۸۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان

عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: وَحَدَّثَ أَبُو عُثْمَانَ، أَيْضًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثِينَ وَمِائَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلْ مَعَ أَحَدٍ مِنْكُمْ طَعَامٌ؟)) فَإِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِنْ طَعَامٍ أَوْ نَحْوُهُ، فَعُجِنَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مُشْرِكٌ مُشْعَانٌّ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبَيْعٌ أَمْ عَطِيَّةٌ)) أَوْ قَالَ: ((هِبَةٌ)). قَالَ: لَا بَلْ بَيْعٌ قَالَ: فَاشْتَرَى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ، وَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَوَادِ الْبَطْنِ يُشْوَى، وَأَيْمُ اللَّهِ! مَا مِنَ الثَّلَاثِينَ وَمِائَةٍ إِلَّا قَدْ حَزَّ لَهُ حُزَّةً مِنْ سَوَادِ بَطْنِهَا، إِنْ كَانَ شَاهِدًا أَعْطَاهَا إِيَّاهُ، وَإِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَأَهَا لَهُ، ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَأَكَلْنَا أَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا، وَفَضَلَ فِي الْقَصْعَتَيْنِ، فَحَمَلْتُهُ عَلَى الْبَعِيرِ. أَوْ كَمَا قَالَ: [راجع ٢٢١٦]

نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ابوعثمان نہدی نے بھی بیان کیا اور ان سے عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک سوتیس آدمی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟'' ایک صاحب نے اپنے پاس سے ایک صاع کے قریب آٹا نکالا، اسے گوندھ لیا گیا، پھر ایک مشرک لمبا تڑنگا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا ادھر آ گیا آنحضرت ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا: ''یہ بیچنے کی ہیں یا عطیہ ہے یا آنحضور ﷺ نے (عطیہ کی بجائے) ہبہ فرمایا۔'' اس شخص نے کہا نہیں بلکہ بیچنے کی ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی پھر وہ ذبح کی گئی اور آپ ﷺ نے اس کی کلیجی بھونے جانے کا حکم دیا اور اللہ کی قسم! ایک سوتیس لوگوں کی جماعت میں کوئی شخص ایسا نہیں رہا جسے آنحضرت نے اس بکری کی کلیجی کا ایک ایک ٹکڑا کاٹ کر نہ دیا ہو مگر وہ موجود تھا تو اسے وہیں دے دیا اور اگر وہ موجود نہیں تھا تو اس کا حصہ محفوظ رکھا، پھر اس بکری کے گوشت کو پکا کر دو بڑے کونڈوں میں رکھا اور ہم سب نے ان میں سے پیٹ بھر کر کھایا پھر بھی دونوں کونڈوں میں کھانا بچ گیا تو میں نے اسے اونٹ پر لاد لیا، یا عبدالرحمن راوی نے ایسا ہی کوئی کلمہ کہا۔

تشریح: یہ راوی کو شک ہے، یہ حدیث بیع اور ہبہ کے بیان میں بھی گزر چکی ہے۔

٥٣٨٣ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ. [طرفه: ٥٤٤٢] [مسلم: ٧٤٥٤]

(۵۳۸۳) ہم سے مسلم بن ابراہیم قصاب نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے ان کی والدہ (صفیہ بنت شیبہ) نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی، ان دنوں ہم پانی اور کھجور سے سیر ہو جانے لگے تھے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ شروع زمانہ میں تو غذا کی ایسی قلت تھی کہ کھجور بھی پیٹ بھر کر نہ ملتی، پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرا دیا اور نبی کریم ﷺ کی وفات اس وقت ہوئی کہ ہم کو کھجور بافراط پیٹ بھر کر ملنے لگی تھی۔

بَابٌ:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ نور میں فرمانا:

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ

''اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ مریض پر کوئی

حَرَجٌ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [النور: ٦١] وَالنَّهْدُ وَالْاِجْتِمَاعُ فِي الطَّعَامِ.

حرج'' آخر آیت ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ تک۔

٥٣٨٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُ بُشَيْرَ بْنَ يَسَارٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ النُّعْمَانِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ. قَالَ يَحْيَى: وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى الرَّوْحَةِ. دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِطَعَامٍ، فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ، فَلُكْنَاهُ وَأَكَلْنَا مِنْهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا، فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. قَالَ سُفْيَانُ: سَمِعْتُهُ مِنْهُ عَوْدًا وَبَدْأً. [راجع: ٢٠٩]

(۵۳۸۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا، انہوں نے بشیر بن یسار سے سنا کہا، ہم سے سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف (سنہ ۷ ھ میں) نکلے جب ہم مقام صہباء پر پہنچے۔ یحییٰ نے بیان کیا کہ صہباء خیبر سے دو پہر کی راہ پر ہے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی، پھر ہم نے اسی کو سوکھا پھانک لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی، ہم نے بھی کلی کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور وضو نہیں کیا (مغرب کے لیے کیونکہ پہلے سے باوضو تھے) سفیان نے بیان کیا کہ میں نے یحییٰ سے اس حدیث میں یوں سنا کہ آپ ﷺ نے نہ ستو کھاتے وقت وضو کیا نہ کھانے سے فارغ ہو کر۔

تشریح: ایسے مواقع پر جہاں بھی کسی جگہ لفظ وضو آیا ہے وہاں اکثر جگہ وضو لغوی یعنی کلی کرنا مراد ہے۔

بَابُ الْخُبْزِ الْمُرَقَّقِ وَالْأَكْلِ عَلَى الْخِوَانِ وَالسُّفْرَةِ

باب: میدہ کی (باریک) چپاتیاں کھانا اور خوان (دبیز) اور دستر خوان پر کھانا

٥٣٨٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَنَسٍ وَعِنْدَهُ خَبَّازٌ لَهُ فَقَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ خُبْزًا مُرَقَّقًا وَلَا شَاةً مَسْمُوْطَةً حَتَّى لَقِيَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ. [طرفاه في: ٥٤٢١] [ابن ماجه: ٣٣٠٩]

(۵۳۸۵) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، ان سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت ان کا روٹی پکانے والا خادم بھی موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی چپاتی (میدہ کی روٹی) نہیں کھائی اور نہ ساری دم پختہ بکری کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے جا ملے۔

تشریح: حدیث میں لفظ شاۃ مسموطۃ ہے یعنی وہ بکری جس کے بال گرم پانی سے دور کیے جائیں، پھر چمڑے سمیت بھون لی جائے۔ یہ چھوٹے بچے کے ساتھ کرتے ہیں چونکہ اس کا گوشت نرم ہوتا ہے یہ دنیادار مغرور لوگوں کا فعل ہے۔

٥٣٨٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ يُوْنُسَ ـ قَالَ عَلِيٌّ: هُوَ الْإِسْكَافُ ـ عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ

(۵۳۸۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس نے، علی بن عبداللہ مدینی نے کہا کہ یہ یونس اسکاف ہیں (نہ کہ یونس بن عبید

أَنَسٍ قَالَ: مَا عَلِمْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَلَى سُكُرُّجَةٍ قَطُّ، وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قَطُّ، وَلَا أَكَلَ عَلَى خِوَانٍ. قَطُّ قِيلَ لِقَتَادَةَ: فَعَلَى مَا كَانُوا يَأْكُلُونَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ. [طرفاه في: ٥٤١٥، ٦٤٥٠] [ابن ماجه: ٣٢٩٢]

بصری) ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی تشتری رکھ کر (ایک وقت مختلف قسم کا) کا کھانا کھایا ہو اور نہ کبھی آپ ﷺ نے پتلی روٹیاں (چپاتیاں) کھائیں اور نہ کبھی آپ نے میز پر کھایا۔ قتادہ سے پوچھا گیا کہ پھر کس چیز پر آپ کھاتے تھے؟ کہا کہ آپ ﷺ سفرہ (عام دسترخوان) پر کھانا کھایا کرتے تھے۔

تشریح: میز پر کھانا درست ہے مگر طریقہ سنت کے خلاف ہے، اسلام میں سادگی ہی محبوب ہے۔

٥٣٨٧ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا، يَقُولُ أَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْنِي بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ أَمَرَ بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ. وَقَالَ عَمْرٌو عَنْ أَنَسٍ: بَنَى بِهَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ. [راجع: ٣٧١]

(٥٣٨٧) ہم سے سعید بن مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا مجھے حمید نے خبر دی اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ راستے میں قیام کیا اور میں نے مسلمانوں کو آپ ﷺ کے ولیمہ کی دعوت میں بلایا۔ آنحضرت ﷺ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھایا گیا، پھر آپ ﷺ نے اس پر کھجور، پنیر اور گھی ڈال دیا اور عمرو بن ابی عمرو نے کہا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت کی، پھر ایک چمڑے کے دسترخوان پر (کھجور، گھی اور پنیر ملا کر بنا ہوا) حلوہ رکھا۔

تشریح: یہ اللہ کے رسول ﷺ کا ولیمہ تھا۔

٥٣٨٨ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الشَّامِ يُعَيِّرُونَ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُونَ: يَا ابْنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ. فَقَالَتْ لَهُ أَسْمَاءُ: يَا بُنَيَّ! إِنَّهُمْ يُعَيِّرُونَكَ بِالنِّطَاقَيْنِ، هَلْ تَدْرِي مَا كَانَ النِّطَاقَانِ؟ إِنَّمَا كَانَ نِطَاقِي شَقَقْتُهُ نِصْفَيْنِ، فَأَوْكَيْتُ قِرْبَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِأَحَدِهِمَا، وَجَعَلْتُ فِي سُفْرَتِهِ آخَرَ، قَالَ: فَكَانَ أَهْلُ الشَّامِ إِذَا عَيَّرُوهُ بِالنِّطَاقَيْنِ يَقُولُ: إِيهًا وَالْإِلَهِ.

(٥٣٨٨) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور وہب بن کیسان نے بیان کیا کہ اہل شام (حجاج بن یوسف کے فوجی) شام کے لوگ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عار دلانے کے لیے کہنے لگے: یا ابن ذات النطاقین (اے دو کمر بند والی کے بیٹے اور ان کی والدہ) اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: اے بیٹے! یہ تمہیں دو کمر بند والی کی عار دلاتے ہیں، تمہیں معلوم ہے وہ کمر بند کیا تھے؟ وہ میرا کمر بند تھا جس کے میں نے دو ٹکڑے کر دیئے تھے اور ایک ٹکڑے سے نبی کریم ﷺ کے برتن کا منہ باندھا تھا اور دوسرے سے دسترخوان بنایا (اس میں توشہ لپیٹا) وہب نے بیان کیا کہ پھر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اہل شام دو کمر بند والی کی عار دلاتے تھے تو وہ کہتے:

تِلْكَ شَكَاةٌ ظَاهِرٌ عَنْكَ عَارُهَا.

ہاں، اللہ کی قسم! یہ بیشک سچ ہے اور وہ یہ مصرعہ پڑھتے "تلك اشكاة ظاهر عنك عارها" یہ تو ویسا طعنہ ہے جس میں کچھ عیب نہیں ہے۔

[راجع: ٢٩٧٩]

تشریح: یہ ابوذویب شاعر کے قصیدے کا مصرعہ ہے۔ اس کا پہلا مصرعہ یہ ہے: وعیرنی الواشون انی احبها۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث لا کر ثابت کیا کہ دستر خوان کپڑے کا بھی ہو سکتا ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے شب ہجرت میں اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے آپ کے پانی کا مشکیزہ باندھا اور دوسرے سے آپ کا توشہ لپیٹا۔ اس دن سے ان کا لقب ذات النطاقین (دو کمر بند والی) ہو گیا تھا۔

٥٣٨٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أُمَّ حُفَيْدٍ بِنْتَ الْحَارِثِ ابْنِ حَزْنٍ۔ خَالَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ سَمْنًا وَأَقِطًا وَأَضُبًّا، فَدَعَا بِهِنَّ فَأُكِلْنَ عَلَى مَائِدَتِهِ، وَتَرَكَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ كَالْمُتَقَذِّرِ لَهُنَّ، وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أُكِلْنَ عَلَى مَائِدَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ.

[راجع: ٢٥٧٥]

(٥٣٨٩) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ام حفید بنت حارث بن حزن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو گھی، پنیر اور ساہنہ ہدیہ کے طور پر بھیجی۔ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو بلایا اور انہوں نے آپ ﷺ کے دستر خوان پر ساہنہ کو کھایا لیکن نبی ﷺ نے اسے ہاتھ نہیں لگایا جیسے آپ اسے ناپسند کرتے ہیں لیکن اگر ساہنہ حرام ہوتا تو آپ ﷺ کے دستر خوان پر کھایا نہ جاتا اور نہ آپ انہیں کھانے کے لیے فرماتے۔

تشریح: بلکہ منع فرماتے۔ اس سے حنفیہ کا رد ہوتا ہے جو ساہنہ کو حرام جانتے ہیں۔ پورا بیان آگے آئے گا، ان شاء اللہ۔ یہاں پر حدیث اس لئے لائے کہ اس میں دستر خوان پر کھانے کا ذکر ہے۔

بَابُ السَّوِيقِ

باب: ستو کھانے کے بیان میں

٥٣٩٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُمْ، كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِالصَّهْبَاءِ۔ وَهِيَ عَلَى رَوْحَةٍ مِنْ خَيْبَرَ۔ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ، فَدَعَا بِطَعَامٍ فَلَمْ يَجِدْهُ إِلَّا سَوِيقًا، فَلَاكَ مِنْهُ فَلُكْنَا مَعَهُ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ، ثُمَّ صَلَّى وَصَلَّيْنَا، وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٩]

(٥٣٩٠) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے، ان سے بشیر بن یسار نے، انہیں سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام صہبا میں تھے۔ وہ خیبر سے ایک منزل پر ہے۔ نماز کا وقت قریب تھا تو آنحضرت ﷺ نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اس کو پھانک لیا اور ہم نے بھی پھانکا پھر آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور کلی کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے (اس نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُسَمَّى لَهُ فَيَعْلَمَ مَا هُوَ

باب: نبی ﷺ کوئی کھانا (جو پہچانا نہ جاتا) نہ کھاتے جب تک لوگ بتلا نہ دیتے کہ یہ فلانا کھانا ہے اور آپ کو جب تک معلوم نہ ہو جاتا نہ کھاتے تھے

٥٣٩١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ الَّذِي يُقَالُ لَهُ: سَيْفُ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَيْمُونَةَ وَهِيَ خَالَتُهُ وَخَالَةُ ابْنِ عَبَّاسٍ فَوَجَدَ عِنْدَهَا ضَبًّا مَحْنُوذًا قَدْ قَدِمَتْ بِهِ أُخْتُهَا حُفَيْدَةُ بِنْتُ الْحَارِثِ مِنْ نَجْدٍ فَقَدَّمَتِ الضَّبَّ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ قَلَّمَا يُقَدِّمُ يَدَهُ لِطَعَامٍ حَتَّى يُحَدَّثَ بِهِ وَيُسَمَّى لَهُ فَأَهْوَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ إِلَى الضَّبِّ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ النِّسْوَةِ الْحُضُورِ أَخْبِرْنَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَا قَدَّمْتُنَّ لَهُ هُوَ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ: أَحَرَامٌ الضَّبُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((لَا وَلَكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)). قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ إِلَيَّ. [طرفاه في: ٥٤٠٠، ٥٥٣٧] [مسلم: ٥٠٣٥؛ ابوداود: ٣٧٩٤؛ نسائي: ٤٣٢٧، ٤٣٢٨؛ ابن ماجه: ٣٢٤١]

(۵۳۹۱) ہم سے محمد بن مقاتل ابوحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن یعلی نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے ابو امامہ بن سہل نے خبر دی اور انہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کے لقب سے مشہور ہیں، خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے۔ ام المؤمنین ان کی اور ابن عباس کی خالہ ہیں۔ ان کے یہاں بھنا ہوا ساہنہ موجود تھا جوان کی بہن حفیدہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نجد سے لائی تھیں۔ انہوں نے وہ بھنا ہوا ساہنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ ﷺ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ یہ فلانا کھانا ہے لیکن اس دن آپ ﷺ نے بھنے ہوئے ساہنے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ ساہنہ ہے، یارسول اللہ! (یہ سن کر) آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ساہنہ سے ہٹا لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے: یارسول اللہ! کیا ساہنہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن یہ میرے ملک میں چونکہ نہیں پایا جاتا، اس لیے میری طبیعت پسند نہیں کرتی۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور اسے کھایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے۔

تشریح: اس سے صاف ساہنہ کی حلت نکلتی ہے۔ قسطلانی نے کہا ائمہ اربعہ اس کی حلت کے قائل ہیں اور طحاوی نے جو حنفی ہیں، اس کی حلت کو ترجیح دی ہے مگر متاخرین حنفیہ جیسے صاحب ہدایہ نے اس کو مکروہ لکھا ہے اور ابوداؤد کی حدیث سے دلیل لی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ضب کھانے سے منع فرمایا مگر یہ حدیث ضعیف ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر قابل استدلال نہیں ہے۔ بیان میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی والدہ لبابہ صغریٰ تھیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ لبابہ کبریٰ تھیں۔ یہ دونوں حارث کی بیٹیاں ہیں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہنیں ہیں۔

بَابٌ: طَعَامُ الْوَاحِدِ يَكْفِي الإِثْنَيْنِ

باب: ایک آدمی کا پورا کھانا دو کے لیے کافی ہوسکتا ہے

٥٣٩٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ؛ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((طَعَامُ الإِثْنَيْنِ كَافِي الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ كَافِي الأَرْبَعَةِ)). [مسلم: ٥٣٦٧؛ ترمذي: ١٨٢٠]

(۵۳۹۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو آدمیوں کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا چار کے لیے کافی ہے۔''

تشریح: یعنی دو کے کھانے پر تین آدمی اور تین کے کھانے پر چار آدمی قناعت کر سکتے ہیں۔ بظاہر حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں ہے مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے امام مسلم نے نکالا ہے۔ اس میں صاف یوں ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو کو کفایت کرتا ہے۔

بَابٌ الْمُؤْمِنِ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ

باب: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے (اور کافر سات آنتوں میں)

٥٣٩٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَأْكُلُ حَتَّى يُؤْتَى بِمِسْكِينٍ يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَدْخَلْتُ رَجُلًا يَأْكُلُ مَعَهُ فَأَكَلَ كَثِيرًا فَقَالَ: يَا نَافِعُ! لَا تُدْخِلْ عَلَيَّ هَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). [طرفاه في: ٥٣٩٤، ٥٣٩٥] [مسلم: ٥٣٧٥]

(۵۳۹۳) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد نے، ان سے نافع نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے، جب تک ان کے ساتھ کھانے کے لیے کوئی مسکین نہ لایا جاتا۔ ایک مرتبہ میں ان کے ساتھ کھانے کے لیے ایک شخص کو لایا کہ اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ بعد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آئندہ اس شخص کو میرے ساتھ کھانے کے لیے نہ لانا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ ''مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اسوہ پر عمل کرنے کی سعادت عطا کرے کہ کھانے کے وقت کسی نہ کسی مسکین کو یاد کرلیا کریں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بَابٌ: اَلْمُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ

باب: مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے (اور کافر سات آنتوں میں)

فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں ایک مرفوع حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

٥٣٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ وَإِنَّ الْكَافِرَ أَوِ الْمُنَافِقَ ـ فَلَا أَدْرِي أَيُّهُمَا قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ ـ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). وَقَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٥٣٩٣]

(۵۳۹۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں عبیداللہ عمری نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر یا منافق (عبدہ نے کہا کہ) مجھے یقین نہیں ہے کہ ان میں سے کس کے متعلق عبیداللہ نے بیان کیا کہ وہ ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔'' اور ابن بکیر نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی حدیث کی طرح بیان فرمایا۔

تشریح: حدیث کا مقصد یہ ہے کہ کافر بہت کھاتا ہے اور مؤمن کم کھاتا ہے۔ ایک کی بہت زیادہ پرخوری کو بیان کرنے کے لئے یہ تعبیر اختیار کی گئی ہے۔

٥٣٩٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ: كَانَ أَبُوْ نَهِيْكٍ رَجُلًا أَكُوْلًا فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْكَافِرَ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)) قَالَ: فَأَنَا أُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ. [راجع: ٥٣٩٣]

(۵۳۹۵) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے بیان کیا کہ ابونہیک بڑے کھانے والے آدمی تھے۔ ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔'' ابونہیک نے اس پر عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔

تشریح: سات آنتوں میں کھانے اور ایک آنت میں کھانے سے جو کچھ اللہ اور رسول ﷺ کی مراد ہے بغیر کرید کیے میرا اس پر ایمان ہے اس میں ردّ ہے ان لوگوں کا بھی جنہوں نے قول اطبا سے صرف چھ آنتوں کا ہونا نقل کیا ہے۔ حالانکہ اطبا کے قول کے آگے رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ایک مؤمن مسلمان کے لئے بہت بڑی حقیقت رکھتا ہے۔ پس آمنا بقول رسول اللہ ﷺ۔

٥٣٩٦ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي

(۵۳۹۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور

هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَأْكُلُ الْمُسْلِمُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ، وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). [طرفاه في: ٥٣٩٧]

ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔''

تشریح: حدیث کا مضمون بطور اکثر کے ہے نہ یہ کہ بہت کھانے والے کافر ہی ہوتے ہیں۔ بعض مسلمان بھی بہت کھاتے ہیں مگر کم کھانا ہی بہتر ہے۔

٥٣٩٧ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلًا كَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا كَثِيْرًا فَأَسْلَمَ فَكَانَ يَأْكُلُ أَكْلًا قَلِيْلًا فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَأْكُلُ فِيْ مِعًى وَاحِدٍ وَالْكَافِرُ يَأْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ)). [راجع: ٥٣٩٦] [ابن ماجه: ٣٢٥٦]

(۵۳۹۷) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب بہت زیادہ کھانا کھایا کرتے تھے، پھر وہ اسلام لائے تو کم کھانے لگے۔ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر ساتوں آنتوں میں کھاتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث کی شرح میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کافر کی تمام تر حرص پیٹ ہوتا ہے اور مؤمن کا اصل مقصود آخرت ہوا کرتی ہے۔ پس مؤمن کی شان یہی ہے کہ کھانا کم کھانا ایمان کی عمدہ سے عمدہ خصلت ہے اور زیادہ کھانے کی حرص کفر کی خصلت ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

بَابُ الْأَكْلِ مُتَّكِئًا

باب: تکیہ لگا کر کھانا کیسا ہے؟

٥٣٩٨ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّيْ لَا آكُلُ مُتَّكِئًا)).

[راجع: ٥٣٩٩] [ابوداود: ٣٧٦٩؛ ترمذي: ١٨٣٠؛ ابن ماجه: ٣٢٦٢]

(۵۳۹۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے علی بن اقمر نے کہ میں نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

٥٣٩٩ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ: ((لَا آكُلُ وَأَنَا مُتَّكِئٌ)). [طرفه في: ٥٣٩٨]

(۵۳۹۹) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں علی بن اقمر نے اور ان سے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے ایک صحابی سے جو آپ کے پاس موجود تھے فرمایا: ''میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔''

تشریح: ہر دو احادیث سے تکیہ لگا کر کھانا منع ثابت ہوا لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہم وغیرہ سے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے مگر خود نبی کریم ﷺ کا فعل موجود ہے جس کے آگے دیگر ہیچ۔

بَابُ الشِّوَاءِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿فَجَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ﴾ [هود: ٦٩] أَيْ مَشْوِيٍّ.

٥٤٠٠ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَأَهْوَى إِلَيْهِ لِيَأْكُلَ فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهُ ضَبٌّ فَأَمْسَكَ يَدَهُ قَالَ خَالِدٌ: أَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ: ((لَا وَلَكِنَّهُ لَا يَكُوْنُ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)) فَأَكَلَ خَالِدٌ وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَنْظُرُ قَالَ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ.

[راجع: ٥٣٩١] [مسلم: ٥٠٣٥؛ ابوداود: ٣٧٩٤؛ نسائي: ٤٣٢٧؛ ابن ماجه: ٣٢٤١]

باب: بھنا ہوا گوشت کھانا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''پھر وہ بھنا ہوا بچھڑا لے کر آئے۔'' لفظ ''حنيذ'' کے معنی بھنا ہوا ہے۔

(۵۴۰۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوامامہ بن سہل نے اور انہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے لیے بھنا ہوا ساہنہ پیش کیا گیا تو آپ اسے کھانے کے لیے متوجہ ہوئے۔ اسی وقت آپ کو بتایا گیا کہ یہ ساہنہ ہے تو آپ نے اپنا ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: ''نہیں لیکن چونکہ یہ میرے ملک میں نہیں ہوتا، اس لیے طبیعت اسے گوارا نہیں کرتی۔'' پھر خالد نے اسے کھایا اور نبی کریم ﷺ دیکھ رہے تھے امام مالک نے ابن شہاب سے ''ضب محنوذ'' (یعنی بھنا ہوا ساہنہ ضب مشوی کی جگہ ضبّ محنوذ نقل کیا، دونوں لفظوں کا ایک ہی معنی ہے)۔

تشریح: باب کا مطلب امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یوں نکالا کہ صرف ساہنہ ہونے کی وجہ سے وہ گوشت آپ نے چھوڑ دیا ورنہ کھانے کو بھنا گوشت کھانا ثابت ہوا۔

بَابُ الْخَزِيرَةِ

قَالَ النَّضْرُ: الْخَزِيْرَةُ مِنَ النُّخَالَةِ وَالْحَرِيْرَةُ مِنَ اللَّبَنِ.

باب: خزیرہ کا بیان

اور نضر بن شمیل نے کہا کہ خزیرہ بھوسی سے بنتا ہے اور حریرہ دودھ سے۔

تشریح: اکثر نے کہا کہ حریرہ آٹا سے بنایا جاتا ہے اور خزیرہ جو آٹے اور گوشت کے ٹکڑوں سے پتلا پتلا حریرہ کی طرح بنایا جاتا ہے اگر گوشت نہ ہو خالی آٹا ہو تو وہ حریرہ ہے۔

٥٤٠١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيُّ عَنْ عِتْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُوْلَ

(۵۴۰۱) مجھ سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے تھے اور قبیلہ انصار کے ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي فَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ لَا أَسْتَطِعُ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّي لَهُمْ فَوَدِدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَّكَ تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي بَيْتِي فَأَتَّخِذُهُ مُصَلًّى فَقَالَ: ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوْ بَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ لِي: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهُ فَثَابَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ﷺ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَقُلْ أَلَا تَرَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)). قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيْحَتَهُ إِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)). قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ وَكَانَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدٍ فَصَدَّقَهُ.

[راجع: ٤٢٤]

عرض کیا: یارسول اللہ! میری آنکھ کی بصارت کمزور ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ برسات میں وادی جو میرے اور ان کے درمیان حائل ہے، بہنے لگتی ہے اور میرے لیے ان کی مسجد میں جانا اور ان میں نماز پڑھنا ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے یارسول اللہ! میری یہ خواہش ہے کہ آپ گھر تشریف لے چلیں اور میرے گھر میں آپ نماز پڑھیں تاکہ میں اسی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان شاء اللہ میں جلد ہی ایسا کروں گا۔'' حضرت عتبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر نبی اکرم ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چاشت کے وقت جب سورج کچھ بلند ہوگیا تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں بلکہ گھر میں داخل ہو گئے اور دریافت فرمایا: ''اپنے گھر میں کس جگہ تم پسند کرتے ہو کہ میں نماز پڑھوں؟'' میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ آنحضرت ﷺ وہاں کھڑے ہو گئے اور (نماز کے لیے) تکبیر کہی۔ ہم نے بھی آپ کے پیچھے صف بنالی۔ نبی ﷺ نے دو رکعت (نفلی) نماز پڑھی پھر سلام پھیرا اور ہم نے آنحضرت ﷺ کو خزیرہ (حریرہ کی ایک قسم) کے لیے جو آپ کے لیے ہم نے بنایا تھا روک لیا۔ گھر میں قبیلہ کے بہت سے لوگ آ آ کر جمع ہو گئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا: مالک بن دخیشن رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اس پر کسی نے کہا: وہ تو منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے اسے محبت نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے اقرار کیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ یعنی اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور اس سے ان کا مقصد صرف اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔'' ان صحابی نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ راوی نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا (یارسول اللہ!) لیکن ہم ان کی توجہ اور ان کا لگاؤ منافقین کے ساتھ ہی دیکھتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''لیکن اللہ نے دوزخ کی آگ کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلیا ہو اور اس سے اس کا مقصد اللہ کی خوشنودی ہو۔'' ابن

شہاب نے بیان کیا کہ پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے جو بنی سالم کے ایک فرد اوران کے سردار تھے۔ محمود کی حدیث کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

تشریح: یہ حدیث پہلے بھی گزر چکی ہے۔ دوزخ حرام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ طبقہ مومن پر حرام ہے جس میں کافر اور منافق رہیں گے یا دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہنا مسلمان پر حرام ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ کسی کلمہ گو مسلمان کو کسی معقول شرعی وجہ کے بغیر کافر قرار دینا جائز نہیں ہے۔ اس صورت میں وہ کفر خود کہنے والے کی طرف لوٹ جاتا ہے۔

بَابُ الْأَقِطِ

باب: پنیر کا بیان

وَقَالَ حُمَيْدٌ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ: بَنَى النَّبِيُّ ﷺ بِصَفِيَّةَ فَأَلْقَى التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ. وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَنَسٍ صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ حَيْسًا.

اور حمید نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو (دعوت ولیمہ میں) کھجور، پنیر اور گھی رکھا اور عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے (کھجور، پنیر اور گھی کا) ملیدہ بنایا تھا۔

٥٤٠٢ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَهْدَتْ خَالَتِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ ضِبَابًا وَأَقِطًا وَلَبَنًا فَوُضِعَ الضَّبُّ عَلَى مَائِدَتِهِ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَمْ يُوضَعْ وَشَرِبَ اللَّبَنَ وَأَكَلَ الْأَقِطَ. [راجع: ٢٥٧٥]

(٥٤٠٢) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میری خالہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ساہنہ کا گوشت، پنیر اور دودھ ہدیتاً پیش کیا تو ساہنہ کا گوشت آپ کے دستر خوان پر رکھا گیا اور اگر ساہنہ حرام ہوتا تو آپ کے دستر خوان پر نہیں رکھا جا سکتا تھا لیکن آپ ﷺ نے دودھ پیا اور پنیر کھایا۔

تشریح: مگر ساہنہ کا گوشت آپ کو پسند نہیں آیا جسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کھالیا جس سے صاف ساہنہ کے کھانے کا جواز ثابت ہوا۔

بَابُ السِّلْقِ وَالشَّعِيرِ

باب: چقندر اور جو کھانے کا بیان

٥٤٠٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: إِنْ كُنَّا لَنَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ كَانَتْ لَنَا عَجُوزٌ تَأْخُذُ أُصُولَ السِّلْقِ فَتَجْعَلُهُ فِي قِدْرٍ لَهَا فَتَجْعَلُ فِيهِ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيرٍ إِذَا صَلَّيْنَا زُرْنَاهَا فَقَرَّبَتْهُ إِلَيْنَا وَكُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَمَا كُنَّا نَتَغَدَّى

(٥٤٠٣) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں جمعہ کے دن بڑی خوشی رہتی تھی۔ ہماری ایک بوڑھی خاتون تھیں وہ چقندر کی جڑیں لے کر اپنی ہانڈی میں پکاتی تھیں، اوپر سے کچھ دانے جو کے اس میں ڈال دیتی تھیں۔ ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر ان کی ملاقات کو جاتے تو وہ ہمارے سامنے یہ کھانا رکھتی تھیں۔ جمعہ کے دن ہمیں بڑی خوشی اسی وجہ سے رہتی تھی۔ ہم نماز جمعہ کے بعد ہی کھانا کھایا کرتے

وَلَا نَقِيلُ إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَاللّٰهِ! مَا فِيهِ شَحْمٌ وَلَا وَدَكٌ. [راجع: ٩٣٨]

تھے۔ اللہ کی قسم! نہ اس میں چربی ہوتی تھی نہ گھی اور جب بھی ہم مزے سے اس کو کھاتے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ چقندر جیسی سبزی میں جو جیسی اجناس ملا کر دلیہ بنایا جائے تو وہ مزیدار قسم کا کھچڑا بن سکتا ہے۔۔ ابتدائی دور میں جب مہاجرین مدینہ میں آئے اور تنگ دستی کا عالم تھا، ایسی پر خلوص دعوت بھی ان کے لئے بسا غنیمت تھی۔

بَابُ النَّهْسِ وَانْتِشَالِ اللَّحْمِ

باب: گوشت کے پکنے سے پہلے اسے ہانڈی سے نکال کر کھانا اور منہ سے نوچنا

٥٤٠٤- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَعَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٧]

(۵۴۰۴) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے شانے کی ہڈی کا گوشت کھایا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے (نماز کے لیے نیا) وضو نہیں کیا۔

٥٤٠٥- وَعَنْ أَيُّوبَ وَعَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: انْتَشَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَرْقًا مِنْ قِدْرٍ فَأَكَلَ ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٧]

(۵۴۰۵) اور (اسی سند سے) ایوب اور عاصم سے روایت ہے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پکتی ہوئی ہنڈیا میں سے ادھ پکی بوٹی نکالی اور اسے کھایا پھر نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا۔

تشریح: طاقت کے لحاظ سے ایسا گوشت کھانا زیادہ مفید ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا گوشت کھانے سے نیا وضو کرنا ضروری نہیں ہے ہاں لغوی وضو منہ دھونا کلی کرنا منہ صاف کرنا ضروری ہے اسے لغوی وضو کہا گیا ہے۔

بَابُ تَعَرُّقِ الْعَضُدِ

باب: بازو کا گوشت نوچ کر کھانا درست ہے

٥٤٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ الْمَدَنِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ مَكَّةَ. [راجع: ١٨٢١]

(۵۴۰۶) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، ان سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار مدنی نے، کہا ہم سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے (صلح حدیبیہ کے موقع پر)۔

٥٤٠٧- ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ

(۵۴۰۷) (دوسری سند) اور مجھ سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ سلمی نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں

أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي لَهُ وَأَحَبُّوا لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوا: لَا وَاللَّهِ! لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِي فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ؟)) فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ فَأَكَلَهَا حَتَّى تَعَرَّقَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ایک دن نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں ایک منزل پر بیٹھا ہوا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ہمارے آگے پڑاؤ کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام کی حالت میں تھے لیکن میں احرام میں نہیں تھا۔ لوگوں نے ایک گورخر کو دیکھا۔ میں اس وقت اپنا جوتا ٹانگنے میں مصروف تھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس گورخر کے متعلق بتایا کچھ نہیں، لیکن چاہتے تھے کہ میں کسی طرح دیکھ لوں۔ چنانچہ میں متوجہ ہوا اور میں نے اسے دیکھ لیا، پھر میں گھوڑے کے پاس گیا اور اسے زین پہنا کر اس پر سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور نیزہ بھول گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کوڑا اور نیزہ مجھے دے دو۔ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم تمہاری شکار کے معاملہ میں کوئی مدد نہیں کریں گے۔ (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں غصہ میں ہو گیا اور میں نے اتر کر خود یہ دونوں چیزیں اٹھائیں پھر سوار ہو کر اس پر حملہ کیا اور اسے ذبح کر لیا۔ جب وہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے ساتھ لایا پھر اسے پکا کر میں نے اور سب نے کھایا لیکن بعد میں انہیں شبہ ہوا کہ احرام کی حالت میں اس (شکار کا گوشت) کھانا کیسا ہے؟ پھر ہم روانہ ہوئے اور میں نے اس کا گوشت چھپا کر رکھا۔ جب ہم آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس کچھ بچا ہوا بھی ہے؟'' میں نے وہی دست پیش کیا اور آپ نے بھی اسے کھایا۔ یہاں تک کہ اس کا گوشت آپ نے اپنے دانتوں سے کھینچ کھینچ کر کھایا اور آپ احرام میں تھے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: وَحَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ١٨٢١]

محمد بن جعفر نے بیان کیا، مجھ سے زید بن اسلم نے یہ واقعہ بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح سارا واقعہ بیان کیا۔

تشریح: گوشت چھری سے کاٹ کر کھانے کی ممانعت ایک حدیث میں مروی ہے مگر ابوقتادہ نے کہا کہ وہ حدیث ضعیف ہے حافظ نے کہا اس کا ایک شاہد اور ہے جسے ترمذی نے صفوان بن امیہ سے نکالا کہ گوشت کو منہ سے نوچ کر کھاؤ وہ جلدی ہضم ہوگا۔ اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ مافی الباب یہ ہے کہ منہ سے نوچ کر کھانا اولیٰ ہوگا۔ میں (مولانا وحید الزماں) کہتا ہوں جب گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہوا تو روٹی بھی چھری سے کاٹ کر کھانا درست ہوگی۔ اسی طرح کانٹے سے کھانا بھی درست ہوگا۔ اسی طرح چمچہ سے بھی اور جن لوگوں نے ان باتوں میں تشدد اور غلو کیا ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر مسلمانوں کو کافر بنایا ہے میں ان کا یہ تشدد ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کافروں کی مشابہت کرنا تو منع ہے مگر یہ وہی مشابہت ہے جو ان کے مذہب کی خاص نشانی

ہو جیسے صلیب لگانا یا انگریزوں کی ٹوپی پہننا لیکن جب کسی کی نیت مشابہت کی نہ ہو، یہی لباس مسلمانوں میں بھی رائج ہو مثلاً ترک یا ایران کے مسلمانوں میں تو اس کو مشابہت میں داخل نہیں کر سکتے اور نہ ایسے کھانے پینے لباس کو فروعی باتوں کی وجہ سے مسلمان کے کفر کا فتویٰ دے سکتے ہیں (وحیدی) مگر مسلمان کے لئے دیگر اقوام کی مخصوص عادات وغلط روایات سے بچنا ضروری ہے۔

بَابُ قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّينِ

٥٤٠٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ ابْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٨]

باب: گوشت چھری سے کاٹ کر کھانا

(۵۴۰۸) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری نے خبر دی، انہیں ان کے والد عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ نے گوشت اور وہ چھری جس سے گوشت کی بوٹی کاٹ رہے تھے، ڈال دی اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے، پھر آپ نے نماز پڑھی اور آپ نے نیا وضو نہیں کیا (کیونکہ آپ پہلے ہی وضو کیے ہوئے تھے)۔

بَابٌ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا

٥٤٠٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا قَطُّ إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ وَإِنْ كَرِهَهُ تَرَكَهُ.

[راجع: ٣٥٦٣]

باب: رسول کریم ﷺ نے کبھی کسی قسم کے کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا ہے

(۵۴۰۹) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابو حازم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں کوئی عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوا تو کھا لیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ کھانے کا عیب بیان کرنا جیسے یوں کہنا کہ اس میں نمک نہیں ہے یا پھیکا ہے یا نمک زیادہ ہے۔ یہ ساری باتیں مکروہ ہیں۔ پکانے اور ترکیب میں کسی نقص کی اصلاح کرنا مکروہ نہیں ہے۔

بَابُ النَّفْخِ فِي الشَّعِيرِ

باب: جو کو پیس کر منہ سے پھونک کر اس کا بھوسہ اڑا دینا درست ہے

٥٤١٠ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۵۴۱۰) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو غسان (محمد

أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ أَنَّهُ سَأَلَ سَهْلًا هَلْ رَأَيْتُمْ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ النَّقِيَّ؟ قَالَ: لَا فَقُلْتُ: كُنْتُمْ تَنْخُلُوْنَ الشَّعِيْرَ؟ قَالَ: لَا وَلَكِنْ كُنَّا نَنْفُخُهُ. [طرفه في: ٥٤١٣]

بن مطرف لیثی) نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میدہ دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں میں نے پوچھا: کیا تم جو کے آٹے کو چھانتے تھے؟ کہا: نہیں، بلکہ ہم اسے صرف پھونک لیا کرتے تھے۔

تشریح: اس قسم کا آٹا کھانا باعث صحت اور مفید ہے۔ میدہ اکثر قبض کرتا اور بواسیر کا باعث بنتا ہے۔ خاص طور پر آج کل جو غیر ملکی میدہ آ رہا ہے جس میں اللہ جانے کن کن چیزوں کی آمیزش ہوتی ہے یہ سخت ثقیل اور باعث صد امراض ثابت ہو رہا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَأْكُلُوْنَ

باب: نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوراک کا بیان

٥٤١١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَعْطَى كُلَّ إِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَأَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ أَعْجَبَ إِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ. [طرفه في: ٥٤٤١، ٥٤٤١م]

[ترمذي: ٢٤٧٤؛ ابن ماجه: ٤١٥٧]

(۵۴۱۱) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عباس جریری نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو کھجور تقسیم کی اور ہر شخص کو سات کھجوریں دیں۔ مجھے بھی سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ ان میں ایک خراب تھی (اور سخت تھی) لیکن مجھے وہی سب سے زیادہ اچھی معلوم ہوئی کیونکہ اسے چبانا مجھے مشکل ہو گیا۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں پر ایسی تنگی تھی کہ سات کھجوریں ایک آدمی کو بطور راشن ملتیں اور ان میں بھی بعض خراب اور سخت ہوتیں مگر ہم سب اسی پر خوش رہا کرتے تھے۔ اب بھی مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ تنگی و فراخی ہر حال میں خوش رہیں۔

٥٤١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُنِيْ سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ أَوِ الْحَبَلَةِ حَتَّى يَضَعَ أَحَدُنَا مَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الْإِسْلَامِ خَسِرْتُ إِذًا وَضَلَّ سَعْيِيْ.

(۵۴۱۲) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس بن ابی حازم نے اور ان سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان سات آدمیوں میں سے ساتواں پایا (جنہوں نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا تھا) اس وقت ہمارے پاس کھانے کے لیے یہی کیکر کے پھل یا پتے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا تھا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کا پاخانہ بھی بکری کی مینگنیوں

[راجع: ۳۷۲۸]

کی طرح ہو گیا تھا اور اب یہ زمانہ ہے کہ بنی اسد قبیلے کے لوگ مجھے شریعت کے احکام سکھلاتے ہیں۔ اگر میں ابھی تک اس حال میں ہوں کہ بنی اسد کے لوگ مجھے شریعت کے احکام سکھلائیں تب تو میں تباہ ہی ہو گیا، میری محنت برباد ہو گئی۔

تشریح: ہوا یہ تھا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے حاکم تھے۔ وہاں بنو اسد کے لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی یہ شکایت کی کہ ان کو نماز اچھی طرح پڑھنی نہیں آتی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا رد کیا کہ اگر مجھ کو اب تک نماز پڑھنی بھی نہیں آئی حالانکہ میں قدیم الایام کا مسلمان ہوں کہ جب میں مسلمان ہوا تھا تو کل چھ آدمی مسلمان تھے تو تم لوگوں کو نماز پڑھنا کیسے آ گیا تم تو کل مسلمان ہوئے ہو۔ بنو اسد کی سب شکایتیں غلط تھیں اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر ان کا اعتراض کرنا ایسا تھا کہ چھوٹا منہ اور بڑی بات، خطائے بزرگاں گرفتن خطا است۔ (وحیدی)

٥٤١٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَقُلْتُ: هَلْ أَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ؟ فَقَالَ سَهْلٌ: مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّقِيَّ مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ كَانَ لَكُمْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنَاخِلُ؟ قَالَ: مَا رَأَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُنْخُلًا مِنْ حِيْنَ ابْتَعَثَهُ اللّٰهُ حَتَّى قَبَضَهُ اللّٰهُ قَالَ: قُلْتُ: كَيْفَ كُنْتُمْ تَأْكُلُوْنَ الشَّعِيْرَ غَيْرَ مَنْخُوْلٍ؟ قَالَ: كُنَّا نَطْحَنُهُ وَنَنْفُخُهُ فَيَطِيْرُ مَا طَارَ وَمَا بَقِيَ ثَرَّيْنَاهُ فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ٥٤١٠]

(۵۴۱۳) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے کبھی میدہ کھایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبی بنایا اس وقت سے وفات تک نبی ﷺ نے میدہ دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں نے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں آپ کے پاس چھلنیاں تھیں۔ کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نبی بنایا اس وقت سے آپ ﷺ کی وفات تک نبی ﷺ نے چھلنی دیکھی بھی نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے پوچھا: آپ لوگ پھر بغیر چھنا ہوا جو کس طرح کھاتے تھے؟ بتلایا: ہم اسے پیس لیتے تھے پھر اسے پھونکتے تھے جو کچھ اڑنا ہوتا اڑ جاتا اور جو باقی رہ جاتا اسے گوندھ لیتے (اور پکا کر) کھا لیتے تھے۔

تشریح: سنت نبوی کا تقاضا یہی ہے کہ ہر مسلمان اب بھی ایسی ہی سادہ زندگی پر صابر وشاکر رہے جس میں دین ودنیا ہر دو کا بھلا ہے۔

٥٤١٤ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ فَقَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ.

(۵۴۱۴) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، انہیں روح بن عبادہ نے خبر دی، ان سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے ان کو کھانے پر بلایا لیکن انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ ﷺ نے کبھی جو کی روٹی بھی آسودہ ہو کر نہیں کھائی۔

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا حال یاد کر کے اس کا کھانا گوارا نہ کیا اور چونکہ یہ ولیمہ کی دعوت نہ تھی اس لئے اس کا قبول کرنا

بھی ضروری نہ تھا۔

٥٤١٥- حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خِوَانٍ وَلَا فِيْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهُ مُرَقَّقٌ قُلْتُ لِقَتَادَةَ: عَلَى مَا يَأْكُلُوْنَ؟ قَالَ: عَلَى السُّفَرِ. [راجع: ٥٣٨٦]

(۵۴۱۵) ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہشام نے بیان کیا، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے یونس بن ابی الفرات نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ تشتری میں دو چار قسم کی چیزیں رکھ کر کھائیں اور نہ کبھی چپاتی کھائی۔ میں نے قتادہ سے پوچھا: پھر آپ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے؟ بتلایا سفرہ (چمڑے کے دسترخوان) پر۔

٥٤١٦- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ ﷺ. [طرفه في: ٦٤٥٤] [مسلم: ٧٤٤٣؛ ابن ماجه: ٣٣٤٤]

(۵۴۱۶) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود بن یزید نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد ﷺ نے کبھی برابر تین دن تک گیہوں کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

تشریح: آپ بہت کم کھانا پسند فرماتے تھے۔ یہی حال آپ کی آل پاک کا تھا۔ یہاں اکثر سے یہی مراد ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو اپنے رسول ﷺ کی ہر قسم کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ خاص طور پر مدعیان علم وفضل کو جو کثرت خوری میں بدنام ہیں جیسے اکثر پیرزادے سجادہ نشین جو بکثرت کھا کھا کر لحیم وشحیم بن جاتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ

باب: تلبینہ یعنی حریرہ کا بیان

٥٤١٧- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ أَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذَلِكَ النِّسَاءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ- إِلَّا أَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا- أَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا قَالَتْ: كُلْنَ مِنْهَا فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ)). [طرفاه في: ٥٦٨٩، ٥٦٩٠] [مسلم: ٥٧٦٩؛

(۵۴۱۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل بن خالد نے، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے عروہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں۔ صرف گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ پکانے کا حکم دیتیں۔ وہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا۔ پھر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں: اسے کھاؤ! کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ''تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔''

ترمذي: ٣٠٣٩]

تشریح: تلبینہ آٹے اور دودھ سے یا بھوسی اور دودھ سے بنایا جاتا ہے اور اس میں شہد بھی ڈالتے ہیں اور گوشت کے شوربہ میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر پکائیں تو اسے ثرید کہتے ہیں اور کبھی اس میں گوشت بھی شریک رہتا ہے۔

بَابُ الثَّرِيدِ

باب: ثرید کا بیان

٥٤١٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجَمَلِيِّ عَنْ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). [راجع: ٣٤١١]

(۵۴۱۸) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ جملی نے بیان کیا، ان سے مرہ ہمدانی نے، ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”مردوں میں تو بہت سے کامل ہوئے لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا اور کوئی کامل نہیں ہوئیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔“

تشریح: یہودی حضرت مریم علیہا السلام کو نعوذ باللہ برے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان کو صدیقہ کے لفظ سے موسوم فرمایا اور ان کی فضیلت میں یہ حدیث وارد ہوئی۔ اس طرح انجیل یوحنا ۱۶ باب کا وہ فقرہ نبی کریم ﷺ پر ہی صادق ہوا کہ وہ میری بزرگی کرے گا۔ حضرت آسیہ علیہا السلام زوجہ فرعون کا مقام بھی بہت اکمل ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقام رفیع کا کیا کہنا ہے۔

٥٤١٩ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي طُوَالَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). [راجع: ٣٧٧٠]

(۵۴۱۹) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابوطوالہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورتوں پر عائشہ کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔“

٥٤٢٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ أَبَا حَاتِمٍ الْأَشْهَلَ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ قَصْعَةً فِيهَا ثَرِيدٌ قَالَ: وَأَقْبَلَ عَلَى عَمَلِهِ قَالَ: فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُهُ فَأَضَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا زِلْتُ

(۵۴۲۰) ہم سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے ابوحاتم اشہل سے سنا، کہا ہم سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک غلام کے پاس گیا جو درزی تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے ایک پیالہ پیش کیا جس میں ثرید تھا۔ بیان کیا کہ پھر وہ اپنے کام میں لگ گئے۔ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس میں سے کدو تلاش کرنے لگے۔ کہا کہ پھر میں بھی اس میں سے کدو تلاش کر کے آنحضرت ﷺ کے سامنے

بَعْدُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ. [راجع: ٢٠٩٢]

رکھنے لگا۔ بیان کیا کہ اس کے بعد سے میں بھی کدو بہت پسند کرتا ہوں۔

تشریح: ثرید بہترین کھانا ہے۔ جو سریع الهضم اور جید الکیموس اور مقوی ہے اور کدو ایک نہایت عمدہ ترکاری ہے گرم ملکوں میں جیسا کہ عرب ہے۔ اس کا کھانا بہت ہی مفید ہے۔ حرارت جگر اور تشنگی کو رفع کرتا ہے اور قابض نہیں ہے نہ ریاح پیدا کرتا ہے جلد جلد ہضم ہونے والی اور بہترین غذا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے پسند فرمانے کی وجہ سے اہل ایمان کے لئے بہت ہی پسندیدہ ہے اور ہم خرما وہم ثواب کا مصداق ہے جو چیز رسول کریم ﷺ پسند فرمائیں اس کو بہر حال پسند کرنا دلیل ایمان ہے۔ تعجب ہے ان مقلدین جامدین پر جو بظاہر محبت رسول ﷺ کا دم بھرتے اور عملاً بہت سی سنن نبوی سے نہ صرف محروم بلکہ ان سے نفرت کرتے ہیں۔ ایسے مقلدین کو سوچنا چاہیے کہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کو کیا منہ دکھلائیں گے۔

بَابُ شَاةٍ مَسْمُوطَةٍ وَالْكَتِفِ وَالْجَنْبِ

باب: کھال سمیت بھنی ہوئی بکری اور شانہ اور پسلی کے گوشت کا بیان

٥٤٢١ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: كُنَّا نَأْتِي أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ قَالَ: كُلُوْا فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ وَلَا رَأَى شَاةً مَسْمُوطَةً بِعَيْنِهِ قَطُّ. [راجع: ٥٣٨٥]

(۵۴۲۱) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی روٹی پکانے والا ان کے پاس ہی کھڑا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کھاؤ! میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی پتلی روٹی (چپاتی) دیکھی ہو۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے جا ملے اور نہ آنحضرت ﷺ نے کبھی مسلّم بھنی ہوئی بکری دیکھی۔

٥٤٢٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَأَكَلَ مِنْهَا فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَامَ فَطَرَحَ السِّكِّيْنَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٨]

(۵۴۲۲) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں جعفر بن عمر بن امیہ ضمری نے، انہیں ان کے والد نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بکری کے شانہ میں سے گوشت کاٹ رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے اس میں سے کھایا، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور چھری ڈال دی اور نماز پڑھی لیکن نیا وضو نہیں کیا۔

بَابُ مَا كَانَ السَّلَفُ يَدَّخِرُوْنَ فِي بُيُوْتِهِمْ وَأَسْفَارِهِمْ مِنَ الطَّعَامِ وَاللَّحْمِ وَغَيْرِهِ

باب: سلف صالحین اپنے گھر میں اور سفروں میں جس طرح کا کھانا میسر ہوتا اور گوشت وغیرہ محفوظ رکھ لیا کرتے تھے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَسْمَاءُ ابْنَتَا أَبِي بَكْرٍ

اور حضرت عائشہ اور اسماء رضی اللہ عنہما حضرت ابوبکر صدیق کی بیٹیاں کہتی ہیں: ہم

الصَّدِّيقِ ﷺ: صَنَعْنَا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ سُفْرَةً. نے نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے سفر ہجرت کے لیے) توشہ تیار کیا تھا (جسے ایک دستر خوان میں باندھ دیا گیا تھا)۔

تشریح: ام المومنین، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ ان کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے جن کا سلسلہ نسب نبوی میں کنانہ سے جاملتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔ رجال میں سب سے پہلے یہی اسلام لائے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح رسول کریم ﷺ سے شوال سنہ ۱۰ نبوی میں مکہ مکرمہ میں ہوا اور رخصتی شوال سنہ ۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ یہی وہ خاتون عظمیٰ ہیں جن کی اسلامی خون سے ولادت اور اسلامی شیر سے پرورش ہوئی۔ یہی وہ طیبہ خاتون ہیں جن کا پہلا نکاح صرف رسول کریم ﷺ سے ہی ہوا۔ ان کے فضائل سیرو احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ علم وفضل وتدین وتقویٰ وسخاوت میں بھی یہ بے نظیر مقام رکھتی تھیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک دن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ستر ہزار درہم اللہ کی راہ میں تقسیم فرما دیئے، خود ان کے جسم پر پیوند لگا ہوا کرتا تھا۔ ایک روز حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ درہم ان کی خدمت میں بھیجے۔ انہوں نے سب اسی روز اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیئے۔ اس دن آپ روزہ سے تھیں۔ شام کو لونڈی نے سوکھی روٹی سامنے رکھ دی اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ سالن کے لئے کچھ درہم بچالیتیں تو میں سالن تیار کر لیتی۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے تو خیال نہ رہا، تجھے یاد دلا دینا تھا۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہر دو میں الگ الگ ایسی ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جن کی بنا پر ہم دونوں ہی کو بہت اعلیٰ وافضل یقین رکھتے ہیں۔ کتب احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث مروی ہیں جن میں ۱۷۴ احادیث متفق علیہ ہیں اور صرف بخاری شریف میں ۵۴ اور صرف مسلم میں ۶۷ اور دیگر کتب احادیث میں ۱۲۰۷ احادیث مروی ہیں۔ فتاویٰ شرعیہ اور حل مشکلات علمیہ اور بیان روایات عربیہ اور واقعات تاریخیہ کا شمار ان کے علاوہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جنگ جمل میں شرکت کی۔ آپ اس میں ایک اونٹ کے ہودج میں سوار تھیں، اسی لئے یہ جنگ جمل کے نام سے مشہور ہوئی۔ مقابلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے تھا۔ جنگ کے خاتمہ پر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ میری اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شکر رنجی ایسی ہی ہے جیسے عموماً بھاوج اور دیور میں ہو جایا کرتی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہی بات ہے۔ علامہ ابن حزم اور علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ فریقین میں سے کوئی بھی آغاز جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا مگر چند شریروں نے جو قتل عثمانی میں ملوث تھے، اس طرح جنگ کرا دی کہ رات کو اصحاب جمل کے لشکر پر چھاپہ مارا۔ وہ سمجھے کہ یہ فعل بحکم وبعلم حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوا ہے۔ انہوں نے بھی مدافعت میں حملہ کیا اور جنگ برپا ہو گئی۔ علامہ ابن حزم مزید لکھتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور ان کے جملہ رفقا نے امامت علی رضی اللہ عنہ کے بطلان یا جرح میں ایک لفظ بھی نہیں کہا نہ انہوں نے نقض بیعت کیا نہ کسی دوسرے کی بیعت کی نہ اپنے لئے کوئی دعویٰ کیا۔ یہ جملہ وجوہ یقین دلاتے ہیں کہ یہ جنگ صرف اتفاقی حادثہ تھا جس کا ہر دو جانب کسی کو خیال بھی نہ تھا (کتاب الفصل فی الملل جزو چہارم ص: ۱۵۸ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۱۷ھ) اس جنگ کے بانی خود قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے جو در پردہ یہودی تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا کر بعد میں قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کا نام لے کر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بہکا پھسلا کر اپنے ساتھ ملا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تھا۔ یہ واقعہ ۱۵ جمادی الثانیہ سنہ ۳۶ھ کو پیش آیا تھا لڑائی صبح سے تیسرے پہر تک رہی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ آغاز جنگ سے پہلے ہی صف سے الگ ہو گئے تھے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے مگر جان بحق ہونے سے پیشتر انہوں نے بیعت مرتضوی کی تجدید حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک افسر کے ہاتھ پر کی تھی (رضی اللہ عنہم)

٥٤٢٣ـ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: (۵۴۲۳) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے

قُلْتُ لِعَائِشَةَ: أَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْأَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ؟ قَالَتْ: مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِيْ عَامٍ جَاعَ النَّاسُ فِيْهِ فَأَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ فَنَأْكُلُهُ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قِيْلَ مَا اضْطَرَّكُمْ إِلَيْهِ؟ فَضَحِكَتْ قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى لَحِقَ بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَابِسٍ بِهَذَا. [أطرافه في: ٥٤٣٨، ٥٥٧٠، ٦٦٨٧] [مسلم: ٧٤٤٣؛ ترمذي: ١٥١١؛ نسائي: ٤٤٤٤؛ ابن ماجه: ٣٣١٣]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ صرف ایک سال اس کا حکم دیا تھا جس سال قحط پڑا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے چاہا تھا (اس حکم کے ذریعہ) کہ جو مال والے ہیں وہ (گوشت محفوظ کرنے کے بجائے) محتاجوں کو کھلا دیں اور ہم بکری کے پائے محفوظ رکھ لیتے تھے اور اسے پندرہ پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا: ایسا کرنے کے لیے کیا مجبوری تھی؟ اس پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ہنس پڑیں اور فرمایا: آل محمد نے سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک برابر کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ اللہ سے جا ملے۔ اور ابن کثیر نے بیان کیا کہ ہمیں سفیان نے خبر دی، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض ہے کہ سفیان کا سماع عبدالرحمٰن سے ثابت ہو جائے۔ ابن کثیر کی روایت کو طبرانی نے وصل کیا۔

٥٤٢٤- حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْهَدْيِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

(۵۴۲۴) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (مکہ مکرمہ سے حج کی) قربانی کا گوشت ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ لاتے تھے۔

تَابَعَهُ مُحَمَّدٌ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَقَالَ: حَتَّى جِئْنَا الْمَدِيْنَةَ؟ قَالَ: لَا. [راجع: ١٧١٩]

اس کی متابعت محمد نے کی ابن عیینہ کے واسطہ سے اور ابن جریج نے بیان کیا کہ میں نے عطاء سے پوچھا: کیا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ آ گئے انہوں نے کہا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا تھا۔

تشریح: حالانکہ عمرو بن دینار کی روایت میں یہ موجود ہے تو شاید عطاء سے یہ حدیث بیان کرنے میں غلطی ہوئی۔ کبھی انہوں نے اس لفظ کو یاد رکھا، کبھی انکار کیا۔ مسلم کی روایت میں یوں ہے۔ میں نے عطاء سے پوچھا کیا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے ((حتى جئنا المدينة)) انہوں نے کہا کہ ہاں کہا ہے۔

بَابُ الْحَيْسِ

باب: حیس کا بیان

تشریح: جو حلوہ، گھی یا آٹے سے بنایا جاتا ہے۔

٥٤٢٥- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى

(۵۴۲۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے غلام عمرو بن ابی عمرو

الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ طَلْحَةَ: الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)). فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوْا وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: ((هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ! بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)). [راجع:۳۷۱]

نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنے یہاں کے بچوں میں کوئی بچہ تلاش کرلاؤ جو میرے کام کردیا کرے۔ چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کرلائے۔'' میں آنحضرت ﷺ کی جب بھی آپ ﷺ کہیں پڑاؤ کرتے خدمت کرتا۔ میں سنا کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، سستی سے، بخیلی سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔'' (حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) پھر میں اس وقت سے برابر آپ کی خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہم خیبر سے واپس ہوئے اور حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں پسند فرمایا تھا۔ میں دیکھتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنی سواری پر پیچھے کپڑے سے پردہ کیا اور پھر انہیں وہاں بٹھایا۔ آخر جب ہم مقام صہبا میں پہنچے تو آپ ﷺ نے دسترخوان پر حیس (کھجور، پنیر اور گھی وغیرہ کا ملیدہ) بنایا پھر مجھے بھیجا اور میں لوگوں کو بلا لایا، پھر سب لوگوں نے اسے کھایا۔ یہی آنحضرت ﷺ کی طرف سے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی دعوت ولیمہ تھی۔ پھر آپ روانہ ہوئے اور جب احد دکھائی دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔'' اس کے بعد جب مدینہ نظر آیا تو فرمایا: ''اے اللہ! میں اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اسی طرح حرمت والا علاقہ بناتا ہوں جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا تھا۔ اے اللہ! اس کے رہنے والوں کو برکت عطا فرما۔ ان کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت فرما۔''

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی اور مدینہ کو مثل مکہ کے برکتوں سے مالا مال فرما دیا۔ مدینہ کی آب و ہوا معتدل ہے اور وہاں کا پانی شیریں اور وہاں کی غذا بہترین اثرات رکھتی ہے۔ مدینہ بھی مکہ کی طرح حرم ہے جو لوگ مدینہ کی حرمت کا انکار کرتے ہیں وہ سخت غلطی پر ہیں۔ اس بارے میں اہلحدیث ہی کا مسلک صحیح ہے کہ مدینہ بھی مثل مکہ حرم ہے۔ (زادھا اللہ شرفا وتعظیما)

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب بن شعبہ سبط حضرت ہارون علیہ السلام سے ہیں۔ ان کی ماں کا نام برہ بنت سموال تھا۔ یہ جنگ خیبر میں سبایا میں تھیں۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے درخواست کی مگر لوگوں نے کہا کہ بنو قریظہ اور بنو نضیر کی سیدہ ہیں۔ اسے نبی کریم ﷺ اپنے حرم میں داخل

فرمالیں تو بہتر ہے۔ چنانچہ ان کو آزاد کر کے آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ ایک روز نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں۔ آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا مجھ کو حقیر سمجھتی ہیں اور اپنے لئے بطور فخر کہتی ہیں کہ میرا نسب نامہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ تم مجھ سے کیوں کر بہتر ہو سکتی ہو۔ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور میرے چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور میرے شوہر حضرت محمد ﷺ ہیں۔ ایک دفعہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی ایک لونڈی نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے آ کر شکایت کی کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سبت کی عزت کرتی ہیں اور یہود کو عطیات دیتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کر بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ جب سے اللہ نے ہم کو جمعہ عطا فرمایا ہے میں نے سبت کبھی پسند نہیں کیا۔ رہے یہودی ان سے میری قرابت کے تعلقات ہیں اور میں ان کو ضرور دیتی رہتی ہوں۔ پھر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس لونڈی سے پوچھا کہ اس شکایت کی وجہ کیا ہے؟ لونڈی نے کہا کہ مجھے شیطان نے بہکا دیا تھا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اللہ کی راہ میں آزاد کر دیا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال رمضان سنہ ۵۰ ھ میں ہوا۔ ان سے دس احادیث مروی ہیں۔ ان کے ماموں رفاعہ بن سموال صحابی تھے۔ ان کی حدیث مؤطا امام مالک میں ہے۔ (رحمۃ للعالمین، جلد دوم/ص:۲۲۲)

بَابُ الْأَكْلِ فِي إِنَاءٍ مُفَضَّضٍ

٥٤٢٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَنَّهُمْ كَانُوْا عِنْدَ حُذَيْفَةَ فَاسْتَسْقَى فَسَقَاهُ مَجُوْسِيٌّ فَلَمَّا وَضَعَ الْقَدَحَ فِيْ يَدِهِ رَمَاهُ بِهِ وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّي نَهَيْتُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ وَلَا مَرَّتَيْنِ كَأَنَّهُ يَقُوْلُ: لَمْ أَفْعَلْ هَذَا وَلَكِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَلَا الدِّيْبَاجَ وَلَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَأْكُلُوْا فِيْ صِحَافِهَا فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). [طرفاه في: ٥٦٣٢، ٥٦٣٣، ٥٨٣١، ٥٨٣٧] [مسلم: ٥٣٩٤؛ ابوداود: ١٨٧٨؛ ابن ماجه: ٣٥٩٠]

باب: چاندی کے برتن میں کھانا کیسا ہے؟

(۵۴۲۶) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیف بن ابی سلیمان نے کہا، کہا میں نے مجاہد سے سنا، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ یہ لوگ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں موجود تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک مجوسی نے ان کو پانی (چاندی کے پیالے میں) لا کر دیا۔ جب اس نے پیالہ ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے پیالہ کو اس پر پھینک کر مارا اور کہا: اگر میں نے اسے بارہا اس سے منع نہ کیا ہوتا (کہ چاندی سونے کے برتن میں مجھے کچھ نہ دیا کرو) آگے وہ فرمانا چاہتے تھے کہ تو میں اس سے یہ معاملہ نہ کرتا لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''ریشم و دیباج نہ پہنو اور نہ سونے چاندی کے برتن میں کچھ پیو اور نہ ان کی پلیٹوں میں کچھ کھاؤ کیونکہ یہ چیزیں ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہوں گی۔''

تشریح: چاندی سونے کے برتنوں میں کھانا پینا مسلمانوں کے لئے قطعاً حرام ہے۔

بَابُ ذِكْرِ الطَّعَامِ

٥٤٢٧ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ

باب: کھانوں کا بیان

(۵۴۲۷) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُنْجَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيْحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيْحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)). [راجع: ٥٠٢٠]

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس مؤمن کی مثال جوقرآن پڑھتا ہوسنگترے جیسی ہے جس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور مزہ بھی پاکیزہ ہے اور اس مؤمن کی مثال جوقرآن نہیں پڑھتا کھجور جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی لیکن مزہ میٹھا ہوتا ہے اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال اندرائن جیسی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہوتی اور جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور منافق کی مثال جوقرآن پڑھتا ہو، ریحانہ (پھول) جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزہ کڑوا ہوتا ہے۔''

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ مزیدار اور خوشبودار کھانا کھانا درست ہے کیونکہ مؤمن کی مثال آپ نے اس سے دی۔ حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر حلال طور سے اللہ تعالیٰ مزیدار کھانا عنایت فرمائے تو اسے خوشی سے کھائے، حق تعالیٰ کا شکر بجالائے اور مزیدار کھانے کھانا، زہد اور درویشی کے خلاف نہیں ہے اور جو بعض جاہل فقیر مزیدار کھانے کو پانی یا نمک ملا کر بدمزہ کر کے کھاتے ہیں یہ اچھا نہیں ہے۔ بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ خوش ذائقہ کھانے پر خوش ہونا چاہیے۔ اسے بدذائقہ بنانا حماقت اور نادانی ہے۔ ایسے جاہل فقیر شریعت الٰہی کو الٹ پلٹ کرنے والے حلال وحرام کی نہ پروا کرنے والے درحقیقت دشمنان اسلام ہوتے ہیں۔ اعذنا من شرورھم۔ آمین

٥٤٢٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلَى سَائِرِ الطَّعَامِ)). [راجع: ٣٧٧٠]

(۵۴۲۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا کہا ہم سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے، جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔''

تشریح: اس لئے ثرید کھانا بھی گویا بہترین کھانا کھانا ہے جو آج بھی مسلمانوں میں مرغوب ہے۔ خصوصاً محبان رسول ﷺ میں آج بھی ثرید بنا کر کھانا مرغوب ہے۔

٥٤٢٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ فَإِذَا قَضَى نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ)). [راجع: ١٨٠٤]

(۵۴۲۹) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سمی نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو انسان کو سونے اور کھانے سے روک دیتا ہے۔ پس جب کسی شخص کی سفری ضرورت حسب منشا پوری ہو جائے تو اسے جلد ہی گھر واپس آ جانا چاہیے۔''

تشریح: پہلے زمانوں میں سفر واقعی نمونہ سقر ہوتا تھا مگر آج کے حالات بدل گئے ہیں پھر بھی سفر میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے حدیث ہذا کا حکم آج بھی باقی ہے۔

بَابُ الْأُدُمِ

٥٤٣٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ أَنَّهُ سَمِعَ الْقَاسِمَ ابْنَ مُحَمَّدٍ يَقُوْلُ: كَانَ فِيْ بَرِيْرَةَ ثَلَاثُ سُنَنٍ أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَهَا فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا: وَلَنَا الْوَلَاءُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((لَوْ شِئْتِ شَرَطْتِيهِ لَهُمْ فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ)) قَالَ: وَأُعْتِقَتْ فَخُيِّرَتْ فِيْ أَنْ تَقِرَّ تَحْتَ زَوْجِهَا أَوْ تُفَارِقَهُ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا بَيْتَ عَائِشَةَ وَعَلَى النَّارِ بُرْمَةٌ تَفُوْرُ فَدَعَا بِالْغَدَاءِ فَأُتِيَ بِخُبْزٍ وَأُدْمٍ مِنْ أُدْمِ الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَلَمْ أَرَ لَحْمًا؟)) قَالُوْا: بَلَى يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَلَكِنَّهُ لَحْمٌ تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيْرَةَ فَأَهْدَتْهُ لَنَا فَقَالَ: ((هُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا وَهَدِيَّةٌ لَنَا)). [راجع: ٤٥٦]

باب: سالن کا بیان

(۵۴۳۰) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے، ان سے ربیعہ نے، انہوں نے قاسم بن محمد سے سنا، آپ نے بیان کیا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریعت کی تین سنتیں قائم ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں (ان کے مالکوں سے) خرید کر آزاد کرنا چاہا تو ان کے مالکوں نے کہا کہ ولاء کا تعلق ہم سے ہی قائم ہوگا۔ (عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم یہ شرط لگا بھی لو جب بھی ولاء اسی کے ساتھ قائم ہوگا جو آزاد کرے گا۔'' پھر بیان کیا کہ بریرہ آزاد کی گئیں اور انہیں اختیار دیا گیا کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ رہیں یا ان سے الگ ہو جائیں اور تیسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، چولہے پر ہانڈی پک رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دوپہر کا کھانا طلب فرمایا تو روٹی اور گھر میں موجود سالن پیش کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا میں نے گوشت (پکتے ہوئے) نہیں دیکھا ہے؟'' عرض کیا: دیکھا ہے یا رسول اللہ! لیکن وہ گوشت تو بریرہ کو صدقہ میں ملا ہے، انہوں نے ہمیں ہدیہ کے طور پر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کے لیے وہ صدقہ ہے لیکن ہمارے لیے ہدیہ ہے۔''

بَابُ الْحَلْوَى وَالْعَسَلِ

٥٤٣١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَى وَالْعَسَلَ. [راجع: ٤٩١٢]

[مسلم: ٢٦٧٩؛ ابوداود: ٣٧١٥؛ ترمذي: ١٨٣١؛ ابن ماجه: ٣٣٢٣]

باب: میٹھی چیز اور شہد کا بیان

(۵۴۳۱) مجھ سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، ان سے ابواسامہ نے، ان سے ہشام نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میٹھی چیز اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے۔

تشریح: اس نیت سے میٹھی چیز اور شہد کھانا بھی عین ثواب ہے۔ محبت نبوی ﷺ کا تقاضا یہی ہے کہ جو چیز آپ نے پسند فرمائی ہم بھی اسے پسند کریں ایسے ہی لوگوں کا نام اہلحدیث ہے۔

٥٤٣٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شَيْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي الْفُدَيْكِ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ أَلْزَمُ النَّبِيَّ ﷺ لِشِبَعِ بَطْنِي حِيْنَ لَا آكُلُ الْخَمِيْرَ وَلَا أَلْبَسُ الْحَرِيْرَ وَلَا يَخْدُمُنِيْ فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةُ وَأُلْصِقُ بَطْنِي بِالْحَصْبَاءِ وَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآيَةَ وَهِيَ مَعِيْ كَيْ يَنْقَلِبَ بِيْ فَيُطْعِمَنِيْ وَخَيْرُ النَّاسِ لِلْمَسَاكِيْنِ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ يَنْقَلِبُ بِنَا فَيُطْعِمُنَا مَا كَانَ فِيْ بَيْتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ لَيُخْرِجُ إِلَيْنَا الْعُكَّةَ لَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ فَنَشْتَقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِيهَا. [راجع: ٣٧٠٨]

(۵۴۳۲) ہم سے عبدالرحمٰن بن شیبہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھے ابن ابی الفدیک نے خبر دی، انہیں ابن ابی ذئب نے، انہیں مقبری نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پیٹ بھرنے کے بعد ہر وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی رہا کرتا تھا۔ اس وقت میں روٹی نہیں کھاتا تھا۔ نہ ریشم پہنتا تھا، نہ فلاں اور فلانی میری خدمت کرتے تھے (بھوک کی شدت کی وجہ سے بعض اوقات) میں اپنے پیٹ پر کنکریاں لگا لیتا اور کبھی میں کسی سے کوئی آیت پڑھنے کے لیے کہتا، حالانکہ وہ مجھے یاد ہوتی۔ مقصد صرف یہ ہوتا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلا دے اور مسکینوں کے لیے سب سے بہترین شخص حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے، ہمیں اپنے گھر ساتھ لے جاتے اور جو کچھ بھی گھر میں ہوتا کھلا دیتے تھے۔ کبھی تو ایسا ہوتا کہ گھی کا ڈبہ نکال کر لاتے اور اس میں کچھ نہ ہوتا ہم اسے پھاڑ کر اس میں جو کچھ لگا ہوتا چاٹ لیتے تھے۔

تشریح: ابن منیر نے کہا چونکہ اکثر کپیوں میں شہد ہی ہوتا ہے اور ایک طریق میں اس کی صراحت آئی ہے یعنی شہد کی کپی تو باب کی مناسبت حاصل ہوگئی۔ گویا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طریق کی طرف اشارہ کیا گھی کا ڈبہ بھی مراد ہو سکتا ہے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ مہاجرین حبشہ کے سردار رہے۔ سنہ ۷ھ میں مدینہ واپس تشریف لائے۔ نبی کریم ﷺ غزوہ خیبر میں تھے یہ بھی وہاں پہنچ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ کو فتح خیبر کی خوشی زیادہ ہے یا جعفر کے آنے کی۔ سنہ ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہوئے۔ تلوار اور نیزے کے نوے سے زیادہ زخم ان کے سامنے کی طرف موجود تھے دونوں بازو جڑ سے کٹ گئے تھے عمر مبارک بوقت شہادت چالیس سال کی تھی۔

بَابُ الدُّبَّاءِ

باب: کدو کا بیان

٥٤٣٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَتَى مَوْلًى لَهُ خَيَّاطًا فَأُتِيَ بِدُبَّاءٍ فَجَعَلَ يَأْكُلُهُ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّهُ مُنْذُ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُهُ. [راجع: ٢٠٩٢]

(۵۴۳۳) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ازہر بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، ان سے ثمامہ بن انس نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے، پھر آپ ﷺ کی خدمت میں (پکا ہوا) کدو پیش کیا گیا اور آپ ﷺ اسے (رغبت کے ساتھ) کھانے لگے۔ اسی وقت سے میں بھی کدو پسند کرتا ہوں کیونکہ حضور اکرم ﷺ کو اسے میں نے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کدو کھاتے اور کہتے تو وہ درخت ہے جو مجھ کو بہت ہی زیادہ محبوب ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ تجھ سے محبت رکھتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ کدو آپ کو سب کھانوں میں زیادہ پسند تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہانڈی میں کدو زیادہ ڈالو اس سے آدمی کا رنج دفع ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو اور خرما وہ دونوں جنت کے میوے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو سے دماغ کو طاقت ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ کدو بصارت کو قوی کرتا اور قلب کو روشن کرتا ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِإِخْوَانِهِ

باب: اپنے دوستوں اور مسلمان بھائیوں کی دعوت کے لیے کھانا تکلف سے تیار کرائے

تشریح: صرف اتنا ہی تصرف جو حد اسراف میں نہ ہو۔

٥٤٣٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كَانَ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ: اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا أَدْعُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَإِنْ شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ قَالَ: بَلْ أَذِنْتُ لَهُ. [راجع: ٢٠٨١]

(۵۴۳۴) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابوشعیب کہا جاتا تھا۔ اس کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچتا تھا۔ حضرت ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے کہا: تم میری طرف سے کھانا تیار کردو۔ میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں ۔ چنانچہ وہ حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلا کر لائے۔ ان کے ایک صاحب بھی چلنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہم پانچ آدمیوں کی تم نے دعوت کی ہے مگر یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آئے ہیں اگر چاہیں تو انہیں اجازت دو اور اگر چاہو منع کر دو۔'' حضرت ابوشعیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں بھی اجازت دے دی۔ محمد بن یوسف نے بیان کیا کہ میں نے محمد بن اسماعیل سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب لوگ دستر خوان پر بیٹھے ہوں تو انہیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ ایک دستر خوان والے دوسرے دستر خوان والوں کو اپنے دستر خوان سے اٹھا کر کوئی چیز دیں۔ البتہ ایک ہی دستر خوان پر ان کے شرکاء کو اس میں سے کوئی چیز دینے نہ دینے کا اختیار ہے۔

تشریح: باب کی مطابقت اس سے نکلی کہ اس نے خاص پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کرایا تو ضرور اس میں تکلف کیا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ میزبان کو اختیار ہے کہ جو بن بلائے چلا آئے اس کو اجازت دے یا نہ دے بن بلائے دعوت میں جانا حرام ہے مگر جب یہ یقین ہو کہ میزبان اس کے جانے سے خوش ہوگا اور دونوں میں بے تکلفی ہو تو درست ہے۔ اسی طرح اگر عام دعوت ہے تو اس میں بھی جانا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ أَضَافَ رَجُلًا إِلَى طَعَامٍ وَأَقْبَلَ هُوَ عَلَى عَمَلِهِ

باب: صاحب خانہ کے لیے ضروری نہیں ہے کہ مہمان کے ساتھ آپ بھی وہ کھائے

٥٤٣٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ سَمِعَ النَّضْرَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ

(۵۴۳۵) مجھ سے عبداللہ بن منیر نے بیان کیا، انہوں نے نضر سے سنا، انہیں ابن عون نے خبر دی، کہا: مجھے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے خبر دی اور

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى غُلَامٍ لَهُ خَيَّاطٍ فَأَتَاهُ بِقَصْعَةٍ فِيهَا طَعَامٌ وَعَلَيْهِ دُبَّاءٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ قَالَ: فَلَمَّا رَأَيْتُ ذَلِكَ جَعَلْتُ أَجْمَعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ: فَأَقْبَلَ الْغُلَامُ عَلَى عَمَلِهِ قَالَ أَنَسٌ: لَا أَزَالُ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ مَا صَنَعَ. [راجع: ٢٠٩٢]

ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نوعمر تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتا تھا۔ آنحضرت ﷺ اپنے ایک درزی غلام کے پاس تشریف لے گئے۔ وہ ایک پیالہ لایا جس میں کھانا تھا اور اوپر کدو کے قتلے تھے۔ آپ ﷺ کدو تلاش کرنے لگے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب میں نے یہ دیکھا تو کدو کے قتلے آپ کے سامنے جمع کر کے رکھنے لگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (پیالہ آنحضور ﷺ کے سامنے رکھنے کے بعد) غلام اپنے کام میں لگ گیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسی وقت سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا، جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ عمل دیکھا۔

تشریح: کہ آپ کدو تلاش کر کر کے کھا رہے تھے، غلام دستر خوان پر کھانا رکھنے کے بعد دوسرے کام میں لگ گیا اور ساتھ کھانے نہیں بیٹھا۔ اس سے باب کا مسئلہ ثابت ہوا۔

بَابُ الْمَرَقِ

باب: شوربہ کا بیان

٥٤٣٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ خَيَّاطًا دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ فَذَهَبْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَرَّبَ خُبْزَ شَعِيرٍ وَمَرَقًا فِيهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ بَعْدَ يَوْمِئِذٍ. [راجع: ٢٠٩٢] [مسلم: ٥٣٢٥؛ ابو داود: ٣٧٨٢؛ ترمذي: ١٨٥٠]

(۵۴۳۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک بن انس نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ نبی ﷺ کے سامنے جو کی روٹی اور شوربہ پیش کیا گیا۔ جس میں کدو اور خشک گوشت کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ پیالے میں چاروں طرف کدو تلاش کر رہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔

محبت کا یہی تقاضا ہے کہ جسے محبوب پسند کرے اسے محب بھی پسند کرے۔ سچ ہے: ان المحب لمن یحب مطیع جعلنا اللہ منہم آمین۔

تشریح: حضرت امام مالک بن انس بن اصبحی امام دار الہجرۃ کے لقب سے مشہور ہیں۔ سنہ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور بعمر ۸۴ سال سنہ ۱۷۹ھ میں انتقال فرمایا۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کسی حدیث کی سند حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچ جاتی ہے تو وہ حدیث نہایت اعلیٰ مقام صحت تک پہنچ جاتی ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ہارون رشید جیسے ایک ہزار علما اور لوگ ان کے شاگرد ہیں۔

بَابُ الْقَدِيدِ

باب: خشک کیے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کا بیان

٥٤٣٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمَرَقَةٍ فِيهَا دُبَّاءٌ وَقَدِيدٌ فَرَأَيْتُهُ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ يَأْكُلُهُ. [راجع: ٢٠٩٢]

(۵۴۳۷) ہم سے حکیم ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن انس نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شوربہ لایا گیا۔ اس میں کدو اور سوکھے گوشت کے ٹکڑے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اس میں سے کدو کے قتلے تلاش کر کے کھا رہے تھے۔

٥٤٣٨۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا فَعَلَهُ إِلَّا فِي عَامٍ جَاعَ النَّاسُ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيرَ وَإِنْ كُنَّا لَنَرْفَعُ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ وَمَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُومٍ ثَلَاثًا. [راجع: ٥٤٢٣]

(۵۴۳۸) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن عابس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا کہ تین دن سے زیادہ گوشت قربانی والا رکھنے سے منع فرمایا ہو۔ صرف اس سال یہ حکم دیا تھا جس سال قحط کی وجہ سے لوگ فاقے میں مبتلا تھے۔ مقصد یہ تھا کہ جو لوگ غنی ہیں وہ گوشت محتاجوں کو کھلائیں (اور جمع کر کے نہ رکھیں) اور ہم تو بکری کے پائے محفوظ کر کے رکھ لیتے تھے اور پندرہ دن بعد تک (کھاتے تھے) اور آل محمد نے کبھی سالن کے ساتھ گیہوں کی روٹی تین دن تک برابر سیر ہو کر نہیں کھائی۔

تشریح: آل محمد ﷺ کے سلسلہ میں آپ کے فرزندان نرینہ تین تھے مگر تینوں حالت طفلی میں اللہ کو پیارے ہو گئے، جن کے نام قاسم، عبداللہ اور ابراہیم رضی اللہ عنہم ہیں اور دختران طاہرہ چار ہیں۔ بیٹیوں میں (۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہیں جو حضرت قاسم سے چھوٹی اور دیگر اولاد النبی ﷺ سے بڑی ہیں۔ (۲) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں۔ (۳) حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے چھوٹی ہیں (۴) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں جن کے فضائل بے شمار ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ نے ایک خاص وصیت فرمائی تھی کہ میری بیٹی اس دعا کو ہمیشہ پڑھا کرو: "يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ وَلَا تَكِلْنِي إِلَى نَفْسِي طَرْفَةَ عَيْنٍ وَأَصْلِحْ لِي شَأْنِي كُلَّهُ۔" (بیہقی) آل رسول کا لفظ ان سب پر ان کی آل اولاد پر حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد پر بولا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ نَاوَلَ أَوْ قَدَّمَ إِلَى صَاحِبِهِ عَلَى الْمَائِدَةِ شَيْئًا

باب: جس نے ایک ہی دستر خوان پر کوئی چیز اٹھا کر اپنے دوسرے ساتھی کو دی یا اس کے سامنے رکھی

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَا بَأْسَ أَنْ يُنَاوِلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَلَا يُنَاوِلُ مِنْ هَذِهِ الْمَائِدَةِ إِلَى مَائِدَةٍ أُخْرَى.

(امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اگر (ایک دستر خوان پر) ایک دوسرے کی طرف دستر خوان کے کھانے بڑھائے لیکن یہ جائز نہیں کہ (میزبان کی اجازت کے بغیر) ایک دستر خوان سے دوسرے دستر خوان کی طرف کوئی چیز بڑھائی جائے۔

٥٤٣٩- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ قَالَ أَنَسٌ: فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ أَنَسٌ: فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الصَّحْفَةِ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمِئِذٍ وَقَالَ: ثُمَامَةُ عَنْ أَنَسٍ فَجَعَلْتُ أَجْمَعُ الدُّبَّاءَ بَيْنَ يَدَيْهِ. [راجع: ٢٠٩٢]

(۵۴۳۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ایک درزی نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے آنحضرت ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اس دعوت میں گیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربہ جس میں کدو اور خشک کیا ہوا گوشت تھا، پیش کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ پیالہ میں چاروں طرف کدو تلاش کر رہے ہیں۔ اسی دن سے میں بھی کدو پسند کرنے لگا۔ ثمامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ پھر میں آنحضرت ﷺ کے سامنے کدو کے قتلے تلاش کر کر کے اکٹھے کرنے لگا۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ثمامہ کی روایت سے ترجمہ باب نکالا ہے کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ایک دسترخوان والے دوسرے شخص کو جو اس دسترخوان پر بیٹھا ہو کھانا دے سکتے ہیں خواہ کھانا ایک ہی برتن میں ہو یا علیحدہ برتنوں میں مگر جس کو کھانا دے رہے ہیں اس کی مرضی بھی ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی شکم سیر ہو رہا ہو اسے کھانا دینا اس کی اجازت بغیر غلط ہوگا۔

بَابُ الرُّطَبِ بِالْقِثَّاءِ

باب: تازہ کھجور اور ککڑی ایک ساتھ کھانا

٥٤٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [طرفاه في: ٥٤٤٧، ٥٤٤٩] [مسلم: ٥٣٣٠؛ ابوداود: ٣٨٣٥؛ ترمذي: ١٨٤٤؛ ابن ماجه: ٣٣٢٥]

(۵۴۴۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

تشریح: یہ بڑی دانائی اور حکمت کی بات ہے ایک دوسری کی مصلح ہیں کھجور کی گرمی ککڑی توڑ دیتی ہے جو ٹھنڈی ہے، حضرت عبداللہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے پہلے بیٹے ہیں جو حبش میں پیدا ہوئے۔ کثرت سخاوت سے ان کا لقب بحر الجود تھا۔ حد درجہ کے عبادت گزار تھے۔ سنہ ۸۰ھ میں بعمر ۹۰ سال مدینۃ المنورہ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابُ الْحَشَفِ

باب: ردی کھجور (بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنے) کے بیان میں

٥٤٤١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: تَضَيَّفْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَبْعًا فَكَانَ هُوَ وَامْرَأَتُهُ وَخَادِمُهُ يَعْتَقِبُوْنَ اللَّيْلَ أَثْلَاثًا يُصَلِّي هَذَا ثُمَّ يُوْقِظُ هَذَا وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ تَمْرًا فَأَصَابَنِي سَبْعُ تَمَرَاتٍ إِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ. [راجع: ٥٤١١]

(۵۴۴۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عباس جریری نے اور ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے یہاں سات دن تک مہمان رہا، وہ اور ان کی بیوی اور ان کے خادم نے رات میں (جاگنے کی) باری مقرر کر رکھی تھی۔ رات کے ایک تہائی حصہ میں ایک صاحب نماز پڑھتے رہتے پھر وہ دوسرے کو جگا دیتے اور میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں ایک مرتبہ کھجوریں تقسیم کیں اور مجھے بھی سات کھجوریں دیں، ایک ان میں خراب تھی۔

تشریح: مگرانہوں نے اسے بھی بخوشی قبول کیا۔ اطاعت شعاری کا یہی تقاضا ہے نہ کہ ان مقلدین جامدین کی طرح جو میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو کے موافق عمل کرتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ حدیث سے بوقت ضرورت راشن تقسیم کرنا بھی ثابت ہوا جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ہذا سے ثابت فرمایا ہے اور آپ کے اجتہاد علمی کی دلیل ہے پھر بھی کتنے معاند مقلد عقل کے خود کورے ہیں جو امام موصوف کو مجتہد نہیں مانتے بلکہ مثل اپنے مقلد مشہور کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

٥٤٤١م ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَنَا تَمْرًا فَأَصَابَنِي مِنْهُ خَمْسٌ أَرْبَعُ تَمَرَاتٍ وَحَشَفَةٌ ثُمَّ رَأَيْتُ الْحَشَفَةَ هِيَ أَشَدُّهُنَّ لِضِرْسِي. [راجع: ٥٤١١]

(۵۴۴۱) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، ان سے عاصم نے، ان سے ابوعثمان نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم میں کھجور تقسیم کی پانچ مجھے عنایت فرمائیں چار تو اچھی کھجوریں تھیں اور ایک خراب تھی جو میرے دانتوں کے لیے سب سے زیادہ سخت تھی۔

تشریح: غلہ کی کم یابی کے زمانہ میں ان احادیث سے سرکاری سطح پر راشن کی تقسیم کا طریقہ ثابت ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ راشن اچھا ہو یا ردی برابر حصہ سب کو تقسیم کرنا چاہیے۔ آج کے دور گرانی میں راشن کی صحیح تقسیم کے لئے ان احادیث نبوی میں بڑی روشنی ملتی ہے مگر دیکھنے سمجھنے عملی جامہ پہنانے کے لئے دیدۂ بینا کی ضرورت ہے نہ کہ آج کل جیسے بددیانت تقسیم کاروں کی جن کے ہاتھوں صحیح تقسیم نہ ہونے کے باعث مخلوق الٰہی پریشان ہے یہ راشن تقسیم کرنے کا دوسرا واقعہ ہے۔

بَابُ الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

باب: تازہ کھجور اور خشک کھجور کے بیان میں

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾ [مريم: ٢٥]

اور اللہ عزوجل کا (سورۂ مریم میں) حضرت مریم علیہا السلام کو خطاب "اور اپنی طرف کھجور کی شاخ کو ہلا تو تم پر تازہ کھجوریں گریں گی۔"

٥٤٤٢ـ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ صَفِيَّةَ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي

(۵۴۴۲) اور محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے منصور بن صفیہ نے، کہا مجھ سے میری والدہ نے اور ان سے حضرت

أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ: التَّمْرِ وَالْمَاءِ.

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی اور ہم پانی اور کھجور ہی سے (اکثر دنوں میں) پیٹ بھرتے رہے۔

[راجع: ٥٣٨٣]

تشریح: آیت میں تر کھجور کا ذکر ہے اسی لئے یہاں اسے نقل کیا گیا۔ آیت میں اس وقت کا ذکر ہے جب حضرت مریم علیہا السلام حالت زچگی میں کھجور کے درخت کے نیچے غمگین بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اطمینان دلایا اور تازہ کھجوروں سے ان کی ضیافت فرمائی۔

٥٤٤٣- حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ حَازِمٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيْعَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِيْ فِيْ تَمْرِيْ إِلَى الْجِذَاذِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيْقِ رُوْمَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَاءَ نِي الْيَهُوْدِيُّ عِنْدَ الْجِذَاذِ وَلَمْ أَجُذَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: ((امْشُوا نَسْتَنْظِرْ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُوْدِيِّ)). فَجَاءُ وْنِي فِيْ نَخْلِيْ فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُ الْيَهُوْدِيَّ فَيَقُوْلُ: أَبَا الْقَاسِمِ! لَا أُنْظِرُهُ فَلَمَّا رَآهُ النَّبِيُّ ﷺ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ فَأَبَى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيْلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ عَرِيْشُكَ يَا جَابِرُ؟)) فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((افْرُشْ لِيْ فِيْهِ)) فَفَرَشْتُهُ فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُوْدِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ: ((يَا جَابِرُ! جُذَّ وَاقْضِ)). فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَا قَضَيْتُهُ وَفَضَلَ مِثْلُهُ فَخَرَجْتُ حَتَّى

(۵۴۴۳) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے ابراہیم بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا اور وہ مجھے قرض اس شرط پر دیا کرتا تھا کہ میری کھجوریں تیار ہونے کے وقت لے لے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک زمین بئر رومہ کے راستہ میں تھی۔ ایک سال کھجور کے باغ میں پھل نہیں آئے۔ پھل چنے جانے کا جب وقت آیا تو وہ یہودی میرے پاس آیا لیکن میں نے تو باغ سے کچھ بھی نہیں توڑا تھا۔ اس لیے میں آئندہ سال کے لیے مہلت مانگنے لگا لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ اس کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ”چلو، یہودی سے جابر کے لیے ہم مہلت مانگیں گے۔“ چنانچہ یہ سب میرے پاس میرے باغ میں تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ اس یہودی سے گفتگو فرماتے رہے لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ ابوالقاسم میں مہلت نہیں دے سکتا۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور کھجور کے باغ میں چاروں طرف پھرے پھر تشریف لائے اور اس سے گفتگو کی لیکن اس نے اب بھی انکار کیا پھر میں کھڑا ہوا اور تھوڑی سی تازہ کھجور لا کر نبی ﷺ کے سامنے رکھی۔ آنحضرت ﷺ نے ان کو تناول فرمایا پھر فرمایا: ”جابر تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟“ میں نے آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس میں میرے لیے کچھ فرش بچھا دو۔“ میں نے بچھا دیا تو آپ ﷺ داخل ہوئے اور آرام فرمایا پھر بیدار ہوئے تو میں ایک مٹھی اور کھجور لایا۔ آنحضرت ﷺ نے اس میں سے بھی تناول فرمایا پھر آپ کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی۔ اس نے اب بھی انکار کیا۔

جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَبَشَّرْتُهُ فَقَالَ: ((أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ)).
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: عَرْشٌ وَعَرِيشٌ بِنَاءٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿مَعْرُوشَاتٍ﴾ [الانعام: ١٤١] مَا يُعَرَّشُ مِنَ الْكُرُومِ وَغَيْرِ ذَلِكَ ﴿عُرُوشِهَا﴾ [البقرة: ٢٥٩] أَبْنِيَتُهَا.

آنحضرت ﷺ دوبارہ باغ میں کھڑے ہوئے پھر فرمایا: ''جابر! جاؤ! اب پھل توڑو اور قرض ادا کردو۔'' آپ ﷺ کھجوروں کے توڑے جانے کی جگہ کھڑے ہوگئے اور میں نے باغ میں سے اتنی کھجوریں توڑلیں جن سے میں نے قرض ادا کردیا اور اس میں سے کھجوریں بچ بھی گئیں پھر میں وہاں سے نکلا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ خوشخبری سنائی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔'' ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں ''عروش'' کا لفظ ہے۔ عروش اور عریش عمارت کی چھت کو کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (سورۂ انعام میں لفظ) ''معروشات'' سے مراد انگور وغیرہ کی ٹٹیاں ہیں۔ دوسری آیت (سورۂ بقرہ) میں ﴿خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا﴾ یعنی اپنی چھتوں پر گرے ہوئے۔

تشریح: حدیث میں خشک وتر کھجوروں کا ذکر ہے۔ یہی وجہ مطابقت ہے آپ کی دعا کی برکت سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قرض ادا ہوگیا۔

بَابُ أَكْلِ الْجُمَّارِ

باب: کھجور کے درخت کا گوند کھانا جائز ہے

تشریح: الجمار و الجامور درخت خرما کا گوند جو چربی کی طرح سفید ہوتا ہے۔ (مصباح)

٥٤٤٤۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُجَاهِدٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ جُلُوسٌ إِذْ أُتِيَ بِجُمَّارِ نَخْلَةٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ لَمَا بَرَكَتُهُ كَبَرَكَةِ الْمُسْلِمِ)). فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَعْنِي النَّخْلَةَ فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! ثُمَّ الْتَفَتُّ فَإِذَا أَنَا عَاشِرُ عَشَرَةٍ أَنَا أَحْدَثُهُمْ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع:٦١]

(٥٤٤٤) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے مجاہد نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کھجور کے درخت کا گابھہ لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بعض درخت ایسے ہوتے ہیں جن کی برکت مسلمان کی برکت کی طرح ہوتی ہے۔'' میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ کا اشارہ کھجور کے درخت کی طرف ہے۔ میں نے سوچا کہ کہہ دوں کہ وہ درخت کھجور کا ہوتا ہے یا رسول اللہ! لیکن پھر جو میں نے مڑ کر دیکھا تو مجلس میں میرے علاوہ نو آدمی اور تھے اور میں ان میں سے سب سے چھوٹا تھا۔ اس لیے میں خاموش رہا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ درخت کھجور کا ہے۔''

تشریح: کھجور کا درخت آدمی سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ اس کے گودہ میں ایسی بو ہوتی ہے۔ جیسی آدمی کے نطفہ میں اور اس کا سر کاٹ ڈالو تو وہ آدمی کی طرح مر جاتا ہے اور درخت نہیں مرتے بلکہ پھر ہرے بھرے ہوجاتے ہیں مگر کھجور کا سر آدمی کے سر کی مثال ہے۔ اسی لیے حکما نے کھجور کو ایسی آخری نباتات سے قرار دیا ہے کہ وہاں سے حیوانات اور نباتات میں اتصال بہت قریب ہوتا ہے۔

بَابُ الْعَجْوَةِ

باب: عجوہ کھجور کا بیان

٥٤٤٥ـ حَدَّثَنَا جُمْعَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ فِيْ ذَلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ)). [اطرافه في: ٥٧٦٨، ٥٧٦٩، ٥٧٧٩]

(۵۴۴۵) ہم سے جمعہ بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان نے بیان کیا، کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہر دن صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھالیں، اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔“

[مسلم: ۵۳۳۹؛ ابو داود: ۳۸۷۶]

تشریح: سند میں جمعہ بن عبداللہ راوی کی کنیت ابو بکر بلخی ہے اور نام ہے یحییٰ، جمعہ ان کا لقب ہے، ابو خاقان بھی ان کی کنیت ہے۔ ان سے ایک یہی حدیث اس کتاب میں مروی ہے اور باقی کتب ستہ کی کتابوں میں ان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ عجوہ مدینہ میں ایک عمدہ قسم کی کھجور کا نام ہے۔

بَابُ الْقِرَانِ فِي التَّمْرِ

باب: دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانا

تشریح: منع ہے جب دوسرے لوگوں کے ساتھ کھا رہا ہو۔

٥٤٤٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، قَالَ: أَصَابَنَا عَامُ سَنَةٍ مَعَ ابْنِ الزُّبَيْرِ رَزَقَنَا تَمْرًا فَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَمُرُّ بِنَا وَنَحْنُ نَأْكُلُ وَيَقُوْلُ: لَا تُقَارِنُوْا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ الْأَقْرَانِ ثُمَّ يَقُوْلُ: إِلَّا أَنْ يَسْتَأْذِنَ الرَّجُلُ أَخَاهُ قَالَ شُعْبَةُ: الْإِذْنُ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ. [راجع: ٢٤٥٥]

(۵۴۴۶) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جبلہ بن سحیم نے بیان کیا، کہا ہمیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ (جب وہ حجاز کے خلیفہ تھے) ایک سال قحط کا سامنا کرنا پڑا تو انہوں نے راشن میں کھانے کے لیے کھجوریں دیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس سے گزرتے اور ہم کھجور کھاتے ہوتے تو وہ فرماتے: دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر نہ کھاؤ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع کیا ہے، پھر فرمایا: سوائے اس صورت کے جب اس کو کھانے والا شخص اپنے ساتھ سے (جو کھانے میں شریک ہے) اس کی اجازت لے لے۔ شعبہ نے بیان کیا کہ اجازت والا ٹکڑا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔

تشریح: یہ حدیث کے الفاظ نہیں ہیں۔

بَابُ بَرَكَةِ النَّخْلَةِ

باب: کھجور کے درخت کی برکت کا بیان

٥٤٤٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ

(۵۴۴۷) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن طلحہ نے بیان کیا، ان سے زبید نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے بیان کیا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”درختوں میں ایک

شَجَرَةً تَكُونُ مِثْلَ الْمُسْلِمِ وَهِيَ النَّخْلَةُ)). [راجع: ٦١]

درخت مثل مسلمان کے ہے اور وہ کھجور کا درخت ہے۔''

بَابُ الْقِثَّاءِ

باب: ککڑی کھانے کا بیان

٥٤٤٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [راجع: ٥٤٤٠]

(۵۴۴۸) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کھجور کو ککڑی کے ساتھ کھاتے ہوئے دیکھا۔

تشریح: جس کا پھل بے حد مقوی اور بہترین لذت والا شیریں ہوتا ہے۔ مسلمان کو بھی ایسا ہی بن کر رہنا چاہیے اور اپنی ذات سے خلق اللہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانا چاہیے۔ کسی کو ناحق ایذا رسانی مسلمان کا کام نہیں ہے۔ کھجور مدینہ منورہ کی خاص پیداوار ہے، یہ اس لئے بھی مسلمانوں کو زیادہ محبوب ہے۔

بَابُ جَمْعِ اللَّوْنَيْنِ أَوِ الطَّعَامَيْنِ بِمَرَّةٍ

باب: ایک وقت میں دو طرح کے (پھل) یا دو قسم کے کھانے جمع کر کے کھانا

٥٤٤٩ـ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَأْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّاءِ. [راجع: ٥٤٤٠]

(۵۴۴۹) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو ابراہیم بن سعد نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ککڑی کے ساتھ کھجور کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

بَابُ مَنْ أَدْخَلَ الضِّيفَانَ عَشَرَةً عَشَرَةً وَالْجُلُوسِ عَلَى الطَّعَامِ عَشَرَةً عَشَرَةً

باب: دس دس مہمانوں کو ایک ایک بار بلا کر کھانے پر بٹھانا

٥٤٥٠ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ الْجَعْدِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَنَسٍ ح: وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ؛ ح: وَعَنْ سِنَانٍ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّهُ عَمَدَتْ إِلَى مُدٍّ مِنْ شَعِيرٍ جَشَّتْهُ وَجَعَلَتْ مِنْهُ خَطِيفَةً وَعَصَرَتْ عُكَّةً عِنْدَهَا

(۵۴۵۰) ہم سے صلت بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے جعد ابو عثمان نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور (اس کی روایت حماد) نے ہشام سے بھی کی، ان سے محمد نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور سنان ابو ربیعہ سے (بھی کی) اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک مد جو لیا اور اسے پیس کر اس کا خطیفہ (آٹے کو دودھ میں ملا کر پکاتے ہیں) پکایا اور ان کے پاس جو گھی کا ڈبہ تھا اس میں سے اس پر

ثُمَّ بَعَثَنِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَدَعَوْتُهُ قَالَ: ((وَمَنْ مَعِيَ؟)) فَجِئْتُ فَقُلْتُ: إِنَّهُ يَقُولُ: ((وَمَنْ مَعِيَ)) فَخَرَجَ إِلَيْهِ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ صَنَعَتْهُ أُمُّ سُلَيْمٍ فَدَخَلَ فَجِيءَ بِهِ وَقَالَ: ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)) فَدَخَلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ: ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)) فَدَخَلُوا فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ثُمَّ قَالَ: ((أَدْخِلْ عَلَيَّ عَشَرَةً)) حَتَّى عَدَّ أَرْبَعِينَ ثُمَّ أَكَلَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ هَلْ نَقَصَ مِنْهَا شَيْءٌ.

[راجع: ٤٢٢]

سے گھی نچوڑا، پھر مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں (بلانے کے لیے) بھیجا۔ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گیا تو آپ ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو کھانا کھانے کے لیے بلایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''اور وہ لوگ بھی جو میرے ساتھ ہیں؟'' چنانچہ میں واپس آیا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ تو فرماتے ہیں کہ ''جو میرے ساتھ موجود ہیں وہ بھی چلیں گے۔'' اس پر ابوطلحہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! وہ تو ایک چیز ہے جو ام سلیم نے آپ کے لیے پکائی ہے۔ آنحضرت تشریف لائے اور کھانا آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دس آدمیوں کو میرے پاس اندر بلالو۔'' چنانچہ دس صحابہ داخل ہوئے اور کھانا پیٹ بھر کر کھایا، پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو میرے پاس اور بلالو۔'' یہ دس بھی اندر آئے اور پیٹ بھر کر کھایا، پھر فرمایا: ''اور دس آدمیوں کو بلالو۔'' اس طرح انہوں نے چالیس آدمیوں کا شمار کیا۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے کھانا کھایا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں دیکھنے لگا کہ کھانے میں سے کچھ بھی کم نہیں ہوا۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الثُّومِ وَالْبُقُولِ

باب: لہسن اور دوسری (بدبودار) ترکاریوں کا بیان (جیسے پیاز مولی وغیرہ)

فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس بارے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ سے کراہت نقل کی ہے۔

٥٤٥١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ: قِيلَ لِأَنَسٍ: مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فِي الثُّومِ؟ فَقَالَ: ((مَنْ أَكَلَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا)). [راجع: ٨٥٦]

(5451) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کو لہسن کے بارے میں کچھ کہتے نہیں سنا۔ البتہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (لہسن) کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔''

تشریح: یعنی ہمارے ساتھ نماز میں شریک نہ ہو کیونکہ ان کی بو سے فرشتوں کو اور نمازیوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ ہاں اگر خوب صاف کر کے یا کچھ کھا کر بو کو دور کیا جا سکے تو امر دیگر ہے۔ آج کل بیڑی، سگریٹ پینے والوں کے لئے بھی منہ کی صفائی کا یہی حکم ہے۔

٥٤٥٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(5452) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوصفوان عبداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے

يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَطَاءٌ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ زَعَمَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا)). [راجع: ٨٥٤]

بیان کیا، ان سے عطاء نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے لہسن یا پیاز کھائی ہو تو اسے چاہیے کہ ہم سے دور رہے، یا یہ فرمایا کہ ہماری مسجد سے دور رہے۔''

تشریح: اگر لہسن یا پیاز پکا کر کھائی جائے جبکہ اس میں بو نہ رہے تو کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ ابوداؤد کی روایت میں ہے۔

بَابُ الْكَبَاثِ وَهُوَ ثَمَرُ الْأَرَاكِ

باب: کباث کا بیان اور وہ پیلو کے درخت کا پھل ہے

٥٤٥٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ نَجْنِي الْكَبَاثَ فَقَالَ: ((عَلَيْكُمْ بِالْأَسْوَدِ مِنْهُ فَإِنَّهُ أَيْطَبُ)). فَقِيلَ: أَكُنْتَ تَرْعَى الْغَنَمَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا رَعَاهَا)). [راجع: ٣٤٠٦]

(۵۴۵۳) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابو سلمہ نے خبر دی، کہا: مجھے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام الظہر ان پر تھے، ہم پیلو توڑ رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو خوب کالا ہو وہ توڑو کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔'' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔''

تشریح: اس میں بڑی بڑی حکمتیں تھیں، جیسے پیغمبری کی وجہ سے غرور نہ آنا، دل میں شفقت پیدا ہونا، بکریاں چرا کر آدمیوں کی قیادت کرنے کی لیاقت پیدا کرنا۔ درحقیقت ہر نبی ورسول اپنی امت کا راعی ہوتا ہے اور امت بمنزلہ کریوں کے ان کی رعیت ہوتی ہے۔ اس لئے یہ تمثیل بیان کی گئی۔

بَابُ الْمَضْمَضَةِ بَعْدَ الطَّعَامِ

باب: کھانا کھانے کے بعد کلی کرنے کا بیان

٥٤٥٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيقٍ فَأَكَلْنَا فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا. [راجع: ٢٠٩]

(۵۴۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے سنا، انہوں نے بشیر بن یسار سے، ان سے سوید بن نعمان نے، کہا ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ خیبر روانہ ہوئے۔ جب ہم مقام صہبا پر پہنچے تو آنحضرت ﷺ نے کھانا طلب فرمایا۔ کھانے میں ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی، پھر ہم نے کھانا کھایا اور آنحضور ﷺ کلی کر کے نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ہم نے بھی کلی کی۔

٥٤٥٥۔ قَالَ يَحْيَى: سَمِعْتُ بُشَيْرًا، قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَلَمَّا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ قَالَ يَحْيَى: وَهِيَ مِنْ خَيْبَرَ عَلَى رَوْحَةٍ دَعَا بِطَعَامٍ فَمَا أُتِيَ إِلَّا بِسَوِيْقٍ فَلُكْنَاهُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَقَالَ سُفْيَانُ: كَأَنَّكَ تَسْمَعُهُ مِنْ يَحْيَى. [راجع: ٢٠٩]

(۵۴۵۵) یحییٰ نے بیان کیا کہ میں نے بشیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا ہم سے سوید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے جب ہم مقام صہبا پر پہنچے۔ یحییٰ نے کہا: یہ جگہ خیبر سے ایک منزل کی دوری پر ہے تو آنحضرت ﷺ نے کھانا طلب فرمایا لیکن ستو کے سوا اور کوئی چیز نہیں لائی گئی۔ ہم نے اسے آپ ﷺ کے ساتھ کھایا پھر آپ نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی اور نیا وضو نہیں کیا اور سفیان نے کہا گویا کہ تم یہ حدیث یحییٰ ہی سے سن رہے ہو۔

بَابُ لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

باب: رومال سے صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا

٥٤٥٦۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ حَتَّى يَلْعَقَهَا أَوْ يُلْعِقَهَا)). [مسلم: ٥٢٩٤؛ ابن ماجه: ٣٢٦٩]

(۵۴۵۶) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے عطاء نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔“

تشریح: یہاں رومال سے مراد وہ کپڑا ہے جو کھانے کے بعد ہاتھ کی چکنائی دور کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ آپ نے انگلیاں چاٹ کر اس رومال سے ہاتھ صاف کرنے کا حکم دیا۔ اگرچہ حدیث میں صاف طور پر لفظ رومال نہیں ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جسے مسلم نے نکالا ہے۔ جس کے الفاظ ہیں کہ: "فلا يمسح يده بالمنديل" یعنی ہاتھوں کو رومال سے پونچھنے سے پہلے چاٹ کر صاف کر لے۔

بَابُ الْمِنْدِيْلِ

باب: رومال کا بیان

تشریح: جس سے کھانا کھا کر ہاتھ پونچھتے ہیں۔

٥٤٥٧۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ: لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ ﷺ لَا

(۵۴۵۷) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے، ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ سعید بن حارث نے جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی چیز کے (کھانے کے بعد) جو آگ پر رکھی ہو وضو کے متعلق پوچھا: (کہ کیا ایسی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔

نَجِدُ مِثْلَ ذَلِكَ مِنَ الطَّعَامِ إِلَّا قَلِيلًا فَإِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَنَا مَنَادِيلُ إِلَّا أَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَأَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّي وَلَا نَتَوَضَّأُ. [ابن ماجه: ٣٢٨٢]

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہمیں اس طرح کا کھانا (جو پکا ہوا ہوتا) بہت کم میسر آتا تھا اور اگر میسر آ بھی جاتا تھا تو سوائے ہماری ہتھیلیوں، بازوؤں اور پاؤں کے کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (اور ہم انہی سے اپنے ہاتھ صاف کرکے) نماز پڑھ لیتے تھے اور وضو نہیں کرتے تھے۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ؟

باب: کھانا کھانے کے بعد کیا دعا پڑھنی چاہیے؟

٥٤٥٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا)). [طرفه في: ٥٤٥٩] [ابوداود: ٣٨٤٩؛ ترمذي: ٣٤٥٦؛ ابن ماجه: ٣٢٨٤]

(۵۴۵۸) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا ان سے ثور نے، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے: "تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہم کو بے پرواہی کا خیال نہ ہو، اے ہمارے رب!"

٥٤٥٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهِ وَقَالَ مَرَّةً: إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مَكْفُورٍ)) وَقَالَ مَرَّةً: ((لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا)). [راجع: ٥٤٥٨]

(۵۴۵۹) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے ثور بن یزید نے بیان کیا، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے اور ایک مرتبہ بیان کیا کہ جب آنحضرت ﷺ اپنا دسترخوان اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے ورنہ ہم اس نعمت کے منکر نہیں ہیں۔" اور ایک مرتبہ فرمایا: "تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں اے ہمارے رب! اس کا ہم حق ادا نہیں کر سکے اور نہ یہ ہمیشہ کے لیے رخصت کیا گیا ہے۔ (یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہمیں بے نیازی کا خیال نہ ہو۔ اے ہمارے رب!"

تشریح: دوسری روایات کی بنا پر یہ دعا بھی مسنون ہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔" دوسرے کے گھر کھانے کے بعد ان لفظوں میں ان کو دعا دینی چاہیے: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔"

بَابُ الْأَكْلِ مَعَ الْخَادِمِ

باب: خادم کو بھی ساتھ میں کھانا کھلانا مناسب ہے

٥٤٦٠ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۵۴۶۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ زِيَادٍ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ خَادِمُهُ بِطَعَامِهِ فَإِنْ لَمْ يُجْلِسْهُ مَعَهُ فَلْيُنَاوِلْهُ أُكْلَةً أَوْ أُكْلَتَيْنِ أَوْ لُقْمَةً أَوْ لُقْمَتَيْنِ فَإِنَّهُ وَلِيَ حَرَّهُ وَعِلَاجَهُ)). [راجع: ٢٥٥٧]

ان سے محمد نے، وہ زیاد کے صاحبزادے ہیں، کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا ان سے نبی کریم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ نہیں بٹھا سکتا تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اسے کھلا دے (کیونکہ) اس نے (پکاتے وقت) اس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔''

بَابٌ: أَلطَّاعِمُ الشَّاكِرُ مِثْلُ الصَّائِمِ الصَّابِرِ

فِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: شکر گزار کھانے والا (ثواب میں) صابر روزہ دار کی طرح ہے

اس مسئلہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔

بَابُ الرَّجُلِ يُدْعَى

إِلَى طَعَامٍ فَيَقُولُ: وَهَذَا مَعِي. وَقَالَ أَنَسٌ: إِذَا دَخَلْتَ عَلَى مُسْلِمٍ لَا يُتَّهَمُ فَكُلْ مِنْ طَعَامِهِ وَاشْرَبْ مِنْ شَرَابِهِ.

باب: کسی شخص کی کھانے کی دعوت ہو اور

دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ طفیلی ہو جائے تو اجازت لینے کے لیے وہ کہے کہ یہ بھی میرے ساتھ آ گیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم کسی ایسے مسلمان کے گھر جاؤ (جو اپنے دین و مال میں) غلط کاموں سے بدنام نہ ہو تو اس کا کھانا کھاؤ اور اس کا پانی پیو۔

٥٤٦١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَقِيقٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُكْنَى أَبَا شُعَيْبٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَعَرَفَ الْجُوعَ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَ إِلَى غُلَامِهِ اللَّحَّامِ فَقَالَ: اصْنَعْ لِي طَعَامًا يَكْفِي خَمْسَةً لَعَلِّي أَدْعُو النَّبِيَّ ﷺ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهُ طُعَيِّمًا ثُمَّ أَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا شُعَيْبٍ! إِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَإِنْ

(٥٤٦١) ہم سے عبداللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ جماعت انصار کے ایک صحابی ابو شعیب رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے پاس ایک غلام تھا جو گوشت بیچا کرتا تھا۔ وہ صحابی کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک سے فاقہ کا اندازہ لگا لیا۔ چنانچہ وہ اپنے گوشت فروش غلام کے پاس گئے اور کہا: میرے لیے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دو۔ میں حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے آدمیوں کے ساتھ دعوت دوں گا۔ غلام نے کھانا تیار کر دیا۔ اس کے بعد ابو شعیب رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں گئے اور آپ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ ان کے ساتھ ایک اور صاحب بھی چلنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے

شِئْتَ أَذِنْتَ لَهُ وَإِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهُ)). قَالَ: لَا بَلْ أَذِنْتُ لَهُ. [راجع: ٢٠٨١]

فرمایا: ''اے ابوشعیب! یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ آ گئے ہیں اگر تم چاہو تو انہیں بھی اجازت دے دو اور اگر چاہو تو چھوڑ دو۔'' انہوں نے عرض کیا: نہیں، بلکہ میں انہیں بھی اجازت دیتا ہوں۔

تشریح: مگر اس طرح ہر کسی کے گھر چلے جانا یا کسی کو اپنے ساتھ میں لے جانا جائز نہیں ہے، کوئی مخلص دوست ہو تو بات الگ ہے۔

بَابٌ: إِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ فَلَا يَعْجَلْ عَنْ عَشَائِهِ

باب: شام کا کھانا حاضر ہو تو نماز کے لیے جلدی نہ کرے

٥٤٦٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ أَنَّ أَبَاهُ عَمْرَو بْنَ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَلْقَاهَا وَالسِّكِّينَ الَّتِي كَانَ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. [راجع: ٢٠٨]

(۵۴۶۲) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور لیث بیان کیا، کہا انہوں نے کہ مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں جعفر بن عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد عمرو بن امیہ نے خبر دی کہ انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھ سے بکری کے شانے کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے، پھر آپ ﷺ کو نماز کے لیے بلایا گیا تو آپ ﷺ گوشت اور چھری جس سے آپ کاٹ رہے تھے، چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھائی اور اس نماز کے لیے نیا وضو نہیں کیا۔

٥٤٦٣۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ وَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَابْدَؤُوا بِالْعَشَاءِ)).

(۵۴۶۳) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کا کھانا سامنے رکھ دیا گیا ہو اور نماز بھی کھڑی ہو گئی ہو تو پہلے کھانا کھاؤ۔''

وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ. [راجع: ٦٧٣]

اور ایوب سے روایت ہے، ان سے نافع نے، ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی کے مطابق۔

٥٤٦٤۔ وَعَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ تَعَشَّى مَرَّةً وَهُوَ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ الْإِمَامِ. [راجع: ٦٧٣]

(۵۴۶۴) اور ایوب سے روایت ہے، ان سے نافع نے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مرتبہ رات کا کھانا کھایا اور اس وقت آپ امام کی قراءت سن رہے تھے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ کھانا اور جماعت ہر دو حاضر ہوں تو کھانا کھا لینا مقدم ہے ورنہ دل اس کی طرف لٹکا رہے گا۔

٥٤٦٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

(۵۴۶۵) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَحَضَرَ الْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ)) وَقَالَ وُهَيْبٌ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ: إِذَا وُضِعَ الْعَشَاءُ. [راجع: ٦٧١]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کھڑی ہو جائے اور رات کا کھانا بھی سامنے ہوتو کھانا کھاؤ۔'' وہیب اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے کہ ''جب رات کا کھانا رکھا جاچکے۔''

تشریح: یعنی کھانا سامنے آجائے تو پہلے کھانا کھالینا چاہیے تاکہ پھر نماز سکون سے ادا کی جاسکے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا﴾ [الاحزاب: ٥٣]

''پھر جب تم کھانا کھا چکو تو دعوت والے کے گھر سے اٹھ کر چلے جاؤ۔''

تشریح: کیونکہ صاحب خانہ کو دیگر امور بھی انجام دینے ہوسکتے ہیں کھانا کھانے کے بعد ان کا وقت لینا خلاف ادب ہے۔ ہاں وہ اگر بخوشی دوستانہ گفتگو کے لئے از خود روکنا چاہے تو امر دیگر ہے۔

٥٤٦٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أَنَا أَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَرُوسًا بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِينَةِ فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَجَلَسَ مَعَهُ رِجَالٌ بَعْدَ مَا قَامَ الْقَوْمُ حَتَّى قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَشَى وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ جُلُوسٌ مَكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ قَامُوا فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا وَأُنْزِلَ الْحِجَابُ.

[راجع: ٤٧٩١] [مسلم: ٣٥٠٦]

(٥٤٦٦) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردہ کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا موقع تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح مدینہ منورہ میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد حضور ﷺ نے لوگوں کی کھانے کی دعوت کی تھی۔ آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ بعض اور صحابہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہوکر) جاچکے تھے۔ آخر آپ بھی کھڑے ہوگئے اور چلتے رہے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (بھی جو کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے رہ گئے تھے) جاچکے ہوں گے (اس لیے آپ ﷺ واپس تشریف لائے) میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا لیکن وہ لوگ اب بھی اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ پھر واپس آگئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ دوبارہ واپس آیا۔ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر پہنچے، پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ اب وہ لوگ جاچکے تھے۔ اس کے بعد

آنحضرت ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکایا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح: سورۂ احزاب کا بیشتر حصہ ایسے ہی آداب سے متعلق نازل ہوا ہے جن کا ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو یہاں اس غرض سے لائے ہیں کہ اس میں نقل کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے کھانے کا ادب بیان فرمایا کہ جب کھانے سے فارغ ہوں تو اٹھ کر چلے جانا چاہیے، وہیں جمے رہنا اور صاحب خانہ کو ایذا دینا گناہ ہے۔ (فتح الباری)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كِتَابُ الْعَقِيقَةِ

عقیقہ کے مسائل کا بیان

تشریح: عقیقہ وہ قربانی جو ساتویں دن بچے کا سر منڈانے کے وقت کی جاتی ہے۔ اکثر علما کے نزدیک یہ ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ بچہ کا نام رکھنا، سر منڈانا اور اس کے وزن کے برابر چاندی خیرات کرنا مستحب ہے۔ العقیقة نوزائیدہ بچے کے بال نیز وہ بکری جو پیدائش کے ساتویں دن بال مونڈتے وقت ذبح کی جائے۔ (مصباح اللغات، ص:۵۶۵)

بَابُ تَسْمِيَةِ الْمَوْلُودِ غَدَاةَ يُولَدُ لِمَنْ لَمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيكِهِ

باب: اگر بچے کے عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدائش کے دن ہی اس کا نام رکھنا اور اس کی تحنیک کرنا جائز ہے

تشریح: ثابت ہوا کہ عقیقہ کرنا سنت ہے فرض نہیں ہے۔ باب منعقد کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کا یہی مقصد ہے کہ عقیقہ واجب نہیں بلکہ صرف سنت ہے۔ لفظ تحنیک حنك اور حنك سے ہے۔ جس کے معنی چبا کر نرم بنانا ہے۔ حنك الصبی بچے کو مہذب بنانا۔ (مصباح اللغات، ص:۱۸۰)

٥٤٦٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى. [طرفه في:٦١٩٨] [مسلم: ٥٦١٥]

(۵۴۶۷) مجھ سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کو اپنے دندانِ مبارک سے نرم کر کے اسے چٹایا اور اس کے لیے برکت کی دعا کی پھر مجھے دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

تشریح: پیدائش کے بعد ہی بچہ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تھا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کا نام بھی صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا مگر آپ سے روایت نہیں کی۔

٥٤٦٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِصَبِيٍّ يُحَنِّكُهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ. [راجع: ٢٢٢]

(۵۴۶۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک نومولود بچہ لایا گیا تاکہ آپ اس کی تحنیک کر دیں اس بچے نے آپ ﷺ کے اوپر پیشاب

کر دیا، آپ نے اس پر پانی بہا دیا۔

تشریح: بچہ بعد ولادت فوراً ہی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے تحنیک فرمائی یعنی کھجور کا ٹکڑا اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے بچے کو چٹا دیا۔ اسی سے باب کا مضمون ثابت ہوا۔ عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدا ہوتے ہی ختنہ و تحنیک کرنا جائز ہے۔ عقیقہ کرنا ہو تو یہ اعمال بروز عقیقہ ہی کیے جائیں۔

٥٤٦٩ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ فَأَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَنَزَلْتُ قُبَاءً فَوَلَدْتُ بِقُبَاءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَوَضَعْتُهُ فِي حَجْرِهِ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِي فِيهِ فَكَانَ أَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ حَنَّكَهُ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ فَفَرِحُوا بِهِ فَرَحًا شَدِيدًا لِأَنَّهُمْ قِيلَ لَهُمْ إِنَّ الْيَهُودَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلَا يُولَدُ لَكُمْ. [راجع: ٣٩٠٩]

(۵۴۶۹) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں ان کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا کہ پھر میں (جب ہجرت کے لیے) نکلی تو وقت ولادت قریب تھا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر میں نے پہلی منزل قبا میں کی اور یہیں عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بچے کو لے کر حاضر ہوئی اور اسے آپ کی گود میں رکھ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے کھجور طلب فرمائی اور اسے چبایا اور بچے کے منہ میں اپنا تھوک ڈال دیا۔ چنانچہ پہلی چیز جو اس بچے کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا تھوک مبارک تھا پھر آپ نے کھجور سے تحنیک کی اور اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ یہ سب سے پہلا بچہ تھا جو اسلام میں (ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں) پیدا ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ افواہ پھیلائی جا رہی تھی کہ یہودیوں نے تم (مسلمانوں) پر جادو کر دیا ہے۔ اس لیے تمہارے یہاں اب کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔

تشریح: پہلی حدیث مجمل تھی وہی واقعہ اس میں مفصل بیان کیا گیا ہے وہ بچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو بعد میں ایک نہایت ہی جلیل القدر بزرگ ثابت ہوئے یہودیوں کی اس بکواس سے کچھ مسلمانوں کو رنج بھی تھا جب یہ بچہ پیدا ہوا تو مسلمانوں نے خوشی میں اس زور سے نعرۂ تکبیر بلند کیا کہ سارا مدینہ گونج اٹھا۔ (دیکھو شرح وحیدی)

٥٤٧٠ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ يَشْتَكِي فَخَرَجَ أَبُو طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ أَبُو طَلْحَةَ قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِي؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ:

(۵۴۷۰) ہم سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے انہیں عبداللہ بن عون نے خبر دی، انہیں انس بن سیرین نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا۔ ابوطلحہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے کہ بچے کا انتقال ہو گیا۔ جب وہ (تھکے ماندے) واپس آئے تو پوچھا: بچہ کیسا ہے؟ ان کی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ پہلے سے زیادہ سکون کے ساتھ ہے، پھر بیوی نے ان کے سامنے رات کا کھانا

هُوَ أَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشَّى ثُمَّ أَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا أَصْبَحَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ: أَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا)) فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ: احْفَظْهُ حَتَّى تَأْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَى بِهِ النَّبِيَّ ﷺ وَأَرْسَلَتْ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: أَمَعَهُ شَيْءٌ؟ قَالُوْا: نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ فَمَضَغَهَا ثُمَّ أَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهُ بِهِ وَسَمَّاهُ عَبْدَاللّٰهِ. [راجع: ١٣٠١] [مسلم: ٥٥٥٤]

رکھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کھانا کھایا۔ اس کے بعد انہوں نے ان کے ساتھ ہم بستری کی پھر جب فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا: بچے کو دفن کر دو۔ صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی اطلاع دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کہ تم نے رات ہم بستری بھی کی تھی؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: ''اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔'' پھر ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو مجھ سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے حفاظت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچہ کے ساتھ کچھ کھجوریں بھیجیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو لیا اور دریافت فرمایا: ''اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، کھجوریں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر چبایا اور پھر اسے اپنے منہ میں سے نکال کر بچہ کے منہ میں رکھ دیا اور اس سے بچے کی تحنیک کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

تشریح: اس حدیث سے بھی باب کا مضمون بخوبی ثابت ہو گیا۔ نیز صبر وشکر کا بہترین ثمرہ بھی ثابت ہوا۔ تحنیک کے معنی پیچھے گزر چکے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ مرنے والا بچہ ابوعمیر نامی تھا جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مزاحاً فرمایا کرتے تھے: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ)) اے ابوعمیر! تو نے جو چڑیا پال رکھی ہے وہ کس حال میں ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بچہ کا عقیقہ نہیں کیا اور بچے کا اسی دن نام رکھ لیا۔ معلوم ہوا کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے، کچھ واجب نہیں۔ (مترجم وحیدی)

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ

ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن عدی نے بیان کیا، انہوں نے ابن عون سے، انہوں نے محمد بن سیرین سے، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس حدیث کو (مثل سابق) پورے طور پر بیان کیا۔

بَابُ إِمَاطَةِ الْأَذَى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيقَةِ

باب: عقیقہ کے دن بچے کے بال مونڈنا (یا ختنہ کرنا)

٥٤٧١۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ سَلْمَانَ ابْنِ عَامِرٍ قَالَ: مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ وَقَالَ حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَقَتَادَةُ وَهِشَامٌ

(٥٤٧١) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ (صحابی) نے بیان کیا کہ بچہ کا عقیقہ کرنا چاہیے۔ اور حجاج بن منہال نے کہا، ان سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، کہا: ہم کو ایوب سختیانی،

وَحَبِيبٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ عَنْ عَاصِمٍ وَهِشَامٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيرِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَى يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ سَلْمَانَ قَوْلَهُ. [طرفه في: ٥٤٧٢] [ابوداود: ٢٨٣٩؛ ابن ماجه: ٣١٦٤]

قتادہ، ہشام بن حسان اور حبیب بن شہید ان چاروں نے خبر دی، انہیں محمد بن سیرین نے اور انہیں سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے۔ اور کئی لوگوں نے بیان کیا، ان سے عاصم بن سلیمان اور ہشام بن حسان نے، ان سے حفصہ بنت سیرین نے، ان سے رباب بنت صلیع نے، ان سے سلمان بن عامر نے اور انہوں نے مرفوعاً نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے اور اس کی روایت یزید بن ابراہیم تستری نے کی، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے سلمان بن عامر نے اپنا قول (موقوفاً) غیر مرفوع ذکر کیا۔

٥٤٧٢- وَقَالَ أَصْبَغُ: أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمَانُ بْنُ عَامِرٍ الضَّبِّيُّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَعَ الْغُلَامِ عَقِيقَةٌ فَأَهْرِيقُوا عَنْهُ دَمًا وَأَمِيطُوا عَنْهُ الْأَذَى)).

(۵۴۷۲) اور اصبغ بن فرج نے بیان کیا کہ مجھے ابن وہب نے خبر دی، انہیں جریر بن حازم نے، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں محمد بن سیرین نے کہ ہم سے حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے، اس لیے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس سے بال دور کرو۔'' (سر منڈادو یا ختنہ کرو)

تشریح: مختلف سندوں کے ذکر کا مقصد یہ ہے کہ سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت جسے حماد بن زید نے موقوفاً نقل کیا ہے اسے حماد بن سلمہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ حماد بن سلمہ میں بعض لوگوں نے کلام کیا ہے۔ مگر اکثر نے ان کو ثقہ بھی کہا ہے۔ حسن اور قتادہ نے اس حدیث کی رو سے یہ کہا ہے کہ لڑکے کا عقیقہ کرنا چاہیے اور لڑکی کا عقیقہ ضروری نہیں۔ (مگر ان کا یہ قول ضعیف ہے لڑکی کا بھی عقیقہ سنت ہے۔ اگر عقیقہ میں اونٹ گائے وغیرہ ذبح کرے تو جمہور کے نزدیک یہ درست ہے۔ شرح وحیدی)

حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَيْشٌ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ: أَمَرَنِي ابْنُ سِيرِينَ أَنْ أَسْأَلَ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيثَ الْعَقِيقَةِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: مِنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ. [راجع: ٥٤٧١] [ترمذي: ١٨٢م؛ نسائي: ٤٢٣٢]

ہم سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے قریش بن انس نے بیان کیا، کہا ان سے حبیب بن شہید نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن سیرین نے حکم دیا کہ میں حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھوں کہ انہوں نے عقیقہ کی حدیث کس سے سنی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

تشریح: عقیقہ سنت ہے جو بچہ کی ولادت کے ساتویں دن ہونا چاہیے بچہ ہو تو دو بکرے اور اگر بچی ہو تو ایک بکرا مسنون ہے۔ ساتویں دن نہ ہو سکے تو بطور قضا جب توفیق ہو کرنا درست ہے۔ عقیقہ کا گوشت تقسیم کرنا یا پکا کر خود کھانا، دوست واحباب اور غربا کو کھلانا مناسب ہے۔ باقی اور باتیں جو اس سلسلہ کی مشہور ہیں سب بے ثبوت ہیں۔ عقیقہ کے جانور کے لئے قربانی جیسی شرائط نہیں ہیں۔ واللہ اعلم۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس حدیث کی طرف اشارہ فرمایا ہے جسے اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت کیا ہے کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ میں گروی ہے اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے اس کا سر منڈایا جائے اس کا نام رکھا جائے۔

بَابُ الْفَرَعِ

باب: فرع کے بیان میں

تشریح: فرع اونٹنی کا پہلا بچہ جاہلیت کے زمانہ میں مشرک لوگ اس کو اپنے بتوں کے سامنے کاٹتے۔ اسلام کے زمانہ میں یہ رسم اسی طرح قائم رہی مگر اسے اللہ کے نام پر ذبح کرنے لگے پھر یہ رسم موقوف اور منسوخ کر دی گئی۔ جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے۔ سند میں حضرت عبداللہ بن مبارک ایک عجیب مبارک شخص گزرے ہیں۔ اہلحدیث کے پیشوا ادھر فقہا کے بھی امام ہیں اور کہتے ہیں کہ فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد بھی ہیں ادھر حضرات صوفیہ کے راہ نما بڑے اولیائے اللہ میں بھی گنے جاتے ہیں۔ ایسی جامعیت کے شخص اس امت میں بہت کم گزرے ہیں جو اہلحدیث اور فقہا اور صوفیا تینوں میں مقتدا اور پیشوا گنے جائیں۔ ایک یہ عبداللہ بن مبارک دوسرے سفیان ثوری تیسرے وکیع بن جراح تھے چوتھے امام حسن بصری رحمہ اللہ۔

اولئك آبائي فجئني بمثلهم ☆ اذا جمعتنا يا جرير المجامع (راز)

٥٤٧٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ)) وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ. [طرفه في: ٥٤٧٤]

[مسلم: ٥١١٦؛ ابوداود: ٢٨٣١؛ ترمذي: ١٥١٢؛ نسائي: ٤٢٣٣، ٤٢٣٤؛ ابن ماجه، ٣١٦٨]

(۵۴۷۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، کہا مجھے زہری نے بیان کیا، انہیں ابن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''(اسلام میں) فرع اور عتیرہ نہیں ہیں۔'' فرع (اونٹنی کے) سب سے پہلے بچے کو کہتے تھے جسے (جاہلیت میں) لوگ اپنے بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے اور عتیرہ کو رجب میں ذبح کیا جاتا تھا۔

تشریح: عوام جہلا مسلمانوں میں اب تک یہ رسم ماہ رجب میں کونڈے بھرنے کی رسم کے نام سے جاری ہے۔ رجب کے آخری عشرہ میں بعض جگہ بڑے ہی اہتمام سے یہ کونڈے بھرنے کا تہوار منایا جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے کھڑے پیر کی نیاز بتلاتے اور اسے کھڑے ہی کھڑے کھاتے ہیں۔ یہ جملہ محدثات بدعات ضلالہ ہیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ایسی خرافات سے بچنے کی ہدایت بخشے۔ آمین

بَابُ الْعَتِيْرَةِ

باب: عتیرہ کے بیان میں

تشریح: ماہ رجب میں جاہلیت والے قربانی کیا کرتے تھے، اسی کا نام انہوں نے عتیرہ رکھا تھا۔ اسلام نے ایسی غلط رسوم کو جن کا تعلق شرک سے تھا یکسر ختم کر دیا۔ لفظ عتیرہ باب ضرب یضرب سے ہے۔ جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں۔ (مصباح اللغات)

٥٤٧٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ)). وَالْفَرَعُ أَوَّلُ النِّتَاجِ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ. [راجع: ٥٤٧٣]

(۵۴۷۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''فرع اور عتیرہ (اسلام میں) نہیں ہیں۔'' بیان کیا کہ ''فرع'' سب سے پہلے بچے کو کہتے تھے جو ان کے یہاں (اونٹنی سے) پیدا ہوتا تھا، اسے وہ اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور ''عتیرہ'' وہ قربانی

جسے وہ رجب میں کرتے تھے (اور وہ اس کی کھال درخت پر ڈال دیتے)۔

تشریح: یوں اللہ صدقہ خیرات، قربانی ہر وقت جائز ہے مگر ذی الحجہ کے علاوہ کسی اور مہینہ کی قید لگا کر کوئی قربانی یا خیرات کرنا ایسے کاموں کی اسلام میں کوئی اصل نہیں ہے جیسے ایصال ثواب میت کے لئے جائز ہے مگر تیجہ یا دہم یا چہلم کی تخصیص ناجائز اور بدعت ہے جس کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے۔ تمت بالخیر۔

خاتمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

حمد وصلوۃ کے بعد محض اللہ پاک کے فضل وکرم اور فدائیان اسلام کی پر خلوص دعاؤں کے نتیجہ میں آج اس پارے کی تسوید سے فراغت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ میری قلمی لغزشوں کو معاف فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو قبول فرما کر جملہ معاونین کرام وشائقین عظام اور برادران اسلام کے لئے ذریعہ برکات دارین بنائے۔ جو دور ونزدیک علاقوں سے تکمیل صحیح بخاری مترجم اردو کے لئے پرخلوص دعاؤں سے مجھ ناچیز کی ہمت افزائی فرمارہے ہیں۔

یا اللہ! جس طرح تو نے یہاں تک کی منزلیں میرے لئے آسان فرمائی ہیں اسی طرح بقایا آٹھ پاروں کی اشاعت بھی آسان فرمانا اور مجھ کو توفیق دیجئے کہ تیری اور تیرے حبیب ﷺ کی عین رضا کے مطابق میں اس خدمت کو انجام دے سکوں۔ یا اللہ! میرے اساتذہ کرام وجملہ معاونین عظام اور آل اولاد کے حق میں یہ خدمت قبول فرما اور ہم سب کو قیامت کے دن دربار رسالت مآب ﷺ میں جمع فرما، آپ کے دست مبارک سے آب کوثر نصیب فرمانا اور اس خدمت عظمیٰ کو ہم سب کے لئے باعث نجات بنا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ آمين يَارَبَّ الْعَالَمِيْنَ۔

راقم: محمد داؤد راز ولد عبد اللہ السلفی مسجد اہلحدیث نمبر ۱۴۱۲۱ اجمیری گیٹ دہلی نمبر ۶ بھارت (ربیع الاول سنہ ۱۳۹۵ھ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ

ذبیحہ اور شکار کے مسائل کا بیان

[بَابُ] التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ

وَقَوْلِ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ﴾ الْآيَةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿بِالْعُقُودِ﴾ الْعُهُودُ مَا أُحِلَّ وَحُرِّمَ ﴿إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ﴾ الْخِنْزِيرُ ﴿يَجْرِمَنَّكُمْ﴾ يَحْمِلَنَّكُمْ ﴿شَنَآنُ﴾ عَدَاوَةُ ﴿وَالْمُنْخَنِقَةُ﴾ تُخْنَقُ فَتَمُوتُ ﴿وَالْمَوْقُوذَةُ﴾ تُضْرَبُ بِالْخَشَبِ تُوقِذُهَا فَتَمُوتُ ﴿وَالْمُتَرَدِّيَةُ﴾ تَتَرَدَّى مِنَ الْجَبَلِ ﴿وَالنَّطِيحَةُ﴾ تُنْطَحُ الشَّاةُ فَمَا أَدْرَكْتَهُ يَتَحَرَّكُ بِذَنَبِهِ أَوْ بِعَيْنِهِ فَاذْبَحْ وَكُلْ.

باب: شکار پر بسم اللہ پڑھنا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''تم پر مردار کا کھانا حرام کیا گیا ہے'' ''پس تم اعتراض کرنے والے کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔'' اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورۂ مائدہ میں فرمان: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں کچھ شکار دکھلا کر آزمائے گا جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے۔'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ "اَلْعُقُوْدُ" سے مراد ۔۔۔ حلال و حرام سے متعلق عہد و پیمان "اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ" سے سور، مردار، خون وغیرہ مراد ہے۔ "يَجْرِمَنَّكُمْ" باعث بنے "شَنَآن" کے معنی عداوت دشمنی "الْمُنْخَنِقَةُ" جس جانور کا گلا گھونٹ کر مار دیا گیا ہو اس سے وہ مر گیا ہو "الْمَوْقُوْذَةُ" جسے لکڑی یا پتھر سے مارا جائے اور اس سے وہ مر جائے۔ "الْمُتَرَدِّيَةُ" جو پہاڑ سے پھسل کر گر پڑے اور مر جائے۔ "النَّطِيْحَةُ" جس کو کسی جانور نے سینگ سے مار دیا ہو۔ پس اگر تم اسے دم ہلاتے ہوئے یا آنکھ گھماتے ہوئے پاؤ تو ذبح کر کے کھالو کیونکہ یہ اس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے۔

تشریح: اصل میں لفظ ذبائح ذبیحہ کی جمع ہے ذبیحہ وہ جانور جو ذبح کیا جائے اور صید اس جانور کو جو شکار کیا جائے آیت: ﴿إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ﴾ میں ذبیحہ مراد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو ابن ابی حاتم نے وصل کیا ہے۔ العقود سورۂ مائدہ میں ہے یعنی ﴿أَوْفُوا بِالْعُقُودِ﴾ اللہ کے عہد و پیمان پورے کرو۔ آیت و احادیث کی بنا پر ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا حلت کی شرط ہے اگر عمداً بسم اللہ نہ پڑھا تو وہ جانور مردار ہوگا۔ دوسرے کتے سے غیر مسلم کا چھوڑا ہوا کتا یا غیر سدھایا ہوا کتا مراد ہے۔

٥٤٧٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ

(۵۴۷۵) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ

النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((مَا أَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْهُ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَهُوَ وَقِيْذٌ)) وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ: ((مَا أَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَإِنَّ أَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ فَإِنْ وَجَدْتَ مَعَ كَلْبِكَ أَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهُ فَخَشِيْتَ أَنْ يَكُوْنَ أَخَذَهُ مَعَهُ وَقَدْ قَتَلَهُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلَى غَيْرِهِ))

[راجع: ١٧٥] [مسلم: ٤٩٧٧؛ ترمذي: ١٤٧١؛ نسائي: ٤٢٧٥، ٤٢٨٠، ٤٢٨٥، ٤٣١٩؛ ابن ماجه، ٣٢١٤]

نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے بے پر کے تیر یا لکڑی یا گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس کی نوک شکار کو لگ جائے تو کھالو لیکن اگر اس کی عرض کی طرف سے شکار کو لگے تو وہ نہ کھاؤ کیونکہ وہ موقوذہ ہے۔'' اور میں نے آپ ﷺ سے کتے کے شکار کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جسے وہ تمہارے لیے رکھے (یعنی وہ خود نہ کھائے) اسے کھالو کیونکہ کتے کا شکار کو پکڑ لینا۔ یہ بھی ذبح کرنا ہے اور اگر تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہوگا اور کتا شکار کو مار چکا ہو تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ پڑھ کر) اپنے کتے پر لیا تھا دوسرے کتے پر نہیں لیا تھا۔''

تشریح: یہ عدی عرب کے مشہور سخی حاتم کے بیٹے ہیں جو مسلمان ہو گئے تو یہ حدیث ان لوگوں کی دلیل ہے جو بسم اللہ پڑھنے کو حلت کی دلیل کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ باز اور شکرے اور جملہ شکاری پرندوں کا بھی وہی حکم ہے جو کتے کا حکم ہے ان کا بھی شکار کھانا درست ہے جب بسم اللہ پڑھ کر ان کو شکار پر چھوڑا جائے۔ عدی اپنے باپ کی طرح سخی تھے کافی طویل عمر پائی۔

بَابُ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ

باب: بے پر کے تیر یعنی لکڑی گز وغیرہ سے شکار کرنے کا بیان

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ فِي الْمَقْتُوْلَةِ بِالْبُنْدُقَةِ: تِلْكَ الْمَوْقُوْذَةُ وَكَرِهَهُ سَالِمٌ وَالْقَاسِمُ وَمُجَاهِدٌ وَإِبْرَاهِيْمُ وَعَطَاءٌ وَالْحَسَنُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ رَمْيَ الْبُنْدُقَةِ فِي الْقُرَى وَالْأَمْصَارِ وَلَا يَرَى بَأْسًا فِيْمَا سِوَاهُ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے غلے سے مر جانے والے شکار کے متعلق کہا کہ وہ بھی موقوذہ (وہ بوجھ کے دباؤ سے مرا ہوا ہے جو حرام ہے) اور سالم، قاسم، مجاہد ابراہیم، عطاء اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہم نے اس کو مکروہ رکھا ہے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ گاؤں اور شہروں میں غلے چلانے کو مکروہ سمجھتے تھے اور ان کے سوا دوسری جگہوں (میدان، جنگل وغیرہ) میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

تشریح: غلہ بازی شکار کرنے کا پرانا طریقہ ہے مگر اس سے اگر بستی میں غلہ بازی کی جائے تو بہت سے نقصانات کا بھی خطرہ ہے۔ لہٰذا بستی کے اندر غلیل بازی کرنا کوئی دانشمندی نہیں ہے ہاں جنگلوں میں اس سے شکار کرنا معیوب نہیں ہے۔

٥٤٧٦ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ

(٥٤٧٦) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی سفر نے، ان سے شعبی نے، کہا میں نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيْذٌ فَلَا تَأْكُلْ)) فَقُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِيْ؟ قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَكُلْ)). قُلْتُ: فَإِنْ أَكَلَ قَالَ: ((فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّهُ لَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)). قُلْتُ: أُرْسِلُ كَلْبِيْ فَأَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ. قَالَ: ((لَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ إِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى الْآخَرِ)).

[راجع: ١٧٥]

سے بے پر کے تیر یا لکڑی گز سے شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اس کی نوک سے شکار کو مارلو تو اسے کھاؤ لیکن اگر اس کی عرض کی طرف سے شکار کو لگے اور اس سے وہ مرجائے تو وہ موقوذہ (مردار) ہے اسے نہ کھاؤ۔'' میں نے سوال کیا کہ میں اپنا کتا بھی (شکار کے لیے) دوڑاتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھ کر شکار کے پیچھے دوڑاؤ تو وہ شکار کھا سکتے ہو۔'' میں نے پوچھا اور اگر وہ کتا شکار میں سے کھالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر نہ کھاؤ کیونکہ وہ شکار اس نے تمہارے لیے نہیں پکڑا تھا، صرف اپنے لیے پکڑا تھا۔'' میں نے پوچھا: میں بعض وقت اپنا کتا چھوڑتا ہوں اور بعد میں اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی پاتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر (اس شکار کو) نہ کھاؤ کیونکہ تم نے بسم اللہ صرف اپنے کتے پر پڑھی ہے، دوسرے پر نہیں پڑھی ہے۔''

تشریح: غلہ وہ ہے جو غلیل میں رکھ کر پھینکا جاتا ہے جو اپنے بوجھ سے جانور کو مارتا اور وہ گوشت کو چیرتا نہیں ہے۔ مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ نے بندوق کا مارا ہوا شکار حلال کہا ہے کیونکہ بندوق کی گولی گوشت کو چیر کر اندر گھس جاتی ہے۔ جمہور علما کا فتویٰ یہی ہے کہ جب دوسرا کتا اس میں شریک ہو جائے تو اس کا کھانا درست نہیں ہے۔ بہت سے علما بندوق کا شکار، جب کہ وہ ذبح سے پہلے مرجائے اسے حلال نہیں جانتے۔ احتیاط اسی میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ مَا أَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهِ

باب: جب بے پر کے تیر سے یا لکڑی کے عرض سے شکار مارا جائے تو اس کا حکم ہے؟

٥٤٧٧ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ: ((كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ)). قُلْتُ: فَإِنْ قَتَلْنَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ قَتَلْنَ)). قُلْتُ: إِنَّا نَرْمِيْ بِالْمِعْرَاضِ؟ قَالَ: ((كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ١٧٥] [مسلم: ٤٩٧٢؛ ابوداود: ٢٨٤٧؛ ترمذي: ١٤٦٥؛ نسائي:

(٥٤٧٧) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ہمام بن حارث نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو شکار وہ صرف تمہارے لیے رکھے اسے کھاؤ۔'' میں نے عرض کیا: اگرچہ کتے شکار کو مار ڈالیں۔ آنحضرت ﷺ فرمایا: ''(ہاں!) اگرچہ مار ڈالیں۔'' میں نے عرض کیا: ہم بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر ان کی دھار اسکو زخمی کر کے پھاڑ ڈالے تو کھاؤ لیکن اگر ان کے عرض سے شکار مارا جائے تو اسے نہ کھاؤ'' (وہ

۴۲۷۶، ۴۲۷۸، ۴۳۱۶؛ ابن ماجہ: ۳۲۱۵] مردار ہے)۔

تشریح: جمہور علما کا فتویٰ اس حدیث پر ہے اور ابوشعبہ والی حدیث جسے ابوداؤد نے روایت کیا، وہ ضعیف ہے اور یہ عدی رضی اللہ عنہ کی حدیث قوی ہے۔ اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ بھی اپنے باپ حاتم کی طرح سخاوت میں مشہور ہیں۔ یہ فتح مکہ کے سال مسلمان ہوئے اور یہ اپنی قوم سمیت اسلام پر ثابت قدم رہے اور عراق کی فتوحات میں شریک رہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۶۸ سال کی عمر پائی۔ (فتح الباری)

بَابُ صَيْدِ الْقَوْسِ

باب: تیر کمان سے شکار کرنے کا بیان

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ: إِذَا ضَرَبَ صَيْدًا فَبَانَ مِنْهُ يَدٌ أَوْ رِجْلٌ فَلَا يَأْكُلُ الَّذِي بَانَ وَيَأْكُلُ سَائِرَهُ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: إِذَا ضَرَبْتَ عُنُقَهُ أَوْ وَسَطَهُ فَكُلْهُ وَقَالَ الْأَعْمَشُ عَنْ زَيْدٍ: اسْتَعْصَى عَلَى رَجُلٍ مِنْ آلِ عَبْدِاللَّهِ حِمَارٌ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَضْرِبُوْهُ حَيْثُ تَيَسَّرَ دَعُوْا مَا سَقَطَ مِنْهُ وَكُلُوْهُ.

حسن بصری اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہما نے کہا: جب کسی شخص نے بسم اللہ کہہ کر تیر یا تلوار سے شکار کو مارا اور اس کی وجہ سے شکار کا ہاتھ یا پاؤں جدا ہوگیا تو جو حصہ جدا ہوگیا وہ نہ کھاؤ اور باقی کھالو اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب شکار کی گردن پر یا اس کے درمیان میں مارو تو کھا سکتے ہو اور اعمش نے زید سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی آل کے ایک شخص سے ایک نیل گائے بھڑک گئی تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ جہاں ممکن ہو سکے وہیں اسے زخم لگائیں (اور کہا کہ) گورخر کا جو حصہ (مارتے وقت) کٹ کر گر گیا ہو اسے تم چھوڑ دو اور باقی کھا سکتے ہو۔

تشریح: اس لئے کہ وہ کٹ کر گرنے والا حصہ زندہ جانور سے جدا کر دیا گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جو عضو زندہ جانور سے کاٹ لیا جائے وہ عضو مردار ہے تو اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

٥٤٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي رَبِيْعَةُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ أَفَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ؟ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِي وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَبِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يَصْلُحُ لِي قَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَأْكُلُوْا فِيْهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ

(۵۴۷۸) ہم سے عبداللہ بن یزید مقبری نے بیان کیا، کہا: ہم سے حیوۃ بن شریح نے بیان کیا، کہا: مجھے ربیعہ بن یزید دمشقی نے خبر دی، انہیں ابو ادریس عائذ اللہ خولانی نے، انہیں حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کے گاؤں میں رہتے ہیں، تو کیا ہم ان کے برتن میں کھا سکتے ہیں؟ اور ہم ایسی زمین میں رہتے ہیں جہاں شکار بہت ہوتا ہے۔ میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لیے جائز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا تو اگر تمہیں اس کے علاوہ کوئی اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ۔ لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو خوب دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان

الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرِ مُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)). [طرفاه في: ٥٤٨٨، ٥٤٩٦] [مسلم: ٤٩٨٣؛ ابوداود: ٢٨٥٥؛ ترمذي: ٨٥٦٠؛ نسائي: ٤٢٧٧؛ ابن ماجه: ٣٢٠٧]

سے کرو اور (تیر پھینکتے وقت) اللہ کا نام لیا ہو تو (اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے غیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔"

تشریح: اگر بغیر سکھلایا ہوا کتا کوئی شکار تمہارے پاس لائے بشرطیکہ وہ شکار زندہ تم کو مل جائے اور تم اسے خود ذبح کرو تو وہ تمہارے لئے حلال ہے ورنہ حلال نہیں اور غیر مسلموں کے برتنوں میں اگر کھانا ہی پڑے تو ان کو خوب دھو کر پاک صاف کر لینا ضروری ہے تب وہ برتن مسلمانوں کے استعمال کے لئے جائز ہو سکتا ہے ورنہ ان کے برتنوں کا کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

بَابُ الْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

باب: انگلی سے چھوٹے چھوٹے سنگ ریزے اور غلے مارنا

٥٤٧٩۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ رَاشِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَاللَّفْظُ لِيَزِيدَ عَنْ كَهْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَهُ: لَا تَخْذِفْ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ أَوْ كَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يُصَادُ بِهِ صَيْدٌ وَلَا يُنْكَأُ بِهِ عَدُوٌّ وَلَكِنَّهَا قَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَتَفْقَأُ الْعَيْنَ)) ثُمَّ رَآهُ بَعْدَ ذَلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ: لَهُ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنِ الْخَذْفِ ـ أَوْ كَرِهَ الْخَذْفَ ـ وَأَنْتَ تَخْذِفُ؟ لَا أُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٤٨٤١] [مسلم: ٥٠٥٠؛ نسائي: ٤٨٣٠]

(۵۴۷۹) ہم سے یوسف بن راشد نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع اور یزید بن ہارون نے بیان کیا اور الفاظ حدیث یزید کے ہیں، ان سے کہمس بن حسن نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے، حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا: کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا ہے یا (انہوں نے بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ کنکری پھینکنے کو پسند نہیں کرتے تھے اور کہا: "اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے، البتہ یہ کبھی کسی کا دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔" اس کے بعد بھی انہوں نے اس شخص کو کنکریاں پھینکتے دیکھا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث تمہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکری پھینکنے سے منع فرمایا، یا کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو، میں تم سے اتنے دنوں تک کلام نہیں کروں گا۔

تشریح: اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حدیث پر چلنا اور حدیث کے سامنے اپنی رائے قیاس کو چھوڑنا ایمان کا تقاضا ہے۔ اور یہی صراط مستقیم ہے اللہ اسی پر قائم و دائم رکھے اور اسی راہ حدیث پر موت نصیب کرے۔ آمین حافظ صاحب فرماتے ہیں:

"وفی الحدیث جواز هجران من خالف السنة وترك كلامه ولا يدخل ذالك فی النهی عن الهجر فوق ثلاث فانه يتعلق بمن هجر لحظ نفسه۔" (فتح الباری جلد۹ صفحه۷۵۹)

یعنی اس سے ان لوگوں سے ترک سلام وکلام جائز ثابت ہوا جو سنت کی مخالفت کریں اور یہ عمل اس حدیث کے خلاف نہ ہوگا جس میں تین دن سے زیادہ ترک کلام کی مخالفت آئی ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنے نفس کے لئے ہے اور یہ محبت سنت نبوی فداہ روحی کے لئے۔ سچ ہے یہی وہ صراط مستقیم ہے جس سے اللہ ملے گا جیسا کہ طحطاوی نے مفصل بیان فرمایا ہے:

"فان قلت ما وقوفك على انك على صراط مستقيم وكل واحد من هذه الفرق يدعى انه عليه قلت ليس ذلك للادعاء والتثبت باستعمالهم الوهم القاصر والقول الزاعم بل بالنقل عن جهابذة هذه الصنعة وعلماء اهل الحديث الذين جمعوا صحاح الحديث في امور رسول الله ﷺ واحواله وافعاله وحركاته وسكناته واحوال الصحابة والمهاجرين والانصار الذين اتبعوهم باحسان مثل الامام بخاري ومسلم وغيرهما من الثقات المشهورين الذين اتفق اهل الشرق والغرب على صحة ما اوردوه في كتبهم من امور النبي ﷺ واصحابه ﷺ ثم بعد النقل ينظر الى الذى تمسك بهديهم واقتفى اثرهم واهتدى بسيرهم في الاصول والفروع فيحكم بانه من الذين هم هم وهذا هو الفارق بين الحق والباطل المميز بين من هو على الصراط المستقيم وبين من هو على السبيل الذى على يمينه وشماله۔"

(طحطاوی حاشية در مختار مطبوعة بولاق فی قاهرة ، جلد ٤ كتاب الذبائح ، ص : ١٣٥)

اگر تو کہے کہ تجھے اپنا صراط مستقیم پر ہونا کیسے معلوم ہوا حالانکہ ان تمام فرقوں میں ہر ایک یہی دعویٰ کرتا ہے تو میں جواب دوں گا کہ یہ صرف دعویٰ کر لینے اور اپنے وہم وگمان کو سند بنا لینے سے ثابت نہیں ہوسکتا بلکہ اس پر وہ ہے جو علم منقول حاصل کرے اس فن کے ماہر علمائے اہلحدیث سے جن بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کی صحیح احادیث جمع کیں جو نبی کریم ﷺ کے امور اور احوال اور حرکات وسکنات میں مروی ہیں اور جن بزرگوں نے صحابہ کرام انصار ومہاجرین رضی اللہ عنہم کے حالات جمع کئے، جنہوں نے ان کی احسان کے ساتھ پیروی کی جیسے کہ امام بخاری و امام مسلم وغیرہ ہیں جو ثقہ لوگ تھے اور مشہور تھے، جن بزرگوں کی وارد کی ہوئی مرفوع وموقوف احادیث کی صحت پر کل علمائے مشرق ومغرب متفق ہیں۔ اس نقل کے بعد دیکھا جائے گا کہ ان محدثین کرام کے طریقہ کو مضبوط تھامنے والا اور ان کی پوری پوری اتباع کرنے والا اور تمام کلی وجزئی چھوٹے بڑے کاموں میں ان کی روش پر چلنے والا کون ہے۔ اب جو فرقہ اس طریقہ پر ہوگا۔ (یعنی احادیث رسول پر بطریق صحابہ بلا قید مذہب عمل کرنے والا) اس کی نسبت حکم کیا جائے گا کہ یہی جماعت وہ ہے جو صراط مستقیم پر ہے بس یہی وہ اصول ہے جو حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور یہی وہ کسوٹی ہے جو صراط مستقیم پر ہیں ان میں اور ان میں جو اس کے دائیں بائیں ہیں، تمیز کر دیتی ہے۔

بَابُ مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

باب: اس کے بیان میں جس نے ایسا کتا پالا جو نہ شکار کے لیے ہو اور نہ مویشی کی حفاظت کے لیے

٥٤٨٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ ابْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ)).

(۵۴۸۰) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایسا کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لیے ہے اور نہ شکار کرنے کے لیے تو روزانہ اس کی نیکیوں میں سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔''

[طرفاه في: ٥٤٨١، ٥٤٨٢]

٥٤٨١۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ:

(۵۴۸۱) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے حنظلہ بن ابی

حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ، سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا لِصَيْدٍ أَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ فَإِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)). [راجع: ٥٤٨٠] [مسلم: ٤٠٢٧؛ نسائي: ٤٢٩٥]

سفیان نے بیان کیا، کہا میں نے سالم سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''شکار اور مویشی کی حفاظت کی غرض کے سوا جس نے کتا پالا تو اس کے ثواب میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔''

تشریح: کھیتی کی حفاظت کرنے والا کتا بھی اسی میں داخل ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ہے۔

٥٤٨٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا ـ إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيًا ـ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ)). [راجع: ٥٤٨٠] [مسلم: ٤٠٢٣]

(۵۴۸۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مویشی کی حفاظت یا شکار کی غرض کے سوا کسی اور وجہ سے کتا پالا اس کے ثواب سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔''

بَابٌ: إِذَا أَكَلَ الْكَلْبُ

باب: جب کتا شکار میں سے خود کھا لے تو اس کا کیا حکم ہے؟

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أُحِلَّ لَهُمْ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ﴾ [المائدة: ٤] إِلَى قَوْلِهِ: ﴿سَرِيعُ الْحِسَابِ﴾ ﴿اجْتَرَحُوا﴾ اكْتَسَبُوا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنْ أَكَلَ الْكَلْبُ فَقَدْ أَفْسَدَهُ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ: ﴿تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ﴾ فَيُضْرَبُ وَيُعَلَّمُ حَتَّى يَتْرُكَ وَكَرِهَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ عَطَاءٌ: إِنْ شَرِبَ الدَّمَ وَلَمْ يَأْكُلْ فَكُلْ.

اور اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز کھانی ہمارے لیے حلال کی گئی ہے، آپ کہہ دیں کہ تم پر کل پاکیزہ جانور کھانے حلال ہیں اور تمہارے سدھائے ہوئے شکاری کتوں اور جانوروں کا شکار بھی جو شکار پر چھوڑے جاتے ہیں۔ تم انہیں اس طریقہ پر سکھاتے ہو جس طرح تمہیں اللہ نے سکھایا سو کھاؤ اس شکار کو جسے (شکاری جانور یا کتا) تمہارے لیے پکڑ کر رکھیں اللہ کے قول: ''بیشک اللہ جلد حساب کر دیتا ہے'' تک۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر کتے نے شکار کا گوشت خود بھی کھا لیا تو اس نے شکار کو ناپاک کر دیا کیونکہ اس صورت میں اس نے خود اپنے لیے شکار کو روکا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسی سورت میں فرمانا: ''تم انہیں سکھاتے ہو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں سکھایا ہے'' اس لیے ایسے کتے کو پیٹا جائے گا اور سکھایا جاتا رہے گا، یہاں تک کہ شکار میں سے وہ کھانے کی عادت چھوڑ

دے۔ ایسے شکار کو ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ سمجھتے تھے اور عطاء نے کہا: اگر صرف شکار کا خون پی لیا ہو اور اس کا گوشت نہ کھایا ہو تو تم کھا سکتے ہو۔

تشریح: عطاء کا قول بھی احتیاط کے خلاف ہے لہٰذا ایسے شکار سے بھی پرہیز مناسب ہے۔

٥٤٨٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَصِيدُ بِهٰذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَإِنْ قَتَلْنَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُونَ إِنَّمَا أَمْسَكَهُ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كِلَابٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ١٧٥] [مسلم: ٤٩٧٣؛ ابوداود: ٢٨٤٨؛ ابن ماجه: ٣٢٠٨]

(٥٤٨٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم لوگ ان کتوں سے شکار کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اپنے سکھائے ہوئے کتوں کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیتے ہو تو جو شکار وہ تمہارے لیے پکڑ کر لائیں اسے کھاؤ، خواہ وہ شکار کو مار ہی ڈالیں۔ البتہ اگر کتا شکار میں سے خود بھی کھا لے تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اس نے یہ شکار خود اپنے لیے پکڑا تھا اور اگر دوسرے کتے بھی تمہارے کتوں کے سوا شکار میں شریک ہو جائیں تو نہ کھاؤ۔''

تشریح: یہ سدھائے ہوئے کتوں سے متعلق ہے اگر وہ شکار کو مار بھی ڈالیں مگر خود کھانے کو منہ نہ ڈالیں تو وہ جانور کھایا جا سکتا ہے مگر ایسے سدھائے ہوئے کتے آج کل عنقا ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ الصَّيْدِ إِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً

باب: جب شکار کیا ہوا جانور شکاری کو دو یا تین دن کے بعد ملے تو وہ کیا کرے؟

٥٤٨٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَمْسَكَ وَقَتَلَ فَكُلْ وَإِنْ أَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِذَا خَالَطَ كِلَابًا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهَا فَأَمْسَكْنَ وَقَتَلْنَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي أَيُّهَا قَتَلَ وَإِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ فَوَجَدْتَهُ بَعْدَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهِ إِلَّا أَثَرُ سَهْمِكَ

(٥٤٨٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بن یزید نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے شعبی نے، ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا اور بسم اللہ بھی پڑھی اور کتے نے شکار پکڑا اور اسے مار ڈالا تو اسے کھاؤ اور اگر اس نے خود بھی کھا لیا ہو تو تم نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر دوسرے کتے جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، اس کتے کے ساتھ شکار میں شریک ہو جائیں اور شکار پکڑ کر مار ڈالیں تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ کس کتے نے مارا ہے اور اگر تم نے شکار پر تیر مارا پھر وہ شکار تمہیں دو یا تین دن بعد ملا اور اس پر

فَكُلْ وَإِنْ وَقَعَ فِي الْمَاءِ فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ١٧٥] [مسلم: ٤٩٨١، ٤٩٨٢؛ ابوداود: ٢٨٤٩؛ ترمذي: ١٤٦٩؛ نسائي: ٤٢٧٤، ٤٢٧٩، ٤٢٨٦، ٤٣٠٩، ٤٣١٠؛ ابن ماجه: ٣٢١٣]

تمہارے تیر کے نشان کے سوا کوئی دوسرا نشان نہیں تو ایسا شکار کھاؤ لیکن اگر وہ پانی میں مر گیا ہو تو نہ کھاؤ۔''

٥٤٨٥ـ وَقَالَ عَبْدُ الأَعْلَى عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَقْتَفِي أَثَرَهُ الْيَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ ثُمَّ يَجِدُهُ مَيِّتًا وَفِيهِ سَهْمُهُ قَالَ: ((يَأْكُلُ إِنْ شَاءَ)). [راجع: ١٧٥] [ابوداود: ٢٨٥٣]

(٥٤٨٥) اور عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، ان سے داؤد بن ابی یاسر نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ وہ شکار تیر سے مارتے ہیں پھر دو یا تین دن پر اسے تلاش کرتے ہیں، تب وہ مردہ حال میں ملتا ہے اور اس کے اندر ان کا تیر گھسا ہوا ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو کھا سکتا ہے۔''

تشریح: یہ اسی صورت میں کہ شکار بد بودار نہ ہوا ہو ورنہ پھر وہ کھانا مناسب نہیں ہے۔

بَابٌ: إِذَا وَجَدَ مَعَ الصَّيْدِ كَلْبًا آخَرَ

باب: شکاری جب شکار کے ساتھ دوسرا کتا پائے تو وہ کیا کرے؟

٥٤٨٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي وَأُسَمِّي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَسَمَّيْتَ فَأَخَذَ فَقَتَلَ فَأَكَلَ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ)) قُلْتُ: إِنِّي أُرْسِلُ كَلْبِي أَجِدُ مَعَهُ كَلْبًا آخَرَ لَا أَدْرِي أَيُّهُمَا أَخَذَهُ فَقَالَ: ((لَا تَأْكُلْ فَإِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلَى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلَى غَيْرِهِ)). وَسَأَلْتُهُ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ: ((إِذَا أَصَبْتَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَإِذَا أَصَبْتَ بِعَرْضِهِ فَقَتَلَ فَإِنَّهُ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ١٧٥]

(٥٤٨٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی السفر نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں (شکار کے لیے) اپنا کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ لیا ہو اور پھر وہ کتا شکار پکڑ کے مار ڈالے اور خود بھی کھالے تو ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ یہ شکار اس نے خود اپنے لیے پکڑا ہے۔'' میں نے کہا کہ میں کتا شکار پر چھوڑتا ہوں لیکن اس کے ساتھ دوسرا کتا بھی مجھے ملتا ہے اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ کس نے شکار پکڑا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایسا شکار نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے دوسرے کتے پر نہیں پڑھی'' اور میں نے آپ ﷺ سے بے پر کے تیر یا لکڑی سے شکار کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر شکار نوک کی دھار سے مرا ہو تو کھا لیکن اگر تو نے اس کی چوڑائی سے اسے مارا ہے تو ایسا شکار بوجھ سے مرا ہے، پس اسے نہ کھا۔''

تشریح: وہ موقوذ، مردار ہے۔ مزید تفصیلات پہلے گزر چکی ہیں۔ حضرت حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وفیہ تحریم اکل الصید الذی اکل الکلب منه ولو کان الکلب معلما۔" (فتح الباری) اگر چہ سدھایا ہوا کتا ہی کیوں نہ ہو جب وہ شکار سے کھالے تو وہ شکار کھانا حرام ہو جاتا ہے۔ لفظ کلبك کی اضافت سے سدھایا ہوا کتا خریدنا بیچنا جائز ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّصَيُّدِ

باب: شکار کرنے کو بطور مشغلہ اختیار کرنا

تشریح: اس باب کو لا کر امام المجتہدین نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ شکار کرنا مباح ہے اور اس پر اتفاق ہے مگر جو محض کھیل و تفریح کے لئے شکار کرے اور فرائض اسلامیہ سے غافل ہو جائے وہ مذموم ہے: "اخرج الترمذی من حدیث ابن عباس رفعه من سکن البادیة جفا ومن اتبع الصید غفل۔" یعنی جو جنگل میں رہا اس میں سختی آ جاتی ہے وہ جو شکار کے پیچھے لگا وہ غافل ہو جاتا ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے کیونکہ اس کے خلاف بھی ہوتا ہے پس فرائض کا رہے احساس عالم کے مظاہر میں یہی صوفی کا مقصد ہے یہی شارع کا ایماء ہے۔

٥٤٨٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَدِيٍّ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّا قَوْمٌ نَتَصَيَّدُ بِهَذِهِ الْكِلَابِ فَقَالَ: ((إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَكُلْ مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ إِلَّا أَنْ يَأْكُلَ الْكَلْبُ فَلَا تَأْكُلْ فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَكُوْنَ إِنَّمَا أَمْسَكَ عَلَى نَفْسِهِ وَإِنْ خَالَطَهَا كَلْبٌ مِنْ غَيْرِهَا فَلَا تَأْكُلْ)). [راجع: ١٧٥]

(۵۴۸۷) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا مجھے محمد بن فضیل نے خبر دی، ان سے بیان بن بشر نے، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ہم اس قوم میں سکونت رکھتے ہیں جو ان کتوں سے شکار کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جب تم اپنا سکھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر اللہ کا نام لے لو تو اگر وہ کتا تمہارے لیے شکار لایا ہو تو تم اسے کھا سکتے ہو لیکن اگر کتے نے خود بھی کھالیا ہو تو وہ شکار نہ کھاؤ کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس نے وہ شکار خود اپنے لیے پکڑا ہے اور اگر اس کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی شکار میں شریک ہو جائے تو پھر شکار نہ کھاؤ۔"

٥٤٨٨ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ ؛ح؛ وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيَّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَائِذُ اللَّهِ سَمِعْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ يَقُوْلُ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ نَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيْدُ بِقَوْسِي وَأَصِيْدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَالَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا

(۵۴۸۸) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، ان سے حیوہ بن شریح نے (دوسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا، ان سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا کہ میں نے ربیعہ بن یزید دمشقی سے سنا، کہا کہ مجھے ابو ادریس عائذ اللہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتن میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں، جہاں میں اپنے تیر سے شکار کرتا ہوں اور اپنے سدھائے ہوئے کتے سے شکار کرتا ہوں اور ایسے کتوں سے بھی جو

فَأَخْبِرْنِي مَا الَّذِي يَحِلُّ لَنَا مِنْ ذَلِكَ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ أَنَّكَ بِأَرْضِ قَوْمٍ أَهْلِ الْكِتَابِ تَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ فَإِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَ آنِيَتِهِمْ فَلَا تَأْكُلُوا فِيهَا وَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوهَا ثُمَّ كُلُوا فِيهَا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكَ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ ثُمَّ كُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ مُعَلَّمًا فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ)).

[راجع: ٥٤٧٨]

سدھائے ہوئے نہیں ہوتے تو اس میں سے کیا چیز ہمارے لیے جائز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو اور ان کے برتنوں میں بھی کھاتے ہو تو اگر تمہیں ان کے برتنوں کے سوا دوسرے برتن مل جائیں تو ان کے برتنوں میں نہ کھاؤ لیکن اگر ان کے برتنوں کے سوا دوسرے برتن نہ ملیں تو انہیں دھو کر پھر ان میں کھاؤ اور تم نے شکار کی سرزمین کا ذکر کیا ہے تو جو شکار تم اپنے تیر سے مارو اور تیر چلاتے وقت اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ! اور جو شکار تم نے اپنے بغیر سدھائے کتے سے کیا ہو اور اسے ذبح بھی خود ہی کیا ہو تو اسے بھی کھاؤ۔''

٥٤٨٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَوْا عَلَيْهَا حَتَّى لَغِبُوا فَسَعَيْتُ عَلَيْهَا حَتَّى أَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِوَرِكَيْهَا وَفَخِذَيْهَا فَقَبِلَهُ.

[راجع: ٢٥٧٢]

(۵۴۸۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مرالظہران (مکہ کے قریب ایک مقام) میں ہم نے ایک خرگوش کو ابھارا لوگ اس کے پیچھے دوڑے مگر نہ پایا، پھر میں اس کے پیچھے لگا اور میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کا کولھا اور دونوں رانیں بھیجیں تو آپ ﷺ نے انہیں قبول فرمایا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ خرگوش کھانا درست ہے اکثر علما کا یہی فتویٰ ہے۔

٥٤٩٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَتَّى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَهُ مُحْرِمِينَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَى حِمَارًا وَحْشِيًّا فَاسْتَوَى عَلَى فَرَسِهِ ثُمَّ سَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُنَاوِلُوهُ سَوْطًا فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ

(۵۴۹۰) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عمر بن عبیداللہ کے غلام ابونضر نے، ان سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے غلام نافع نے اور ان سے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، پھر وہ مکہ کے راستہ میں ایک جگہ پر اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ جو احرام باندھے ہوئے تھے پیچھے رہ گئے خود ابوقتادہ رضی اللہ عنہ احرام سے نہیں تھے اسی عرصہ میں انہوں نے ایک گورخر دیکھا اور (اسے شکار کرنے کے ارادہ سے) اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے (جو محرم تھے) کوڑا مانگا لیکن انہوں نے دینے سے انکار کیا پھر اپنا نیزہ مانگا لیکن اسے بھی اٹھانے کے لیے وہ تیار نہیں ہوئے تو انہوں نے وہ خود اٹھایا

أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبَى بَعْضُهُمْ فَلَمَّا أَدْرَكُوا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَأَلُوا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوهَا اللَّهُ تَعَالَى)). [راجع :١٨٢١]

اور گورخر پر حملہ کیا اور اسے شکار کرلیا پھر بعض نے تو اس کا گوشت کھایا اور بعض نے کھانے سے انکار کیا۔ اس کے بعد جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا حکم پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو ایک کھانا تھا جو اللہ نے تمہارے لیے مہیا کیا تھا۔''

تشریح: حالت احرام میں کسی دوسرے کا شکار کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے۔

٥٤٩١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ مِثْلَهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((هَلْ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ؟)) [راجع: ١٨٢١]

(۵۴۹۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کیا، البتہ اس روایت میں یہ لفظ زیادہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے پوچھا تھا: ''تمہارے پاس اس کا کچھ گوشت بچا ہوا ہے یا نہیں؟''

تشریح: ان جملہ احادیث کے لانے کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ شکار کو مشغلہ کے طور پر اختیار کرنا جائز ہے مگر یہ مشغلہ ایسا نہ ہو کہ فرائض اسلامیہ کی ادائیگی میں سستی کرنے کا سبب بن جائے۔ اس صورت میں یہ مشغلہ بہتر نہ ہوگا۔

بَابُ التَّصَيُّدِ عَلَى الْجِبَالِ

باب: اس بیان میں کہ پہاڑوں پر شکار کرنا جائز ہے

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ شکار کے لئے پہاڑوں پر چڑھنا محنت اٹھانا یا گھوڑے کو ہانک لے جانا جائز اور درست ہے۔

٥٤٩٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي صَالِحٍ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَهُمْ مُحْرِمُونَ وَأَنَا حِلٌّ عَلَى فَرَسِي وَكُنْتُ رَقَّاءً عَلَى الْجِبَالِ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ رَأَيْتُ النَّاسَ مُتَشَوِّفِينَ لِشَيْءٍ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ حِمَارُ وَحْشٍ فَقُلْتُ لَهُمْ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: لَا نَدْرِي قُلْتُ: هُوَ حِمَارٌ وَحْشِيٌّ فَقَالُوا: هُوَ مَا رَأَيْتَ وَكُنْتُ

(۵۴۹۲) ہم سے یحییٰ بن سلیمان جعفی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، انہیں عمرو نے خبر دی، ان سے ابونضر نے بیان کیا، ان سے ابو قتادہ کے غلام نافع اور توامہ کے غلام ابو صالح نے کہ انہوں نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان راستے میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، وہ دوسرے لوگ تو احرام باندھے ہوئے تھے لیکن میں احرام میں نہیں تھا اور ایک گھوڑے پر سوار تھا۔ میں پہاڑوں پر چڑھنے کا بڑا عادی تھا پھر اچانک میں نے دیکھا کہ لوگ للچائی ہوئی نظروں سے کوئی چیز دیکھ رہے ہیں میں نے جو دیکھا تو ایک گورخر تھا۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں! میں نے کہا یہ تو گورخر ہے۔ لوگوں نے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے وہی ہے۔ میں اپنا کوڑا بھول گیا تھا، اس لیے ان سے کہا: مجھے میرا کوڑا دے دو لیکن انہوں نے کہا: ہم اس میں

نَسِيتُ سَوْطِي فَقُلْتُ لَهُمْ: نَاوِلُونِي سَوْطِي فَقَالُوا: لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُ ثُمَّ ضَرَبْتُ فِي أَثَرِهِ فَلَمْ يَكُنْ إِلَّا ذَلِكَ حَتَّى عَقَرْتُهُ فَأَتَيْتُ لَهُمْ فَقُلْتُ لَهُمْ: قُومُوا فَاحْتَمِلُوا قَالُوا: لَا نَمَسُّهُ فَحَمَلْتُهُ حَتَّى جِئْتُهُمْ بِهِ فَأَبَى بَعْضُهُمْ وَأَكَلَ بَعْضُهُمْ فَقُلْتُ: أَنَا أَسْتَوْقِفُ لَكُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَدْرَكْتُهُ فَحَدَّثْتُهُ الْحَدِيثَ فَقَالَ لِي: ((أَبَقِيَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ)) فَقُلْتُ: نَعَمْ فَقَالَ: ((كُلُوا فَهُوَ طُعْمٌ أَطْعَمَكُمُوهُ اللَّهُ)). [راجع:١٨٢١]

تمہاری کوئی مدد نہیں کریں گے (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں نے اتر کر خود کوڑا اٹھایا اور اس کے پیچھے سے اسے مارا، وہ وہیں گر گیا پھر میں نے اسے ذبح کیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس اسے لے کر آیا۔ میں نے کہا کہ اب اٹھو اور اسے اٹھاؤ، انہوں نے کہا کہ ہم اسے نہیں چھوئیں گے۔ چنانچہ میں ہی اسے اٹھا کر ان کے پاس لایا۔ بعض نے تو اس کا گوشت کھایا لیکن بعض نے انکار کر دیا پھر میں نے ان سے کہا کہ اچھا میں اب تمہارے لیے آنحضرت ﷺ سے رکنے کی درخواست کروں گا۔ میں آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور آپ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی بھی بچا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: ''کھاؤ کیونکہ یہ ایک کھانا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا ہے۔''

تشریح: حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو شکار کے لئے پہاڑوں پر چڑھنے کا مشاق بتایا ہے۔ یہی باب سے مطابقت ہے۔ توامہ وہ لڑکی جو جڑواں پیدا ہو۔ یہ امیہ بن خلف کی بیٹی تھی جو اپنے بھائی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے اس کا یہی نام پڑ گیا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

﴿أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ﴾ [المائدة: ٩٦]

وَقَالَ عُمَرُ: صَيْدُهُ مَا اصْطِيدَ ﴿وَطَعَامُهُ﴾ [المائده: ٩٦] مَا رَمَى بِهِ. وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: الطَّافِي حَلَالٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَعَامُهُ مَيْتَتُهُ إِلَّا مَا قَذِرْتَ مِنْهَا وَالْجِرِّيْثُ لَا تَأْكُلُهُ الْيَهُودُ وَنَحْنُ نَأْكُلُهُ وَقَالَ أَبُو شُرَيْحٍ: صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ: كُلُّ شَيْءٍ فِي الْبَحْرِ مَذْبُوحٌ وَقَالَ عَطَاءٌ: أَمَّا الطَّيْرُ فَأَرَى أَنْ يَذْبَحَهُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: صَيْدُ الْأَنْهَارِ وَقِلَاتِ السَّيْلِ أَصَيْدُ بَحْرٍ هُوَ؟ قَالَ: نَعَمْ ثُمَّ تَلَا: ﴿هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا﴾ [فاطر: ١٢] وَرَكِبَ الْحَسَنُ عَلَى سَرْجٍ مِنْ جُلُودِ

باب: سورۂ مائدہ کی اس آیت کی تفسیر کہ

''حلال کیا گیا ہے تمہارے لیے دریا کا شکار کھانا۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دریا کا شکار وہ ہے جو تدبیر یعنی جال وغیرہ سے شکار کیا جائے اور ''اس کا کھانا'' وہ ہے جسے پانی نے باہر پھینک دیا ہو۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو دریا کا جانور مر کر پانی کے اوپر تیر کر آئے وہ حلال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو دریا کا جانور مر کر پانی کے اوپر تیر کر آئے وہ حلال ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ''اس کا کھانا'' سے مراد دریا کا مردار ہے، سوائے اس کے جو بگڑ گیا ہو۔ بام، جھینگے اور مچھلی کو یہودی نہیں کھاتے لیکن ہم (فراغت سے) کھاتے ہیں اور نبی کریم ﷺ کے صحابی ابو شریح رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر دریائی جانور مذبوحہ ہے، اسے ذبح کی ضرورت نہیں۔ عطاء نے کہا: دریائی پرندے کے متعلق میری رائے ہے کہ اسے ذبح کیا جائے۔ ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا: کیا نہروں کا شکار اور سیلاب کے گڑھوں کا شکار بھی دریائی شکار ہے کہ اس کا کھانا بغیر ذبح کے جائز ہو؟ کہا: ہاں، پھر انہوں نے (دلیل کے طور پر) سورۂ نحل کی اس آیت

كِلَابِ الْمَاءِ وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: لَوْ أَنَّ أَهْلِي أَكَلُوا الضَّفَادِعَ لَأَطْعَمْتُهُمْ وَلَمْ يَرَ الْحَسَنُ بِالسُّلَحْفَاةِ بَأْسًا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مِنْ صَيْدِ الْبَحْرِ وَإِنْ صَادَهُ نَصْرَانِيٌّ أَوْ يَهُودِيٌّ أَوْ مَجُوسِيٌّ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: فِي الْمُرِي ذَبَحَ الْخَمْرَ النِّينَانُ وَالشَّمْسُ.

کی تلاوت کی: ''یہ دریا بہت زیادہ میٹھا ہے اور یہ دوسرا دریا بہت زیادہ کھارا ہے اور تم ان میں سے ہر ایک سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاتے ہو۔'' اور حسن رضی اللہ عنہ دریائی کتے کے چمڑے سے بنی ہوئی زین پر سوار ہوئے اور شعبی نے کہا: اگر میرے گھر والے مینڈک کھائیں تو میں بھی ان کو کھلاؤں گا اور حسن بصری کچھوا کھانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: دریائی شکار کھاؤ، خواہ نصرانی نے کیا ہو یا کسی یہودی نے کیا ہو یا مجوسی نے کیا ہو۔ اور ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا: شراب میں مچھلی ڈال دیں اور سورج کی دھوپ اس پر پڑے تو پھر وہ شراب نہیں رہتی۔''

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ اس اثر کو اس لئے لائے کہ مچھلی کے شراب میں ڈالنے سے وہی اثر ہوتا ہے جو شراب میں نمک ڈالنے سے کیونکہ پھر شراب کی صفت اس میں باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ ان لوگوں کے مذہب پر مبنی ہے جو شراب کا سرکہ بنانا درست جانتے ہیں۔ بعض نے مری کو مکروہ رکھا ہے۔ مری اس کو کہتے ہیں کہ شراب میں نمک اور مچھلی ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں۔ قسطلانی نے کہا کہ یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے شافعیہ کا خلاف کیا ہے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ کسی خاص مجتہد کے پیرو نہیں ہیں بلکہ جس قول کی دلیل قوی ہوتی ہے اس کو لے لیتے ہیں۔ آج کل اکثر مقلدین امام بخاری رحمہ اللہ کو شافعی کہہ کر گراتے ہیں۔ ان کی یہ ہفوات ہرگز لائق توجہ نہیں ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ پختہ اہلحدیث اور کتاب وسنت کے متبع تقلید جامد سے کوسوں دور خود فقیہ اعظم و مجتہد معظم تھے۔

امام شعبی کا نام عامر بن شرحبیل بن عبد ابو عمرو شعبی حمیری ہے مثبت وثقہ و امام بزرگ مرتبہ تابعی ہیں۔ پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا۔ اڑتالیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کی ہیں۔ سنہ ۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۰۷ھ کے لگ بھگ میں وفات پائی۔ امام شعبی حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سب سے بڑے استاد اور ابراہیم نخعی کے ہم عصر ہیں۔ امام شعبی احکام شرعیہ میں قیاس کے قائل نہ تھے ان کے حلم و کرم کا یہ عالم تھا کہ رشتہ داری میں جس کے متعلق ان کو معلوم ہو جاتا کہ وہ قرض دار ہو کر مرے ہیں تو ان کا قرض خود ادا کر دیتے۔ امام شعبی نے کبھی اپنے کسی غلام ولونڈی کو زدوکوب نہیں کیا۔ کوفہ کے اکثر علما کے برخلاف حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما ہر دو کے بارے میں اچھا عقیدہ رکھتے تھے۔ فتویٰ دینے میں نہایت محتاط تھے۔ ان سے جو مسئلہ پوچھا جاتا اگر اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی حدیث نہ ہوتی تو لا ادری میں نہیں جانتا کہہ دیا کرتے۔ اعمش کا بیان ہے کہ ایک شخص نے امام شعبی سے پوچھا کہ ابلیس کی بیوی کا کیا نام ہے۔ امام شعبی نے کہا کہ ذاك عرس ما شهدته مجھے اس شادی میں شرکت کا اتفاق نہیں ہوا تھا ایک مرتبہ خراسان کی مہم پر قتیبہ بن مسلم باہلی امیر المجاہدین کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ عبدالملک نے امام شعبی کو شاہ روم کے پاس سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ (تذکرۃ الحفاظ، ج:۱/ص:۴۵ طم)

٥٤٩٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ عَلَيْنَا أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ يُرَ مِثْلُهُ يُقَالُ لَهُ: الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا

(۵۴۹۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے کہا کہ مجھے عمرو نے خبر دی اور انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ خبط میں شریک تھے، ہمارے امیر الجیش حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہم سب بھوک سے بیتاب تھے کہ سمندر نے ایک مردہ مچھلی باہر پھینکی۔ ایسی مچھلی دیکھی نہیں گئی تھی۔ اسے عنبر کہتے

مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ. [راجع: ٢٤٨٣]

تھے، ہم نے وہ مچھلی پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لے کر (کھڑی کردی) تو وہ اتنی اونچی تھی کہ ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔

تشریح: یہ غزوہ سنہ ۸ھ میں کیا گیا تھا۔ جس میں بھوک کی وجہ سے لوگوں نے پتے کھائے۔ اسی لئے اسے جیش الخبط کہا گیا۔

٥٤٩٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو، سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: بَعَثَنَا النَّبِيُّ ﷺ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ وَأَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ نَرْصُدُ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا يُقَالُ لَهُ: الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا بِوَدَكِهِ حَتَّى صَلُحَتْ أَجْسَامُنَا. فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ وَكَانَ فِيْنَا رَجُلٌ فَلَمَّا اشْتَدَّ الْجُوْعُ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ. [راجع: ٢٤٨٣]

(۵۴۹۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے عمرو بن دینار نے، انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے تین سو سوار روانہ کیے۔ ہمارے امیر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمیں قریش کے تجارتی قافلہ کی نقل و حرکت پر نظر رکھنی تھی پھر (کھانا ختم ہو جانے کی وجہ سے) ہم سخت بھوک اور فاقہ کی حالت میں تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ ہم سلم کے پتے (خبط) کھا کر وقت گزارتے تھے۔ اسی لیے اس مہم کا نام "جیش الخبط" پڑ گیا اور سمندر نے ایک مچھلی باہر ڈال دی۔ جس کا نام عنبر تھا۔ ہم نے اسے آدھے مہینہ تک کھایا اور اس کی چربی تیل کے طور پر اپنے جسم پر ملی جس سے ہمارے جسم تندرست ہو گئے۔ بیان کیا کہ پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کی ہڈی لے کر کھڑی کی تو ایک سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ ہمارے ساتھ ایک صاحب (قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما) تھے جب ہم بہت زیادہ بھوکے ہوئے تو انہوں نے یکے بعد دیگر تین اونٹ ذبح کر دیئے۔ بعد میں ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اس سے منع کر دیا۔

تشریح: کیونکہ سواریوں کے کم ہونے کا خطرہ تھا اور سفر میں سواریوں کا ہونا بھی ضروری ہے۔

بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ

باب: ٹڈی کھانا جائز ہے

٥٤٩٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفَى يَقُوْلُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ سَبْعَ غَزَوَاتٍ. أَوْ سِتًّا. كُنَّا نَأْكُلُ الْجَرَادَ مَعَهُ قَالَ سُفْيَانُ: وَأَبُوْ عَوَانَةَ وَإِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ يَعْفُوْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفَى سَبْعَ غَزَوَاتٍ. [مسلم: ٥٠٤٥؛

(۵۴۹۵) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے ابو یعفور نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ چھ یا سات غزوات میں شریک ہوئے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔ سفیان، ابو عوانہ اور اسرائیل نے ابو یعفور سے بیان کیا اور ان سے ابن ابی اوفی نے "سات غزوات" کے لفظ روایت کیے۔

ابوداود: ٣٨١٢؛ ترمذي: ١٨٩، ١٨٢٢؛ نسائي: ٤٣٦٧، ٤٣٦٨]

تشریح: ٹڈی کھانا بلاتردد جائز ہے۔ یہ عطیہ بھی ہے اور عذاب بھی کیونکہ جہاں ان کا حملہ ہو جائے کھیتیاں برباد ہو جاتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ آنِيَةِ الْمَجُوسِ وَالْمَيْتَةِ

باب: مجوسیوں کے برتن استعمال کرنا اور مردار کا کھانا کیسا ہے؟

٥٤٩٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيُّ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا بِأَرْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَنَأْكُلُ فِي آنِيَتِهِمْ وَبِأَرْضِ صَيْدٍ أَصِيدُ بِقَوْسِي وَأَصِيدُ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِي الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ أَهْلِ كِتَابٍ فَلَا تَأْكُلُوا فِي آنِيَتِهِمْ إِلَّا أَنْ لَا تَجِدُوا بُدًّا فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَاغْسِلُوا وَكُلُوا وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ أَنَّكُمْ بِأَرْضِ صَيْدٍ فَمَا صِدْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ وَكُلْ وَمَا صِدْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِي لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَأَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْهُ)). [راجع: ٥٤٧٨]

(۵۴۹۶) ہم سے ابو عاصم نبیل نے بیان کیا، ان سے حیوہ بن شریح نے بیان کیا، کہا مجھ سے ربیعہ بن یزید دمشقی نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابو ادریس خولانی نے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یارسول اللہ! ہم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہیں اور ان کے برتنوں میں کھاتے ہیں اور ہم شکار کی زمین میں رہتے ہیں اور میں اپنے تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور سدھائے ہوئے کتے سے اور بے سدھائے کتے سے بھی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم نے جو یہ کہا ہے کہ تم اہل کتاب کے ملک میں رہتے ہو تو ان کے برتنوں میں نہ کھایا کرو، البتہ اگر ضرورت ہو اور کھانا ہی پڑ جائے تو انہیں خوب دھو لیا کرو اور جو تم نے یہ کہا ہے کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جو شکار تم اپنے تیر کمان سے کرو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اس پر اللہ کا نام لیا ہو وہ بھی کھاؤ اور جو شکار تم نے اپنے بغیر سدھائے ہوئے کتے سے کیا ہو اور اسے خود ذبح کیا ہو اسے کھاؤ۔'' اس آخری جملہ سے معلوم ہوا کہ مردار کا کھانا جائز نہیں ہے۔

تشریح: اہل کتاب کے برتنوں سے وہ برتن مراد ہیں جن میں وہ لوگ حرام جانوروں کا گوشت پکاتے تھے اور وہ برتن جن میں وہ شراب پیتے تھے اس لیے ان کے استعمال سے منع کیا گیا اور سخت ضرورت کے وقت مجبوری میں ان کو خوب صاف کر کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔ (فتح الباری)

٥٤٩٧ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: لَمَّا أَمْسَوْا يَوْمَ فَتَحِ خَيْبَرَ أَوْقَدُوا النِّيرَانَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى مَا

(۵۴۹۷) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا مجھ سے یزید بن ابی عبیدہ نے بیان کیا، ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح خیبر کی شام کو لوگوں نے آگ روشن کی تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ آگ تم لوگوں نے کس لیے روشن کی ہے؟'' لوگوں نے بتایا: گدھے کا گوشت

أَوْقَدْتُمُ النِّيرَانَ؟)) قَالُوْا: لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ: ((أَهْرِيقُوْا مَا فِيهَا، وَاكْسِرُوْا قُدُوْرَهَا)). فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: نُهْرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْ ذَاكَ)). [راجع: ٢٤٧٧]

ہے۔آپ نے فرمایا: ''ہانڈیوں میں جو کچھ (گدھے کا گوشت) ہے اسے پھینک دور اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو۔'' ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: ہانڈی میں جو کچھ (گوشت وغیرہ) ہے اسے ہم پھینک دیں اور برتن دھو لیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ بھی کر سکتے ہو۔''

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ گدھا چونکہ حرام تھا تو ذبح سے کچھ فائدہ نہ ہوا وہ مردار ہی رہا اور مردار کا حکم ہوا کہ جس ہانڈی میں مردار پکایا جائے وہ ہانڈی بھی توڑ دی جائے یا دھو ڈالے۔

بَابُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الذَّبِيحَةِ وَمَنْ تَرَكَ مُتَعَمِّدًا

باب: ذبح پر بسم اللہ پڑھنا اور جس نے اسے قصداً چھوڑ دیا ہو اس کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ نَسِيَ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ﴾ [الانعام: ١٢١] وَالنَّاسِيْ لَا يُسَمَّى فَاسِقًا وَقَوْلُهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوْهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ﴾. [الانعام: ١٢١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر کوئی بسم اللہ پڑھنا بھول گیا تو کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اور نہ کھاؤ اس جانور کو جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بلا شبہ یہ نافرمانی ہے۔'' اور (کوئی نیک کام) بھول جانے والے کو فاسق نہیں کہا جا سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرآن میں فرمان: ''اور بیشک شیاطین اپنے دوستوں کو پٹی پڑھاتے ہیں تا کہ وہ تم سے کٹ حجتی کریں اور اگر تم ان کا کہا مانو گے تو البتہ تم بھی مشرک ہو جاؤ گے۔''

تشریح: گویا یہ آیت لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو قوت دی کہ اگر بھول سے بسم اللہ ترک کرے تو جانور حلال ہی رہے گا کیونکہ بھول سے ترک کرنے والا نہ شیطان کا دوست ہو سکتا ہے نہ مشرک ہو سکتا ہے۔

٥٤٩٨ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَأَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَأَصَبْنَا إِبِلًا وَغَنَمًا ـ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُخْرَيَاتِ النَّاسِ ـ فَعَجِلُوْا فَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِمْ فَأَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَأُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ وَكَانَ

(٥٤٩٨) مجھ سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع نے اپنے دادا رافع بن خدیج سے، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام ذی الحلیفہ میں تھے کہ (ہم) لوگ بھوک اور فاقہ میں مبتلا ہو گئے پھر ہمیں (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملیں۔ نبی اکرم ﷺ سب سے پیچھے تھے۔ لوگوں نے جلدی کی بھوک کی شدت کی وجہ سے (اور آنحضرت ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے ہی غنیمت کے جانوروں کو ذبح کر لیا) اور ہانڈیاں پکنے کے لیے چڑھا دیں پھر جب آنحضرت ﷺ وہاں پہنچے تو آپ نے حکم دیا اور ہانڈیاں الٹ دی گئیں پھر آنحضرت ﷺ

فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَسِيرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَأَعْيَاهُمْ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا نَدَّ عَلَيْكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ: وَقَالَ جَدِّيْ: إِنَّا لَنَرْجُوْ أَوْ نَخَافُ أَنْ نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ؟ قَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)). [راجع: ٢٤٨٨]

نے غنیمت کی تقسیم کی اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ گیا۔ قوم کے پاس گھوڑوں کی کمی تھی لوگ اس اونٹ کے پیچھے دوڑے لیکن اس نے سب کو تھکا دیا۔ آخر ایک شخص نے اس پر تیر کا نشانہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان جانوروں میں جنگلیوں کی طرح وحشت ہوتی ہے۔ اس لیے جب کوئی جانور بھڑک کر بھاگ جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔'' عبادہ نے بیان کیا کہ میرے دادا (رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ) نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا: ہمیں اندیشہ ہے کہ کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں کیا ہم (دھار دار) لکڑی سے ذبح کر لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز بھی خون بہا دے اور (ذبح کرتے وقت) جانور پر اللہ کا نام لیا ہو تو اسے کھاؤ، البتہ (ذبح کرنے والا آلہ) دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے۔ دانت، اس لیے نہیں کہ یہ ہڈی ہے (اور ہڈی سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے) اور ناخن اس لیے نہیں کہ حبشی لوگ ان کو چھری کی جگہ استعمال کرتے ہیں۔''

تشریح: اس باب کا مطلب اس لفظ سے نکلتا ہے ((وذکر اسم اللہ)) حنفیہ نے اس ناخن اور دانت سے ذبح جائز رکھا ہے جو آدمی کے بدن سے جدا ہو مگر یہ صحیح نہیں ہے۔

بَابُ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَالْأَصْنَامِ

باب: وہ جانور جنہیں تھانوں اور بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ان کا کھانا حرام ہے

٥٤٩٩ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ لَقِيَ زَيْدَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ وَذَاكَ قَبْلَ أَنْ يُنْزَلَ عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الْوَحْيُ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ سُفْرَةً فِيْهَا لَحْمٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لَا آكُلُ مِمَّا

(۵۴۹۹) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز، یعنی ابن مختار نے بیان کیا، انہیں موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، کہا مجھے سالم نے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے کہ آنحضور ﷺ کی زید بن عمرو بن نوفل سے مقام بلدح کے نشیبی حصہ میں ملاقات ہوئی۔ یہ آپ پر وحی نازل ہونے سے پہلے کا زمانہ ہے۔ آپ نے وہ دستر خوان جس میں گوشت تھا جسے ان لوگوں نے آپ کی ضیافت کے لیے پیش کیا تھا مگر ان پر ذبح کے وقت بتوں کا نام لیا تھا، آپ ﷺ نے اسے زید بن عمرو کے سامنے واپس فرما دیا اور آپ ﷺ

تَذْبَحُوْنَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا نَأْكُلُ إِلَّا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ. [راجع: ٣٨٢٦]

نے فرمایا: ''تم جو جانور اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے ہو میں انہیں نہیں کھاتا، میں صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں۔ جس پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو۔''

تشریح: نص قرآن ﴿ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ ﴾ (۵/ المائدۃ:۳) سے ان تمام جانوروں کا گوشت حرام ہو جاتا ہے جو جانور غیر اللہ کے نام پر تقرب کے لئے نذر کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی میں مدار کا بکرا اور سید سالار کے نام پر چھوڑا ہوا جانور بھی داخل ہے جیسا کہ اہل بدعت کا معمول ہے۔ بلدح حجاز میں مکہ کے قریب ایک مقام ہے۔ روایت میں مذکور زید بن عمرو سعید بن زید کے والد ہیں اور سعید عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ (رضی اللہ عنهم وارضاهم)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ))

باب: اس بارے میں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''جانور کو اللہ ہی کے نام پر ذبح کرنا چاہیے''

٥٥٠٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ الْبَجَلِيِّ قَالَ: ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ أَضْحَاةً ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدْ ذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتَّى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللَّهِ)). [راجع: ٩٨٥]

(۵۵۰۰) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے اسود بن قیس نے، ان سے جندب بن سفیان بجلی نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ قربانی کی۔ کچھ لوگوں نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی۔ جب آنحضرت ﷺ (نماز پڑھ کر) واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ لوگوں نے اپنی قربانیاں نماز سے پہلے ہی ذبح کر لی ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لی ہو، اسے چاہیے کہ اس کی جگہ دوسری ذبح کرے اور جس نے نماز پڑھنے سے پہلے نہ ذبح کی ہو اسے چاہیے کہ اللہ کے نام پر ذبح کرے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ جو لوگ قربانی کا جانور نماز سے پہلے ادھر ادھر لے جا کر ذبح کر دیتے ہیں وہ قربانی نہیں صرف ایک معمولی گوشت بن کر رہ جاتا ہے۔ قربانی وہی ہے جو نماز عید کے بعد ذبح کی جائے اور بس۔

بَابُ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ مِنَ الْقَصَبِ وَالْمَرْوَةِ وَالْحَدِيْدِ

باب: بانس، سفید دھار دار پتھر اور لوہا جو خون بہا دے اس کا حکم کیا ہے؟

٥٥٠١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ سَمِعَ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ يُخْبِرُ ابْنَ عُمَرَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لَهُمْ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأَبْصَرَتْ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا مَوْتَهَا

(۵۵۰۱) ہم سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے، ان سے عبید اللہ نے، ان سے نافع نے، انہوں نے ابن کعب بن مالک سے سنا، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہیں ان کے والد نے خبر دی کہ ان کے گھر کی ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی (چراتے وقت ایک مرتبہ) اس نے دیکھا کہ ایک بکری مرنے والی ہے۔ چنانچہ اس نے

فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَقَالَ لِأَهْلِهِ: لَا تَأْكُلُوا حَتَّى آتِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْأَلَهُ أَوْ حَتَّى أُرْسِلَ إِلَيْهِ مَنْ يَسْأَلُهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ أَوْ بَعَثَ إِلَيْهِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِأَكْلِهَا. [راجع: ٢٣٠٤]

ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری ذبح کر دی تو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ اسے اس وقت تک نہ کھانا جب تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم نہ پوچھ آؤں یا (انہوں نے یہ کہا کہ) میں کسی کو بھیجوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھ آئے، پھر وہ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے یا کسی کو بھیجا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے کی اجازت بخشی۔

٥٥٠٢۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ: أَخْبَرَ عَبْدَاللَّهِ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ تَرْعَى غَنَمًا لَهُ بِالْجُبَيْلِ الَّذِي بِالسُّوقِ وَهُوَ بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا فَذَكَرُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَمَرَهُمْ بِأَكْلِهَا. [راجع: ٢٣٠٤]

(۵۵۰۲) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے بنی سلمہ کے ایک صاحب (ابن کعب بن مالک) نے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ خبر دی کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی لونڈی اس پہاڑی پر جو سوق مدنی میں ہے اور جس کا نام سلع ہے بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک بکری مرنے کے قریب ہو گئی تو اس نے ایک پتھر توڑ کر اس سے بکری کو ذبح کر لیا، پھر لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے کی اجازت عطا فرمائی۔

٥٥٠٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ: ((مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ أَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ وَأَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ)) وَنَدَّ بَعِيرٌ فَحَبَسَهُ فَقَالَ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). [راجع: ٢٤٨٨]

(۵۵۰۳) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں سعید بن مسروق نے، انہیں عبایہ بن رفاعہ بن رافع نے اور انہیں ان کے دادا (حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے پاس چھری نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو (دھاردار) چیز خون بہا دے اور اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو تو (اس سے ذبح کیا ہوا جانور) کھا سکتے ہو لیکن ناخن اور دانت سے ذبح نہ کیا گیا ہو کیونکہ ناخن حبشیوں کی چھری ہے اور دانت ہڈی ہے اور ایک اونٹ بھاگ گیا تو (تیر مار کر) اسے روک لیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا: "یہ اونٹ بھی جنگلی جانوروں کی طرح بھڑک اٹھتے ہیں، اس لیے جو تمہارے قابو سے باہر ہو جائے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔"

بَابُ ذَبِيحَةِ الْأَمَةِ وَالْمَرْأَةِ

باب: (مسلمان) عورت اور لونڈی کا ذبیحہ بھی جائز ہے

٥٥٠٤۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا. وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ يُخْبِرُ عَبْدَ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبٍ بِهَذَا. [راجع: ٢٣٠٤]

(۵۵۰۴) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں عبیداللہ نے، انہیں نافع نے، انہیں کعب بن مالک کے ایک بیٹے نے اور انہیں ان کے باپ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک عورت نے بکری پتھر سے ذبح کر لی تھی تو نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم فرمایا۔
اور لیث نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، انہوں نے قبیلہ انصار کے ایک شخص کو سنا کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خبر دی نبی کریم ﷺ سے کہ کعب رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی پھر اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔

٥٥٠٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَنْ مُعَاذِ ابْنِ سَعْدٍ أَوْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ جَارِيَةً لِكَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَتْ تَرْعَى غَنَمًا بِسَلْعٍ فَأُصِيبَتْ شَاةٌ مِنْهَا فَأَدْرَكَتْهَا فَذَبَحَتْهَا بِحَجَرٍ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((كُلُوهَا)). [راجع: ٢٣٠٤]

(۵۵۰۵) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قبیلۂ انصار کے ایک آدمی نے کہ حضرت معاذ بن سعد یا سعد بن معاذ نے انہیں خبر دی کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی سلع پہاڑی پر بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ریوڑ میں سے ایک بکری مرنے لگی تو اس نے اسے مرنے سے پہلے پتھر سے ذبح کر دیا، پھر نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھاؤ۔''

تشریح: باب اور احادیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابٌ: لَا يُذَكَّى بِالسِّنِّ وَالْعَظْمِ وَالظُّفُرِ

باب: اس بارے میں کہ جانور کو دانت، ہڈی اور ناخن سے ذبح نہ کیا جائے

٥٥٠٦۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلْ -يَعْنِي- مَا أَنْهَرَ الدَّمَ إِلَّا السِّنَّ وَالظُّفُرَ)). [راجع: ٢٤٨٨]

(۵۵۰۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے اور ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ، یعنی (ایسے جانور کو جسے ایسی دھاردار چیز سے ذبح کیا گیا ہو) جو خون بہا دے۔ سوائے دانت اور ناخن کے (یعنی ان سے ذبح کرنا درست نہیں ہے)۔''

تشریح: باب کی حدیث میں صرف دانت اور ناخن کا ذکر ہے ہڈی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق سے نکالی جس میں دانت سے ذبح جائز نہ ہونے کی یہ وجہ مذکور ہے کہ وہ ہڈی ہے۔

بَابُ ذَبِيحَةِ الْأَعْرَابِ وَنَحْوِهِمْ

باب: دیہاتیوں یا ان جیسے (احکام دین سے بے

خبر لوگوں) کا ذبیحہ کیسا ہے؟

٥٥٠٧ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي أَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ أَمْ لَا؟ فَقَالَ: ((سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ)). قَالَتْ: وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ. تَابَعَهُ عَلِيٌّ عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ وَتَابَعَهُ أَبُو خَالِدٍ وَالطُّفَاوِيُّ.

[راجع: ٢٠٥٧]

(٥٥٠٧) ہم سے محمد بن عبید اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ بن حفص مدنی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ (گاؤں کے) کچھ لوگ ہمارے یہاں گوشت (بیچنے کے لیے) لاتے ہیں اور ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام بھی (ذبح کرتے وقت) لیا تھا یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ان پر کھاتے وقت اللہ کا نام لیا کرو اور کھا لیا کرو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ لوگ ابھی اسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔ اس کی متابعت علی نے دراوردی سے کی اور اس کی متابعت ابو خالد اور طفاوی نے کی۔

بَابُ ذَبَائِحِ أَهْلِ الْكِتَابِ وَشُحُومِهَا مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَغَيْرِهِمْ

باب: اہل کتاب کے ذبیحے اور ان ذبیحوں کی چربی کا بیان، خواہ وہ حربیوں میں سے ہوں یا غیر حربیوں میں سے

وَقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ﴾ [المائدة: ٥] وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ نَصَارَى الْعَرَبِ وَإِنْ سَمِعْتَهُ يُسَمِّي لِغَيْرِ اللَّهِ فَلَا تَأْكُلْ وَإِنْ لَمْ تَسْمَعْهُ فَقَدْ أَحَلَّهُ اللَّهُ وَعَلِمَ كُفْرَهُمْ وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوُهُ وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيمُ: لَا بَأْسَ بِذَبِيحَةِ الْأَقْلَفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: طَعَامُهُمْ ذَبَائِحُهُمْ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں ہیں اور ان لوگوں کا کھانا بھی جنہیں کتاب دی گئی ہے تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے۔'' زہری نے کہا نصاریٰ عرب کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر تم سن لو کہ وہ (ذبح کرتے وقت) اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیتا ہے تو اسے نہ کھاؤ اور اگر نہ سنو تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کو ان کے کفر کا علم تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی جاتی ہے۔ حسن اور ابراہیم نے کہا کہ غیر مختون (اہل کتاب) کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (آیت میں) ''طعامهم'' سے مراد اہل کتاب کا ذبح کردہ جانور ہے۔

تشریح: آج کل کے اہل کتاب یا مجوسی سراسر مشرک ہیں اور اپنے معبودان باطل ہی کا نام لیتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ حربی وہ کافر جو مسلمانوں سے لڑ رہے ہوں غیر حربی جن سے لڑائی نہ ہو۔

٥٥٠٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

(٥٥٠٨) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان

حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ: كُنَّا مُحَاصِرِيْ قَصْرِ خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ. [راجع: ٣١٥٣]

سے حمید بن ہلال نے اور ان سے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم خیبر کے قلعے کا محاصرہ کیے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ایک تھیلا پھینکا جس میں (یہودیوں کے ذبیحہ کی) چربی تھی۔ میں اس پر جھپٹا کہ اٹھالوں لیکن مڑ کے جو دیکھا تو پیچھے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ میں آپ ﷺ کو دیکھ کر شرما گیا۔

تشریح: "قال الزهري لا باس بذبيحة نصارىٰ العرب. وان سمعته يهل لغير الله فلا تأكل وان لم تسمعه فقد احله الله لكم وعلم كفرهم ـ" (فتح جلد٩: صفحه ٧٤) یعنی عرب کے نصاریٰ کا ذبیحہ درست ہے ہاں اگر تم سنو کہ اس نے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا ہے تو پھر اس کا ذبیحہ نہ کھاؤ ہاں اگر نہ سنا ہو تو اس کا ذبیحہ باوجود ان کے کافر ہونے کے حلال کیا ہے۔

بَابُ مَا نَدَّ مِنَ الْبَهَائِمِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْوَحْشِ

باب: اس بیان میں کہ جو پالتو جانور بدک جائے وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہے

وَأَجَازَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا أَعْجَزَكَ مِنَ الْبَهَائِمِ مِمَّا فِيْ يَدَيْكَ فَهُوَ كَالصَّيْدِ وَفِيْ بَعِيْرٍ تَرَدَّى فِيْ بِئْرٍ فَذَكِّهِ مِنْ حَيْثُ قَدَرْتَ عَلَيْهِ وَرَأَى ذَلِكَ عَلِيٌّ وَابْنُ عُمَرَ وَعَائِشَةُ.

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جو جانور تمہارے قابو میں ہونے کے باوجود تمہیں عاجز کر دے (اور ذبح نہ کرنے دے) وہ بھی شکار ہی کے حکم میں ہے اور (فرمایا:) اونٹ اگر کنوئیں میں گر جائے تو جس طرح سے ممکن ہو اسے ذبح کر اور علی، ابن عمر اور عائشہ رضی اللہ عنہم کا یہی فتویٰ ہے۔

٥٥٠٩ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ خَدِيْجٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ: ((اعْجَلْ. أَوْ أَرِنْ. مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)). وَأَصَبْنَا نَهْبَ إِبِلٍ وَغَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْإِبِلِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَإِذَا

(٥٥٠٩) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج نے اور ان سے رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر جلدی کر لو یا (اس کے بجائے) "ارن" کہا، یعنی جلدی کر لو جو آلہ خون بہا دے اور ذبیحہ پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ۔ البتہ دانت اور ناخن نہ ہونا چاہیے اور اس کی وجہ بھی بتا دوں، دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔" اور ہمیں غنیمت میں اونٹ اور بکریاں ملیں ان میں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا تو ایک صاحب نے تیر سے اسے مار کر گرا لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں، اس لیے اگر ان میں

غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهِ هَكَذَا)) سے کوئی تمہارے قابو سے باہر ہو جائے تو اس کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔''

[راجع: ٢٤٨٨]

تشریح: ایسا اونٹ یا کوئی اور حلال جانور اگر قابو سے باہر ہو جائے تو اسے تیر وغیرہ سے بسم اللہ پڑھ کر گرا لیا جائے تو وہ حلال ہے۔ روایت میں مذکورہ لفظ ((ارن)) راء کے کسرہ اور نون کے جزم کے ساتھ ہے۔ فراجح النووی ان ارن بمعنی اعجل یعنی ذبح کرتے وقت جلدی کرو تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔ (فتح الباری)

بَابُ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ: لَا ذَبْحَ وَلَا نَحْرَ إِلَّا فِي الْمَذْبَحِ وَالْمَنْحَرِ قُلْتُ: أَيُجْزِئُ مَا يُذْبَحُ أَنْ أَنْحَرَهُ قَالَ: نَعَمْ ذَكَرَ اللَّهُ ذَبْحَ الْبَقَرَةِ فَإِنْ ذَبَحْتَ شَيْئًا يُنْحَرُ جَازَ وَالنَّحْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ وَالذَّبْحُ قَطْعُ الْأَوْدَاجِ قُلْتُ: فَتُخَلَّفُ الْأَوْدَاجُ حَتَّى يُقْطَعَ النِّخَاعُ قَالَ: لَا إِخَالُ. فَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ نَهَى عَنِ النَّخْعِ يَقُوْلُ: يَقْطَعُ مَا دُوْنَ الْعَظْمِ ثُمَّ يَدَعُ حَتَّى يَمُوْتَ وَإِذْ قَالَ مُوْسَى لِقَوْمِهِ: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً﴾ إِلَى قَوْلِهِ وَقَالَ: ﴿فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ﴾ [البقرة: ٦٧، ٧١] وَقَالَ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: الذَّكَاةُ فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَأَنَسٌ: إِذَا قَطَعَ الرَّأْسَ فَلَا بَأْسَ.

باب: نحر اور ذبح کے بیان میں

اور ابن جریج نے عطاء سے بیان کیا کہ ذبح اور نحر صرف ذبح کرنے کی جگہ یعنی (حلق پر) اور نحر کرنے کی جگہ یعنی (سینہ کے اوپر کے حصہ) میں ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے پوچھا: کیا جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے (حلق پر چھری پھیر کر) انہیں نحر کرنا (سینہ کے اوپر کے حصہ میں چھری مار کر ذبح کرنا) کافی ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، اللہ نے (قرآن مجید میں) گائے کو ذبح کرنے کا ذکر کیا ہے، پس اگر تم کسی جانور کو ذبح کرو جسے نحر کیا جاتا ہے (جیسے اونٹ) تو جائز ہے لیکن میری رائے میں اسے نحر کرنا ہی بہتر ہے۔ ''ذبح'' گردن کی رگوں کا کاٹنا ہے۔ میں نے کہا: گردن کی رگیں کاٹتے ہوئے کیا حرام مغز بھی کاٹ دیا جائے گا؟ انہوں نے کہا کہ میں اسے ضروری نہیں سمجھتا اور مجھے نافع نے خبر دی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حرام مغز کاٹنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: صرف گردن کی ہڈی تک (رگوں کو) کاٹا جائے گا اور چھوڑ دیا جائے گا تاکہ جانور مر جائے اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ بقرہ میں فرمان اور جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ''بلاشبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم ایک گائے ذبح کرو۔'' اور فرمایا: ''پھر انہوں نے ذبح کیا اور وہ کرنے والے نہیں تھے۔'' سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ذبح حلق میں بھی کیا جا سکتا ہے اور سینہ کے اوپر کے حصہ میں بھی۔ ابن عمر، ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم نے کہا: اگر سر کٹ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

تشریح: نحر خاص اونٹ میں ہوتا ہے دوسرے جانور ذبح کئے جاتے ہیں۔ حافظ نے کہا اونٹ کا ذبح بھی کئی احادیث سے ثابت ہے۔ گائے کا ذبح قرآن مجید میں اور نحر حدیث میں مذکور ہے اور جمہور علما کے نزدیک نحر اور ذبح دونوں جائز ہے۔

٥٥١٠۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا (٥٥١٠) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان

سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَتْنِي فَاطِمَةُ بِنْتُ الْمُنْذِرِ امْرَأَتِي عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. [اطرافه في: ٥٥١١، ٥٥١٢، ٥٥١٩] [مسلم: ٥٠٢٥، ٥٠٢٦، نسائي: ٤٤٣٢، ٤٤٣٣؛ وابن ماجه: ٣١٩٠]

نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے میری بیوی فاطمہ بنت منذر نے خبر دی، ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا اس وقت ہم مدینہ میں تھے۔

٥٥١١۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: ذَبَحْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا۔ وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ۔ فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ٥٥١٠]

(۵۵۱۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، انہوں نے عبدہ سے سنا، انہوں نے ہشام سے، انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا اس وقت ہم مدینہ میں تھے۔

٥٥١٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا فَأَكَلْنَاهُ. تَابَعَهُ وَكِيعٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِي النَّحْرِ. [راجع: ٥٥١٠]

(۵۵۱۲) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے فاطمہ بنت منذر نے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑے کو نحر کیا (اس کے سینے کے اوپر کے حصہ میں چھری مار کر) پھر اسے کھایا۔ اس کی متابعت وکیع اور ابن عیینہ نے ہشام سے "نحر" کے ذکر کے ساتھ کی۔

تشریح: گھوڑے کا نحر اور ذبیحہ دونوں جائز ہے اور اس کا گوشت حلال ہے مگر چونکہ جہاد میں اس کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے اس کو کھانے کا عام معمول نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

باب: زندہ جانور کے پاؤں وغیرہ کاٹنا یا اسے بند کر کے تیر مارنا یا باندھ کر اسے تیروں کا نشانہ بنانا جائز نہیں ہے

تشریح: "المثلة بضم الميم وسكون الثاء هى قطع اطراف الحيوان بعضها وهو حى والمصبورة والمجثمة التى تربط وتجعل غرضا للرمى فاذا ماتت من ذالك لم يحل اكلها۔" (فتح البارى: جلد۹: صفحہ ۸۰۲) مطلب وہی ہے جو بیان ہوا روایت میں مذکور حکم بن ایوب بن ابی عقیل ثقفی حجاج بن یوسف کے چچا کے بیٹے ہیں جو بصرہ میں ان کے نائب مقرر ہوئے تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

٥٥١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ بْنِ أَيُّوبَ فَرَأَى غِلْمَانًا أَوْ فِتْيَانًا

(۵۵۱۳) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ہشام بن زید نے، کہا میں انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے یہاں گیا، انہوں نے وہاں چند لڑکوں کو یا نوجوانوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اس

نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَقَالَ أَنَسٌ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ. [مسلم: ٥٠٥٧؛ ابوداود: ٢٨١٦؛ نسائي: ٤٤٥١؛ ابن ماجه: ٣١٨٦]

پر تیر کا نشانہ لگا رہے ہیں تو انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے زندہ جانور کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٥١٤ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ وَغُلَامٌ مِنْ بَنِيْ يَحْيَى رَابِطٌ دَجَاجَةً يَرْمِيْهَا فَمَشَى إِلَيْهَا ابْنُ عُمَرَ حَتَّى حَلَّهَا ثُمَّ أَقْبَلَ بِهَا وَبِالْغُلَامِ مَعَهُ فَقَالَ: ازْجُرُوْا غُلَامَكُمْ عَنْ أَنْ يَصْبِرَ هَذَا الطَّيْرَ لِلْقَتْلِ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى أَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ أَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ.

(۵۵۱۴) ہم سے احمد بن یعقوب نے بیان کیا، کہا ہم کو اسحاق بن سعید بن عمرو نے خبر دی، انہوں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ وہ یحییٰ بن سعید کے یہاں تشریف لے گئے۔ یحییٰ کی اولاد میں سے ایک بچہ ایک مرغی باندھ کر اس پر تیر کا نشانہ لگا رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مرغی کے پاس گئے اور اسے کھول لیا، پھر مرغی کو اور بچے کو اپنے ساتھ لائے اور یحییٰ سے کہا کہ اپنے بچے کو منع کر دو کہ اس جانور کو باندھ کر نہ مارے کیونکہ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ نے کسی جنگلی جانور یا کسی بھی جانور کو باندھ کر جان سے مارنے سے منع فرمایا ہے۔

٥٥١٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ أَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَأَوْا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هَذَا. تَابَعَهُ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ. [مسلم: ٥٠٦١] [نسائي: ٤٤٥٣، ٤٤٥٤]

(۵۵۱۵) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے ابوبشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا وہ چند جوانوں یا (یہ کہا کہ) چند آدمیوں کے پاس سے گزرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ لگا رہے تھے جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔ اس کی متابعت سلیمان نے شعبہ سے کی ہے۔

تشریح: مرغی یا اور ایسے ہی زندہ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کرنا ایسا جرم ہے جن کا ارتکاب کرنے والوں پر اللہ کے رسول ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

قَالَ: حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ وَقَالَ عَدِيٌّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

ہم سے منہال نے بیان کیا، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے جو کسی زندہ جانور کے پاؤں یا دوسرے اعضاء کاٹ ڈالے۔ اور عدی نے بیان کیا، ان سے سعید نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

٥٥١٦ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ يَزِيْدَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: أَنَّهُ نَهَى عَنِ النُّهْبَةِ وَالْمُثْلَةِ. [راجع: ٢٤٧٤]

(۵۵۱۶) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا میں نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے رہزنی کرنے اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: یہ جملہ احادیث اسلام کی رحم و کرم کی پاکیزہ ہدایات پر بین دلیل ہیں جن کے خلاف عمل کرنے والے اسلام کے نزدیک ملعون ہیں جو معاندین اسلامی رحم و کرم کے منکر ہیں ان کو ایسی پاکیزہ تعلیمات پر غور و فکر کرنا چاہیے۔ صاف ہدایت ہے "ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء۔" لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا سچ ہے:

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر خدا مہرباں ہو گا عرش بریں پر

بَابُ لَحْمِ الدَّجَاجِ

باب: مرغی کے گوشت کا بیان

٥٥١٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ عَنْ أَبِي مُوْسَى قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ دَجَاجًا. [راجع: ٣١٣٣]

(۵۵۱۷) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابوقلابہ نے، ان سے زہدم جرمی نے، ان سے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔

تشریح: مرغی کے حلال ہونے پر سب کا اتفاق ہے یہ حضرت یحییٰ بن ابی کثیر ہیں بنو طے کے آزاد کردہ ہیں انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی ہے اور ان سے عکرمہ اور اوزاعی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

٥٥١٨ـ قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ بْنُ أَبِي تَمِيْمَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ قَالَ: أُدْنُ فَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ أَنْ لَا آكُلَهُ قَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ أَوْ أُحَدِّثْكَ إِنِّي أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فِي نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَهُوَ

(۵۵۱۸) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب بن ابی تمیمہ نے بیان کیا، ان سے قاسم نے، ان سے زہدم نے بیان کیا کہ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ہم میں اور اس قبیلہ جرم میں بھائی چارہ تھا، پھر کھانا لایا گیا جس میں مرغی کا گوشت بھی تھا، حاضرین میں ایک شخص سرخ رنگ کا بیٹھا ہوا تھا لیکن وہ کھانے میں شریک نہیں ہوا، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تم بھی شریک ہو جاؤ! میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو گندگی کھاتے دیکھا تھا اسی وقت سے مجھے اس سے گھن آنے لگی ہے اور میں نے قسم کھا لی ہے کہ اب اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شریک ہو جاؤ میں تمہیں خبر دیتا ہوں یا، یا انہوں نے کہا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا قَالَ: ((مَا عِنْدِي مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ)) ثُمَّ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَهْبٍ مِنْ إِبِلٍ فَقَالَ: ((أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟ أَيْنَ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟)) قَالَ: فَأَعْطَانَا خَمْسَ ذَوْدٍ غُرَّ الذُّرَى فَلَبِثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي: نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمِيْنَهُ فَوَاللّٰهِ! لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمِيْنَهُ لَا نُفْلِحُ أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا اسْتَحْمَلْنَاكَ فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا فَظَنَنَّا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللّٰهِ! إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا. [راجع: ٣١٣٣]

قبیلۂ اشعر کے چند لوگوں کو ساتھ لے کر حاضر ہوا، میں آنحضرت ﷺ کے سامنے آیا تو آپ خفا تھے آپ ﷺ صدقہ کے اونٹ تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی وقت ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سواری کے لیے اونٹ کا سوال کیا آنحضرت ﷺ نے قسم کھالی کہ آپ ہمیں سواری کے لیے اونٹ نہیں دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس تمہارے لیے سواری کا کوئی جانور نہیں ہے۔'' اس کے بعد آنحضرت ﷺ کے پاس مال غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اشعری کہاں ہیں؟ اشعری کہاں ہیں؟'' بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں پانچ سفید کوہان والے اونٹ دے دیئے۔ تھوڑی دیر تک تو ہم خاموش رہے لیکن پھر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں اور اگر ہم نے آنحضرت ﷺ کو آپ کی قسم کے بارے میں غافل رکھا تو ہم کبھی فلاح نہیں پاسکیں گے۔ چنانچہ ہم آپ کی خدمت میں واپس آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے آپ سے سواری کے اونٹ ایک مرتبہ مانگے تھے تو آپ ﷺ نے ہمیں سواری کے لیے کوئی جانور نہ دینے کی قسم کھالی تھی ہمارے خیال میں آپ اپنی قسم بھول گئے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ ہی کی وہ ذات ہے جس نے تمہیں سواری کے لیے جانور عطا فرمائے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ نے چاہا تو کبھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں کوئی قسم کھالوں اور پھر بعد میں مجھ پر واضح ہو جائے کہ اس کے سوا دوسری چیز اس سے بہتر ہے اور پھر وہی میں نہ کروں جو بہتر ہے، میں قسم توڑ دوں گا اور وہی کروں گا جو بہتر ہوگا اور قسم توڑنے کا کفارہ ادا کر دوں گا۔''

تشریح: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا دلی مطلب یہ تھا کہ تم بھی اپنی قسم توڑ کر مرغی کھانے میں شریک ہو جاؤ۔ مرغی ایسا جانور نہیں ہے جس کی مطلق غذا گندگی ہو وہ اگر گندگی کھاتی ہے تو پاکیزہ اشیاء بھی بکثرت کھاتی ہے پس اس کی حلت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔

بَابُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ

باب: گھوڑے کا گوشت کھانے کا بیان

٥٥١٩۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(۵۵۱۹) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے فاطمہ نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور

فَأَكَلْنَاهُ. [راجع: ٥٥١٠]

اسے کھایا۔

٥٥٢٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ. [راجع: ٤٢١٩]

(۵۵۲۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے کی ممانعت فرما دی تھی اور گھوڑے کا گوشت کھانے کی رخصت دی تھی۔

تشریح: از حضرت الاستاذ مولانا ابوالحسن عبیداللہ صاحب شیخ الحدیث مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے کی بلا کراہیت حلت کے قائل، امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے علاوہ صاحبین اور طحاوی حنفی بھی ہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کراہیت تنزیہی اور تحریمی دونوں منقول ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تین قول منقول ہیں کراہت تنزیہی وتحریمی، رجوع عن القول بالتحریم۔ حنفیہ کے ہاں اصح اور ارجح قول تحریم کا ہے۔ طرفین کے دلائل اور جوابات شروح بخاری (فتح الباری، عینی) شرح موطا امام مالك للزرقانی و شرح معانی الآثار للطحاوی میں بالتفصیل مذکور ہیں۔ حلت کے دلائل واضحہ قویہ آ جانے کے بعد تعامل یا عمل امت کی طرف التفات بے معنی اور لغو کام ہے۔ حجت شرعی کتاب وسنت اور اجماع پھر قیاس صحیح ہے۔ گھوڑے کا عام اور بڑا مصرف شروع ہی سے سواری رہا ہے۔ اس لئے اس کے کھانے کا رواج نہیں ہے۔ علاوہ بریں عطاء بن ابی رباح سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے بلا استثنائے احد اکل لحم خیل کی نسبت ثابت ہے "کان السلف (ای الصحابة) کانوا یاکلونه" (ابن ابی شیبة)

بَابُ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ

باب: پالتو گدھوں کا گوشت کھانا منع ہے

فِيهِ عَنْ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

٥٥٢١۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ. [راجع: ٨٥٣]

(۵۵۲۱) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، انہیں عبیداللہ نے، انہیں سالم اور نافع نے اور انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کر دی تھی۔

٥٥٢٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ. تَابَعَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَالِمٍ. [راجع: ٨٥٣]

(۵۵۲۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت کی ممانعت کی تھی۔ اس روایت کی متابعت ابن مبارک نے کی تھی، ان سے عبیداللہ نے ان سے نافع نے اور ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے اور ان سے سالم نے اسی طرح سے بیان کیا۔ (مسدد بن مسرہد بصرہ کے باشندے ہیں۔ حضرت امام بخاری اور ابو داؤد وغیرہ کے استاد ہیں۔ سنہ ۲۲۸ھ میں

انتقال فرمایا)

تشریح: حضرت مسدد بن مسرہد بصرہ کے باشندے ہیں۔ امام بخاری اور ابوداؤد وغیرہ کے استاد ہیں۔ سنہ ۲۲۸ھ میں انتقال فرمایا۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

٥٥٢٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمُتْعَةِ عَامَ خَيْبَرَ وَلُحُومِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ. [راجع: ٤٢١٦]

(۵۵۲۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں محمد بن علی کے بیٹے عبداللہ اور حسن نے اور انہیں ان کے والد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ خیبر کے سال رسول اللہ ﷺ نے متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کے کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

تشریح: حرمت متعہ کے متعلق امت کا اجماع ہے مگر شیعہ حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں اور بعض شاذ آثار سے استدلال کرتے ہیں بعض لوگ اس بارے میں علامہ ابن حزم کو بھی متہم کرتے ہیں حالانکہ حافظ صاحب نے صاف لکھا ہے: "وقد اعترف ابن حزم مع ذلك بتحريمها لثبوت قوله ﷺ: ((انها حرام الى يوم القيامة)) قال فامنا بهذا القول۔" والله اعلم۔ (فتح الباری جلد ۹/ صفحہ ۲۱۷) یعنی اس کے باوجود علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے متعہ کی حرمت کا اقرار کیا ہے کیونکہ یہ صحیح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے قیامت تک کے لئے حرام قرار دے دیا ہے پس اسی فرمان نبوی ﷺ پر ہمارا ایمان ہے۔

٥٥٢٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي لُحُومِ الْخَيْلِ. [راجع: ٤٢١٩]

(۵۵۲۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے عمرو نے، ان سے محمد بن علی نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا اور گھوڑوں کے لیے رخصت فرمادی تھی۔

٥٥٢٥، ٥٥٢٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيٌّ عَنِ الْبَرَاءِ وَابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَا: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ. [راجع: ٤٢٢١، ٤٢٢٢]

(۵۵۲۵،۲۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، مجھ سے عدی نے بیان کیا اور ان سے براء اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا تھا۔

٥٥٢٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ أَبَا إِدْرِيسَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ قَالَ: حَرَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لُحُومَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ وَعُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

(۵۵۲۷) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن ابراہیم نے خبر دی، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں ابو ادریس نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھے کا گوشت کھانا حرام قرار دیا تھا۔ اس روایت کی متابعت زبیدی اور عقیلی نے ابن شہاب سے کی ہے۔

وَقَالَ مَالِكٌ وَمَعْمَرٌ: وَالْمَاجِشُوْنُ وَيُوْنُسُ وَابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. [مسلم: ٥٠٠٧]

مالک، معمر، ماجشون، یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

٥٥٢٨۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُكِلَتِ الْحُمُرُ ثُمَّ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ: أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ فَكُفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ. [راجع: ٣٧١]

(٥٥٢٨) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب نے، انہیں محمد نے اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب آئے اور عرض کیا کہ میں نے گدھے کا گوشت کھالیا ہے، پھر دوسرے صاحب آئے اور کہا کہ میں نے گدھے کا گوشت کھالیا ہے پھر تیسرے صاحب آئے اور کہا کہ گدھے ختم ہو گئے۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ایک منادی کے ذریعے لوگوں میں اعلان کرایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تمہیں پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ ناپاک ہیں، چنانچہ اسی وقت ہانڈیاں الٹ دی گئیں، حالانکہ وہ (گدھے کے) گوشت سے جوش مار رہی تھیں۔

٥٥٢٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ زَيْدٍ: يَزْعُمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَقَالَ: قَدْ كَانَ يَقُوْلُ ذَالِكَ الْحَكَمُ ابْنُ عَمْرٍو الْغِفَارِيُّ عِنْدَنَا بِالْبَصْرَةِ وَلَكِنْ أَبَى ذَالِكَ الْبَحْرُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَقَرَأَ: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾. [الانعام: ١٤٥] [ابوداود: ٣٨٠٨]

(٥٥٢٩) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عمرو نے بیان کیا کہ میں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا؟ انہوں نے کہا: حکم بن عمرو غفاری نے ہمیں بصرہ میں یہی بتایا تھا لیکن علم کے سمندر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا اور (استدلال میں) اس آیت کی تلاوت کی ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا﴾۔

تشریح: اس آیت میں حرام ماکولات کا ذکر ہے جس میں مذکورہ گدھے کا ذکر نہیں ہے۔ شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ان احادیث کا علم نہ ہوا ہو ورنہ وہ کبھی ایسا نہ کہتے یہ بھی ممکن ہے کہ انہوں نے اس خیال سے بعد میں رجوع کر لیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ

باب: چیر پھاڑ کر کھانے والے درندے (و پرندے) کے گوشت کھانے کے بارے میں

٥٥٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ:

(٥٥٣٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے

أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. تَابَعَهُ يُونُسُ وَمَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَالْمَاجِشُوْنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [طرفاه في: ٥٧٨٠، ٥٧٨١] [مسلم: ٤٩٨٨، ٤٩٨٩، ٤٩٩٠؛ ابوداود: ٣٨٠٢؛ ترمذي: ١٤٧٧؛ نسائي: ٤٣٣٦، ٤٣٥٣؛ ابن ماجه: ٣٢٣٢]

خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابوادریس خولانی نے اور وہ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر پھاڑ کر کھانے والے درندوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔ اس روایت کی متابعت یونس، معمر، ابن عیینہ اور ماجشون نے زہری کی سند سے کی ہے۔

تشریح: ذي ناب سے مراد ایسے دانت ہیں جن سے درندہ جانور یا پرندہ اپنے شکار کو زخمی کر کے پھاڑ دیتا ہے۔

بَابُ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ

باب: مردار جانور کی کھال کا کیا حکم ہے؟

٥٥٣١ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَاللَّهِ ابْنَ عَبْدِاللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: ((هَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِإِهَابِهَا)) قَالُوْا: إِنَّهَا مَيِّتَةٌ. قَالَ: ((إِنَّمَا حُرِّمَ أَكْلُهَا)). [راجع: ١٤٩٢]

(۵۵۳۱) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟'' لوگوں نے کہا: یہ تو مری ہوئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''صرف اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔''

تشریح: چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

٥٥٣٢ـ حَدَّثَنَا خَطَّابُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عَجْلَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ: ((مَا عَلَى أَهْلِهَا لَوِ انْتَفَعُوْا بِإِهَابِهَا)). [راجع: ١٤٩٢]

(۵۵۳۲) ہم سے خطاب بن عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا، ان سے ثابت بن عجلان نے بیان کیا، انہوں نے سعید بن جبیر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک مری ہوئی بکری کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''اس کے مالکوں کو کیا ہو گیا ہے اگر وہ اس کے چمڑے کو کام میں لاتے تو بہتر ہوتا۔''

بَابُ الْمِسْكِ

باب: مشک کا استعمال جائز ہے

٥٥٣٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكْلَمُ فِي اللّٰهِ إِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُهُ يَدْمَى، اللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ)). [راجع: ٢٣٧]

(۵۵۳۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے عمارہ بن قعقاع نے بیان کیا، ان سے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو زخمی بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہو گیا ہو اسے قیامت کے دن اس حالت میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے جو خون جاری ہو گا اس کا رنگ تو خون ہی جیسا ہو گا مگر اس میں خوشبو مشک جیسی ہو گی۔''

تشریح: مشک کے ذکر کی مناسبت اس مقام میں یہ ہے کہ جیسے کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے ایسے ہی مشک بھی پہلے ایک گندہ خون ہوتی ہے پھر سوکھ کر پاک ہو جاتی ہے مشک کا باجماع اہل اسلام پاک ہونا متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ مشک کا استعمال فرمایا کرتے تھے اور آپ نے جنت کی مٹی کے لئے فرمایا کہ وہ مشک جیسی خوشبو دار ہے اور قرآن مجید میں ہے ﴿خِتٰمُهٗ مِسْكٌ﴾ (۸۳/المطففین:۲۶) اور مسلم نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مشک سب خوشبوؤں سے بڑھ کر عمدہ خوشبو ہے الغرض مشک پاک ہے۔

٥٥٣٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً)). [راجع: ٢١٠١]

(۵۵۳۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نیک اور برے دوست کی مثال مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے کی سی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تم اس کی محبت میں ہو) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو ہی سکو گے اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبودار دھواں پہنچے گا۔''

تشریح: مجتہد مطلق امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے بھی مشک کا پاک اور بہتر ہونا ثابت فرمایا ہے اور اسے اچھے اور صالح دوست سے تشبیہ دی ہے بے شک:

صحبتِ صالح ترا صالح کند   صحبتِ طالح ترا طالح کند

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ حافظ قرآن اور سنت رسول ﷺ کے حامل تھے۔ کلام الٰہی خاص انداز اور لحن داؤد علیہ السلام سے پڑھا کرتے تھے۔ تمام سامعین محو رہتے تھے۔ ان کی تلاوت پر خوش ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بصرہ کا حاکم بنایا۔ سنہ ۵۲ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ)

بَابُ الْأَرْنَبِ

باب: خرگوش کا بیان

٥٥٣٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

(۵۵۳۵) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان

عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَنْفَجْنَا أَرْنَبًا وَنَحْنُ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَأَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا إِلَى أَبِي طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَ بِوَرِكَيْهَا۔ أَوْ قَالَ: بِفَخِذَيْهَا۔ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَبِلَهَا. [راجع: ٢٥٧٢]

سے ہشام بن زید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا۔ ہم مرالظہران میں تھے۔ لوگ اس کے پیچھے دوڑے اور تھک گئے، پھر میں نے (اس کا پیچھا کیا اور) اسے پکڑ لیا اور اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا۔ انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے دونوں کولھے یا (راوی نے بیان کیا کہ) اس کی دونوں رانیں نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجیں اور آنحضرت ﷺ نے انہیں قبول فرمایا۔

تشریح: بعض لوگ اس جانور کو اس لئے نہیں کھاتے کہ اس کی مادہ کو حیض آتا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے خیال کی تردید فرماتے ہوئے خرگوش کا کھانا حلال ثابت فرمایا ہے۔

بَابُ الضَّبِّ

باب: ساہنہ کھانا جائز ہے

٥٥٣٦ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الضَّبُّ لَسْتُ آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ)).

[مسلم: ٥٠٢٧]

(۵۵۳۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ساہنہ میں خود نہیں کھاتا لیکن اسے حرام بھی نہیں قرار دیتا۔''

تشریح: ساہنہ ایک مشہور جنگلی جانور ہے جو حلال ہے مگر نبی کریم ﷺ نے اسے نہیں کھایا جیسا کہ یہاں مذکور ہے۔

٥٥٣٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَيْتَ مَيْمُوْنَةَ فَأُتِيَ بِضَبٍّ مَحْنُوْذٍ فَأَهْوَى إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ: أَخْبِرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَا يُرِيْدُ أَنْ يَأْكُلَ. فَقَالُوْا: هُوَ ضَبٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَرَفَعَ يَدَهُ فَقُلْتُ: أَحَرَامٌ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ)) قَالَ خَالِدٌ: فَاجْتَرَرْتُهُ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ. [راجع: ٥٣٩١]

(۵۵۳۷) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوامامہ بن سہل نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا اور ان سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئے تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا ساہنہ لایا گیا آپ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن بعض عورتوں نے کہا کہ آپ جو کھانا دیکھ رہے ہیں اس کے متعلق آپ کو بتا دو۔ عورتوں نے کہا: یہ ساہنہ ہے یا رسول اللہ! چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، لیکن چونکہ یہ ہمارے ملک میں نہیں پایا جاتا، اس لیے طبیعت اس سے انکار کرتی ہے۔'' حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور کھایا جبکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔

تشریح: کوئی کھائے یا نہ کھائے یہ امر اختیاری ہے مگر ساہنہ کا کھانا بلاتردد جائز و حلال ہے جیسا کہ یہاں احادیث میں مذکور ہے۔ امام احمد اور امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے نکالا کہ نبی کریم ﷺ نے ساہنہ کے گوشت کی ہانڈیاں الٹ دی تھیں۔ یہ اس پر محمول ہے کہ پہلے آپ کو اس کے مسخ ہونے کا گمان تھا پھر یہ گمان جاتا رہا اور آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کے کھانے کی اجازت دی۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ اللہ کی تلوار سے ملقب ہیں جو سنہ ۲۱ھ میں فوت ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)

بَابٌ: إِذَا وَقَعَتِ الْفَأْرَةُ فِي السَّمْنِ الْجَامِدِ أَوِ الذَّائِبِ

باب: جب جمے ہوئے یا پگھلے ہوئے گھی میں چوہا گر جائے تو کیا حکم ہے

٥٥٣٨۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ فَأْرَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْهَا فَقَالَ: ((أَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ)) قِيلَ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَعْمَرًا يُحَدِّثُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ إِلَّا عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مِرَارًا. [راجع: ٢٣٥]

(۵۵۳۸) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا تو نبی کریم ﷺ سے اس کا حکم پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چوہے کو اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو پھینک دو اور باقی گھی کو کھاؤ۔''

سفیان سے کہا گیا کہ معمر اس حدیث کو زہری سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے سعید بن مسیب اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے یہ حدیث زہری سے صرف عبیداللہ سے بیان کرتے ہوئی ہے کہ ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے میمونہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے یہ حدیث ان سے بارہا سنی ہے۔

تشریح: معمر کی روایت کو ابو داؤد نے نکالا۔ اسماعیلی نے سفیان سے نقل کیا، انہوں نے کہا میں نے زہری سے یہ حدیث کئی باریوں ہی سنی ہے عن عبدالله عن ابن عباس عن ميمونة کسی حدیث میں یہ صراحت نہیں ہے کہ آس پاس کا گھی کتنی دور تک نکالیں۔ یہ ہر آدمی کی رائے پر منحصر ہے اگر پتلا گھی یا تیل ہو تو ایک روایت میں یوں ہے کہ اسے تین چلو نکال دیں مگر یہ روایت ضعیف ہے۔ اب جو تیل یا گھی کھانے کے کام کا نہ رہا اس کا جلانا درست ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اگر گھی پتلا ہو تو اسے اور کام میں لائے مگر کھانے میں اسے استعمال نہ کرو۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین میں سے ہیں جو سنہ ۷ھ عمرۃ القضاء کے موقع پر نکاح نبوی میں آئیں اور اتفاق دیکھئے کہ اسی جگہ بعد میں ان کا انتقال ہوا۔ یہ آپ کی آخری بیوی ہیں جن سے یہ منقول ہے۔

٥٥٣٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الدَّابَّةِ تَمُوتُ فِي الزَّيْتِ وَالسَّمْنِ وَهُوَ جَامِدٌ أَوْ غَيْرُ جَامِدٍ الْفَأْرَةِ أَوْ غَيْرِهَا قَالَ: بَلَغَنَا أَنَّ رَسُولَ

(۵۵۳۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں محمد بن عبداللہ بن شہاب زہری نے بیان کیا کہ اگر کوئی جانور (چوہا یا کوئی اور) جمے ہوئے یا غیر جمے ہوئے گھی یا تیل میں گر جائے تو اس کے متعلق کہا کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِفَأْرَةٍ مَاتَتْ فِي سَمْنٍ فَأَمَرَ بِمَا قَرُبَ مِنْهَا فَطُرِحَ ثُمَّ أُكِلَ عَنْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ. [راجع: ٢٣٥]

چوہے کے متعلق جو گھی میں مرگیا تھا، حکم دیا کہ اسے اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو نکال کر پھینک دیا جائے اور پھر باقی گھی کھایا جائے۔ ہمیں یہ حدیث عبید اللہ بن عبد اللہ کی سند سے پہنچی ہے۔

تشریح: حضرت محمد بن عبد اللہ بن شہاب زہری زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ بہت بڑے فقیہ اور زبردست محدث ہیں۔ بماہ رمضان المبارک سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ (رحمہ اللہ)

٥٥٤٠- حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَنْ فَأْرَةٍ سَقَطَتْ فِي سَمْنٍ فَقَالَ: ((أَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْهُ)). [راجع: ٢٣٥]

(۵۵۴۰) ہم سے عبدالعزیز بن عبد اللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبید اللہ بن عبد اللہ نے، ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے اس چوہے کا حکم پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''چوہے کو اور اس کے چاروں طرف سے گھی کو پھینک دو، پھر باقی گھی کھالو۔''

بَابُ الْعَلَمِ وَالْوَسْمِ فِي الصُّوْرَةِ

باب: جانوروں کے چہروں پر داغ دینا یا نشان کرنا کیسا ہے؟

٥٥٤١- حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوْسَى عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُضْرَبَ تَابَعَهُ قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا الْعَنْقَزِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ وَقَالَ: تُضْرَبُ الصُّوْرَةُ.

(۵۵۴۱) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے حنظلہ نے، ان سے سالم نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ چہرے پر نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔ عبید اللہ بن موسیٰ کے ساتھ اس حدیث کو قتیبہ بن سعید نے بھی روایت کیا، کہا ہم کو عمرو بن عنقزی نے خبر دی، انہوں نے حنظلہ سے بیان کیا چہرے پر مارنے سے۔

تشریح: اس روایت میں صراحت ہے کہ منہ پر مارنے سے منع فرمایا بعض جاہل معلموں کی عادت ہے کہ بچوں کے منہ پر مارا کرتے ہیں ان کو اس حدیث سے نصیحت لینی چاہیے۔

٥٥٤٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِأَخٍ لِي يُحَنِّكُهُ وَهُوَ فِي مِرْبَدٍ لَهُ فَرَأَيْتُهُ يَسِمُ شَاةً حَسِبْتُهُ قَالَ: فِي آذَانِهَا. [راجع: ١٥٠٢] [مسلم: ٥٥٥٥، ٥٥٥٦؛

(۵۵۴۲) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن زید نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے بھائی (عبد اللہ بن ابی طلحہ نومولود) کو لایا تا کہ آپ اس کی تحنیک فرما دیں۔ نبی اکرم ﷺ اس وقت اونٹوں کے باڑے میں تشریف رکھتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ایک بکری کو

ابو داود: ٢٥٦٣؛ ابن ماجه: ٣٥٦٥]

داغ رہے تھے (شعبہ نے کہا کہ) میں سمجھتا ہوں کہ (ہشام نے) کہا کہ اس کے کانوں کو داغ رہے تھے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ بکری کے کانوں کو داغنا جائز ہے۔ کسی بزرگ کا منہ میں کھجور نرم کر کے بچہ کے حلق میں ڈال دینے کو تحنیک کہا جاتا ہے۔

بَابٌ: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ غَنِيمَةً

فَذَبَحَ بَعْضُهُمْ غَنَمًا أَوْ إِبِلًا بِغَيْرِ أَمْرِ أَصْحَابِهِمْ. لَمْ تُؤْكَلْ لِحَدِيثِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ طَاوُسٌ وَعِكْرِمَةُ فِي ذَبِيحَةِ السَّارِقِ: أَطْرِحُوهُ.

باب: اگر مجاہدین کی کسی جماعت کو غنیمت ملے

اور ان میں سے کچھ لوگ اپنے دوسرے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر (تقسیم سے پہلے) غنیمت کی بکری یا اونٹ میں سے کچھ ذبح کرلیں تو ایسا گوشت کھانا حلال نہیں ہے بوجہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حدیث کے جو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کی ہے۔ طاؤس اور عکرمہ نے چوری کے ذبیحہ کے متعلق کہا: اسے پھینک دو (معلوم ہوا کہ وہ کھانا حرام ہے)۔

٥٥٤٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ ابْنِ خَدِيجٍ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَلَيْسَ مَعَنَا مُدًى فَقَالَ: ((أَرِنْ أَوِ اعْجَلْ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلُوا مَا لَمْ يَكُنْ سِنٌّ وَلَا ظُفُرٌ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذَلِكَ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ)) وَتَقَدَّمَ سَرَعَانُ النَّاسِ فَأَصَابُوا مِنَ الْغَنَائِمِ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي آخِرِ النَّاسِ فَنَصَبُوا قُدُورًا فَأَمَرَ بِهَا فَأُكْفِئَتْ وَقَسَمَ بَيْنَهُمْ وَعَدَلَ بَعِيرًا بِعَشْرِ شِيَاهٍ ثُمَّ نَدَّ بَعِيرٌ مِنْ أَوَائِلِ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ خَيْلٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللَّهُ فَقَالَ: ((إِنَّ لِهَذِهِ الْبَهَائِمِ أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا فَعَلَ مِنْهَا هَذَا فَافْعَلُوا مِثْلَ هَذَا)). [راجع: ٢٤٨٨]

(٥٥٤٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسروق نے بیان کیا، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبایہ کے دادا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: کل ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوگا اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو آلہ خون بہادے اور (جانوروں کو ذبح کرتے وقت) اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ بشرطیکہ ذبح کا آلہ دانت اور ناخن نہ ہو اور میں اس کی وجہ تمہیں بتاؤں گا، دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔'' اور جلدی کرنے والے لوگ آگے بڑھ گئے تھے اور غنیمت پر قبضہ کرلیا تھا لیکن نبی کریم ﷺ پیچھے کے صحابہ کے ساتھ تھے چنانچہ (آگے پہنچنے والوں نے جانور ذبح کر کے) ہانڈیاں پکنے کے لیے چڑھا دیں۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے انہیں الٹ دینے کا حکم فرمایا، پھر آپ نے غنیمت لوگوں کے درمیان تقسیم کی۔ اس تقسیم میں ایک اونٹ کو دس بکریوں کے برابر آپ نے قرار دیا تھا، پھر آگے کے لوگوں سے ایک اونٹ بدک کر بھاگ گیا۔ لوگوں کے پاس گھوڑے نہیں تھے، پھر ایک شخص نے اس اونٹ پر تیر مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ جانور بھی کبھی وحشی جانوروں کی طرح بدکنے لگتے ہیں، اس لیے جب ان میں سے کوئی ایسا کرے تو تم بھی ان کے ساتھ

ایسا ہی کیا کرو۔"

تشریح: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو عبداللہ حارثی انصاری ہے۔ جنگ احد میں ان کو تیر لگا جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن تمہارے اس تیر کا گواہ ہوں۔ ان کا زخم عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک باقی رہا۔ ۸۶ سال کی عمر میں سنہ ۷۳ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابٌ: إِذَا نَدَّ بَعِيرٌ لِقَوْمٍ

فَرَمَاهُ بَعْضُهُمْ بِسَهْمٍ فَقَتَلَهُ فَأَرَادَ إِصْلَاحَهُمْ فَهُوَ جَائِزٌ. بِخَبَرِ رَافِعٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: جب کسی قوم کا کوئی اونٹ بدک جائے

اور ان میں سے کوئی شخص خیر خواہی کی نیت سے اسے تیر سے نشانہ لگا کر مار ڈالے تو جائز ہے۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کردہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔

٥٥٤٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَنَدَّ بَعِيرٌ مِنَ الْإِبِلِ قَالَ: فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ لَهَا أَوَابِدَ كَأَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهِ هَكَذَا)). قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَكُونُ فِي الْمَغَازِي وَالْأَسْفَارِ فَنُرِيدُ أَنْ نَذْبَحَ فَلَا يَكُونُ مُدًى فَقَالَ: ((أَرِنْ مَا أَنْهَرَ أَوْ مَا نَهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ فَكُلْ غَيْرَ السِّنِّ وَالظُّفُرِ فَإِنَّ السِّنَّ عَظْمٌ وَالظُّفُرَ مُدَى الْحَبَشَةِ)).

[راجع: ٢٤٨٨]

(۵۵۴۴) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عمر بن عبید طنافسی نے خبر دی، انہیں سعید بن مسروق نے، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ ایک اونٹ بدک کر بھاگ پڑا، پھر ایک آدمی نے اسے تیر مارا اور اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا، بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اونٹ بھی بعض اوقات جنگلی جانوروں کی طرح بدکتے ہیں، اس لیے ان میں سے جو تمہارے قابو سے باہر ہو جائیں، ان کے ساتھ ایسا ہی کیا کرو۔" رافع نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اکثر غزوات اور دوسرے سفروں میں رہتے ہیں اور جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس چھریاں نہیں ہوتیں۔ فرمایا: "دیکھ لیا کرو جو آلہ خون بہا دے یا (آپ نے بجائے نہر کے) انہر فرمایا اور اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو تو اسے کھاؤ، البتہ دانت اور ناخن نہ ہو کیونکہ دانت ہڈی ہے اور ناخن حبش والوں کی چھری ہے۔"

تشریح: چھری نہ ہونے پر بوقت ضرورت دانت اور ناخن کے سوا ہر ایسے آلہ سے ذبح جائز ہے جو خون بہا سکے۔

بَابُ أَكْلِ الْمُضْطَرِّ

باب: جو شخص بھوک سے بے قرار ہو (صبر نہ کر سکے) وہ مردار کھا سکتا ہے

لِقَوْلِهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا: "اے مسلمانو! ہم نے جو پاکیزہ

مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوْا لِلَّهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ o إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ﴾ [البقرة: ١٧٢، ١٧٣] وَقَالَ: ﴿فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ﴾ [المائدة: ٣] وَقَوْلِهِ: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ أَنْ لَا تَأْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِأَهْوَائِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ﴾ [الانعام: ١١٨، ١١٩] وَقَوْلِهِ: ﴿قُلْ لَا أَجِدُ فِيمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوْحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾. [الانعام: ١٤٥] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مُهْرَاقًا وَقَالَ: ﴿فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوْا نِعْمَةَ اللَّهِ إِنْ كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾. [النحل: ١١٤، ١١٥]

روزیاں تم کو دی ہیں ان میں سے کھاؤ اور تم خاص کر اللہ کی عبادت کرنے والے ہو (تو ان نعمتوں پر) اس کا شکر ادا کرو اللہ نے تو تم پر بس مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام لیا جائے حرام کیا ہے پھر جو کوئی بھوک سے بے قرار ہو جائے بشرطیکہ نہ کرے نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں ہے'' اور اللہ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا: ''پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو گیا ہو اسے گناہ کی خواہش نہ ہو'' اور سورۂ انعام میں فرمایا: ''جن جانوروں پر اللہ کا نام لیا جائے ان کو کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو اور تم کو کیا ہو گیا ہے جو تم ان جانوروں کو نہیں کھاتے جن پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور اللہ نے تو صاف صاف ان چیزوں کو بیان کر دیا جن کا کھانا تم پر حرام ہے وہ بھی جب تم لاچار نہ ہو جاؤ (لاچار ہو جاؤ تو ان کو بھی کھا سکتے ہو) اور بہت لوگ ایسے ہیں جو بغیر جانے بوجھے اپنے من مانے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور تیرا مالک ایسے حد سے بڑھ جانے والوں کو خوب جانتا ہے۔'' اور اللہ نے سورۂ انعام میں فرمایا ''اے پیغمبر! کہہ دے کہ جو مجھ پر وحی بھیجی گئی اس میں کسی کھانے والے پر کوئی کھانا حرام نہیں جانتا، البتہ اگر مردار ہو یا بہتا خون یا سور کا گوشت تو وہ حرام ہے کیونکہ وہ پلید ہے یا کوئی گناہ کی چیز ہو کہ اس پر اللہ کے سوا اور کسی نام پکارا گیا ہو، پھر جو کوئی بھوک سے لاچار ہو جائے بشرطیکہ بے حکمی نہ کرے نہ زیادتی تو تیرا مالک بخشنے والا مہربان ہے۔'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ﴿مَسْفُوْحًا﴾ کے معنی بہتا ہوا خون اور سورۂ نحل میں فرمایا: ''اللہ نے جو تم کو حلال، پاکیزہ روزی دی ہے اسے کھاؤ اور جو تم خالص اللہ کی عبادت کرنے والے ہو تو اس کی نعمت کا شکر ادا کرو، اللہ نے تو بس تم پر مردار حرام کیا ہے اور بہتا ہوا خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا اور کسی کا نام پکارا جائے، پھر جو کوئی بے حکمی اور زیادتی کی نیت نہ رکھتا ہو لیکن بھوک سے مجبور ہو جائے (وہ ان چیزوں کو بھی کھالے) تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

تشریح: مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ایک جماعت علما کا فتویٰ ہے کہ جس جانور پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے وہ حرام ہو گیا گو ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیں آیت قرآن کا بھی مفہوم یہی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَضَاحِيِّ
قربانی کے مسائل کا بیان

بَابُ سُنَّةِ الْأُضْحِيَةِ

باب: قربانی کرنا سنت ہے

وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: هِيَ سُنَّةٌ وَمَعْرُوفٌ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ سنت ہے اور یہ امر مشہور ہے۔

تشریح: جمہور کا یہی مذہب ہے کہ قربانی کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ قربانی کرنا وسعت والے پر واجب ہے۔ علامہ ابن حزم رحمہ اللہ نے کہا کہ قربانی کا وجوب ثابت نہیں ہوا۔

٥٥٤٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ الْيَامِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ ابْنُ نِيَارٍ وَقَدْ ذَبَحَ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً قَالَ: ((اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)) وَقَالَ مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ٩٥١]

(۵۵۴۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے زبید ایامی نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آج (عید الاضحیٰ کے دن) کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے، پھر واپس آ کر قربانی کریں گے جو اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کے مطابق کرے گا لیکن جو شخص (نماز عید سے) پہلے ذبح کرے گا تو اس کی حیثیت صرف گوشت کی ہوگی جو اس نے اپنے گھر والوں کے لیے تیار کر لیا ہے قربانی قطعاً بھی نہیں۔'' اس پر ابو بردہ بن نیار کھڑے ہوئے، انہوں نے (نماز عید سے پہلے ہی) ذبح کر لیا تھا اور عرض کیا: میرے پاس ایک سال سے کم کا بکرا ہے (کیا اس کی دوبارہ قربانی اب نماز کے بعد کر لوں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس کی قربانی کر لو لیکن تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے کافی نہیں ہوگا۔'' مطرف نے عامر سے بیان کیا اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوگی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کے مطابق عمل کیا۔''

تشریح: سنت سے اس حدیث میں طریق مراد ہے۔ حافظ نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ لفظ سنت یہاں طریق کے معنی میں ہے مگر طریق واجب اور سنت دونوں کو شامل ہے۔ جب وجوب کی کوئی دلیل نہیں تو معلوم ہوا کہ طریق سے سنت اصطلاحی مراد ہے، وھو المطلوب۔

٥٥٤٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِينَ)). [راجع: ٩٥٤]

(۵۵۴۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کر لی اس نے اپنی ذات کے لیے جانور ذبح کیا اور جس نے نماز عید کے بعد قربانی کی اس کی قربانی پوری ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ نماز سے پہلے قربانی کے جانور پر ہاتھ ڈالنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔

بَابُ قِسْمَةِ الْإِمَامِ الْأَضَاحِيَّ بَيْنَ النَّاسِ

باب: امام کا قربانی کے جانور لوگوں میں تقسیم کرنا

٥٥٤٧۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ بَعْجَةَ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِعُقْبَةَ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! صَارَتْ لِي جَذَعَةٌ قَالَ: ((ضَحِّ بِهَا)). [راجع: ٢٣٠٠] [مسلم: ٥٠٨٤؛ ترمذي: ١٥٠٠م؛ نسائي: ٤٣٩٣]

(۵۵۴۷) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے اور ان سے بعجہ جہنی نے اور ان سے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں قربانی کے جانور تقسیم کیے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ آیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے حصہ میں تو ایک سال سے کم کا بچہ آیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم اسی کی قربانی کر لو۔''

تشریح: یہ حکم خاص حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ ہی کے لئے تھا۔ اب حکم یہی ہے کہ قربانی کا جانور دو دانتا ہونا چاہیے۔ حضرت ہشام بن عروہ مدینہ کے مشہور تابعین اور بکثرت روایت کرنے والوں میں سے ہیں، سنہ ۱۴۶ھ میں بمقام بغداد انتقال فرمایا۔ (رحمہ اللہ)

بَابُ الْأُضْحِيَةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ

باب: مسافروں اور عورتوں کی طرف سے قربانی ہونا جائز ہے

تشریح: یہ باب لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا جو کہتا ہے کہ عورت کو اپنی قربانی علیحدہ کرنی چاہیے۔ یہ مسئلہ بھی متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ ایک بکرے کی قربانی صاحب خانہ اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے چاہے گھر کے افراد کتنے ہی ہوں۔

٥٥٤٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفَ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِي

(۵۵۴۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (حجۃ الوداع کے موقع پر) ان کے پاس آئے وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں حائضہ

فَقَالَ: ((مَا لَكِ؟ أَنُفِسْتِ؟)) قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)) فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالُوا: ضَحَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ. [راجع: ٢٩٤]

ہوگئی تھیں۔ اس وقت آپ رو رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟ کیا تمہیں حیض کا خون آنے لگا ہے؟'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ تم حاجیوں کی طرح تمام اعمال حج ادا کرلو بس بیت اللہ کا طواف نہ کرو۔'' پھر جب ہم منیٰ میں تھے تو ہمارے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔

تشریح: اور ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی بیویوں کو الگ الگ قربانی کرنے کا حکم نہیں فرمایا، تو جمہور کا مذہب ثابت ہوگیا۔ امام مالک، ابن ماجہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قربانی کا کیا دستور تھا انہوں نے کہا آدمی اپنی اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکرا قربانی کرتا اور کھاتا اور کھلاتا پھر لوگوں نے فخر کی راہ سے وہ عمل شروع کردیا جو تم دیکھتے ہو جو خلاف سنت ہے۔

بَابُ مَا يُشْتَهَى مِنَ اللَّحْمِ يَوْمَ النَّحْرِ

باب: قربانی کے دن گوشت کی خواہش کرنا جائز ہے

٥٥٤٩۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَوْمَ النَّحْرِ مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ)) فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ جِيرَانَهُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَلَا أَدْرِي أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ مَنْ سِوَاهُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا وَقَامَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَتَوَزَّعُوهَا أَوْ قَالَ: فَتَجَزَّعُوهَا. [راجع: ٩٥٤]

(۵۵۴۹) ہم سے صدقہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن علیہ نے بیان کیا، انہیں ایوب نے، انہیں محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن فرمایا: ''جس نے نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کرلی ہے وہ دوبارہ قربانی کرے'' اس پر ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! یہ وہ دن ہے جس میں گوشت کھانے کی خواہش ہوتی ہے، پھر انہوں نے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کیا اور (کہا کہ) میرے پاس ایک سال سے کم کا بکری کا بچہ ہے جس کا گوشت دو بکریوں کے گوشت سے بہتر ہے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اس کی اجازت دے دی۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ اجازت دوسرے کو بھی ہے یا نہیں، پھر آنحضرت ﷺ دو مینڈھوں کی طرف مڑے اور انہیں ذبح کیا پھر لوگ بکریوں کی طرف بڑھے اور انہیں تقسیم کر کے (ذبح کیا)۔

تشریح: حضرت محمد بن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ یہ فقیہ عالم عابد و زاہد و متقی و مشہور محدث تھے۔ لوگ ان کو دیکھتے تو اللہ یاد آجاتا تھا۔ موت کے ذکر سے ان کا رنگ زرد ہو جاتا تھا۔ مشہور جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔ سنہ ۱۱۰ھ میں بعمر ۷۷ سال وفات پائی۔

بَابُ مَنْ قَالَ: الْأَضْحَى يَوْمُ النَّحْرِ

باب: جس نے کہا کہ قربانی صرف دسویں تاریخ تک ہی درست ہے

تشریح: حمید بن عبدالرحمٰن اور محمد بن سیرین اور امام داؤد ظاہری کا یہی قول ہے مگر جمہور امت کے نزدیک ۱۱-۱۲-۱۳- تک قربانی کرنا درست ہے۔

۵۵۵۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِيْ بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ؟)) قُلْنَا: بَلَى! قَالَ: ((أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟)) قُلْنَا: بَلَى! قَالَ: ((فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قُلْنَا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ: ((أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) قُلْنَا بَلَى! قَالَ: ((فَإِنَّ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ -قَالَ: مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ- وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هَذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ

(۵۵۵۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ابن ابی بکرہ نے اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''زمانہ دوبارہ اسی حالت پر آ گیا ہے جس حالت پر اس دن تھا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا کیے تھے۔ سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے ان میں چار حرمت کے مہینے ہیں، تین پے در پے، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور ایک مضر کا رجب جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے (پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:) یہ کون سا مہینہ ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں؟ آپ خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا کہ شاید آنحضرت ﷺ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: ذی الحجہ ہی ہے۔ پھر فرمایا: ''یہ کون سا شہر ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول کو اس کا زیادہ علم ہے۔؟ پھر آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا یہ بلدہ (مکہ مکرمہ) نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ دن کون سا ہے؟'' ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو اس کا بہتر علم ہے۔؟ آنحضرت ﷺ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی اور نام تجویز کریں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا قربانی کا دن (یوم النحر) نہیں ہے؟'' ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس تمہارا خون، تمہارے اموال۔'' محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ (ابن ابی بکرہ نے) یہ بھی کہا کہ ''اور تمہاری عزت تم پر (ایک کی دوسرے پر) اس طرح باحرمت ہیں جس طرح اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر میں اور اس مہینہ

بَعْضَ مَنْ يَبْلُغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ)). فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ: صَدَقَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((أَلَا! هَلْ بَلَّغْتُ أَلَا! هَلْ بَلَّغْتُ)). [راجع: ٦٧]

میں ہے اور تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے اس وقت وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔ ہاں! جو یہاں موجود ہیں وہ (میرا یہ پیغام) غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں۔ ممکن ہے کہ بعض وہ جنہیں یہ پیغام پہنچایا جائے بعض ان سے زیادہ اسے محفوظ کرنے والے ہوں جو اسے سن رہے ہیں۔'' اس پر محمد بن سیرین کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے سچ فرمایا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! کیا میں نے (اس کا پیغام تم کو) پہنچا دیا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے؟''

تشریح: یوم النحر صرف دسویں ذی الحجہ ہی کو کہا جاتا ہے اس کے بعد قربانی ۱۱۔۱۲۔۱۳ تک جائز ہے یہ ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ عربوں نے تاریخ کو سب الٹ پلٹ کر دیا تھا ایک مہینہ کو پیچھے ڈال کر دوسرا مہینہ آگے کر دیتے کبھی سال تیرہ ماہ کا کرتے۔ نبی کریم ﷺ کو اللہ نے حجۃ الوداع میں بتلا دیا کہ یہ مہینہ حقیقت میں ذی الحجہ کا ہے۔ اب سے حساب درست رکھو مضر ایک عربی قبیلہ تھا جو ماہ رجب کا بہت ادب کرتا تھا اسی لئے رجب اس کی طرف منسوب ہو گیا۔

بَابُ الْأَضْحَى وَالْمَنْحَرِ بِالْمُصَلَّى

باب: عیدگاہ میں قربانی کرنے کا بیان

٥٥٥١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ نَافِعٍ قَالَ: كَانَ عَبْدُاللَّهِ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: يَعْنِي مَنْحَرَ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٩٨٢]

(۵۵۵۱) ہم سے محمد بن بکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبید اللہ نے بیان کیا اور ان سے نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قربان گاہ میں نحر کیا کرتے تھے اور عبید اللہ نے بیان کیا: اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ قربانی کرتے تھے۔

تشریح: مزید وضاحت حدیث ذیل میں ہے۔

٥٥٥٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلَّى. [راجع: ٩٨٢]

(۵۵۵۲) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے کثیر بن فرقد نے، ان سے نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ (قربانی) ذبح اور نحر عیدگاہ میں کیا کرتے تھے۔

تشریح: حضرت نافع بن سرجس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں۔ حدیث کے بارے میں شہرت یافتہ بزرگوں میں سے ہیں۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جب نافع کے واسطہ سے حدیث سن لیتا ہوں تو کسی اور راوی سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں۔ سنہ ۱۱۷ھ میں وفات

پائی۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مؤطا میں زیادہ تر ان ہی کی روایات ہیں۔(رحمۃ اللہ علیہ) نافع سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث مراد ہے۔

بَابُ ضَحِيَّةِ النَّبِيِّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيُذْكَرُ سَمِينَيْنِ

باب: نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو مینڈھوں کی قربانی کی

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَةَ بِالْمَدِينَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ يُسَمِّنُونَ.

راوی بیان کرتے ہیں کہ وہ مینڈھے خوب موٹے تازہ تھے اور یحییٰ بن سعید نے بیان کیا کہ میں نے ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم مدینہ منورہ میں قربانی کے جانور کو کھلا پلا کر فربہ کیا کرتے تھے اور عام مسلمان بھی قربانی کے جانور کو اسی طرح فربہ کیا کرتے تھے۔

٥٥٥٣ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.

[أطرافه في:٥٥٥٤، ٥٥٥٨، ٥٥٦٤، ٥٥٦٥، ٧٣٩٩]

(۵۵۵۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا: انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا تھا۔

٥٥٥٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ. وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَحَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسٍ. تَابَعَهُ وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ.

[راجع: ٥٥٥٣]

(۵۵۵۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے ابو قلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں اپنے ہاتھوں سے ذبح کیا۔اور حاتم بن وردان نے بیان کیا کہ ان سے ایوب نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اس کی متابعت وہیب نے بھی کی ہے۔

٥٥٥٥ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلَى صَحَابَتِهِ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُودٌ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ضَحِّ بِهِ أَنْتَ)).

[راجع: ٢٣٠٠]

(۵۵۵۵) ہم سے عمرو بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یزید نے، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کرنے کے لیے آپ کو کچھ قربانی کی بکریاں دیں۔انہوں نے انہیں تقسیم کیا، پھر ایک سال سے کم کا ایک بچہ بچ گیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:''اس کی قربانی تم کرلو۔''

تشریح: مگر ایسا کرنا کسی اور کے لیے کفایت نہیں کرے گا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِأَبِيْ بُرْدَةَ:

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان ابو بردہ رضی اللہ عنہ کے لیے:

((ضَحِّ بِالْجَذَعِ مِنَ الْمَعْزِ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)).

''بکری کے ایک سال سے کم عمر کے بچے ہی کی قربانی کر لے لیکن تمہارے بعد اس کی قربانی کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوگی۔''

٥٥٥٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: ضَحَّى خَالٌ لِي يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ)) فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عِنْدِيْ دَاجِنًا جَذَعَةً مِنَ الْمَعْزِ قَالَ: ((اذْبَحْهَا وَلَنْ تَصْلُحَ لِغَيْرِكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ)).

تَابَعَهُ عُبَيْدَةُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَإِبْرَاهِيْمَ وَتَابَعَهُ وَكِيْعٌ عَنْ حُرَيْثٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَقَالَ عَاصِمٌ وَدَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ: عِنْدِيْ عَنَاقُ لَبَنٍ وَقَالَ زُبَيْدٌ وَفِرَاسٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ: عِنْدِيْ جَذَعَةٌ وَقَالَ أَبُو الْأَحْوَصِ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ: عَنَاقٌ جَذَعَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ: عَنَاقٌ جَذَعٌ عَنَاقُ لَبَنٍ. [راجع: ٩٥١]

(٥٥٥٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مطرف نے بیان کیا، ان سے عامر نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ میرے ماموں ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عید کی نماز سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہاری بکری صرف گوشت کی بکری ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اسے ہی ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد (اس کی قربانی) کسی اور کے لیے جائز نہیں ہوگی۔'' پھر فرمایا: ''جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کر لیتا ہے وہ صرف اپنے کھانے کو جانور ذبح کرتا ہے اور جو عید کی نماز کے بعد قربانی کرے اس کی قربانی پوری ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی سنت کو پا لیتا ہے۔'' اس روایت کی متابعت عبیدہ نے شعبی اور ابراہیم سے کی اور اس کی متابعت وکیع نے کی، ان سے حریث نے اور ان سے شعبی نے (بیان کیا) اور عاصم اور داؤد نے شعبی سے بیان کیا کہ ''میرے پاس ایک دودھ پیتی پٹھیا ہے'' اور زبید اور فراس نے شعبی سے بیان کیا کہ ''میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا بچہ ہے'' اور ابوالاحوص نے بیان کیا ان سے منصور نے بیان کیا کہ ''ایک سال سے کم کی پٹھیا'' اور ابن عون نے بیان کیا کہ ''ایک سال سے کم عمر کی دودھ پیتی پٹھیا ہے۔''

تشریح: جملہ روایتوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

٥٥٥٧۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: ذَبَحَ

(٥٥٥٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلمہ نے، ان سے ابو جحیفہ نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے

أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْدِلْهَا)) فَقَالَ: لَيْسَ عِنْدِيْ إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ: شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). [راجع:٩٥١] [مسلم: ٥٠٧٧، ٥٠٧٨] وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: عَنَاقٌ جَذَعَةٌ.

نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کر لی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اس کے بدلے میں دوسری قربانی کر لو۔'' انہوں نے عرض کیا: میرے پاس ایک سال سے کم عمر کے بچے کے سوا اور کوئی جانور نہیں۔ شعبہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ایک سال کی بکری سے بھی عمدہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اسی کی اس کے بدلے میں قربانی کر دو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لیے کافی نہیں ہوگی۔'' اور حاتم بن وردان نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ سے آخر حدیث تک (اس روایت میں یہ لفظ ہیں) کہ ''ایک سال سے کم عمر کی بچی ہے۔''

بَابُ مَنْ ذَبَحَ الْأَضَاحِيَّ بِيَدِهِ

باب: اس بارے میں جس نے قربانی کے جانور اپنے ہاتھ سے ذبح کیے

٥٥٥٨۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا يُسَمِّيْ وَيُكَبِّرُ فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ. [راجع: ٥٥٥٣] [مسلم: ٥٠٨٨؛ نسائي: ٤٤٢٧؛ ابن ماجه: ٣١٢٠]

(٥٥٥٨) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ اپنے پاؤں جانور کے اوپر رکھے ہوئے ہیں اور بسم الله والله اکبر پڑھ رہے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ نے دونوں مینڈھوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔

تشریح: بہتر یہی ہے کہ قربانی کرنے والے خود ذبح کریں اور جانور کو ہاتھ لگائیں۔

بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ

باب: جس نے دوسرے کی قربانی ذبح کی

وَأَعَانَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ فِي بَدَنَتِهِ وَأَمَرَ أَبُو مُوْسَى بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّيْنَ بِأَيْدِيهِنَّ.

ایک صاحب نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ان کے اونٹ کی قربانی میں مدد کی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکیوں سے کہا: اپنی قربانی وہ اپنے ہاتھ سے ذبح کریں۔

تشریح: اگر ذبح نہ کر سکیں تو کم از کم وہاں حاضر رہ کر اس جانور کو ہاتھ لگائیں اور دعائے مسنونہ پڑھیں۔

٥٥٥٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ

(٥٥٥٩) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن قاسم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت

قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَرِفَ وَأَنَا أَبْكِي فَقَالَ: ((مَا لَكِ؟ أَنَفِسْتِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ اقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ أَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ)) وَضَحَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِسَاءِهِ بِالْبَقَرِ. [راجع: ٢٩٤]

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں رو رہی تھی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟ کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کی تقدیر میں لکھ دیا ہے۔ اس لیے حاجیوں کی طرح تمام اعمالِ حج انجام دے صرف کعبہ کا طواف نہ کرو'' اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

بَابُ الذَّبْحِ بَعْدَ الصَّلَاةِ

باب: قربانی کا جانور نماز عیدالاضحیٰ کے بعد ذبح کرنا چاہیے

٥٥٦٠۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ زُبَيْدٌ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: ((إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ مِنْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ نَحَرَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ يُقَدِّمُهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِي شَيْءٍ)). فَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ فَقَالَ: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ أَوْ تُوفِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). [راجع: ٩٥١]

(۵۵۶۰) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے زبید نے خبر دی، کہا: میں نے شعبی سے سنا، ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضرت ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ خطبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''آج کے دن کی ابتدا ہم نماز (عید) سے کریں گے پھر واپس آ کر قربانی کریں گے جو شخص اس طرح کرے گا وہ ہماری سنت کو پالے گا لیکن جس نے (عید کی نماز سے پہلے) جانور ذبح کر لیا تو وہ ایسا گوشت ہے جسے اس نے اپنے گھر والوں کے کھانے کے لیے تیار کیا ہے وہ قربانی کسی درجہ میں بھی نہیں۔'' حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے تو عید کی نماز سے پہلے قربانی کر لی ہے، البتہ میرے پاس ابھی ایک سال سے کم عمر کا ایک بکری کا بچہ ہے اور سال بھر کی بکری سے بہتر ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم اسی کی قربانی اس کے بدلہ میں کرو لیکن تمہارے بعد یہ کسی کے لیے جائز نہ ہوگا۔''

بَابٌ: مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ أَعَادَهُ

باب: اس کے متعلق جس نے نماز سے پہلے قربانی کی اور پھر اسے لوٹایا

٥٥٦١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ

(۵۵۶۱) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے

قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ)). فَقَالَ رَجُلٌ: هَذَا يَوْمٌ يُشْتَهَى فِيهِ اللَّحْمُ وَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيرَانِهِ فَكَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ عَذَرَهُ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا أَدْرِي بَلَغَتِ الرُّخْصَةُ أَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ إِلَى كَبْشَيْنِ يَعْنِي فَذَبَحَهُمَا ثُمَّ انْكَفَأَ النَّاسُ إِلَى غُنَيْمَةٍ فَذَبَحُوهَا. [راجع: ٩٥٤]

پہلے قربانی کر لی ہو وہ دوبارہ قربانی کرے۔'' اس پر ایک صحابی اٹھے اور عرض کیا: اس دن گوشت کی لوگوں کو خواہش زیادہ ہوتی ہے، پھر انہوں نے اپنے پڑوسیوں کی محتاجی کا ذکر کیا جیسے آنحضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کر لیا ہو (انہوں نے یہ بھی کہا:) میرے پاس ایک سال کا ایک بچہ ہے اور دو بکریوں سے بھی اچھا ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے انہیں اس کی قربانی کی اجازت دے دی لیکن مجھے اس کا علم نہیں کہ یہ اجازت دوسروں کو بھی تھی یا نہیں پھر آنحضرت ﷺ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان کی مراد یہ تھی کہ انہیں آنحضرت ﷺ نے ذبح کیا پھر لوگ بکریوں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ذبح کیا۔

تشریح: ((جذعة)) پانچویں سال میں جو اونٹ لگا ہو اور دوسرے برس میں جو گائے بکری لگی ہو بھیڑ جو برس بھر کی ہو گئی ہو آٹھ ماہ کی بھیڑ بھی جذعة ہے۔ (لغات الحدیث)

٥٥٦٢۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ، سَمِعْتُ جُنْدَبَ ابْنَ سُفْيَانَ الْبَجَلِيَّ قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ: ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ)). [راجع: ٩٨٥]

(٥٥٦٢) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسود بن قیس نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ قربانی کے دن میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی ہو وہ اس کی جگہ دوبارہ کرے اور جس نے قربانی ابھی نہ کی ہو وہ کر دے۔''

٥٥٦٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: ((مَنْ صَلَّى صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتَّى يَنْصَرِفَ)) فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ بْنُ نِيَارٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَعَلْتُ فَقَالَ: ((هُوَ شَيْءٌ عَجَّلْتَهُ)). قَالَ: فَإِنَّ عِنْدِي جَذَعَةً هِيَ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ آأَذْبَحُهَا قَالَ: ((نَعَمْ وَلَا تَجْزِي عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)). قَالَ عَامِرٌ: هِيَ

(٥٥٦٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، ان سے فراس نے، ان سے عامر نے، ان سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز عید پڑھی اور فرمایا: ''جو ہماری طرح نماز پڑھتا ہو اور ہمارے قبلہ کو قبلہ بناتا ہو وہ نماز عید سے فارغ ہونے سے پہلے قربانی نہ کرے۔'' اس پر ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے تو قربانی کر لی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ ایک ایسی چیز ہوئی جسے تم نے وقت سے پہلے ہی کر لیا ہے۔'' انہوں نے عرض کیا: میرے پاس ایک سال سے کم عمر کا ایک بچہ ہے جو ایک سال کی دو بکریوں سے عمدہ ہے کیا میں اسے ذبح کر لوں؟ آنحضرت ﷺ نے

خَيْرُ نَسِيكَتَيْهِ. [راجع:٩٥١]

فرمایا: ”کرلو لیکن تمہارے بعد یہ کسی اور کے لیے جائز نہیں ہے۔“ عامر نے بیان کیا کہ یہ ان کی بہترین قربانی تھی۔

تشریح: تعجب ہے ان فقہائے احناف پر جو ان واضح احادیث کے ہوتے ہوئے لوگوں کو اجازت دیں کہ اپنی قربانیاں صبح سویرے فجر کے وقت جنگلوں میں یا ایسی جگہ جہاں نماز عید نہ پڑھی جاتی ہو وہاں ذبح کر کے لے آ دیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ لوگوں کی قربانیاں ضائع کر کے ان کا بوجھ اپنی گردنوں پر رکھے ہوئے ہیں۔ ھداھم اللہ آمین۔

بَابُ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلَى صَفْحِ الذَّبِيحَةِ

باب: ذبح کیے جانے والے جانور کی گردن پر پاؤں رکھنا جائز ہے

٥٥٦٤۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ وَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَتِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا بِيَدِهِ. [راجع: ٥٥٥٣]

(۵۵۶۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے کہا ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور آنحضرت ﷺ اپنا پاؤں ان کی گردنوں کے اوپر رکھتے اور انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے تھے۔

بَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ الذَّبْحِ

باب: ذبح کرنے کے وقت اللہ اکبر کہنا

تشریح: عام طور سے ہر ذبیحہ پر بسم اللہ واللہ اکبر بآواز بلند پڑھ کر جانور کو ذبح کرنا چاہیے۔

٥٥٦٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ أَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ وَسَمَّى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى صِفَاحِهِمَا. [راجع: ٥٥٥٣] [مسلم: ٥٠٨٧؛ ترمذي: ١٤٩٤؛ نسائي: ٤٣٩٩]

(۵۵۶۵) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سینگ والے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی۔ انہیں اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ بسم اللہ اور اللہ اکبر پڑھا اور اپنا پاؤں ان کی گردن کے اوپر رکھ کر ذبح کیا۔

تشریح: قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھنی مسنون ہے: ((اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ عَنِّیْ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ)) اگر دوسرے کی قربانی کرنا ہے تو اس طرح کہے اللھم تقبل عن (فلان بن فلان) کی جگہ ان کا نام لے۔ یہ دعا پڑھ کر تیز چھری سے جانور ذبح کر دیا جائے۔

بَابٌ: إِذَا بَعَثَ بِهَدْيِهِ لِيُذْبَحَ

باب: اگر کوئی شخص اپنی قربانی کا جانور حرم میں کسی

لَمْ يَحْرُمْ عَلَيْهِ شَيْءٌ

کے ساتھ ذبح کرنے کے لیے بھیجے تو اس پر کوئی چیز حرام نہیں ہوئی

٥٥٦٦ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ أَنَّهُ أَتَى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ رَجُلًا يَبْعَثُ بِالْهَدْيِ إِلَى الْكَعْبَةِ وَيَجْلِسُ فِي الْمِصْرِ فَيُوْصِيْ أَنْ تُقَلَّدَ بَدَنَتُهُ فَلَا يَزَالُ مِنْ ذَلِكَ الْيَوْمِ مُحْرِمًا حَتَّى يَحِلَّ النَّاسُ-قَالَ: فَسَمِعْتُ تَصْفِيْقَهَا مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ فَقَالَتْ: لَقَدْ كُنْتُ أَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَيَبْعَثُ هَدْيَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ فَمَا يَحْرُمُ عَلَيْهِ مِمَّا حَلَّ لِلرِّجَالِ مِنْ أَهْلِهِ حَتَّى يَرْجِعَ النَّاسُ. [راجع: ١٦٩٦]

(٥٥٦٦) ہم سے احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہیں اسماعیل نے خبر دی، انہیں شعبی نے، انہیں مسروق نے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: ام المؤمنین! اگر کوئی شخص قربانی کا جانور کعبہ میں بھیج دے اور خود اپنے شہر میں مقیم ہو اور جس کے ذریعے بھیجے اسے اس کی وصیت کر دے کہ اس کے جانور کے گلے میں (نشانی کے طور پر) ایک قلادہ پہنا دیا جائے تو کیا اس دن سے وہ اس وقت تک کے لیے محرم ہو جائے گا جب تک حاجی اپنا احرام نہ کھولیں؟ بیان کیا کہ اس پر میں نے پردے کے پیچھے ام المؤمنین کے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر مارنے کی آواز سنی اور انہوں نے کہا میں خود نبی کریم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے باندھتی تھی، آنحضرت ﷺ اسے کعبہ بھیجتے تھے لیکن لوگوں کے واپس ہونے تک آنحضرت ﷺ پر کوئی چیز حرام نہیں ہوتی تھی جو ان کے گھر کے دوسرے لوگوں کے لیے حلال ہو۔ کعبہ کو قربانی کا جانور بھیجنا ایک کار ثواب ہے مگر اس کا بھیجنے والا کسی ایسے امر کا پابند نہیں ہوتا جس کی پابندی ایک محرم حاجی کو کرنا لازم ہوتا ہے۔

تشریح: کعبہ کو قربانی کا جانور بھیجنا ایک کار ثواب ہے مگر اس کا بھیجنے والا کسی ایسے امر کا پابند نہیں ہوتا جس کی پابندی ایک محرم حاجی کو کرنا لازم ہوتا ہے۔

بَابُ مَا يُؤْكَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ وَمَا يُتَزَوَّدُ مِنْهَا

باب: قربانی کا کتنا گوشت کھایا جائے اور کتنا جمع کر کے رکھا جائے

٥٥٦٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: عَمْرٌو أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَتَزَوَّدُ لُحُوْمَ الْأَضَاحِيْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى الْمَدِيْنَةِ. وَقَالَ: غَيْرَ مَرَّةٍ لُحُوْمَ الْهَدْيِ. [راجع: ١٧١٩]

(٥٥٦٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ عمرو نے بیان کیا، انہیں عطاء نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مدینہ پہنچنے تک ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کا گوشت جمع کرتے تھے۔ اور کئی مرتبہ (بجائے لحوم الاضاحی کے) لحوم الہدی کا لفظ استعمال کیا۔

٥٥٦٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ أَنَّ ابْنَ خَبَّابٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَ غَائِبًا فَقَدِمَ فَقُدِّمَ إِلَيْهِ لَحْمٌ فَقَالَ: هَذَا مِنْ لَحْمِ ضَحَايَانَا فَقَالَ: أَخِّرُوهُ لَا أَذُوقُهُ قَالَ: ثُمَّ قُمْتُ فَخَرَجْتُ حَتَّى آتِيَ أَخِي أَبَا قَتَادَةَ بْنَ النُّعْمَانِ- وَكَانَ أَخَاهُ لِأُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا - فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ. [راجع: ٣٩٩٧]

(٥٥٦٨) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے قاسم نے، انہیں ابن خباب نے خبر دی، انہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ وہ سفر میں تھے جب واپس آئے تو ان کے سامنے گوشت لایا گیا اور کہا گیا: یہ ہماری قربانی کا گوشت ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اسے ہٹاؤ میں اسے نہیں چکھوں گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں اٹھ گیا اور گھر سے باہر نکل کر اپنے بھائی ابوقتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ ماں کی طرف سے ان کے بھائی تھے اور بدر کی لڑائی میں شرکت کرنے والوں میں سے تھے۔ میں نے ان سے اس کا ذکر کیا اور انہوں نے کہا: تمہارے بعد حکم بدل گیا ہے۔

تشریح: جس کی تفصیل ذیل کی حدیث میں آ رہی ہے۔

٥٥٦٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَبَقِيَ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ)). فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي قَالَ: ((كُلُوا وَأَطْعِمُوا وَادَّخِرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا)). [م: ٥١٠٩]

(٥٥٦٩) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن وہ اس حالت میں صبح کرے کہ اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ بھی باقی نہ ہو۔ دوسرے سال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا۔ (تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی میں مبتلا تھے، اس لیے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں ان کی مدد کرو۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ ایام قحط میں غلہ وغیرہ روک کر رکھ لینا گناہ ہے۔

٥٥٧٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: الضَّحِيَّةُ كُنَّا نُمَلِّحُ مِنْهَا فَنُقَدِّمُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَقَالَ:

(٥٥٧٠) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے بھائی نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عمرہ بنت عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ میں ہم قربانی کے گوشت کو نمک لگا کر رکھ دیتے تھے اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھی پیش کرتے تھے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے

((لَا تَأْكُلُوا إِلَّا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)). وَلَيْسَتْ بِعَزِيمَةٍ وَلَكِنْ أَرَادَ أَنْ يُطْعِمَ مِنْهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

[راجع: ٥٤٢٣]

فرمایا: ''قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ نہ کھایا کرو۔'' یہ حکم ضروری نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ کا منشا یہ تھا کہ ہم قربانی کا گوشت (ان لوگوں کو بھی جن کے یہاں قربانی نہ ہوئی ہو) کھلائیں اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

٥٥٧١ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ أَنَّهُ شَهِدَ الْعِيدَ يَوْمَ الْأَضْحَى مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَدْ نَهَاكُمْ عَنْ صِيَامِ هَذَيْنِ الْعِيدَيْنِ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيَوْمُ فِطْرِكُمْ مِنْ صِيَامِكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَيَوْمٌ تَأْكُلُونَ مِنْ نُسُكِكُمْ. [راجع: ١٩٩٠]

(۵۵۷۱) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے کہا مجھے یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے، انہوں نے کہا مجھ سے ابن ازہر کے غلام ابوعبیدہ نے بیان کیا کہ وہ بقرعید کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ عید گاہ میں موجود تھے۔ حضرت عمر نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھائی پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور خطبہ میں فرمایا: اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے ایک تو وہ دن ہے، جس دن تم (رمضان کے) روزے پورے کر کے افطار کرتے ہو (عید الفطر) اور دوسرا تمہاری قربانی کا دن ہے۔

٥٥٧٢ـ فَقَالَ أَبُو عُبَيْدٍ ثُمَّ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدِ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِيدَانِ فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْتَظِرَ الْجُمُعَةَ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي فَلْيَنْتَظِرْ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَرْجِعَ فَقَدْ أَذِنْتُ لَهُ.

(۵۵۷۲) ابوعبید نے بیان کیا کہ پھر میں عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ساتھ (ان کی خلافت کے زمانہ میں عید گاہ میں) حاضر تھا۔ اس دن جمعہ بھی تھا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی، پھر خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! آج کے دن تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہو گئیں ہیں۔ (عید اور جمعہ) پس اطراف کے رہنے والوں میں سے جو شخص پسند کرے جمعہ کا بھی انتظار کرے اور اگر کوئی واپس جانا چاہے (نماز عید کے بعد ہی) تو وہ واپس جا سکتا ہے، میں نے اسے اجازت دے دی ہے۔

٥٥٧٣ـ قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: ثُمَّ شَهِدْتُهُ مَعَ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَصَلَّى قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا لُحُومَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ وَعَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ نَحْوَهُ.

[مسلم: ٥٠٩٧، ٥٠٩٨]

(۵۵۷۳) حضرت ابوعبید نے بیان کیا کہ پھر میں عید کی نماز میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا۔ انہوں نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھائی پھر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے تمہیں اپنی قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے کی ممانعت کی ہے اور معمر نے زہری سے اور ان سے ابوعبید نے اسی طرح بیان کیا۔

تشریح: یہ ممانعت ایک وقتی چیز تھی جبکہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے تھے بعد میں اس ممانعت کو اٹھا لیا گیا۔

٥٥٧٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ،

(۵۵۷۴) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب بن

قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((كُلُوا مِنَ الْأَضَاحِيِّ ثَلَاثًا)). وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَأْكُلُ بِالزَّيْتِ حِينَ يَنْفِرُ مِنْ مِنًى مِنْ أَجْلِ لُحُومِ الْهَدْيِ. [مسلم: ۵۱۰۲]

ابراہیم بن سعد نے خبر دی، انہیں ابن شہاب کے بھتیجے نے، انہیں ان کے چچا ابن شہاب (محمد بن مسلم) نے انہیں سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کا گوشت تین دن تک کھاؤ۔'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ سے کوچ کرتے وقت روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے کیونکہ وہ قربانی کے گوشت سے (تین دن کے بعد) پرہیز کرتے تھے۔

تشریح: قربانی کرنے میں مالی اور جانی ایثار کے ساتھ ساتھ محتاجوں اور غریبوں کی ہمدردی اور مدد بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (۲۲/الحج:۳۶) ''اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشانات مقرر کر دیئے ہیں ان میں تمہیں نفع ہے۔ پس انہیں کھڑا کر کے اللہ کا نام پڑھ کر نحر کرو۔ پھر جب ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو اسے خود بھی کھاؤ، مسکینوں، سوال سے رکنے والوں اور سوال کرنے والوں کو بھی کھلاؤ۔ اسی طرح ہم نے چوپایوں کو تمہارے ماتحت کر رکھا ہے تاکہ تم شکر گزاری کرو۔''

معلوم ہوا کہ قربانی کے گوشت کو خود بھی کھاؤ اور غریبوں محتاجوں، سوالیوں کو بھی کھلاؤ، قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہیں۔ ایک حصہ اپنے لئے، ایک حصہ اپنے دوست واحباب کے لئے اور ایک حصہ غربا اور مساکین کے لئے۔ (ابن کثیر)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى:

باب: اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾. [المائدة: ٩٠]

''بلا شبہ شراب، جوا، بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے کاموں سے، پس تم ان سے پرہیز کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

تشریح: لفظ ازلام زلم کی جمع ہے جس سے وہ تیر مراد ہیں جو مشرکین مکہ نے کعبہ میں رکھے ہوئے تھے جن پر لفظ کر اور نہ کر لکھے ہوئے تھے۔ اگر کرنے کا تیر ہاتھ میں آتا تو کام کا ارادہ کرتے اور نہ کر لکھا نکلتا تو نہ کرتے اسی لئے ان سے منع کیا گیا۔ آیت میں شراب اور جوا وغیرہ کو بت پرستی کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے جو ان کاموں کی انتہائی برائی پر اشارہ ہے۔ یہ آیت مذکورہ فتح مکہ کے دن نازل ہوئی۔

٥٥٧٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْآخِرَةِ)). [مسلم: ٥٢٢٢؛ نسائي: ٥٦٨٧]

(٥٥٧٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی تو آخرت میں وہ اس سے محروم رہے گا۔''

تشریح: یعنی جنت میں جانے ہی نہ پائے گا تو وہاں کی شراب اسے کیسے نصیب ہو سکے گی۔

٥٥٧٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيْلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ فَقَالَ جِبْرِيْلُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَاكَ لِلْفِطْرَةِ وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ. تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَابْنُ الْهَادِ

(٥٥٧٦) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے حضرت سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ (کو بیت المقدس کے شہر) ایلیا میں شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کیے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا پھر آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے آپ ﷺ کو دین فطرت کی طرف چلنے کی

وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَالزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٣٣٩٤]

ہدایت فرمائی۔ اگر آپ نے شراب کا پیالہ لے لیا ہوتا تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ شعیب کے ساتھ اس حدیث کو معمر، ابن ہاد، عثمان بن عمر اور زبیدی نے زہری سے نقل کیا ہے۔

تشریح: دودھ انسان کی فطری غذا ہے اور شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اس کی حرمت کی یہی وجہ ہے کہ اسے پی کر عقل زائل ہو جاتی ہے اور جرائم اور برے کام کر بیٹھتا ہے۔ اسی لئے اسے قلیل یا کثیر ہر طرح حرام کر دیا گیا۔

٥٥٧٧- حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَدِيثًا لَا يُحَدِّثُكُمْ بِهِ غَيْرِيْ قَالَ: ((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَتَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً قَيِّمُهُنَّ رَجُلٌ وَاحِدٌ)). [راجع: ٨٠]

(۵۵۷۷) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث سنی ہے جو تم سے اب میرے سوا کوئی اور بیان نہیں کرے گا (کیونکہ اب میرے سوا کوئی صحابی زندہ موجود نہیں رہا) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ جہالت غالب ہو جائے گی اور علم کم ہو جائے گا، زنا کاری بڑھ جائے گی، شراب کثرت سے پی جانے لگے گی، عورتیں بہت ہو جائیں گی، یہاں تک کہ پچاس پچاس عورتوں کی نگرانی کرنے والا صرف ایک ہی مرد رہ جائے گا۔''

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں مبلغ کے طور پر کام کر رہے تھے۔ ان کی وفات بصرہ ہی میں سنہ ۹۱ ھ میں ہوئی۔ بصرہ میں یہ آخری صحابی تھے۔ ایک سو سال کی عمر پائی۔ (رضی الله عنه وارضاه)

٥٥٧٨- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلَانِ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزْنِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

(۵۵۷۸) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا کہ مجھے یونس نے خبر دی، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابن مسیب سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص جب زنا کرتا ہے تو عین زنا کرتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب کوئی شراب پیتا ہے تو عین شراب پیتے وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔ اسی طرح چور چوری کرتا ہے تو اس وقت وہ مومن نہیں ہوتا۔''

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُحَدِّثُهُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ

اور ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے خبر دی، ان سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر انہوں نے بیان کیا کہ حضرت ابو بکر

ثُمَّ يَقُوْلُ: كَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُلْحِقُ مَعَهُنَّ: ((وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ)).

[راجع: ٢٤٧٥] [مسلم: ٢٠٨]

بن عبدالرحمٰن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں امور مذکورہ کے ساتھ اتنا اور زیادہ کرتے تھے کہ "کوئی شخص (دن دھاڑے) اگر کسی بڑی پونجی پر اس طور ڈاکہ ڈالتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہی دیکھتے رہ جاتے ہیں تو وہ مؤمن رہتے ہوئے یہ لوٹ مار نہیں کرتا۔"

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں کا ارتکاب کرنے والا ایمان سے بالکل محروم ہو جاتا ہے کیونکہ یہ گناہ ایمان کی ضد ہیں پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اس کے دل میں ایمان لوٹ آتا ہے اور اگر یہی کام کرتا رہے تو وہ بے ایمان بن کر مرتا ہے۔ اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس میں فرمایا کہ "اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ۔" "مؤمن وہ ہے جس کو لوگ اپنے خون اور اپنے مالوں کے لئے امین سمجھیں، سچ ہے: "لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ اَوْ كَمَا قَالَ ﷺ۔"

بَابٌ: إِنَّ الْخَمْرَ مِنَ الْعِنَبِ

باب: شراب انگور وغیرہ سے بھی بنتی ہے

تشریح: جیسے کھجور اور شہد وغیرہ سے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر ان لوگوں کا رد کیا جو شراب کو انگور سے خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انگور کے سوا اور چیزوں کی شراب اتنی پینی درست ہے کہ نشہ نہ پیدا ہو لیکن امام محمد رحمہ اللہ نے اس باب میں اپنے مذہب کے خلاف کیا ہے اور وہ اہل حدیث اور امام احمد اور امام مالک اور امام شافعی اور جمہور کے موافق ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس چیز سے نشہ پیدا ہو وہ شراب ہے۔ تھوڑی ہو یا زیادہ بالکل حرام ہے۔

٥٥٧٩۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَقَدْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ مِنْهَا شَيْءٌ.

[راجع: ٤٦١٦]

(٥٥٧٩) ہم سے حسن بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سابق نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک نے جو مغول کے صاحبزادے ہیں، بیان کیا ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب شراب حرام کی گئی تو انگور کی شراب مدینہ منورہ میں نہیں ملتی تھی۔

٥٥٨٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ نَافِعٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: حُرِّمَتْ عَلَيْنَا الْخَمْرُ حِيْنَ حُرِّمَتْ وَمَا نَجِدُ يَعْنِيْ بِالْمَدِيْنَةِ خَمْرَ الْأَعْنَابِ إِلَّا قَلِيْلًا وَعَامَّةُ خَمْرِنَا الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. [راجع ٢٤٦٤]

(٥٥٨٠) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشہاب عبد ربہ بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس نے، ان سے ثابت بنانی نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب شراب ہم پر حرام کی گئی تو مدینہ منورہ میں انگور کی شراب بہت کم ملتی تھی عام استعمال کی شراب کچی اور پکی کھجور سے تیار کی جاتی تھی۔

٥٥٨١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَامَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ: نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ: الْعِنَبِ

(٥٥٨١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے ان سے ابوحیان نے کہا ہم سے عامر نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا: اما بعد! جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی انگور، کھجور، شہد، گیہوں اور جو اور

وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ. [راجع: ٢٦١٩]

شراب (خمر) وہ ہے جو عقل کو زائل کردے۔

تشریح: اس حدیث سے مسائل پیش آمدہ کی تفصیلات کا منبر پر بیان کرنا بھی ثابت ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ سامعین کی مادری زبان میں مناسب ہے نیز حمد ونعت کے بعد لفظ اما بعد! کا استعمال کرنا بھی اس سے ثابت ہوا۔ (فتح الباری) سامعین کی مادری زبان میں عربی خطبہ پڑھ کر اس کا ترجمہ سنانا ضروری ہے ورنہ خطبہ کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

بَابٌ: نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنَ الْبُسْرِ وَالتَّمْرِ

باب: شراب کی حرمت جب نازل ہوئی تو وہ کچی اور پکی کھجوروں سے تیار کی جاتی تھی

٥٥٨٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ أَسْقِيْ أَبَا عُبَيْدَةَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ مِنْ فَضِيْخِ زَهْوٍ وَتَمْرٍ فَجَاءَهُمْ آتٍ فَقَالَ: إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: قُمْ يَا أَنَسُ! فَأَهْرِقْهَا فَأَهْرَقْتُهَا. [راجع: ٢٤٦٤] [مسلم: ٥١٣٨]

(٥٥٨٢) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کو کچی اور پکی کھجور سے تیار کی ہوئی شراب پلا رہا تھا کہ ایک آنے والے نے آکر بتایا کہ شراب حرام کردی گئی ہے۔ اس وقت حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: انس! اٹھو اور شراب کو بہا دو، چنانچہ میں نے اسے بہا دیا۔

تشریح: تعمیل ارشاد کے لئے مدینہ کا یہ حال تھا کہ شراب بارش کے پانی کی طرح مدینہ کی گلیوں میں بہہ رہی تھی: "قال القرطبی الاحادیث الواردة عن انس وغيره على صحتها وكثرتها تبطل مذهب الكوفيين القائلين بأن الخمر لا يكون الا من العنب وما كان من غيره لا يسمى خمرا ولا يتناوله اسم الخمر وهو قول مخالف للغة العرب وللسنة الصحيحة وللصحابة۔" (فتح الباری جلد ١٠ صفحه ٦٠) یعنی قرطبی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے جو صحیح روایات نقل ہوئی ہیں وہ کوفیوں کے مذہب کو باطل ٹھہراتی ہیں جو کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور ہی سے کشید کردہ شراب کو کہا جاتا ہے اور جو اس کے علاوہ اشیاء سے تیار کی جائے وہ خمر نہیں ہے۔ اہل کوفہ کا یہ قول لغت عرب اور سنت صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہے۔

٥٥٨٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيْهِمْ عُمُوْمَتِيْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمُ الْفَضِيْخَ فَقِيْلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالُوْا: أَكْفِئْهَا فَكَفَأْتُهَا قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ

(٥٥٨٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک قبیلہ میں کھڑا اپنے چچا کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا میں ان میں سب سے کم عمر تھا۔ کسی نے کہا: شراب حرام کردی گئی۔ ان حضرات نے کہا: اسے پھینک دو۔ چنانچہ ہم نے شراب پھینک دی۔
میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ شراب کس چیز کی بنتی تھی؟ فرمایا: تازہ پکی

ابْنُ أَنَسٍ: وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ وَحَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ: كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ٢٤٦٤] [مسلم: ٥١٣٤؛ نسائي: ٥٥٥٦]

ہوئی اور کچی کھجوروں کی۔ ابوبکر بن انس نے کہا: ان کی شراب (کھجور کی) ہوتی تھی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار نہیں کیا اور مجھ سے میرے بعض اصحاب نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس زمانہ میں ان کی شراب اکثر کچی اور پکی کھجور سے تیار کی جاتی تھی۔

٥٥٨٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ أَبُوْ مَعْشَرٍ الْبَرَّاءُ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ الْخَمْرَ حُرِّمَتْ وَالْخَمْرُ يَوْمَئِذٍ الْبُسْرُ وَالتَّمْرُ. [راجع: ٢٤٦٤]

(۵۵۸۴) ہم سے محمد بن ابی بکر مقدمی نے بیان کیا، کہا ہم سے یوسف ابو معشر براء نے بیان کیا، کہا میں نے سعید بن عبیداللہ سے سنا، انہوں نے کہا: مجھ سے بکر بن عبداللہ نے بیان کیا اور انہوں نے کہا: مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب شراب حرام کی گئی تو وہ کچی اور پختہ کھجوروں سے تیار کی جاتی تھی۔

تشریح: ان احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ عرب زمانہ جاہلیت میں خام اور پختہ کھجوروں کی شراب کو بہت زیادہ مرغوب رکھتے تھے اور یہ کھجور بکثرت پائی جاتی تھی جس کی شراب بڑی عمدہ ہوتی تھی جس کو اللہ نے حرام کر دیا۔

بَابُ الْخَمْرِ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتْعُ

باب: شہد کی شراب جسے "بتع" کہتے تھے

وَقَالَ مَعْنٌ: سَأَلْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ عَنِ الْفُقَّاعِ فَقَالَ: إِذَا لَمْ يُسْكِرْ فَلَا بَأْسَ وَقَالَ ابْنُ الدَّرَاوَرْدِيِّ: سَأَلْنَا عَنْهُ فَقَالُوْا: لَا يُسْكِرُ لَا بَأْسَ بِهِ.

اور معن بن عیسیٰ نے کہا: میں نے امام مالک سے "فقاع" (جو کشمش سے تیار کی جاتی تھی) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اگر اس میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور ابن دراوردی نے بیان کیا کہ ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو کہا: اگر اس میں نشہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

تشریح: ((بتع)) شہد کی وہ شراب ہے جو ملک یمن میں بہت زیادہ رائج تھی۔ اس کا پینا بھی حرام کر دیا گیا۔ ((فقاع)) وہ شراب ہے جو کشمش سے تیار کی جاتی تھی۔

٥٥٨٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ فَقَالَ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)). [راجع: ٢٤٢]

(۵۵۸۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے "بتع" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جو بھی پینے والی چیز نشہ لائے وہ حرام ہے۔"

٥٥٨٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

(۵۵۸۶) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ أَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ شَرَابٍ أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)). [راجع: ٢٤٣]

سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی اوران سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ''بتع'' کے متعلق سوال کیا گیا۔ یہ مشروب شہد سے تیار کیا جاتا تھا اور یمن میں اس کا عام رواج تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو چیز بھی نشہ لانے والی ہو وہ حرام ہے۔''

٥٥٨٧ـ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَنْتَبِذُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَلَا فِي الْمُزَفَّتِ)). [مسلم: ٥١٦٦] وَكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُلْحِقُ مَعَهُمَا الْحَنْتَمَ وَالنَّقِيْرَ. [مسلم: ٥١٦٩]

(٥٥٨٧) اور زہری سے روایت ہے، کہا مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دباء اور مترفت میں نبیذ نہ بنایا کرو۔'' اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ ''حنتم'' اور ''نقیر'' کا بھی اضافہ کیا کرتے تھے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چار ایسے برتن ہیں جن کے استعمال سے نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ((دباء)) یعنی کدو کے تونبے سے، ((مزفت)) یعنی روغن دار رال کے برتن سے۔ ((حنتم)) یعنی لاکھی ٹھلیا یا لاکھی مرتبان سے۔ ((نقیر)) یعنی لکڑی کے بنے ہوئے برتن سے۔ یہی وہ چار برتن ہیں جن میں نبیذ بنانے سے روکا گیا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ أَنَّ الْخَمْرَ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ مِنَ الشَّرَابِ

باب: اس بارے میں کہ جو بھی پینے والی چیز عقل کو مدہوش کردے وہ ''خمر'' ہے

٥٥٨٨ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ: الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثَةٌ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَمْ يُفَارِقْنَا حَتَّى يَعْهَدَ إِلَيْنَا عَهْدًا الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا عَمْرٍو! فَشَيْءٌ يُصْنَعُ بِالسِّنْدِ مِنَ الْأُرْزِ قَالَ: ذَاكَ لَمْ يَكُنْ عَلَى

(٥٥٨٨) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے ابوحیان تیمی نے، ان سے شعبی نے اوران سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے کہا: جب شراب کی حرمت کا حکم ہوا تو وہ پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ انگور سے، کھجور سے، گیہوں سے، جو اور شہد سے۔ اور ''خمر'' (شراب) وہ ہے جو عقل کو مخمور کردے اور تین مسائل ایسے ہیں کہ میری تمنا تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے جدا ہونے سے پہلے ہمیں ان کا حکم بتا جاتے، دادا کا مسئلہ، کلالہ کا مسئلہ اور سود کے چند مسائل۔ ابوحیان نے بیان کیا کہ میں نے عامر شعبی سے پوچھا: اے ابوعمرو! ایک شربت سند میں چاول سے بنایا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا: یہ چیز رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نہیں پائی جاتی تھی یا کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نہ

عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ قَالَ: عَلَى عَهْدِ عُمَرَ وَقَالَ حَجَّاجٌ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ: مَكَانَ الْعِنَبِ: الزَّبِيبَ. [راجع: ٤٦١٩]

تھی اور حجاج بن منہال نے بھی اس حدیث کو حماد بن سلمہ سے بیان کیا اور ان سے ابوحیان نے اور اس میں ''انگور'' کے بجائے ''کشمش'' ہے۔

تشریح: دادا کا مسئلہ یہ کہ دادا بھائی کو محروم کرے گا یا بھائی سے محروم ہو جائے گا یا مقاسمہ ہوگا۔ سود کا مسئلہ یہ کہ ان چھ چیزوں کے سوا جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے اور چیزوں کا بھی کم وبیش لینا حرام ہے یا نہیں جن کے بارے میں حافظ صاحب فرماتے ہیں: "لم یکن هذا علی عهد النبی ﷺ ولو کان لنهی عنه الاتری انه قد عم الأ شربة کلها فقال الخمر ما خامر العقل۔" (فتح جلد ۱۰ صفحه ۶۲) یعنی اگر یہ چاولوں کی شراب کشید ہوئی ہوتی تو آپ اس کو بھی صاف منع فرما دیتے اس لئے کہ آپ نے تمام شرابوں کے بارے میں عام طور پر فرمایا کہ ہر وہ مشروب جو عقل کو زائل کر دے وہ خمر شراب ہے اور وہ حرام ہے۔

٥٥٨٩ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ قَالَ: الْخَمْرُ تُصْنَعُ مِنْ خَمْسَةٍ: مِنَ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْعَسَلِ. [طرفه في: ٤٦١٩] [راجع: ٤٦١٩].

(۵۵۸۹) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن ابی السفر نے بیان کیا، ان سے شعبی، نے ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شراب پانچ چیزوں سے بنتی تھی۔ کشمش، کھجور گیہوں، جو اور شہد سے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسوں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ بیان کیا اور سب نے سکوت کیا گویا اجماع ہو گیا اب اس اجماع کے خلاف ایک ابراہیم نخعی کا قول کیا حجت ہو سکتا ہے اور ان حنفیہ پر تعجب ہوتا ہے جو صحیح حدیث کو چھوڑ کر غلط مسئلہ پر جمے رہتے ہیں: "وقال اهل المدینة وسائر الحجاز بین واهل الحدیث کلهم کل مسکر خمر وحکمه حکم ما اتخذ من العنب ......الخ۔" (فتح جلد ۱۰/ صفحه ۵۹) صاحب ہدایہ کا یہ قول ہے کہ خمر وہی ہے جو کشمش سے تیار کی جاتی ہے اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ بلکہ سارے حجازی اور جملہ اہل حدیث سب کا قول یہ ہے کہ ہر نشہ لانے والی چیز شراب ہے اور سب کا حکم وہی ہے جو کشمش سے تیار کردہ شراب کا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے فتح الباری جزء العاشر ص: ۵۷ کا مطالعہ کیا جائے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ وَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ

باب: اس شخص کی برائی کے بیان میں جو شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرے

٥٥٩٠ـ وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ ابْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ ابْنِ جَابِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطِيَّةُ بْنُ قَيْسٍ الْكِلَابِيُّ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ غَنْمٍ الْأَشْعَرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَامِرٍ أَوْ أَبُو مَالِكٍ الْأَشْعَرِيُّ وَاللَّهِ!

(۵۵۹۰) اور ہشام بن عمار نے بیان کیا کہ ہم سے صدقہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے، ان سے عطیہ بن قیس کلابی نے، ان سے عبدالرحمٰن بن غنم اشعری نے بیان کیا، کہا: مجھ سے ابو عامر رضی اللہ عنہ یا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اللہ کی قسم! انہوں نے جھوٹ نہیں بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ

مَا كَذَبَنِي سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَيَكُوْنَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَّ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلَى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ يَأْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْنَ: ارْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَيَضَعُ الْعَلَمَ وَيَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَخَنَازِيْرَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)).

[ابوداود: ٤٠٣٩]

نے فرمایا: ''میری امت میں ایسے برے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زنا کاری، ریشم کا پہننا، شراب پینا اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ متکبر قسم کے لوگ پہاڑ کی چوٹی پر (اپنے بنگلوں میں رہائش کرنے کے لیے) چلے جائیں گے۔ چرواہے ان کے مویشی صبح وشام لائیں گے اور لیجائیں گے۔ ان کے پاس ایک فقیر آدمی اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ ٹالنے کے لیے اس سے کہیں گے کہ کل آنا لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی کو ان کو (ان کی سرکشی کی وجہ سے) ہلاک کر دے گا پہاڑ کو (ان پر) گرا دے گا اور ان میں سے بہت سوں کو قیامت تک کے لیے بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دے گا۔''

تشریح: یہ ساری برائیاں آج عام ہو رہی ہیں گانا بجانا، ریڈیو نے گھر گھر عام کر دیا ہے۔ شراب نوشی عام ہے، زنا کاری کی حکومتیں سرپرستی کرتی ہیں ان کے نتیجہ میں وادی سوات پاکستان میں زلزلہ اور ہماچل پردیش کا زلزلہ ہندوستان میں عبرت کے لئے کافی ہے۔ لڑکوں کو لڑکیوں کی شکل میں تبدیل ہونا اور لڑکیوں کو لڑکوں جیسا حلیہ بنانا بھی عام ہو رہا ہے۔ اسی لئے صورتیں مسخ ہوتی جا رہی ہیں اور عذاب مختلف صورتوں میں بدل کر ہم پر نازل ہو رہا ہے۔

بَابُ الْإِنْتِبَاذِ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالتَّوْرِ

باب: برتنوں اور پتھر کے پیالوں میں نبیذ بھگونا جائز ہے

تشریح: کھجور کو پانی میں بھگو کر اسے مل چھان کر شربت بنانا نبیذ کہلاتا ہے۔ یہ ایک مقوی فرحت بخش مشروب ہے اوعیہ میں تور بھی داخل ہے وہ برتن جو پتھر یا پیتل یا لکڑی سے بنایا جائے اوعیة وعاء کی جمع ہے جس کے معنی برتن کے ہیں۔

٥٥٩١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلًا يَقُوْلُ: أَتَى أَبُوْ أُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي عُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ. وَهِيَ الْعَرُوْسُ. قَالَ: أَتَدْرُوْنَ مَا سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ.

[راجع: ٥١٧٦]

(۵۵۹۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم سلمہ بن دینار نے بیان کیا کہ میں نے سہل بن سعد ساعدی سے سنا، انہوں نے کہا کہ ابواسید (مالک بن ربیعہ) آئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنے ولیمہ کی دعوت دی، ان کی بیوی ہی سب کام کر رہی تھیں حالانکہ وہ نئی دلہن تھیں۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، تمہیں معلوم ہے کہ میں نے آنحضرت کو کیا پلایا تھا؟ آنحضرت ﷺ کے لیے میں نے پتھر کے کونڈے میں رات کے وقت کھجور بھگو دی تھی۔

تشریح: ان ہی کا شربت آپ کو پلایا۔

بَابُ تَرْخِيصِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْأَوْعِيَةِ وَالظُّرُوْفِ بَعْدَ النَّهْيِ

باب: ممانعت کے بعد ہر قسم کے برتنوں میں نبیذ بھگونے کے لیے نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت کا ہونا

٥٥٩٢۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الظُّرُوْفِ فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: إِنَّهُ لَا بُدَّ لَنَا مِنْهَا قَالَ: ((فَلَا إِذًا)) وَقَالَ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرٍ بِهَذَا. [ابوداود: ٣٦٩٩؛ ترمذي: ١٨٧٠؛ نسائي: ٥٦٧٢]

(٥٥٩٢) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبداللہ ابواحمد زبیری نے، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند برتنوں میں نبیذ بھگونے کی (جن میں شراب بنتی تھی) ممانعت کردی تھی، پھر انصار نے عرض کیا: ہمارے پاس تو دوسرے برتن نہیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تو خیر پھر اجازت ہے۔'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مجھ سے خلیفہ بن خیاط نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے اور ان سے سالم بن ابی الجعد نے جابر سے، پھر یہی حدیث روایت کی تھی۔

تشریح: معلوم ہوا کہ جن برتنوں میں شراب بنتی تھی ان برتنوں کے استعمال سے اور ان میں نبیذ بنانے سے بھی منع فرمایا تاکہ شراب کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهَذَا وَقَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَوْعِيَةِ.

ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے یہی بیان کیا اور اس میں یوں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے چند برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا۔

تشریح: یہ بھی اسی وقت کا ذکر ہے جبکہ شراب حرام کی گئی تھی اور شراب کے برتنوں کے استعمال سے بھی روک دیا گیا تھا۔ بعد میں یہ ممانعت اٹھادی گئی تھی۔

٥٥٩٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي عِيَاضٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ: لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْأَسْقِيَةِ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ. [مسلم: ٥٢١٠؛ ابوداود: ٣٧٠٠،

(٥٥٩٣) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، وہ سلیمان بن ابی مسلم احول سے، وہ مجاہد سے، وہ ابوعیاض عمرو بن اسود سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے مشکوں کے سوا اور برتنوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تو لوگوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہر کسی کو مشک کہاں سے مل سکتی ہے اس وقت آپ ﷺ نے بن لاکھ لگے گھڑے میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔

٣٧٠١؛ نسائي: ٥٦٦٦]

تشریح: لفظی ترجمہ تو یوں ہے آپ نے مشکوں میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا مگر یہ مطلب صحیح نہیں ہوسکتا کیونکہ آگے یہ مذکور ہے کہ ہر شخص کو مشکیں کیسے مل سکتی ہیں؟ اس روایت میں غلطی ہوئی اور صحیح یوں ہے۔ ((نهى عن الانتباذ الا فى الاسقية)) بعض علما نے ان ہی احادیث کی رو سے گھڑوں اور لاکھی برتنوں اور کدو کے تو نبے میں اب بھی نبیذ بھگونا مکروہ رکھا ہے لیکن اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت آپ نے اس وقت کی تھی جب شراب کی حرمت نئی نئی نازل ہوئی تھی کہ کہیں شراب کے برتنوں میں نبیذ بھگوتے بھگوتے لوگ پھر شراب کی طرف مائل نہ ہو جائیں۔ جب شراب کی حرمت دلوں پر جم گئی تو آپ نے یہ قید اٹھادی۔ ہر برتن میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔ (وحیدی)

٥٥٩٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَلِيٍّ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ. حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا.

[مسلم: ٥١٧١؛ نسائي: ٥٢٤٣]

(٥٥٩٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے سلیمان نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے دباء اور مزفت (خاص قسم کے برتن جن میں شراب بنتی تھی) کے استعمال کی بھی ممانعت کردی تھی۔ ہم سے عثمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے یہی حدیث بیان کی۔

٥٥٩٥ـ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قُلْتُ لِلْأَسْوَدِ: هَلْ سَأَلْتَ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا يُكْرَهُ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ؟ فَقَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! عَنْ مَا نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُنْتَبَذَ فِيهِ؟ قَالَتْ: نَهَانَا أَهْلَ الْبَيْتِ أَنْ نَنْتَبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالْمُزَفَّتِ قُلْتُ: أَمَا ذَكَرَتِ الْجَرَّ وَالْحَنْتَمَ قَالَ: إِنَّمَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ أَفَأُحَدِّثُكَ مَا لَمْ أَسْمَعْ؟ [مسلم: ٥١٧٢]

(٥٥٩٥) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے کہ میں نے اسود بن یزید سے پوچھا: کیا تم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا کہ کس برتن میں نبیذ (کھجور کا میٹھا شربت) بنانا مکروہ ہے۔؟ انہوں نے کہا: ہاں، میں نے عرض کیا: ام المؤمنین! کس برتن میں آنحضرت ﷺ نے نبیذ بنانے سے منع فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: خاص گھر والوں کو کدو کی تونبی اور لاکھی برتن میں نبیذ بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ (ابراہیم نخعی نے بیان کیا کہ) میں نے اسود سے پوچھا: انہوں نے گھڑے اور سبز مرتبان کا ذکر نہیں کیا۔ اس نے کہا نے کہا کہ میں تم سے وہی بیان کرتا ہوں جو میں نے سنا کیا وہ بھی بیان کردوں جو میں نے نہ سنا ہو؟

تشریح: بعض علما نے انہی احادیث کی رو سے گھڑوں اور لاکھی برتنوں اور کدو کے تو نبے میں اب بھی نبیذ بھگونا مکروہ رکھا ہے لیکن اکثر علما یہ کہتے ہیں کہ یہ ممانعت آپ نے اس وقت کی تھی جب شراب شروع میں حرام ہوگئی تھی۔ جب ایک مدت بعد شراب کی حرمت دلوں میں جم گئی تو آپ نے یہ قید اٹھا دی اور ہر برتن میں نبیذ بھگونے کی اجازت دے دی۔

٥٥٩٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ

(٥٥٩٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت

قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْجَرِّ الْأَخْضَرِ قُلْتُ أَنَشْرَبُ فِي الْأَبْيَضِ؟ قَالَ: ((لَا)). [نسائي: ٥٦٣٧، ٥٦٣٨]

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سبز گھڑے سے منع فرمایا تھا، میں نے پوچھا: کیا ہم سفید گھڑوں میں پی لیا کریں؟ کہا: ''نہیں۔''

تشریح: اس قسم کے برتن اکثر شراب رکھنے کے لئے مستعمل تھے۔ اس لئے شراب کی بندش کے لئے ان برتنوں سے بھی روک دیا گیا۔ برتنوں کے متعلق بندش ایک وقتی چیز تھی۔

بَابُ نَقِيعِ التَّمْرِ مَا لَمْ يُسْكِرْ

باب: کھجور کا شربت، یعنی نبیذ جب تک نشہ آور نہ ہو پینا جائز ہے

٥٥٩٧۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ دَعَا النَّبِيَّ ﷺ لِعُرْسِهِ فَكَانَتِ امْرَأَتُهُ خَادِمَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَهِيَ الْعَرُوسُ فَقَالَتْ: مَا تَدْرُونَ مَا أَنْقَعْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْقَعْتُ لَهُ تَمَرَاتٍ مِنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ. [راجع: ٥١٧٦]

(۵۵۹۷) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن القاری نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے، انہوں نے سہل بن سعد سے سنا کہ حضرت ابو اسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے اپنے ولیمہ کی دعوت نبی کریم ﷺ کو دی، اس دن ان کی بیوی (ام اسید سلامہ) ہی مہمانوں کی خدمت کر رہی تھیں۔ زوجہ ابو اسید نے کہا: تم جانتے ہو میں نے رسول کریم ﷺ کے لیے کس چیز کا شربت تیار کیا تھا؟ پتھر کے کونڈے میں رات کے وقت کچھ کھجوریں بھگو دی تھیں اور دوسرے دن صبح کو آپ کو پلا دی تھیں۔

بَابُ الْبَاذَقِ

باب: باذق (انگور کے شیرہ کی ہلکی آنچ میں پکائی ہوئی شراب)

وَمَنْ نَهَى عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ مِنَ الْأَشْرِبَةِ. وَرَأَى عُمَرُ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَمُعَاذٌ شُرْبَ الطِّلَاءِ عَلَى الثُّلُثِ وَشَرِبَ الْبَرَاءُ وَأَبُو جُحَيْفَةَ عَلَى النِّصْفِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اشْرَبِ الْعَصِيرَ مَا دَامَ طَرِيًّا وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْتُ مِنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ رِيحَ شَرَابٍ وَأَنَا سَائِلٌ عَنْهُ فَإِنْ كَانَ يُسْكِرُ جَلَدْتُهُ.

اور اس کے بارے میں جس نے کہا: ہر نشہ آور مشروب حرام ہے اور عمر، ابو عبیدہ بن جراح اور معاذ رضی اللہ عنہم کی رائے یہ تھی کہ جب کوئی ایسا شربت (طلا) پک کر ایک مثلث تہائی رہ جائے تو اس کو پینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور براء بن عازب اور ابو جحیفہ رضی اللہ عنہما نے (پک کر) آدھارہ جانے پر بھی پیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: شیرہ جب تک تازہ ہو اسے پی سکتے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عبیداللہ (ان کے لڑکے) کے منہ میں ایک مشروب کی بو کے متعلق سنا ہے، میں اس سے پوچھوں گا، اگر وہ پینے کی چیز

نشہ آور ثابت ہوئی تو میں اس پر حد شرعی جاری کروں گا۔

تشریح: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ شراب آور مشروب ہے۔ آپ نے اس کو پوری حد لگائی۔ اسے امام مالک رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے۔ جب کسی پھل وغیرہ کا شیرہ اتنا پکالیا جائے کہ اس کا ایک تہائی حصہ صرف باقی رہ جائے تو وہ بگڑتا بھی نہیں اور نہ اس میں نشہ پیدا ہوتا ہے۔ روایت میں بھی یہی مراد ہے۔

٥٥٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الْجُوَيْرِيَةِ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ الْبَاذَقِ فَقَالَ: سَبَقَ مُحَمَّدٌ الْبَاذَقَ: ((فَمَا أَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ)) قَالَ: الشَّرَابُ الْحَلَالُ الطَّيِّبُ، قَالَ: لَيْسَ بَعْدَ الْحَلَالِ الطَّيِّبِ إِلَّا الْحَرَامُ الْخَبِيثُ. [نسائي: ٥٦٢٢، ٥٧٠٣]

(٥٥٩٨) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں ابو جویریہ نے، کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے باذق (انگور کا شیرہ ہلکی آنچ دیا ہوا) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم باذق کے وجود سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہو گئے تھے: ''جو چیز بھی نشہ لائے وہ حرام ہے۔'' ابو جویریہ نے کہا: باذق تو حلال وطیب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: انگور حلال طیب تھا جب اس کی شراب بن گئی تو وہ حرام خبیث ہے۔ (نہ کہ حلال وطیب)

تشریح: کسی شاعر نے سچ کہا ہے:

واشربها وازعمها حراما … وارجو عفو ربی ذی امتنان

یعنی میں شراب پیتا ہوں اور اسے حرام بھی جانتا ہوں مگر مجھے اپنے رب کی طرف سے معافی کی امید ہے کہ وہ بہت ہی احسان کرنے والا ہے۔

ویشربها ویزعمها حلالا … وتلك علی المسمی خطیئتان

اور شرابی جو اُسے پیئے اور حلال جانے یہ ایسے گناہگار کے حق میں دگنا گناہ ہے۔

بہر حال حرام چیز حرام ہے اسے حلال جاننا کفر ہے۔ باذق بادہ کا معرب ہے وہ شراب جو انگور کا شیرہ نکال کر پکائی جائے یعنی تھوڑا سا پکائیں کہ وہ رقیق اور صاف رہے۔ اگر اسے اتنا پکائیں کہ آدھا جل جائے تو اسے منصف کہیں گے اور اگر دو تہائی جل جائے تو اسے مثلث کہیں گے۔ اسے طلاء بھی کہتے ہیں کہ وہ گاڑھا ہو کر اس لیپ کی طرح ہو جاتا ہے جو خارش والے اونٹوں پر لگاتے ہیں۔ منصف کا پینا درست ہے اگر اس میں نشہ پیدا ہو جائے تو وہ بالاتفاق حرام ہے۔

٥٥٩٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

(٥٥٩٩) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ (عروہ بن زبیر) نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

[راجع: ٤٩١٢]

تشریح: اس حدیث کی ترجمہ باب سے مطابقت مشکل ہے۔ شاید مطلب یہ ہو کہ انگور کا شیرہ جب اتنا پکایا جائے تو وہ حلوا ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حلوا کو پسند فرماتے تھے۔ (وحیدی) مگر یہ شرط ضروری ہے کہ اس میں مطلق نشہ نہ ہو ورنہ وہ حرام ہوگا۔

بَابُ مَنْ رَأَى أَنْ لَا يَخْلِطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ إِذَا كَانَ مُسْكِرًا وَأَنْ لَا يَجْعَلَ إِدَامَيْنِ فِي إِدَامٍ

باب: اس بیان میں کہ جس نے منع کیا گدری اور پختہ کھجور ملا کر بھگونے سے نشہ کی وجہ سے اور یہ کہ دو سالن ملانا منع ہے

٥٦٠٠۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: إِنِّي لَأَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَأَبَا دُجَانَةَ وَسُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ خَلِيطَ بُسْرٍ وَتَمْرٍ إِذْ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَذَفْتُهَا وَأَنَا سَاقِيهِمْ وَأَصْغَرُهُمْ وَإِنَّا نَعُدُّهَا يَوْمَئِذٍ الْخَمْرَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ سَمِعَ أَنَسًا. [راجع: ٢٤٦٤] [مسلم: ٥١٤٦]

(٥٦٠٠) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوطلحہ، ابودجانہ اور سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہم کو کچی اور پکی کھجور کی ملی ہوئی نبیذ پلا رہا تھا کہ شراب حرام کردی گئی اور میں نے موجودہ شراب پھینک دی۔ میں ہی انہیں پلا رہا تھا میں سب سے کم عمر تھا۔ ہم اس نبیذ کو اس وقت شراب ہی سمجھتے تھے اور عمرو بن حارث راوی نے بیان کیا کہ ہم سے قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔

٥٦٠١۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الزَّبِيبِ وَالتَّمْرِ وَالْبُسْرِ وَالرُّطَبِ. [مسلم: ٥١٤٧؛ نسائي: ٥٥٦٩]

(٥٦٠١) ہم سے ابوعاصم نے بیان کیا، ان سے ابن جریج نے، کہا مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کشمش اور کھجور (کے شیرہ) کو، کچی اور پکی کھجور کو ملا کر بھگونے سے منع فرمایا تھا۔ اس طرح اس میں نشہ جلدی پیدا ہو جاتا ہے۔

٥٦٠٢۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى حِدَةٍ. [مسلم: ٥١٥٤، ٥١٥٥، ٥١٥٦، ٥١٥٧، ٥١٥٨؛ ابوداود: ٣٧٠٤؛ نسائي: ٥٥٦٦، ٥٥٧٦، ٥٥٨٦، ٥٥٨٣؛ ابن ماجه: ٣٣٩٧]

(٥٦٠٢) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن ابی قتادہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی ممانعت کی تھی کہ پختہ اور گدرائی ہوئی کھجور، پختہ کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنایا جائے۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کو جدا جدا بھگونے کا حکم دیا۔

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ

باب: دودھ پینا اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں فرمایا:

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا

''وہ لید اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پیدا کرتا ہے جو پینے والوں کو

خَالِصًا سَآئِغًا لِلشَّارِبِيْنَ﴾. [النحل: ٦٦] خوب رچتا پچتا ہے۔"

تشریح: "قال ابن المنیر أطال التفنن فی ھذہ الترجمة لیرد قول من زعم ان اللبن یسکر کثیرہ فرد ذالك بالنصوص۔" (فتح الباری جلد ١٠/ صفحہ ٨٧) یعنی ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ان لوگوں کے خیال کی تردید کی ہے جو کہتے ہیں کہ دودھ اگر کثرت سے پیا جائے تو نشہ لے آتا ہے۔ (فتح الباری)

"وھذہ الایة صریحة فی إحلال شرب لبن الأنعام بجمیع انواعه لوقوع الامتنان به فیعم جمیع ألبان الأنعام فی حال حیاتھا۔" (فتح جلد ١٠/ صفحہ ٨٨) یعنی یہ آیت صاف دلیل ہے اس امر پر کہ جملہ انعام، حلال جانوروں کا دودھ پینا حلال ہے اور بحالت زندگی تمام انعام چوپائے حلال جانور اس میں داخل ہیں۔

٥٦٠٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَقَدَحِ خَمْرٍ. [راجع: ٣٣٩٤]

(٥٦٠٣) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا: ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شب معراج میں رسول اللہ ﷺ کو دودھ اور شراب کے دو پیالے پیش کیے گئے۔

تشریح: آپ نے دودھ کو اختیار فرمایا یہ آپ کے دین فطرت پر ہونے کی دلیل تھی۔

٥٦٠٤ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، سَمِعَ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ عُمَيْرًا مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ: شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ بِإِنَاءٍ فِيْهِ لَبَنٌ فَشَرِبَ وَكَانَ سُفْيَانُ رُبَّمَا قَالَ: شَكَّ النَّاسُ فِيْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ أُمُّ الْفَضْلِ فَإِذَا وُقِّفَ عَلَيْهِ قَالَ: هُوَ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ. [راجع: ١٦٥٨]

(٥٦٠٤) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، انہوں نے کہا ہم سے سالم ابو نضر نے خبر دی، انہوں نے ام فضل (والدہ عبداللہ بن عباس) کے غلام عمیر سے سنا، وہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شبہ تھا۔ اس لیے میں نے آپ ﷺ کے لیے ایک برتن میں دودھ بھیجا اور آنحضرت ﷺ نے اسے پی لیا۔ حمیدی کہتے ہیں: کبھی سفیان اس حدیث کو یوں بیان کرتے تھے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزہ کے بارے میں لوگوں کو شبہ تھا، اس لیے ام فضل نے آنحضرت ﷺ کے لیے (دودھ) بھیجا۔ کبھی سفیان اس حدیث کو مرسلاً ام فضل سے روایت کرتے تھے، سالم اور عمیر کا نام نہ لیتے۔ جب ان سے پوچھتے کہ یہ حدیث مرسل ہے یا مرفوع متصل تو وہ اس وقت کہتے (مرفوع متصل ہے) ام فضل سے مروی ہے (جو صحابیہ تھیں)۔

٥٦٠٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَأَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ

(٥٦٠٥) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابو صالح (ذکوان) اور ابو سفیان (طلحہ

جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: جَاءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا)).

[طرفه في: ٥٦٠٦] [مسلم: ٥٢٤٥]

بن نافع قرشی) نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ابوحمید ساعدی مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ (کھلا ہوا) لائے تو آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے ایک لکڑی ہی اس پر رکھ لیتے۔''

تشریح: آڑی لکڑی رکھ دینا گویا بسم اللہ کی برکت ہے تو شیطان اس سے دور رہے گا۔ دودھ یا پانی کھلا لانے میں یہ خرابی ہے کہ اس میں خاک پڑتی ہے کپڑے اڑ کر گرتے ہیں۔

٥٦٠٦- حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ يَذْكُرُ أُرَاهُ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ أَبُوْ حُمَيْدٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّقِيْعِ بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَلَا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا)). وَحَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا.

[راجع: ٥٦٠٥] [مسلم: ٥٢٤٤؛ ابوداود: ٣٧٣٤]

(٥٦٠٦) مجھ سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا میں نے ابوصالح سے سنا، جیسا کہ مجھے یاد ہے وہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک انصاری صحابی ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے ایک برتن میں دودھ نبی کریم ﷺ کے لیے لائے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اسے ڈھک کر کیوں نہیں لائے، اس پر لکڑی ہی رکھ دیتے۔'' اور اعمش نے کہا کہ مجھ سے ابوسفیان نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: ادب کا تقاضا ہے کہ دودھ یا پانی کے برتن کو ہمیشہ ڈھانپ کر رکھا جائے کبھی کھلا ہوا نہ چھوڑا جائے اس طرح کرنے سے حفاظت ہوگی۔

٥٦٠٧- حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ مَكَّةَ وَأَبُوْ بَكْرٍ مَعَهُ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مَرَرْنَا بِرَاعٍ وَقَدْ عَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ فَحَلَبْتُ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ فِيْ قَدَحٍ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ وَأَتَانَا سُرَاقَةُ بْنُ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ فَدَعَا عَلَيْهِ فَطَلَبَ إِلَيْهِ سُرَاقَةُ أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْهِ وَأَنْ يَرْجِعَ فَفَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجع: ٢٤٣٩]

(٥٦٠٧) ہم سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو ابونضر نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (راستہ میں) ہم ایک چرواہے کے قریب سے گزرے۔ رسول اللہ ﷺ پیاسے تھے، پھر میں نے ایک پیالے میں (چرواہے سے پوچھ کر) کچھ دودھ دوہا۔ آپ نے وہ دودھ پیا اور اس سے مجھے خوشی حاصل ہوئی اور سراقہ بن جعشم گھوڑے پر سوار ہمارے قریب (تعاقب کرتے ہوئے) پہنچ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے بددعا کی۔ آخر اس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ اس کے حق میں بددعا نہ کریں اور وہ واپس ہو جائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے ایسا

ہی کیا۔

تشریح: سراقہ بن جعشم نبی کریم ﷺ کے تعاقب میں آیا تھا آخر نبی کریم ﷺ کی بددعا سے اسکا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا، گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا تین بار ایسا ہی ہوا آخر اس نے پختہ عہد کیا کہ اب میں واپس لوٹ جاؤں گا بلکہ جو کوئی آپ کی تلاش میں ملے گا اسے بھی واپس لوٹا دوں گا آخر سراقہ مسلمان ہو گیا تھا۔ (رضی اللہ عنہ)

٥٦٠٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِإِنَاءٍ وَتَرُوْحُ بِآخَرَ)).

[راجع: ٢٦٢٩]

(٥٦٠٨) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابو زناد نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہی عمدہ صدقہ ہے خوب دودھ دینے والی اونٹنی جو کچھ دنوں کے لیے کسی کو عطیہ کے طور پر دی گئی ہو اور خوب دودھ دینے والی بکری جو کچھ دنوں کے لیے عطیہ کے طور پر دی گئی ہو جس سے صبح و شام برتن بھر بھر کر دودھ نکالا جائے۔''

٥٦٠٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ وَقَالَ: ((إِنَّ لَهُ دَسَمًا)).

[راجع: ٢١١]

(٥٦٠٩) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا پھر کلی کی اور فرمایا: ''اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔''

٥٦١٠۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رُفِعْتُ إِلَى السِّدْرَةِ فَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ نَهَرَانِ ظَاهِرَانِ وَنَهَرَانِ بَاطِنَانِ فَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ وَأَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهَرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَأُتِيْتُ بِثَلَاثَةِ أَقْدَاحٍ قَدَحٌ فِيْهِ لَبَنٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ عَسَلٌ وَقَدَحٌ فِيْهِ خَمْرٌ فَأَخَذْتُ الَّذِيْ فِيْهِ اللَّبَنُ فَشَرِبْتُ فَقِيْلَ لِيْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَنْتَ وَأُمَّتُكَ)). قَالَ هِشَامٌ وَسَعِيْدٌ وَهَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

(٥٦١٠) اور ابراہیم بن طہمان نے کہا کہ ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا تو وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ دو ظاہری نہریں اور دو باطنی۔ ظاہری نہریں تو نیل اور فرات ہیں اور باطنی نہریں جنت کی دو نہریں ہیں۔ پھر میرے پاس تین پیالے لائے گئے، ایک پیالے میں دودھ تھا، دوسرے میں شہد تھا اور تیسرے میں شراب تھی۔ میں نے وہ پیالہ لیا جس میں دودھ تھا اور پیا۔ اس پر مجھے کہا گیا کہ تم نے اور تمہاری امت نے اصل فطرت کو پالیا۔'' ہشام اور سعید اور ہمام نے قتادہ سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس میں ندیوں کا ذکر تو ایسا ہی ہے لیکن تین پیالوں کا ذکر نہیں ہے۔

فِي الْأَنْهَارِ نَحْوَهُ وَلَمْ يَذْكُرُوا ثَلَاثَةَ أَقْدَاحٍ.

[راجع: ٣٥٧٠]

تشریح: ان روایتوں کوامام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب بدء الخلق میں وصل کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دودھ لایا گیا اور اس کے پینے کے بعد آپ کو عالم ملکوت السماوات کی سیر کرائی گئی۔ سدرۃ المنتہیٰ اسکواس لئے کہتے ہیں کہ فرشتوں کا علم وہاں جا کر ختم ہو جاتا ہے اور وہ آگے جا بھی نہیں سکتے۔

بَابُ اسْتِعْذَابِ الْمَاءِ

باب: میٹھا پانی ڈھونڈنا

٥٦١١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: كَانَ أَبُو طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِينَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَاءٍ فِيهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [آل عمران: ٩٢] قَامَ أَبُو طَلْحَةَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ مَالِي إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلَّهِ أَرْجُو بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللَّهِ فَضَعْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَيْثُ أَرَاكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((بَخٍ ذَلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ـ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ عَبْدُاللَّهِ ـ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ)) فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَسَمَهَا أَبُو طَلْحَةَ فِي أَقَارِبِهِ وَفِي بَنِي عَمِّهِ وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ وَيَحْيَى: ((رَائِحٌ)). [راجع: ١٤٦١]

(۵۶۱۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ نے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ کے تمام انصار میں سے سب سے زیادہ کھجور کے باغات تھے اور ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء کا باغ تھا۔ یہ مسجد نبوی کے سامنے ہی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے جاتے تھے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر جب آیت ''تم ہرگز نیکی نہیں پاؤ گے جب تک وہ مال نہ خرچ کرو جو تمہیں عزیز ہو۔'' نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تم ہرگز نیکی کو نہیں پاؤ گے جب تک وہ مال نہ خرچ کرو جو تمہیں عزیز ہو۔'' اور مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ عزیز بیرحاء کا باغ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں صدقہ ہے، اس کا ثواب اور اجر میں اللہ کے یہاں پانے کی امید رکھتا ہے، اس لیے یارسول اللہ! آپ جہاں اسے مناسب خیال فرمائیں خرچ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خوب! یہ بہت ہی فائدہ بخش مال ہے یا (اس کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے) رائح'' (یاء کے ساتھ فرمایا) راوی حدیث عبداللہ کو اس میں شک تھا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مزید فرمایا) ''جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا۔ میرا خیال ہے کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔'' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ ایسا ہی کروں گا یارسول اللہ! چنانچہ انہوں نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں اسے تقسیم کردیا۔ اور اسماعیل اور یحییٰ بن یحییٰ نے ''رائح'' کا لفظ نقل کیا ہے۔

تشریح: بیرحاء کے میٹھے پانی والے باغ میں پانی پینے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا یہی باب اور حدیث میں مطابقت ہے بیرحی یا

بیرحاء یہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ کا نام تھا۔ (لغات الحدیث: کتاب، ص:۴۲) میٹھا پانی اللہ کی بڑی بھاری نعمت ہے۔ جیسا کہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وارد ہے کہ "اول ما یحاسب به العبد یوم القیمة الم اصح جسمك وارویك من الماء البارد" یعنی قیامت کے روز اللہ پہلے ہی حساب میں فرمائے گا کہ اے بندے! کیا میں نے تجھ کو تندرستی نہیں دی تھی اور کیا میں نے تجھے ٹھنڈے میٹھے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا۔ ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ (۹۳/الضحیٰ:۱۱) کی تعمیل میں یہ نوٹ لکھا گیا والله علیم بذات الصدور۔

الحمدللہ خادم نے اپنے کھیتوں واقع موضع راہپواہ میں دو کنویں تعمیر کرائے ہیں جس میں بہترین میٹھا پانی ہے۔ پہلا کنواں ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کوٹہ راجستان کا تعمیر کردہ ہے جس کا پانی بہت ہی میٹھا ہے۔ جزاه الله خير الجزاء في الدارين (خادم راز عفی عنہ)

بَابُ شُرْبِ اللَّبَنِ بِالْمَاءِ

باب: دودھ میں پانی ملانا (بشرطیکہ دھوکے سے بیچا نہ جائے) جائز ہے

٥٦١٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا وَأَتَى دَارَهُ فَحَلَبْتُ شَاةً فَشِبْتُ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْبِئْرِ فَتَنَاوَلَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ وَعَنْ يَسَارِهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ فَأَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ فَضْلَهُ ثُمَّ قَالَ: ((الْأَيْمَنَ)). [راجع:٢٣٥٢]

(۵۶۱۲) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا اور انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پیتے دیکھا اور آنحضرت ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تھے (بیان کیا کہ) میں نے بکری کا دودھ نکالا اور اس میں کنویں کا تازہ پانی ملا کر (آنحضور ﷺ) کو پیش کیا آپ نے پیالہ لے کر پیا۔ آپ ﷺ کے بائیں طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور دائیں طرف ایک اعرابی تھا آپ ﷺ نے اپنا باقی دودھ اعرابی کو دیا اور فرمایا: ''پہلے دائیں طرف ہاں دائیں طرف والے کا حق ہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ کھانا کھلاتے اور شربت یا دودھ پلاتے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اگرچہ بائیں جانب بڑے بزرگ ہی کیوں نہ ہوں۔

٥٦١٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ هَذِهِ اللَّيْلَةَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا)). قَالَ: وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطِهِ قَالَ: فَقَالَ الرَّجُلُ:

(۵۶۱۳) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعامر نے، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) بھی تھے ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے یہاں اسی رات کا باسی پانی کسی مشکیزے میں رکھا ہوا ہو (تو ہمیں پلاؤ) ورنہ ہم منہ لگا کے پانی پی لیں گے۔'' جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ صاحب (جن کے یہاں آپ ﷺ تشریف لے گئے تھے) اپنے باغ میں پانی دے

يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! عِنْدِيْ مَاءٌ بَائِتٌ فَانْطَلِقْ إِلَى الْعَرِيْشِ قَالَ: فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ قَالَ: فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. [طرفه في: ٥٦٢١] [ابوداود: ٣٧٢٤، ابن ماجه: ٣٤٣٢]

رہے تھے۔ بیان کیا کہ ان صاحب نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس رات کا باسی پانی موجود ہے، آپ چھپر میں تشریف لے چلیں۔ بیان کیا کہ پھر وہ ان دونوں حضرات کو ساتھ لے کر گئے، پھر انہوں نے ایک پیالے میں پانی لیا اور اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا اس میں دودھ نکالا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے اسے پیا، اس کے بعد آپ کے رفیق ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیا۔

بَابُ شَرَابِ الْحَلْوَاءِ وَالْعَسَلِ

باب: کسی میٹھی چیز کا شربت اور شہد کا شربت پینا جائز ہے

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: لَا يَحِلُّ شُرْبُ بَوْلِ النَّاسِ لِشِدَّةٍ تَنْزِلُ لِأَنَّهُ رِجْسٌ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ﴾. [المائدة: ٥] وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِي السَّكَرِ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَائَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.

اور زہری نے کہا: اگر پیاس کی شدت ہو اور پانی نہ ملے تو بھی انسان کا پیشاب پینا جائز نہیں کیونکہ وہ نجاست ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں۔“ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نشہ لانے والی چیزوں کے بارے میں کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حرام چیزوں میں شفا نہیں رکھی ہے۔

تشریح: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص ہیں۔ اسلام لانے والوں میں چھٹا نمبر ان کا ہے۔ بعمر کچھ اوپر ساٹھ سال سنہ ۳۲ھ مدینہ میں وفات پائی اور بقیع غرقد میں دفن ہوئے۔

٥٦١٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ. [راجع: ٤٩١٢]

(۵۶۱۴) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا: مجھے ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ شیرینی اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

تشریح: "وفيه جواز اكل لذيذ الاطعمة والطيبات من الرزق وان ذالك لا يتافى الزهد والمراقبة لا سيما ان حصل اتفاقا۔" (فتح الباری جلد ۱۰، صفحہ ۹۹) یعنی اس حدیث میں جواز ہے لذیذ اور طیبات رزق کھانے کے لئے اور یہ زہد اور تقویٰ کے خلاف نہیں ہے خاص کر جب کہ اتفاقی طور پر حاصل ہو جائے۔

بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا

باب: کھڑے کھڑے پانی پینا

٥٦١٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنِ النَّزَّالِ قَالَ: أَتَى عَلِيٌّ عَلَى بَابِ الرَّحَبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا

(۵۶۱۵) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن میسرہ نے، ان سے نزال نے بیان کیا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مسجد کوفہ کے صحن میں حاضر ہوئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فَقَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ أَحَدُهُمْ أَنْ يَشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَعَلَ كَمَا رَأَيْتُمُونِي فَعَلْتُ. [طرفه في: ٥٦١٦] [مسلم: ١٣٠؛ ابو داود: ٣٧١٨]

کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اس وقت (کھڑے ہو کر پانی پیتے دیکھا ہے)۔

٥٦١٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ ابْنَ سَبْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الْكُوفَةِ حَتَّى حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ. وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ. ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قَائِمًا وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ. [راجع: ٥٦١٥]

(٥٦١٦) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا، انہوں نے نزال بن سبرہ سے سنا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھ گئے۔ اس عرصہ میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا، پھر ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے پانی پیا اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، ان کے سر اور پاؤں (کے دھونے کا بھی) ذکر کیا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہو کر وضو کا بچا ہوا پانی پیا، اس کے بعد کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پانی پینے کو برا سمجھتے ہیں، حالانکہ نبی کریم ﷺ نے یونہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا۔ (وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا)

تشریح: جمہور علما کے نزدیک اس میں کوئی قباحت نہیں ہے جیسے کھڑے کھڑے پیشاب کرنے میں جبکہ کوئی عذر بیٹھنے سے مانع ہو۔ بروایت مسلم نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پانی پینے پر جھڑکا۔ جمہور کہتے ہیں یہ نہی تنزیہی ہے اور بیٹھ کر پانی پینا بہتر ہے۔ جو لوگ کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ جانتے ہیں وہ بھی اس کے قائل ہیں کہ وضو سے بچا ہوا پانی اور اسی طرح زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔ "وفي حديث علي من الفوائد ان على العالم اذا راى الناس اجتنبوا شيئا وهو يعلم جوازه ان يوضح لهم وجه الصواب فيه خشية ان يطول الا مر فيظن تحريمه...... الخ۔" (فتح الباري جلد ١٠/ صفحه ١٥٤) یعنی حدیث علی رضی اللہ عنہ سے یہ فائدہ ظاہر ہوا کہ کوئی عالم جب دیکھے کہ لوگ ایک جائز چیز کے کھانے سے پرہیز کرتے ہیں تو ان کے ظن فاسد کے مٹانے کو اس چیز کے کھانے کے جواز کو واضح کر دے ورنہ ایک دن عوام اسے بالکل ہی حرام سمجھنے لگ جائیں گے۔

٥٦١٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ قَائِمًا مِنْ زَمْزَمَ. [راجع: ١٦٣٧]

(٥٦١٧) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عاصم احول نے، ان سے شعبی نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

تشریح: آداب زمزم سے ہے کہ کعبہ رخ کھڑے ہو کر اسے پیا جائے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ دعا پڑھی جائے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ)) (مستدرك حاكم)

بَابُ مَنْ شَرِبَ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيرِهِ

باب: جس نے اونٹ پر بیٹھ کر (پانی یا دودھ) پیا

٥٦١٨ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا أَرْسَلَتْ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِقَدَحِ لَبَنٍ وَهُوَ وَاقِفٌ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَشَرِبَهُ. زَادَ مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَلَى بَعِيرِهِ. [راجع: ١٦٥٨]

(۵۶۱۸) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو نضر نے خبر دی، انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عمیر نے اور انہیں ام فضل بنت حارث نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے دودھ کا ایک پیالہ بھیجا میدان عرفات میں۔ وہ عرفہ کے دن کی شام کا وقت تھا اور آنحضرت ﷺ (اپنی سواری پر سوار تھے) آپ نے اپنے ہاتھ میں وہ پیالہ لیا اور اسے پی لیا۔ مالک نے ابو نضر سے اپنے اونٹ پر کے الفاظ زیادہ کیے۔

تشریح: بعض نے امام بخاری رحمہ اللہ پر یہاں یہ اعتراض کیا ہے کہ اونٹ پر تو آدمی بیٹھا ہوتا ہے نہ کہ کھڑا، پھر اس باب کے لانے سے یہ کہاں نکلا کہ پانی کھڑے کھڑے پینا درست ہے مگر یہ اعتراض لغو ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب کے لانے سے یہ ہے کہ اونٹ پر سوار رہ کر کھانا پینا درست ہے اور یہ ایک الگ مطلب ہے اور یہ باب اس لئے لائے کہ اونٹ پر سوار ہونا کھڑے رہنے سے بھی زیادہ ہے کہ شاید کوئی خیال کرے کہ سوار رہ کر بھی کھانا پینا مکروہ ہوگا۔

بَابٌ: اَلْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ فِي الشُّرْبِ

باب: پینے میں تقسیم کا دور داہنی طرف پس داہنی طرف سے شروع ہو

٥٦١٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أُتِيَ بِلَبَنٍ قَدْ شِيبَ بِمَاءٍ وَعَنْ يَمِينِهِ أَعْرَابِيٌّ وَعَنْ شِمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ فَشَرِبَ ثُمَّ أَعْطَى الْأَعْرَابِيَّ. وَقَالَ: ((الْأَيْمَنَ فَالْأَيْمَنَ)). [راجع:٢٣٥٢] [مسلم: ٥٢٨٩؛ ابوداود: ٣٧٢٦؛ ترمذي: ١٨٩٣؛ ابن ماجه: ٣٤٢٥]

(۵۶۱۹) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پانی ملا ہوا دودھ پیش کیا گیا، آپ ﷺ کے داہنی طرف ایک دیہاتی تھا اور بائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ آنحضرت ﷺ نے پی کر باقی دیہاتی کو دیا اور فرمایا: ''دائیں طرف سے پس دائیں طرف سے۔''

بَابٌ: هَلْ يَسْتَأْذِنُ الرَّجُلُ مَنْ عَنْ يَمِينِهِ فِي الشُّرْبِ لِيُعْطِيَ الْأَكْبَرَ؟

باب: اگر آدمی داہنی طرف والے سے اجازت لے کر پہلے بائیں طرف والے کو دے جو عمر میں بڑا ہو

٥٦٢٠ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أُتِيَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَمِينِهِ غُلَامٌ وَعَنْ يَسَارِهِ الْأَشْيَاخُ فَقَالَ لِلْغُلَامِ: ((أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُعْطِيَ هَؤُلَاءِ؟)) فَقَالَ الْغُلَامُ: وَاللَّهِ! يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَا أُوثِرُ بِنَصِيبِي مِنْكَ أَحَدًا قَالَ: فَتَلَّهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي يَدِهِ. [راجع: ٢٣٥١]

(۵۶۲۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوحازم بن دینار نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شربت لایا گیا آنحضرت ﷺ نے اس میں سے پیا، آپ ﷺ کے دائیں طرف ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف بوڑھے لوگ (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے بیٹھے ہوئے) تھے۔ آنحضرت ﷺ نے بچے سے کہا: ''کیا تم مجھے اجازت دو گے کہ میں ان (شیوخ) کو پہلے دے دوں؟'' لڑکے نے کہا: اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے جھوٹے میں سے ملنے والے اپنے حصہ کے معاملہ میں میں کسی پر ایثار نہیں کروں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے لڑکے کے ہاتھ میں پیالہ دے دیا۔

تشریح: لفظ ((تله)) بتلاتا ہے کہ آپ نے وہ پیالہ بادل ناخواستہ اس لڑکے کے ہاتھ پر رکھ دیا، آپ کی خواہش تھی کہ وہ اپنے بڑوں کے لئے ایثار کرے مگر اس نے ایسا نہیں کیا تو نبی کریم ﷺ نے پیالہ اس کے حوالے کر دیا۔

بَابُ الْكَرْعِ فِي الْحَوْضِ

باب: حوض سے منہ لگا کر پانی پینا جائز ہے

٥٦٢١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَمَعَهُ صَاحِبٌ لَهُ فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَصَاحِبُهُ فَرَدَّ الرَّجُلُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَهِيَ سَاعَةٌ حَارَّةٌ وَهُوَ يُحَوِّلُ فِي حَائِطٍ لَهُ يَعْنِي الْمَاءَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ وَإِلَّا كَرَعْنَا)). وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَاءَ فِي حَائِطٍ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ عِنْدِي مَاءٌ بَاتَ فِي شَنَّةٍ فَانْطَلَقَ إِلَى الْعَرِيشِ فَسَكَبَ فِي قَدَحٍ مَاءً ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَهُ فَشَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ

(۵۶۲۱) ہم سے یحییٰ بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے سعید بن حارث نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلۂ انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق بھی تھے۔ آنحضرت ﷺ اور آپ کے رفیق نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر نثار ہوں یہ بڑی گرمی کا وقت ہے وہ اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہارے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا پانی ہے (تو وہ پلا دو) ورنہ ہم منہ لگا کر پی لیں گے۔'' (یہیں سے ترجمہ باب نکلتا ہے) وہ صاحب اس وقت بھی باغ میں پانی دے رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے پاس مشک میں رات کا رکھا ہوا باسی پانی ہے، پھر وہ چھپر میں گئے اور ایک پیالے میں باسی پانی لیا، پھر اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا دودھ اس میں نکالا۔ آنحضرت ﷺ نے اسے پیا،

أَعَادَ فَشَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَاءَ مَعَهُ. [راجع: ٥٦١٣]

پھر وہ دوبارہ لائے اور اس مرتبہ آنحضرت ﷺ کے رفیق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیا۔

تشریح: حدیث میں حوض کا ذکر نہیں ہے مگر دستور یہ ہے کہ باغ میں جب پانی کنویں سے نکالا جائے تو ایک حوض میں جمع ہو کر آگے درختوں میں جاتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوگا کیونکہ وہ باغ والا اپنے درختوں کو پانی دے رہا تھا۔

بَابُ خِدْمَةِ الصِّغَارِ الْكِبَارَ

باب: بچوں کا بڑوں پر بوڑھوں کی خدمت کرنا ضروری ہے

٥٦٢٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عَلَى الْحَيِّ أَسْقِيْهِمْ. عُمُوْمَتِي وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ. الْفَضِيْخَ فَقِيْلَ: حُرِّمَتِ الْخَمْرُ فَقَالَ: اكْفِئْهَا فَكَفَأْنَاهَا قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَا شَرَابُهُمْ؟ قَالَ: رُطَبٌ وَبُسْرٌ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَنَسٍ وَكَانَتْ خَمْرَهُمْ فَلَمْ يُنْكِرْ أَنَسٌ. وَحَدَّثَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُوْلُ: كَانَتْ خَمْرَهُمْ يَوْمَئِذٍ. [راجع: ٢٤٦٤]

(۵۶۲۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے، ان سے ان کے والد نے، کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں کھڑا ہوا اپنے قبیلہ میں اپنے چچاؤں کو کھجور کی شراب پلا رہا تھا۔ میں ان میں سے سب سے چھوٹا تھا، اتنے میں کسی نے کہا کہ شراب حرام کر دی گئی ہے (ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے) کہا: شراب پھینک دو۔ چنانچہ ہم نے پھینک دی۔ سلیمان نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت لوگ کس چیز کی شراب پیتے تھے؟ کہا کہ پکی اور کچی کھجور کی۔ ابوبکر بن انس نے کہا: یہی ان کی شراب ہوتی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ بکر بن عبداللہ مزنی یا قتادہ نے کہا اور مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ان کی ان دنوں یہی (فضیخ) شراب تھی۔

تشریح: جو کچی اور پکی کھجوروں سے بنائی جاتی تھی۔ چھوٹوں کا فرض ہے کہ ہر ممکن خدمت میں کوتاہی نہ کریں، بڑوں بوڑھوں کی خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کریں، یہ عین سعادت مندی ہوگی۔ ہر کہ خدمت می کند مخدوم شد۔

بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ

باب: رات کو برتن کا ڈھکنا ضروری ہے

٥٦٢٣ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ: أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيَاطِيْنَ تَنْتَشِرُ حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ فَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَاذْكُرُوا

(۵۶۲۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے عطاء نے خبر دی، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی جب ابتدا ہو یا (آپ ﷺ نے فرمایا) جب شام ہو تو اپنے بچوں کو روک لو (اور گھر سے باہر نہ نکلنے دو) کیونکہ اس وقت شیطان پھیل جاتے ہیں، پھر جب رات کی ایک گھڑی گزر جائے تو انہیں چھوڑ دو اور دروازے بند کر لو اور اس وقت اللہ کا نام لو کیونکہ شیطان بند

اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا مُغْلَقًا وَأَوْكُوا قِرَبَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوا آنِيَتَكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرِضُوا عَلَيْهَا شَيْئًا وَأَطْفِئُوا مَصَابِيحَكُمْ)). [راجع: ٣٢٨٠]

دروازے کو نہیں کھولتا اور اللہ کا نام لے کر اپنے مشکیزوں کا منہ باندھ دو۔ اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھک دو، خواہ کسی چیز کو چوڑائی میں رکھ کر ہی ڈھک سکو اور اپنے چراغ (سونے سے پہلے) بجھا دیا کرو۔"

تشریح: سوتے وقت چراغ بجھا دینے کا فائدہ دوسری روایت میں مذکور ہے کہ چوہا بتی منہ میں دبا کر کھینچ لے جاتا ہے اکثر گھروں میں آگ لگ جاتی ہے لہٰذا ہر حال میں ضروری ہے کہ سوتے وقت چراغ بجھا دیئے جائیں روشنی گل کر دی جائے۔

٥٦٢٤۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ إِذَا رَقَدْتُمْ وَأَغْلِقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ ـ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ـ وَلَوْ بِعُودٍ تَعْرُضُهُ عَلَيْهِ)). [راجع: ٣٢٨٠]

(۵۶۲۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم جب سونے لگو تو چراغ بجھا دو، دروازے بند کر دو، مشکوں کے منہ باندھ دو اور کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ دو۔" حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی کہا: "خواہ لکڑی ہی کے ذریعہ سے ڈھک سکو جو اس کی چوڑائی میں بسم اللہ کہہ کر رکھ دی جائے۔"

تشریح: لفظ ((خمروا)) ڈھانکنے کے معنی میں ہے کہ کھانے پینے کے برتنوں کا ڈھانکنا کسی قدر ضروری ہے۔ دروازے کو بند کرنے کی تاکید بھی ہے۔

بَابُ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ

باب: مشک میں منہ لگا کر پانی پینا درست نہیں ہے

تشریح: اس باب کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ غرض ہے کہ اگر کوئی مشک کا منہ نہ موڑے بلکہ یوں ہی اس کا منہ کھول کر پانی پینے لگے تو بھی منع ہے اور پچھلے باب میں اس کی صراحت نہ تھی بلکہ اس میں مشک کا منہ موڑ کر پانی پینے کا ذکر تھا۔

٥٦٢٥۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ يَعْنِي أَنْ تُكْسَرَ أَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا. [طرفه في: ٥٦٢٦] [مسلم: ٥٢٧١، ٥٢٧٢؛ ابوداود: ٣٧٢٠؛ ترمذي: ١٨٩٠؛ ابن ماجه: ٣٤١٨]

(۵۶۲۵) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشکوں میں "اختناث" سے منع فرمایا۔ یعنی مشک کا منہ کھول کر اس میں منہ لگا کر پانی پینے سے روکا۔ عبداللہ نے بیان کیا یا ان کے علاوہ کسی نے کہ "اختناث" مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کو کہتے ہیں۔

٥٦٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(۵۶۲۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک

عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ اخْتِنَاثِ الْأَسْقِيَةِ. قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَالَ مَعْمَرٌ أَوْ غَيْرُهُ: هُوَ الشُّرْبُ مِنْ أَفْوَاهِهَا. [راجع:٥٦٢٥]

نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا، انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے مشکوں میں ''اختناث'' سے منع فرمایا، یعنی مشک کا منہ کھول کر اس میں منہ لگا کر پانی پینے سے روکا، عبداللہ نے بیان کیا یا ان کے علاوہ کسی نے کہ ''اختناث'' مشک سے منہ لگا کر پانی پینے کو کہتے ہیں۔

تشریح: "وقد جزم الخطابی ان تفسیر الاختناث من کلام الزهری۔" یعنی بقول خطابی لفظ اختناث کی تفسیر زہری کا کلام ہے۔ مسند ابو بکر بن ابی شیبہ میں ہے کہ ایک شخص نے مشک سے منہ لگا کر پانی پیا اس کے پیٹ میں مشک سے ایک چھوٹا سانپ داخل ہوگیا، اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس عمل سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ جن روایتوں سے جواز ثابت ہوتا ہے ان کو اس واقعہ نے منسوخ قرار دے دیا ہے۔ (فتح الباری)

یہ تشریح گزشتہ حدیث سے متعلق ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

باب: مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا

٥٦٢٧- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، قَالَ لَنَا عِكْرِمَةُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشْيَاءَ قِصَارٍ حَدَّثَنَا بِهَا أَبُو هُرَيْرَةَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ أَوِ السِّقَاءِ وَأَنْ يَمْنَعَ جَارَهُ أَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِي دَارِهِ. [راجع: ٢٤٦٣] [ابن ماجه: ٣٤٢٠]

(٥٦٢٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا کہ ہم سے عکرمہ نے کہا، تمہیں میں چند چھوٹی چھوٹی باتیں نہ بتادوں جنہیں ہم سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے کی ممانعت کی تھی اور (اس سے بھی آپ نے منع فرمایا تھا کہ) کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔

تشریح: ہمارے زمانے میں مسلمانوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ایسی ایسی چھوٹی باتوں پر بھی لڑ جھگڑ کر عدالت تک نوبت لے جاتے اور دنیا و دین برباد کرتے ہیں۔

٥٦٢٨- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُشْرَبَ مِنْ فِي السِّقَاءِ. [راجع: ٢٤٦٣، ٥٦٢٧]

(٥٦٢٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم کو ایوب نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے کی ممانعت فرمادی تھی۔

٥٦٢٩- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فِي السِّقَاءِ. [ابن ماجه: ٣٤٢١، ٣٤٢٨]

(٥٦٢٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشک کے منہ سے پانی پینے کو منع فرمایا تھا۔

تشریح: مشک کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینا خطرناک کام ہے ممکن ہے کہ مشک سے اتنا پانی بلا قصد پیٹ میں چلا جائے کہ جان کے لالے پڑ جائیں لہٰذا چرا کارے کند عاقل که بعد آید پشیمانی ۔ صراحی کا بھی یہی حکم ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّنَفُّسِ فِي الْإِنَاءِ

باب: برتن میں سانس نہیں لینا چاہیے

٥٦٣٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ)). [راجع: ١٥٣]

(۵۶۳۰) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عبداللہ بن ابی قتادہ نے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیے تو (پینے کے) برتن میں (پانی پیتے ہوئے) سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ کو ذکر پر نہ پھیرے اور جب استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ کرے۔“

تشریح: ان خدمات کے لئے اللہ نے بایاں ہاتھ بنایا ہے اور سیدھا ہاتھ کھانے پینے اور جملہ ضروری کاموں کے لئے ہے، اس لئے ہر ہاتھ سے اس کی حیثیت کا کام لینا چاہیے برتن میں سانس لینا طب کی رو سے بھی ناجائز ہے۔ اس طرح معدہ کے بخارات اس میں داخل ہو سکتے ہیں۔ (فتح الباری)

بَابُ الشُّرْبِ بِنَفَسَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ

باب: پانی دو یا تین سانس میں پینا چاہیے

٥٦٣١ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ وَأَبُو نُعَيْمٍ قَالَا: حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ. قَالَ: أَخْبَرَنِي ثُمَامَةُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ يَتَنَفَّسُ فِي الْإِنَاءِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَنَفَّسُ ثَلَاثًا. [مسلم: ٥٢٨٦؛ ترمذي: ١٨٨٤م؛ ابن ماجه: ٣٤١٦]

(۵۶۳۱) ہم سے ابوعاصم اور ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عزرہ بن ثابت نے بیان کیا، کہا مجھے ثمامہ بن عبداللہ نے خبر دی، بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ دو یا تین سانسوں میں پانی پیتے تھے اور کہا: رسول کریم ﷺ تین سانسوں میں پانی پیتے تھے۔

تشریح: طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب آپ کے پاس پانی کا پیالہ آتا تو پہلے آپ بسم اللہ پڑھ کر پینا شروع فرماتے، درمیان میں تین سانس لیتے آخر میں الحمدللہ پڑھتے اور فرمایا کہ پینے کے ابتدا میں بسم اللہ پڑھو آخر میں الحمدللہ کہو۔ (فتح الباری)

بَابُ الشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ

باب: سونے کے برتن میں کھانا اور پینا حرام ہے

٥٦٣٢ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ فَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا عَنِ

(۵۶۳۲) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے اور ان سے ابن ابی لیلیٰ نے، انہوں نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا تو ایک دیہاتی نے ان کو چاندی کے برتن میں پانی لا کر دیا، انہوں نے برتن کو اس پر پھینک مارا اور کہا: میں نے برتن صرف اس وجہ سے پھینکا ہے کہ اس شخص کو میں اس سے

الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالشُّرْبِ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَقَالَ: ((هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهُنَّ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). [راجع:٥٤٢٦]

منع کر چکا تھا لیکن یہ باز نہ آیا اور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ریشم و دیباج کے پہننے سے اور سونے، چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع کیا تھا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا: ''یہ چیزیں ان کفار کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہیں آخرت میں ملیں گی۔''

تشریح: چاندی سونے کے برتنوں میں مسلمانوں کو کھانا پینا قطعاً حرام ہے مگر اکثر ہوا پر دوڑنے لگے جو ایسے محرمات کا فخریہ استعمال کرتے ہیں اور اللہ سے نہیں ڈرتے کہ ایسے کاموں کا انجام برا ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد آخرت میں یہ دولت دوزخ کا انگارا بن کر سامنے آئے گی۔ لہٰذا فی الفور ایسے سرمایہ داروں کو ایسی حرکتوں سے باز رہنا ضروری ہے۔ روایت میں شہر مدائن کا ذکر ہے جو دجلہ کے کنارے بغداد سے سات فرسخ کی دوری پر آباد تھا۔ ایران کے بادشاہوں کی راجدھانی کا شہر تھا اور اس جگہ ایوان کسریٰ کی مشہور عمارت تھی اسے خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ لفظ ((دهقان)) دال کے کسرہ اور ضمہ دونوں طرح سے ہے۔ ایران میں یہ لفظ سردار قریہ کے لئے مستعمل ہوتا تھا بعد میں بطور محاورہ دیہاتیوں پر بولا جانے لگا۔

بَابُ آنِيَةِ الْفِضَّةِ

باب: چاندی کے برتن میں پینا حرام ہے

٥٦٣٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ حُذَيْفَةَ وَذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ: قَالَ: ((لَا تَشْرَبُوْا فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا تَلْبَسُوا الْحَرِيْرَ وَالدِّيْبَاجَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). [راجع: ٥٤٢٦]

(۵۶۳۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے بیان کیا، ان سے مجاہد نے اور ان سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا: ''سونے اور چاندی کے پیالے میں نہ پیا کرو اور نہ ریشم و دیباج پہنا کرو کیونکہ یہ چیزیں ان کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں ہیں۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ دنیا میں کفار سونے اور چاندی کے برتنوں کو بڑے فخر اور تکبر کے انداز میں مالداروں کے سامنے اس میں کھانے پینے کی چیزیں پیش کرتے ہیں اس لئے مسلمانوں کو بچنے کا حکم دیا گیا۔

٥٦٣٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ: ((الَّذِيْ يَشْرَبُ فِيْ إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِيْ بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ)). [مسلم: ٥٣٨٥، ٥٣٨٦، ٥٣٨٧؛

(۵۶۳۴) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے مالک بن انس نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے زید بن عبداللہ بن عمر نے، ان سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ شخص اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکا رہا ہے۔''

ابن ماجه: ٣٤١٣]

تشریح: لفظ ((یجرجر)) کا مصدر جرجرۃ ہے جو اونٹ کی آواز پر بولا جاتا ہے۔ جب اونٹ صیحان میں چلاتا ہے پس معلوم ہوا کہ چاندی کے برتن میں پانی پینے والے کے پیٹ میں دوزخ کی آگ اونٹ جیسی آواز پیدا کرے گی۔ اللھم اعذنا منها۔ آمین

٥٦٣٥۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ وَعَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ أَوْ قَالَ: آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَعَنِ الْمَيَاثِرِ وَالْقَسِّيِّ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ. [راجع: ١٢٣٩]

(٥٦٣٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے اشعث بن سلیم نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا تھا اور سات چیزوں سے ہمیں منع فرمایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں بیمار کی عیادت کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کے جواب میں "یرحمك الله" کہنے، دعوت کرنے والے کی دعوت کو قبول کرنے، سلام پھیلانے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھانے کے بعد کفارہ ادا کرنے کا حکم فرمایا تھا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں سونے کی انگوٹھیوں سے، چاندی میں پینے یا (فرمایا) چاندی کے برتن میں پینے سے، میثر (زین یا کجاوہ کے اوپر ریشم کا گدا) کے استعمال کرنے سے اور قسی (اطراف مصر میں تیار کیا جانے والا ایک کپڑا جس میں ریشم کے دھاگے بھی استعمال ہوتے تھے) کے استعمال کرنے سے اور ریشم و دیباج اور استبرق پہننے سے منع فرمایا تھا۔

بَابُ الشُّرْبِ فِي الْأَقْدَاحِ

باب: کٹوروں میں پینا درست ہے

٥٦٣٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى أُمِّ الْفَضْلِ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ أَنَّهُمْ شَكُّوْا فِيْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ فَبَعَثْتُ إِلَيْهِ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَهُ. [راجع: ١٦٥٨]

(٥٦٣٦) مجھ سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے سالم ابی النضر نے، ان سے ام فضل کے غلام عمیر نے اور ان سے حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا نے کہ لوگوں نے عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے روزے کے متعلق شبہ کیا تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک کٹورا پیش کیا گیا اور آپ نے اسے نوش فرمایا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ سونے چاندی کے علاوہ کٹوروں اور پیالوں میں پانی وشربت پینا درست ہے۔

بَابُ الشُّرْبِ مِنْ قَدَحِ النَّبِيِّ ﷺ وَآنِيَتِهِ

باب: نبی کریم ﷺ کے پیالے اور آپ کے برتن میں پینا

وَقَالَ أَبُو بُرْدَةَ: قَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: أَلَا أَسْقِيكَ فِي قَدَحٍ شَرِبَ النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں میں تمہیں اس پیالے میں پلاؤں گا جس میں نبی کریم ﷺ نے پیا تھا۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: "اي تبركابه قال ابن المنير كأنه اراد بهذه الترجمة دفع توهم من يقع في خياله ان الشرب في قدح النبي ﷺ بعد وفاته تصرف في ملك الغير بغير اذن، فبين أن السلف كانوا يفعلون ذالك لأن النبي ﷺ لا يورث وما تركه فهو صدقة والذي يظهر ان الصدقة المذكورة من جنس الأوقاف المطلقة، ينتفع بها من يحتاج اليها وتقر تحت يد من يؤتمن عليها...... الخ۔" (فتح الباري جلد ١٠/ صفحه١٢٢)

باب سے مراد یہ ہے کہ تبرک کے لئے نبی کریم ﷺ کے پیالے میں پانی پینا۔ ابن منیر نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب منعقد کر کے اس وہم کو دفع فرمایا ہے جو بعض لوگوں کے خیال میں واقع ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے پیالے میں آپ کی وفات کے بعد پانی پینا جب کہ آپ کی اجازت بھی حاصل نہیں ہے، یہ غیر کے مال میں تصرف کرنا ہے لہٰذا ناجائز ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس وہم کا دفعیہ فرمایا ہے اور بیان کیا ہے کہ سلف صالحین آپ کے پیالے میں پانی پیا کرتے تھے اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا ترکہ کسی کی ملکیت میں نہیں ہے بلکہ وہ سب صدقہ ہے اور ظاہر بات یہ ہے کہ صدقہ مذکورہ سابقہ اوقاف کی قسم سے ہے اس سے ہر ضرورت مند فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ ایک دیندار شخص کی حفاظت میں بطور امانت قائم رہے گا جیسا کہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے پاس ایسے پیالے محفوظ تھے اور آپ کا جبہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کی تحویل میں تھا۔ یہ جملہ تاریخی یادگار ہیں جن کو دیکھنے اور استعمال کر لینے سے نبی کریم ﷺ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور خوشی بھی حاصل ہوتی ہے برکت سے یہی مراد ہے ورنہ اصل برکت تو صرف اللہ پاک ہی کے ہاتھ میں ہے: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (٦٧/الملك:١)

٥٦٣٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ امْرَأَةٌ مِنَ الْعَرَبِ فَأَمَرَ أَبَا أُسَيْدٍ السَّاعِدِيَّ أَنْ يُرْسِلَ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَقَدِمَتْ فَنَزَلَتْ فِي أُجُمِ بَنِي سَاعِدَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى جَاءَهَا فَدَخَلَ عَلَيْهَا فَإِذَا امْرَأَةٌ مُنَكِّسَةٌ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَلَّمَهَا النَّبِيُّ ﷺ قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ: ((قَدْ أَعَذْتُكِ مِنِّي)) قَالُوا لَهَا: أَتَدْرِينَ مَنْ هَذَا؟ قَالَتْ: لَا قَالُوا: هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ لِيَخْطُبَكِ قَالَتْ: كُنْتُ أَنَا أَشْقَى مِنْ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ حَتَّى جَلَسَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ هُوَ وَأَصْحَابُهُ ثُمَّ قَالَ: ((اسْقِنَا يَا سَهْلُ!))

(٥٦٣٧) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے ایک عرب عورت کا ذکر کیا گیا، پھر آپ نے حضرت ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ کو ان کے پاس انہیں لانے کے لیے کسی کو بھیجنے کا حکم دیا، چنانچہ انہوں نے بھیجا اور وہ آئیں اور بنی ساعدہ کے قلعہ میں اتریں اور آنحضرت ﷺ بھی تشریف لائے اور ان کے پاس گئے۔ آپ نے دیکھا کہ ایک عورت سر جھکائے بیٹھی ہے۔ نبی ﷺ نے جب ان سے گفتگو کی تو وہ کہنے لگیں: میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: "میں نے تجھے پناہ دی۔" لوگوں نے بعد میں ان سے پوچھا: تمہیں معلوم بھی ہے یہ کون تھے؟ اس عورت نے جواب دیا کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ تھے تم سے نکاح کے لیے تشریف لائے تھے۔ اس پر وہ بولیں: پھر تو میں بڑی بدبخت ہوں (کہ آنحضور ﷺ کو ناراض کر کے واپس کر دیا) اسی دن حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور سقیفہ بنی ساعدہ میں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بیٹھے۔ پھر

فَأَخْرَجْتُ لَهُمْ هَذَا الْقَدَحَ فَأَسْقَيْتُهُمْ فِيهِ فَأَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذَلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا مِنْهُ قَالَ: ثُمَّ اسْتَوْهَبَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ بَعْدَ ذَلِكَ فَوَهَبَهُ لَهُ. [راجع: ٥٢٥٦]

فرمایا: ''سہل! پانی پلاؤ۔'' میں نے ان کے لیے یہ پیالہ نکالا اور انہیں اس میں پانی پلایا۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ ہمارے لیے بھی وہی پیالہ نکال کر لائے اور ہم نے بھی اس میں پانی پیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر بعد میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے یہ مانگ لیا تھا اور انہوں نے یہ ان کو ہبہ کر دیا تھا۔

تشریح: خود روایت سے ظاہر ہے کہ اس عورت نے لاعلمی میں یہ لفظ کہے جن کو سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔ بعد میں جب اسے علم ہوا تو اس نے اپنی بدبختی پر اظہار افسوس کیا۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ جس سے آپ پیا کرتے تھے محفوظ تھا جملہ ((فاخرج لنا سهل)) میں قائل حضرت ابو حازم راوی ہیں جیسا کہ مسلم میں صراحت موجود ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ میں والی مدینہ تھے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ آپ کے حوالہ کر دیا تھا۔ یہ تاریخی آثار ہیں جن کے متعلق کہا گیا ہے:

تلك آثارنا تدل علينا فانظروا بعدنا الى الاثار

٥٦٣٨- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ قَالَ: رَأَيْتُ قَدَحَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَدِ انْصَدَعَ فَسَلْسَلَهُ بِفِضَّةٍ قَالَ: وَهُوَ قَدَحٌ جَيِّدٌ عَرِيضٌ مِنْ نُضَارٍ قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي هَذَا الْقَدَحِ أَكْثَرَ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ: وَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ: إِنَّهُ كَانَ فِيهِ حَلْقَةٌ مِنْ حَدِيدٍ فَأَرَادَ أَنَسٌ أَنْ يَجْعَلَ مَكَانَهَا حَلْقَةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ فَقَالَ لَهُ أَبُو طَلْحَةَ: لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَرَكَهُ. [راجع: ٣١٠٩]

(٥٦٣٨) ہم سے حسن بن مدرک نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عوانہ نے خبر دی، ان سے عاصم احول نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس دیکھا ہے وہ ٹوٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے چاندی سے جوڑ دیا۔ پھر حضرت عاصم نے بیان کیا کہ وہ عمدہ چوڑا پیالہ ہے چمکدار لکڑی کا بنا ہوا۔ بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے اس پیالہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا پلایا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ ابن سیرین نے کہا: اس پیالے میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا حلقہ جڑوا دیں۔ لیکن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس میں ہرگز کوئی تبدیلی نہ کر۔ چنانچہ انہوں نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

تشریح: حضرت عاصم احول اور حضرت علی بن حسن اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بصرہ میں وہ پیالہ دیکھا ہے اور ان جملہ حضرات نے اس میں پیا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو فتح الباری۔

بَابُ شُرْبِ الْبَرَكَةِ وَالْمَاءِ الْمُبَارَكِ

باب: متبرک پانی پینا

٥٦٣٩- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٥٦٣٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا،

جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ هٰذَا الْحَدِيثَ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ حَضَرَتِ الْعَصْرُ وَلَيْسَ مَعَنَا مَاءٌ غَيْرَ فَضْلَةٍ فَجُعِلَ فِي إِنَاءٍ فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِهِ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ: ((حَيَّ عَلَى أَهْلِ الْوُضُوْءِ الْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ)). فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَجَّرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ وَشَرِبُوْا فَجَعَلْتُ لَا آلُوْ مَا جَعَلْتُ فِي بَطْنِي مِنْهُ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ بَرَكَةٌ قُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ. تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ حُصَيْنٌ وَعَمْرُو ابْنُ مُرَّةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ: خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً وَتَابَعَهُ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ جَابِرٍ.

[راجع: ٣٥٧٦]

ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا اور عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھوڑے سے بچے ہوئے پانی کے سوا ہمارے پاس اور کوئی پانی نہیں تھا اسے ایک برتن میں رکھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آنحضرت ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں پھر فرمایا: ''آؤ وضو کرلو یہ اللہ کی طرف سے برکت ہے۔'' میں نے دیکھا کہ پانی آنحضرت ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ پھوٹ کر نکل رہا تھا، چنانچہ سب لوگوں نے اس سے وضو کیا اور پیا بھی۔ میں نے اس کی پروا کیے بغیر کہ پیٹ میں کتنا پانی جا رہا ہے خوب پانی پیا کیونکہ مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ برکت کا پانی ہے۔ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ لوگ اس وقت کتنی تعداد میں تھے؟ بتلایا کہ ایک ہزار چار سو۔ اس روایت کی متابعت عمرو بن دینار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے اور حصین اور عمرو بن مرہ نے سالم سے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اس وقت تعداد پندرہ سو تھی۔ اس کی متابعت سعید بن مسیب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے متبرک پانی پینا ثابت ہوا۔ معجزہ نبوی ﷺ کی برکت سے یہ پانی اس قدر بڑھا کہ پندرہ سو اصحاب کرام کو سیراب کر گیا۔ اور حصین کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مغازی میں اور عمرو بن مرہ کی روایت کو مسلم اور امام احمد بن حنبل نے وصل کیا۔ قسطلانی نے کہا کہ اس مقام پر صحیح بخاری کے تین ربع ختم ہو گئے اور آخری چوتھا ربع باقی رہ گیا ہے۔ یا اللہ! جس طرح تو نے یہ تین ربع پورے کرائے ہیں اب چوتھے ربع کو بھی میرے قلم سے پورا کرا دے تیرے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔ یا اللہ! میری دعا قبول فرما لے اور جن جن بھائیوں نے تیرے پیارے نبی ﷺ کے کلام کی خدمت کی ہے ان کو دنیا و آخرت میں بے شمار برکتیں عطا فرما اور ہم سب کو بخش دے۔ آمین یا رب العالمین۔ (راز)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

كِتَابُ الْمَرْضَى

امراض اوران کے علاج کا بیان

بَابُ مَا جَاءَ فِي كَفَّارَةِ الْمَرَضِ

باب: بیماری کے کفارہ ہونے کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ﴾. [النساء:١٢٣]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''جو کوئی برائی کرے گا اس کو بدلہ ملے گا۔''

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ آیت اس مقام پر لا کر گویا معتزلہ کا رد کیا ہے جو کہتے ہیں ہر گناہ کے بدلے اگر توبہ نہ کرے تو آخرت کا عذاب لازمی ہے اور اسی آیت سے دلیل لیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ اشارہ کیا کہ بدلہ سے یہ مراد ہو سکتا ہے کہ دنیا ہی میں گناہ کے بدلے بیماری، مصیبت یا تکالیف پہنچ جائے گی تو گناہ کا بدلہ ہو گیا۔ اس صورت میں آخرت کا عذاب ہونا لازمی نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور عبد بن حمید اور حاکم نے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اب تو عذاب سے نجات کی کوئی شکل نہ رہی۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ تبارک وتعالیٰ تجھ پر رحم کرے اور تیری بخشش کرے کیا تجھ پر بیماری نہیں آتی، تکلیف نہیں آتی، رنج نہیں آتا، مصیبت نہیں آتی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ بس یہی بدلہ ہے۔

٥٦٤٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا)). [مسلم: ٦٥٦٥؛ ترمذي: ٢٣٩٩]

(٥٦٤٠) ہم سے ابو الیمان حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مصیبت بھی کسی مسلمان کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے (کسی مسلمان کے) ایک کانٹا بھی اگر جسم کے کسی حصہ میں چبھ جائے۔''

تشریح: تو وہ بھی اس شخص کے گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔

٥٦٤١، ٥٦٤٢ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ

(٥٦٤١، ٤٢) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر بن محمد نے بیان کیا، ان سے محمد بن عمرو بن حلحلہ نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری

حَلْحَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ)). [مسلم: ٦٥٦٨؛ ترمذي: ٩٦٦]

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم میں مبتلا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔''

٥٦٤٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَالْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيحُ مَرَّةً وَتَعْدِلُهَا مَرَّةً وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالْأَرْزَةِ لَا تَزَالُ حَتَّى يَكُونَ انْجِعَافُهَا مَرَّةً وَاحِدَةً)). وَقَالَ زَكَرِيَّا: حَدَّثَنِي سَعْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ كَعْبٍ عَنْ أَبِيهِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: ٧٠٩٤]

(۵۶۴۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے، ان سے سعد نے، ان سے عبداللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی مثال پودے کی سب سے پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ ہوا اسے کبھی جھکا دیتی ہے اور کبھی برابر کر دیتی ہے اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ وہ سیدھا ہی کھڑا رہتا ہے اور آخر ایک جھوکے میں کبھی اکھڑ ہی جاتا ہے۔'' اور زکریا نے بیان کیا کہ ہم سے سعد نے بیان کیا، ان سے ابن کعب نے بیان کیا، ان سے ان کے والد کعب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی بیان کیا۔

٥٦٤٤ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ كَفَأَتْهَا فَإِذَا اعْتَدَلَتْ تَكَفَّأُ بِالْبَلَاءِ وَالْفَاجِرُ كَالْأَرْزَةِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَةً حَتَّى يَقْصِمَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ)). [طرفه في: ٧٤٦٦]

(۵۶۴۴) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے بنی عامر بن لوی کے ایک مرد ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے، پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور فاجر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔''

٥٦٤٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ

(۵۶۴۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن یسار ابو حباب سے سنا، انہوں نے بیان کیا

سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ أَبَا الْحُبَابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهِ خَيْرًا يُصِبْ مِنْهُ)).

کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر و بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے بیماری کی تکالیف اور دیگر مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔''

تشریح: ان جملہ احادیث کے لانے کا مقصد یہی ہے کہ مسلمان پر طرح طرح کی تکالیف اور تفکرات آتی ہی رہتی ہیں لیکن وہ صبر کر کے جھیلتا ہے ناشکری کا کوئی کلمہ زبان سے نہیں نکالتا گو کتنی ہی تکلیف ہو مگر صبر و شکر کو نہیں چھوڑتا، ان سب سے اس کے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں اور درجات بڑھتے رہتے ہیں گویا یہ سب آیت: ﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوْءًا يُجْزَ بِهِ﴾ (۴/النساء: ۱۲۳) کے تحت ہیں۔

بَابُ شِدَّةِ الْمَرَضِ

باب: بیماری کی سختی (کوئی چیز نہیں ہے)

٥٦٤٦- حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ؛ ح: وَحَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا الْوَجَعُ عَلَيْهِ أَشَدُّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [مسلم: ٦٥٥٧؛ ابن ماجه: ١٦٢٢]

(۵۶۴۶) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اعمش نے (دوسری سند) اور امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابووائل نے، انہیں مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے (مرض وفات کی) تکلیف رسول اللہ ﷺ سے زیادہ اور کسی میں نہیں دیکھی۔

تشریح: آپ کو اس قدر شدید بخار تھا کہ چادر مبارک بھی بہت سخت گرم ہوگئی تھی، بار بار غشی طاری ہوتی اور آپ بے ہوش ہو کر ہوش میں ہو جاتے پھر غشی طاری ہو جاتی اور بوقت ہوش زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلتے: ''اللهم الحقنى بالرفيق الا على ﷺ۔''

٥٦٤٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قُلْتُ: إِنَّ ذَاكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ: ((أَجَلْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)). [أطرافه في: ٥٦٤٨، ٥٦٦٠، ٥٦٦١، ٥٦٦٧] [مسلم: ٦٥٥٩]

(۵۶۴۷) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سودی نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ ﷺ کے مرض کے زمانہ میں حاضر ہوا آنحضرت ﷺ اس وقت بڑے تیز بخار میں تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کو بڑا تیز بخار ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ یہ بخار آنحضرت ﷺ کو اس لیے اتنا تیز ہے کہ آپ کا ثواب بھی دوگنا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''ہاں، جو مسلمان کسی بھی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔''

تشریح: اور نیک لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اللہ پاک مجھ کو اور جملہ قارئین صحیح بخاری کو بوقت نزع آسانی عطا کرے اور خاتمہ بالخیر نصیب ہو یا اللہ! میری بھی یہی دعا ہے: ''رَبِّ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ آمِيْنَ اَللّٰهُمَّ الْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى بِرَحْمَتِكَ

يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔"

بَابٌ: أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ

باب: بلاؤں میں سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہے اس کے بعد درجہ بدرجہ دوسرے بندگانِ خدا کی ہوتی رہتی ہے

٥٦٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ: ((أَجَلْ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)). قُلْتُ: ذَلِكَ بِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ؟ قَالَ: ((أَجَلْ ذَلِكَ كَذَلِكَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)). [راجع: ٥٦٤٧]

(۵۶۴۸) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کو شدید بخار تھا میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، مجھے تنہا ایسا بخار ہوتا ہے جتنا تم میں کے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ اس لیے کہ آنحضرت ﷺ کا ثواب بھی دوگنا ہے؟ فرمایا: ''ہاں، یہی بات ہے، مسلمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے کانٹا ہو یا اس سے زیادہ تکلیف دینے والی کوئی چیز تو جیسے درخت اپنے پتوں کو گراتا ہے اسی طرح اللہ پاک اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔''

تشریح: باب کا مطلب اس طرح پر نکلا کہ اور پیغمبروں کو نبی کریم ﷺ پر قیاس کیا اور جب پیغمبروں پر بوجہ ازدیاد قرب الٰہی کے مصائب زیادہ ہوئے تو اولیائے اللہ میں بھی یہی نسبت رہے گی جتنا قرب الٰہی زیادہ ہوگا تکالیف و مصائب زیادہ آئیں گی امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ قائم کردہ ترجمہ خود ایک حدیث ہے جسے دارمی نے نکالا ہے حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وفی هذه الاحاديث بشارة عظيمة لكل مؤمن لان الآدمی لا ينفك غالباً من الم بسبب مرض اوهم او نحو ذالك مما ذكر۔" یعنی ان احادیث میں مؤمنوں کے لئے بڑی بشارتیں ہیں اس لئے کہ تکالیف و مصائب اور امراض دنیا میں اہل ایمان کو پہنچتے رہتے ہیں مگر اللہ پاک ان سب پر ان کو اجر و ثواب اور درجات عالیہ عطا کرتا ہے۔ راقم الحروف محمد داؤد راز کی زندگی بھی بیشتر آلام و تفکرات میں ہی گزری ہے اور امید قوی ہے کہ ان سب کا اجر کفارہ ذنوب ہوگا۔ وكذا ارجو من رحمة ربی۔ آمین

بَابُ وُجُوْبِ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

باب: بیمار کی مزاج پرسی کا واجب ہونا

٥٦٤٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا

(۵۶۴۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ، مریض کی عیادت یعنی مزاج پرسی کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔''

الْعَانِي))۔ [راجع: ٣٠٤٦]

تشریح: یہ مسلمانوں کے دوسرے مسلمانوں پر نہایت اہم اور بہت ہی بڑے حقوق ہیں جن کی ادائیگی واجب ولازمی ہے۔

٥٦٥٠۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ وَالْمِيْثَرَةِ وَأَمَرَنَا أَنْ نَتْبَعَ الْجَنَائِزَ وَنَعُوْدَ الْمَرِيْضَ وَنُفْشِيَ السَّلَامَ۔ [راجع: ١٢٣٩]

(۵۶۵۰) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے اشعث بن سلیم نے خبر دی، کہا میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا، ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات باتوں سے منع فرمایا تھا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی، ریشم، دیباج، استبرق (ریشمی کپڑے) پہننے سے اور قسی اور میثرہ (ریشمی) کپڑوں کی دیگر جملہ اشیاء پہننے سے منع فرمایا تھا اور آپ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم جنازہ کے پیچھے چلیں، مریض کی مزاج پرسی کریں اور سلام کو پھیلائیں۔

تشریح: اس روایت میں راوی نے بہت سی باتیں چھوڑ دی ہیں ساتویں بات جو منع ہے وہ چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا مراد ہے۔ مریض کی مزاج پرسی کرنا بہت بڑا کار ثواب ہے جیسا کہ مسلم میں ہے: "ان المسلم اذا عاد اخاه المسلم لم یزل فی خرفة الجنة۔" "مسلمان جب اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرتا ہے اس اثنا میں وہ ہمیشہ گویا جنت کے باغوں کی سیر کر رہا اور وہاں میوے کھا رہا ہے۔ وفقنا اللہ لما یحب ویرضی۔ آمین

بَابُ عِيَادَةِ الْمُغْمَى عَلَيْهِ

باب: بے ہوش کی عیادت کرنا

٥٦٥١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَأَتَانِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِيْ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَوَجَدَانِي أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوْئَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي كَيْفَ أَقْضِيْ فِيْ مَالِيْ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ. [راجع: ١٩٤] [مسلم: ٤١٤٥؛ ابوداود: ٢٨٨٦؛ ترمذي: ٢٠٩٧، ٣٠١٥؛ نسائي: ١٣٨؛ ابن ماجه: ٢٧٢٨]

(۵۶۵۱) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا: ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن المنکدر نے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا تو نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے، ان بزرگوں نے دیکھا کہ مجھ پر بے ہوشی غالب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے وضو کیا اور اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، اس سے مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم! تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیا کروں؟ کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ آنحضرت ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔ یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ﴾ الخ (النساء:۱۱) یہ آیت اتری جس نے اولاد کے حقوق متعین کر دیے۔

تشریح: یعنی ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ﴾ الخ (۴/النساء:۱۱) یہ آیت اتری جس نے اولاد کے حقوق متعین کر دیئے اور کسی کو اس بارے میں پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی کوتاہی کرنے والوں کی ذمہ داری خود ان پر ہے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ مِنَ الرِّيْحِ

باب: ریاح رک جانے سے جسے مرگی کا عارضہ ہو اس کی فضیلت کا بیان

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: "احباس الريح قد يكون سببا للصرع وهي علة تمنع الاعضاء الرئيسة عن انفعالها منعا غير تام۔" (فتح الباري: جلد١٠/ صفحه١٤١) یعنی مرگی کبھی ریاح کے رک جانے سے ہوتی ہے اور یہ ایسی بیماری ہے کہ اعضائے رئیسہ کو ان کے کام سے بالکل روک دیتی ہے، اسی لئے اس میں آدمی اکثر بے ہوش ہو جاتا ہے بعض دفعہ دماغ میں ردی بخارات چڑھ کر اسے متاثر کر دیتے ہیں کبھی یہ بیماری جنات اور نفوس خبیثہ کے عمل سے ہی وجود میں آ جاتی ہے۔ (فتح الباری)

٥٦٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ: قَالَ لِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُرِيْكَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: هَذِهِ الْمَرْأَةُ السَّوْدَاءُ أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّيْ أُصْرَعُ وَإِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ: ((إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُعَافِيَكِ)) فَقَالَتْ: أَصْبِرُ فَقَالَتْ: إِنِّيْ أَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ لَا أَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا. [مسلم: ٦٥٧١]

(۵۶۵۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمران ابوبکر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تمہیں میں ایک جنتی عورت کو نہ دکھا دوں؟ میں نے عرض کیا: کہ ضرور دکھائیں، کہا: ایک سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئی اور کہا: مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے میرا ستر کھل جاتا ہے میرے لیے اللہ سے دعا کر دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو چاہے تو صبر کر تجھے جنت ملے گی اور اگر چاہے تو میں تیرے لیے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کر دوں۔'' اس نے عرض کیا: کہ میں صبر کروں گی، پھر اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مرگی کے وقت میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کر دیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

تشریح: بزار کی روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی میں شیطان خبیث سے ڈرتی ہوں کہیں مجھ کو ننگا نہ کرے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو یہ ڈر ہو تو کعبے کے پردے کو آن کر پکڑ لیا کر وہ جب ڈرتی تو کعبے کے پردے سے لٹک جاتی مگر یہ لاعلاج رہی۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب پچیس سال کی عمر میں مرگی کا عارضہ ہو تو وہ لاعلاج ہو جاتی ہے۔ مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم جو فرنگی محل کے علما میں علم حدیث کا بہت شوق رکھتے تھے بعارضہ مرگی ۳۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔ (رحمہ اللہ) (وحیدی) حافظ صاحب فرماتے ہیں

"وفيه دليل على جراز ترك التداوى وفيه ان علاج الامراض كلها بالدعاء والالتجاء الى الله وانجح وانفع من العلاج بالعقاقير وان تاثير ذالك وانفعال البدن عنه اعظم من تاثير الادوية البدنية۔" (فتح الباري جلد١٠/ صفحه١٤٣)

یعنی اس حدیث میں اس امر پر بھی دلیل ہے کہ دواؤں سے علاج ترک کر دینا بھی جائز ہے اور یہ کہ تمام بیماریوں کا علاج دعاؤں سے۔ اور اللہ کی طرف رجوع کرنا ادویات سے زیادہ نفع بخش علاج ہے اور بدن ادویات سے زیادہ دعاؤں کا اثر قبول کرتا ہے اور اس میں شک وشبہ کی کوئی بات ہی نہیں

ہے۔اس لئے دعائیں مؤمن کا آخری ہتھیار ہیں۔یا اللہ! بصمیم قلب دعا ہے کہ مجھ کو جملہ امراض قلبی وقالبی سے شفائے کاملہ عطا فرما۔ آمین ثم آمین

حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّهُ رَأَى أُمَّ زُفَرَ تِلْكَ امْرَأَةً طَوِيلَةً سَوْدَاءَ عَلَى سِتْرِ الْكَعْبَةِ.

ہم سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، کہا ہم سے مخلد بن یزید نے بیان کیا، انہیں ابن جریج نے کہا: مجھے عطاء بن ابی رباح نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ام زفر رضی اللہ عنہا اس لمبی اور سیاہ خاتون کو کعبہ کے پردہ پر دیکھا۔ (حدیث بالا میں اس کا ذکر ہے)۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهُ

باب: اس کی فضیلت کا بیان جس کی بینائی جاتی رہے

٥٦٥٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: إِذَا ابْتَلَيْتُ عَبْدِي بِحَبِيبَتَيْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ)). يُرِيدُ عَيْنَيْهِ.
تَابَعَهُ أَشْعَثُ بْنُ جَابِرٍ وَأَبُو ظِلَالِ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(۵۶۵۳) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا کہا: مجھ سے یزید بن عبداللہ بن ہاد نے بیان کیا، ان سے مطلب بن عبداللہ بن جذب کے غلام عمرو نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جب میں اپنے کسی بندہ کو اس کے دو محبوب اعضا (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں (نابینا کر دیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کے بدلے میں اسے جنت دیتا ہوں۔''
اشعث بن جابر اور ابوظلال بن ہلال نے انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی متابعت کی ہے۔

بَابُ عِيَادَةِ النِّسَاءِ الرِّجَالَ وَعَادَتْ أُمُّ الدَّرْدَاءِ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْمَسْجِدِ مِنَ الْأَنْصَارِ

باب: عورتیں مردوں کی بیماری میں پوچھنے کے لیے جا سکتی ہیں ام درداء رضی اللہ عنہا مسجد میں ایک انصاری صحابی کی عیادت کو آئی تھیں

تشریح: یہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جو مسجد نبوی میں اپنے خاوند کی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئی تھیں۔ یہ ام درداء رضی اللہ عنہا کے نام سے موسوم تھیں باپ کا نام ابوحدرد قبیلہ اسلم سے ہیں بڑی عقلمند متبع سنت عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ان کا انتقال حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے دوسال پہلے ملک شام میں بعہد خلافت عثمان رضی اللہ عنہ ہو گیا تھا۔

٥٦٥٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا

(۵۶۵۴) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس (عیادت

فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ! كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِيْ أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَتْ عَنْهُ يَقُوْلُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ اللّٰهُمَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)). [راجع:۱۸۸۹]

کے لیے) گئی اور پوچھا، محترم والد بزرگوار آپ کا مزاج کیا ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ سے بھی پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ بیان کیا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے: ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ کو جب افاقہ ہوتا تو یہ شعر پڑھتے تھے: کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ کیا میں پھر ایک رات وادی میں گزار سکوں گا اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (مکہ مکرمہ کی گھاس) کے جنگل ہوں گے اور کیا میں کبھی مجنہ (مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک بازار) کے پانی پر اتروں گا اور کیا پھر کبھی شامہ اور طفیل (مکہ کے قریب دو پہاڑوں کو) میں اپنے سامنے دیکھ سکوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی محبت بھی اتنی ہی کر دے جتنی مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب وہوا کو ہمارے موافق کر دے اور ہمارے لیے اس کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما، اللہ اس کا بخار کہیں اور جگہ منتقل کر دے اور اسے مقام جحفہ میں بھیج دے۔''

تشریح: حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مشہور بزرگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ اسلام قبول کرنے پر ان کو اہل مکہ نے بے حد دکھ دیا۔ امیہ بن خلف ان کا آقا بہت ہی زیادہ ستاتا تھا اللہ کی شان یہی امیہ ملعون جنگ بدر میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخری زمانہ میں ملک شام میں مقیم ہو گئے تھے اور ۶۳ سال کی عمر میں سنہ ۲۰ھ میں دمشق یا حلب میں انتقال فرمایا۔ (رضی اللہ عنه وارضاه)

بَابُ عِيَادَةِ الصِّبْيَانِ

باب: بچوں کی عیادت بھی جائز ہے

٥٦٥٥ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَاصِمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ ابْنَةً لِلنَّبِيِّ ﷺ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَهُوَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَعْدٌ وَأُبَيٌّ يَحْسِبُ أَنَّ ابْنَتِيْ قَدْ حُضِرَتْ فَاشْهَدْنَا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا السَّلَامَ وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ

(۵۶۵۵) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے عاصم نے خبر دی، کہا میں نے ابو عثمان سے سنا اور انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ کو کہلوا بھیجا۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور ہمارا خیال ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے کہ میری بچی بستر مرگ پر پڑی ہے، اس لیے آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائیں۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کہلوایا اور فرمایا: ''اللہ

وَلْتَحْتَسِبْ)). فَأَرْسَلَتْ تُقْسِمُ عَلَيْهِ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا فَرُفِعَ الصَّبِيُّ فِيْ حَجْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَا النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ: مَا هٰذَا؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ وَضَعَهَا اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَاءَ مِنْ عِبَادِهِ وَلَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ إِلَّا الرُّحَمَاءَ)). [راجع:۱۲۸٤]

تعالیٰ کو اختیار ہے جو چاہے دے اور چاہے لے لے ہر چیز اس کے یہاں متعین و معلوم ہے، اس لیے اللہ سے اس مصیبت پر اجر کی امید وار رہو اور صبر کرو۔'' صاحبزادی نے پھر دوبارہ قسم دے کر ایک آدمی بلانے کو بھیجا۔ چنانچہ نبی ﷺ کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر بچی آنحضرت ﷺ کی گود میں اٹھا کر رکھی گئی اور وہ جانکنی کے عالم میں پریشان تھی۔ نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کہ یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے انہیں بندوں پر رحم کرتا ہے جو خود بھی رحم کرنے والے ہوتے ہیں۔''

تشریح: حدیث اور اس باب میں مطابقت ظاہر ہے نبی کریم ﷺ اپنی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بچی کی عیادت کو تشریف لے گئے جو جانکنی کے عالم میں تھی جسے دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان کو آپ نے رحم سے تعبیر فرمایا۔

بَابُ عِيَادَةِ الْأَعْرَابِ

باب: گاؤں میں رہنے والوں کی عیادت کے لیے جانا

٥٦٥٦ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُوْدُهُ قَالَ لَهُ: ((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قَالَ: قُلْتَ: طَهُوْرٌ كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ أَوْ تَثُوْرُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيْرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَنْ)). [راجع: ٣٦١٦]

(۵۶۵۶) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مختار نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ ایک دیہاتی کے پاس اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ جب نبی اکرم ﷺ کسی کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو مریض سے فرماتے: ''کوئی فکر کی بات نہیں۔ ان شاء اللہ! یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔'' لیکن اس دیہاتی نے آپ ﷺ کے ان مبارک کلمات کے جواب میں کہا: آپ کہتے ہیں کہ یہ پاک کرنے والا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ بخار ایک بوڑھے پر غالب آ گیا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کے رہے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایسا ہی ہوگا۔''

تشریح: بوڑھے کے منہ سے بجائے کلمات شکر کے ناشکری کا لفظ نکلا تو آپ نے بھی ایسا ہی فرمایا اور جو آپ نے فرمایا وہی ہوا۔ ایک طرف نبی کریم ﷺ کی خوش اخلاقی دیکھئے کہ آپ ایک دیہاتی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور آپ نے اپنی پاکیزہ دعاؤں سے اسے نوازا۔ سچ ہے۔ انك لعلى خلق عظيم۔

بَابُ عِيَادَةِ الْمُشْرِكِ

باب: مشرک کی عیادت بھی جائز ہے

٥٦٥٧ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُوْدَ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ فَقَالَ: ((أَسْلِمْ)) فَأَسْلَمَ.

(٥٦٥٧) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ اس کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسلام قبول کر لے۔'' چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ: لَمَّا حُضِرَ أَبُوْ طَالِبٍ جَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ١٣٥٦]

اور سعید بن میسب نے بیان کیا اپنے والد سے کہ جب ابوطالب کی وفات کا وقت قریب ہوا تو نبی اکرم ﷺ ان کے پاس مزاج پرسی کے لیے تشریف لے گئے۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے کہ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا باپ نے کہا کہ بیٹا ابوالقاسم ﷺ جو فرما رہے ہیں وہ مان لے چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ان احادیث کو لا کر یہ ثابت کیا ہے کہ اپنے نوکروں اور غلاموں تک کی اگر وہ بیمار ہوں عیادت کرنا سنت ہے۔

بَابٌ: إِذَا عَادَ مَرِيْضًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً

باب: کوئی شخص کسی مریض کی عیادت کے لیے گیا اور وہیں نماز کا وقت ہو گیا تو وہیں لوگوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے

٥٦٥٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُوْدُوْنَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوْا يُصَلُّوْنَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنِ اجْلِسُوْا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا)). قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: هَذَا الْحَدِيْثُ مَنْسُوْخٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ: لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ آخِرَ مَا صَلَّى صَلَّى قَاعِدًا

(٥٦٥٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، نبی کریم ﷺ کی ایک مرض کے دوران مزاج پرسی کرنے آئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن صحابہ کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''امام، اس لیے ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، پس جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو، جب وہ سر اٹھائے تو تم (مقتدی) بھی سر اٹھاؤ اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔'' ابو عبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا کہ مطابق قول حضرت حمیدی یہ حدیث

وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ. [راجع: ٦٨٨]

منسوخ ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے آخر (مرض وفات) میں نماز بیٹھ کر پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوکر اقتدا کر رہے تھے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کی مزاج پرسی کے لئے بہت صحابہ رضی اللہ عنہم حاضر ہوگئے اسی دوران نماز کا وقت ہوگیا اس لئے آپ نے بحالت مرض ہی ان کو باجماعت نماز پڑھائی اور امام کی اقتدا کے تحت بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم فرمایا مگر بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا جیسا کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وضاحت فرما دی ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ عَلَى الْمَرِيْضِ

باب: مریض کے اوپر ہاتھ رکھنا

٥٦٥٩- حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْجُعَيْدُ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ سَعْدٍ: أَنَّ أَبَاهَا قَالَ: تَشَكَّيْتُ بِمَكَّةَ شَكْوَى شَدِيْدَةً فَجَاءَنِي النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! إِنِّي أَتْرُكُ مَالًا وَإِنِّيْ لَا أَتْرُكُ إِلَّا ابْنَةً وَاحِدَةً فَأُوْصِيْ بِثُلُثَيْ مَالِيْ وَأَتْرُكُ الثُّلُثَ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَأُوْصِيْ بِالنِّصْفِ وَأَتْرُكُ النِّصْفَ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: فَأُوْصِيْ بِالثُّلُثِ وَأَتْرُكُ لَهَا الثُّلُثَيْنِ قَالَ: ((الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ)) ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى وَجْهِيْ وَبَطْنِيْ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا وَأَتْمِمْ لَهُ هِجْرَتَهُ)) فَمَا زِلْتُ أَجِدُ بَرْدَهُ عَلَى كَبِدِيْ فِيْمَا يُخَالُ إِلَيَّ حَتَّى السَّاعَةِ. [راجع: ٥٦] [ابوداود: ٣١٠٤]

(٥٦٥٩) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو جعید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں عائشہ بنت سعد نے کہ ان کے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ میں مکہ میں بہت سخت بیمار پڑ گیا تو رسول اللہ ﷺ میری مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! (اگر وفات ہوگئی تو) میں مال چھوڑوں گا اور میرے پاس سوا ایک لڑکی کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ کیا میں اپنے دو تہائی مال کی وصیت کردوں اور ایک تہائی چھوڑ دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: پھر آدھے کی وصیت کردوں اور آدھا (اپنی بچی کے لیے) چھوڑ دوں فرمایا: ''نہیں۔'' پھر میں نے کہا: ایک تہائی کی وصیت کردوں اور باقی دو تہائی لڑکی کے لیے چھوڑ دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ایک تہائی کردو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔'' پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھا (حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا) اور میرے چہرے اور پیٹ پر آپ نے اپنا مبارک ہاتھ پھیرا، پھر فرمایا: ''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور اس کی ہجرت کو مکمل کر۔'' حضور اکرم ﷺ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اپنے جگر کے حصہ پر میں اب تک پا رہا ہوں۔

تشریح: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قریشی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ سترہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک رہے، بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے قبولیت دعا کی دعا کی تھی۔ اس کی برکت سے ان کی دعا قبول ہوتی تھی۔ یہ یہی ہیں جن کے لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا: ''ارم یاسعد فداك ابی و امي۔'' سنہ ۵۵ھ میں مقام عقیق میں وفات پائی۔ ستر سال کی عمر تھی مروان بن حکم نے نماز جنازہ پڑھائی مدینے کے قبرستان بقیع الغرقد میں دفن ہوئے۔ (رضی اللہ عنه و ارضاه۔ آمین)

٥٦٦٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ

(٥٦٦٠) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے حارث بن

ابْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ إِنِّيْ أُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)). فَقُلْتُ: ذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَجَلْ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)).

سوید نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو بخار آیا ہوا تھا، میں نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کا جسم چھوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، مجھے تمہارے دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: یہ اس لیے ہوا کہ آنحضرت ﷺ کو دگنا اجر ملتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کسی بھی مسلمان کو مرض کی تکلیف یا کوئی اور تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جیسے درخت اپنے پتوں کو گرا دیتا ہے۔''

[راجع: ٥٦٤٧]

تشریح: معلوم ہوا کہ مصیبت پہنچنے سے بیماریوں میں مبتلا ہونے سے اور آفتوں کے آنے سے انسان کے گناہ دور ہوتے ہیں اگر انسان صبر وشکر کے ساتھ ساری تکالیف سہ لیتا ہے۔

بَابُ مَا يُقَالُ لِلْمَرِيْضِ وَمَا يُجِيْبُ

باب: عیادت کے وقت مریض سے کیا کہا جائے اور مریض کیا جواب دے

٥٦٦١ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ فَمَسِسْتُهُ وَهُوَ يُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا وَذٰلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ قَالَ: ((أَجَلْ وَمَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى إِلَّا حَاتَّتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ)). [راجع: ٥٦٤٧]

(٥٦٦١) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب آپ بیمار تھے حاضر ہوا۔ میں نے آپ ﷺ کا جسم چھوا، آپ کو تیز بخار تھا۔ میں نے عرض کیا: آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے، یہ اس لیے ہوگا کہ آپ کو دوگنا ثواب ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اور کسی مسلمان کو بھی جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔''

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے مریض کی ہمت افزائی کے لئے اسے صحت مند ہونے اور رحمت اور بخشش اور ثواب کی بشارت دینا مناسب ہے۔

٥٦٦٢ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ

(٥٦٦٢) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد

ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ عَلَى رَجُلٍ يَعُوْدُهُ قَالَ: ((لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)). فَقَالَ: كَلَّا بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيْرٍ كَيْمَا تُزِيْرَهُ الْقُبُوْرَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَنَعَمْ إِذَنْ)). [راجع: ٣٦١٦]

بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے خالد حذاء نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: ”کوئی فکر نہیں اگر اللہ نے چاہا (یہ مرض) گناہوں سے پاک کرنے والا ہوگا۔“ لیکن اس نے یہ جواب دیا کہ ہرگز نہیں یہ تو ایسا بخار ہے جو ایک بوڑھے پر غالب آ چکا ہے اور اسے قبر تک پہنچا کر ہی رہے گا، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پھر ایسا ہی ہوگا۔“

تشریح: بوڑھے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر یقین کرنا ضروری تھا مگر اس کی زبان سے برعکس لفظ نکلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مایوسی دیکھ کر فرما دیا کہ پھر تیرے خیال کے مطابق ہی ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کی موت آ گئی، ناامیدی ہر حال میں کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ناامیدی سے بچائے۔ آمین

بَابُ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ رَاكِبًا وَمَاشِيًا وَرِدْفًا عَلَى الْحِمَارِ

باب: مریض کی عیادت کو سوار ہو کر یا پیدل یا گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھ کر جانا ہر طرح جائز، درست ہے

٥٦٦٣ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُاللّٰهِ وَفِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَوَقَفَ وَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ

(۵۶۶۳) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے، انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گدھے کی پالان پر فدک کی چادر ڈال کر اس پر سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنے پیچھے سوار کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے اور ایک مجلس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ عبداللہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا اس مجلس میں ہر گروہ کے لوگ تھے مسلمان بھی، مشرکین بھی یعنی بت پرست اور یہودی بھی۔ مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی گرد جب مجلس تک پہنچی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر اپنی ناک پر رکھ لی اور کہا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا اور سواری روک کر وہاں اتر گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ اس پر عبداللہ بن ابی نے

إِلَى اللَّهِ فَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ! إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى! يَا رَسُوْلَ اللَّهِ فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتَّى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوْا فَرَكِبَ النَّبِيُّ ﷺ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ: ((أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ)) يُرِيْدُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ سَعْدٌ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَلَقَدْ أَعْطَاكَ اللَّهُ مَا أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اجْتَمَعَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ فَلَمَّا رَدَّ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ الَّذِي فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ. [راجع: ٢٩٨٧]

کہا میاں تمہاری باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں اگر حق ہیں تو ہماری مجلس میں انہیں بیان کر کے ہم کو تکلیف نہ پہنچایا کرو، اپنے گھر جاؤ وہاں جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں ضرور تشریف لائیں کیونکہ ہم ان باتوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں جھگڑے بازی ہوگئی اور قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کر بیٹھتے لیکن آپ ﷺ انہیں خاموش کرتے رہے یہاں تک کہ سب خاموش ہوگئے، پھر آنحضرت ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: ''سعد! تم نے سنا نہیں ابوحباب نے کیا کہا۔'' آپ کا اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف تھا۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ بولے: یارسول اللہ! اسے معاف کر دیجیے اور اس سے درگزر فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وہ نعمت عطا فرما دی جو عطا فرمائی تھی (آپ کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے) اس بستی کے لوگ اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور اپنا سردار بنالیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کے ذریعہ جو آپ ﷺ کو اس نے عطا فرمایا ہے ختم کر دیا تو وہ اس پر بگڑ گیا یہ جو کچھ معاملہ اس نے آپ ﷺ کے ساتھ کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے۔

تشریح: اس موقع پر نبی کریم ﷺ گدھے پر سوار ہو کر مذکورہ صورت میں تشریف لے گئے تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ اس میں عبداللہ بن ابی منافق کا ذکر ضمنی طور پر آیا ہے۔ یہ منافق آپ کے مدینہ آنے سے پہلے اپنی بادشاہی کا خواب دیکھ رہا تھا جو آپ کی تشریف آوری سے غلط ہوگیا، اسی لئے یہ بظاہر مسلمان ہو کر بھی آخر وقت تک اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہا۔

٥٦٦٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُنِي لَيْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ. [راجع: ١٩٤] [ابوداود: ٣٠٩٦؛ ترمذي: ٣٨٥١]

(۵۶۶۴) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے محمد نے جو منکدر کے بیٹے ہیں اور ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے آپ ﷺ نہ کسی خچر پر سوار تھے نہ کسی گھوڑے پر۔ (بلکہ آپ پیدل تشریف لائے تھے)

بَابُ مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيضِ أَنْ يَقُولَ: إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَارَأْسَاهُ أَوِ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ

باب: مریض کا یوں کہنا کہ مجھے تکلیف ہے یا یوں کہنا: ہائے میرا سر دکھ رہا ہے یا میری تکلیف بہت بڑھ گئی

وَقَوْلِ أَيُّوبَ: ((أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ)). [الانبياء: ٨٣]

اور ایوب علیہ السلام کا یہ کہنا بھی اسی قبیل سے ہے: ''اے میرے رب! مجھے سراسر تکالیف نے گھیر لیا ہے اور تو ہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔''

٥٦٦٥ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ وَأَيُّوبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ. [راجع: ١٨١٤]

(٥٦٦٥) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نجیح اور ایوب نے، ان سے مجاہد نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ میرے قریب سے گزرے اور میں ہانڈی کے نیچے آگ سلگا رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے سر کی جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، پھر آپ نے حجام کو بلوایا اور اس نے میرا سر مونڈ دیا اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے مجھے فدیہ ادا کر دینے کا حکم فرمایا۔

٥٦٦٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُو زَكَرِيَّا قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَا رَأْسَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ)). فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَا ثُكْلِيَاهْ وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ أَرَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ فَأَعْهَدَ أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّونَ ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى الْمُؤْمِنُونَ)).

(٥٦٦٦) ہم سے یحییٰ بن یحییٰ ابوزکریا نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیمان بن بلال نے خبر دی، ان سے یحییٰ بن سعید نے، کہ میں نے قاسم بن محمد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ (سر کے شدید درد کی وجہ سے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے رے سر! اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایسا میری زندگی میں ہو گیا (یعنی تمہارا انتقال ہو گیا) میں تمہارے لیے استغفار اور دعا کروں گا۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: افسوس، اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ میرا مر جانا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ تو اسی دن رات اپنی کسی بیوی کے یہاں گزاریں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ میں خود درد سر میں مبتلا ہوں۔ میرا ارادہ ہوتا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں اور انہیں (خلافت کی) وصیت کر دوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور کہیں (کہ خلافت ہمارا حق ہے) یا آرزو کرنے والے کسی اور بات کی آرزو کریں (کہ ہم خلیفہ ہو جائیں) پھر میں نے اپنے جی میں کہا (اس کی ضرورت ہی کیا ہے) خود اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کو خلیفہ نہ ہونے

[طرفه في: ٧٢١٧] دے گا نہ مسلمان اور کسی کی خلافت ہی قبول کریں گے۔''

تشریح: جیسا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھاویسا ہی ہوا انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو خلیفہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے صاف وصریح سب لوگوں کے سامنے ان کو اپنا جانشین نہیں کیا تھا مگر منشائے خداوندی بھی یہی تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ ان کے بعد علی رضی اللہ عنہ منشائے ایزدی پورا ہوا۔

٥٦٦٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ ابْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يُوْعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِيْ فَقُلْتُ: إِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا قَالَ: ((أَجَلْ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ)) قَالَ: لَكَ أَجْرَانِ قَالَ: ((نَعَمْ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيْبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا)). [راجع: ٥٦٤٧]

(٥٦٦٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان اعمش نے بیان کیا، ان سے ابراہیم تیمی نے، ان سے حارث بن سوید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو بخار آیا ہوا تھا میں نے آپ کا جسم چھو کر عرض کیا: آپ کو تو بڑا تیز بخار ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تمہارے دو آدمیوں کے برابر ہے۔'' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آنحضرت ﷺ کا اجر بھی دگنا ہے۔ کہا: ''ہاں'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کو بھی جب کسی مرض کی تکلیف یا اور کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس کے گناہ کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتوں کو جھاڑتا ہے۔''

٥٦٦٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: جَاءَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعُوْدُنِيْ مِنْ وَجَعٍ اشْتَدَّ بِيْ زَمَنَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ: بَلَغَ بِيْ مَا تَرَى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِيْ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: بِالشَّطْرِ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: الثُّلُثُ؟ قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ)). [راجع: ٥٦]

(٥٦٦٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ نے بیان کیا، کہا ہم کو زہری نے خبر دی، انہیں عامر بن سعد بن ابی وقاص نے اور ان سے ان کے والد نے کہ ہمارے یہاں رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں حجۃ الوداع کے زمانہ میں ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ میں نے عرض کیا: کہ میری بیماری جس حد کو پہنچ چکی ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں، میں صاحب دولت ہوں اور میری وارث صرف ایک لڑکی کے سوا اور کوئی نہیں تو کیا میں اپنا دو تہائی مال صدقہ کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا: پھر آدھا کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے عرض کیا ایک تہائی کر دوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تہائی بہت کافی ہے اگر تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور تم جو بھی خرچ کرو گے اور اس سے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا مقصود ہو گا اس پر بھی تمہیں ثواب ملے گا

یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔''

تشریح: مسلمان کا ہر کام جو نیک ہو ثواب ہی ثواب ہے اس کا کاروبار کرنا بھی ثواب ہے اور بیوی و بچوں کو کھلانا پلانا بھی ثواب ہے ﴿إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ (٦/ الانعام:١٦٢) کا یہی مطلب ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَرِيْضِ قُوْمُوْا عَنِّي

باب: مریض لوگوں سے کہے کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ

٥٦٦٩ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ)). قَالَ عُمَرُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوْا مِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمُ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ مَا قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا أَكْثَرُوْا اللَّغْوَ وَالْإِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قُوْمُوْا)) قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ مِنَ اخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

[راجع: ١١٤]

(٥٦٦٩) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے معمر نے (دوسری سند) اور مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب آیا تو گھر میں کئی صحابی موجود تھے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''لاؤ میں تمہارے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ اس کے بعد تم غلط راہ پر نہ چلو۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا کہ آپ اس وقت سخت تکلیف میں ہیں اور تمہارے پاس قرآن مجید تو موجود ہی ہے ہمارے لیے اللہ کی کتاب کافی ہے۔ اس مسئلہ پر گھر میں موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہو گیا اور بحث کرنے لگے۔ بعض صحابہ کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کو (لکھنے کی چیزیں) دے دو تاکہ آپ ایسی تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو اور بعض صحابہ وہ کہتے تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔ جب نبی اکرم ﷺ کے پاس اختلاف اور بحث بڑھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں سے چلے جاؤ۔'' حضرت عبیداللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ افسوس یہی ہے کہ ان کے اختلاف اور بحث کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے وہ تحریر نہیں لکھی جو آپ مسلمانوں کے لیے لکھنا چاہتے تھے۔

تشریح: الخیر فیما وقع مرضی الٰہی یہی تھی اس واقعہ کے تین روز بعد تک آپ باحیات رہے اگر آپ کو یہی منظور ہوتا کہ وصیت نامہ لکھنا چاہیے تو

اس کے بعد کسی وقت لکھوا دیتے مگر بعد میں آپ نے اشارہ تک نہیں فرمایا معلوم ہوا کہ وہ ایک وقتی بات تھی اس لئے بعد میں آپ نے بالکل خاموشی اختیار فرمائی۔ حافظ صاحب نے آداب عیادت تحریر فرمائے ہیں کہ عیادت کو جانے والا اجازت مانگتے وقت دروازے کے سامنے نہ کھڑا ہو اور نرمی کے ساتھ کنڈی کو کھٹکھٹائے اور صاف لفظوں میں نام لے کر اپنا تعارف کرائے اور ایسے وقت میں عیادت نہ کرے جب مریض دوا پی رہا ہو اور یہ کہ عیادت میں کم وقت صرف کرے اور نگاہ نیچی رکھے اور سوالات کم کرے اور رقت ورافت ظاہر کرتا ہوا مریض کے لئے بہ خلوص دعا کرے اور مریض کو صحت کی امید دلائے اور صبر وشکر کے فضائل اسے سنائے اور جزع وفزع سے اسے روکنے کی کوشش کرے وغیرہ وغیرہ۔ (فتح الباری)

بَابُ مَنْ ذَهَبَ بِالصَّبِيِّ الْمَرِيضِ لِيُدْعَى لَهُ

باب: مریض بچے کو کسی بزرگ کے پاس لے جانا کہ اس کی صحت کے لیے دعا کریں

٥٦٧٠ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْجُعَيْدِ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ١٩٠]

(٥٦٧٠) ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ مجھے میری خالہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچپن میں لے گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے بھانجے کو درد ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اور میں نے آپ ﷺ کی پیٹھ کے پیچھے کھڑے ہو کر نبوت کی مہر آپ کے دونوں شانوں کے درمیان دیکھی۔ یہ مہر نبوت حجلہ عروس کی گھنڈی جیسی تھی۔

تشریح: یا جیسے حجلہ ایک پرندہ ہوتا ہے اس کا انڈا ہوتا ہے یہ مہر نبوت آپ کی خاص علامت نبوت تھی۔ (ﷺ)

بَابُ تَمَنِّي الْمَرِيضِ الْمَوْتَ

باب: مریض کا موت کی تمنا کرنا منع ہے

٥٦٧١ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). [طرفاه في: ٦٣٥١، ٧٢٣٣] [مسلم: ٦٨١٦]

(٥٦٧١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت بنانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی تکلیف میں اگر کوئی شخص مبتلا ہو تو اسے موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے اور اگر کوئی موت کی تمنا کرنے ہی لگے تو یہ کہنا چاہیے، اے اللہ! جب تک زندگی میرے لیے بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لیے بہتر ہو تو مجھے اٹھا لینا۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ جب تک دنیا میں رہے اپنی بہتری اور بھلائی کی دعا کرتا رہے اور بہترین وفات کی دعا مانگے۔

٥٦٧٢ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

(٥٦٧٢) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان

إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى خَبَّابٍ نَعُودُهُ وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِينَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَإِنَّا أَصَبْنَا مَا لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ مَرَّةً أُخْرَى وَهُوَ يَبْنِي حَائِطًا لَهُ فَقَالَ: إِنَّ الْمُسْلِمَ يُؤْجَرُ فِي كُلِّ شَيْءٍ يُنْفِقُهُ إِلَّا فِي شَيْءٍ يَجْعَلُهُ فِي هَذَا التُّرَابِ. [اطرافه في: ٦٣٤٩، ٦٣٥٠، ٦٤٣٠، ٦٤٣١، ٧٢٣٤] [مسلم: ٦٨١٠، ٦٨١٧؛ نسائي: ١٨٢٢]

سے اسماعیل بن ابی خالد نے اوران سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کو گئے انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگوائے تھے، پھر انہوں نے کہا: ہمارے ساتھی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں وفات پا چکے وہ یہاں سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا ان کا اجر وثواب کچھ نہ گھٹا سکی اوران کے عمل میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور ہم نے (مال ودولت) اتنی پائی کہ جس کے خرچ کے لیے ہم نے مٹی کے سوا اور کوئی محل نہیں پایا (لگے عمارتیں بنوانے) اور اگر نبی ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا، پھر ہم ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے تو وہ اپنی دیوار بنا رہے تھے انہوں نے کہا: مسلمان کو ہر اس چیز پر ثواب ملتا ہے جسے وہ خرچ کرتا ہے مگر (کم بخت) عمارت میں خرچ کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔

تشریح: بے فائدہ عمارت بنوانا اوران پر پیسہ خرچ کرنا بدترین فضول خرچی ہے مگر آج اکثر اسی میں مبتلا ہیں۔ اس سے جہاں تک ہو سکے محفوظ رہنے کی کوشش کرے یہی بہتر ہے۔

٥٦٧٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَنْ يُدْخِلَ أَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ)). قَالُوْا: وَلَا أَنْتَ؟ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَالَ: ((وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللَّهُ بِفَضْلٍ وَرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّى أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ إِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَزْدَادَ خَيْرًا وَإِمَّا مُسِيئًا فَلَعَلَّهُ أَنْ يَسْتَعْتِبَ)). [راجع: ٣٩] [١٨١٨]

(۵۶۷۳) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا ہمیں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ابو عبید نے خبر دی اوران سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، میرا بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے نوازے اس لیے (عمل میں) میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب چلو اور تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ یا وہ نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کے اعمال میں اضافہ ہو جائے اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے وہ توبہ ہی کر لے۔''

٥٦٧٤ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَيَّ يَقُوْلُ:

(۵۶۷۴) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے عباد بن عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ میرا سہارا لیے ہوئے تھے (مرض

((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى)). [راجع: ٤٤٤٠]

الموت میں) اور فرما رہے تھے: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھ کو اچھے رفیقوں (فرشتوں اور پیغمبروں) کے ساتھ ملا دے۔''

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو باب کے آخر میں اس لئے لائے کہ موت کی آرزو کرنا اس وقت تک نہیں ہے جب تک موت کی نشانیاں نہ پیدا ہوئی ہوں لیکن جب موت بالکل سر پر آن کھڑی ہو اس وقت دعا کرنا منع نہیں ہے۔

بَابُ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

باب: جو شخص بیمار کی عیادت کو جائے وہ کیا دعا کرے

وَقَالَتْ عَائِشَةُ بِنْتُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهَا: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا)).

اور عائشہ بنت سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لیے یوں دعا کی: ''یا اللہ! سعد کو تندرست کر دے۔''

٥٦٧٥ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَتَى مَرِيضًا أَوْ أُتِيَ بِهِ قَالَ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَبِي قَيْسٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَأَبِي الضُّحَى: إِذَا أُتِيَ بِالْمَرِيضِ. [أطرافه في: ٥٧٤٣، ٥٧٤٤، ٥٧٥٠] [مسلم: ٥٧٠٧، ٥٧٠٨، ٥٧٠٩، ٥٧١٠، ٥٧١١]

(٥٦٧٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا فرماتے: ''اے پروردگار لوگوں کے! بیماری دور کر دے، اے انسانوں کے پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔'' اور عمرو بن ابی قیس اور ابراہیم بن طہمان نے منصور سے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم اور ابوالضحیٰ سے کہ جب کوئی مریض آنحضرت ﷺ کے پاس لایا جاتا۔

وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى وَحْدَهُ وَقَالَ: إِذَا أَتَى مَرِيضًا.

اور جریر بن عبدالحمید نے منصور سے، انہوں نے ابوالضحیٰ اکیلے سے یوں روایت کیا کہ آپ ﷺ جب کسی بیمار کے پاس تشریف لے جاتے۔

بَابُ وُضُوءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيضِ

باب: عیادت کرنے والے کا بیمار کے لیے وضو کرنا

٥٦٧٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا مَرِيضٌ فَتَوَضَّأَ فَصَبَّ عَلَيَّ أَوْ قَالَ: ((صُبُّوا عَلَيْهِ))

(٥٦٧٦) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے، میں بیمار تھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا یا فرمایا: ''اس پر یہ پانی ڈال دو۔'' اس سے مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے

فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ: لَا يَرِثُنِي إِلَّا كَلَالَةٌ فَكَيْفَ الْمِيرَاثُ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ. [راجع: ١٩٤]

عرض کیا کہ میں تو کلالہ ہوں (جس کا والد اور اولاد نہ ہو) میرے ترکہ میں تقسیم کیسے ہوگی اس پر میراث کی آیت نازل ہوئی۔

تشریح: ﴿يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ﴾ (۴/النساء:۱۷۶) اے پیغمبر! لوگ آپ سے کلالہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہو کہ اللہ کا اس کے متعلق یہ فتویٰ ہے۔ نبی کریم ﷺ کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ سخت بیماری کی حالت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ دیکھتے ہی بیتاب ہو گئے، علاج کے طریقہ پر نبی کریم ﷺ کے وضو کے بقیہ پانی کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر ڈالتے ہی شفایابی ہوگئی، معلوم ہوا کہ وضو کا بچا ہوا پانی موجب شفا ہے۔ ایک روز حضرت جابر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی دیوار کے سایہ میں بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ سامنے سے گزرے یہ دوڑ کر ساتھ ہو لیے ادب کے خیال سے پیچھے چل رہے تھے فرمایا پاس آ جاؤ۔ ان کا ہاتھ پکڑ کر کاشانہ اقدس کی طرف لائے اور پردہ گرا کر اندر بلایا، اندر سے تین ٹکیا اور سرکہ ایک صاف کپڑے پر رکھ کر لے آئے آپ ﷺ نے ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی تقسیم کی اور فرمایا کہ سرکہ بہت عمدہ سالن ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس دن سے سرکہ کو میں بہت محبوب رکھتا ہوں حضرت جابر رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری سال بہت ہی ضعیف و ناتواں اور آنکھوں سے نابینا ہو گئے تھے۔ بعمر ۹۴ سال سنہ ۷۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابُ مَنْ دَعَا بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْحُمَّى

باب: جو شخص وبا اور بخار کے دور کرنے کے لیے دعا کرے

٥٦٧٧ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ! كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ! كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ
وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أُقْلِعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ فَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ
وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ
وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

(۵۶۷۷) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر میں ان کے پاس (بیمار پرسی کے لیے) گئی اور پوچھا کہ محترم والد صاحب! آپ کا کیا حال ہے اور اے بلال! آپ کا کیا حال ہے؟ بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بخار ہوا تو وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو بلند آواز سے وہ یہ اشعار پڑھتے:

کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ ایک رات وادی (مکہ) میں اس طرح گزار سکوں گا کہ میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (نامی گھاس کے جنگل) ہوں گے اور کیا پھر میں مجنہ کے گھاٹ پر اتر سکوں گا اور کیا کبھی شامہ اور طفیل میں اپنے سامنے دیکھ سکوں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ سے اس کے متعلق کہا تو

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ)). [راجع:١٨٨٩]

آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت پیدا کر جیسا کہ ہمیں (اپنے وطن) مکہ کی محبت تھی بلکہ اس سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت عطا کر اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنادے اور ہمارے لیے اس کے صاع اور مد میں برکت عطا فرما اور اس کے بخار کو کہیں اور جگہ منتقل کردے اسے جحفہ نامی گاؤں میں بھیج دے۔''

تشریح: یہ دعا آپ کی قبول ہوئی مدینہ کی ہوا نہایت عمدہ ہوگئی اور مقام جحفہ اپنی آب و ہوا کی خرابی میں اب تک مشہور ہے۔ وطن کی محبت انسان کے لیے ایک فطری چیز ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اشعار سے اسے سمجھا جاسکتا ہے آپ نے مدینہ سے بخار کے دفع ہونے کی دعا فرمائی یہی باب سے مطابقت ہے۔ شامہ اور طفیل مکہ کی دو پہاڑیاں ہیں۔ اذخر و جلیل مکہ کے جنگلوں میں پیدا ہونے والی دو بوٹیاں ہیں اور جحفہ ایک پانی کے گھاٹ کا نام تھا۔ جہاں عرب اپنے اونٹوں کو پانی پلاتے اور وہاں تفریحات کرتے تھے۔ وطن کی محبت انسان کا فطری جذبہ ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی بابت مشہور ہے کہ اکثر اپنے وطن کنعان کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک ہمارے وطن کو بھی امن و عافیت کا گہوارہ بنادے۔ آمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الطِّبِّ

دوااور علاج کا بیان

بَابٌ: مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً

باب: اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں اتاری جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو

٥٦٧٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً)).

[ابن ماجه: ٣٤٣٩]

(٥٦٧٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواحمد زبیری نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید بن ابی حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کی دوا بھی نازل نہ کی ہو۔''

تشریح: ہاں بڑھاپا اور موت دوایسی بیماریاں ہیں جن کی کوئی دوا نہیں اتاری گئی۔ لفظ ((انزل)) میں باریک اشارہ اس طرف ہے کہ بارش جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اس سے بھی بہت بیماریوں کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور اس کے دفعیہ کے اثرات بھی نازل ہوتے رہتے ہیں سچ فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ﴾ (۲۱/الانبیاء:۳۰)

بَابٌ: هَلْ يُدَاوِي الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ وَالْمَرْأَةُ الرَّجُلَ؟

باب: کیا مرد کبھی عورت کا یا کبھی عورت مرد کا علاج کرسکتی ہے؟

٥٦٧٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ رُبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ نَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْقَتْلَى وَالْجَرْحَى إِلَى الْمَدِيْنَةِ. [راجع: ٢٨٨٢]

(٥٦٧٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے خالد بن ذکوان نے اور ان سے ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتی تھیں اور مسلمان مجاہدوں کو پانی پلاتی، ان کی خدمت کرتی اور مقتولین اور مجروحین کو مدینہ منورہ لایا کرتی تھیں۔

تشریح: باب کا مطلب اس سے نکلا کہ مستورات جنگ و جہاد میں شریک ہوکر مجروحین کی تیمارداری اور مرہم پٹی وغیرہ کی خدمات انجام دیتی تھیں پس

باب کا مدعا ثابت ہو گیا مگر دریں حالات بھی اعضائے پردہ کا ستر ضروری ہے۔

مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں مسلمانو! دیکھو تم وہ قوم ہو کہ تمہاری عورتیں بھی جہاد میں جایا کرتی تھیں۔ مجاہدین کے کام کاج خدمت وغیرہ علاج ومعالجہ میں نرس کا کام کیا کرتی تھیں۔ ضرورت ہوتی تو ہتھیار لے کر کافروں سے مقابلہ بھی کرتی تھیں حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی بہادری مشہور ہے کہ کس قدر نصاریٰ کو انہوں نے تیر اور تلوار سے مارا، شیر نیستان کی طرح حملہ کرتیں۔ حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا گرز لے کر بنی قریظہ کے یہود کو مارنے کے لیے مستعد ہو گئیں یا اب تمہارے مردوں کا یہ حال ہے کہ توپ بندوق کی آواز سنتے ہی یا تلوار کی چمک دیکھتے ہی ان کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ شرعی پردہ صرف اس قدر ہے کہ عورت اپنے اعضا جن کا چھپانا غیر محرم سے فرض ہے وہ چھپائے رکھے نہ یہ کہ گھر سے باہر نہ نکلے۔ ترجمہ باب کا ایک جز یعنی مرد عورت کی تیمارداری کرے گو حدیث میں بصراحت مذکور نہیں ہے لیکن دوسرے جز پر قیاس کیا گیا ہے قسطلانی نے کہا عورت جب مرد کا علاج کرے گی تو اگر مرد محرم ہے تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے اگر غیر محرم ہے تو تب بھی اسے ضرورت کے وقت بقدر احتیاج چھونا یا دیکھنا درست ہے۔

بَابٌ: اَلشِّفَاءُ فِي ثَلَاثٍ

٥٦٨٠- حَدَّثَنِي الْحُسَيْنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ مَنِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمٌ الْأَفْطَسُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَأَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ. رَفَعَ الْحَدِيثَ.
وَرَوَاهُ الْقُمِّيُّ عَنْ لَيْثٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْعَسَلِ وَالْحَجْمِ.

[طرفه في: ٥٦٨١] [ابن ماجه: ٣٤٩١]

٥٦٨١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ عَنْ سَالِمٍ الْأَفْطَسِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ)). [راجع: ٥٦٨٠]

باب: (اللہ نے) شفا تین چیزوں میں (رکھی) ہے

(٥٦٨٠) مجھ سے حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے احمد بن منیع نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا، ان سے سالم افطس نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شفا تین چیزوں میں ہے۔ شہد کے شربت میں، پچھنا لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں لیکن میں اپنی امت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے سے منع کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور قمی نے روایت کیا، ان سے لیث نے، ان سے مجاہد نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے شہد اور پچھنا لگوانے کے بارے میں بیان کیا۔

(٥٦٨١) ہم سے محمد بن عبد الرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو سریج بن یونس ابو حارث نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے مروان بن شجاع نے بیان کیا، ان سے سالم افطس نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''شفا تین چیزوں میں ہے پچھنا لگوانے میں، شہد پینے میں اور آگ سے داغنے میں مگر میں اپنی امت کو آگ سے داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

تشریح: یہ ممانعت تنزیہی ہے یعنی بے ضرورت شدید داغ نہ دینا چاہیے کیونکہ اس میں مریض کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ دوسرے آگ کا استعمال ہے اور آگ سے عذاب دینا منع آیا ہے۔ حقیقت میں داغ دینا آخری علاج ہے جب کسی دعا سے فائدہ نہ ہو اس وقت داغ دیں جیسے دوسری حدیث

میں ہے کہ آخری دوا داغ دینا ہے کہتے ہیں کہ طاعون کی بیماری میں بھی داغ دینا بے حد مفید ہے جہاں دانہ نمودار ہو اس کو فوراً آگ سے جلادینا چاہیے۔ عرب میں اکثر یہ علاج مروج رہا ہے۔شہد دوا اور غذا دونوں کے لیے کام دیتا ہے۔بلغم کو نکالتا ہے اور اس کا استعمال امراض باردہ میں بہت مفید ہے۔ خالص شہد آنکھوں میں لگانا بھی بہت نفع بخش ہے۔خصوصاً سوتے وقت اسی طرح اس میں سینکڑوں فائدہ ہیں۔

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ

باب: شہد کے ذریعہ علاج کرنا

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾. [النحل:٦٩].

اور فضائل شہد میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: ''اس میں (ہر مرض سے) لوگوں کے لیے شفا ہے۔''

٥٦٨٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، أَخْبَرَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعْجِبُهُ الْحَلْوَاءُ وَالْعَسَلُ. [راجع: ٤٩١٢]

(٥٦٨٢) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا مجھے ہشام نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو شیرینی اور شہد پسند تھا۔

تشریح: شہد بڑی عمدہ غذا اور دوا بھی ہے باب کا مطلب اس حدیث سے یوں نکلا کہ پسند آنا عام ہے شامل ہے دوا اور غذا دونوں کو۔شہد بلغم نکالتا ہے اور اس کا شربت امراض باردہ میں بہت ہی مفید ہے۔خالص شہد آنکھوں میں لگانا خصوصاً سوتے وقت بہت فائدہ مند ہے۔

٥٦٨٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ الْغَسِيلِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ أَوْ يَكُونُ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ تُوَافِقُ الدَّاءَ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)). [أطرافه في: ٥٦٩٧، ٥٧٠٢، ٥٧٠٤] [مسلم: ٥٧٤٢، ٥٧٤٣].

(٥٦٨٣) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا، ان سے عاصم بن عمیر بن قتادہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اگر تمہاری دواؤں میں کسی میں بھلائی ہے یا یہ کہا کہ تمہاری (ان) دواؤں میں بھلائی ہے۔تو پچھنا لگوانے یا شہد پینے اور آگ سے داغنے میں ہے اگر وہ مرض کے مطابق ہو اور میں آگ سے داغنے کو پسند نہیں کرتا ہوں۔''

٥٦٨٤ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُالأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: أَخِي يَشْتَكِي بَطْنَهُ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ:

(٥٦٨٤) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے، کہا ہم سے سعید نے، ان سے قتادہ نے، ان سے ابومتوکل نے اور ان سے ابوسعید خدری ؓ نے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میرا بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں شہد پلا۔'' پھر دوسری مرتبہ وہی صحابی حاضر ہوئے۔آپ ﷺ نے اسے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لیے کہا وہ

((اسْقِهِ عَسَلًا)) ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ: ((صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ اسْقِهِ عَسَلًا)) فَسَقَاهُ فَبَرَأَ. [طرفه في: ٥٧١٦] [مسلم: ٥٧٧٠، ٥٧٧١؛ ترمذي: ٢٠٨٢]

پھر تیسری مرتبہ آیا اور عرض کیا: کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اسے پھر شہد پلا۔" چنانچہ انہوں نے پھر شہد پلایا اور اسی سے وہ تندرست ہو گیا۔

تشریح: اس صورت میں اس کا مواد فاسدہ نکل گیا اور وہ تندرست ہو گیا۔ شہد کے بے شمار فوائد میں سے پیٹ کا صاف کرنا اور ہاضمہ کا درست کرنا بھی ہے جو صحت کے لیے بنیادی چیز ہے۔ مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہومیو پیتھک طبابت کی اصل اصول ہے اس میں ہمیشہ علاج بالموافق ہوا کرتا ہے یعنی مثلاً کسی کو دست آ رہا ہے تو اور مسہل دوا دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر بخار آ رہا ہو تو وہ دوا دیتے ہیں جس سے بخار پیدا ہو ایسی دوا کاری ایکشن یعنی دوسرا اثر مریض کے موافق پڑتا ہے تو ابتدا میں مرض کو بڑھاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ادویہ میں عجب تاثیر رکھی ہے۔ ارنڈی کا تیل اسی طرح شہد مسہل ہے پر جب کسی کو دست آ رہے ہوں تو یہی دوائیں دونوں آخر میں قبض کر دیتی ہیں یونانی اور ڈاکٹری میں علاج بالضد کیا جاتا ہے۔ الیٰ آخرہ۔ (وحیدی)

بَابُ الدَّوَاءِ بِأَلْبَانِ الْإِبِلِ

باب: اونٹنی کے دودھ سے علاج کرنے کا بیان

٥٦٨٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا كَانَ بِهِمْ سَقَمٌ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! آوِنَا وَأَطْعِمْنَا فَلَمَّا صَحُّوا قَالُوا: إِنَّ الْمَدِينَةَ وَخِمَةٌ فَأَنْزَلَهُمُ الْحَرَّةَ فِي ذَوْدٍ لَهُ فَقَالَ: ((اشْرَبُوا أَلْبَانَهَا)) فَلَمَّا صَحُّوا قَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ ﷺ وَاسْتَاقُوا ذَوْدَهُ فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنْهُمْ يَكْدِمُ الْأَرْضَ بِلِسَانِهِ حَتَّى يَمُوتَ قَالَ سَلَّامٌ: فَبَلَغَنِي أَنَّ الْحَجَّاجَ قَالَ لِأَنَسٍ: حَدِّثْنِي بِأَشَدِّ عُقُوبَةٍ عَاقَبَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثَهُ بِهَذَا فَبَلَغَ الْحَسَنَ فَقَالَ: وَدِدْتُ أَنَّهُ لَمْ يُحَدِّثْهُ. [راجع: ٢٣٣]

(٥٦٨٥) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلام بن مسکین ابوروح بصری نے بیان کیا، کہا ہم سے ثابت نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ کچھ لوگوں کو بیماری تھی، انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمیں قیام کی جگہ عنایت فرما دیں۔ اور ہمارے کھانے کا انتظام کر دیں، پھر جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو انہوں نے کہا: مدینہ کی آب و ہوا خراب ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے مقام حرہ میں اونٹوں کے ساتھ ان کے قیام کا انتظام کر دیا اور فرمایا: "ان کا دودھ پیو۔" جب وہ تندرست ہو گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے اور وہ پکڑے گئے (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) آپ ﷺ نے بھی ویسا ہی کیا، یعنی ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔ میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ زبان سے زمین چاٹتا تھا اور اسی حالت میں وہ مر گیا۔ سلام نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ حجاج نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا: تم مجھ سے وہ سب سے سخت سزا بیان کرو جو رسول اللہ ﷺ نے کسی کو دی ہو تو انہوں نے یہی واقعہ بیان کیا جب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا: کاش! وہ یہ حدیث حجاج

سے نہ بیان کرتے۔

تشریح: ان ڈاکوؤں نے اسلامی چرواہے کے ساتھ ایسا ظلم کیا تھا۔ لہٰذا ﴿وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ﴾ (۵/المائدة: ۴۵) کے تحت ان کے ساتھ یہی کیا گیا۔ حضرت حسن بصری نے حجاج کے متعلق یہ اس لیے کہا کہ وہ اپنے مظالم کے لیے ایسی سند بنانا چاہتا تھا۔ حالانکہ اس کے مظالم صراحتاً ناجائز تھے یہ سخت ترین سزا ان کو قصاص میں دی گئی تھی۔ چرواہا کے ساتھ انہوں نے ایسا ہی کیا تھا لہٰذا ان کے ساتھ بھی ایسا کیا گیا۔

بَابُ الدَّوَاءِ بِأَبْوَالِ الْإِبِلِ

باب: اونٹ کے پیشاب سے علاج جائز ہے

٥٦٨٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِينَةِ فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَلْحَقُوْا بِرَاعِيهِ يَعْنِي الْإِبِلَ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَلَحِقُوْا بِرَاعِيهِ فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتَّى صَلَحَتْ أَبْدَانُهُمْ فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَجِيْءَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِيْنَ: أَنَّ ذَلِكَ كَانَ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ. [راجع: ٢٣٣] [مسلم: ٤٣٥٤]

(۵۶۸۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ (عرینہ قبیلہ کے) کچھ لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہیں آئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے چرواہے کے یہاں چلے جائیں، یعنی اونٹوں میں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں، چنانچہ وہ لوگ آنحضرت ﷺ کے چرواہے کے پاس چلے گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا جب وہ تندرست ہوگئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے انہیں تلاش کرنے کے لیے لوگوں کو بھیجا جب انہیں لایا گیا تو آنحضرت ﷺ کے حکم سے ان کے بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا) قتادہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ یہ حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔

تشریح: یہ لوگ اصل میں ڈاکو اور رہزن تھے گو مدینہ میں آ کر مسلمان ہوگئے تھے مگر ان کی اصل خصلت کہاں جانے والی تھی۔ موقع پایا تو پھر ڈاکہ مارا خون کیا اونٹوں کو لے گئے اور بطور قصاص یہ سزا ان کو دی گئی۔

بَابُ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ

باب: کلونجی کا بیان

تشریح: کلونجی کی تاثیر گرم خشک ہے رطوبت خشک کرتی ہے مادہ کو تیار معتدل القوام بناتی ہے۔ قولنج ریاحی درد سینہ جلندر اور کھانسی میں مفید ہے، اختلاط کو چھانٹتی ہے، مانع بول وحیض ہے۔

٥٦٨٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: خَرَجْنَا وَمَعَنَا

(۵۶۸۷) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، انہوں نے منصور سے بیان کیا، ان سے خالد بن سعد نے بیان کیا کہ ہم باہر گئے ہوئے تھے اور ہمارے

غَالِبُ بْنُ أَبْجَرَ فَمَرِضَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَهُوَ مَرِيْضٌ فَعَادَهُ ابْنُ أَبِيْ عَتِيْقٍ فَقَالَ لَنَا: عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الْحُبَيْبَةِ السُّوَيْدَاءِ فَخُذُوا مِنْهَا خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَاسْحَقُوْهَا ثُمَّ اقْطُرُوْهَا فِيْ أَنْفِهِ بِقَطَرَاتِ زَيْتٍ فِيْ هٰذَا الْجَانِبِ وَفِيْ هٰذَا الْجَانِبِ فَإِنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْنِيْ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا مِنَ السَّامِ)) قُلْتُ: وَمَا السَّامُ؟ قَالَ: الْمَوْتُ.

ساتھ حضرت غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ راستہ میں بیمار پڑ گئے، پھر جب ہم مدینہ میں واپس آئے اس وقت بھی وہ بیمار ہی تھے۔ حضرت ابن ابی عتیق ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور ہم سے کہا کہ انہیں کالے دانے (کلونجی) استعمال کراؤ، اس کے پانچ یا سات دانے لے کر پیس لو اور پھر زیتون کے تیل میں ملا کر (ناک کے) اس طرح اور اس طرح اسے قطرہ قطرہ کر کے ٹپکاؤ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا: انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے سام کے۔'' میں نے عرض کیا: سام کیا ہے؟ فرمایا: موت ہے۔

تشریح: موت اپنے وقت مقررہ پر آنی ضرور ہے اس لیے اس کی کوئی دوا نہیں۔ کلونجی یعنی کالا زیرہ پھوڑا پھنسیوں میں بھی بہت مفید ہے۔ ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کی انگلی میں پھنسی نکلی ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے پاس زیرہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ زیرہ اس پر رکھ۔

٥٦٨٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَالسَّامُ الْمَوْتُ. وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ: الشُّوْنِيْزُ.

(٥٦٨٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے ابوسلمہ اور سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیاہ دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے سوائے سام کے۔''
ابن شہاب نے کہا کہ سام موت ہے اور ''سیاہ دانہ'' کلونجی کو کہتے ہیں۔

[مسلم: ٥٧٦١؛ ابن ماجه: ٣٤٤٧]

تشریح: فی الواقع موت وقت مقررہ پر آ کر ہی رہتی ہے خواہ کوئی انسان کچھ تدبیر کرے لاکھ دوائیاں استعمال کرے کتنا ہی سرمایہ دار کثیر الوسائل ہو مگر ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو موت کو ٹال سکے سچ ہے: كل نفس ذائقة الموت۔

بَابُ التَّلْبِيْنَةِ لِلْمَرِيْضِ

باب: مریض کے لیے حریرہ پکانا

٥٦٨٩ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا

(٥٦٨٩) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا انہیں یونس بن یزید نے خبر دی، انہیں عقیل نے، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عروہ نے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار اور میت کے سوگواروں کے لیے

كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنِ لِلْمَرِيْضِ وَلِلْمَحْزُوْنِ عَلَى الْهَالِكِ وَكَانَتْ تَقُوْلُ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ التَّلْبِيْنَةَ تُجِمُّ فُؤَادَ الْمَرِيْضِ وَتَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ)). [راجع: ٥٤١٧]

تلبینہ (روا، دودھ اور شہد ملا کر دلیہ) پکانے کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: "تلبینہ مریض کے دل کو سکون پہنچاتا ہے اور غم کو دور کرتا ہے۔" (کیونکہ اسے پینے کے بعد عموماً نیند آ جاتی ہے یہ زود ہضم بھی ہے)۔

٥٦٩٠۔ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَأْمُرُ بِالتَّلْبِيْنَةِ وَتَقُوْلُ: هُوَ الْبَغِيْضُ النَّافِعُ. [راجع:٥٤١٧]

(٥٦٩٠) ہم سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مسہر نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے کہ وہ تلبینہ پکانے کا حکم دیتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگرچہ وہ (مریض کو) ناپسند ہوتا ہے لیکن وہ اس کو فائدہ دیتا ہے۔

تشریح: تلبینہ میٹھا دلیہ جو، روا، گھی، میٹھا ملا کر پکایا جائے جسے حریرہ بھی کہتے ہیں۔

بَابُ السَّعُوْطِ

باب: ناک میں دواڈالنا درست ہے

تشریح: ناس لینا بھی مراد ہے اور دیگر دوائیں ناک میں ٹپکانا بھی۔

٥٦٩١۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ احْتَجَمَ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ وَاسْتَعَطَ. [راجع:١٨٣٥]

(٥٦٩١) ہم سے معلی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس ؓ نے کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور پچھنا لگانے والے کو اس کی مزدوری دی اور ناک میں دواڈلوائی۔

تشریح: مزدوری دینے کا مطلب یہ کہ پچھنا لگانے والے کا یہ پیشہ جائز اور درست ہے اس کو اس خدمت پر مزدوری حاصل کرنا جائز ہے۔

بَابُ السَّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ وَالْبَحْرِيِّ

باب: قسط ہندی اور قسط بحری یعنی کوٹ جو سمندر سے نکلتا ہے اس کا ناس لینا

وَهُوَ الْكُسْتُ مِثْلُ الْكَافُوْرِ وَالْقَافُوْرِ مِثْلَ ﴿كُشِطَتْ﴾ [التكوير:١١] نُزِعَتْ وَقَرَأَ عَبْدُ اللّٰهِ: قُشِطَتْ.

اسے کست بھی کہتے ہیں جیسے کافور کو قافور اور قرآن میں بھی سورۂ تکویر میں "کشطت" اور "قشطت" دونوں قرأتیں ہیں۔ عبداللہ بن مسعود ؓ نے قشطت سے پڑھا ہے۔

٥٦٩٢۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ قَالَتْ:

(٥٦٩٢) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، کہا میں نے زہری سے سنا، انہوں نے عبیداللہ بن عبداللہ سے کہ حضرت ام قیس بنت محصن ؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ

سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)).

[أطرافه في: ٥٧١٣، ٥٧١٥، ٥٧١٨] [مسلم: ٥٧٦٣، ٥٧٦٤؛ ابن ماجه: ٣٤٦٢]

سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اس عود ہندی (کست) کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے۔ پسلی کے درد میں چبائی جاتی ہے۔''

٥٦٩٣۔ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِابْنٍ لِي لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ. [راجع: ٢٢٣]

(٥٦٩٣) اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک شیر خوار لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی، پھر آنحضرت ﷺ کے اوپر اس نے پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر پیشاب کی جگہ پر چھینٹا دیا۔

تشریح: بچہ بہت چھوٹا شیر خوار تھا اس لیے نبی کریم ﷺ نے اس کے پیشاب پر صرف چھینٹا دینا کافی قرار دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سینے میں غلیظ اور فاسد ریاح کے جمع ہو جانے سے جو تکلیف ہوتی ہے عود ہندی اس میں مفید ہے۔ صاحب خواص الادویہ لکھتے ہیں کہ قسط بحری شیریں گرم خشک ہے۔ دماغ کو قوت بخشتی ہے اعضائے رئیسہ کو اور باہ اور جگر اور پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ دماغی بیماریوں فالج اور لقوہ اور رعشہ کو مفید ہے۔ پیٹ کے کیڑے مارتی ہے، پیشاب اور حیض کو جاری کرتی ہے۔ باب میں قسط ہندی اور بحری ہر دو کو ملا کر ناس بنانا اور ناک میں سونگھنا مراد ہے۔ یہ ایک بوٹی کی جڑ ہوتی ہے ہندی میں اسے کوٹ کہتے ہیں۔

بَابٌ: أَيَّ سَاعَةٍ يَحْتَجِمُ وَاحْتَجَمَ أَبُو مُوسَى لَيْلًا

باب: کس وقت پچھنا لگوایا جائے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت پچھنا لگوایا تھا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ کوئی حدیث اس باب میں صحیح نہیں ہے اور رات دن میں ہر وقت پچھنا لگوانا درست ہے۔

٥٦٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ. [راجع: ١٨٣٥]

(٥٦٩٤) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک مرتبہ) روزہ کی حالت میں پچھنا لگوایا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ بحالت روزہ پچھنا لگوانا جائز ہے اور رات و دن کی اس میں کوئی تعیین نہیں ہے۔

بَابُ الْحَجْمِ فِي السَّفَرِ وَالْإِحْرَامِ

باب: سفر میں پچھنا لگوانا اور حالت احرام میں بھی

قَالَهُ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اسے ابن بحینہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٥٦٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ وَطَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

(٥٦٩٥) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے طاؤس اور عطاء بن ابی

قَالَ: احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ. [راجع:۱۸۳۵]

رباح نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا جبکہ آپ ﷺ احرام سے تھے۔

تشریح: بوقت ضرورت شدید حالت احرام میں پچھنا لگوانا جائز ہے اس پر انجکشن لگوانے کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ روزہ نہ ہو۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الدَّاءِ

باب: بیماری کی وجہ سے پچھنا لگوانا جائز ہے

٥٦٩٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ أَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ: احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَجَمَهُ أَبُوْ طَيْبَةَ فَأَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهُ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ: ((إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ)). وَقَالَ: ((لَا تُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ)). [راجع:۲۱۰۲]

(۵۶۹۶) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی اور انہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان سے پچھنا لگوانے والے کی مزدوری کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا تھا آپ کو ابوطیبہ (نافع یا میسرہ نے) پچھنا لگایا تھا آپ نے انہیں دو صاع کھجور مزدوری میں دی تھی اور آپ نے ان کے مالکوں (بنو حارثہ) سے گفتگو کی تو انہوں نے ان سے وصول کیے جانے والے لگان میں کمی کر دی تھی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(خون کے دباؤ کا) بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا ہے اور عمدہ دوا عود ہندی کا استعمال کرنا ہے۔'' اور فرمایا: ''اپنے بچوں کو عذرہ (حلق کی بیماری) میں ان کا تالو دبا کر تکلیف مت دو بلکہ قسط لگا دو اس سے ورم جاتا رہے گا۔''

٥٦٩٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَغَيْرُهُ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَادَ الْمُقَنَّعَ ثُمَّ قَالَ: لَا أَبْرَحُ حَتَّى تَحْتَجِمَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ فِيْهِ شِفَاءً)). [راجع: ٥٦٨٢]

(۵۶۹۷) ہم سے سعید بن تلید نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا کہ مجھے عمرو وغیرہ نے خبر دی، ان سے بکیر نے بیان کیا، ان سے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے بیان کیا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مقنع بن سنان تابعی کی عیادت کے لیے تشریف لائے، پھر ان سے کہا: جب تک تم پچھنا نہ لگوا لو گے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس میں شفا ہے۔''

تشریح: ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے ہر ارشاد پر امنا و صدقنا کہا جائے اور بلا حیل وحجت اسے تسلیم کر لیا جائے اس لئے کہ آپ نے جو کچھ فرمایا وہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور وہ بالکل سچ ہے پچھنا لگوانے میں شفا ہونا ایسی حقیقت ہے جسے آج کی ڈاکٹری وحکمت نے بھی تسلیم کیا ہے کیونکہ اس سے فاسد خون نکل کر صالح خون جگہ لے لیتا ہے جو صحت کے لئے ایک طرح کی ضمانت ہے۔ صدق اللہ ورسولہ۔

بَابُ الْحِجَامَةِ عَلَى الرَّأْسِ

باب: سر پر پچھنا لگوانا

٥٦٩٨ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ

(۵۶۹۸) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان

عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ وَسَطِ رَأْسِهِ. [راجع: ١٨٣٦]

بن بلال نے بیان کیا، ان سے علقمہ نے، انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے سنا، انہوں نے عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے راستے میں مقام لحی جمل میں اپنے سر کے بیچ میں پچھنا لگوایا اور آپ اس وقت محرم تھے۔

٥٦٩٩۔ وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ فِيْ رَأْسِهِ. [راجع: ١٨٣٥] [ابوداود: ١٨٣٦]

(٥٦٩٩) اور محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن حسان نے خبر دی، ان سے عکرمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر میں پچھنا لگوایا۔

بَابُ الْحِجَامَةِ مِنَ الشَّقِيْقَةِ وَالصُّدَاعِ

باب: آدھے سر کے درد یا پورے سر کے درد میں پچھنا لگوانا جائز ہے

٥٧٠٠۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ احْتَجَمَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ رَأْسِهِ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ بِمَاءٍ يُقَالُ لَهُ: لَحْيُ جَمَلٍ. [راجع: ١٨٣٥]

(٥٧٠٠) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے اور ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے حالت احرام میں اپنے سر میں پچھنا لگوایا (یہ پچھنا آپ ﷺ نے سر کے) درد کی وجہ سے لگوایا تھا جو لحی جمل نامی پانی کے گھاٹ پر آپ کو ہو گیا تھا۔

٥٧٠١۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِيْ رَأْسِهِ مِنْ شَقِيْقَةٍ كَانَتْ بِهِ. [راجع: ١٨٣٥]

(٥٧٠١) اور محمد بن سواء نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن حسان نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے سر میں پچھنا لگوایا آدھے سر کے درد کی وجہ سے جو آپ کو ہو گیا تھا۔

تشریح: آدھے سر کے درد کو آدھا سیسی کہتے ہیں یہ بہت ہی تکلیف دہ درد ہوتا ہے، اس میں نبی کریم ﷺ نے سر میں پچھنا لگوایا معلوم ہوا کہ اس درد کا علاج یہی ہے جو آپ نے کیا۔ (ﷺ)

٥٧٠٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنْ كَانَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ

(٥٧٠٢) ہم سے اسماعیل بن ابان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن غسیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے عاصم بن عمر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اگر تمہاری دوائیوں میں کوئی بھلائی ہے تو شہد کے شربت میں،

فَفِي شَرْبَةِ عَسَلٍ أَوْ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ مِنْ نَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)). [راجع: ٥٦٨٣]

پچھنا لگوانے میں اور آگ سے داغنے میں ہے لیکن میں آگ سے داغ کر علاج کو پسند نہیں کرتا۔''

تشریح: اس حدیث سے باب کی مطابقت یوں ہے کہ جب پچھنا لگوانا بہترین علاج ٹھہرا تو سر کے درد میں لگانا بھی مفید ہوگا۔ آگ سے داغنے کے متعلق نہی تنزیہی ہے کیونکہ دوسری روایت میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ علاج مذکور ہے۔ (دیکھو حدیث ص۔۶۷۱)

بَابُ الْحَلْقِ مِنَ الْأَذَى

باب: (محرم کا) تکلیف کی وجہ سے سر منڈانا (مثلاً پچھنا لگوانے میں بالوں سے تکلیف ہو)

٥٧٠٣۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبٍ هُوَ ابْنُ عُجْرَةَ قَالَ: أَتَى عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَأَنَا أُوقِدُ تَحْتَ بُرْمَةٍ وَالْقَمْلُ تَتَنَاثَرُ عَنْ رَأْسِي فَقَالَ: ((أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةً أَوِ انْسُكْ نَسِيكَةً)). قَالَ أَيُّوبُ: لَا أَدْرِي بِأَيَّتِهِنَّ بَدَأَ. [راجع: ١٨١٤]

(۵۷۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، کہا میں نے مجاہد سے سنا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں ایک ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہا تھا اور جوویں میرے سر سے گر رہی تھیں (اور میں احرام باندھے ہوئے تھا) آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''سر کی یہ جوویں تمہیں تکلیف پہنچاتی ہیں؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: ''پھر سر منڈوا لے اور (کفارہ کے طور پر) تین دن کے روزے رکھ یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا یا ایک قربانی کر دے۔'' ایوب نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ (ان تین چیزوں میں سے) کس کا ذکر سب سے پہلے کیا تھا۔

تشریح: حالت احرام میں سر منڈانا جائز نہیں ہے مگر اس تکلیف دہ حالت میں آپ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کو سر منڈانے کی اجازت دے دی اور ساتھ ہی کفارہ دینے کا حکم فرمایا جس کی تفصیل مذکور ہوئی۔

بَابُ مَنِ اكْتَوَى أَوْ كَوَى غَيْرَهُ وَفَضْلِ مَنْ لَمْ يَكْتَوِ

باب: داغ لگوانا یا لگانا اور جو شخص داغ نہ لگوائے اس کی فضیلت کا بیان

٥٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيلِ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ شِفَاءٌ

(۵۷۰۴) ہم سے ابو ولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن سلیمان بن غسیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تمہاری دواؤں میں شفا ہے تو پچھنا لگوانے اور آگ سے داغنے میں ہے لیکن آگ سے داغ کر علاج کو میں

فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ)). [راجع: ٥٦٨٣]

پسند نہیں کرتا۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جسے پسند نہ کریں اسے کسی مسلمان کو پسند نہ کرنا تقاضائے محبت ہے۔

٥٧٠٥ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَةٍ فَذَكَرْتُهُ لِسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ قُلْتُ: مَا هَذَا؟ أُمَّتِي هَذِهِ؟ قِيلَ: بَلْ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ قِيلَ: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ ثُمَّ قِيلَ لِي انْظُرْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ قِيلَ: هَذِهِ أُمَّتُكَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ)) ثُمَّ دَخَلَ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَأَفَاضَ الْقَوْمُ وَقَالُوا: نَحْنُ الَّذِينَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاتَّبَعْنَا رَسُولَهُ فَنَحْنُ هُمْ أَوْ أَوْلَادُنَا الَّذِينَ وُلِدُوا فِي الْإِسْلَامِ فَإِنَّا وُلِدْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَرَجَ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). فَقَالَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا؟ قَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)). [راجع: ٣٤١٠]

(٥٧٠٥) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن فضیل نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے اور ان سے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: نظر بد اور زہریلے جانور کے کاٹ کھانے کے سوا اور کسی چیز پر جھاڑ پھونک صحیح نہیں۔ (حصین نے بیان کیا کہ) پھر میں نے اس کا ذکر سعید بن جبیر سے کیا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میرے سامنے تمام امتیں پیش کی گئیں ایک ایک، دو دو نبی اور ان کے ساتھ ان کے ماننے والے گزرتے رہے اور بعض نبی ایسے بھی تھے کہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا آخر میرے سامنے ایک بڑی بھاری جماعت آئی۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ کیا یہ میری امت کے لوگ ہیں؟ کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے پھر کہا گیا کہ کناروں کی طرف دیکھو! میں نے دیکھا: ایک بہت ہی عظیم جماعت ہے جو کناروں پر چھائی ہوئی ہے، پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو ادھر دیکھو آسمان کے مختلف کناروں میں، میں نے دیکھا کہ جماعت ہے جو تمام افق پر چھائی ہوئی ہے۔ کہا گیا کہ یہ آپ ﷺ کی امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔" اس کے بعد آپ ﷺ (اپنے حجرہ میں) تشریف لے گئے اور کچھ تفصیل نہیں فرمائی لوگ ان جنتیوں کے بارے میں بحث کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم ہی اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول کی اتباع کی ہے، اس لیے ہم ہی (صحابہ رضی اللہ عنہم) وہ لوگ ہیں یا ہماری وہ اولاد ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے کیونکہ ہم جاہلیت میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باتیں جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوئیں تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: "یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھاڑ پھونک نہیں کراتے، فال نہیں دیکھتے اور داغ کر علاج نہیں کرتے بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔" اس پر عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں

سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' اس کے بعد دوسرے صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ میں بھی ان میں سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔''

تشریح: خالص اللہ پر توکل رکھنا اور اسی عقیدہ کے تحت جائز علاج کرانا بھی توکل کے منافی نہیں ہے پھر جو لوگ خالص توکل پر قائم رہ کر کوئی جائز علاج ہی نہ کرائیں وہ یقیناً اس فضیلت کے مستحق ہوں گے۔ جعلنا اللہ منھم۔ آمین

بَابُ الْإِثْمِدِ وَالْكُحْلِ مِنَ الرَّمَدِ

باب: اثمد اور سرمہ لگانا جب آنکھیں دکھتی ہوں

فِيهِ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ

اس باب میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔

٥٧٠٦- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ امْرَأَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَاشْتَكَتْ عَيْنَهَا فَذَكَرُوهَا لِلنَّبِيِّ ﷺ وَذَكَرُوا لَهُ الْكُحْلَ وَأَنَّهُ يُخَافُ عَلَى عَيْنِهَا فَقَالَ: ((لَقَدْ كَانَتْ إِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي بَيْتِهَا فِي شَرِّ أَحْلَاسِهَا أَوْ فِي أَحْلَاسِهَا فِي شَرِّ بَيْتِهَا فَإِذَا مَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بَعْرَةً فَلَا أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)).

[راجع: ٥٣٣٦]

(٥٧٠٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھ سے حمید بن نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہوگیا (زمانہ عدت میں) اس عورت کی آنکھ دکھنے لگی تو لوگوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ ان لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے سامنے سرمہ کا ذکر کیا اور یہ کہ (اگر سرمہ آنکھ میں نہ لگایا تو) ان کی آنکھ کے متعلق خطرہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(زمانہ جاہلیت میں) عدت گزارنے والی تم عورتوں کو اپنے گھر میں سب سے بدتر کپڑے میں پڑا رہنا پڑتا تھا یا (آپ نے یہ فرمایا) اپنے کپڑوں میں گھر کے سب سے بدتر حصہ میں پڑا رہنا پڑتا تھا پھر جب کوئی کتا گزرتا تو اس پر وہ مینگنی پھینک کر مارتی (تب عدت سے باہر ہوتی) پس چار مہینے دس دن تک سرمہ نہ لگاؤ۔''

تشریح: باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے عدت کی وجہ سے آشوب چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت نہیں دی۔ اگر عدت نہ ہوتو آپ درد چشم میں سرمہ لگانے کی اجازت دیتے۔ باب کا یہی مطلب ہے زمانہ جاہلیت میں عورت خاوند کے مرجانے پر پھٹے پرانے خراب کپڑے پہن کر سال بھر ایک سڑے بدبودار گھر میں پڑی رہتی۔ سال کے بعد جب کتا سامنے سے نکلتا تو اونٹ کی مینگنی اس پر پھینکتی اس وقت کہیں عدت سے باہر آتی اتفاق سے اگر کتا نہ نکلتا تو اس کے انتظار میں اور پڑی رہتی اسلام نے اس غلط رسم کو مٹا کر صرف چار مہینے اور دس دن کی عدت قرار دی اور ان دنوں میں سرمہ لگانے کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی۔

بَابُ الْجُذَامِ

باب: جذام کا بیان

٥٧٠٧- وَقَالَ عَفَّانُ: حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ

(٥٧٠٧) اور عفان بن مسلم (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ) نے کہا (ان کو ابو نعیم نے وصل کیا) ہے کہ ہم سے سلیم بن حیان نے بیان کیا، ان سے سعید

يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْأَسَدِ)). [أطرافه في: ٥٧١٧، ٥٧٥٧، ٥٧٧٠، ٥٧٧٣، ٥٧٧٥]

بن میناء نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوت لگنا، بدشگونی لینا، اُلو کا منحوس ہونا اور صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہیں، البتہ جذامی شخص سے ایسا بھاگتا رہ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔''

تشریح: جذام ایک خراب مشہور بیماری ہے جس میں خون بگڑ کر سارا جسم گلنے لگ جاتا ہے آخر میں ہاتھ پاؤں کی انگلیاں جھڑ جاتی ہیں۔ ہر چند مرض کا پورا ہونا بہ حکم الٰہی ہے مگر جذامی کے ساتھ خلط ملط اور یکجائی اس کا سبب ہے اور سبب سے پرہیز کرنا مقتضائے دانشمندی ہے یہ توکل کے خلاف نہیں ہے، جب یہ اعتقاد ہو کہ سبب اس وقت اثر کرتا ہے جب مسبب الاسباب یعنی پروردگار اس میں اثر دے۔ بعض نے کہا آپ نے پہلے فرمایا جذامی سے بھاگتے رہو یہ اس کے خلاف نہیں ہے آپ کا مطلب یہ تھا کہ اکثر شر سے ڈرنے والے کمزور لوگ ہوتے ہیں ان کو جذامی سے الگ رہنا ہی بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ ان کو کوئی عارضہ ہو جائے تو علت اس کی جذامی کا قرب قرار دیں اور شرک میں گرفتار ہوں گویا یہ حکم عوام کے لئے ہے اور خواص کو اجازت ہے وہ جذامی سے قرب رکھیں تو بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپ نے جذامی کے ساتھ کھانا کھایا اور فرمایا: "كل بسم الله ثقة بالله وتوكلا عليه۔" طاعون زدہ شہروں کے لئے بھی یہی حکم ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے ''زاد المعاد'' میں لکھا ہے کہ احادیث میں تعدیہ کی نفی اوہام پرستی کو ختم کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ یعنی یہ سمجھنا کہ بیماری اڑ کر لگ جاتی ہے یہ غلط ہے اور بیماریوں میں تعدیہ اس حیثیت سے قطعاً نہیں ہے۔ اصلاً تعدیہ کا انکار مقصود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں میں تعدیہ پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس باب میں اوہام پرستی نہ کرنی چاہیے۔

((هامه)) کا اعتقاد عرب میں اس طرح تھا کہ وہ بعض پرندوں کے متعلق سمجھتے تھے کہ اگر وہ کسی جگہ بیٹھ کو بولنے لگے تو وہ جگہ اجاڑ ہو جاتی ہے۔ شریعت نے اس کی تردید کی کہ بننا اور بگڑنا کسی پرندے کی آواز سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ الو کے متعلق آج تک عوام جہلاء کا یہی خیال ہے بعض شہد کی مکھیوں کے چھتے کے بارے میں ایسا وہم رکھتے ہیں یہ سب خیالات فاسدہ ہیں مسلمان کو ایسے خیالات باطلہ سے بچنا ضروری ہے۔

بَابٌ: اَلْمَنُّ شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ

باب: من آنکھ کے لیے شفا ہے

تشریح: من وہ حلوہ جو بغیر محنت کے بنی اسرائیل کو ملتا تھا ایسے ہی کھمبی بھی خود بخود اگتی ہے جو ایک جنگلی بوٹی ہے اس کی خاصیت بیان ہو رہی ہے آنکھ میں اس کا عرق ٹپکانا مفید ہے، اسے عوام سانپ کی چھتری بھی کہتے ہیں عموماً گندم کے کھیتوں میں ہوتی ہے۔

٥٧٠٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ حُرَيْثٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ)). وَقَالَ شُعْبَةُ: وَأَخْبَرَنِي الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ

(٥٧٠٨) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے کہا کہ میں نے عمرو بن حریث سے سنا، کہا میں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کھنبی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لیے شفا ہے۔'' اور اسی سند سے شعبہ نے بیان کیا کہ مجھے حکم بن عتیبہ نے خبر دی، انہیں حسن بن عبداللہ عرنی نے، انہیں عمرو بن حریث نے اور انہیں سعید بن زید رضی اللہ عنہ

سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ شُعْبَةُ: لَمَّا حَدَّثَنِي بِهِ الْحَكَمُ لَمْ أُنْكِرْهُ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ. [راجع: ٤٤٧٨]

نے اورانہیں نبی کریم ﷺ نے یہی حدیث بیان کی۔ شعبہ نے کہا کہ جب حکم نے بھی مجھ سے یہ حدیث بیان کردی تو پھر عبدالملک بن عمیر کی روایت پر مجھ کو اعتماد ہو گیا کیونکہ عبدالملک کا حافظہ آخر میں بگڑ گیا تھا، شعبہ کو صرف اس کی روایت پر بھروسہ نہ رہا۔

بَابُ اللَّدُوْدِ

باب: مریض کے حلق میں دوا ڈالنا

٥٧٠٩، ٥٧١٠، ٥٧١١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوْسَى ابْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مَيِّتٌ. [راجع: ١٢٤١، ١٢٤٢، ٤٤٥٦]

(۵۷۰۹،۱۰،۱۱) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے موسیٰ بن ابی عائشہ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نعش مبارک کو بوسہ دیا۔

٥٧١٢۔ قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّوْنِي فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: ((أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِي)). قُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ: ((لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسُ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ)). [راجع: ٤٤٥٨]

(۵۷۱۲) عبیداللہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے آنحضرت ﷺ کے مرض (وفات) میں دوا آپ کے منہ میں ڈالی تو آپ ﷺ نے ہمیں اشارہ کیا کہ دوا منہ میں نہ ڈالو ہم نے خیال کیا کہ مریض کو دوا سے جو نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ منع فرما رہے ہیں پھر جب آپ ﷺ کو ہوش ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ دوا میرے منہ میں نہ ڈالو۔'' ہم نے عرض کیا: یہ شاید آپ نے مریض کی دوا سے طبعی نفرت کی وجہ سے فرمایا ہوگا۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اب گھر میں جتنے لوگ اس وقت موجود ہیں سب کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا رہوں گا، البتہ عباس کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ وہ میرے منہ میں ڈالتے وقت موجود نہ تھے، بعد میں آئے۔''

تشریح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ازراہ محبت نبی کریم ﷺ کی نعش مبارک کو بوسہ دیا جس سے ثابت ہو گیا کہ بزرگ اللہ والے انسان کو ازراہ محبت بوسہ دیا جا سکتا ہے مگر کوئی شرکیہ پہلو نہ ہونا چاہیے کہ بوسہ دینے والا سمجھے کہ اس بوسہ سے میری حاجت پوری ہوگئی یا میرا فلاں کام ہو جائے گا۔ یہ شرکیہ تصورات ہیں جن میں اکثر ناواقف لوگ گرفتار ہیں آج کل نام نہاد پیروں مرشدوں کا یہی حال ہے۔

٥٧١٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۵۷۱۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن

سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أُمِّ قَيْسٍ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: ((عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ)) فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُولُ: بَيَّنَ لَنَا اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسًا قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَإِنَّ مَعْمَرًا يَقُولُ: أَعْلَقْتُ عَلَيْهِ قَالَ: لَمْ يَحْفَظْ إِنَّمَا قَالَ: أَعْلَقْتُ عَنْهُ حَفِظْتُهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ وَوَصَفَ سُفْيَانُ الْغُلَامَ يُحَنَّكُ بِالْإِصْبَعِ وَأَدْخَلَ سُفْيَانُ فِي حَنَكِهِ إِنَّمَا يَعْنِي رَفْعَ حَنَكِهِ بِإِصْبَعِهِ وَلَمْ يَقُلْ: أَعْلِقُوا عَنْهُ شَيْئًا. [راجع:٥٦٩٢]

عیینہ نے، ان سے زہری نے، کہا مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ام قیس رضی اللہ عنہا نے کہ میں اپنے ایک لڑکے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے اس کی ناک میں بتی ڈالی تھی، اس کا حلق دبایا تھا چونکہ اس کو گلے کی بیماری ہوگئی تھی آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بچوں کو انگلی سے حلق دبا کر کیوں تکلیف دیتی ہو، یہ عود ہندی لو اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے ان میں ایک ذات الجنب (پسلی کا ورم بھی ہے) اگر حلق کی بیماری ہو تو اس کو ناک میں ڈالو، الجنب ہو تو حلق میں ڈالو'' (لدود کرو) سیان کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے سنا، آنحضرت نے دو بیماریوں کو تو بیان کیا باقی پانچ بیماریوں کو بیان نہیں فرمایا۔ علی بن عبداللہ مدینی نے کہا: میں نے سفیان سے کہا: معمر تو زہری سے یوں نقل کرتا ہے اعلقت عنه انہوں نے کہا: معمر نے یاد نہیں رکھا۔ مجھے یاد ہے زہری نے یوں کہا تھا اعلقت علیه اور سفیان نے اس تحنیک کو بیان کیا جو بچے کو پیدائش کے وقت کی جاتی ہے، سفیان نے انگلی حلق میں ڈال دی۔ انہوں نے یہ نہیں کہا اَعلقوا عَنهُ شيئًا۔

بَابٌ

باب

تشریح: اس میں کوئی ترجمہ مذکور نہیں ہے گویا باب سابق کا تتمہ ہے۔

٥٧١٤۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاشْتَدَّ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ فِي أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسٍ وَآخَرَ فَأَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قُلْتُ: لَا قَالَ: هُوَ عَلِيٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ:

(٥٧١٤) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر اور یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ نے اور ان سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب (مرض الموت) میں رسول اللہ ﷺ کے لیے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور آپ ﷺ کی تکلیف بڑھ گئی تو آپ نے بیماری کے دن میرے گھر میں گزارنے کی اجازت اپنی دوسری بیویوں سے مانگی جب اجازت مل گئی تو آنحضرت ﷺ دو اشخاص حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور صاحب کے درمیان سہارا لے کر باہر تشریف لائے، آپ ﷺ کے مبارک قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے۔ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: تمہیں معلوم ہے وہ

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ مَا دَخَلَ بَيْتَهَا وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ: ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)). قَالَتْ: فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى جَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ: وَخَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ. [راجع: ١٩٨]

دوسرے صاحب کون تھے جن کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں بتایا۔ میں نے کہا کہ نہیں، کہا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان کے حجرے میں داخل ہونے کے بعد نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تھا: ''مجھ پر سات مشک ڈالو جو پانی سے لبریز ہیں شاید میں لوگوں کو کچھ نصیحت کر سکوں۔'' بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ کو ہم نے ایک لگن میں بٹھایا جو آنحضرت ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا تھا اور آپ پر حکم کے مطابق مشکوں سے پانی ڈالنے لگے آخر آپ نے ہمیں اشارہ کیا کہ بس ہو چکا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ صحابہ کے مجمع میں گئے، انہیں نماز پڑھائی اور انہیں خطاب فرمایا۔

بَابُ الْعُذْرَةِ

باب: عذرہ، یعنی حلق کے کوا کے گر جانے کا علاج جسے عربی میں سقوط اللهاة کہتے ہیں

تشریح: یعنی حلق کے کوا کے گر جانے کا علاج جسے عربی میں سقوط اللهاة کہتے ہیں۔

٥٧١٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ الأَسَدِيَّةَ -أَسَدَ خُزَيْمَةَ- وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ النَّبِيَّ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ بِابْنٍ لَهَا قَدْ أَعْلَقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَامَ تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ)). يُرِيدُ الْكُسْتَ وَهُوَ الْعُودُ الْهِنْدِيُّ وَقَالَ يُونُسُ وَإِسْحَاقُ ابْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ: عَلَّقَتْ عَلَيْهِ. [راجع:٥٦٩٢]

(۵۷۱۵) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی کہ ام قیس بنت محصن اسدیہ نے انہیں خبر دی، ان کا تعلق قبیلہ خزیمہ کی شاخ بنی اسد سے تھا وہ ان ابتدائی مہاجرات میں سے تھیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی۔ آپ عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی بہن ہیں انہوں نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر آئیں۔ انہوں نے اپنے لڑکے کے عذرہ کا علاج تالو دبا کر کیا تھا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''آخر تم عورتیں کیوں اپنی اولاد کو یوں تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو۔ تمہیں چاہیے کہ اس مرض میں عود ہندی کا استعمال کیا کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے ان میں ایک ذات الجنب کی بیماری بھی ہے۔'' (عود ہندی سے) آپ ﷺ کی مراد کست تھی یہی عود ہندی ہے۔ اور یونس اور اسحاق بن راشد نے بیان کیا اور ان سے زہری نے اس روایت میں بجائے اعلقت علیه کے علقت علیه نقل کیا ہے۔

تشریح: اور لغت کی رو سے اعلقت صحیح ہے ماخوذ اعلاق سے اور اعلاق کہتے ہیں بچے کے حلق کو دبانا اور ملنا۔ یونس کی روایت کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اور اسحاق کی روایت کو آگے چل کر خود امام بخاری رحمہ اللہ نے وصل کیا ہے۔

بَابُ دَوَاءِ الْمَبْطُوْنِ

باب: پیٹ کے عارضہ میں کیا دوا دی جائے؟

٥٧١٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّ أَخِي اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَلًا)) فَسَقَاهُ فَقَالَ: إِنِّيْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ: ((صَدَقَ اللَّهُ وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيْكَ)). تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٥٦٨٤]

(۵۷۱۶) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے ابومتوکل نے اور ان سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: کہ میرے بھائی کو دست آ رہے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں شہد پلاؤ۔'' انہوں نے پلایا اور پھر واپس آ کر کہا کہ میں نے انہیں پلایا لیکن ان کے دستوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے'' (آخر شہد ہی سے اسے شفا ہوئی) محمد بن جعفر کے ساتھ اس حدیث کو نضر بن شمیل نے بھی شعبہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: شہد کے بارے میں خود ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فِيْهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ﴾ (١٦/ النحل: ٦٩) یعنی شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے کیونکہ یہ بیشتر نباتات کا قیمتی نچوڑ ہے جسے شہد کی مکھی نباتات کے پھولوں کا رس چوس چوس کر جمع کرتی ہے اس روایت میں جس مریض کا ذکر ہے اسے شہد پلاتے پلاتے ازخود دست بند ہو گئے۔ جب پیٹ کا سب فاسد مادہ نکل گیا تو شہد نے مکمل طریقے سے اس شخص پر اپنا اثر کیا۔ یعنی اس کے دست روک دیئے یہی اصل الاصول ہومیو پیتھک علاج کی بنیاد ہے۔

بَابٌ: لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ يَأْخُذُ الْبَطْنَ

باب: صفر صرف پیٹ کی ایک بیماری ہے

تشریح: بعض نے کہا کہ پیٹ میں کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے زہریلے اثرات سے آدمی کا رنگ زرد کر دیتا ہے اور آدمی اس سے حکم الٰہی ہلاک ہو جاتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٥٧١٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ وَغَيْرُهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَمَا بَالُ إِبِلِيْ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيَأْتِي الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيَدْخُلُ بَيْنَهَا فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ: ((فَمَنْ أَعْدَى

(۵۷۱۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن وغیرہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امراض میں چھوت چھات، صفر اور الو کی نحوست کی کوئی اصل نہیں۔'' اس پر ایک اعرابی بولا کہ یارسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہو گیا کہ وہ جب تک ریگستان میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور خوب چکنے) رہتے ہیں پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آ جاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے تو آنحضرت ﷺ

الْأَوَّلَ؟)) رَوَاهُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ.

[راجع: ٥٧٠٧] [مسلم: ٥٧٨٩]

نے اس پر فرمایا: ''لیکن یہ بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟'' اس کی روایت زہری نے ابوسلمہ اور سنان بن ابی سنان کے واسطہ سے کی ہے۔

بَابُ ذَاتِ الْجَنْبِ

باب: ذات الجنب (نمونیہ) کا بیان

تشریح: یہ پسلی کا ورم ہوتا ہے جو سل اور دق کی طرح بڑی مہلک بیماری ہے اس کا علاج ضروری ہے۔

٥٧١٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَتَّابُ ابْنُ بَشِيرٍ عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا قَدْ عَلَّقَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْعُذْرَةِ فَقَالَ: ((اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذِهِ الْأَعْلَاقِ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ)) يُرِيْدُ الْكُسْتَ يَعْنِي الْقُسْطَ قَالَ: وَهِيَ لُغَةٌ. [راجع: ٥٦٩٢]

(۵۷۱۸) ہم سے محمد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عتاب بن بشیر نے خبر دی، انہیں اسحاق نے، ان سے زہری نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ ام قیس بنت محصن جو ان اگلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اور وہ حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی بہن تھیں، خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اس بچے کا کوا گرنے میں تالو دبا کر علاج کیا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے ڈرو! تم اپنی اولاد کو اس طرح تالو دبا کر تکلیف پہنچاتی ہو، عود ہندی (کوٹ) اس میں استعمال کرو کیونکہ اس میں سات بیماریوں کے لیے شفا ہے جن میں سے ایک نمونیہ بھی ہے۔'' آنحضرت ﷺ کی مراد عود ہندی سے کست تھی جسے قسط بھی کہتے ہیں، یہ بھی ایک لغت ہے۔

تشریح: عود ہندی اور عود بحری دونوں جڑیں ہوتی ہیں ان دونوں کو ملا کر ناس بنانا اور ناک میں ڈالنا ایسے امراض کے لئے بے حد مفید ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور یہ دونوں دوائیں پسلی کے ورم میں بھی بہت کام آتی ہیں۔

٥٧١٩، ٥٧٢٠، ٥٧٢١۔ حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، قَالَ: قُرِئَ عَلَى أَيُّوبَ مِنْ كُتُبِ أَبِي قِلَابَةَ۔ مِنْهُ حَدَّثَ بِهِ وَمِنْهُ مَا قُرِئَ عَلَيْهِ۔ وَكَانَ هَذَا فِي الْكِتَابِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ وَأَنَسَ بْنَ النَّضْرِ كَوَيَاهُ وَكَوَاهُ أَبُو طَلْحَةَ بِيَدِهِ.

وَقَالَ عَبَّادُ بْنُ مَنْصُوْرٍ: عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي

(۵۷۱۹، ۲۰، ۲۱) ہم سے عارم نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا کہ ایوب سختیانی کے سامنے ابوقلابہ کی لکھی ہوئی احادیث پڑھی گئیں ان میں وہ احادیث بھی تھیں جنہیں (ایوب نے ابوقلابہ سے) بیان کیا تھا اور وہ بھی تھیں جو ان کے سامنے پڑھ کر سنائی گئی تھیں۔ ان لکھی ہوئی احادیث کے ذخیرہ میں انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی تھی کہ ابوطلحہ اور انس بن نضر نے انس رضی اللہ عنہ کو داغ لگا کر ان کا علاج کیا تھا یا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خود اپنے ہاتھ سے داغا تھا۔ اور عباد بن منصور نے بیان کیا، ان سے ایوب نے، ان

قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَرْقُوْا مِنَ الْحُمَةِ وَالْأُذُنِ فَقَالَ أَنَسٌ: كُوِيْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَيٌّ وَشَهِدَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِيْ.

سے ابو قلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلۂ انصار کے بعض گھرانوں کو زہریلے جانوروں کے کاٹنے اور کان کی تکلیف میں جھاڑنے کی اجازت دی تھی تو انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ذات الجنب کی بیماری میں مجھے داغا گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور اس وقت ابوطلحہ، انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم موجود تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغا تھا۔

تشریح: داغنا اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں ہے مگر بحالت مجبوری ایسے مواقع پر حد جواز کی اجازت ہے۔

بَابُ حَرْقِ الْحَصِيْرِ لِيُسَدَّ بِهِ الدَّمُ

باب: زخموں کا خون روکنے کے لیے بوریا جلا کر زخم پر لگانا

٥٧٢٢ـ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيُّ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: لَمَّا كُسِرَتْ عَلَى رَأْسِ النَّبِيِّ ﷺ الْبَيْضَةُ وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ وَكَانَ عَلِيٌّ يَخْتَلِفُ بِالْمَاءِ فِي الْمِجَنِّ وَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَاءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلَى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلَى جُرْحِ النَّبِيِّ ﷺ فَرَقَأَ الدَّمُ. [راجع: ٢٤٣]

(٥٧٢٢) مجھ سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابوحازم نے بیان کیا اور ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر (احد کے دن) خود ٹوٹ گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک چہرہ خون آلودہ ہو گیا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی بھر بھر کر لاتے تھے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے خون دھو رہی تھیں۔ پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون پانی سے اور بھی زیادہ بہہ رہا ہے تو انہوں نے ایک بوریا جلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر لگایا اور اس سے خون رکا۔

تشریح: خود لوہے کا سر کو ڈھانکنے والا کنٹوپ یہ ٹوٹ کر چہرہ مبارک میں گھس گیا تھا اس وجہ سے چہرہ خون آلود ہو گیا تھا اس موقع کا یہ ذکر ہے باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے یہ جنگ احد کا واقعہ ہے۔

بَابُ الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

باب: بخار دوزخ کی بھاپ سے ہے

٥٧٢٣ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْحُمَّى

(٥٧٢٣) مجھ سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ

مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَطْفِئُوْهَا بِالْمَاءِ)). قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ يَقُوْلُ: اكْشِفْ عَنَّا الرِّجْزَ.

[راجع: ٣٢٦٤] [مسلم: ٥٧٥٣]

میں سے ہے، پس اس کی گرمی کو پانی سے بجھاؤ۔'' نافع نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب بخار آتا تو یوں کہتے: اے اللہ! ہم سے اس عذاب کو دور کردے۔

تشریح: حرارت کی بنا پر دوزخ کی بھاپ سے تشبیہ دی گئی ہے وصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخار پر صبر کرنا ہی ثواب ہے اور تندرستی کی دعا تناہی درست ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت دعا فرمایا کرتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ)) اے اللہ! میں تجھ سے عافیت کے لئے سوال کرتا ہوں۔

٥٧٢٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا أَخَذَتِ الْمَاءَ فَصَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا وَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَأْمُرُنَا أَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَاءِ.

[مسلم: ٥٧٥٧؛ ترمذي: ٢٠٧٤؛ ابن ماجه: ٣٤٧٥]

(۵۷۲۴) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، ان سے فاطمہ بنت منذر نے بیان کیا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ہاں جب کوئی بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تھی تو اس کے لیے دعا کرتیں اور اس کے گریبان میں پانی ڈالتیں وہ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

تشریح: ایک روایت میں ہے زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو مراد وہ بخار ہے جو صفرا کے جوش سے ہو اس میں ٹھنڈے پانی سے نہانا یا ہاتھ پاؤں کا دھونا بھی مفید ہے اسے آج کی ڈاکٹری نے بھی تسلیم کیا ہے شدید بخار میں برف کا استعمال بھی اسی قبیل سے ہے۔

٥٧٢٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ)). [راجع: ٣٢٦٣]

(۵۷۲۵) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، کہا میرے والد نے مجھے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے، اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔''

٥٧٢٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوْهَا بِالْمَاءِ)).

[راجع: ٣٢٦٢]

(۵۷۲۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن مسروق نے بیان کیا، ان سے عبایہ بن رفاعہ نے، ان سے ان کے دادا رافع بن خدیج نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ میں سے ہے، پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرلیا کرو۔''

تشریح: مروجہ ڈاکٹری کا ایک شعبہ علاج پانی سے بھی ہے جو کافی ترقی پذیر ہے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ پاک نے جمیع علوم نافعہ کا خزانہ بنا کر مبعوث فرمایا تھا چنانچہ فن طبابت میں آپ کے پیش کردہ اصول اس قدر جامع ہیں کہ کوئی بھی عقلمند ان کی تردید نہیں کرسکتا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَابُ مَنْ خَرَجَ مِنْ أَرْضٍ لَا تُلَايِمُهُ

باب: جہاں کی آب و ہوا نا موافق ہو وہاں سے نکل کر دوسرے مقام پر جانا درست ہے

٥٧٢٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ: أَنَّ نَاسًا. أَوْ رِجَالًا. مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَكَلَّمُوْا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيْفٍ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِذَوْدٍ وَبِرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتَّى كَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَّعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوْا عَلَى حَالِهِمْ. [راجع: ٢٣٣]

(۵۷۲۷) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عکل اور عرینہ کے کچھ لوگ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کے بارے میں گفتگو کی۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! ہم مویشی والے ہیں ہم لوگ اہل مدینہ کی طرح کاشتکار نہیں ہیں۔ مدینہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تھی، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے چند اونٹوں اور ایک چرواہے کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ ان اونٹوں کے ساتھ باہر چلے جائیں اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں۔'' وہ لوگ چلے گئے لیکن حرہ کے نزدیک پہنچ کر وہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر ڈالا اور اونٹوں کو لے کر بھاگ پڑے جب نبی اکرم ﷺ کو اس کی خبر ملی تو آپ ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی دوڑائے، پھر آپ ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی، ان کے ہاتھ کاٹ دیے گئے اور حرہ کے کنارے انہیں چھوڑ دیا گیا، وہ اسی حالت میں مر گئے۔

تشریح: آب و ہوا کی ناموافقت پر آپ نے ان لوگوں کو مدینہ سے حرہ بھیج دیا تھا بعد میں وہ مرتد ہو کر ڈاکو بن گئے اور انہوں نے ایسی حرکت کی جن کی یہی سزا مناسب تھی جو ان کو دی گئی۔ حدیث سے باب کا مطلب ظاہر ہے حدیث اور باب میں مطابقت واضح ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو مدینہ کی آب و ہوا ناموافق آنے کی وجہ سے باہر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ

باب: طاعون کا بیان

٥٧٢٨ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُوْنِ بِأَرْضٍ فَلَا

(۵۷۲۸) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا مجھے حبیب بن ابی ثابت نے خبر دی، کہا میں نے ابراہیم بن سعد سے سنا، کہا میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم سن لو کہ کسی جگہ طاعون کی وبا پھیل رہی ہے تو وہاں مت جاؤ لیکن جب کسی جگہ یہ وبا پھوٹ پڑے اور تم وہیں موجود ہو تو

تَدْخُلُوْهَا وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْهَا)). فَقُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ يُحَدِّثُ سَعْدًا وَلَا يُنْكِرُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. [راجع: ٣٤٧٣] [مسلم: ٥٧٧٩]

اس جگہ سے نکلو بھی مت۔'' (حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا کہ میں نے ابراہیم بن سعد سے) کہا: تم نے خود یہ حدیث اسامہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے کہ انہوں نے سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور انہوں نے اس کا انکار نہیں کیا؟ فرمایا: ہاں۔

تشریح: طاعون کو پلیگ بھی کہتے ہیں یہ بہت ہی قدیم بیماری ہے اور اکثر کتابوں میں اس کا کچھ نہ کچھ ذکر موجود ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ طاعون ایک پھنسی ہے یا ورم جس میں سخت بخار کے ساتھ بہت ہی زیادہ جلن ہوتا ہے اکثر یہ ورم بغل اور گردن میں ہوتا ہے، اور کبھی اور مقاموں میں بھی ہو جاتا ہے۔ سورۂ تغابن ہر روز تلاوت کرنے میں طاعون سے محفوظ رہنے کا عمل ہے۔ حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے طاعون کے متعلق اپنے ذاتی مفید تجربات تحریر فرمائے جو شرح وحیدی میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ پہلے یہ مرض بحکم الٰہی اچانک نمودار ہو کر وسیع پیمانے پر پھیل جاتا تھا تاریخ میں ایسی بہت سی تفصیلات موجود ہیں آج کل اللہ کے فضل سے یہ مرض نہیں ہے اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو ایسے امراض سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

٥٧٢٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ حَتَّى إِذَا كَانَ بِسَرْغَ لَقِيَهُ أُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ وَأَصْحَابُهُ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَالَ عُمَرُ: ادْعُ لِي الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ فَدَعَاهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ وَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَاخْتَلَفُوْا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: قَدْ خَرَجْتَ لِأَمْرٍ وَلَا نَرَى أَنْ تَرْجِعَ عَنْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ: مَعَكَ بَقِيَّةُ النَّاسِ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَلَا نَرَى أَنْ تُقْدِمَهُمْ عَلَى هَذَا الْوَبَاءِ فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّي ثُمَّ قَالَ: ادْعُوْا لِيَ الْأَنْصَارَ فَدَعَوْتُهُمْ فَاسْتَشَارَهُمْ فَسَلَكُوْا سَبِيْلَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَاخْتَلَفُوْا كَاخْتِلَافِهِمْ فَقَالَ: ارْتَفِعُوْا عَنِّي ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِي مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنْ مَشْيَخَةِ قُرَيْشٍ مِنْ مُهَاجِرَةِ الْفَتْحِ

(۵۷۲۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے، انہیں عبداللہ بن عبداللہ بن حارث بن نوفل نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے جا رہے تھے جب آپ مقام سرغ پر پہنچے تو آپ کی ملاقات فوجوں کے امرا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں سے ہوئی۔ ان لوگوں نے امیر المؤمنین کو بتایا کہ طاعون کی وبا شام میں پھوٹ پڑی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے پاس مہاجرین اولین کو بلا لاؤ۔ آپ انہیں بلا لائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ کیا اور انہیں بتایا کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے، مہاجرین اولین کی رائیں مختلف ہو گئیں۔ بعض لوگوں نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں کی باقی ماندہ جماعت آپ کے ساتھ ہے اور یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ انہیں اس وبا میں ڈال دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا اب آپ لوگ تشریف لے جائیں پھر فرمایا: انصار کو بلاؤ۔ میں انصار کو بلا کر لایا آپ نے ان سے بھی مشورہ کیا اور انہوں نے بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کیا کوئی کہنے لگا: چلو۔ کوئی کہنے لگا: لوٹ جاؤ، امیر المؤمنین نے فرمایا: اب آپ لوگ بھی تشریف لے جائیں پھر فرمایا: یہاں پر جو قریش کے بڑے بوڑھے ہیں جو فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کر کے مدینہ آئے تھے انہیں بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا کر لایا ان لوگوں میں

فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمْ يَخْتَلِفْ مِنْهُمْ عَلَيْهِ رَجُلَانِ فَقَالُوْا: نَرَى أَنْ تَرْجِعَ بِالنَّاسِ وَلَا تُقْدِمَهُمْ عَلَى هٰذَا الْوَبَاءِ فَنَادَى عُمَرُ فِي النَّاسِ إِنِّي مُصَبِّحٌ عَلَى ظَهْرٍ فَأَصْبِحُوْا عَلَيْهِ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: أَفِرَارًا مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ؟ فَقَالَ عُمَرُ: لَوْ غَيْرُكَ قَالَهَا يَا أَبَا عُبَيْدَةَ! نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ إِلَى قَدَرِ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ إِبِلٌ هَبَطَتْ وَادِيًا لَهُ عُدْوَتَانِ إِحْدَاهُمَا خَصِبَةٌ وَالْأُخْرَى جَدْبَةٌ أَلَيْسَ إِنْ رَعَيْتَ الْخَصِبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ وَإِنْ رَعَيْتَ الْجَدْبَةَ رَعَيْتَهَا بِقَدَرِ اللّٰهِ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَكَانَ مُتَغَيِّبًا فِي بَعْضِ حَاجَتِهِ فَقَالَ: إِنَّ عِنْدِي فِي هٰذَا عِلْمًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ)). قَالَ: فَحَمِدَ اللّٰهَ عُمَرُ ثُمَّ انْصَرَفَ. [طرفاه في: ٥٧٣٠، ٦٩٧٣] [مسلم: ٥٧٨٤، ٥٧٨٥، ٥٧٨٦؛ ابوداود: ٣١٠٣]

کوئی اختلاف رائے نہیں ہوا سب نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کو ساتھ لے کر واپس لوٹ چلیں اور وبائی ملک میں لوگوں کو لے کر نہ جائیں۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کرا دیا کہ میں صبح کو اونٹ پر سوار ہو کر واپس مدینہ منورہ لوٹ جاؤں گا تم لوگ بھی واپس چلو۔ صبح کو ایسا ہی ہوا حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کیا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کاش! یہ بات کسی اور نے کہی ہوتی ہاں، ہم اللہ کی تقدیر سے فرار اختیار کر رہے ہیں لیکن اللہ ہی کی تقدیر کی طرف۔ کیا تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم انہیں لے کر کسی ایسی وادی میں جاؤ جس کے دو کنارے ہوں ایک سرسبز شاداب اور دوسرا خشک۔ کیا یہ واقعہ نہیں کہ اگر تم سرسبز کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا اور خشک کنارے پر چراؤ گے تو وہ بھی اللہ کی تقدیر سے ہی ہوگا۔ بیان کیا کہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آ گئے وہ اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے اس وقت موجود نہیں تھے انہوں نے بتایا کہ میرے پاس مسئلہ سے متعلق ایک ''علم'' ہے۔ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا: ''جب تم کسی سرزمین میں (وبا کے متعلق) سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب ایسی جگہ وبا آ جائے جہاں تم خود موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔'' راوی نے بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور پھر واپس ہو گئے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا جو بہت ہی لاجواب تھا یعنی بھاگنا بھی بتقدیر الٰہی ہے کیونکہ کوئی کام دنیا میں جب تک تقدیر میں نہ ہو واقع نہیں ہوتا۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کسی ملک یا قصبہ میں وبا واقع ہو تو وہاں نہ جانا بلکہ وہاں سے لوٹ آنا درست ہے اور یہی مسئلہ نبی کریم ﷺ کا بھی ارشاد تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی ان کی رائے ہمیشہ حکم الٰہی کے موافق ہوا کرتی تھی اس مسئلہ میں بھی موافق ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مع ساتھیوں کے مدینہ کی طرف لوٹ کر چلے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگتے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ کلمہ کوئی اور کہتا تو اس کو سزا دیتا۔ یہ قصہ طاعون عمواس سے تعلق رکھتا ہے یہ سنہ ۱۸ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے ملک کا سرکاری دورہ کرنے نکلے تھے کہ طاعون عمواس کا ذکر آپ کے سامنے کیا گیا اس وقت ملک شام آپ نے کئی مواضعات میں تقسیم کر رکھا تھا ہر جگہ فوج کا ایک ایک سردار تھا، خالد بن ولید اور زید بن ابی سفیان، اور شرحبیل بن حسنہ، اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم یہ سب گورنر تھے۔

٥٧٣٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ:

(٥٧٣٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبداللہ بن عامر نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ فَلَمَّا كَانَ بِسَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ قَدْ وَقَعَ بِالشَّامِ فَأَخْبَرَهُ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ)). [راجع: ٥٧٢٩] [مسلم: ٥٧٨٧]

شام کے لیے روانہ ہوئے جب مقام سرغ پر پہنچے تو آپ کو خبر ملی کہ شام میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم وبا کے متعلق سنو کہ وہ کسی جگہ ہے تو وہاں نہ جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ وبا پھوٹ پڑے جہاں تم موجود ہو تو وہاں سے بھی مت بھاگو۔'' (وبا میں طاعون ہیضہ وغیرہ سب داخل ہیں)۔

٥٧٣١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمَسِيْحُ وَلَا الطَّاعُوْنُ)). [راجع: ١٨٨٠]

(٥٧٣١) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نعیم مجمر نے اور انہوں نے کہا ہم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ منورہ میں دجال داخل نہیں ہو سکے گا اور نہ طاعون آ سکے گا۔''

تشریح: دوسری روایت میں مکہ کا بھی ذکر ہے اب یہ نقل کہ سنہ ۷۴۷ھ میں مدینہ منورہ میں طاعون آیا تھا صحیح نہیں ہے۔ بعض نے کہا کہ کتاب الفتن میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے طاعون کے متعلق جو روایت نقل کی ہے اس میں لفظ ان شاءاللہ نقل کیا ہے جس سے مدینہ و مکہ میں مشیئت ایزدی پر ان وباؤں کو متعلق کیا ہے۔

٥٧٣٢ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ بِنْتُ سِيْرِيْنَ، قَالَتْ: قَالَ لِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: يَحْيَى بِمَ مَاتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الطَّاعُوْنِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ)). [راجع: ٢٨٣٠]

(٥٧٣٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم نے بیان کیا، کہا مجھ سے حفصہ بنت سیرین نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یحییٰ بن سیرین کا کس بیماری میں انتقال ہوا تھا؟ میں نے کہا: طاعون میں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''طاعون ہر مسلمان کے لیے شہادت ہے۔''

تشریح: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا کہ طاعون سے مرنے والے اور شہید قیامت کے دن جھگڑیں گے طاعون والے کہیں گے ہم بھی شہیدوں کی طرح مارے گئے اللہ پاک فرمائے گا اچھا ان کے زخموں کو دیکھو پھر دیکھیں گے تو ان کا زخم بھی شہیدوں کی طرح ہوگا اور ان کو شہیدوں جیسا ثواب ملے گا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عقبہ بن عبد سے مرفوعاً ایسی ہی حدیث روایت کی ہے مگر صاحب مشکوٰۃ نے کتاب الجنائز میں اس سے مختلف روایت بھی نقل کی ہے۔ و اللہ اعلم۔

٥٧٣٣ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَالْمَطْعُوْنُ شَهِيْدٌ)). [راجع: ٦٥٣]

(٥٧٣٣) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے سمی نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پیٹ کی بیماری میں یعنی ہیضہ سے مرنے والا شہید ہے اور طاعون کی بیماری میں مرنے والا شہید ہے۔''

تشریح: طاعون ایک بڑی خطرناک وبائی بیماری ہے۔جس نے بارہا نوع انسانی کو سخت ترین نقصان پہنچایا ہے ہندوستان میں بھی اس کے بارہا حملے ہوئے اور لاکھوں انسان لقمہ اجل بن گئے اسلام میں طاعون زدہ مسلمان کی موت کو شہادت کی موت قرار دیا گیا ہے طاعون عذاب الٰہی ہے جو کثرت معاصی سے دنیا پر مسلط کیا جاتا ہے۔اللھم احفظنا منه۔

بَابُ أَجْرِ الصَّابِرِ فِي الطَّاعُوْنِ

باب: جو شخص طاعون میں صبر کر کے وہیں رہے گو اس کو طاعون نہ ہو، اس کی فضیلت کا بیان

٥٧٣٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُوْنِ فَأَخْبَرَهَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((أَنَّهُ كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ فَلَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَنْ يُصِيْبَهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ الشَّهِيْدِ))۔ تَابَعَهُ النَّضْرُ عَنْ دَاوُدَ۔ [راجع: ٣٤٧٤]

(۵۷۳۴) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے داؤد بن ابی الفرات نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے، ان سے یحییٰ بن عمر نے اور انہیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک عذاب تھا اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اسے بھیجتا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مؤمنین (امت محمدیہ کے لیے) رحمت بنا دیا اب کوئی بھی اللہ کا بندہ اگر صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون پھوٹ پڑی ہو اور یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دیا ہے اس کے سوائے اسے اور کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور پھر طاعون میں اس کا انتقال ہو جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔'' حبان بن حلال کے ساتھ اس حدیث کو نضر بن شمیل نے بھی داؤد سے روایت کیا ہے۔

تشریح: ابن ماجہ اور بیہقی کی روایت میں یوں ہے کہ طاعون اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی ملک میں بدکاری عام طور پر پھیل جاتی ہے۔ مولانا روم نے سچ کہا ہے وز زنا خیزد وبا اندر جہات۔ مسلمان کے لئے طاعون کی موت مرنا شہادت کا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ حدیث ہذا میں ذکر ہے۔

بَابُ الرُّقَى بِالْقُرْآنِ وَالْمُعَوِّذَاتِ

باب: قرآن مجید اور معوذات پڑھ کر مریض پر دم کرنا

تشریح: قسطلانی نے کہا کہ روایت ذیل سے دم جھاڑ کا جواز نکلتا ہے بشرطیکہ اللہ کے کلام اور اس کے اسماء یا صفات سے ہو اور عربی زبان میں ہو، اس کے معانی معلوم ہوں اور بشرطیکہ یہ اعتقاد نہ رہے کہ دم جھاڑ کرنا بذاتہ مؤثر ہے بلکہ اللہ کی تقدیر سے مؤثر ہو سکتے ہیں۔ جیسے دوا اللہ کے حکم سے مؤثر ہوتی ہے۔

٥٧٣٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ

(۵۷۳۵) مجھ سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض الوفات میں اپنے اوپر معوذات (سورۂ فلق، ناس اور سورۂ اخلاص) کا دم کیا کرتے تھے پھر جب

بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ: كَيْفَ يَنْفِثُ؟ قَالَ: كَانَ يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ. [راجع: ٤٤٣٩] [مسلم: ٥٧١٦]

آپ ﷺ کے لیے دشوار ہوگیا تو میں ان کا دم آپ ﷺ پر کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر بھی پھیر لیتی تھی۔ پھر میں نے اس کے متعلق پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کس طرح دم کرتے تھے، انہوں نے بتایا کہ اپنے ہاتھ پر دم کر کے ہاتھ کو چہرے پر پھیرا کرتے تھے۔

بَابُ الرُّقَى بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

باب: سورۂ فاتحہ سے دم کرنا

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے ایک روایت کی ہے۔

٥٧٣٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَتَوْا عَلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمْ يَقْرُوهُمْ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ لُدِغَ سَيِّدُ أُولَئِكَ فَقَالُوا: هَلْ مَعَكُمْ مِنْ دَوَاءٍ أَوْ رَاقٍ؟ فَقَالُوا: إِنَّكُمْ لَمْ تَقْرُونَا وَلَا نَفْعَلُ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَجَعَلُوا لَهُمْ قَطِيعًا مِنَ الشَّاءِ فَجَعَلَ يَقْرَأُ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَيَجْمَعُ بُزَاقَهُ وَيَتْفِلُ فَبَرَأَ فَأَتَوْا بِالشَّاءِ فَقَالُوا: لَا نَأْخُذُهُ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلُوهُ فَضَحِكَ وَقَالَ: ((وَمَا أَدْرَاكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ خُذُوهَا وَاضْرِبُوا لِي بِسَهْمٍ)). [راجع: ٢٢٧٦]

(۵۷۳۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے، ان سے ابوبشر نے، ان سے ابومتوکل نے، ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ درحالت سفر عرب کے ایک قبیلہ پر گزرے۔ قبیلہ والوں نے ان کی ضیافت نہیں کی کچھ دیر بعد اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا، اب قبیلہ والوں نے ان صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس کوئی دوا یا کوئی جھاڑنے والا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: تم لوگوں نے ہمیں مہمان نہیں بنایا اور اب ہم اس وقت تک دم نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے لیے اس کی مزدوری نہ مقرر کردو۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند بکریاں دینی منظور کرلیں پھر (ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ) سورۂ فاتحہ پڑھنے لگے اور اس پر دم کرنے میں منہ کا تھوک بھی اس جگہ پر ڈالنے لگے۔ اس سے وہ شخص اچھا ہوگیا۔ چنانچہ قبیلہ والے بکریاں لے کر آئے لیکن صحابہ نے کہا کہ جب تک ہم نبی کریم ﷺ سے نہ پوچھ لیں یہ بکریاں نہیں لے سکتے، پھر جب آنحضرت ﷺ سے پوچھا تو آپ مسکرائے اور فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوگیا تھا کہ سورۂ فاتحہ سے دم بھی کیا جاسکتا ہے، ان بکریوں کو لے لو اور اس میں میرا بھی حصہ لگاؤ۔''

تشریح: بہت سے مسائل اور سورۂ فاتحہ کے فضائل کے علاوہ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا بھی جائز ہے مگر نیت، وقت صرف کرنے کی اجرت ہونا چاہیے کیونکہ تعلیم قرآن اتنا بڑا عمل ہے کہ اس کی اجرت نہیں ہوسکتی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مسئلہ معلوم نہ ہو وہ جاننے والوں سے معلوم کرلینا ضروری ہے۔ بلکہ تحقیق کرنا لازم ہے اور اندھی تقلید بالکل ناجائز ہے۔

بَابُ الشَّرْطِ فِي الرُّقْيَةِ بِقَطِيعٍ

باب: سورۂ فاتحہ سے دم جھاڑ کرنے میں بکریاں

مِنَ الْغَنَمِ — لینے کی شرط لگانا

٥٧٣٧۔ حَدَّثَنَا سِيدَانُ بْنُ مُضَارِبٍ أَبُو مُحَمَّدٍ الْبَاهِلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ يُوسُفُ بْنُ يَزِيدَ الْبَرَّاءُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْأَخْنَسِ أَبُو مَالِكٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِمْ لَدِيغٌ۔ أَوْ سَلِيمٌ۔ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَاءِ فَقَالَ: هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ؟ إِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدِيغًا۔ أَوْ سَلِيمًا۔ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَاءٍ فَبَرَأَ فَجَاءَ بِالشَّاءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَرِهُوا ذٰلِكَ وَقَالُوا: أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللّٰهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ))۔

(۵۷۳۷) ہم سے سیدان بن مضارب ابو محمد باہلی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو معشر یوسف بن یزید براء نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبیداللہ بن اخنس ابو مالک نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ چند صحابہ رضی اللہ عنہم ایک پانی سے گزرے جس کے پاس کے قبیلے میں ایک بچھو کا کاٹا ہوا (لدیغ یا سلیم راوی کو ان دونوں الفاظ کے متعلق شبہ تھا) ایک شخص تھا۔ قبیلے کا ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ لوگوں میں کوئی دم جھاڑ کرنے والا ہے۔ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کو بچھو نے کاٹ لیا ہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اس جماعت میں سے ایک صحابی اس شخص کے ساتھ گئے اور چند بکریوں کی شرط کے ساتھ اس شخص پر سورۂ فاتحہ پڑھی، اس سے وہ اچھا ہو گیا وہ صاحب شرط کے مطابق بکریاں اپنے ساتھیوں کے پاس لائے اور انہوں نے اسے قبول کر لینا پسند نہیں کیا اور کہا: اللہ کی کتاب پر تم نے اجرت لے لی۔ آخر جب سب لوگ مدینہ آئے تو عرض کیا: کہ یا رسول اللہ! ان صاحب نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہی ہے۔''

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احتیاط کو ملاحظہ کیا جائے کہ جب تک نبی کریم ﷺ سے تحقیق نہ کی بکریوں کو ہاتھ نہیں لگایا ہر مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے خاص طور پر دین و ایمان کے لئے جس قدر احتیاط سے کام لیا جائے کم ہے مگر ایسا احتیاط کرنے والے آج عنقا ہیں الا ماشاءاللہ۔ حضرت مولانا وحید الزماں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی بنا پر تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے اور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا مہر تعلیم قرآن پر کر دیا تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْعَيْنِ — باب: نظر بد لگ جانے کی صورت میں دم کرنا

٥٧٣٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ ﷺ۔ أَوْ أَمَرَ۔ أَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ. [مسلم: ٥٧٢٠؛ ابن ماجه: ٣٥١٢]

(۵۷۳۸) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، کہا مجھ سے معبد بن خالد نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن شداد سے سنا، ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ نظر بد لگ جانے پر معوذتین سے دم کر لیا جائے۔

تشریح: معوذتین اور سورہ فاتحہ پڑھنا بہترین مجرب دم ہیں نیز دعاؤں میں ((أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ)) مجرب دعا ہے۔

٥٧٣٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبِ بْنِ عَطِيَّةَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ: ((اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ)). تَابَعَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: ٥٧٢٥]

(٥٧٣٩) ہم سے محمد بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن وہب بن عطیہ دمشقی نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن ولید زبیدی نے بیان کیا، کہا ہم کو زہری نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر (نظر بد لگنے کی وجہ سے) کالے دھبے پڑ گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اس پر دم کرا دو کیونکہ اسے نظر بد لگ گئی ہے۔'' اور عقیل نے کہا: ان سے زہری نے، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ محمد بن حرب کے ساتھ اس حدیث کو عبداللہ بن سالم نے بھی زبیدی سے روایت کیا ہے۔

تشریح: اسے ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ نظر بد کا لگ جانا حق ہے جیسے کہ دوسری حدیث میں وارد ہے۔ مولانا وحید الزماں لکھتے ہیں کہ نظر بد والے پر آیت: ﴿وَإِنْ يَكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ﴾ (٦٨/ القلم: ٥١) پڑھ کر پھونکے یہ عمل مجرب ہے۔ شرکیہ دم جھاڑ کرنا قطعاً حرام بلکہ شرک ہے۔ اعاذنا الله عنهم۔ آمین

بَابٌ: اَلْعَيْنُ حَقٌّ

باب: نظر بد کا لگنا حق ہے

٥٧٤٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ. [طرفه في: ٥٩٤٤]

[مسلم: ٥٧٠١؛ ابوداود: ٣٨٧٩]

(٥٧٤٠) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نظر بد لگنا حق ہے۔'' اور آنحضرت ﷺ نے جسم پر گودنے سے منع فرمایا۔

تشریح: اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو نظر بد کا انکار کرتے ہیں اللہ نے انسانی نظر میں بڑی تاثیر رکھی ہے جیسا کہ مشاہدات سے ثابت ہو رہا ہے علم مسمریزم کی بنیاد بھی صرف انسانی نظر کی تاثیر پر ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

باب: سانپ اور بچھو کے کاٹے پر دم کرنا جائز ہے

٥٧٤١۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ الشَّيْبَانِيُّ: قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الرُّقْيَةِ مِنَ الْحُمَةِ؟

(٥٧٤١) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان شیبانی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن اسود نے اور ان کے والد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے

فَقَالَتْ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِي حُمَةٍ. [مسلم: ٥٧١٧]

کہا: ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کی نبی کریم ﷺ نے اجازت دی ہے۔

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ نے بیماری سے شفا کے لیے کیا دعا پڑھی ہے؟

٥٧٤٢- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ: يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ: أَلَا أَرْقِيكَ بِرُقْيَةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: بَلَى قَالَ: ((اَللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَأْسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). [ابوداود: ٣٨٩٠؛ ترمذي: ٩٧٣]

(٥٧٤٢) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا کہ میں اور ثابت بنانی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ثابت نے کہا: ابوحمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت) میری طبیعت خراب ہوگئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر کیوں نہ میں تم پر وہ دعا پڑھ کر دم کر دوں جسے رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ ثابت نے کہا: ضرور کیجیے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس پر یہ دعا پڑھ کر دم کیا: ''اے اللہ! لوگوں کے رب! تکلیف کو دور کر دینے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں، ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری بالکل باقی نہ رہے۔''

تشریح: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور نبی کریم ﷺ کی طبیعت اس وقت کچھ ناساز تھی تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان لفظوں سے آپ پر دم کیا: ((بِسْمِ اللهِ اَرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيكَ)) (رواہ مسلم) دم جھاڑ کرنے والوں کو ایسی مسنون و ماثور دعاؤں سے دم کرنا چاہیے اور خود ساختہ دعاؤں سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مسنون دعاؤں سے دم کرنا کرانا بھی سنت ہے اور یقیناً مسنون دعاؤں سے دم کرنے کرانے کا بڑا زبردست اثر ہوتا ہے۔

٥٧٤٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنَى وَيَقُولُ: ((اَللَّهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)).

وَقَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِي

(٥٧٤٣) ہم سے عمرو بن علی فلاس نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے سلیمان اعمش نے، ان سے مسلم بن صبیح نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے بعض (بیماروں) پر یہ دعا پڑھ کر دم کرتے اور اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! لوگوں کے پالنے والے! تکلیف کو دور کر دے، اسے شفا دے دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری باقی نہ رہ جائے۔'' سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ. [راجع: ٥٦٧٥]

حدیث منصور بن معتمر کے سامنے بیان کی، تو انہوں نے مجھ سے یہ ابراہیم نخعی سے بیان کی، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح بیان کی۔

٥٧٤٤۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَرْقِي يَقُولُ: ((امْسَحِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ)). [راجع: ٥٦٧٥]

(۵۷۴۴) مجھ سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر بن شمیل نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ دم کیا کرتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے: ''تکلیف کو دور کر دے اے لوگوں کے پالنہار! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے، تیرے سوا تکلیف کو دور کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔''

تشریح: یہ فرما کر آپ نے شرک کی جڑ، بنیاد اکھیڑ دی۔ جب اس کے سوا کوئی درد دکھ تکلیف دفع نہیں کر سکتا تو اس کے سوا کسی بت، دیوتا یا پیر کو پکارنا محض نادانی وحماقت ہے۔ اس سے قبوریوں کو سبق لینا چاہیے جو دن رات اہل قبور سے استمداد کرتے رہتے ہیں اور مزارات بزرگوں کو قبلہ حاجات سمجھے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ خود قرآن پاک کا بیان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ﴾ (۲۲/الحج:۷۳) حاجات کے لئے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو یہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اس آیت میں سارے دیوی دیوتا پیروں ولیوں کے متعلق کہا گیا ہے جن کو لوگ پوجتے ہیں۔

٥٧٤٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: ((بِسْمِ اللَّهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَبِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا)). [طرفه في: ٥٧٤٦] [مسلم: ٥٧١٩؛ ابوداود: ٣٨٩٥؛ ابن ماجه: ٣٥٢١]

(۵۷۴۵) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدربہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے عمرہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ مریض کے لیے (کلمے کی انگلی زمین پر لگا کر) یہ دعا پڑھتے تھے: ''اللہ کے نام کی مدد سے ہماری زمین کی مٹی، ہم میں سے کسی کے تھوک کے ساتھ تاکہ ہمارا مریض شفا پا جائے ہمارے رب کے حکم سے۔''

٥٧٤٦۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ فِي الرُّقْيَةِ: ((تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا)). [راجع: ٥٧٤٥]

(۵۷۴۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن سعید نے، انہیں عمرہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دم کرتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''ہماری زمین کی مٹی اور ہمارا بعض تھوک ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا ہو۔''

تشریح: نووی رحمہ اللہ نے کہا نبی کریم ﷺ اپنا تھوک کلمے کی انگلی پر لگا کر اس کو زمین پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے پھر وہ مٹی زخم یا درد کے مقام پر لگواتے

اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی تھی ۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں:"وان هذا من باب التبرك باسماء الله تعالى وآثار رسوله وأما وضع الاصبع بالارض فلعله لخاصيته فى ذالك او لحكمة اخفاء آثار القدرة بمباشرة الاسباب المعتادة" (فتح جلد ۱۰/ صفحہ ۲۵۶) یعنی یہ اللہ پاک کے مبارک ناموں کے ساتھ برکت حاصل کرنا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کے ساتھ اس پر انگلی رکھنا پس یہ شاید اس کی خاصیت کی وجہ سے ہو یا آثار قدرت کی کوئی پوشیدہ حکمت اس میں ہو جو اسباب ظاہری کے ساتھ میل رکھتی ہو آثار رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ انگلی مراد ہے جو آپ زمین پر رکھ کر مٹی لگا کر دعا پڑھتے تھے۔ بناوٹی آثار مراد نہیں ہیں۔

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ

باب: دعا پڑھ کر مریض پر پھونک مارنا اس طرح کہ منہ سے ذرا سا تھوک بھی نکلے

٥٧٤٧۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ)). وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ: وَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هَذَا الْحَدِيثَ فَمَا أُبَالِيهَا. [راجع:٣٢٩٢]

(۵۷۴۷) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے بیان کیا کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے سنا، کہا میں نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''بیشک اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور حلم (براخواب جس میں گھبراہٹ ہو) شیطان کی طرف سے ہوتا ہے، اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص کوئی ایسا خواب دیکھے جو برا ہو تو جاگتے ہی تین مرتبہ بائیں طرف تھو تھو کرے اور اس خواب کی برائی سے اللہ کی پناہ مانگے، اس طرح خواب کا اسے نقصان نہیں ہوگا۔'' اور ابوسلمہ نے کہا: پہلے بعض خواب مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہوتے تھے جب سے میں نے یہ حدیث سنی اور اس پر عمل کرنے لگا، اب مجھے کوئی پروا نہیں ہوتی۔

تشریح: حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اللہ کی پناہ چاہنا یہی منتر ہے منتر میں پھونکنا تھو تھو کرنا بھی ثابت ہوا۔

٥٧٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ: ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ

(۵۷۴۸) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے، ان سے ابن شہاب زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لیے لیٹتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں پر ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ سب پڑھ کر دم کرتے، پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر اور جسم کے جس حصہ تک ہاتھ

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذَلِكَ بِهِ قَالَ يُونُسُ: كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذَلِكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ.

[راجع: ٥٠١٧]

پہنچ پاتا پھیرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوتے تو آپ مجھے اسی طرح کرنے کا حکم دیتے تھے۔ یونس نے بیان کیا کہ میں نے ابن شہاب کو بھی دیکھا کہ وہ جب اپنے بستر پر لیٹتے اسی طرح ان کو پڑھ کر دم کیا کرتے تھے۔

تشریح: ان سورتوں کا پڑھ کر دم کرنا مسنون ہے اللہ پاک جملہ بدعات مروجہ وشرکیہ دم جھاڑوں سے بچا کر سنت ماثورہ دعاؤں کو وظیفہ بنانے کی ہر مسلمان کو سعادت بخشے۔ آمین

٥٧٤٩ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَهْطًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ انْطَلَقُوا فِي سَفْرَةٍ سَافَرُوهَا حَتَّى نَزَلُوا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذَلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَوْ أَتَيْتُمْ هَؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِينَ قَدْ نَزَلُوا بِكُمْ لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوا: يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ! إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ لَا يَنْفَعُهُ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِنْكُمْ شَيْءٌ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نَعَمْ وَاللَّهِ! إِنِّي لَرَاقٍ وَلَكِنْ وَاللَّهِ! قَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُونَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَكُمْ حَتَّى تَجْعَلُوا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوهُمْ عَلَى قَطِيعٍ مِنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ حَتَّى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِي مَا بِهِ قَلَبَةٌ قَالَ: فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِي صَالَحُوهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اقْسِمُوا فَقَالَ: الَّذِي رَقَى لَا تَفْعَلُوا حَتَّى نَأْتِيَ

(٥٧٤٩) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے ابو بشر (جعفر) نے، ان سے ابو متوکل علی بن داؤد نے اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ (۳۰۰) ایک سفر کے لیے روانہ ہوئے جسے انہیں طے کرنا تھا راستے میں انہوں نے عرب کے ایک قبیلہ میں پڑاؤ کیا اور چاہا کہ قبیلہ والے ان کی مہمانی کریں لیکن انہوں نے انکار کیا۔ پھر اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا اسے اچھا کرنے کی ہر طرح کوشش انہوں نے کر ڈالی لیکن کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر انہیں میں سے کسی نے کہا: یہ لوگ جنہوں نے تمہارے قبیلہ میں پڑاؤ کر رکھا ہے ان کے پاس بھی چلو، ممکن ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی منتر ہو۔ چنانچہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آئے اور کہا: لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا ہے ہم نے ہر طرح کی بہت کوشش اس کے لیے کر ڈالی لیکن کسی سے کوئی فائدہ نہیں ہوا کیا تم لوگوں میں سے کسی کے پاس اس کے لیے کوئی منتر ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب (ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ) نے کہا: ہاں واللہ! میں جھاڑنا جانتا ہوں لیکن ہم نے تم سے کہا تھا کہ تم ہماری مہمانی کرو (ہم مسافر) ہیں تو تم نے انکار کر دیا تھا اس لیے میں بھی اس وقت تک نہیں جھاڑوں گا جب تک تم میرے لیے اس کی مزدوری نہ ٹھہرا دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ بکریوں (۳۰) پر معاملہ کر لیا اب یہ صحابی روانہ ہوئے یہ زمین پر تھوکتے جاتے اور الحمد للہ رب العالمین پڑھتے جاتے اس کی برکت سے وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کی رسی کھل گئی ہو اور وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اسے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ بیان کیا کہ پھر وعدہ کے مطابق قبیلہ والوں نے اس صحابی کی مزدوری (۳۰ بکریاں) ادا کر دی

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ: ((وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ؟ أَصَبْتُمُ اقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِيْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ)).

[راجع: ٢٢٧٦]

بعض لوگوں نے کہا کہ ان کو تقسیم کرلو لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا انہوں نے کہا: ابھی نہیں، پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں پوری صورت حال آپ کے سامنے بیان کردیں پھر دیکھیں آنحضرت ﷺ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں۔ چنانچہ سب لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوگیا تھا کہ اس سے دم کیا جاسکتا ہے؟ تم نے بہت اچھا کیا جاؤ ان کو تقسیم کرلو اور میرا بھی اپنے ساتھ ایک حصہ لگاؤ۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر قرآن مجید پڑھنے پڑھانے پر اپنے ایثار وقت کی مناسب اجرت لی جاسکتی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہوا کہ مشکوک امور کے لئے شریعت کی روشنی میں علماء سے تحقیق کرلینا ضروری ہے۔ آیت: ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (١٦/النحل:٤٣) کا یہی مطلب ہے کہ جو بات نہ جانتے ہو اس کو جاننے والوں سے پوچھ لو جو لوگ اس آیت سے تقلید شخصی نکالتے ہیں وہ انتہائی جرأت کرتے ہیں یہ آیت تو تقلید شخصی کو کاٹ کر ہر مسلمان کو تحقیق کا حکم دے رہی ہے۔

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِيْ فِي الْوَجَعِ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى

باب: بیمار پر دم کرتے وقت درد کی جگہ پر داہنا ہاتھ پھیرنا

٥٧٥٠۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ: ((أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا)). فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُوْرٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهِ.

[راجع: ٥٦٧٥]

(٥٧٥٠) ہم سے عبداللہ بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے مسلم بن ابو صبیح نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (اپنے گھر کے) بعض لوگوں پر دم کرتے وقت اپنا داہنا ہاتھ پھیرتے (اور یہ دعا پڑھتے تھے) ''تکلیف کو دور کردے اے لوگوں کے رب! اور شفا دے، تو ہی شفا دینے والا ہے، شفا وہی ہے جو تیری طرف سے ہو ایسی شفا کہ بیماری ذرا بھی باقی نہ رہ جائے۔'' (سفیان نے کہا کہ پھر میں نے یہ منصور سے بیان کیا تو انہوں نے مجھ سے ابراہیم نخعی سے بیان کیا، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس ہی کی طرح بیان کیا۔

تشریح: اس حدیث کی روشنی میں لفظ دست شفا رائج ہوا ہے۔ بعض ہاتھوں میں اللہ پاک یہ اثر رکھ دیتا ہے کہ وہ دم کریں یا کوئی نسخہ لکھ کر دیں اللہ ان کے ذریعہ سے شفا دیتا ہے ہر حکیم، ڈاکٹر، وید کو یہ خوبی نہیں ملتی۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ الْمَرْأَةِ تَرْقِي الرَّجُلَ

باب: عورت مرد پر دم کرسکتی ہے

٥٧٥١۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي مَرَضِهِ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنَا أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ فَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ: كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ؟ قَالَ: يَنْفِثُ عَلَى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ. [راجع: ٤٤٣٩]

(٥٧٥١) مجھ سے عبداللہ بن محمد جعفی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مرض وفات میں معوذات پڑھ کر پھونکتے تھے، پھر جب آپ کے لیے یہ دشوار ہوگیا تو میں آپ ﷺ پر دم کیا کرتی تھی اور برکت کے لیے آپ کا ہاتھ آپ پر پھیر دیتی۔ معمر نے پوچھا کہ آنحضرت ﷺ کس طرح دم کیا کرتے تھے؟ ابن شہاب نے کہا: آنحضرت ﷺ پہلے اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر ان کو چہرے پر پھیر لیتے۔

تشریح: اس طرح معوذات کی تاثیر ہاتھوں میں اثر کر کے پھر چہرے پر بھی تاثرات پیدا کر دیتی ہے جو چہرے سے نمایاں ہونے لگتے ہیں اس لئے معوذات کا دم کرنا اور ہاتھوں کو چہرے پر پھیرنا بھی مسنون ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرْقِ

باب: دم جھاڑ نہ کرانے کی فضیلت

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں: "قال ابن الاثير هذا من صفة الاولياء المعرضين عن الدنيا واسبابها وعلائقها وهؤلاء هم خواص الاولياء ولا يرد على هذا وقوع ذالك من النبي ﷺ فعلا وامرا لانه كان فى اعلى مقامات العرفان ودرجات التوكل فكان ذالك منه للتشريع وبيان الجواز" (فتح جلد١٠/ صفحه ٢٦٥) یعنی یہ اولیائے اللہ کی صفت ہے جو دنیا اور اسباب وعلائق دنیا سے بالکل منہ موڑ لیتے ہیں اور یہ خاص الخاص اولیا ہوتے ہیں۔ اس سے اس پر کوئی شبہ وارد نہیں کیا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے دم جھاڑ کرنا کرانا اور اس کے لئے حکم فرمانا ثابت ہے چونکہ نبی کریم ﷺ کو عرفان اور توکل کے اعلیٰ ترین درجات حاصل ہیں پس آپ نے شریعت میں ایسے امور بطور جواز کے خود کئے اور بتلائے۔

٥٧٥٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنُ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُونَ أُمَّتِي فَقِيلَ: هَذَا مُوسَى فِي قَوْمِهِ ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ لِي:

(٥٧٥٢) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے حصین بن نمیر نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمن نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: "(خواب میں) مجھ پر تمام امتیں پیش کی گئیں۔ بعض نبی گزرتے اور ان کے ساتھ (ان کی اتباع کرنے والا) صرف ایک ہوتا، بعض گزرتے اور ان کے ساتھ دو ہوتے بعض کے ساتھ پوری جماعت ہوتی اور کسی کے ساتھ کوئی جماعت نہ ہوتی اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوتا، پھر میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس سے آسمان کا کنارہ ڈھک گیا تھا میں سمجھا کہ یہ میری ہی امت ہوگی لیکن مجھ سے کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت کے لوگ ہیں، پھر مجھ

انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيلَ: هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ)). فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوا: أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلٰكِنَّا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَاؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((هُمُ الَّذِينَ لَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَكْتَوُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ)). فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ)). [راجع: ٣٤١٠]

سے کہا کہ دیکھو میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمانوں کا کنارہ ڈھانپ لیا ہے۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ ادھر دیکھو! ادھر دیکھو میں نے دیکھا کہ بہت سی جماعتیں ہیں جو تمام افق پر محیط تھیں۔ کہا گیا: یہ تمہاری امت ہے اور اس میں سے ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بلا حساب کتاب جنت میں داخل کیے جائیں گے۔'' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم مختلف جگہوں میں اٹھ کر چلے گئے اور آنحضرت ﷺ نے اس کی وضاحت نہیں کی کہ یہ ستر ہزار لوگ کون ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپس میں اس کے متعلق مذاکرہ کیا اور کہا کہ ہماری پیدائش تو شرک میں ہوئی تھی، البتہ بعد میں ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے لیکن یہ ستر ہزار ہمارے بیٹے ہوں گے جو پیدائش ہی سے مسلمان ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ستر ہزار وہ لوگ ہوں گے جو بدفالی نہیں کرتے، نہ منتر سے جھاڑ پھونک کراتے ہیں اور نہ داغ لگاتے ہیں بلکہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔'' یہ سن کر حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ فرمایا: ''ہاں۔'' ایک دوسرے صاحب (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے کھڑے ہو کر عرض کیا: میں بھی ان میں سے ہوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عکاشہ تم سے بازی لے گئے۔'' (تم سے پہلے عکاشہ کے لیے جو ہونا تھا وہ ہو چکا)۔

تشریح: یہ ستر ہزار بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم اور اولیائے امت ہوں گے ورنہ امت محمد یہ تو کروڑوں اربوں گزر چکی ہے اور ہر وقت دنیا میں کروڑہا کروڑ رہتی ہے ستر ہزار کا ان اربوں میں کیا شمار بہر حال امت محمدی تمام امتوں سے زیادہ ہوگی اور آپ اپنی امت کی یہ کثرت دیکھ کر فخر کریں گے۔ یا اللہ آپ کی پیاری امت میں ہمارا بھی حشر فرمانا اور آپ کا حوض کوثر پر دیدار نصیب فرمانا۔ آمین یا رب العالمین۔

بَابُ الطِّيَرَةِ

باب: بدشگونی لینے کا بیان

تشریح: جسے عربی میں طیرۃ کہتے ہیں عرب لوگ جب کسی کام کے لئے باہر نکلتے تو پرندہ اڑاتے اگر وہ دائیں طرف اڑتا تو نیک فال سمجھتے اگر بائیں طرف اڑتا تو منحوس جان کر واپس لوٹ آتے۔ جہال آج کل بھی ایسے خیالات فاسدہ میں مبتلا ہیں۔

٥٧٥٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

(٥٧٥٣) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے، کہا ہم سے یونس بن یزید ایلی نے، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امراض

قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ)). [راجع: ٢٠٩٩]

میں چھوت چھات کی اور بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اگر نحوست ہوتی تو یہ صرف تین چیزوں میں ہوتی: عورت، گھر اور گھوڑے میں۔''

تشریح: بدشگونی کے لغو ہونے پر سب عقلا کا اتفاق ہے مگر چھوت کے معاملہ میں بعض اطبا اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض امراض متعدی ہوتے ہیں مثلاً جذام اور طاعون وغیرہ، ہم کہتے ہیں کہ یہ تمہارا وہم ہے اگر وہ درحقیقت متعدی ہوتے تو ایک گھر کے یا ایک شہر کے سب لوگ مبتلا ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہوتا بلکہ ایک گھر میں ہی کچھ لوگ بیمار ہوتے اور کچھ تندرست رہ جاتے ہیں جیسا کہ عام مشاہدہ ہے۔

٥٧٥٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ)). قَالُوا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)). [طرفه في: ٥٧٥٥] [مسلم: ٥٧٩٨]

(۵۷۵۴) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی کی کوئی اصل نہیں، البتہ نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نیک فال کیا چیز ہے؟ فرمایا: ''تم میں سے کسی کا کوئی نیک بات سننا۔''

تشریح: مثلاً بیمار آدمی سلامتی تندرستی کا سن پائے یا لڑائی پر جانے والا شخص راستے میں کسی ایسے شخص سے ملے جس کا نام فتح خاں ہو اس سے فال نیک لیا جا سکتا ہے کہ لڑائی میں فتح ہماری ہوگی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ الْفَأْلِ

باب: نیک فال لینا کچھ برا نہیں ہے

٥٧٥٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ)). قَالَ: وَمَا الْفَأْلُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ)). [راجع: ٥٧٥٤]

(۵۷۵۵) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی کی کوئی اصل نہیں اور اس میں بہتر فال نیک ہے۔'' لوگوں نے پوچھا: نیک فال کیا ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: ''کلمہ صالحہ (نیک بات) جو تم میں سے کوئی سنے۔''

٥٧٥٦ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ)). [طرفه في: ٥٧٧٦] [ابوداود: ٣٩١٦؛ ترمذي: ١٦١٥]

(۵۷۵۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوت لگ جانے کی کوئی اصل نہیں اور نہ بدشگونی کی کوئی اصل ہے اور مجھے اچھی فال پسند ہے۔'' یعنی کوئی کلمہ خیر اور نیک بات جو کسی کے منہ سے سنی جائے (جیسا کہ اوپر بیان ہوا)۔

تشریح: حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے سامنے بدشگونی کا ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ "فاذا رای احدکم شیئا ما یکرہ فلیقل اللھم لا یاتی بالحسنات الا انت ولا یدفع السیئات الا انت ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔" (فتح جلد ۱۰/ صفحہ ۲۶۳) یعنی اگر تم میں سے کوئی ایسی مکروہ چیز دیکھے تو کہے یا اللہ! تمام بھلائیاں لانے والا تو ہی ہے اور برائیوں کا دفع کرنے والا بھی تیرے سوا کوئی نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت اور ان کا سرچشمہ اے اللہ! تو ہی ہے۔

بَابٌ: لَا هَامَةَ

باب: اُلو کو منحوس سمجھنا لغو ہے

٥٧٥٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ)). [راجع:٥٧٠٧]

(۵۷۵۷) ہم سے محمد بن حکم نے بیان کیا، کہا ہم کو نضر بن شمیل نے خبر دی، کہا ہم کو اسرائیل نے خبر دی، کہا ہم کو ابوحصین (عثمان بن عاصم اسدی) نے بیان کیا، انہیں ابوصالح ذکوان نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوت لگ جانا یا بدشگونی یا الو یا صفر کی نحوست یہ کوئی چیز نہیں ہے۔''

تشریح: الو یعنی بوم ایک شکاری پرندہ ہے اس کو دن میں نہیں سوجھتا تو بیچارہ رات کو نکلا کرتا ہے۔ آدمیوں کے ڈر سے اکثر جنگل اور ویرانہ میں رہتا ہے۔ عرب لوگ الو کو منحوس سمجھتے ان کا اعتقاد یہ تھا کہ آدمی کی روح مرنے کے بعد الو کے قالب میں آ جاتی ہے اور پکارتی پھرتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس لغو خیال کا رد کیا۔ صفر پیٹ کا ایک کیڑا ہے جو بھوک کے وقت پیٹ کو نوچتا ہے، کبھی آدمی اس کی وجہ سے مر جاتا ہے عرب لوگ اس بیماری کو متعدی جانتے تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے صفر کے یہی معنی نقل کئے ہیں۔ بعض نے کہا صفر سے وہ مہینہ مراد ہے جو محرم کے بعد آتا ہے۔ عرب لوگ اسے بھی منحوس سمجھتے تھے اب تک ہندوستان میں بعض لوگ تیرہ تیزی کو منحوس جانتے اور ان دنوں میں شادی بیاہ نہیں کرتے۔

بَابُ الْكِهَانَةِ

باب: کہانت کا بیان

تشریح: کہانت کی برائی میں سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "من اتی کاھنا او عرافا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد۔" یعنی جو کوئی کسی کاہن یا کسی پنڈت کے پاس کسی غیب کی بات کو معلوم کرنے گیا اور پھر اس کی تصدیق کی تو اس نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو چیز اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہوئی ہے۔ یعنی وہ منکر قرآن ہو گیا کاہن عرب میں وہ لوگ تھے جو آیندہ کی باتیں لوگوں کو بتلایا کرتے تھے اور ہر ایک شخص سے اس کی قسمت کا حال کہتے یونان سے عرب میں کہانت آئی تھی۔ یونان میں کوئی کام بغیر کاہن سے مشورہ لئے نہ کرتے۔ بعض کاہن یہ دعویٰ کرتے کہ جن ان کے تابع ہیں، وہ ان کو آیندہ کی بات بتلا دیتے ہیں ایسے جھوٹے مکار لوگ بعض پنڈتوں اور بعض ملا، مشائخ کی شکل میں آج بھی موجود ہیں مگر اب ان کا جھوٹ فریب الم نشرح ہو گیا ہے پھر بھی کچھ سادہ لوح لوگ مرد و زن ان کے بہکانے میں آ جاتے ہیں۔

٥٧٥٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ

(۵۷۵۸) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ قبیلۂ ہذیل کی دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے جھگڑا کیا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک عورت (ام عطیف بنت مروح) نے دوسری کو پتھر پھینک کر مارا (جس کا نام ملیکہ بنت عویمر تھا) پتھر عورت کے

وَلَدَهَا الَّذِي فِي بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ مَا فِي بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِي غُرِمَتْ: كَيْفَ أَغْرَمُ؟ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَنْ لَا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)). [أطرافه في: ٥٧٥٩، ٥٧٦٠، ٦٧٤٠، ٦٩٠٤، ٦٩٠٩، ٦٩١٠].

پیٹ میں جا کر لگا۔ یہ عورت حاملہ تھی، اس لیے اس کے پیٹ کا بچہ (پتھر کی چوٹ سے) مر گیا۔ یہ معاملہ دونوں فریق نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ ﷺ نے فیصلہ کیا کہ عورت کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک غلام یا باندی آزاد کرنا ہے جس عورت پر تاوان واجب ہوا تھا اس کے ولی (حمل بن مالک بن نابغہ) نے کہا: یارسول اللہ! میں ایسی چیز کی دیت کیسے دے دوں جس نے نہ کھایا نہ پیا نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت اس کی آواز ہی سنائی دی؟ ایسی صورت میں تو کچھ بھی دیت نہیں ہوسکتی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: "یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔"

تشریح: جب ہی تو کاہنوں کی طرح مسجع اور مقفی فقرے بولتا ہے: " وانما لم يعاقبه لانه ﷺ كان مامورا بالصفح عن الجاهلين وفى الحديث من الفوائد ايضا رفع الجناية للحاكم ووجب الدية فى الجنين ولو خرج ميتا۔" (فتح جلد۱۰/ صفحہ۲۶۸) یعنی حمل بن مالک کے اس کہنے پر آپ نے اس کو کوئی عتاب نہیں فرمایا اس لئے کہ جاہلوں سے درگزر کرنا اسی کے لئے آپ مامور تھے اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں جیسے مقدمہ حاکم کے پاس لے جانا اور جنین اگرچہ مردہ پیدا ہوا ہو مگر اس کی دیت کا واجب ہونا یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کا بیان شاعرانہ تخیل تھا حقیقت میں اس کی کوئی اصلیت نہ تھی۔

٥٧٥٩۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضَى فِيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ. [راجع: ٥٧٥٨] [مسلم: ٤٣٨٩؛ نسائي: ٤٨٣٣]

(۵۷۵۹) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ دو عورتیں تھیں۔ ایک نے دوسری کو پتھر دے مارا جس سے اس کے پیٹ کا حمل گر گیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس معاملہ میں ایک غلام یا لونڈی کا دیت میں دیے جانے کا فیصلہ کیا۔

٥٧٦٠۔ ح وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَضَى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ: الَّذِي قُضِيَ عَلَيْهِ: كَيْفَ أَغْرَمُ؟ مَنْ لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذَلِكَ يُطَلُّ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّمَا هَذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ)). [راجع:٥٧٥٨] [مسلم: ٤٣٩٠؛ ابوداود: ٤٥٧٧؛ ترمذي: ٢١١١؛

(۵۷۶۰) اور ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے حضرت سعید بن مسیب نے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنین جسے اس کی ماں کے پیٹ میں مار ڈالا گیا ہو کی دیت کے طور پر ایک غلام یا ایک باندی دیے جانے کا فیصلہ کیا تھا جسے دیت دینی تھی اس نے کہا: ایسے بچے کی دیت آخر کیوں دوں جس نے نہ کھایا، نہ پیا نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت آواز ہی نکلی؟ ایسی صورت میں تو دیت نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ شخص تو کاہنوں کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔"

نسائي: ٤٨٣٢]

تشریح: جو کچھ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ فرمایا وہی برحق تھا باقی اس شخص کی مفوات تھیں جن کو نبی کریم ﷺ نے کہانت سے تشبیہ دے کر مثل کہانت کے باطل ٹھہرا دیا۔

٥٧٦١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ. [راجع: ٢٢٣٧]

(۵۷۶۱) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے اور ان سے ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت، زنا کی اجرت اور کاہن کی کہانت کی وجہ سے ملنے والے ہدیہ سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: یعنی ایک مؤمن مسلمان کے لئے ان کا کھانا، لینا حرام ہے۔ کتے کی قیمت، زانیہ عورت کی اجرت اور کاہنوں کے تحائف ان کا لینا اور کھانا قطعاً حرام ہے۔

٥٧٦٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ: ((لَيْسَ بِشَيْءٍ)). فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهِ فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ)). قَالَ عَلِيٌّ: قَالَ عَبْدُالرَّزَّاقِ: مُرْسَلٌ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدَهُ. [راجع: ٣٢١٠] [مسلم: ٥٨١٦، ٥٨١٧، ٥٨١٨]

(۵۷۶۲) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے، انہیں عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے متعلق پوچھا: آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اس کی کوئی بنیاد نہیں۔“ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! بعض اوقات وہ ہمیں ایسی چیزیں بھی بتاتے ہیں جو صحیح ہو جاتی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ”یہ کلمہ حق ہوتا ہے۔ اسے کاہن کسی جن سے سن لیتا ہے وہ جن اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈال جاتا ہے اور پھر یہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔“ علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ عبدالرزاق اس کلمہ ”تلك الكلمة من الحق“ کو مرسلاً روایت کرتے تھے، پھر انہوں نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی کہ عبدالرزاق نے اس کے بعد اسے مسنداً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

تشریح: قسطلانی نے کہا یہ کہانت یعنی شیطان جو آسمان پر جا کر فرشتوں کی بات اڑا لیتے تھے نبی کریم ﷺ کی بعثت سے موقوف ہو گئی اب آسمان پر اتنا شدید پہرہ ہے کہ شیطان وہاں پھٹکنے نہیں پاتے نہ اب ویسے کاہن موجود ہیں جو شیطان سے تعلق رکھتے تھے ہمارے زمانے کے کاہن محض اٹکل پچو بات کرتے ہیں۔

بَابُ السِّحْرِ

باب: جادو کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾ [البقرة: ١٠٢] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَى﴾ [طه: ٦٩] وَقَوْلِهِ: ﴿أَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾ [الانبياء:٣] وَقَوْلِهِ: ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَى﴾ [طه:٦٦] وَقَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ [الفلق:٤] وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ ﴿تُسْحَرُوْنَ﴾ [المومنون: ٨٩] تُعَمَّوْنَ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں فرمایا: ''لیکن شیطان کافر ہو گئے وہی لوگوں کو سحر یعنی جادو سکھلاتے ہیں اور اس علم کی بھی تعلیم دیتے ہیں جو مقام بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا اور وہ دونوں کسی کو بھی اس علم کی باتیں نہیں سکھلاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیتے دیکھو! اللہ نے ہم کو دنیا میں آزمائش کے لیے بھیجا ہے تو جادو سیکھ کر کافر مت بن، مگر لوگ ان دونوں کے اس طرح کہہ دینے پر بھی ان سے وہ جادو سیکھ ہی لیتے جس سے وہ مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دیتے ہیں اور یہ جادوگر جادو کی وجہ سے بغیر اللہ کے حکم کے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ غرض وہ علم سیکھتے ہیں جس سے فائدہ تو کچھ نہیں الٹا نقصان ہے اور یہودیوں کو بھی معلوم ہے کہ جو کوئی جادو سیکھے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ رہا۔'' اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: ''جادوگر جہاں بھی جائے کمبخت بامراد نہیں ہوتا۔'' اور سورۂ انبیاء میں فرمایا: ''کیا تم دیکھ سمجھ کر جادو کی پیروی کرتے ہو۔'' اور سورۂ طٰہٰ میں فرمایا: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ رسیاں اور لاٹھیاں سانپ کی طرح دوڑ رہی ہیں۔'' اور سورۂ فلق میں فرمایا: ''اور بدی ہے ان عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک مارتی ہیں۔'' اور سورۂ مومنون میں فرمایا: ﴿فَأَنَّى تُسْحَرُوْنَ﴾ یعنی ''پھر تم پر کیا جادو کی مار ہے۔''

٥٧٦٣ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَحَرَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهُ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتَّى كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهُوَ عِنْدِيْ لَكِنَّهُ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ

(٥٧٦٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ اشعری نے بیان کیا، کہا ہم کو عیسیٰ بن یونس نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بنی زریق کے ایک شخص یہودی لبید بن اعصم نے رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا تھا اور اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کسی چیز کے متعلق خیال کرتے کہ آپ نے وہ کام کر لیا ہے حالانکہ آپ ﷺ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن یا (راوی نے بیان کیا کہ) ایک رات آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعا کر رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں پوچھ رہا تھا، اس نے اس کا جواب مجھے دے دیا۔ میرے پاس دو (فرشتے حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام) آئے ایک میرے سر کی طرف کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کی طرف۔ ایک نے

الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ: فِي أَيِّ شَيْءٍ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُبِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ)) فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! كَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ أَوْ كَأَنَّ رُؤُوْسَ نَخْلِهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ: ((قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا)) فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ: ((فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ: الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعْرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ. [راجع:٣١٧٥]

اپنے دوسرے ساتھی سے پوچھا: ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے کہا: ان پر جادو ہوا ہے۔ اس نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس چیز میں؟ جواب دیا: کنگھے اور سر کے بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھے ہوئے ہیں۔ سوال کیا: اور یہ جادو ہے کہاں؟ جواب دیا: ذروان کے کنویں میں۔'' پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر اپنے چند صحابہ ؓ کے ساتھ تشریف لے گئے اور جب واپس آئے تو فرمایا: ''عائشہ! اس کا پانی ایسا (سرخ) تھا جیسے مہندی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر (اوپر کا حصہ) شیطان کے سروں کی طرح تھے۔'' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے اس جادو کو باہر کیوں نہیں کر دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے عافیت دے دی، اس لیے میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اب میں خواہ مخواہ لوگوں میں اس برائی کو پھیلاؤں۔'' پھر آنحضرت ﷺ نے اس جادو کا سامان کنگھی بال خرما کا غلاف اسی میں دفن کرا دیا۔ عیسیٰ بن یونس کے ساتھ اس حدیث کو ابواسامہ اور ابوضمرہ (انس بن عیاض) اور ابن ابی الزناد تینوں نے ہشام سے روایت کیا اور لیث بن سعد اور سفیان بن عیینہ نے ہشام سے یوں روایت کیا ہے ''فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ'' ابوعبداللہ امام بخاری ؒ نے کہا: مشاطة اسے کہتے ہیں جو بال کنگھی کرنے میں نکلیں سر یا داڑھی کے اور مشاقة روئی کے تار، یعنی سوت کے تار کو کہتے ہیں۔

تشریح: ''قال النووی خشی من اخراجه واشاعته ضررا علی المسلمین من تذکر السحر وتعلمه ونحو ذالك وهو من باب ترك المصلحة خوف المفسدة۔'' (فتح جلد ١٠/ صفحہ ٢٨٣) نووی ؒ نے کہا کہ آپ نے اس جادو کے نکالنے اور اس کا ذکر پھیلانے سے احتراز فرمایا تاکہ جادو کے سکھانے اور اس کے ذکر کرنے سے مسلمانوں کو نقصان نہ ہو۔ اسی خوف فساد کی بنا پر مصلحت کے تحت آپ نے اسی وقت اس کا خیال چھوڑ دیا۔

بَابٌ: أَلشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ

باب: شرک اور جادو ان گناہوں میں سے ہیں جو آدمی کو تباہ کر دیتے ہیں

تشریح: جادو وہ خلاف عادت امر ہے جو شریر اور بدکار شخص سے صادر ہو۔ جمہور کا قول یہی ہے کہ جادو کی حقیقت ہے جمہور کا یہ بھی قول ہے کہ جادو کا اثر صرف تغیر مزاج میں ہوتا ہے لیکن حقیقت کا بدلنا کہ جمادات حیوانات ہو جائے یا حیوان جمادات بن جائے یہ جادو سے ناممکن ہے۔ معجزہ اور کرامت اور جادو میں یہ فرق ہے کہ جادوگر سفلی اعمال کا محتاج ہوتا ہے اور دوسرے سامان کا مثلاً ناریل، گیر، و مردے کی ہڈیاں وغیرہ، اور کرامت میں اس سامان کی ضرورت نہیں ہوتی اور معجزہ میں پیغمبری کا دعویٰ ہوتا ہے اور اظہار اور مقابلہ مخالفین سے اور کرامت کو اولیائے اللہ لوگوں سے چھپاتے ہیں دعویٰ اور

مقابلہ تو کیسا، چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ الکرامۃ حیض الرجال جادو کی کئی قسمیں ہیں جن کو شاہ عبدالعزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی میں تفصیل سے بیان کیا ہے مسمریزم بھی جادو کی ایک قسم ہے جادو کا توڑ جس عمل سے ہوتا ہے اگر اس میں شرکیہ کفریہ لفظوں کا دخل نہیں ہے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ سبز بیری کے سات پتے لے کران کو دو پتھروں میں کچل دے پھران پر پانی ڈالے اور آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھے پھر تین چلو اس کے پانی میں سے لے کر سحر زدہ کو پلادے اور اس پانی سے اسے غسل دے ان شاءاللہ جادو چلا جائے گا۔ (وحیدی)

٥٧٦٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اجْتَنِبُوا الْمُوْبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ)). [راجع: ٢٧٦٦]

(۵۷۶۴) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا مجھ سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابوغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔"

تشریح: یہ ہر دو گناہ ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں۔ شرک اور جادو ہر دو گناہ کو رسول کریم ﷺ نے ایک ہی خانہ میں ذکر فرمایا جس سے ظاہر ہے کہ ہر دو گناہ کس قدر خطرناک ہیں خاص طور پر شرک وہ گناہ ہے جس کا مرتکب اگر توبہ کر کے نہ مرے تو وہ ہمیشہ کے لئے دوزخی ہے اور جنت اس پر قطعاً حرام ہے۔ شرک کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے کتاب الدین الخالص وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

بَابٌ: هَلْ يَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ

باب: جادو کا توڑ کرنا

وَقَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: رَجُلٌ بِهِ طِبٌّ أَوْ يُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهِ أَيُحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنَشَّرُ؟ قَالَ: لَا بَأْسَ بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا يَنْفَعُ فَلَمْ يُنْهَ عَنْهُ.

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا ایک شخص پر اگر جادو ہو یا اس کی بیوی تک پہنچنے سے اسے باندھ دیا گیا ہو اس کو دور کرنے اور جادو کے باطل کرنے کے لیے منتر کرنا درست ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی قباحت نہیں جادو دفع کرنے والوں کی تو نیت بخیر ہوتی ہے اور اللہ پاک نے اس بات سے منع نہیں فرمایا جس سے فائدہ ہو۔

تشریح: جب تک اس منتر میں شرکیہ الفاظ نہ ہوں۔

٥٧٦٥ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ، يَقُولُ: حَدَّثَنِي آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يَرَى أَنَّهُ يَأْتِي النِّسَاءَ وَلَا يَأْتِيهِنَّ قَالَ سُفْيَانُ: وَهَذَا أَشَدُّ مَا يَكُونُ مِنَ السِّحْرِ إِذَا كَانَ كَذَا قَالَ: فَانْتَبَهَ مِنْ نَوْمِهِ ذَاتَ يَوْمٍ

(۵۷۶۵) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا، کہا سب سے پہلے یہ حدیث ہم سے ابن جریج نے بیان کی وہ بیان کرتے تھے کہ مجھ سے یہ حدیث آل عروہ نے عروہ سے بیان کی، اس لیے میں نے (عروہ کے بیٹے) ہشام سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ہم سے اپنے والد (عروہ) سے بیان کیا کہ ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا آپ پر یہ اثر ہوا تھا کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کے ساتھ ہم بستری کی ہے، حالانکہ آپ ﷺ نے کی نہیں ہوتی۔

فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! أَعَلِمْتِ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رَأْسِي لِلْآخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ: وَفِيمَ؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ قَالَ: فَأَيْنَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ)). قَالَ: فَأَتَى الْبِئْرَ حَتَّى اسْتَخْرَجَهُ فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ)). قَالَ: فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ: فَقُلْتُ: أَفَلَا تَنَشَّرْتَ. فَقَالَ: ((أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي وَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ شَرًّا)).

[راجع: ٣١٧٥]

سفیان ثوری نے بیان کیا: جادو کی یہ سب سے سخت قسم ہے جب اس کا یہ اثر ہو، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے کب کا دے دیا ہے فرمایا میرے پاس دو فرشتے آئے، ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس۔ جو فرشتہ میرے سر کی طرف کھڑا تھا اس نے دوسرے سے کہا: ان صاحب کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا: کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ یہ یہودیوں کے حلیف بنی زریق کا ایک شخص تھا اور منافق تھا۔ سوال کیا: کس چیز میں ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا: کنگھے اور بال میں۔ پوچھا: جادو ہے کہاں؟ جواب دیا: نر کھجور کے خوشے میں جو ذروان کے کنویں کے اندر رکھے ہوئے پتھر کے نیچے دفن ہے۔'' بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جادو اندر سے نکالا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا رنگین تھا اور اس کے کھجور کے درختوں کے سر شیاطین کے سروں جیسے تھے۔'' بیان کیا کہ پھر وہ جادو کنویں میں سے نکالا گیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے کہا: آپ ﷺ نے اس جادو کا توڑ کیوں نہیں کرایا۔ فرمایا: ''ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی اب میں لوگوں میں ایک شور ہونا پسند نہیں کرتا۔''

بَابُ السِّحْرِ — باب: جادو کے بیان میں

تشریح: اکثر نسخوں میں یہ باب مذکور نہیں ہے حافظ نے کہا وہی ٹھیک ہے کیونکہ یہ باب ایک بار پہلے مذکور ہو چکا ہے پھر دوبارہ اس کا لانا امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت کے خلاف ہے۔

٥٧٦٦۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُحِرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ فَعَلَ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِي دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ! أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ)). قُلْتُ:

(٥٧٦٦) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا اثر یہ تھا کہ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ کوئی چیز کر چکے ہیں، حالانکہ وہ چیز نہ کی ہوتی۔ ایک دن آنحضرت ﷺ میرے یہاں تشریف رکھتے تھے اور مسلسل دعائیں کر رہے تھے۔ پھر فرمایا: ''عائشہ! تمہیں معلوم ہے اللہ سے جو بات میں نے پوچھی اس کا جواب اس نے مجھے دے دیا

وَمَا ذَاكَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ: أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ قَالَ: فِيْمَا ذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُبِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ)). فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ فِي أُنَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَأَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: ((لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ وَشَفَانِي وَخَشِيْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا)). وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ. [راجع: ٣١٧٥] [مسلم: ٥٧٠٤]

ہے؟'' میں نے عرض کی: وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: ''میرے پاس دو فرشتے (حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام) آئے اور ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ان صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا: کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ فرمایا: بنی زریق کے لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا: کس چیز میں؟ جواب دیا: کنگھے اور بال میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھا ہوا ہے۔ پوچھا: وہ جادو رکھا کہاں ہے؟ جواب دیا: اروان کے کنویں میں۔'' بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ اپنے چند صحابہ کے ساتھ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور اسے دیکھا وہاں کھجور کے درخت بھی تھے، پھر آپ واپس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ کی قسم اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا (سرخ) ہے اور اس کے کھجور کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کنگھی بال وغیرہ غلاف سے نکلوائے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں، سن لے اللہ نے تو مجھے شفا دے دی، تندرست کر دیا اب میں ڈرا کہیں لوگوں میں ایک شور نہ پھیلے۔'' اور آنحضرت ﷺ نے اس سامان کے دفن دینے کا حکم دیا وہ دفن کر دیا گیا۔

تشریح: ابن سعد کی روایت میں یوں ہے کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ اور عمار رضی اللہ عنہ کو اس کنویں پر بھیجا کہ جا کر یہ جادو کا سامان اٹھا لائیں۔ ایک روایت میں ہے حضرت جبیر بن یاس زرقی کو بھیجا انہوں نے یہ چیزیں کنویں سے نکالیں ممکن ہے کہ پہلے آپ نے ان لوگوں کو بھیجا ہو اور بعد میں آپ خود بھی تشریف لے گئے ہوں جیسا کہ یہاں مذکور ہے نبی کریم ﷺ پر جو چند روز اس جادو کا اثر رہا اس میں یہ حکمت الٰہی تھی کہ آپ کا جادوگر نہ ہونا سب پر کھل جائے کیونکہ جادوگر کا اثر جادوگر پر نہیں ہوتا۔ (وحیدی)

بَابٌ: مِنَ الْبَيَانِ سِحْرٌ

باب: اس بیان میں کہ بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں

٥٧٦٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ

(٥٧٦٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی، انہیں زید بن اسلم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ دو آدمی پورب کی طرف (ملک عراب) سے (سنہ ۹ ھ میں) مدینہ آئے اور لوگوں کو خطاب کیا لوگ ان کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں۔'' یا یہ فرمایا:

بَعْضَ الْبَيَانِ سِحْرٌ)). [راجع: ٥١٤٦] "بعض تقریر جادو ہوتی ہے۔"

تشریح: معلوم ہوا کہ جادو کی کچھ نہ کچھ حقیقت ضرور ہے مگر اس کا کرنا کرانا اسلام میں قطعاً ناجائز قرار دیا گیا۔

بَابُ الدَّوَاءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ

باب: عجوہ کھجور جادو کے لیے بڑی عمدہ دوا ہے

٥٧٦٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ، أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ ذَلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ)). وَقَالَ غَيْرُهُ: سَبْعَ تَمَرَاتٍ يَعْنِي حَدِيْثَ عَلِيٍّ. [راجع: ٥٤٤٥]

(٥٧٦٨) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے مروان بن معاویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم بن عقبہ نے خبر دی، کہا ہم کو عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے ان کے والد (سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص روزانہ چند عجوہ کھجوریں کھا لیا کرے اسے اس دن رات تک زہر اور جادو نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔" علی بن عبداللہ مدینی کے سوا دوسرے راوی نے بیان کیا کہ سات کھجوریں کھا لیا کرے، یعنی حدیث علی۔

٥٧٦٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ)). [راجع: ٥٤٤٥]

(٥٧٦٩) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو اسامہ حماد بن اسامہ نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم سے ہاشم بن ہاشم نے بیان کیا کہ میں نے عامر بن سعد سے سنا، انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔"

تشریح: یہ مدینہ منورہ کی خاص الخاص کھجور ہے جو وہاں تلاش کرنے سے دستیاب ہو جاتی ہے اللهم ارزقنا۔ آمین۔ ان روایتوں سے بھی جادو کی حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

بَابٌ: لَا هَامَةَ

باب: الو کا منحوس ہونا محض غلط ہے

٥٧٧٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ)). فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ

(٥٧٧٠) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "چھوت لگ جانا، صفر کی نحوست اور الو کی نحوست کوئی چیز نہیں۔" ایک دیہاتی نے کہا: یارسول اللہ! پھر اس اونٹ کے متعلق کیا کہا جائے گا جو ریگستان میں ہرن کی طرح صاف چمکدار ہوتا

فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟))

[راجع: ۵۷۰۷] [ابوداود: ۳۹۱۱]

ہے لیکن خارش والا اونٹ اسے مل جاتا ہے اور اسے بھی خارش لگا دیتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟''

۵۷۷۱۔ وَعَنْ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يُورِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلَى مُصِحٍّ)). وَأَنْكَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ حَدِيثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا: أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوَى؟ فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِيَ حَدِيثًا غَيْرَهُ. [طرفه في: ۵۷۷۴]

(۵۷۷۱) اور ابوسلمہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص اپنے بیمار اونٹوں کو کسی کے صحت مند اونٹوں میں نہ لے جائے۔'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث کا انکار کیا۔ ہم نے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا: آپ ہی نے ہم سے یہ حدیث نہیں بیان کی ہے کہ چھوت یہ نہیں ہوتا؟ پھر وہ (غصے میں) حبشی زبان بولنے لگے۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ اس حدیث کے سوا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اور کوئی حدیث بھولتے نہیں دیکھا۔

تشریح: راوی کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بھول گئے اس لئے انہوں نے انکار کیا بلکہ انکار کی وجہ شاگرد کا حدیث کو تعارض کی شکل میں پیش کرنا تھا۔ ان کو اس پر ناراضگی ہوئی کیونکہ یہ دونوں احادیث دو الگ الگ مضامین پر شامل ہیں اور ان میں تعارض کا کوئی سوال نہیں۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ان معاملات میں عام لوگوں کے ذہنوں میں جو وہم پیدا ہوتا ہے اسی سے بچنے کے لئے یہ حکم حدیث میں ہے کہ تندرست جانوروں کو بیمار جانوروں سے الگ رکھو کیونکہ اگر ایک ساتھ رکھنے میں تندرست جانور بھی بیمار ہو گئے تو یہ وہم پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اس بیمار جانور کی وجہ سے ہوا ہے اور اس طرح کے خیالات کی شریعت حقہ نے تردید کی ہے۔

بَابٌ: لَا عَدْوَى

باب: امراض میں چھوت لگنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے

۵۷۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَحَمْزَةُ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِي ثَلَاثٍ فِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالدَّارِ)). [راجع: ۲۰۹۹]

(۵۷۷۲) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ اور حمزہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوت لگ جانے کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بدشگونی کی کوئی اصل نہیں۔ (اگر ممکن ہوتی تو) نحوست تین چیزوں میں ہوتی۔ گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔''

تشریح: مگر درحقیقت ان میں بھی نہیں ہے۔ الا ان یشاء اللہ۔

۵۷۷۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ

(۵۷۷۳) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا عَدْوَى)). [راجع: ٥٧٠٧] [مسلم: ٥٧٩٠، ٥٧٩١]

فرمایا: "چھوت کی کوئی حقیقت نہیں۔"

٥٧٧٤ـ قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُوْرِدُ الْمُمْرِضُ عَلَى الْمُصِحِّ)). [راجع: ٥٧٧١]

(۵۷۷۴) ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "مریض اونٹوں والا اپنے اونٹ تندرست اونٹوں والے کے اونٹ میں نہ چھوڑے۔"

٥٧٧٥ـ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سِنَانُ ابْنُ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا عَدْوَى)). فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ. فَقَالَ: أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُوْنُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيْهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ؟)) [راجع: ٥٧٠٧]

(۵۷۷۵) اور زہری سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے سنان بن ابی سنان دؤلی نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھوت کوئی چیز نہیں ہے۔" اس پر ایک دیہاتی نے کھڑے ہو کر پوچھا: آپ ﷺ نے دیکھا ہوگا کہ ایک اونٹ ریگستان میں ہرن جیسا صاف رہتا ہے لیکن جب وہی ایک خارش والے اونٹ کے پاس آجاتا ہے تو اسے بھی خارش ہو جاتی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟"

تشریح: یہی اس کا ثبوت ہے کہ چھوت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر کہیں کہ اس کو کسی اور اونٹ سے خارش لگی تھی تو اس اونٹ کو کس سے لگی۔ آخر میں تسلسل لازم آئے گا جو محال ہے یا یہ کہنا ہوگا کہ ایک اونٹ کو خود بخود خارش پیدا ہوئی تھی آپ نے ایسی دلیل عقلی منطقی بیان فرمائی کہ اطباء کا لنگڑا ٹٹو اس کے سامنے چل ہی نہیں سکتا۔ اب جو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض بیماریاں جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ ایک بستی سے دوسری بستی میں پھیلتی ہیں یا ایک شخص کے بعد دوسرے کو ہو جاتی ہیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بیماری منتقل ہوئی ہے بلکہ بحکم الٰہی اس دوسری بستی یا شخص میں بھی پیدا ہوئی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ایک ہی گھر میں بعض طاعون سے مرتے ہیں بعض نہیں مرتے اور ایک ہی شفاخانہ میں ڈاکٹر نرس وغیرہ طاعون والوں کا علاج کرتے ہیں پھر بعض ڈاکٹروں نرسوں کو طاعون ہو جاتا ہے بعض کو نہیں ہوتا اگر چھوت لگنا ہوتا تو سب ہی کو ہو جاتا لہٰذا وہی حق ہے جو رسول صادق ﷺ نے فرمایا مگر وہم کی دوا افلاطون کے پاس بھی نہیں ہے۔ (وحیدی)

٥٧٧٦ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ)). قَالُوْا: وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ)). [راجع: ٥٧٥٦] [مسلم: ٥٨٠١ ابن ماجه: ٣٥٣٨]

(۵۷۷۶) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، کہا میں نے قتادہ سے سنا اور انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "چھوت لگنا کوئی چیز نہیں ہے اور بدشگونی نہیں ہے، البتہ نیک فال مجھے پسند ہے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نیک فال کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اچھی بات منہ سے نکالنا یا کسی سے سن لینا۔"

تشریح: کوئی کلمہ خیر سن پانا جس سے کسی خیر کو مراد لیا جا سکتا ہو یہ نیک فالی ہے جس کی ممانعت نہیں ہے۔

بَابٌ: مَا يُذْكَرُ فِيْ سُمِّ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کو زہر دیئے جانے سے

متعلق بیان

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٤٤٢٨]

اس قصے کو عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے۔

٥٧٧٧- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ شَاةٌ فِيهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اجْمَعُوْا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَاهُنَا مِنَ الْيَهُوْدِ)). فَجُمِعُوْا لَهُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوْا: أَبُوْنَا فُلَانٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ)). فَقَالُوْا: صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ. فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِيْنَا. قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟)) فَقَالُوْا: نَكُوْنُ فِيهَا يَسِيرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيهَا. فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((اخْسَئُوْا فِيهَا وَاللَّهِ! لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا)). ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ فَقَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سَمًّا؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالُوْا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا أَنْ نَسْتَرِيحَ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

(٥٧٧٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری ہدیہ میں پیش کی گئی (ایک یہودی عورت زینب بنت حرث نے پیش کی تھی) جس میں زہر بھرا ہوا تھا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہاں پر جتنے یہودی ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو۔'' چنانچہ سب آنحضرت ﷺ کے پاس جمع کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے ایک بات پوچھوں گا کیا تم مجھے صحیح صحیح بات بتا دو گے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، اے ابوالقاسم! پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا پردادا کون ہے؟'' انہوں نے کہا: فلاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جھوٹ کہتے ہو تمہارا پردادا تو فلاں ہے۔'' اس پر وہ بولے کہ آپ نے سچ فرمایا درست فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''کیا اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو تم مجھے سچ سچ بتا دو گے؟'' انہوں نے کہا: ہاں، اے ابوالقاسم! اور اگر ہم جھوٹ بولیں بھی تو آپ ہمارا جھوٹ پکڑ لیں گے جیسا کہ ابھی ہمارے پردادا کے متعلق آپ نے ہمارا جھوٹ پکڑ لیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ والے کون لوگ ہیں؟'' انہوں نے کہا: کچھ دن کے لیے ہم اس میں رہیں گے پھر آپ لوگ ہماری جگہ لے لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس میں ذلت کے ساتھ پڑے رہو گے، واللہ! ہم اس میں تمہاری جگہ کبھی نہیں لیں گے۔'' آپ ﷺ نے پھر ان سے دریافت فرمایا: ''کیا اگر میں تم سے ایک بات پوچھوں تو تم مجھے اس کے متعلق صحیح صحیح بتا دو گے؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا تھا؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہیں اس کام پر کس جذبہ نے آمادہ کیا تھا؟'' انہوں نے کہا: ہمارا مقصد یہ تھا کہ

[راجع: ٣١٦٩] اگر آپ جھوٹے ہوں گے تو ہمیں آپ سے نجات مل جائے گی اور اگر سچے ہوں گے تو زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تشریح: یہودیوں کا خیال صحیح ہوا کہ اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو اس زہر سے بذریعہ وحی مطلع فرمادیا مگر ذرا سا آپ چکھ چکے تھے جس کا اثر آخر تک رہا۔ اس سے ان لوگوں کا رد ہوتا ہے جو رسول کریم ﷺ کے لیے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ اسے اپنے ہاتھ نہ لگاتے مگر بعد میں وحی سے معلوم ہوا سچ فرمایا: ﴿وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ﴾ (٧/الاعراف:١٨٨) اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائیاں جمع کر لیتا اور کبھی مجھ کو برائی نہ چھو سکتی۔ معلوم ہوا کہ آپ کے لئے عالم الغیب ہونے کا عقیدہ بالکل باطل ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ وہ عورت کہنے لگی جس نے زہر ملایا تھا کہ آپ نے میرے بھائی، خاوند اور قوم والوں کو قتل کرایا میں نے چاہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو یہ گوشت خود آپ سے کہہ دے گا اور اگر آپ دنیادار بادشاہ ہیں تو آپ سے ہم کو راحت مل جائے گی۔

بَابُ شُرْبِ السُّمِّ وَالدَّوَاءِ بِهِ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيْثِ

باب: زہر پینا یا زہریلی اور خوفناک دوا یا ناپاک دوا کا استعمال کرنا

تشریح: قسطلانی نے کہا شافعیہ نے ناپاک دوا کا استعمال علاج کے لئے درست رکھا ہے۔ باب کی حدیث میں صرف زہر کا ذکر ہے اس لئے ناپاک دوا سے شاید وہی مراد ہے۔ (وحیدی)

٥٧٧٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((مَنْ تَرَدَّى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَهُوَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدَّى فِيْهَا خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسَّى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَسَمُّهُ فِي يَدِهِ يَتَحَسَّاهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهُ فِي يَدِهِ يَجَأُ بِهَا فِي بَطْنِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا)). [راجع: ١٣٦٥] [مسلم: ٣٠١؛ ترمذي: ٢٠٤٤؛ نسائي: ١٩٦٤]

(٥٧٧٨) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ میں نے ذکوان سے سنا، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس میں ہمیشہ پڑا رہے گا اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے اسی طرح ہمیشہ پیتا رہے گا اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کر لی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لیے وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔''

تشریح: خودکشی کرنا کسی بھی صورت سے ہو بدترین جرم ہے جس کی سزا حدیث ہذا میں بیان کی گئی ہے۔ کتنے مرد عورتیں اس جرم کا ارتکاب کر ڈالتے ہیں جو بہت بڑی غلطی ہے۔

٥٧٧٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ

(٥٧٧٩) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو احمد بن بشیر ابو

ابْنُ بَشِيرٍ أَبُوبَكْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَلَا سِحْرٌ)).

[راجع: ٥٤٤٥]

بکر نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو ہاشم بن ہاشم نے خبر دی، کہا کہ مجھے عامر بن سعد نے خبر دی، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لے اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔''

تشریح: زہر اور جادو کی حقیقت پر اشارہ ہے زہر ایک ظاہر چیز ہے اور جادو باطنی چیز ہے مگر تاثیر کے لحاظ سے دونوں کو ایک ہی خانہ میں بیان کیا گیا، اللہ پاک ہر مسلمان مرد، عورت کو ان بیماریوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

بَابُ أَلْبَانِ الْأُتُنِ

باب: گدھی کا دودھ پینا کیسا ہے؟

٥٧٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتّٰى أَتَيْتُ الشَّامَ. [راجع: ٥٥٣٠]

(٥٧٨٠) مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوادریس خولانی نے اور ان سے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہر دانت سے کھانے والے درندہ جانور (کے گوشت) سے منع فرمایا۔ زہری نے بیان کیا کہ میں نے یہ حدیث اس وقت تک نہیں سنی جب تک شام نہیں آیا۔

٥٧٨١۔ وَزَادَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَسَأَلْتُهُ هَلْ يُتَوَضَّأُ أَوْ تُشْرَبُ أَلْبَانُ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةُ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يَتَدَاوَوْنَ بِهَا وَلَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا وَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ لُحُوْمِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَلَا نَهْيٌ وَأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ: أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ. [راجع: ٥٥٣٠]

(٥٧٨١) اور لیث نے زیادہ کیا ہے کہا مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے، کہ میں نے ابوادریس سے پوچھا کیا ہم (دوا کے طور پر) گدھی کے دودھ سے وضو کر سکتے ہیں یا اسے پی سکتے ہیں یا درندہ جانوروں کے پتے استعمال کر سکتے ہیں یا اونٹ کا پیشاب پی سکتے ہیں؟ ابوادریس نے کہا: مسلمان اونٹ کے پیشاب کو دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے اور اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ البتہ گدھی کے دودھ کے بارے میں ہمیں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے گوشت سے منع فرمایا تھا۔ اس کے دودھ کے متعلق ہمیں کوئی حکم یا ممانعت آنحضرت ﷺ سے معلوم نہیں ہے۔ البتہ درندوں کے پتے کے متعلق جو ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے ابوادریس خولانی نے خبر دی اور انہیں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر دانت والے

شکاری درندے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح: پتہ بھی اسی میں داخل ہے وہ بھی حرام ہوگا۔ بس جس چیز سے شارح نے سکوت کیا وہ معاف ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے۔ اسی بنا پر عطاء، طاؤس اور زہری اور کئی تابعین نے کہا کہ گدھی کا دودھ حلال ہے۔ جو لوگ حرام کہتے ہیں وہ یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ دودھ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور جب گوشت کھانا حرام ہو تو دودھ بھی حرام ہوگا۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ یہ قیاس فاسد ہے آدمی کا گوشت کھانا حرام ہے مگر اس کا دودھ حلال ہے۔ (وحیدی)

بَابٌ: إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ

باب: جب مکھی برتن میں پڑ جائے (جس میں کھانا یا پانی ہو)

٥٧٨٢- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلَى بَنِي تَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلَى بَنِي زُرَيْقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَفِي الْآخَرِ دَاءً)). [راجع: ٣٣٢٠]

(٥٧٨٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے بنی تمیم کے مولیٰ عتبہ بن مسلم نے بیان کیا، ان سے بنی زریق کے مولیٰ عبید بن حنین نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال کر پھینک دے کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔''

تشریح: بہت سی اشیاء اللہ پاک نے اس کثرت سے پیدا کی ہیں جن کی افزائش نسل کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ایسی جملہ اشیاء نسل انسان کی صحت کے لئے مضر بھی ہیں اور دوسرا پہلو ان میں نفع کا بھی ہے۔ ان میں سے ایک مکھی بھی ہے۔ رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی بالکل حق اور مبنی بر صداقت ہے جو صادق المصدوق ہیں اس میں مکھی کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے علاج بالضد بتلایا گیا ہے۔ موجودہ فن حکمت میں علاج بالضد کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔ پس صدق رسول اللہ ﷺ۔

كِتَابُ اللِّبَاسِ
لباس کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾ [الاعراف: ٣٢] وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِي غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا مَخِيلَةٍ)). وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ أَوْ مَخِيلَةٌ.

باب: اللہ پاک کا سورۂ اعراف میں فرمانا:

''اے رسول! کہہ دو کہ کس نے وہ زیب وزینت کی چیزیں حرام کیں ہیں جواس نے بندوں کے لیے (زمین سے) پیدا کی ہیں (عمدہ عمدہ لباس)'' اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کھاؤ اور پیو اور پہنو اور خیرات کرو لیکن اسراف نہ کرو اور نہ تکبر کرو۔'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو تیرا جی چاہے (بشرطیکہ حلال ہو) کھا اور جو تیرا جی چاہے (مباح کپڑوں میں سے) پہن مگر دو باتوں سے ضرور بچو اسراف اور تکبر سے۔

تشریح: کیونکہ یہی دونوں چیزیں انسان کو تباہ وبرباد کردیتی ہیں۔ مال میں فضول خرچی نہ کرو یعنی اپنے مال کو ناجائز کاموں میں نہ صرف کرو۔ یہ اسراف ہر اعتبار سے نازیبا ہے۔ لہٰذا ہر انسان پر لازم ہے کہ اعتدال اور میانہ روی سے کام لے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "الاقتصاد جزء من النبوة۔" میانہ روی نبوت کا ایک حصہ ہے۔ جب انسان لباس میں ملبوس ہو کر اکڑتا ہوا چلے تو یہ تکبر میں شامل ہے کیونکہ ایک شخص چار جوڑے میں تبختر کرتا ہوا چلا جا رہا تھا جو وہیں زمین میں دھنسا دیا گیا جو آج تک دھنستا ہوا چلا جا رہا ہے۔

٥٧٨٣ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ ابْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُوْنَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ)). [راجع: ٣٦٦٥]

[مسلم: ٥٤٥٣؛ ترمذي: ١٧٣١]

(٥٧٨٣) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، انہوں نے نافع اور عبداللہ بن دینار اور زید بن اسلم سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر رحمت نہیں کرے گا جو اپنا کپڑا تکبر و غرور کے سبب سے زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔''

تشریح: لباس کا اسراف یہ ہے کہ بے فائدہ کپڑا خراب کرے ایک ایک تھان کے عمامے باندھے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ کپڑا لٹکانے میں تکبر اور غرور کو بڑا دخل ہے یہ بہت ہی بری عادت ہے تکبر اور غرور کے ساتھ کتنی ہی نیکی ہو لیکن آدمی نجات نہیں پا سکے گا اور عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کتنے بھی گناہ ہوں لیکن مغفرت کی امید ہے۔

بَابُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ

باب: اگر کسی کا کپڑا یوں ہی لٹک جائے تکبر کی نیت نہ ہو تو گنہگار نہ ہوگا

٥٧٨٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِي يَسْتَرْخِي إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذَلِكَ مِنْهُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُهُ خُيَلَاءَ)). [راجع: ٣٢٦٥]

(٥٧٨٤) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص تکبر کی وجہ سے تہبند گھسیٹتا ہوا چلے گا تو اللہ پاک اس کی طرف قیامت کے دن نظر بھی نہیں کرے گا۔“ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے تہبند کا ایک حصہ کبھی لٹک جاتا ہے مگر یہ کہ خاص طور سے اس کا خیال رکھا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو ایسا تکبر سے کرتے ہیں۔“

٥٧٨٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهُ مُسْتَعْجِلًا حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يَكْشِفَهَا)). [راجع: ١٠٤٠]

(٥٧٨٥) مجھ سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالاعلیٰ نے خبر دی، انہیں یونس نے، انہیں حسن بصری نے اور ان سے ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سورج گرہن ہوا تو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ جلدی میں کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی، گرہن ختم ہو گیا تب آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، اس لیے جب تم ان نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے۔“

تشریح: اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے اچانک چلنے پر چادر گھسیٹنے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے گا ہے بلا قصد ایسا ہو جائے کہ چادر، تہ بند زمین پر گھسٹنے لگے تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

بَابُ التَّشَمُّرِ فِي الثِّيَابِ

باب: کپڑا اوپر اٹھانا

٥٧٨٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: فَرَأَيْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَةٍ

(٥٧٨٦) مجھ سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شمیل نے خبر دی، کہا ہم کو عمر بن ابی زائدہ نے خبر دی، کہا ہم کو عون بن ابی جحیفہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ایک نیزہ لے کر آئے اور اسے زمین میں گاڑ دیا، پھر

فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ. [راجع: ١٨٧]

نماز کے لیے تکبیر کہی گئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک جوڑا پہنے ہوئے باہر تشریف لائے جسے آپ ﷺ نے سمیٹ رکھا تھا۔ پھر آپ نے نیزہ کے سامنے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز عید پڑھائی اور میں نے دیکھا کہ انسان اور جانور آنحضرت ﷺ کے سامنے نیزہ کے باہر کی طرف سے گزر رہے تھے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ نے اپنے جوڑے کو سمیٹ رکھا تھا تا کہ زمین پر خاک آلود نہ ہو۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ امام کے آگے نیزہ کا سترہ گاڑنا بھی ثابت ہوا۔

بَابٌ: مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَفِي النَّارِ

باب: کپڑا جو ٹخنوں سے نیچے ہو (ازار ہو یا کرتا یا چغہ) وہ اپنے پہننے والے مرد کو دوزخ میں لے جائے گا جبکہ وہ پہننے والا متکبر ہو

٥٧٨٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ)).

(٥٧٨٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہوگا۔''

تشریح: وہ تہبند والا حصہ جسم کے ساتھ دوزخ میں جلایا جائے گا۔ اور یہ اس تکبر کی سزا ہوگی جس کی وجہ سے اس شخص نے وہ تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکایا اعاذنا اللہ آمین۔

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ

باب: جو کوئی تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہوا چلے اس کی سزا کا بیان

٥٧٨٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا)). [مسلم: ٥٤٦٣]

(٥٧٨٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابو زناد نے، انہیں اعرج نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا تہبند غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر بھی نہیں کرے گا۔''

تشریح: اصل برائی غرور، تکبر، گھمنڈ ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے یہ غرور تکبر گھمنڈ جس طور پر بھی ہو مذموم ہے۔

٥٧٨٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ:

(٥٧٨٩) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ إِذْ خَسَفَ اللَّهُ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [انظر: ٥٧٩٠ مسلم] [مسلم: ٥٤٦٦]

بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ یا (یہ بیان کیا کہ) ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: ''(بنی اسرائیل میں) ایک شخص ایک جوڑا پہن کر کبر و غرور میں سرمست سر کے بالوں میں کنگھی کیے ہوئے اکڑ کے اتراتا جا رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا جائے گا۔''

تشریح: یہ قارون یا ہیزن فارس کا رہنے والا شخص تھا۔

٥٧٩٠- حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

(٥٧٩٠) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن خالد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص غرور میں اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا۔ کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔'' اس کی متابعت یونس نے زہری سے کی ہے اور شعیب نے اسے زہری سے مرفوعاً نہیں بیان کیا۔

تشریح: یہ قارون بدبخت تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے آج کل بھی ایسے قارون گھر گھر موجود ہیں الا ماشاء اللہ۔ تہبند زمین پر گھسیٹنا ایک فیشن بن گیا ہے تو اس فیشن پر لعنت ہو۔

حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ ابْنُ جَرِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ جَرِيرِ بْنِ زَيْدٍ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَلَى بَابِ دَارِهِ فَقَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ. [راجع: ٣٤٨٥]

مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے ان کے چچا جریر بن زید نے بیان کیا کہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر کے ساتھ ان کے گھر کے دروازے پر تھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی حدیث کی طرح بیان کیا۔

٥٧٩١- حَدَّثَنِي مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: لَقِيتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلَى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِي قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ

(٥٧٩١) مجھ سے مطر بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے شبابہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا میں نے محارب بن دثار قاضی سے ملاقات کی، وہ گھوڑے پر سوار تھے اور مکان عدالت میں آ رہے تھے جس میں وہ فیصلہ کیا کرتے تھے۔ میں نے ان سے یہی حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). فَقُلْتُ لِمُحَارِبٍ: أَذَكَرَ إِزَارَهُ؟ قَالَ: مَا خَصَّ إِزَارًا وَلَا قَمِيصًا تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ)). [راجع: ٣٢٦٥] [مسلم: ٥٤٥٤، ٥٤٥٥، ٥٤٥٦؛ نسائي: ٥٣٤٣]

بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنا کپڑا غرور کی وجہ سے گھسیٹتا ہوا چلے گا، قیامت کے دن اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر (رحمت) بھی نہیں کرے گا۔'' (شعبہ نے کہا: میں نے محارب سے پوچھا) کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے تہبند کا ذکر کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: تہبند یا قمیص کسی کی انہوں نے تخصیص نہیں کی تھی۔ محارب کے ساتھ اس حدیث کو جبلہ بن سحیم اور زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اور لیث نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایسی ہی روایت کی اور نافع کے ساتھ اسے موسیٰ بن عقبہ اور عمر بن محمد اور قدامہ بن موسیٰ نے بھی سالم سے، انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے آنحضرت ﷺ سے روایت کی اس میں یوں ہے: ''جو شخص اپنا کپڑا (ازراہ تکبر) لٹکائے۔''

تشریح: جبلہ بن سحیم کی روایت کو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اور زید بن اسلم کی روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے وصل کیا۔ موسیٰ کی روایت خود اسی کتاب میں شروع کتاب اللباس میں اور عمر بن محمد کی صحیح مسلم میں اور قدامہ کی صحیح ابوعوانہ میں موصول ہے۔ تہبند ہو یا قمیص جو بھی ازراہ تکبر کپڑا لٹکا کر چلے گا اس کو بالضرور یہ سزا ملے گی۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

بَابُ الْإِزَارِ الْمُهَدَّبِ

باب: حاشیہ دار تہبند پہننا جس کا کنارہ بنا نہیں ہوتا اس میں صرف تانا ہوتا ہے

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ جَعْفَرٍ: أَنَّهُمْ لَبِسُوْا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

اور زہری، ابوبکر بن محمد، حمزہ بن ابی اسید اور معاویہ بن عبداللہ بن جعفر سے منقول ہے کہ ان بزرگوں نے جھالردار کپڑے پہنے ہیں۔

٥٧٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: جَاءَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ

(٥٧٩٢) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں۔ میں بھی بیٹھی ہوئی تھی اور آنحضرت ﷺ کے پاس ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں تھیں۔ (مغلظہ) اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ

الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ! مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ: فَقَالَ خَالِدٌ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَنْهَى هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَلَا وَاللَّهِ! مَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ؟ لَا حَتَّى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ)). فَصَارَ سُنَّةً بَعْدَهُ. [راجع:٢٦٣٩]

سے نکاح کر لیا اور اللہ کی قسم کہ ان کے ساتھ یا رسول اللہ! صرف اس جھالر جیسا ہے۔انہوں نے اپنی چادر کے جھالر کو اپنے ہاتھ میں لے کر اشارہ کیا۔ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ جو دروازے پر کھڑے تھے اور انہیں ابھی اندر آنے کی اجازت نہیں ہوئی تھی، اس نے بھی ان کی بات سنی۔ بیان کیا: حضرت خالد رضی اللہ عنہ (وہیں سے) بولے: ابو بکر! آپ اس عورت کو روکتے نہیں کہ کس طرح کی بات رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھول کر بیان کرتی ہے لیکن اللہ کی قسم! اس بات پر حضور اکرم ﷺ کا تبسم اور بڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''غالباً تم دوبارہ رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہو؟ لیکن ایسا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ (تمہارے دوسرے شوہر عبدالرحمٰن بن زبیر) تمہارا مزانہ چکھ لیں اور تم ان کا مزانہ چکھ لو۔'' پھر بعد میں یہی قانون بن گیا۔

تشریح: عورت نے اپنی جھالردار چادر کی طرف اشارہ کیا۔ باب سے یہی جملہ مطابقت رکھتا ہے باقی دیگر مسائل جو اس حدیث سے نکلتے ہیں وہ بھی واضح ہیں۔ قانون یہ بنا کہ جس عورت کو تین طلاق دے دی جائیں اس کا پہلے خاوند سے پھر نکاح نہیں ہو سکتا جب تک دوسرے خاوند سے صحبت نہ کرائے پھر وہ خاوند خود اپنی مرضی سے اسے طلاق نہ دے دے، یہ شرعی حلالہ ہے۔ پھر خود اس مقصد کے تحت فرضی حلالہ کرانا موجب لعنت ہے اللہ ان علما پر رحم کرے جو عورتوں کو فرضی حلالہ کرانے کا فتویٰ دیتے ہیں۔ تین طلاق سے تین طہر کی طلاقیں مراد ہیں۔

بَابُ الْأَرْدِيَةِ

باب: چادر اوڑھنا

وَقَالَ أَنَسٌ: جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَاءَ النَّبِيِّ ﷺ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ کی چادر کھینچی۔

٥٧٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا، قَالَ: فَدَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِرِدَائِهِ فَارْتَدَى بِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ ابْنُ حَارِثَةَ حَتَّى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوْا لَهُمْ. [راجع: ٢٠٨٩]

(٥٧٩٣) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے، انہیں زہری نے، انہیں علی بن حسین نے خبر دی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حمزہ رضی اللہ عنہ نے حرمت شراب سے پہلے شراب کے نشہ میں جب ان کی اونٹنی ذبح کر دی اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے آ کر اس کی شکایت کی تو) آنحضرت ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر تشریف لے چلنے لگے۔ میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما آپ کے پیچھے پیچھے تھے۔ آخر آپ اس گھر میں پہنچے جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے اندر آنے کی اجازت مانگی اور انہوں نے آپ حضرات کو اجازت دی۔

تشریح: نبی کریم ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاں چادر اوڑھ کر چلنے لگے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ مفصل حدیث کئی جگہ ذکر میں آ چکی ہے۔

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ

باب: قمیص پہننا (کرتا قمیص ہر دو ایک ہی ہیں)

وَقَالَ يُوسُفُ: ﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَأَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِيْ يَأْتِ بَصِيْرًا﴾. [يوسف: ٩٣]

اور اللہ پاک نے سورۂ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے کہ "اب تم میری اس قمیص کو لے جاؤ اور اسے میرے والد کے چہرے پر ڈال دو تو ان کی آنکھیں اللہ کے فضل سے روشن ہو جائیں گی۔"

٥٧٩٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَلَّا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)).

[راجع: ١٣٤] [نسائي: ٢٦٧٥]

(۵۷۹۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! محرم کس طرح کا کپڑا پہنے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "محرم قمیص، پاجامہ، برنس (ٹوپی یا سر پر پہننے کی کوئی چیز) اور موزے نہیں پہنے گا، البتہ اگر اسے چپل نہ ملیں تو موزوں ہی کو ٹخنوں تک کاٹ کر پہن لے۔ وہ ہی جوتی کی طرح ہو جائیں گے۔"

٥٧٩٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ. [راجع: ١٢٧٠]

(۵۷۹۵) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن عیینہ نے خبر دی، انہیں عمرو نے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن ابی (منافق) کے پاس جب اسے قبر میں داخل کیا جا چکا تھا تشریف لائے، پھر آپ کے حکم سے اس کی لاش نکالی گئی اور حضور اکرم ﷺ کے گھٹنوں پر اسے رکھا گیا، آنحضرت ﷺ نے اس پر دم کرتے ہوئے اسے اپنی قمیص پہنائی اور اللہ ہی خوب جاننے والا ہے۔

تشریح: بعض روایتوں میں آیا ہے کہ عبداللہ بن ابی نے نبی اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی قمیص ایک موقع پر پہنائی تھی۔ اس لیے اس کے بدلہ کے طور پر نبی کریم ﷺ نے بھی اسے اپنی قمیص ایسے موقع پر دی یہ سب کچھ آپ نے اس کے بیٹے کا دل خوش کرنے کے لئے کیا جو سچا مسلمان تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

٥٧٩٦ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ جَاءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ

(۵۷۹۶) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید نے خبر دی، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا مجھے نافع نے خبر دی، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب عبداللہ بن ابی کی وفات ہوئی تو اس کے لڑکے (حضرت عبداللہ) جو مخلص اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھے

اللّٰهِ! أَعْطِنِي قَمِيصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيصَهُ وَقَالَ: ((إِذَا فَرَغْتَ فَآذِنَّا)). فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ بِهِ فَجَاءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَجَذَبَهُ عُمَرُ وَقَالَ: أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِينَ؟ فَقَالَ: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ [توبة: ٨٠] فَنَزَلَتْ: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَى أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ﴾ [توبة: ٨٤] فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ. [راجع: ١٢٦٩]

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! اپنی قمیص مجھے عطا فرمایئے تا کہ میں اپنے باپ کو اس کا کفن دوں اور آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کریں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اپنی قمیص انہیں عطا فرمائی اور فرمایا: ''نہلا دھلا کر مجھے اطلاع دینا۔'' چنانچہ جب نہلا دھلا لیا تو آنحضرت ﷺ کو اطلاع دی آپ تشریف لائے تا کہ اس کی نماز پڑھائیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو پکڑ لیا اور عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین پر نماز جنازہ پڑھنے سے منع نہیں فرمایا ہے؟ اور فرمایا ہے: ''ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو یا مغفرت کی دعا نہ کرو اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو گے تب بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔'' پھر یہ آیت نازل ہوئی: ''اور ان میں سے کسی پر بھی جو مر گیا ہو ہرگز نماز نہ پڑھو۔'' کے بعد آنحضرت ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھنی بھی چھوڑ دی۔

تشریح: آپ نے فرمایا مجھے اللہ پاک نے اختیار دیا ہے منع نہیں فرمایا اور میں ستر بار سے بھی زیادہ دعا کروں گا جب نبی کریم ﷺ کی دعا بھی ستر بار کافر یا منافق کے لئے فائدہ نہ بخشے تو سمجھ لینا چاہیے کہ کسی اور عالم یا درویش کی دعا سے کافر یا منافق کیونکر بخشا جائے گا اور جو ایسی ویسی حکایتوں پر اعتبار کرے وہ محض بے وقوف اور جاہل ہے۔

بَابُ جَيْبِ الْقَمِيصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهِ

باب: قمیص کا گریبان سینے پر یا اور کہیں (مثلاً کندھے پر) لگانا

٥٧٩٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيهِمَا إِلَى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتَّى تَغْشَى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ

(۵۷۹۷) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عامر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن نافع نے بیان کیا، ان سے حسن بصری نے، ان سے طاؤس نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال بیان کی کہ دو آدمیوں جیسی ہے جو لوہے کے جبہ، ہاتھ، سینہ اور حلق تک پہنے ہوئے ہیں۔ صدقہ دینے والا جب بھی صدقہ کرتا ہے تو اس کے جبے میں کشادگی ہو جاتی ہے اور وہ اس کی انگلیوں تک بڑھ جاتا ہے اور قدم کے نشانات کو ڈھک لیتا ہے اور بخیل جب بھی صدقے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا جبہ اسے اور چمٹ جاتا ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر جم جاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا

وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ بِإِصْبَعِهِ هَكَذَا فِي جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَوَسَّعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ: فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ جَعْفَرٌ عَنِ الْأَعْرَجِ: جُنَّتَانِ. [راجع: ١٤٤٣] وَقَالَ حَنْظَلَةُ: سَمِعْتُ طَاوُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ: جُبَّتَانِ. [راجع: ١٤٤٤]

کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح اپنی مبارک انگلیوں سے اپنے گریبان کی طرف اشارہ کر کے بتا رہے تھے کہ تم دیکھو گے کہ وہ اس میں وسعت پیدا کرنا چاہے گا لیکن وسعت پیدا نہیں ہوگی۔ اس کی متابعت ابن طاؤس نے اپنے والد سے کی ہے اور ابو زناد نے اعرج سے کی ''دوجبوں'' کے ذکر کے ساتھ اور جعفر نے اعرج کے واسطہ سے ''جُنَّتَان'' (دو زرہیں) کا لفظ بیان کیا ہے اور حنظلہ نے بیان کیا کہ میں نے طاؤس سے سنا، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا ''جُبَّتَان''

تشریح: ((جبتان)) سے دو کرتے مراد ہیں اور ((جنتان)) سے دو زرہیں مراد ہیں اپنے گریبان کی طرف اشارہ کرنے ہی سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ آپ کے کرتے کا گریبان سینے پر تھا۔

بَابُ مَنْ لَبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ

باب: جس نے سفر میں تنگ آستینوں کا جبہ پہنا

٥٧٩٨ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الضُّحَى قَالَ: حَدَّثَنِي مَسْرُوقٌ قَالَ: حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهُ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ بَدَنِهِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ وَعَلَى خُفَّيْهِ. [راجع: ١٨٢]

(٥٧٩٨) ہم سے قیس بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابوالضحیٰ نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے مسروق نے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھ سے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر تشریف لے گئے، پھر واپس آئے تو میں پانی لے کر حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے وضو کیا آپ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا چہرہ دھویا پھر آپ اپنی آستینیں چڑھانے لگے لیکن وہ تنگ تھیں، اس لیے آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالے اور انہیں دھویا، سر اور موزوں پر مسح کیا۔

تشریح: تنگ آستین کا جبہ پہننا بھی ثابت ہوا لباس کے متعلق شریعت میں بہت وسعت ہے اس لیے کہ ہر ملک اور ہر قوم کا لباس الگ الگ ہوتا ہے جائز یا ناجائز کے چند حدود بیان کر کے ان کے لباس کو ان کے حالات پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوفِ فِي الْغَزْوِ

باب: لڑائی میں اون کا جبہ پہننا

٥٧٩٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ

(٥٧٩٩) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان

عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ: ((أَمَعَكَ مَاءٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ. فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشَى حَتَّى تَوَارَى عَنِّيْ فِيْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتَّى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا فَإِنِّيْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)). فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا. [راجع: ١٨٢]

سے عامر نے، ان سے عروہ بن مغیرہ نے اور ان سے ان کے والد مغیرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک رات سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے پاس پانی ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ اپنی سواری سے اترے اور چلتے رہے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں آپ چھپ گئے، پھر واپس تشریف لائے تو میں نے برتن کا پانی آپ کو استعمال کرایا آنحضرت ﷺ نے اپنا چہرہ دھویا، ہاتھ دھوئے آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی آستین چڑھانی آپ کے لیے دشوار تھی، چنانچہ آپ نے اپنے ہاتھ جبے کے نیچے سے نکالے اور بازوؤں کو (کہنیوں تک) دھویا۔ پھر سر پر مسح کیا پھر میں بڑھا کہ آپ کے موزے اتار دوں لیکن آپ نے فرمایا: ''رہنے دو میں نے طہارت کے بعد انہیں پہنا تھا۔'' چنانچہ آپ نے ان پر مسح کیا۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابُ الْقَبَاءِ وَفَرُّوْجِ حَرِيْرٍ

باب: قبا اور ریشمی فروج کے بیان میں

وَهُوَ الْقَبَاءُ وَيُقَالُ: هُوَ الَّذِيْ لَهُ شَقٌّ مِنْ خَلْفِهِ.

فروج بھی قبا ہی کو کہتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس میں پیچھے چاک ہوتا ہے۔

٥٨٠٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّهُ قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَقْبِيَةً وَلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ: مَخْرَمَةُ يَا بُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَقَالَ: ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ قَالَ: فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْهَا فَقَالَ: ((خَبَأْتُ هَذَا لَكَ)). قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: ((رَضِيَ مَخْرَمَةُ)). [راجع:٢٥٩٩]

(٥٨٠٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں اور مجھے کچھ نہیں دیا تو مخرمہ نے کہا: بیٹے ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو، چنانچہ میں اپنے والد کو ساتھ لے کر چلا، انہوں نے مجھ سے کہا: اندر جاؤ اور آنحضرت ﷺ سے میرا ذکر کرو۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے آپ (مخرمہ رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا تو آپ باہر تشریف لائے آنحضرت ﷺ انہیں قباؤں میں سے ایک قبا لیے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''یہ میں نے تمہارے ہی لیے رکھ چھوڑی تھی۔'' مسور نے بیان کیا کہ مخرمہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مخرمہ خوش ہو گئے۔''

٥٨٠١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي

(٥٨٠١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے

اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ: ((لَا يَنْبَغِيْ هَذَا لِلْمُتَّقِيْنَ)). تَابَعَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ: فَرُّوْجٌ حَرِيْرٌ. [راجع: ٣٧٥]

بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ کو ریشم کی فروج (قبا) ہدیہ میں دی گئی۔ آپ نے اسے پہنا (مردوں پر ریشم کی حرمت کے حکم سے پہلے) اور اسی کو پہنے ہوئے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے اسے بڑی تیزی کے ساتھ اتار ڈالا جیسے آپ اس سے ناگواری محسوس کرتے ہوں، پھر فرمایا: ''یہ متقیوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔'' اس روایت کی متابعت عبداللہ بن یوسف نے کی، ان سے لیث نے۔ اور غیر عبداللہ بن یوسف نے کہا کہ فروج حریر۔

تشریح: اس میں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ یہ قبائیں ریشمی تھیں۔ آپ نے کیونکر پہنی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید اس وقت تک ریشمی کپڑا مردوں کے لئے حرام نہ ہوا ہوگا یا آپ نے اس قبا کو بطور حفاظت اپنے اوپر ڈال لیا ہوگا، یہ پہننا نہیں ہے جیسے کوئی کسی کو دینا چاہتا ہو اس کے بعد ریشمی کپڑا مردوں پر حرام ہو گیا۔

بَابُ الْبَرَانِسِ

باب: برانس یعنی ٹوپی پہننا

٥٨٠٢ـ وَقَالَ لِيْ مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ: رَأَيْتُ عَلَى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ.

(۵۸۰۲) اور کہا مجھ سے مسدد نے اور کہا ہم سے معتمر نے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، کہا انہوں نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ پر ریشمی زرد ٹوپی کو دیکھا۔

٥٨٠٣ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ؟ قَالَ: رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيْصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ)). [راجع: ١٣٤]

(۵۸۰۳) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! محرم کس طرح کا کپڑا پہنے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(محرم کے لیے) کہ قمیص نہ پہنو، نہ عمامے، نہ پاجامے، نہ برنس اور نہ موزے البتہ اگر کسی کو چپل نہ ملے تو وہ (چمڑے کے) موزوں کو ٹخنے سے نیچے تک کاٹ کر انہیں پہن سکتا ہے اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنو جس میں زعفران یا ورس لگایا گیا ہو۔''

بَابُ السَّرَاوِيْلِ

باب: پاجامہ پہننے کے بارے میں

٥٨٠٤ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

(۵۸۰۴) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان

عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ)). [راجع: ١٧٤٠]

کیا، ان سے عمرو نے، ان سے جابر بن زید نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (محرم کے بارے میں) فرمایا: ''جسے تہبند نہ ملے وہ پاجامہ پہنے اور جسے چپل نہ ملیں وہ موزے پہنیں۔''

٥٨٠٥- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ إِذَا أَحْرَمْنَا؟ قَالَ: ((لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَاوِيلَ وَالْعَمَائِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ)).

[راجع: ١٣٤]

(٥٨٠٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! احرام باندھنے کے بعد ہمیں کس چیز کے پہننے کا حکم ہے؟ فرمایا: ''قمیص نہ پہنو، نہ پاجامے، نہ عمامے، نہ برنس اور نہ موزے پہنو۔ البتہ اگر کسی کے پاس چپل نہ ہو تو وہ چمڑے کے ایسے موزے پہنے جو ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس میں زعفران اور ورس لگا ہوا ہو۔''

بَابُ الْعَمَائِمِ

باب: عمامے کا بیان

٥٨٠٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَلَا وَرْسٌ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا مَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [راجع: ١٣٤] [مسلم: ٢٧٩٢؛ ابوداود: ١٨٢٣؛ نسائي: ٢٦٦٦]

(٥٨٠٦) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا میں نے زہری سے سنا، انہوں نے کہا مجھے سالم نے خبر دی، انہیں ان کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے خبر دی، کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''محرم قمیص نہ پہنے، نہ عمامہ پہنے، نہ پاجامہ، نہ برنس اور نہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جس میں زعفران اور ورس لگا ہو اور نہ موزے پہنے، البتہ اگر کسی کو چپل نہ ملیں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ دے۔'' (پھر پہنے)

بَابُ التَّقَنُّعِ

باب: سر پر کپڑا ڈال کر سر چھپانا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ وَقَالَ أَنَسٌ: عَصَبَ النَّبِيُّ ﷺ

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم ﷺ باہر نکلے اور سر مبارک پر ایک سیاہ پٹی لگا ہوا عمامہ تھا اور انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے

عَلَى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

اپنے سر پر چادر کا کونا لپیٹ لیا تھا۔

٥٨٠٧ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: هَاجَرَ إِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَوَ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدًا لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللَّهِ، إِنْ جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ: ((أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ)) قَالَ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ)) قَالَ: فَالصُّحْبَةُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((بِالثَّمَنِ)) قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَتْ بِهِ الْجِرَابَ

(۵۸۰۷) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بہت سے مسلمان حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ابھی ٹھہر جاؤ کیونکہ امید ہے کہ مجھے بھی (ہجرت کی) اجازت دی جائے گی۔'' ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپ کو بھی امید ہے؟ میرا باپ آپ پر قربان ہو، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہنے کے خیال سے رک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو ببول کے پتے کھلا کر چار مہینے تک انہیں خوب تیار کرتے رہے۔ عروہ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہم ایک دن دوپہر کے وقت اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ سر ڈھکے ہوئے تشریف لا رہے ہیں۔ اس وقت عموماً آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف نہیں لاتے تھے۔ ابو بکر نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آنحضور ﷺ ایسے وقت کسی وجہ ہی سے تشریف لا سکتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مکان پر پہنچ کر اجازت چاہی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دی۔ آپ ﷺ اندر تشریف لائے اور اندر داخل ہوتے ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جو لوگ تمہارے پاس اس وقت ہیں انہیں اٹھا دو۔'' ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرا باپ آپ پر قربان ہو یا رسول اللہ! یہ سب آپ کے گھر ہی کے افراد ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔'' ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر یا رسول اللہ! مجھے رفاقت کا شرف حاصل رہے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں۔'' عرض کی: یا رسول اللہ! میرے باپ آپ پر قربان ہوں ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''لیکن قیمت سے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: پھر ہم نے بہت جلدی جلدی سامان سفر تیار کیا اور سفر کا ناشتہ ایک تھیلے میں رکھا۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے

وَلِذَلِكَ كَانَتْ تُسَمَّى ذَاتَ النِّطَاقِ ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكُثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَدْخُلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيحُهُ عَلَيْهِمَا حِينَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذَلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ. [راجع: ٤٧٦]

ایک ٹکڑے سے تھیلے کے منہ کو باندھا۔ اسی وجہ سے انہیں ''ذات النطاق'' (پٹکے والی) کہنے لگے۔ پھر آنحضرت ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثور نامی پہاڑ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے اور تین دن تک اسی میں ٹھہرے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات آپ حضرات کے پاس ہی گزارتے تھے وہ نوجوان ذہین اور سمجھدار تھے۔ صبح تڑکے میں وہاں سے چل دیتے تھے اور صبح ہوتے مکہ کے قریش میں پہنچ جاتے تھے۔ جیسے رات میں مکہ ہی میں رہے ہوں۔ مکہ مکرمہ میں جو بات بھی ان حضرات کے خلاف ہوتی اسے محفوظ رکھتے اور جوں ہی رات کا اندھیرا چھا جاتا غار ثور میں ان حضرات کے پاس پہنچ کر تمام تفصیلات کی اطلاع دیتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولیٰ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دودھ دینے والی بکریاں چراتے تھے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو ان بکریوں کو غار ثور کی طرف ہانک لاتے تھے۔ آپ حضرات بکریوں کے دودھ پر رات گزارتے اور صبح کی پو پھٹتے ہی عامر بن فہیرہ وہاں سے روانہ ہو جاتے۔ ان تین راتوں میں انہوں نے ہر رات ایسا ہی کیا۔

تشریح: باب اور حدیث میں یہ مطابقت ہے کہ نبی کریم ﷺ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر سر ڈھانک کر تشریف لائے۔ رومال سے سر ڈھانکنے کا یہ رواج عربوں میں آج تک موجود ہے، وہاں کی گرم آب وہوا کے لئے یہ عمل ضروری ہے۔ اس حدیث میں ہجرت سے متعلق کئی امور بیان کئے گئے ہیں جن کی مزید تفصیلات واقعہ ہجرت میں اس حدیث کے ذیل میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

بَابُ الْمِغْفَرِ

باب: خود کا بیان

٥٨٠٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

[راجع: ١٨٤٦]

(٥٨٠٨) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے زہری نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال (مکہ مکرمہ میں) داخل ہوئے تو آپ ﷺ کے سر پر خود تھی۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر حج یا عمرے کی نیت سے نہ ہو اور آدمی کسی کام کاج یا تجارت کے لئے مکہ شریف میں جائے تو بغیر احرام کے بھی داخل ہو سکتا ہے۔

بَابُ الْبُرُودِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ

باب: دھاری دار چادروں، یمنی چادروں اور کملیوں کا بیان

وَقَالَ خَبَّابٌ: شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ.

اور حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ سے (مشرکین مکہ کے مظالم کی) شکایت کی اس وقت آپ ﷺ اپنی ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر چادروں یا کملیوں وغیرہ کا استعمال درست ہے۔

٥٨٠٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [راجع: ٣١٤٩]

(٥٨٠٩) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک پر (یمن کے) نجران کی بنی ہوئی موٹے حاشیے کی ایک چادر تھی۔ اتنے میں ایک دیہاتی آ گیا اور اس نے آنحضرت ﷺ کی چادر کو پکڑ کر اتنی زور سے کھینچا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے مونڈھے پر دیکھا کہ اس کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے نشان پڑ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد! مجھے مال میں سے دیے جانے کا حکم کیجیے جو اللہ کا مال آپ کے پاس ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے اور آپ ﷺ نے اسے دیے جانے کا حکم فرمایا۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ ایسے تھے کہ اس گنوار کی اس حرکت کا آپ نے کوئی خیال نہیں فرمایا بلکہ ہنس کر ٹال دیا اور اسے خیرات بھی مرحمت فرمادی۔ فداہ روحی ﷺ۔ اس وقت جسم مبارک پر چادر تھی۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔

٥٨١٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ: هَلْ تَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ قَالَ: نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوجٌ فِي حَاشِيَتِهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي نَسَجْتُ هَذِهِ بِيَدِي أَكْسُوكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهُ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اكْسُنِيهَا قَالَ: ((نَعَمْ)) فَجَلَسَ مَا شَاءَ اللَّهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا

(٥٨١٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے یعقوب بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک عورت ایک چادر لے کر آئیں (جو اس نے خود بنی تھی) حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہیں معلوم ہے وہ پردہ کیا تھا پھر بتلایا کہ یہ ایک اونی چادر تھی جس کے کناروں پر حاشیہ ہوتا ہے۔ ان خاتون نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ چادر میں نے خاص آپ کے اوڑھنے کے لیے بنی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے وہ چادر ان سے اس طرح لی گویا آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ اسے تہبند کے طور پر پہن کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک صاحب (عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے اس چادر کو چھوا اور عرض کی: یا

ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ: مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ: وَاللَّهِ! مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِي يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ: فَكَانَتْ كَفَنَهُ. [راجع: ١٢٧٧]

رسول اللہ! یہ مجھے عنایت فرما دیجیے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا۔'' جتنی دیر اللہ نے چاہا آپ مجلس میں بیٹھے رہے، پھر تشریف لے گئے اور اس چادر کو لپیٹ کر ان صاحب کے پاس بھجوا دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس پر ان سے کہا: تم نے اچھی بات نہیں کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چادر مانگ لی۔ تمہیں معلوم ہے کہ آپ کبھی کسی سائل کو محروم نہیں فرماتے۔ ان صاحب نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے تو صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اس لیے مانگی ہے کہ جب میں مروں تو یہ میرا کفن ہو۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، چنانچہ وہ چادر اس صحابی کے کفن ہی میں استعمال ہوئی۔

تشریح: یہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے اس حدیث سے نکلا کہ کفن کے لئے بزرگوں کا مستعمل لباس لے لینا جائز ہے۔ وہ خاتون کس قدر خوش نصیب تھی جس نے اپنے ہاتھوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ اونی چادر بہترین شکل میں تیار کی اور آپ نے اسے بخوشی قبول فرما لیا پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی کیسے خوش نصیب ہیں جن کو یہ چادر کفن کے لیے نصیب ہوئی چونکہ اس حدیث میں آپ کے لیے اونی چادر کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

٥٨١١ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ)). فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ)). ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ: ((سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ)). [طرفه في: ٦٥٤٢]

(۵۸۱۱) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھ سے حضرت سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''میری امت میں سے جنت میں ستر ہزار کی ایک جماعت داخل ہوگی ان کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔'' حضرت عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اپنی دھاری دار چادر سنبھالتے ہوئے اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی انہیں میں سے بنا دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! عکاشہ کو بھی انہیں میں سے بنا دے۔'' اس کے بعد قبیلہ انصار کے ایک صحابی سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے بنا دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سے پہلے عکاشہ دعا کرا چکا۔''

اب اس کا وقت نہیں رہا۔

تشریح: اس روایت کا مطلب دوسری روایت سے واضح ہوتا ہے اس میں یوں ہے کہ پہلے عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے کہنے لگے یا رسول اللہ! دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ مجھ کو ان ستر ہزار میں سے کر دے۔ آپ نے دعا فرمائی پھر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا کہ میرے لیے

بھی دعا فرمائیے۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے عکاشہ کے لیے دعا قبول ہو چکی۔ مطلب یہ تھا کہ دعا کی قبولیت کی گھڑی نکل چکی یہ کامیابی عکاشہ کی قسمت میں تھی ان کو حاصل ہو چکی۔

٥٨١٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: الْحِبَرَةُ. [طرفه في: ٥٨١٣]

(۵۸۱۲) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کو کس طرح کا کپڑا زیادہ پسند تھا بیان کیا کہ حبرہ کی سبز یمنی چادر۔

[مسلم: ٥٤٤٠؛ ابوداود: ٤٠٦٠]

تشریح: کیونکہ وہ میل خوری اور بہت مضبوط ہوتی ہے۔

٥٨١٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ. [راجع: ٥٨١٢]

(۵۸۱۳) مجھ سے عبداللہ بن ابی الاسود نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ دستوائی نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو تمام کپڑوں میں یمنی سبز چادر پہننا بہت پسند تھی۔

[مسلم: ٥٤٤١؛ ترمذي: ١٧٨٧؛ نسائي: ٥٣٣٠]

٥٨١٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ. [مسلم: ٢١٨٣؛ ابوداود: ٣١٢٠]

(۵۸۱۴) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی نعش مبارک پر ایک سبز یمنی چادر ڈال دی گئی تھی۔

تشریح: یہی سبز رنگ تھا جو عام اہل اسلام میں آج تک مقبول ہے جملہ احادیث باب میں کسی نہ کسی حالت میں نبی کریم ﷺ کا مختلف اوقات میں مختلف رنگوں کی چادر کے استعمال کا ذکر ہے۔ باب اور احادیث مذکورہ میں یہی مطابقت ہے آگے اور تفصیلی ذکر آ رہا ہے۔

بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَائِصِ

باب: کملیوں اور اونی حاشیہ دار چادروں کا بیان

تشریح: کساء اونی کملی اگر وہ صرف پانچ ہاتھ کی ہو تو ایسی چادروں کو خمیصة کہتے ہیں۔

٥٨١٥، ٥٨١٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

(۵۸۱۵، ۱۶) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، ان سے حضرت عائشہ اور

ابْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذَالِكَ: ((لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا. [راجع:٤٣٥، ٤٣٦]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر جب آخری مرض طاری ہوا تو آپ ﷺ اپنی کملی چہرۂ مبارک پر ڈال لیتے تھے اور جب سانس گھٹنے لگتا تو چہرہ کھول لیتے اور اسی حالت میں فرماتے: ''یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو گئے کہ انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔'' آنحضرت ﷺ ان کے عمل بد سے (مسلمانوں کو) ڈرار ہے تھے۔

تشریح: یہود و نصاریٰ سے بڑھ کر کمبخت وہ مسلمان ہیں جنہوں نے بزرگوں اور درویشوں کی قبور کو مزین کر کے دکانوں کی شکل دے رکھی ہے اور وہاں لوگوں سے سجدے کراتے ہیں اور عرض کرتے ہیں وہاں عرضیاں لٹکاتے اور نیازیں چڑھاتے ہیں۔ یہ لوگ قبر کے باہر سے یہ کام کرتے تھے اور وہ بزرگ قبروں کے اندر سے ان پر لعنت بھیجتے ہیں کیونکہ یہ سب بزرگ نبی کریم ﷺ کے نقش بردار اور آپ کی مرضی پر چلنے والے ہیں یہی قبروں کے پجاری عند اللہ مشرک اور ملعون ہیں خواہ یہ کیسے ہی نمازی و حاجی ہوں:

ہرگز تو ازاں قوم نباشی کہ فریبند حق رابہ سجودے ونبی رابہ درودے

٥٨١٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ: أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ: قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ هَذَيْنِ. [راجع: ٣١٠٨]

(٥٨١٧) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی، ان سے حمید بن ہلال نے اور ان سے ابو بردہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک موٹی کملی (کساء) اور ایک موٹی ازار نکال کر دکھائی اور کہا: رسول اللہ ﷺ کی روح ان ہی دو کپڑوں میں قبض ہوئی تھی۔

٥٨١٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: صَلَّى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهُ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلَى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هَذِهِ إِلَى أَبِيْ جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِيْ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِيْ جَهْمٍ)). ابْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ مِنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ. [راجع: ٣٧٣]

(٥٨١٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک نقشی چادر میں نماز پڑھی اور اس کے نقش و نگار پر نماز ہی میں ایک نظر ڈالی۔ پھر سلام پھیر کر فرمایا: ''میری چادر ابوجہم کو واپس دے دو۔ اس نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا اور ابوجہم کی سادہ چادر لیتے آؤ۔'' یہ ابوجہم بن حذیفہ بن غانم، بنی عدی بن کعب قبیلے میں سے تھے۔

بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ — باب: اشتمال الصماء کا بیان

تشریح: ایک ہی کپڑے کو اس طرح لپیٹ لینا کہ ہاتھ یا پاؤں باہر نہ نکل سکیں، اسے عربی میں اشتمال الصماء کہتے ہیں۔

٥٨١٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ. [راجع: ٣٦٨]

(۵۸۱۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا، ان سے خبیب بن عبدالرحمن نے، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا اور دو وقت نمازوں سے بھی آپ نے منع فرمایا نماز فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک اور اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص صرف ایک کپڑا جسم پر لپیٹ کر اور گھٹنے اوپر اٹھا کر اس طرح بیٹھ جائے کہ اس کی شرم گاہ پر آسمان وزمین کے درمیان کوئی چیز نہ ہو اور اشتمال صماء سے منع فرمایا۔

تشریح: ((صماء)) اس طرح چادر اوڑھنے کو کہتے ہیں کہ چادر کو داہنی طرف سے لے کر بائیں شانے پر ڈالا جائے اور پھر وہی کنارہ پیچھے سے لے کر داہنے شانے پر ڈال لیا جائے اور اس طرح چادر میں دونوں شانوں کو لپیٹ لیا جائے۔ اشتمال صماء کا مفہوم یہ ہے کہ صرف جسم پر ایک چادر ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو۔ اس صورت میں بیٹھتے وقت ایک کنارہ اٹھانا پڑتا تھا اور اس سے شرمگاہ کھل جاتی تھی۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ جس کپڑے کو خریدنا ہو بس اسے چھو لے رات کو یا دن کو اور الٹ کر نہ دیکھنے کی شرط ہوئی ہو اور بیع منابذہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کی طرف اپنا کپڑا پھینک دے بس بیع پوری ہو گئی (یہی شرط ہوئی ہو) یہ دونوں شکل دھوکے سے خالی نہیں اسی لیے منع کیا گیا۔

٥٨٢٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهَى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ: لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْآخَرِ بِيَدِهِ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهُ إِلَّا بِذَالِكَ وَالْمُنَابَذَةُ: أَنْ يَنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهِ وَيَنْبِذَ الْآخَرُ ثَوْبَهُ وَيَكُوْنَ ذَلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَانِ: اشْتِمَالُ الصَّمَّاءِ وَالصَّمَّاءُ: أَنْ يَجْعَلَ ثَوْبَهُ عَلَى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُو أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَاللِّبْسَةُ الْأُخْرَى: احْتِبَاؤُهُ بِثَوْبِهِ وَهُوَ جَالِسٌ

(۵۸۲۰) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے عامر بن سعد نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو طرح کے پہناوے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خرید و فروخت میں ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔ ملامسہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص (خریدار، دوسرے بیچنے والے) کے کپڑے کو رات یا دن میں کسی بھی وقت بس چھو دیتا (اور دیکھے بغیر صرف چھونے سے بیع ہو جاتی) صرف چھونا ہی کافی تھا کھول کر دیکھا نہیں جاتا تھا۔ منابذہ کی صورت یہ تھی کہ ایک شخص اپنی ملکیت کا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکتا اور دوسرا اپنا کپڑا پھینکتا اور بغیر دیکھے بغیر باہمی رضامندی کے صرف اسی سے بیع منعقد ہو جاتی اور دو کپڑے (جن سے آنحضور ﷺ نے منع فرمایا انہیں سے ایک) اشتمال صماء ہے۔ صماء کی صورت یہ تھی کہ اپنا کپڑا (ایک چادر) اپنے ایک شانے پر اس طرح ڈالا جاتا کہ ایک کنارہ سے (شرمگاہ) کھل

لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [راجع: ٣٦٧]

جاتی اور کوئی دوسرا کپڑا وہاں نہیں ہوتا تھا۔ دوسرے پہناوے کا طریقہ یہ تھا کہ بیٹھ کر اپنے ایک کپڑے سے کمر اور پنڈلی باندھ لیتے تھے اور شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہیں ہوتا تھا۔

بَابُ الْإِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

باب: ایک کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھنا

٥٨٢١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ وَأَنْ يَشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى أَحَدِ شِقَّيْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ. [راجع: ٣٦٨]

(۵۸۲۱) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کے پہناوے سے منع فرمایا، یہ کہ کوئی شخص ایک ہی کپڑے سے اپنی کمر اور پنڈلی کو ملا کر باندھ لے اور شرمگاہ پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو اور یہ کہ کوئی شخص ایک کپڑے کو اس طرح جسم پر لپیٹے کہ ایک طرف کپڑے کا کوئی حصہ نہ ہو اور آپ نے ملامسہ اور منابذہ سے منع فرمایا۔

تشریح: عرب جاہلیت میں مجلس میں بیٹھنے کا یہ بھی ایک طریقہ تھا۔ بیٹھنے کی اس ہیئت میں عموماً شرمگاہ کھل جایا کرتی تھی کیونکہ جسم پر کپڑا صرف ایک ہی چادر کی صورت میں ہوتا تھا اور اسی سے کمر اور پنڈلی میں اور کمر لپیٹ کر دونوں کو ایک ساتھ باندھ لیتے تھے۔ یہ صورت ایسی ہوتی تھی کہ شرمگاہ کی ستر کا اہتمام بالکل باقی نہیں رہتا تھا اور بیٹھنے والا بے دست و پا اپنی اسی ہیئت میں بیٹھنے پر مجبور تھا۔

٥٨٢٢۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ. [راجع: ٣٦٧]

(۵۸۲۲) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا مجھے مخلد نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے ابن شہاب نے خبر دی، کہا ہمیں عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اشتمال صماء سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ کوئی شخص ایک کپڑے سے پنڈلی اور کمر کو ملا لے اور شرمگاہ پر کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو۔

بَابُ الْخَمِيصَةِ السَّوْدَاءِ

باب: کالی کملی کا بیان

٥٨٢٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ سَعِيدِ بْنِ فُلَانٍ [هُوَ عَمْرُو ابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ] عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيرَةٌ فَقَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ

(۵۸۲۳) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے سعید بن فلاں، یعنی عمرو بن سعید بن عاص نے اور ان سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ کپڑے لائے گئے جس میں ایک چھوٹی کالی کملی بھی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے یہ چادر کسے دی جائے؟''

هَذِهِ؟)) فَسَكَتَ الْقَوْمُ فَقَالَ: ((ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ)) فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا قَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)). وَكَانَ فِيهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ: ((يَا أُمَّ خَالِدٍ! هَذَا سَنَاهْ)). وَسَنَاهْ بِالْحَبَشِيَّةِ [حَسَنٌ]. [راجع: ٣٠٧١]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام خالد کو میرے پاس بلا لاؤ۔'' انہیں گود میں اٹھا کر لایا گیا (کیونکہ بچی تھیں) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر اپنے ہاتھ میں لی اور انہیں پہنائی اور دعا دی کہ ''جیتی رہو۔'' اس چادر میں ہرے اور زرد نقش و نگار تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ام خالد! یہ نقش و نگار سناہ ہیں'' ۔''سناہ'' حبشی زبان میں خوب اچھے کے معنی میں آتا ہے۔

تشریح: ام خالد حبش ہی میں پیدا ہوئی تھیں وہ حبشی زبان جاننے لگی تھیں، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خوش ہو کر حبشی زبان ہی میں اس کپڑے کی تعریف فرمائی۔

٥٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ: لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِي: يَا أَنَسُ! انْظُرْ هَذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيبَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَغْدُوَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يُحَنِّكُهُ فَغَدَوْتُ بِهِ فَإِذَا هُوَ فِي حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِي قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ. [راجع: ١٥٠٢]

(۵۸۲۴) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے، ان سے محمد نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا: انس اس بچے کو دیکھتے رہو کوئی چیز اس کے پیٹ میں نہ جائے اور جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لاؤ تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جھوٹا اس کے منہ میں ڈالیں۔ چنانچہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک باغ میں تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر قبیلہ بنی حریث کی بنی ہوئی چادر (خمیصہ حریثیہ) تھی اور آپ سواری پر نشان لگا رہے تھے جس پر آپ فتح مکہ کے موقع پر سوار تھے۔

تشریح: حریثی نسبت ہے حریث کی طرف۔ شاید اس نے یہ کملیاں بنانا شروع کی ہوں گی بعض روایتوں میں خیبری ہے۔ بعض میں جونی یہ بنی الجون کی طرف نسبت ہے۔ حافظ نے کہا جونی کملی اکثر یہاں ہوتی ہے، اسی سے ترجمہ باب کی مطابقت ہوگی۔ کالی کملی رکھنے اوڑھنے کے بہت سے فوائد ہیں اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسی کملی رکھنے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوتی ہے جو ہمارے لیے سب سے بڑی سعادت ہے۔ اللھم ارزقنا آمین۔

بَابُ ثِيَابِ الْخُضْرِ

باب: سبز رنگ کے کپڑے پہننا

٥٨٢٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُالرَّحْمَنِ ابْنُ الزَّبِيرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً

(۵۸۲۵) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی نے، کہا ہم کو ایوب سختیانی نے خبر دی، انہیں عکرمہ نے اور انہیں رفاعہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔ پھر ان سے عبدالرحمن بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: وہ خاتون سبز اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے

بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنِّسَاءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ: مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ: وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ! مَا لِيْ إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهُ لَيْسَ بِأَغْنَى عَنِّيْ مِنْ هَذِهِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ: كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ الْأَدِيْمِ وَلَكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنْ كَانَ ذَلِكِ لَمْ تَحِلِّيْ لَهُ أَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهُ حَتَّى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ)). قَالَ: وَأَبْصَرَ مَعَهُ ابْنَيْنِ لَهُ فَقَالَ: ((بَنُوْكَ هَؤُلَاءِ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((هَذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ! لَهُمْ أَشْبَهُ بِهِ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ)).

[راجع:٢٦٣٩]

(اپنے شوہر کی) شکایت کی اور اپنے جسم پر سبز نشانات (چوٹ کے) دکھائے پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو (جیسا کہ عادت ہے) عکرمہ نے بیان کیا کہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے (آنحضرت ﷺ) سے کہا: کسی ایمان والی عورت کا میں نے اس سے زیادہ برا حال نہیں دیکھا ان کا جسم ان کے کپڑے سے بھی زیادہ برا ہوگیا ہے۔ بیان کیا کہ ان کے شوہر نے بھی سن لیا تھا کہ بیوی نبی اکرم ﷺ کے پاس گئی ہیں، چنانچہ وہ بھی آگئے اور ان کے ساتھ ان کے دو بچے ان سے پہلی بیوی کے تھے۔ ان کی بیوی نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے ان سے کوئی اور شکایت نہیں، البتہ ان کے ساتھ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جس سے میرا کچھ نہیں ہوتا۔ انہوں نے اپنے کپڑے کا پلو پکڑ کر اشارہ کیا (یعنی ان کے شوہر کمزور ہیں) اس پر ان کے شوہر نے کہا: یا رسول اللہ! واللہ! یہ جھوٹ بولتی ہے میں تو اس کو (جماع کے وقت) چمڑے کی طرح ادھیڑ کر رکھ دیتا ہوں مگر یہ شریر ہے مجھے پسند نہیں کرتی اور رفاعہ کے یہاں دوبارہ جانا چاہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اگر یہ بات ہے تو تمہارے لیے وہ (رفاعہ) اس وقت تک حلال نہیں ہوں گے جب تک یہ (عبدالرحمٰن دوسرے شوہر) تمہارا مزا نہ چکھ لیں۔'' بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے عبدالرحمٰن کے ساتھ دو بچے بھی دیکھے تو دریافت فرمایا: ''کیا یہ تمہارے بچے ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اچھا، اس وجہ سے تم یہ باتیں سوچتی ہو۔ اللہ کی قسم! یہ بچے ان سے اتنے ہی مشابہ ہیں جتنا کہ کوا کوے سے مشابہ ہوتا ہے۔''

تشریح: وہ خاتون ہرے رنگ کی اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی یہی باب سے مطابقت ہے۔ اس عورت نے اپنے خاوند کے نامرد ہونے کی شکایت کی تھی۔ جس کے جواب کے لئے اس کے خاوند عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے دونوں بچوں کو ساتھ لائے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی اور عورت کی کذب بیانی محسوس فرما کر وہ فرمایا جو یہاں مذکور ہے۔ مسئلہ یہی ہے کہ مطلقہ بائنہ عورت پہلے خاوند کے نکاح میں دوبارہ اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک وہ دوسرا خاوند اس سے خوب جماع نہ کرلے اور پھر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے۔

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ

باب: سفید کپڑے پہننا

٥٨٢٦۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ،

(٥٨٢٦) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن بشر

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ: رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَمِينِهِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ. [راجع: ٤٠٥٤]

نے خبر دی، کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ احد کے موقع پر میں نے نبی کریم ﷺ کے دائیں بائیں دو آدمیوں کو (جو فرشتے تھے) دیکھا وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے میں نے انہیں نہ اس سے پہلے دیکھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

تشریح: گویا فرشتوں کا سفید کپڑوں میں نظر آنا۔ اس چیز کا ثبوت ہے کہ سفید کپڑوں کا لباس عنداللہ محبوب ہے۔

٥٨٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ حَدَّثَهُ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ثُمَّ مَاتَ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ عَلَى رَغْمِ أَنْفِ أَبِي ذَرٍّ)) وَكَانَ أَبُو ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهَذَا قَالَ: وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِي ذَرٍّ. قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: هَذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهُ إِذَا تَابَ وَنَدِمَ وَقَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غُفِرَ لَهُ مَا كَانَ قَبْلُ.

[راجع: ١٢٣٧] [مسلم: ٢٧٣]

(٥٨٢٧) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے حسین نے، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے، ان سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابو اسود دؤلی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ سو رہے تھے پھر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ ﷺ بیدار ہو چکے تھے پھر آپ نے فرمایا: ''جس بندہ نے بھی کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور پھر اسی پردہ مرا تو جنت میں جائے گا۔'' میں نے عرض کیا چاہے اس نے زنا کیا، چاہے چوری کی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔'' میں نے پھر عرض کیا: چاہے اس نے زنا کیا چاہے اس نے چوری کی ہو؟ فرمایا: ''چاہے اس نے زنا کیا ہو چاہے اس نے چوری کی ہو۔'' میں نے (حیرت کی وجہ سے پھر) عرض کیا: چاہے اس نے زنا کیا ہو یا اس نے چوری کی ہو۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''چاہے اس نے زنا کیا ہو، چاہے اس نے چوری کی ہو۔ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو۔'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بعد میں جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو آنحضرت ﷺ کے الفاظ (علی رغم انف ابی ذر) ضرور بیان کرتے۔ ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: یہ صورت کہ (صرف کلمہ سے جنت میں داخل ہوگا) یہ اس وقت ہوگی جب موت کے وقت یا اس سے پہلے (گناہوں سے) توبہ کی اور کہا کہ لا الہ الا اللہ، اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

تشریح: توبہ کی شرط امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے لیے بیان کی ہے جو ان گناہوں کو گناہ نہ جان کر کریں ایسے لوگ بغیر توبہ کیے ہرگز نہیں بخشے جائیں گے ہاں اگر گناہ جان کر نادم ہو کر مرا اگرچہ توبہ نہ کی پھر بھی کلمہ کی برکت سے بخشش کی امید ہے۔ چاہے سزا کے بعد ہی ہو کیونکہ اصل بنیاد نجات کلمہ طیبہ لا

الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا اور اس کے مطابق عمل وعقیدہ درست کرنا ہے۔ محض طوطے کی طرح کلمہ پڑھ لینا بھی کافی نہیں ہے۔

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوزُ مِنْهُ

باب: ریشم پہننا اور مردوں کا اسے اپنے لیے بچھانا اور کس حد تک اس کا استعمال جائز ہے

٥٨٢٨ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، قَالَ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْإِبْهَامَ فِيمَا عَلِمْنَا أَنَّهُ يَعْنِي الْأَعْلَامَ. [أطرافه في:٥٨٢٩، ٥٨٣٠، ٥٨٣٤، ٥٨٣٥] [مسلم: ٥٤١١، ٥٤١٢، ٥٤١٣، ٥٤١٤، ٥٤١٥، ٥٤١٦؛ ابوداود: ٤٠٤٢؛ نسائي: ٥٣٢٧؛ ابن ماجه: ٢٨٢٠، ٣٥٩٣]

(۵۸۲۸) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا ہم سے قتادہ نے، کہا میں نے ابوعثمان نہدی سے سنا کہ ہمارے پاس عمر رضی اللہ عنہ کا مکتوب آیا ہم اس وقت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ کے ساتھ آذربائیجان میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم کے استعمال سے (مردوں کو) منع کیا ہے سوائے اتنے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دونوں انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔ ابوعثمان نہدی نے بیان کیا کہ ہماری سمجھ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے (کپڑے وغیرہ پر ریشم کے) پھول بوٹے بنانے سے تھی۔

٥٨٢٩ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: كَتَبَ إِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ إِلَّا هَكَذَا وَصَفَّ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطَى وَالسَّبَّابَةَ. [راجع: ٥٨٢٨]

(۵۸۲۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم نے بیان کیا، ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا اس وقت ہم آذربائیجان میں تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا تھا سوائے اتنے کے اور اس کی وضاحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیوں کے اشارے سے کی تھی۔ زہری (راوی حدیث) نے بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اٹھا کر بتایا۔

٥٨٣٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ: كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُلْبَسُ الْحَرِيرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ فِي الْآخِرَةِ مِنْهُ)) وَأَشَارَ أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى. [راجع:٥٨٢٨]

(۵۸۳۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے تیمی نے بیان کیا اور ان سے ابوعثمان نے بیان کیا کہ ہم حضرت عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا میں ریشم جو شخص بھی پہنے گا اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا۔"

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ،

ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا ہم سے

قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ.

ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعثمان نے بیان کیا اور ابوعثمان نے اپنی دو انگلیوں، شہادت اور درمیانی انگلیوں سے اشارہ کیا۔

٥٨٣١ـ ح: وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَاءٍ فِيْ إِنَاءٍ مِنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ وَقَالَ: إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّيْ نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيْرُ وَالدِّيْبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ)). [راجع: ٥٤٢٦]

(٥٨٣١) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم نے، ان سے ابن ابی لیلیٰ نے بیان کیا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔ انہوں نے پانی مانگا۔ ایک دیہاتی چاندی کے برتن میں پانی لایا۔ انہوں نے اسے پھینک دیا اور کہا کہ میں نے صرف اسے اس لیے پھینکا ہے کہ میں اس شخص کو منع کر چکا ہوں (کہ چاندی کے برتن میں مجھے کھانا اور پانی نہ دیا کرو) لیکن وہ نہیں مانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سونا، چاندی، ریشم اور دیباج ان (کفار) کے لیے دنیا میں ہے اور تمہارے (مسلمانوں) کے لیے آخرت میں۔''

٥٨٣٢ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ شُعْبَةُ: فَقُلْتُ: أَعَنِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَلْبَسَهُ فِي الْآخِرَةِ)). [مسلم: ٥٤٢٥؛ ابن ماجه: ٣٥٨٨]

(٥٨٣٢) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ اس پر میں نے پوچھا: کیا یہ روایت نبی کریم ﷺ سے ہے؟ عبدالعزیز نے بیان کیا کہ قطعاً نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مرد ریشمی لباس دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اسے ہرگز نہیں پہن سکے گا۔''

٥٨٣٣ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)). [نسائي: ٥٣١٩]

(٥٨٣٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا کہ میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے کہا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ''جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔''

٥٨٣٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذِبْيَانَ خَلِيْفَةَ بْنِ كَعْبٍ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ)).

(٥٨٣٤) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں ابوذبیان خلیفہ بن کعب نے، کہا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس مرد نے دنیا میں ریشم پہنا وہ اسے آخرت میں نہیں پہن سکے گا۔''

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ لَنَا أَبُو مَعْمَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ: أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ نَحْوَهُ. [راجع: ٥٨٢٨]

ابوعبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے کہا اور ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، ان سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے یزید نے کہ معاذہ نے بیان کیا کہ مجھے ام عمرو بنت عبداللہ نے خبر دی، انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا اسی طرح سنا۔

[مسلم: ٥٤١٠؛ نسائي: ٥٣٢٠]

٥٨٣٥ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتِ: ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: سَلِ ابْنَ عُمَرَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ)). فَقُلْتُ: صَدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُو حَفْصٍ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيثَ. [راجع: ٥٨٢٨]

(٥٨٣٥) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عمران بن حطان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو۔ بیان کیا کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجھے ابو حفص یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "دنیا میں ریشم تو وہی مرد پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔" میں نے اس پر کہا کہ سچ کہا اور ابوحفص رسول کریم ﷺ کی طرف کوئی جھوٹ بات منسوب نہیں کر سکتے اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا کہ ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے اور ان سے عمران نے اور پوری حدیث بیان کی۔

بَابُ مَسِّ الْحَرِيرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ

باب: بغیر پہنے ریشم صرف چھونا جائز ہے

وَيُرْوَى فِيهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اور اس باب میں زبیدی سے روایت ہے کہ ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اوپر مذکور ہے۔

٥٨٣٦ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ ﷺ ثَوْبُ حَرِيرٍ فَجَعَلْنَا

(٥٨٣٦) ہم سے عبیداللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو ریشم کا ایک کپڑا ہدیہ میں پیش ہوا تو ہم اسے

نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هَذَا؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((مَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا)). [راجع: ٣٢٤٩]

چھونے لگے اور اس کی (نرمی وملائمت پر) حیرت زدہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہیں اس پر حیرت ہے؟'' ہم نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ''جنت میں سعد بن معاذ (رضی اللہ عنہ) کے رومال اس سے بھی اچھے ہیں۔''

بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ وَقَالَ عُبَيْدَةُ: هُوَ كَلُبْسِهِ

باب: مرد کے لیے ریشم کا کپڑا بطور فرش بچھانا منع ہے عبیدہ نے کہا کہ یہ بچھانا بھی پہننے جیسا ہے

٥٨٣٧- حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ. [راجع: ٥٤٢٦]

(٥٨٣٧) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ان کے والد نے بیان کیا، کہا میں نے ابن ابی نجیح سے سنا، انہوں نے مجاہد سے، انہوں نے ابن ابی لیلیٰ سے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتن میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا تھا اور ریشم اور دیباج پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا تھا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ ریشمی فرش وفروش کا استعمال بھی مردوں کے لیے ناجائز ہے۔

بَابُ لُبْسِ الْقَسِّيِّ

باب: مصر کا ریشمی کپڑا پہننا مرد کے لیے کیسا ہے؟

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قُلْنَا لِعَلِيٍّ: مَا الْقَسِّيَّةُ؟ قَالَ: ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّأْمِ أَوْ مِنْ مِصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيْرٌ وَفِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُنْجِ وَالْمِيْثَرَةُ: كَانَتِ النِّسَاءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُوْلَتِهِنَّ أَمْثَالَ الْقَطَائِفِ يُصَفِّرْنَهَا وَقَالَ جَرِيْرٌ عَنْ يَزِيْدَ فِي حَدِيثِهِ: الْقَسِّيَّةُ: ثِيَابٌ مُضَلَّعَةٌ يُجَاءُ بِهَا مِنْ مِصْرَ فِيهَا الْحَرِيْرُ وَالْمِيْثَرَةُ جُلُوْدُ السِّبَاعِ.

عاصم بن کلیب نے بیان کیا کہ ان سے ابو بردہ نے بیان کیا کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: قسی کیا چیز ہے؟ بتلایا کہ یہ کپڑا تھا جو ہمارے یہاں (حجاز میں) شام یا مصر سے آتا تھا اس پر چوڑی ریشمی دھاریاں پڑی ہوتی تھیں اور اس پر ترنج جیسے نقش ونگار بنے ہوئے تھے اور میثرہ زین پوش وہ کپڑا کہلاتا تھا جسے عورتیں ریشم سے اپنے شوہروں کے لیے بناتی تھیں۔ یہ جھالر دار چادر کی طرح ہوتی تھی وہ اسے زرد رنگ سے رنگ دیتی تھیں جیسے اوڑھنے کے رومال ہوتے ہیں اور جریر نے بیان کیا کہ ان سے زید نے بیان کیا کہ قسیۃ وہ چوخانے کپڑے ہوتے تھے جو مصر سے منگوائے جاتے تھے اور اس میں ریشم ملا ہوا ہوتا تھا اور ''میثرہ'' درندوں کے چمڑے کے زین پوش۔

٥٨٣٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ

(٥٨٣٨) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں اشعث بن ابی شعثاء نے، ان سے معاویہ

أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَعَنِ الْقَسِّيِّ قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: قَوْلُ عَاصِمٍ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ. [راجع: ١٢٣٩]

بن سوید بن مقرن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سرخ میثرہ اور قسی کے پہننے سے منع فرمایا ہے، ابوعبداللہ (امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ) نے کہا کہ میثرہ کی تفسیر میں عاصم کی روایت کثرت طرق اور صحت کے اعتبار سے بڑھی ہوئی ہے۔

تشریح: قسطلانی نے کہا کہ اکثر علما کے نزدیک زین پوش وہی منع ہے جس میں خالص ریشم ہو یا ریشم زیادہ ہو سوت کم ہو۔ اگر دونوں آدھے آدھے ہوں تو ایسے کپڑوں کا استعمال درست رکھا ہے کیونکہ اسے حریر نہیں کہہ سکتے آج کل ٹسر وغیرہ کا یہی حال ہے۔

بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيرِ لِلْحِكَّةِ

باب: خارش کی وجہ سے مردوں کو ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت ہے

٥٨٣٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ النَّبِيُّ ﷺ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا. [راجع: ٢٩١٩]

[مسلم: ٥٤٢٩، ٥٤٣٠؛ ابوداود: ٤٢٢٥؛ ترمذي: ١٧٢٢؛ نسائي: ٥٣٦٢؛ ابن ماجه: ٣٥٩٢]

(۵۸۳۹) مجھ سے محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی کیونکہ انہیں خارش ہوگئی تھی۔

تشریح: معلوم ہوا کہ ایسی شدید تکلیف کے علاج کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے۔

بَابُ الْحَرِيرِ لِلنِّسَاءِ

باب: ریشم عورتوں کے لیے جائز ہے

٥٨٤٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ؛ ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَسَانِي النَّبِيُّ ﷺ حُلَّةً سِيَرَاءَ فَخَرَجْتُ فِيهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي. [راجع: ٢٦١٤]

(۵۸۴۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا (دوسری سند) اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن میسرہ نے اور ان سے زید بن وہب نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا حلہ عنایت فرمایا۔ میں اسے پہن کر نکلا تو میں نے آنحضرت ﷺ کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے۔ چنانچہ میں نے اس کے ٹکڑے کر کے اپنی عزیز عورتوں میں بانٹ دیے۔

٥٨٤١ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ:

(۵۸۴۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا مجھ سے جویریہ نے

حَدَّثَنِي جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوِ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ. فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)). وَأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْدَ ذَلِكَ إِلَى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَاءَ حَرِيْرٍ فَكَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ: كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيْعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا)). [راجع: ٨٨٦]

بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا فروخت ہوتے دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ! بہتر ہے کہ آپ اسے خرید لیں اور وفود سے ملاقات کے وقت اور جمعہ کے دن اسے زیب تن کیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے وہ پہنتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں ہوتا۔'' اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ریشم کی دھاریوں والا ایک جوڑا (حلہ) بھیجا، ہدیہ کے طور پر۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آپ نے مجھے یہ جوڑا (حلہ) عنایت فرمایا ہے حالانکہ میں خود آپ سے اس کے بارے میں وہ بات سن چکا ہوں جو آپ نے فرمائی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں یہ کپڑا اس لیے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا (عورتوں وغیرہ میں سے) کسی کو پہنا دو۔''

٥٨٤٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بُرْدَ حَرِيْرٍ سِيَرَاءَ.

(۵۸۴۲) ہم سے ابویمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زرد دھاری دار ریشمی جوڑا پہنے دیکھا۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسْطِ

باب: اس بیان میں کہ نبی اکرم ﷺ کسی لباس یا فرش کے پابند نہ تھے جیسا مل جاتا اسی پر قناعت کرتے

تشریح: یعنی آپ کے مزاج میں خواہ مخواہ تکلف نہ تھا۔ باب کا مضمون یہاں سے نکلتا ہے کہ ایسے بوریے پر آرام فرما رہے تھے جس کا نشان آپ کے پہلو پر پڑ رہا تھا اور چمڑے کا تکیہ سر کے نیچے تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ وہ مدعیان عمل بالسنہ غور کریں جن کی زندگی شاہانہ ٹھاٹ باٹ سے گزرتی ہے اور ذرا ذرا سی باتوں پر سنت کا لیبل لگا کر لوگوں سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سنت نبوی ﷺ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

٥٨٤٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَبِثْتُ سَنَةً وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ

(۵۸۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے عبید بن حنین نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں عمر رضی اللہ عنہ سے ان عورتوں کے بارے میں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں اتفاق کر لیا تھا، پوچھنے کا ارادہ کرتا

الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ: عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ: كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَاءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللَّهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذَالِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُوْرِنَا وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلَامٌ فَأَغْلَظَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا: وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ: تَقُوْلُ هَذَا لِي وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا: إِنِّي أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِي اللَّهَ وَرَسُوْلَهُ وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ! قَدْ دَخَلْتَ فِي أُمُوْرِنَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَأَزْوَاجِهِ فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَشَهِدَ أَتَانِي بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَدِ اسْتَقَامَ لَهُ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ: إِنَّهُ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ قُلْتُ لَهُ: وَمَا هُوَ؟ أَجَاءَ الْغَسَّانِيُّ؟ قَالَ: أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ نِسَاءَهُ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَاءُ مِنْ حُجَرِهَا كُلِّهَا وَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ قَدْ صَعِدَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ وَعَلَى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيفٌ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ:

رہا لیکن ان کا رعب سامنے آ جاتا۔ ایک دن (مکہ کے راستہ میں) ایک منزل پر قیام کیا اور پیلو کے درختوں میں (وہ قضائے حاجت کے لیے) تشریف لے گئے۔ جب قضائے حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو میں نے پوچھا، انہوں نے بتلایا کہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر کہا: جاہلیت میں ہم عورتوں کو کوئی حیثیت نہیں دیتے تھے۔ جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا (اور ان کے حقوق) مردوں پر بتائے تب ہم نے جانا کہ ان کے بھی ہم پر کچھ حقوق ہیں لیکن اب بھی ہم اپنے معاملات میں ان کا دخیل بننا پسند نہیں کرتے تھے۔ میرے اور میری بیوی میں کچھ گفتگو ہوگئی اور اس نے تیز و تند جواب مجھے دیا تو میں نے اس سے کہا: اچھا! اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔ اس نے کہا: تم مجھے یہ کہتے ہو اور تمہاری بیٹی نبی کریم ﷺ کو بھی تکلیف پہنچاتی ہے۔ میں (اپنی بیٹی ام المؤمنین) حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور اس سے کہا: میں تجھے تنبیہ کرتا ہوں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے۔ حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے کے اس معاملہ میں سب سے پہلے میں ہی حفصہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گیا، پھر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور ان سے بھی یہی بات کہی لیکن انہوں نے کہا: حیرت ہے تم پر عمر! تم ہمارے تمام معاملات میں دخیل ہو گئے ہو۔ صرف رسول اللہ ﷺ اور آپ کی ازواج کے معاملات میں دخل دینا باقی تھا۔ (اب وہ بھی شروع کر دیا) انہوں نے میری بات ردّ کر دی۔ قبیلۂ انصار کے ایک صحابی تھے جب وہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت میں موجود نہ ہوتے تو میں حاضر ہوتا اور تمام خبریں ان سے آ کر بیان کرتا تھا اور جب میں آنحضرت ﷺ کی صحبت سے غیر حاضر ہوتا اور وہ موجود ہوتے تو وہ آنحضرت ﷺ کے متعلق تمام خبریں مجھے آ کر سناتے تھے۔ آپ کے چاروں طرف جتنے (بادشاہ وغیرہ) تھے ان سب سے آپ کے تعلقات ٹھیک تھے۔ صرف شام کے ملک غسان کا ہمیں خوف رہتا تھا کہ وہ کہیں ہم پر حملہ نہ کر دے۔ میں نے جو ہوش و حواس درست کیے تو وہی انصاری صحابی تھے اور کہہ رہے تھے کہ ایک حادثہ ہو گیا۔ میں نے کہا: کیا بات ہوئی۔ کیا غسان چڑھ آیا ہے؟۔ انہوں نے کہا: اس سے بھی بڑا حادثہ ہو

اسْتَأْذِنْ لِي فَأَذِنَ لِي فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ قَدْ أَثَّرَ فِي جَنْبِهِ وَتَحْتَ رَأْسِهِ مِرْفَقَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ وَإِذَا أُهُبٌ مُعَلَّقَةٌ وَقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِي قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِي رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ فَلَبِثَ تِسْعًا وَعِشْرِينَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ. [راجع: ٨٩]

گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی۔ میں جب (مدینہ) حاضر ہوا تو تمام ازواج کے حجروں سے رونے کی آواز آ رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ اپنے بالا خانہ پر چلے گئے اور بالا خانے کے دروازہ پر ایک نوجوان پہرے دار موجود تھا میں نے اس کے پاس پہنچ کر اس سے کہا: میرے لیے حضور اکرم ﷺ سے اندر حاضر ہونے کی اجازت مانگ دو پھر میں اندر گیا تو آپ ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے جس کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے اور آپ کے سر کے نیچے ایک چھوٹا سا چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں اور ببول کے پتے تھے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے اپنی ان باتوں کا ذکر کیا جو میں نے حفصہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہی تھیں اور وہ بھی جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے میری بات رد کرتے ہوئے کہا تھا۔ حضور اکرم ﷺ اس پر مسکرا دیے۔ آپ ﷺ نے اس بالا خانہ میں انتیس دن تک قیام کیا پھر آپ وہاں سے نیچے اتر آئے۔

تشریح: نبی کریم ﷺ اس واقعہ میں ایک چٹائی پر تشریف فرما تھے چٹائی بھی ایسی کہ جسم مبارک پر اس کے نشانات عیاں تھے اسی سے باب کا مضمون نکلتا ہے کہ آپ کے بستر کا یہ حال تھا چمڑے کا تکیہ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ چند کچی کھالیں لٹک رہی تھیں جن کی دباغت کے لیے کچھ ببول کے پتے رکھے ہوئے تھے جو جی ساری دنیا کو ترک دنیا کرنے کا سبق دینے کے لیے مبعوث ہوا اس کی پاکیزہ زندگی ایسی سادہ ہونی چاہیے۔ صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرة بعدد کل ذرة آمین۔

٥٨٤٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِي كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا. [راجع: ١١٥]

(۵۸۴۴) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف صنعانی نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر بن راشد نے خبر دی، انہیں زہری نے خبر دی، انہیں ہندہ بنت حارث نے خبر دی اور ان سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رات کے وقت بیدار ہوئے اور کہا: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیسی کیسی بلائیں اس رات میں نازل ہو رہی ہیں اور کیا کیا رحمتیں اس کے خزانوں سے اتر رہی ہیں۔ کوئی ہے جو ان حجرہ والیوں کو بیدار کر دے۔ دیکھو! بہت سی دنیا میں پہننے اور اوڑھنے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔'' زہری نے بیان کیا کہ ہندہ اپنی آستینوں میں انگلیوں کے درمیان گھنڈیاں لگاتی تھیں۔ تا کہ صرف انگلیاں کھلیں اس سے آگے نہ کھلے۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ ہند کو اپنا جسم چھپانے کا بڑا خیال رہتا تھا۔اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے اس طرح ہے کہ اس میں باریک اور عمدہ کپڑوں کی مذمت ہے جو عورتیں باریک کپڑے پہنتی ہیں اور اپنا جسم اوروں کو دکھلاتی ہیں وہ آخرت میں ننگی ہوں گی یہی سزا ان کو دی جائے گی۔

بَابُ مَا يُدْعَى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيدًا

باب: جو شخص نیا کپڑا پہنے اسے کیا دعا دی جائے؟

٥٨٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ابْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَتْنِي أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ: أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِثِيَابٍ فِيهَا خَمِيصَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَ: ((مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوهَا هَذِهِ الْخَمِيصَةَ؟)) فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ: ((ائْتُونِي بِأُمِّ خَالِدٍ)) فَأُتِيَ بِيَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَلْبَسَنِيهَا بِيَدِهِ وَقَالَ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي)) مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلَى عَلَمِ الْخَمِيصَةِ وَيُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَيَّ. وَيَقُولُ: ((يَا أُمَّ خَالِدٍ! هَذَا سَنَا وَيَا أُمَّ خَالِدٍ! هَذَا سَنَا)). وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ: الْحَسَنُ قَالَ إِسْحَاقُ: حَدَّثَتْنِي امْرَأَةٌ مِنْ أَهْلِي أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلَى أُمِّ خَالِدٍ.

[راجع: ٣٠٧١]

(۵۸۴۵) ہم سے ابوولید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن سعید بن عمرو بن سعید بن عاص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا مجھ سے ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ کپڑے آئے جس میں ایک کالی چادر بھی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے؟ کسے یہ چادر دی جائے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام خالد کو بلا لاؤ۔'' چنانچہ مجھے آپ کی خدمت میں لایا گیا اور مجھے وہ چادر آنحضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے عنایت فرمائی اور فرمایا: ''دیر تک جیتی رہو۔'' دو مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر آپ اس چادر کے نقش و نگار کو دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''یا ام خالد! سناہ، سناہ۔'' یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔یعنی واہ کیا زیب دیتی ہے۔اسحاق بن سعید نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے گھر کی ایک عورت نے بیان کیا کہ انہوں نے وہ چادر ام خالد رضی اللہ عنہا کے پاس دیکھی تھی۔

تشریح: نیا کپڑا پہننے والے کو یہ دعا دینا مسنون ہے کہ اللہ تم کو یہ کپڑا مبارک کرے تم یہ کپڑا خوب پرانا کر کے پھاڑو یعنی تمہاری عمر دراز ہو۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

باب: مردوں کے لیے زعفران کے رنگ کا استعمال منع ہے (یعنی بدن یا کپڑے کو زعفران سے رنگنا)

٥٨٤٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ. [مسلم: ٥٥٠٧]

(۵۸۴۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی مرد زعفران کے رنگ کا استعمال کرے۔

تشریح: عبدالعزیز بن رفیع مشہور عالم ثقہ تابعین میں سے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ ۷۱ سال کی عمر پائی۔حدیث اور باب کا

مطلب واضح ہے۔

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ

باب: زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننا

٥٨٤٧ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ أَوْ زَعْفَرَانٍ. [راجع: ١٣٤]

(۵۸۴۷) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے منع کیا تھا کہ کوئی محرم ورس یا زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہنے۔

تشریح: ورس ایک خوشبودار رنگین گھاس ہوتی ہے۔

بَابُ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ

باب: سرخ کپڑا پہننے کے بیان میں

٥٨٤٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ مَرْبُوْعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ. [راجع: ٣٥٥١]

(۵۸۴۸) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا ان سے ابواسحاق نے اور انہوں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے اور میں نے رسول اکرم ﷺ کو سرخ جوڑے میں دیکھا آپ سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی۔

تشریح: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا یہ قول ہے کہ سرخ کپڑا پہننا مرد کے لیے درست ہے۔ بعض نے ناجائز کہا ہے۔ بیہقی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ کسم کا سرخ رنگ مردوں کے لیے ناجائز ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اہلحدیث کا مذہب یہ قرار دیا ہے کہ کسم کے علاوہ دوسرا سرخ رنگ مردوں کے لیے درست ہے اور یہی صحیح ہے حدیث میں مذکورہ سرخ جوڑے سے یہ مراد ہے کہ اس میں سرخ دھاریاں تھیں۔

بَابُ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ

باب: سرخ زین پوش کا کیا حکم ہے

تشریح: قسطلانی نے کہا سرخ زین پوش سے وہی مراد ہے جو ریشمی ہو۔

٥٨٤٩ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ: عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ. [راجع: ١٢٣٩]

(۵۸۴۹) ہم سے قبیصہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے اشعث نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی عیادت کا، جنازہ کے پیچھے جانے کا، چھینکنے والے کا جواب (یرحمك الله سے) دینے کا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں ریشم، دیباج، قسی، استبرق، اور سرخ زین پوشوں کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔

تشریح: چار باتیں اس روایت میں وہ مذکور نہیں جن کے کرنے کا آپ نے حکم فرمایا وہ یہ ہیں دعوت قبول کرنا، سلام کو پھیلانا، مظلوم کی مدد کرنا، قسم کو سچا

کرنا، اسی طرح سات کام جومنع ہیں ان میں سے یہاں پانچ مذکور ہیں دو یہ ہیں سونے کی انگوٹھی پہننا، چاندی کے برتنوں میں کھانا۔

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

باب: صاف چمڑے کی جوتی پہننا جس پر سے بال نکال لیے گئے ہوں یعنی تری کے جوتے پہننا

تشریح: جس پر سے بال نکال لئے گئے ہوں یعنی تری کے جوتا پہننا۔

٥٨٥٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ أَبِيْ مَسْلَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [راجع: ٣٨٦]

(٥٨٥٠) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی مسلمہ نے، انہوں نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ جوتے پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔

تشریح: اس روایت کی تطبیق ترجمہ باب سے مشکل ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اس سے استدلال کیا کیونکہ جوتا عام طور پر دونوں طرح کے جوتے کو شامل ہے یعنی اس چمڑے کے جوتے کو، جس پر بال ہوں اور اس کو بھی جس کے بال نکال دیئے گئے ہوں۔ پاک صاف ستھرے جوتوں میں نماز پڑھنا بلاشک جائز اور درست ہے اور نبی کریم ﷺ کا اکثر یہ معمول تھا۔

٥٨٥١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ: مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهْلِلْ أَنْتَ حَتَّى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّيْ لَمْ أَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَصْبُغُ

(٥٨٥١) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے سعید مقبری نے، ان سے عبید بن جریج نے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ میں آپ کو چار ایسی چیزیں کرتے دیکھتا ہوں جو میں نے آپ کے کسی ساتھی کو کرتے نہیں دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابن جریج! وہ کیا چیزیں ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ (خانہ کعبہ کے) کسی کونے کو طواف میں ہاتھ نہیں لگاتے صرف دو ارکان یمانی (یعنی صرف رکن یمانی اور حجر اسود) کو چھوتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صاف زین کے چمڑے کا جوتا پہنتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ اپنا کپڑا زرد رنگ سے رنگتے ہیں یا زرد خضاب لگاتے ہیں اور میں نے آپ کو دیکھا کہ جب مکہ میں ہوتے ہیں تو سب لوگ تو ذوالحجہ کا چاند دیکھ کر احرام باندھ لیتے ہیں لیکن آپ احرام نہیں باندھتے بلکہ ترویہ کے دن (٨ ذی الحجہ کو) احرام باندھتے ہیں۔ ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ خانہ کعبہ کے ارکان کے متعلق جو تم نے کہا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ صرف حجر اسود اور رکن یمانی کو چھوتے دیکھا، صاف تری کے چمڑے کے جوتوں کے متعلق جو تم نے

بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُهِلُّ حَتَّى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُهُ. [راجع: ١٦٦]

پوچھا تو میں نے دیکھا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اسی چمڑے کا جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور آپ اسے پہنے ہوئے وضو کرتے تھے، اس لیے میں بھی پسند کرتا ہوں کہ ایسا ہی جوتا استعمال کروں۔ زرد رنگ کے متعلق تم نے جو کہا ہے تو میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس سے خضاب کرتے یا کپڑے رنگتے دیکھا ہے، اس لیے میں بھی اس زرد رنگ کو پسند کرتا ہوں اور رہا احرام باندھنے کا مسئلہ تو میں نے آنحضور ﷺ کو دیکھا کہ آپ اسی وقت احرام باندھتے جب اونٹ پر سوار ہو کر جانے لگتے۔

تشریح: صحیح یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زرد رنگ کا خضاب، ڈاڑھی میں نہیں کیا لیکن آپ زرد خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اس کی زردی شاید بالوں میں بھی لگ جاتی ہو معلوم ہوا کہ زرد رنگ کا استعمال مردوں کو بھی درست ہے بشرطیکہ زعفران کا زرد رنگ نہ ہو۔ احرام حج ۸/ ذی الحجہ کو باندھنا مسنون ہے۔ حج قران والے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اصلاح: روایت ہذا میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا رکن یمانی کو چھونا مذکور ہے اور رکن یمانی کو صرف چھونا ہی چاہیے۔ چومنا، بوسہ دینا صرف حجر اسود کے لیے ہے۔ ہمارے محترم بزرگ (حضرت حاجی محمد صدیق صاحب کراچی والے مراد ہیں) نے توجہ دلائی ہے کہ میں نے کسی جگہ رکن یمانی کے لیے بھی چومنا لکھ دیا ہے اللہ میرے سہو کو معاف کرے کسی بھائی کو اس صحیح بخاری میں کسی جگہ میرے قلم سے اگر رکن یمانی کو بوسہ دینے کا لفظ نظر آئے تو اس کی اصلاح کر کے وہاں صرف رکن یمانی کو ہاتھ لگانا درج فرمالیں۔ (راز)

٥٨٥٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ بْنِ عُمَرَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ. وَقَالَ: ((مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ)). [راجع: ١٣٤]

(۵۸۵۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، کہا ہمیں عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے محرم کو زعفران یا ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہننے سے منع فرمایا تھا اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جسے جوتے نہ ملیں وہ موزے ہی پہن لیں لیکن ان کو ٹخنے کے نیچے تک کاٹ دیں۔''

٥٨٥٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ)). [راجع: ١٧٤٠]

(۵۸۵۳) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے جابر بن زید نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس کے پاس احرام باندھنے کے لیے تہبند نہ ہو وہ پاجامہ پہن لے (اس کا کاٹنا ضروری نہیں ہے) اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے ہی پہن لے لیکن ٹخنوں کے نیچے تک ان کو کاٹ ڈالے۔''

بَابٌ: يَبْدَأُ بِالنِّعَالِ الْيُمْنَى

باب: پہنتے وقت داہنے پاؤں میں جوتا پہنے

٥٨٥٤۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُوْرِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ. [راجع: ١٦٨]

(۵۸۵۴) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے اشعث بن سلیم نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ مسروق سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ طہارت میں، کنگھا کرنے میں اور جوتا پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے تھے۔

تشریح: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہر کام میں آپ دائیں طرف کو پسند فرماتے مگر بعض کام مستثنیٰ ہیں جیسے جوتا اتارنا، مسجد سے باہر نکلنا یا بیت الخلا جانا وغیرہ ان سے پہلے بایاں پاؤں استعمال کرنا ہے۔ اسلام میں دائیں اور بائیں میں کافی امتیاز برتا گیا ہے۔ قرآن مجید نے اہل جنت کو اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والے اور اہل دوزخ اہل الشمال بائیں طرف والے کہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف مجھ کو بلکہ جملہ قارئین صحیح بخاری کو روز محشر اصحاب الیمین میں داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین

بَابٌ: يَنْزِعُ النَّعْلَ الْيُسْرَى

باب: پہلے بائیں پاؤں کا جوتا اتارے بعد میں دائیں پاؤں کا، پہننے میں اس کے برعکس ہو

تشریح: پہننے میں اس کے برعکس ہو۔

٥٨٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ)). [انظر: ٥٨٥٦] [مسلم: ٥٤٩٥، ٥٤٩٦؛ ابوداود: ٤١٣٦، ٤١٣٩؛ ترمذي: ١٧٧٤، ١٧٧٩]

(۵۸۵۵) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں طرف سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے اتارے تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر ہو۔''

تشریح: یہ اسلامی آداب ہیں جو بے شمار فوائد پر مشتمل ہیں۔ دائیں اور بائیں کا امتیاز ہدایت شرعی کے مطابق ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے۔ ''احسن الهدى هدى محمد ﷺ'' کا یہی مطلب ہے کہ بہترین طرز زندگی وہ ہے جس کا نمونہ جناب رسول کریم ﷺ نے پیش فرمایا ہے۔

بَابٌ: لَا يَمْشِي فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ

باب: اس بارے میں کہ صرف ایک پاؤں میں جوتا ہو دوسرا پاؤں ننگا ہو اس طرح چلنا منع ہے

٥٨٥٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْشِ

(۵۸۵۶) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص صرف ایک پاؤں

أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا)). [راجع: ٥٨٥٥]

میں جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پاؤں ننگے رکھے یا دونوں میں جوتا پہنے۔"

تشریح: اس میں بڑی حکمت ہے اول تو یہ بدنمائی ہے کہ ایک پیر میں جوتا ہو دوسرا ننگا ہو۔ دوسرے اس میں پیر اونچے نیچے ہو کر موچ آ جانے کا بھی خطرہ ہے۔ کانٹا لگ جانے کا خطرہ الگ ہے بہرحال فرمان رسول کریم ﷺ حکمت سے خالی نہیں ہے۔ فعل الحكيم لا يخلو عن الحكمة۔

بَابٌ: قِبَالَانِ فِي نَعْلٍ وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاسِعًا

باب: ہر چپل میں دو دو تسمے ہونا اور ایک تسمہ بھی کافی ہے

٥٨٥٧ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ ﷺ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ. [راجع: ٣١٠٧]

[ابوداود: ٤١٣٤؛ ترمذي: ١٧٧٢، ١٧٧٣؛ نسائي: ٥٣٨٢؛ ابن ماجه: ٣٦١٥]

(۵۸۵۷) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی چپل میں دو تسمے تھے۔

٥٨٥٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ طُهْمَانَ، قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ: ثَابِتُ الْبُنَانِيُّ هَذِهِ نَعْلُ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع:٣١٠٧]

(۵۸۵۸) مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں عیسیٰ بن طہمان نے خبر دی، بیان کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو جوتے لے کر ہمارے پاس باہر آئے جس میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کے جوتے ہیں۔

تشریح: اسی آخری جملے سے باب کا دوسرا مضمون ثابت ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ علمائے ربانیین میں سے ہیں۔ امام، فقیہ، حافظ حدیث، زاہد، پرہیزگار، سخی اور پختہ کار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خیر کی خصلتوں میں سے ایسی کوئی خصلت نہیں پیدا کی جو حضرت عبداللہ بن مبارک کو نہ عطا فرمائی ہو۔ بغداد میں درس حدیث دیا۔ سنہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۸۱ھ میں وفات پائی۔ رب توفني مسلما والحقني بالصالحين۔ آمین

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَاءِ مِنْ أَدَمٍ

باب: لال چمڑے کا خیمہ بنانا

٥٨٥٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوءَ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُونَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ.

(۵۸۵۹) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں (حجۃ الوداع کے موقع پر) خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ چمڑے کے ایک سرخ خیمہ میں تشریف رکھے ہوئے تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ کے وضو کا پانی لیے ہوئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت ﷺ کے وضو کے پانی کو لے لینے میں ایک دوسرے کے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر کسی

[راجع:١٨٧]

کو کچھ پانی مل جاتا ہے تو وہ اسے اپنے بدن پر لگا لیتا ہے اور جسے کچھ نہیں ملتا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری ہی کو لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

تشریح: اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت کس درجہ تھی۔ آپ کے وضو کے گرے ہوئے پانی کو وہ کس سبقت کے ساتھ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ (رضی اللہ عنہم)

اثنائے بیان میں سرخ خیمے کا ذکر آیا ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

٥٨٦٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسٌ؛ ح وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ.

(٥٨٦٠) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے اور انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے خبر دی (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے کہا: مجھ سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے کہا کہ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلوایا اور انہیں لال چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔

[راجع: ٣١٤٦] [مسلم: ٢٤٣٦]

تشریح: یہ وہ قصہ ہے جو غزوۂ طائف میں گزر چکا ہے جب انصار نے کہا تھا کہ آپ مال غنیمت قریش کے لوگوں کو دے رہے ہیں ہم کو نہیں دیتے حالانکہ ابھی تک ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے۔ جس کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تم لوگ اس پر خوش نہیں ہو کہ اور لوگ اونٹ اور گھوڑے لے کر جائیں گے اور تم مجھ کو لے کر مدینہ لوٹو گے یا تم تو خزانہ کونین کے مالک ہو۔ اس پر انصار نے اپنی دلی رضامندی کا اظہار کر کے آپ کو مطمئن کر دیا تھا۔ (رضی اللہ عنہم) آمین۔ یہاں بھی سرخ خیمے کا ذکر ہے۔ یہی باب کی وجہ مطابقت ہے۔

بَابُ الْجُلُوسِ عَلَى الْحَصِيرِ وَنَحْوِهِ

باب: بورے یا اس جیسی کسی حقیر چیز پر بیٹھنا

٥٨٦١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّي وَيَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوبُونَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَيُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ حَتَّى كَثُرُوا فَأَقْبَلَ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ

(٥٨٦١) مجھ سے محمد بن ابی بکر نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات میں چٹائی کا گھیرا بنا لیتے تھے اور اس گھیرے میں نماز پڑھتے تھے اور اسی چٹائی کو دن میں بچھاتے تھے اور اس پر بیٹھتے تھے، پھر لوگ (رات کی نماز کے وقت) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہونے لگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتدا کرنے لگے جب مجمع زیادہ بڑھ گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''لوگو! عمل اتنے ہی کیا کرو جتنی کہ تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں تھکتا جب تک تم (عمل سے) نہ تھک جاؤ

إِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ)).

اور اس کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندوہ عمل ہے جسے پابندی سے ہمیشہ کیا جائے، خواہ وہ کم ہی ہو۔''

[راجع: ۷۲۹، ۷۳۰]

تشریح: بہترین عمل وہ ہے جس پر مواظبت کی جائے مثلاً تہجد یا اور کوئی نفلی نماز، خواہ رکعات کم ہی ہوں مگر ہمیشگی کرنے سے کچھ خیر و برکت حاصل ہوتی ہے۔ آج کیا کل ترک کر دیا ایسا عمل اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی وزن نہیں رکھتا۔ یہ حکم نفل عبادت کے لیے ہے۔ فرائض پر تو محافظت کرنا لازم ہی ہے۔ روایت میں چٹائی کا ذکر آیا ہے وجہ مطابقت باب اور حدیث میں یہی ہے۔

بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ

باب: اگر کسی کپڑے میں سونے کی گھنڈی یا تکمہ لگا ہو

٥٨٦٢ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ: يَا بُنَيَّ! إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ ﷺ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي: أَيْ بُنَيَّ ادْعُ لِي النَّبِيَّ ﷺ فَأَعْظَمْتُ ذَلِكَ وَقُلْتُ: أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا بُنَيَّ! إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ: ((يَا مَخْرَمَةُ! هَذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ)). فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

[راجع: ۲۵۹۹]

(۵۸۶۲) اور لیث بن سعد نے کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا، ان سے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان سے ان کے والد حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا بیٹے مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قبائیں آئی ہیں اور آپ انہیں تقسیم فرما رہے ہیں۔ ہمیں بھی آنحضرت ﷺ کے پاس لے چلو۔ چنانچہ ہم گئے اور آنحضرت ﷺ کو آپ کے گھر ہی میں پایا۔ والد نے مجھ سے کہا: بیٹے میرا نام لے کر نبی ﷺ کو بلاؤ۔ میں نے اسے بہت بڑی توہین آمیز بات سمجھا (کہ آنحضرت ﷺ کو اپنے والد کے لیے بلا کر تکلیف دوں) چنانچہ میں نے والد صاحب سے کہا کہ میں آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کو بلاؤں! انہوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ کوئی جابر صفت انسان نہیں ہیں۔ چنانچہ میں نے بلایا تو آنحضرت ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ آپ کے اوپر دیباج کی ایک قبا تھی جس میں سونے کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مخرمہ اسے میں نے تمہارے لیے چھپا کے رکھا ہوا تھا۔'' چنانچہ آپ نے وہ قبا انہیں عنایت فرما دی۔

بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ

باب: سونے کی انگوٹھیاں مرد کو پہننا کیسا ہے؟

٥٨٦٣ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ ابْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ نَهَانَا النَّبِيُّ ﷺ عَنْ سَبْعٍ: نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ ـ أَوْ قَالَ: ـ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ

(۵۸۶۳) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے اشعث بن سلیم نے کہا کہ میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا، کہا میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا: نبی کریم ﷺ نے ہمیں سات چیزوں سے روکا تھا۔ آپ نے ہمیں سونے کی انگوٹھی یا راوی نے کہا کہ سونے کے چھلے سے، ریشم سے،

الْحَرِيرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيبَاجِ وَالْمِيثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِي وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ. [راجع: ١٢٣٩]

استبرق سے، دیباج سے، سرخ میثرہ سے، قسی سے اور چاندی کے برتن سے منع فرمایا تھا اور ہمیں آپ نے سات چیزوں یعنی بیمار کی مزاج پرسی کرنے، جنازہ کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کا جواب دینے، سلام کے جواب دینے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے (کسی بات پر) قسم کھا لینے والے کی قسم پوری کرانے اور مظلوم کی مدد کرنے کا حکم فرمایا تھا۔

٥٨٦٤ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَقَالَ عَمْرٌو: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيرًا مِثْلَهُ. [مسلم: ٥٤٧٠، ٥٤٧١؛ نسائي: ٥٢٨٨، ٥٢٨٩، ٥٤٣٨]

(٥٨٦٤) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے نضر بن انس نے، ان سے بشیر بن نہیک نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے پہننے سے مردوں کو منع فرمایا تھا۔ اور عمرو نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے، انہوں نے نضر سے سنا اور انہوں نے بشیر سے سنا، آگے اسی طرح روایت بیان کی۔

تشریح: اس روایت سے واضح ہے کہ سونے کی انگوٹھی کا استعمال مردوں کے لیے قطعاً حرام ہے جو شخص حلال جانے اس پر کفر عائد ہوتا ہے لیکن عورتوں کے لیے سونے کا استعمال کرنا جائز ہے۔

٥٨٦٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ وَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمَى بِهِ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ. [أطرافه في: ٥٨٦٦، ٥٨٦٧، ٥٨٧٣، ٥٨٧٦، ٦٦٥١، ٧٢٩٨] [مسلم: ٥٤٧٤]

(٥٨٦٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رکھا پھر کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آخر آنحضرت ﷺ نے اسے پھینک دیا اور چاندی کی انگوٹھی بنوالی۔

تشریح: سونے کا استعمال مردوں کے لیے قطعاً حرام ہے جسے حلال جاننے والے پر کفر عائد ہو جاتا ہے۔ عورتوں کے لیے سونے کی اجازت ہے۔ آپ نے یہ انگوٹھی سونے کی حرمت سے پہلے بنوائی تھی بعد میں حرمت نازل ہونے پر اسے پھینک دیا گیا یعنی آپ نے اپنی انگلی سے اسے اتار دیا۔

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ
باب: مرد کو چاندی کی انگوٹھی پہننا

٥٨٦٦ـ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ

(٥٨٦٦) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے

نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي بَاطِنَ كَفِّهِ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمَى بِهِ وَقَالَ: ((لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا)). ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ. [راجع: ٥٨٦٥] [ابوداود: ٤٢١٨]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا اور اس پر "محمد رسول اللہ" کے الفاظ کھدوائے، پھر دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ کچھ دوسرے لوگوں نے بھی اس طرح کی انگوٹھیاں بنوالی ہیں تو آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: "اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔" پھر آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد اس انگوٹھی کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پہنا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پہنا۔ آخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ انگوٹھی اریس کے کنویں میں گر گئی۔

تشریح: اور باوجود تمام کوششوں کے مل نہ سکی۔

بَابٌ

باب

٥٨٦٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ: لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ. [راجع: ٥٨٦٥]

(٥٨٦٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ (حرمت سے پہلے) سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے، پھر حرمت کا حکم آنے پر آپ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: "میں اب اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔" اور لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

تشریح: اور چاندی کی انگوٹھیاں بنالیں جن کی اب مردوں کے لیے بھی عام اجازت ہے۔

٥٨٦٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِمَ مِنْ وَرِقٍ وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَاتَمَهُ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ تَابَعَهُ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

(٥٨٦٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ان سے یونس نے، ان سے ابن شہاب نے، کہا مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی، پھر دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوانی شروع کر دیں اور پہننے لگے تو آنحضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی اور دوسرے لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ اس روایت کی متابعت ابراہیم بن سعد، زیاد اور شعیب نے زہری سے کی ہے۔

[مسلم: ٥٤٨٥؛ ابوداود: ٤٢١٦؛ ترمذي: ١٧٣٩؛ نسائي: ٥٢١١، ٥٢١٢، ٥٢٩٢، ٥٢٩٤؛ ابن ماجه: ٣٦٤١، ٣٦٤٦]

تشریح: یہاں ناسخین سے نقل کرنے میں غلطی ہوئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حرمت سے پہلے سونے کی انگوٹھی بنائی تھی اور بعد میں حرمت معلوم ہونے سے اسی انگوٹھی کو آپ نے اتار دیا تھا اور اس کے بجائے چاندی کی انگوٹھی کا استعمال شروع کیا تھا۔ یہاں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے چاندی کی انگوٹھی بنوائی تھی اور اس کو آپ نے اتار دیا تھا حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ روایت میں مذکور زہری اپنے دادا حضرت زہرہ بن کلاب کی طرف منسوب ہیں۔ کنیت ابوبکر نام محمد، عبداللہ بن شہاب کے بیٹے بہت بڑے فقیہ اور محدث ہیں۔ رمضان سنہ ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ (رحمہ اللہ)

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ

باب: انگوٹھی میں نگینہ لگانا درست ہے

٥٨٦٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ قَالَ: ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِي صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا)). [راجع: ٥٧٢]

(۵۸۶۹) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن زریع نے خبر دی، کہا ہم کو حمید نے خبر دی، کہا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ نے انگوٹھی بنوائی تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز آدھی رات میں پڑھائی۔ پھر چہرۂ مبارک ہماری طرف کیا، جیسے اب بھی میں آنحضرت ﷺ کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں۔ فرمایا: "بہت سے لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہوں گے لیکن تم اس وقت بھی نماز میں ہو جب تک تم نماز کا انتظار کرتے رہے ہو۔"

تشریح: حدیث میں انگوٹھی کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے انگوٹھی کی چمک سے اس کے نگینہ کی چمک مراد ہے جیسا کہ حدیث ذیل میں ہے۔

٥٨٧٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦٥]

[مسلم: ٥٢١٦]

(۵۸۷۰) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معتمر نے خبر دی، کہا میں نے حمید سے سنا، وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا کہ مجھ سے حمید نے بیان کیا، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح بیان کیا۔

تشریح: اس میں انگوٹھی اور اس کے نگینے کا ذکر ہے۔ حدیث اور باب میں یہی وجہ مطابقت ہے۔

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيدِ

باب: لوہے کی انگوٹھی کا بیان

٥٨٧١۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ: أَنَّهُ

(۵۸۷۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے حضرت

سَمِعَ سَهْلًا يَقُوْلُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِي فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مَقَامُهَا قَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ: ((عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((انْظُرْ)) فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ: ((اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ)). فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ: لَا وَاللّٰهِ! وَلَا خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَاءٌ فَقَالَ: أُصْدِقُهَا إِزَارِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِزَارُكَ إِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ)). فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ ﷺ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ قَالَ: ((مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟)) قَالَ: سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ: ((قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ)). [راجع: ٢٣١٠]

سہل رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں، دیر تک وہ عورت کھڑی رہی۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں دیکھا اور پھر سر جھکا لیا جب دیر تک وہ وہیں کھڑی رہیں تو ایک صاحب نے اٹھ کر عرض کیا: اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں ہے تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ جو مہر میں انہیں دے سکو۔'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھ لو۔'' وہ گئے اور واپس آ کر عرض کیا: واللہ! مجھے کچھ نہیں ملا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ تلاش کرو، لوہے کی ایک انگوٹھی ہی سہی۔'' وہ گئے اور واپس آ کر عرض کیا: مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔ وہ ایک تہبند پہنے ہوئے تھے اور ان کے جسم پر (کرتے کی جگہ) چادر بھی نہیں تھی۔ انہوں نے عرض کیا: میں انہیں اپنا تہبند مہر میں دے دوں گا۔ آپ نے فرمایا: ''اگر تمہارا تہبند یہ پہن لے گی تو تمہارے لیے کچھ باقی نہیں رہے گا اور اگر تم اسے پہن لو گے تو ان کے لیے کچھ نہیں رہے گا۔'' وہ صاحب اس کے بعد ایک طرف بیٹھ گئے، پھر جب نبی اکرم ﷺ نے انہیں جاتے دیکھا تو آپ نے انہیں بلوایا اور فرمایا: ''تمہیں قرآن کتنا یاد ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے سورتوں کا شمار کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا میں نے اس عورت کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کے عوض میں دے دیا جو تمہیں یاد ہے۔''

تشریح: ان حالات میں نبی کریم ﷺ نے اس مرد کی حاجت کے ساتھ ہی انتہائی ناداری دیکھ کر آخر میں قرآن مجید کی جو سورتیں اسے یاد تھیں وہ سورتیں اس عورت کو یاد کرا دینے ہی کو مہر قرار دے دیا۔ ایسے حالات میں اور ہو بھی کیا سکتا تھا۔ ان حالات میں اب بھی یہی حکم ہے، اس شخص سے نبی کریم ﷺ نے لوہے کی انگوٹھی کا ذکر فرمایا تھا اس وجہ سے اس حدیث کو اس باب میں لایا گیا ہے۔

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ

باب: انگوٹھی پر نقش کرنا

٥٨٧٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ أَوْ أُنَاسٍ مِنَ الْأَعَاجِمِ

(٥٨٧٢) ہم سے عبدالاعلیٰ بن حماد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے عجم کے کچھ لوگوں (شاہانِ عجم) کو خط لکھنا چاہا تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ عجم کے

فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَكَأَنِّي بِوَبِيصِ ـأَوْ بِبَصِيصِ ـ الْخَاتَمِ فِي إِصْبَعِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ فِي كَفِّهِ. [راجع: ٦٥] [ابوداود: ٤٢١٤]

لوگ کوئی خط اس وقت تک نہیں قبول کرتے جب تک اس پر مہر نہ لگی ہوئی ہو۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ جس پر یہ کندہ تھا ''محمد رسول اللہ'' گویا میں اس وقت بھی نبی اکرم ﷺ کی انگلی یا آپ کی ہتھیلی میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی پر نقش تھا۔

٥٨٧٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِي يَدِهِ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ. [راجع: ٥٨٦٥] [مسلم: ٥٤٧٦]

(۵۸۷۳) ہم سے محمد بن سلام بیکندی نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی، انہیں عبیداللہ عمری نے، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی وہ انگوٹھی آپ ﷺ کے ہاتھ میں وفات تک رہی۔ پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہتی تھی لیکن ان کے زمانہ میں وہ اریس کے کنویں میں گر گئی اس کا نقش ''محمد رسول اللہ'' تھا۔

تشریح: پھر اس کنویں میں تلاش بسیار کے باوجود وہ انگوٹھی نہ مل سکی۔ معلوم ہوا کہ انگوٹھی کے نگینہ پر اپنا نام نقش کرانا جائز و درست ہے۔ باب کا یہی مفہوم ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ

باب: انگوٹھی چھنگلیا میں پہننی چاہیے

٥٨٧٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا فَقَالَ: ((إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ)). قَالَ: فَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِهِ. [راجع: ٦٥] [نسائي: ٥٢٩٧]

(۵۸۷۴) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا: ''ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے اس پر لفظ (محمد رسول اللہ) کندہ کرایا ہے اس لیے انگوٹھی پر کوئی شخص یہ نقش نہ کندہ کرائے۔'' انس نے بیان کیا کہ جیسے اس انگوٹھی کی چمک آنحضرت ﷺ کی چھنگلیا میں اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

تشریح: یہ حکم حیات نبوی میں نافذ تھا کہ کوئی دوسرا شخص آپ کے نام مبارک سے کسی کو دھوکا نہ دے سکے۔ اب یہ خطرہ نہیں ہے اس لیے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بھی نقش کرایا جاسکتا ہے۔

بَابُ اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ أَوْ لِيُكْتَبَ بِهِ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ

باب: انگوٹھی کسی ضرورت سے مثلاً مہر کرنے کے لیے یا اہل کتاب وغیرہ کو خطوط لکھنے کے لیے بنانا

٥٨٧٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَؤُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ. [راجع: ٦٥]

(۵۸۷۵) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، اسے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے روم (کے بادشاہ کو) خط لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ ﷺ کے خط پر مہر نہ ہوئی تو وہ خط نہیں پڑھتے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اس پر لفظ محمد رسول اللہ کندہ کرایا۔ جیسے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی اب بھی میں دیکھ رہا ہوں۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِي بَطْنِ كَفِّهِ

باب: انگوٹھی کا نگینہ اندر ہتھیلی کی طرف رکھنا

٥٨٧٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَقَالَ: ((إِنِّي كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ وَإِنِّي لَا أَلْبَسُهُ)) فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ وَقَالَ جُوَيْرِيَةُ: وَلَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ: فِي يَدِهِ الْيُمْنَى. [راجع: ٥٨٦٥]

(۵۸۷۶) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے ایک سونے کی انگوٹھی بنوائی اور پہننے میں آپ اس کا رنگ اندر کی طرف رکھتے تھے۔ آپ کی دیکھا دیکھی لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنالیں تو حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''میں نے بھی سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی'' (حرمت کے نازل ہونے کے بعد) آپ نے فرمایا: ''اب میں اسے نہیں پہنوں گا'' پھر آپ ﷺ نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور لوگوں نے بھی اپنی سونے کی انگوٹھیوں کو پھینک دیا۔ جویریہ نے بیان کیا کہ مجھے یہی یاد ہے کہ نافع نے ''داہنے ہاتھ میں'' بیان کیا۔

تشریح: کہ آپ انگوٹھی پہنتے تھے۔ باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے۔ نافع بن سرجس حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ ہیں، حدیث کے بہت ہی بڑے فاضل ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب میں نافع کے واسطہ سے حدیث سن لیتا ہوں تو بالکل بے فکر ہو جاتا ہوں۔ موطا میں زیادہ تر روایات حضرت نافع ہی کے واسطے سے مروی ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((لَا يَنقُشَنَّ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِهِ))

باب: نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمانا: ”کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر لفظ (محمد رسول اللہ) کا نقش نہ کھدوائے“

٥٨٧٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِالعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ وَقَالَ: ((إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ فَلَا يَنْقُشْ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ)).

[راجع: ٦٥] [مسلم: ٥٤٧٨]

(۵۸۷۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر یہ نقش کھدوایا ”محمد رسول اللہ“ اور لوگوں سے کہہ دیا: ”میں نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوا کر اس پر محمد رسول اللہ نقش کروایا ہے، اس لیے کوئی شخص یہ نقش اپنی انگوٹھی پر نہ کھدوائے۔“

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مرد چاندی کی انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور سونے کی انگوٹھی عورتیں پہن سکتی ہیں۔

بَابٌ: هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ؟

باب: انگوٹھی کا کندہ تین سطروں میں کرنا

٥٨٧٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهُ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُوْلُ سَطْرٌ وَاللَّهِ سَطْرٌ. [راجع: ١٤٤٨]

(۵۸۷۸) ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد عبداللہ بن مثنیٰ نے بیان کیا، ان سے ثمامہ بن عبداللہ بن انس نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے زکوٰۃ کے مسائل لکھوادیے اور انگوٹھی (مہر) کا نقش تین سطروں میں تھا ایک سطر میں ”محمد“ دوسری سطر میں ”رسول“ اور تیسری سطر میں ”اللہ“۔

٥٨٧٩۔ قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: وَزَادَنِي أَحْمَدُ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ فِي يَدِهِ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيسَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ فَسَقَطَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ. [راجع: ٦٥]

(۵۸۷۹) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اتنا اور روایت کیا، کہا مجھ سے محمد بن عبداللہ انصاری نے، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے، ان سے ثمامہ بن عبداللہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی وفات تک آپ کے ہاتھ میں رہی۔ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو وہ اریس کے کنویں پر ایک مرتبہ بیٹھے بیان کیا کہ پھر انگوٹھی نکالی اور اسے الٹنے پلٹنے لگے کہ اتنے میں وہ (کنویں میں) گر گئی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر

عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہم تین دن تک اسے ڈھونڈتے رہے اور کنویں کا سارا پانی بھی کھینچ ڈالا لیکن وہ انگوٹھی نہیں ملی۔

تشریح: تین سطروں میں نقش مبارک اس طرح سے تھا محمد رسول اللہ۔ حدیث اور باب میں یہی مطابقت ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَاءِ وَكَانَ عَلَى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ

باب: عورتوں کے لیے (سونے کی) انگوٹھی پہننا جائز ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کی انگوٹھیاں تھیں

٥٨٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ شَهِدْتُ الْعِيدَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَاءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ. [راجع: ٩٨]

(٥٨٨٠) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا ہم کو حسن بن مسلم نے خبر دی، انہیں طاؤس نے اور انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں عید الفطر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا۔ آپ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی اور ابن وہب نے جریج سے یہ لفظ بڑھائے کہ پھر آنحضرت ﷺ عورتوں کے مجمع کی طرف گئے (اور صدقہ کی ترغیب دلائی) تو عورتیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چھلے دار انگوٹھیاں ڈالنے لگیں۔

تشریح: ثابت ہوا کہ عہد رسالت ﷺ میں عورتوں میں انگوٹھی پہننے کا عام دستور تھا۔

بَابُ الْقَلَائِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَاءِ يَعْنِي قِلَادَةً مِنْ طِيبٍ وَسُكٍّ

باب: زیور کے ہار اور خوشبو یا مشک کے ہار عورتیں پہن سکتی ہیں

٥٨٨١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ عِيدٍ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا. [راجع: ٩٨]

(٥٨٨١) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن (وادی سے باہر) گئے اور دو رکعت نماز پڑھائی آپ ﷺ نے اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی دوسری نفل نماز نہیں پڑھی، پھر آپ ﷺ عورتوں کے مجمع کی طرف آئے اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ عورتیں اپنی بالیاں، خوشبو اور مشک کے ہار صدقہ میں دینے لگیں۔

تشریح: معلوم ہوا کہ عیدگاہ میں عورتوں کا جانا عہد نبوی ﷺ میں عام طور پر معمول تھا بلکہ آپ نے اس قدر تاکید کی تھی کہ حیض والی بھی نکلیں جو صرف دعا میں شریک ہوں تعجب ہے ان لوگوں پر جو آج اس کو معیوب جانتے ہیں حالانکہ آج کل قدم قدم پر پولیس کا انتظام ہوتا ہے اور کوئی بدمزگی نہیں

ہوتی پھر بھی بعض الناس مختلف حیلوں بہانوں سے اس کی تاویل کرتے رہتے اور لوگوں کو عورتوں کے روکنے کا حکم کرتے رہتے ہیں۔ روایت میں عورتوں کا صدقہ میں بالیاں اور ہار دینا مذکور ہے یہی باب سے مناسبت ہے۔

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَائِدِ

باب: ایک عورت کا کسی دوسری عورت سے ہار عاریتاً لینا

٥٨٨٢ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلَى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ. [راجع: ٣٣٤] [ابو داود: ٣١٧]

(٥٨٨٢) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار (جو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عارضی طور پر لیا تھا) گم ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لیے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھیجا اسی دوران میں نماز کا وقت ہو گیا اور لوگ بلا وضو تھے چونکہ پانی بھی موجود نہیں تھا، اس لیے سب نے بغیر وضو کے نماز پڑھی پھر آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو تیمم کی آیت نازل ہوئی۔ ابن نمیر نے یہ اضافہ کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ہار انہوں نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریتاً لیا تھا۔

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَاءِ

باب: عورتوں کے لیے بالیاں پہننے کا بیان

تشریح: بالی سے مراد کان کا زیور ہے جو مختلف اقسام کے عورتیں کانوں میں استعمال کرتی رہتی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَمَرَهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلَى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو میں نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ اپنے کانوں اور حلق کی طرف بڑھنے لگے۔

٥٨٨٣ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى يَوْمَ الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي قُرْطَهَا.

(٥٨٨٣) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے عدی بن ثابت نے خبر دی، کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ نے عید کے دن دو رکعتیں پڑھائی نہ اس کے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا تو وہ اپنی

[راجع: ٩٨] بالیاں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں ڈالنے لگیں۔

تشریح: حدیث میں بالیاں صدقہ میں دینے کا ذکر ہے یہی باب سے مناسبت ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مستورات نماز عید میں عام مسلمانوں کے ساتھ عیدگاہ میں شرکت کیا کرتی تھیں۔

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ

باب: بچوں کے گلوں میں ہار لٹکانا جائز ہے

٥٨٨٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي يَزِيدَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سُوقٍ مِنْ أَسْوَاقِ الْمَدِينَةِ فَانْصَرَفَ وَانْصَرَفْتُ فَقَالَ: ((أَيْنَ لُكَعُ؟)) ثَلَاثًا ((ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ)) فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِي وَفِي عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِيَدِهِ هَكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هَكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ)). قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا قَالَ. [راجع: ٢١٢٢]

(٥٨٨٤) ہم سے اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے بیان کیا، کہا ہم کو یحییٰ بن آدم نے خبر دی، کہا کہ ہم سے ورقاء بن عمر نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن ابی یزید نے، ان سے نافع بن جبیر نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ کے بازاروں میں سے ایک بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ واپس ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بچہ کہاں ہے؟'' یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ ''حسن بن علی کو بلاؤ۔'' حسن بن علی رضی اللہ عنہما آ رہے تھے اور ان کی گردن میں (خوشبودار لونگ وغیرہ کا) ہار پڑا تھا۔ آپ نے اپنے ہاتھ اس طرح پھیلائے تاکہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگالیں) اور حسن رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے ہاتھ پھیلائے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت کر اور ان سے بھی محبت کر جو اس سے محبت رکھیں۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد کوئی شخص بھی حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ مجھے پیارا نہیں تھا۔

تشریح: فی الواقع آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا شان ایمان ہے۔ یا اللہ! میرے دل میں بھی پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے آل و اولاد سے محبت پیدا کر۔

ومن مذهبي حب النبي وآله والناس فيما يعشقون مذاهب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے گلے میں ہار تھا اسی سے باب کا مضمون نکلتا ہے نابالغ بچوں کے لیے ایسے ہار وغیرہ پہنا دینا جائز ہے۔

بَابٌ: اَلْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ

باب: عورتوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والے مرد اور مردوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتیں عنداللہ ملعون ہیں

٥٨٨٥۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٥٨٨٥) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر نے بیان کیا،

غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

[طرفاه في: ٥٨٨٦ ، ٦٨٣٤] [ابوداود: ٤٠٩٧؛ ترمذي: ٢٧٨٥؛ ابن ماجه: ١٩٠٤]

ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں۔ غندر کے ساتھ اس حدیث کو عمرو بن مرزوق نے بھی شعبہ سے روایت کیا۔

جسے ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا۔

تشریح: آج اس فیشن کے زمانہ میں گھر گھر میں یہی معاملہ نظر آ رہا ہے خاص طور پر کالج زدہ لڑکے لڑکیاں ان بیماریوں میں عموماً مبتلا ہیں اور ایک جدید لعنتی یہی ازم رواج پکڑ رہا ہے جس میں لڑکے اور لڑکیاں عجیب و غریب شکل و صورت بنا کر بالکل ہونق بنے ہوئے نظر آتے ہیں شریعت اسلامی میں ان تکلفات کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

بَابُ إِخْرَاجِهِمْ

باب: زنانوں اور ہیجڑوں کو جو عورتوں کی چال ڈھال اختیار کرتے ہیں گھر سے نکال دینا

٥٨٨٦۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فُضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْمُخَنَّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ: ((أَخْرِجُوهُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ)) . قَالَ: فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.[راجع: ٥٨٨٥] [ابوداود: ٤٩٣٠؛ ترمذي: ٢٧٨٥]

(٥٨٨٦) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عکرمہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخنث مردوں پر اور مردوں کی چال چلن اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی اور فرمایا: ''ان زنانہ بننے والے مردوں کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے فلاں ہیجڑے کو نکالا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں ہیجڑے کو نکالا تھا۔

٥٨٨٧۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ: أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! إِنْ فَتَحَ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفُ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ

(٥٨٨٧) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی، انہیں زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف رکھتے تھے گھر میں ایک مخنث بھی تھا، اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: عبداللہ! اگر کل تمہیں طائف پر فتح حاصل ہو جائے تو میں تمہیں بنت غیلان (بادیہ نامی) کو دکھلاؤں گا وہ جب سامنے آتی ہے تو (اس کے موٹاپے کی وجہ سے)

غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ)) [قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعَ عُكَنِ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ وَقَوْلِهِ: وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ يَعْنِي أَطْرَافَ هَذِهِ الْعُكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ وَإِنَّمَا قَالَ: بِثَمَانٍ وَلَمْ يَقُلْ: بِثَمَانِيَةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ: بِثَمَانِيَةِ أَطْرَافٍ]. [راجع: ٤٣٢٤]

چار سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص تم لوگوں کے پاس نہ آیا کرے۔'' ابوعبداللہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سامنے سے چار سلوٹوں کا مطلب یہ ہے کہ (موٹے ہونے کی وجہ سے) اس کے پیٹ میں چار سلوٹیں پڑی ہوتی ہیں اور جب سامنے آتی ہے تو وہ دکھائی دیتی ہیں اور آٹھ سلوٹوں سے پیچھے پھرتی ہے کا مفہوم ہے (آگے کی) ان چاروں سلوٹوں کے کنارے کیونکہ یہ دونوں پہلوؤں کو گھیرے ہوتے ہیں اور پھر وہ مل جاتی ہے اور حدیث میں بثمان کا لفظ ہے، حالانکہ ازروئے قائدہ نحو کے بثمانیۃ ہونا تھا کیونکہ مراد آٹھ اطراف، یعنی کنارے ہیں اور اطراف طرف کی جمع ہے اور طرف کا لفظ مذکر ہے۔ مگر چونکہ اطراف کا لفظ مذکور نہ تھا اس لیے بثمان بھی کہنا درست ہوا۔

تشریح: کیونکہ جب ممیز کی تمیز مذکور نہ ہو تو عدد میں تذکیر و تانیث دونوں درست ہیں۔

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ

باب: مونچھوں کا کتروانا

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هَذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اتنی مونچھ کترتے تھے کہ کھال کی سپیدی دکھلائی دیتی تھی اور مونچھ اور داڑھی کے بیچ میں (ٹھڈی پر) جو بال ہوتے یعنی عنفقہ اس کے بال کتروا ڈالتے۔

٥٨٨٨ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حَنْظَلَةَ، عَنْ نَافِعٍ قَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَهُ: ((مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ)). [طرفه في: ٥٨٩٠]

(٥٨٨٨) ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، ان سے حنظلہ بن ابی ہانی نے، ان سے نافع نے بیان کیا، (مصنف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے) کہا: اس حدیث کو ہمارے اصحاب نے مکی سے روایت کیا، انہوں نے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مونچھ کے بال کتروانا پیدائشی سنت ہے۔''

[نسائي: ١٢]

تشریح: کیونکہ مونچھ بڑھانے سے آدمی بدصورت اور مہیب ہو جاتا ہے جیسے ریچھ کی شکل اور کھانا کھاتے وقت تمام مونچھ کے بال کھانے میں مل جاتے ہیں اور یہ ایک طرح کی غلاظت ہے مگر آج کل فیشن پرستوں نے اسی ریچھ کے فیشن کو اپنا کر اپنا حلیہ درندوں سے ملا دیا ہے۔

٥٨٨٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً: الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ

(٥٨٨٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا زہری نے ہم سے بیان کیا (سفیان نے کہا) ہم سے زہری نے سعید بن مسیب سے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ. [طرفاه في: ٥٨٩١ ، ٦٢٩٧] [مسلم: ٥٩٧؛ ابوداود: ٤١٩٨؛ ابن ماجه: ٢٩٢]

نے (نبی کریم ﷺ سے) روایت کیا کہ پانچ چیزیں: ختنہ کرانا، موئے زیر ناف مونڈنا، بغل کے بال نوچنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کم کرانا پیدائشی سنتوں میں سے ہیں۔

تشریح: مونچھ اتنی کم کرانا کہ ہونٹ کے کنارے کھل جائیں یہی سنت ہے اور اہل حدیث نے اسی کو اختیار کیا ہے دیگر خصال فطرت یہی ہے ہر ایک کے فوائد بہت کچھ ہیں جن کی تفصیل کے لیے دفاتر کی ضرورت ہے۔

بَابُ تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ

باب: ناخن ترشوانے کا بیان

تشریح: نووی ؒ نے کہا ناخن ترشوانے میں مستحب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے کلمہ کی انگلی سے شروع کر کے چھنگلیا تک کترائے اس کے بعد انگوٹھا اور بائیں ہاتھ میں چھنگلیا سے شروع کرے انگوٹھے تک کترائے اور پاؤں میں دائیں چھنگلیا سے انگوٹھے تک کترائے اور بائیں میں انگوٹھے سے چھنگلیا تک، نووی ؒ کے اس قول کی کوئی سند معلوم نہیں ہوئی۔ البتہ حضرت عائشہ ؓ کی حدیث سے دائیں طرف سے شروع کرنے کی سند لے سکتے ہیں اور کلمے کی انگلی سے شروع کرنا اس لیے مستحب ہوسکتا ہے کہ وہ سب انگلیوں سے بہتر ہے۔ تشہد میں اس سے اشارہ کرتے ہیں۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ خاص جمعرات کے دن ناخن کاٹنے کی کوئی حدیث صحیح نہیں ہوئی۔

٥٨٩٠۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ)). [راجع: ٥٨٨٨]

(٥٨٩٠) ہم سے احمد بن ابی رجاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق بن سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے حنظلہ سے سنا، انہوں نے نافع سے بیان کیا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''موئے زیر ناف مونڈنا، ناخن ترشوانا اور مونچھ کترانا پیدائشی سنتیں ہیں۔''

٥٨٩١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْإِبِطِ)). [راجع: ٥٨٨٩]

(٥٨٩١) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے سعید بن میسب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں ختنہ کرانا، زیر ناف مونڈنا، مونچھ کترانا، ناخن ترشوانا اور بغل کے بال نوچنا پیدائشی سنتیں ہیں۔''

تشریح: ان کے خلاف کرنا فطرت سے بغاوت کرنا ہے جس کی سزا دنیا اور آخرت ہر دو جگہ ملتی ہے مگر جس نے فطرت کو اپنایا وہ بھلائی ہی بھلائی میں رہے گا۔

٥٨٩٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

(٥٨٩٢) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے، کہا ہم سے عمر بن محمد بن زید نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے

زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ وَوَفِّرُوا اللِّحَى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ)). وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهُ. [طرفه في: ۵۸۹۳] [مسلم: ۶۰۲]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مشرکین کے خلاف کرو، داڑھی چھوڑ دو اور مونچھیں کترواؤ۔'' اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عمل تھا کہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی (ہاتھ سے) پکڑ لیتے اور (مٹھی) سے جو بال زیادہ ہوتے انہیں کتروا دیتے۔

تشریح: بعض لوگوں نے اس سے ڈاڑھی کٹوانے کی دلیل لی ہے جو صحیح نہیں ہے۔ اول تو یہ خاص حج سے متعلق ہے۔ دوسرے ایک صحابی کا فعل ہے جو صحیح حدیث کے مقابلہ پر حجت نہیں ہے لہٰذا صحیح یہی ہوا کہ ڈاڑھی کے بال نہ کٹوائے جائیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ إِعْفَاءِ اللِّحَى عَفَوْا كَثُرُوا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ

باب: ڈاڑھی کا چھوڑ دینا

۵۸۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحَى)). [راجع: ۵۸۹۲]

(۵۸۹۳) مجھ سے محمد نے حدیث بیان کی، کہا ہمیں عبدہ نے خبر دی، انہیں عبیداللہ بن عمر نے خبر دی، انہیں نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مونچھیں خوب کتر والیا کرو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔''

تشریح: ڈاڑھی رکھنا تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ مبارک ہیں جو لوگ اپنا حلیہ سنت نبوی ﷺ کے مطابق بنائیں۔ آج کی دنیا میں مردوں کو ڈاڑھی سے اس قدر نفرت ہوگئی ہے کہ بیشتر تعداد میں یہی عادت جڑ پکڑ چکی ہے حالانکہ حکمت اور سائنس کی رو سے بھی مردوں کے لیے ڈاڑھی کا رکھنا بہت ہی مفید ہے۔ کتب متعلقہ ملاحظہ ہوں۔ مؤمنوں کے لیے یہی کافی ہے کہ ان کے محبوب رسول کریم ﷺ کی سنت ہے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ

باب: بڑھاپے کا بیان

۵۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِيُّ ﷺ؟ فَقَالَ: لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيلًا. [راجع: ۳۵۵۰] [مسلم: ۶۰۲۷، ۶۰۷۴]

(۵۸۹۴) ہم سے معلّٰی بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی کریم ﷺ نے خضاب استعمال کیا تھا؟ بولے کہ آنحضرت ﷺ کے بال ہی بہت کم سفید ہوئے تھے۔

تشریح: انیس یا بیس یا پندرہ...... نامکمل۔

۵۸۹۵۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ: سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: إِنَّهُ لَمْ

(۵۸۹۵) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کے خضاب کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا: آنحضرت ﷺ کو

يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِي لِحْيَتِهِ. [راجع: ٣٥٥٠] [مسلم: ٦٠٧٦؛ ابوداود: ٤٢٠٩]

خضاب کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اگر میں آپ ﷺ کی داڑھی کے سفید بال گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

٥٨٩٦۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ: أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا. [طرفاه في: ٥٨٩٧، ٥٨٩٨] [ابن ماجه: ٣٦٢٣]

(٥٨٩٦) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے بیان کیا کہ میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ لے کر بھیجا (راوی حدیث) اسرائیل نے تین انگلیاں بند کرلیں یعنی وہ اتنی چھوٹی پیالی تھیں اس پیالی میں بالوں کا ایک گچھا تھا جس میں نبی کریم ﷺ کے بالوں میں سے کچھ بال تھے۔ عثمان نے کہا: جب کسی شخص کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ اپنا برتن پانی کا بی بی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیتا۔ (وہ اس میں نبی اکرم ﷺ کے بال ڈبو دیتیں) عثمان نے کہا کہ میں نے نلکی کو دیکھا (جس میں موئے مبارک رکھے ہوئے تھے) تو سرخ سرخ بال دکھائی دیے۔

تشریح: ترجمہ باب یہیں سے نکلتا ہے بڑھاپے میں پہلے بال سرخ ہوتے ہیں پھر سفید ہو جاتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ اگر فی الواقع موئے مبارک ہوں تو ان سے برکت لینا جائز ہے مگر اعتقاد یہی رہنا چاہیے کہ یہ برکت بھی اللہ کے ہی حکم سے ملے گی بغیر حکم الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ﴾ (٦٧/الملک:١)

٥٨٩٧۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ ﷺ مَخْضُوبًا. [راجع: ٥٨٩٦]

(٥٨٩٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے بیان کیا کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے ہمیں نبی کریم ﷺ کے چند بال نکال کر دکھائے جن پر خضاب لگا ہوا تھا۔

٥٨٩٨۔ وَ قَالَ لَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ ﷺ أَحْمَرَ. [راجع: ٥٨٩٦]

(٥٨٩٨) اور ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، ان سے نصیر بن ابی الاشعث نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن موہب نے بیان کیا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی کریم ﷺ کا بال دکھایا جو کہ سرخ تھا۔

تشریح: یونس کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان پر مہندی اور وسم کا خضاب تھا۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں بھی یوں ہی ہے لیکن امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خضاب نہیں کیا البتہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خضاب کیا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بال سرخ اس لیے معلوم ہوئے کہ آپ ان پر زرد خوشبو لگایا کرتے تھے۔ (وحیدی)

بَابُ الْخِضَابِ

باب: خضاب کا بیان

٥٨٩٩۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ)).

[راجع:٣٤٦٢] [مسلم: ٥٥١٠؛ ابو داود: ٤٢٠٣؛ نسائي: ٥٠٨٧، ٥٢٥٦؛ ابن ماجه: ٣٦٢١]

(۵۸۹۹) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے ابوسلمہ نے اور سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہود ونصاریٰ خضاب نہیں لگاتے تم ان کے خلاف کرو۔'' یعنی خضاب کیا کرو۔

تشریح: لال یا زرد خضاب کرنا یا مہندی اور وسم کا خضاب جس سے بالوں میں کالک اور سرخی آتی ہے جائز ہے لیکن بالکل کالا خضاب کرنا ممنوع ہے، کہتے ہیں کالا خضاب پہلے فرعون نے کیا تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرات شیخین مہندی اور وسم کا خضاب کیا کرتے تھے۔ حدیث سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسلام کی نیشن یعنی قومیت ایک مستقل چیز ہے جو مسلمان کی خاص وضع قطع، شکل صورت، لباس وغیرہ میں داخل ہے۔ یہودیوں وغیرہ کی مخالفت کرنے کا مفہوم یہی ہے۔

بَابُ الْجَعْدِ

باب: گھونگریالے بالوں کا بیان

٥٩٠٠۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْآدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللَّهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ. [راجع:٣٥٤٧]

(۵۹۰۰) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے ان سے سنا کہ وہ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ بہت لمبے نہیں تھے اور نہ آپ چھوٹے قد کے ہی تھے (بلکہ آپ ﷺ کا قد بیچ والا تھا) نہ آپ بالکل سفید بھورے تھے اور نہ آپ گندم گوں ہی تھے آپ ﷺ کے بال گھونگریالے الجھے ہوئے نہیں تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں رسول بنایا، دس سال آپ ﷺ نے (نبوت کے بعد) مکہ مکرمہ میں قیام کیا اور دس سال مدینہ منورہ میں اور تقریباً ساٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی۔ وفات کے وقت آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

٥٩٠١۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ

(۵۹۰۱) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سرخ حلہ میں نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں

فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ. قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِي: عَنْ مَالِكٍ أَنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِنْ مَنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهِ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ تَابَعَهُ شُعْبَةُ: شَعَرُهُ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ. [راجع: ٣٥٥١] [نسائي: ٥٠٧٥]

دیکھا۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے میرے بعض اصحاب نے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ کے سر کے بال شانہ مبارک کے قریب تک تھے۔ابواسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ کو ایک مرتبہ سے زیادہ یہ حدیث بیان کرتے سنا، جب بھی وہ یہ حدیث بیان کرتے تو مسکراتے۔اس روایت کی متابعت شعبہ نے کی کہ آنحضرت ﷺ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔

٥٩٠٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ۔ أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ۔ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ)). [راجع: ٣٤٤٠] [مسلم: ٤٢٥]

(۵۹۰۲) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کعبہ کے پاس مجھے دکھایا گیا، میں نے دیکھا کہ ایک صاحب ہیں گندمی رنگ، گندمی رنگ کے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، ان کے شانوں تک لمبے لمبے بال ہیں ایسے بال والے لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت، انہوں نے بالوں میں کنگھا کر رکھا ہے اور اس کی وجہ سے سر سے پانی ٹپک رہا ہے۔دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے ہیں یا دو آدمیوں کے شانوں کا سہارا لیے ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں، میں نے پوچھا: یہ کون بزرگ ہیں؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں۔پھر اچانک میں نے ایک الجھے ہوئے گھونگریالے بال والے شخص کو دیکھا، دائیں آنکھ سے کانا تھا گویا انگور ہے جو اُبھرا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کانا کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ مسیح دجال ہے۔''

تشریح: یہ سارے مناظر آپ نے خواب میں دیکھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گھونگھریالے بالوں والا دیکھا اسی سے باب کا مقصد ثابت ہوتا ہے۔

٥٩٠٣ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حِبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ. [طرفه في: ٥٩٠٤] [مسلم: ٦٠٦٨، نسائي: ٥٢٥٠]

(۵۹۰۳) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٥٩٠٤ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ

(۵۹۰۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی

شَعَرُ النَّبِيِّ ﷺ مَنْكِبَيْهِ. [راجع: ٥٩٠٣]

کریم ﷺ کے (سر کے) بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

٥٩٠٥ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ. [طرفه في: ٥٩٠٦] [مسلم: ٦٠٦٧؛ نسائي: ٥٠٦٨؛ ابن ماجه: ٣٦٣٤]

(۵۹۰۵) مجھ سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے وہب بن جریر نے، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے متعلق پوچھا: تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے بال درمیانہ تھے، نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے اور نہ گھونگریالے اور وہ کانوں اور مونڈھوں کے بیچ تک تھے۔

٥٩٠٦ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ ﷺ رَجِلًا لَا جَعْدٌ وَلَا سَبِطٌ. [راجع: ٥٩٠٥]

(۵۹۰۶) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ بھرے ہوئے تھے، میں نے آپ ﷺ کے بعد آپ جیسا (خوبصورت کوئی آدمی) نہیں دیکھا آپ ﷺ کے سر کے بال درمیانے تھے نہ گھونگریالے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔

٥٩٠٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ ابْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ. [اطرافه في: ٥٩٠٨، ٥٩١٠، ٥٩١١]

(۵۹۰۷) ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن حازم نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں بھرے ہوئے تھے۔ چہرہ حسین وجمیل تھا، میں نے آپ ﷺ جیسا خوبصورت کوئی نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں اور آپ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

٥٩٠٨، ٥٩٠٩ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِئٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. [راجع: ٥٩٠٧]

(۵۹۰۸،۹) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے معاذ بن ہانی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یا ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بھرے ہوئے قدموں والے تھے۔ نہایت ہی حسین وجمیل۔ آپ ﷺ جیسا خوبصورت میں نے آپ کے بعد کسی کو نہیں دیکھا۔

٥٩١٠ـ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ

(۵۹۱۰) اور ہشام نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم اور ہتھیلیاں بھری

وَالْكَفَّيْنِ. [راجع: ٥٩٠٧]

ہوئی اور گداز تھیں۔

٥٩١١، ٥٩١٢ـ وَقَالَ أَبُوْ هِلَالٍ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شِبْهًا لَهُ. [راجع: ٥٩٠٧]

(۵۹۱۱،۱۲) اور ابو ہلال نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیاں اور قدم بھرے ہوئے تھے۔ آپ جیسا پھر میں نے کوئی خوبصورت آدمی نہیں دیکھا۔

٥٩١٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ: إِنَّهُ قَالَ: ((مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ)) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ: ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَ انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي)). [راجع: ١٥٥٥]

(۵۹۱۳) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے ابن عون نے اور ان سے مجاہد نے بیان کیا کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے دجال کا ذکر کیا اور کسی نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لفظ ''کافر'' لکھا ہوگا۔'' اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے میں نے تو نہیں سنا، البتہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا: ''اگر تمہیں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا ہو تو اپنے صاحب (خود نبی کریم ﷺ) کو دیکھو (کہ آپ بالکل ان کے ہم شکل ہیں) اور موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے ہیں، بال گھونگریالے جیسے اس وقت بھی میں انہیں دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس نالے وادی ازرق نامی میں لبیک کہتے ہوئے اتر رہے ہیں ان کے سرخ اونٹ کی نکیل کی رسی کھجور کی چھال کی ہے۔''

بَابُ التَّلْبِيدِ

باب: خطمی (یا گوند وغیرہ) سے بالوں کو جمانا

٥٩١٤ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ: مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالتَّلْبِيدِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُلَبِّدًا. [راجع: ١٥٤٠]

(۵۹۱۴) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا جو شخص سر کے بالوں کو گوندلے (وہ حج یا عمرے سے فارغ ہو کر سر منڈائے) اور جیسے احرام میں بالوں کو جما لیتے ہیں غیر احرام میں نہ جماؤ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو بال جماتے دیکھا۔

تشریح: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گویا نبی کریم ﷺ کا واقعہ بیان کر کے اپنے والد کا رد کیا کہ انہوں نے تلبید سے منع کیا حالانکہ نبی کریم ﷺ نے تلبید کی، بہر حال حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مطلب نہ تھا بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ غیر احرام میں احرام والوں کی مشابہت کر کے تلبید نہ کرو۔

٥٩١٥ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى وَأَحْمَدُ بْنُ

(۵۹۱۵) ہم سے حبان بن موسیٰ اور احمد بن محمد نے بیان کیا، کہا ہمیں

مُحَمَّدٍ قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ: ((لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)). لَا يَزِيْدُ عَلَى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

[راجع: ١٥٤٠]

عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو یونس نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے اپنے بال جما لیے تھے اور احرام کے وقت یوں آپ لبیک کہہ رہے تھے: (لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ) ان کلمات کے اوپر اور کچھ آپ نہیں بڑھاتے تھے۔

٥٩١٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ؟ قَالَ: إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ.

[راجع: ١٥٦٦]

(۵۹۱۶) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا بات ہے کہ لوگ عمرہ کر کے احرام کھول چکے ہیں، حالانکہ آپ نے احرام نہیں کھولا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیونکہ میں نے اپنے سر کے بال جما لیے ہیں اور اپنے ہدی (قربانی کے جانور) کے گلے میں قلادہ ڈال دیا ہے۔ اس لیے جب تک میری قربانی کا نحر نہ ہو لے میں احرام نہیں کھول سکتا۔''

تشریح: روایت میں بال جمانے کا ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

بَابُ الْفَرْقِ

باب: (سر کے بیچوں بیچ بالوں میں) مانگ نکالنا

٥٩١٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

[راجع: ٣٥٥٨]

(۵۹۱۷) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے شہاب نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو اگر کسی مسئلہ میں کوئی حکم معلوم نہ ہوتا تو آپ ﷺ اس میں اہل کتاب کے عمل کو اپناتے تھے۔ اہل کتاب اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ بھی (اہل کتاب کی موافقت میں) پہلے سر کے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے لیکن بعد میں آپ بیچ میں سے مانگ نکالنے لگے۔

تشریح: ٹھکانے سے سر کے بال مسنون طریقہ پر رکھنا ہر طرح سے بہتر ہے مگر آج کل جو فیشن کی وبا چلی ہے خاص طور پر ہپی ازم بال رکھ کر صورت کو

بگاڑنے کا جو فیشن چل پڑا ہے یہ حد درجہ گناہ اور خلقت الٰہی کو بگاڑنا اور کفار کے ساتھ مشابہت رکھنا ہے۔ نوجوانان اسلام کو ایسی غلط روش کے خلاف جہاد کی سخت ضرورت ہے۔ ایسا فیشن خود غیروں کی نظر میں بھی معیوب ہے، اس لیے مسلمانوں کو ہرگز اسے اختیار نہ کرنا چاہیے۔

٥٩١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَعَبْدُاللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ الطِّيبِ فِي مَفَارِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ عَبْدُاللَّهِ: فِي مَفْرِقِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٢٧١]

(٥٩١٨) ہم سے ابو ولید اور عبداللہ بن رجاء نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حکم بن عتیبہ نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا جیسے میں اب بھی نبی اکرم ﷺ کی مانگوں میں احرام کی حالت میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں۔ عبداللہ بن رجاء نے (اپنی روایت میں) "مفرق النبی ﷺ" (واحد کے صیغہ کے ساتھ) بیان کیا، یعنی مانگوں کی جگہ صرف لفظ مانگ استعمال کیا۔

تشریح: ہر دو احادیث میں باب کی مطابقت ظاہر ہے۔

بَابُ الذَّوَائِبِ

باب: گیسوؤں کے بیان میں

٥٩١٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِي وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَهَا فِي لَيْلَتِهَا قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ: فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ.

(٥٩١٩) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے فضل بن عنبسہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشیم نے خبر دی، کہا ہم کو ابو بشر جعفر نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اور ہم سے قتیبہ بن سعید نے کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، ان سے ابو بشر نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر گزاری، رسول اللہ ﷺ کے لیے اس رات انہیں کے ہاں باری تھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر نبی اکرم ﷺ رات کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ نے میرے سر کے بالوں کی ایک لٹ پکڑی اور مجھے اپنی داہنی طرف کر دیا۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ بِهَذَا وَقَالَ: بِذُؤَابَتِي أَوْ قَالَ: بِرَأْسِي. [راجع: ١١٧] [ابوداود: ٦١١]

ہم سے عمرو بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بشر نے خبر دی، پھر یہی حدیث نقل کی اس میں یوں ہے کہ میری چوٹی پکڑ کر یا میرا سر پکڑ کر آپ ﷺ نے مجھے اپنے داہنے جانب کر دیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گیسو والے تھے۔ باب اور حدیث میں یہی مطابقت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بال پکڑ کر دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ اس لیے کہ ان کا بائیں طرف کھڑا ہونا غلط تھا۔ ایسی حالت میں مقتدی کو امام کے دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔ بدعتی قبر پرست پیرزادوں کا سجادہ نشینوں کی طرح گیسو رکھ کر ان کو کاندھوں سے بھی نیچے تک لٹکانا اور ریاکاری کے لیے اپنے کو پیر درویش ظاہر کرنا یہ وہ

بدترین حرکت ہے جس سے اہل اسلام کو سخت پرہیز کی ضرورت ہے۔ بلکہ ایسے پیروں اور فقیروں اور مکاروں کے جال میں ہرگز نہ آنا چاہیے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بہر دستے نہ باید داد دست

بَابُ الْقَزَعِ

باب: قزع یعنی کچھ سر منڈانا کچھ بال رکھنے کا بیان

تشریح: اسی کو عربی میں قزع کہتے ہیں۔ قسطلانی نے کہا یہ مرد اور عورت اور لڑکے سب کے لیے مکروہ ہے اس میں یہود کی مشابہت ہے۔

٥٩٢٠۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَخْلَدٌ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ ابْنُ حَفْصٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى عَبْدِاللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَنْهَى عَنِ الْقَزَعِ. قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: قُلْتُ: وَمَا الْقَزَعُ؟ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ: إِذَا حُلِقَ الصَّبِيُّ تُرِكَ هَاهُنَا شَعَرٌ وَهَاهُنَا وَهَاهُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُاللَّهِ إِلَى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ قِيلَ لِعُبَيْدِاللَّهِ فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي هَكَذَا قَالَ: الصَّبِيُّ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ: وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ: أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلَكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ غَيْرُهُ وَكَذَلِكَ شِقُّ رَأْسِهِ هَذَا وَهَذَا.

[طرفه في: ٥٩٢١] [مسلم: ٥٥٥٩؛ ابوداود: ٤١٩٣؛ نسائي: ٥٠٦٥، ٥٢٤٥، ٥٢٤٦؛ ابن ماجه: ٣٦٣٧]

(٥٩٢٠) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا مجھے مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا: مجھے ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے عبیداللہ بن حفص نے خبر دی، انہیں عمر بن نافع نے خبر دی، انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع نے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے؟ پھر عبیداللہ نے ہمیں اشارہ سے بتایا کہ نافع نے کہا: بچے کا سر منڈاتے وقت کچھ بال یہاں چھوڑ دے اور کچھ بال وہاں چھوڑ دے۔ (تو اسے قزع کہتے ہیں) اسے عبیداللہ نے پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کر کے ہمیں اس کی صورت بتائی۔ عبیداللہ نے اس کی تفسیر یوں بیان کی، یعنی پیشانی پر کچھ بال چھوڑ دیئے جائیں اور سر کے دونوں کونوں پر کچھ بال چھوڑ دیے جائیں، پھر عبیداللہ سے پوچھا گیا کہ اس میں لڑکا اور لڑکی دونوں کا ایک ہی حکم ہے؟ فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ نافع نے صرف لڑکے کا لفظ کہا تھا۔ عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے عمر بن نافع سے دوبارہ اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کی کنپٹی یا گدی پر چوٹی کے بال اگر چھوڑ دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ''قزع'' یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دیے جائیں اور باقی سب منڈوائے جائیں اسی طرح سر کے اس جانب میں اور اس جانب میں۔

تشریح: بال چھوڑنے کو قزع کہتے ہیں۔

٥٩٢١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ.

(٥٩٢١) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مثنیٰ بن عبداللہ بن انس بن مالک نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا تھا۔

[راجع: ٥٩٢٠]

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

باب: عورت کا اپنے ہاتھ سے اپنے خاوند کو خوشبو لگانا

٥٩٢٢۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِيَدِي لِحُرْمِهِ وَطَيَّبْتُهُ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُفِيضَ. [راجع: ١٥٣٩] [مسلم: ٢٦٨٥، ٢٦٩٠]

(۵۹۲۲) مجھ سے احمد بن محمد مروزی نے بیان کیا کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو یحییٰ بن سعید انصاری نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے خبر دی، انہیں ان کے والد قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو آپ کے احرام میں رہنے کے لیے اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی اور میں نے اسی طرح (دسویں تاریخ کو) منیٰ میں طواف زیارت کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ کو خوشبو لگائی۔

بَابُ الطِّيبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ

باب: سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا

٥٩٢٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ. [راجع: ٢٧١] [مسلم: ٢٨٣٧، ٢٨٣٨؛ نسائي: ٢٧٠٠]

(۵۹۲۳) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابو اسحاق نے، انہیں عبدالرحمٰن بن اسود نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو سب سے عمدہ خوشبو لگایا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ خوشبو کی چمک میں آپ ﷺ کے سر اور آپ کی داڑھی میں دیکھتی تھیں۔

تشریح: نبی کریم ﷺ کو خوشبو بہت ہی محبوب تھی۔ اس لیے کہ عالم بالا سے آپ کا تعلق ہر وقت رہتا تھا خاص طور پر حضرت جبریل علیہ السلام بکثرت حاضر ہوتے رہتے تھے اس لیے آپ کا پاک صاف معطر رہنا ضروری تھا۔ (ﷺ)

بَابُ الْإِمْتِشَاطِ

باب: کنگھا کرنا

٥٩٢٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِي دَارِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَحُكُّ رَأْسَهُ بِالْمِدْرَى فَقَالَ:

(۵۹۲۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ کی دیوار کے ایک سوراخ سے گھر کے اندر دیکھا۔ نبی کریم ﷺ اس وقت اپنا سر کنگھے سے کھجلا رہے تھے، پھر

((لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ)).

[طرفاه في: ٦٢٤١، ٦٩٠١] [مسلم: ٥٦٣٨؛ ترمذي: ٢٧٠٩؛ نسائي: ٤٨٧٤]

آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو میں تمہاری آنکھ پھوڑ دیتا، ارے اذن لینا تو اس کے لیے ہے کہ آدمی کی نظر (کسی کے) ستر پر نہ پڑے۔"

تشریح: جب بغیر اجازت دیکھ لیا تو پھر اذن کی کیا ضرورت رہی۔ اس حدیث سے یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں جھانکے اور گھر والا کچھ پھینک کر اس کی آنکھ پھوڑ دے تو گھر والے کو کچھ تاوان نہ دینا ہوگا مگر یہ دور اسلامی کی باتیں ہیں انفرادی طور پر کسی کا ایسا کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔

بَابُ تَرْجِيْلِ الْحَائِضِ زَوْجَهَا

باب: حائضہ عورت اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کرسکتی ہے

٥٩٢٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ.

حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ٢٩٥]

(۵۹۲۵) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک رحمہ اللہ نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں حالت حیض کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے سر میں کنگھا کیا کرتی تھی۔

ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح یہ حدیث بیان کی۔

بَابُ التَّرَجُّلِ

باب: بالوں میں کنگھا کرنا

٥٩٢٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهِ وَوُضُوْئِهِ.

[راجع: ١٦٨]

(۵۹۲۶) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث بن سلیم نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ ہر کام میں جہاں تک ممکن ہوتا داہنی طرف سے شروع کرنے کو پسند فرماتے، کنگھا کرنے اور وضو کرنے میں بھی۔

تشریح: آپ دائیں طرف سے شروع کرتے تھے۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ

باب: مشک کا بیان اور اس کا پاک ہونا

٥٩٢٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۵۹۲۷) ہم سے عبداللہ بن محمد ہمدانی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن

هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصَّوْمَ وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَاللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ)). [راجع: ١٨٩٤]

یوسف صنعانی نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم کا ہر عمل اس کا ہے سوائے روزے کے کہ یہ میرا ہے اور میں خود اس کا بدلہ دوں گا اور روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی بڑھ کر ہے۔''

تشریح: روزہ ایسا عمل ہے کہ آدمی اس میں خالص اللہ کے ڈر سے کھانے پینے اور شہوت رانی سے باز رہتا ہے اور دوسرا کوئی آدمی اس پر مطلع نہیں ہو سکتا اس لیے اس کا ثواب بھی بڑا ہے ایسے پاک عمل کی تشبیہ مشک سے دی گئی یہی مشک کے پاک ہونے کی دلیل ہے۔ مجتہد اعظم امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ اجتہاد بالکل درست ہے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيبِ

باب: خوشبو لگانا مستحب ہے

٥٩٢٨ـ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ ﷺ عِنْدَ إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ. [راجع: ١٥٣٩] [مسلم: ٢٨٢٩، ٢٨٣٠؛ نسائي: ٢٦٨٨، ٢٦٨٩]

(٥٩٢٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے عثمان بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام کے وقت عمدہ سے عمدہ خوشبو جو مل سکتی تھی، وہ لگاتی۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيبَ

باب: خوشبو کا واپس کرنا منع ہے

٥٩٢٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ. [راجع: ٢٥٨٢] [ترمذي: ٢٧٨٩]

(٥٩٢٩) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عزرہ بن ثابت انصاری نے بیان کیا، کہا مجھ سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ (جب ان کو) خوشبو (ہدیہ کی جاتی تو) آپ وہ واپس نہیں کیا کرتے تھے اور کہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خوشبو کو واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

بَابُ الذَّرِيرَةِ

باب: ذریرہ کا بیان

تشریح: جو ایک قسم کی مرکب خوشبو ہوتی ہے۔

٥٩٣٠ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ- أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ- عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُرْوَةَ: سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ

(٥٩٣٠) ہم سے عثمان بن ہیثم نے بیان کیا یا محمد بن یحییٰ نے، انہیں عثمان بن ہیثم نے (امام بخاری رحمہ اللہ کو شک ہے) ان سے ابن جریج نے، انہوں نے کہا: مجھ کو عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے خبر دی، انہوں نے

يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ. [راجع: ١٥٣٩] [مسلم: ٢٨٢٨]

عروہ اور قاسم دونوں سے سنا، وہ دونوں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر احرام کھولنے اور احرام باندھنے کے وقت اپنے ہاتھ سے ذریرہ (ایک قسم کی مرکب) خوشبو لگائی تھی۔

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ

باب: حسن کے لیے جو عورتیں دانت کشادہ کرائیں

٥٩٣١ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ)). مَالِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾.

[الحشر: ٧] [راجع: ٤٨٨٦]

(۵۹۳۱) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ''اللہ تعالیٰ نے حسن کے لیے گودنے والیوں، گدوانے والیوں، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں پر، جو اللہ کی خلقت کو بدلیں ان سب پر لعنت بھیجی ہے'' میں بھی کیوں نہ ان لوگوں پر لعنت کروں جن پر رسول کریم ﷺ نے لعنت کی ہے اور اس کی دلیل کہ آنحضرت ﷺ کی لعنت خود قرآن مجید میں موجود ہے۔ آیت ﴿وَمَا اٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ نے اس آیت مذکورہ میں فرمایا کہ جو حکم رسول اللہ ﷺ تم کو دیں تو تم اسے تسلیم کرلو اور جس سے روکیں اس سے باز رہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ ارشادات نبوی ﷺ کو جن کا دوسرا نام حدیث ہے تسلیم کرنا فرض ہے۔ اس سے گروہ منکرین حدیث نبوی کا رد ہوا جو حدیث نبوی کا انکار کر کے قرآن کو اپنی خواہش کے مطابق بنانا چاہتے ہیں، اللہ اس گمراہ فرقے سے محفوظ رکھے۔ اس دور آزادی میں ایسے لوگوں نے کافی فتنہ برپا کیا ہوا ہے جو عامۃ المسلمین کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالتے رہتے ہیں، ان میں بعض لوگ تین وقت کی نماز بعض دو وقت کی نمازوں کے قائل ہیں اور نماز کو بھی اپنی خواہش کے مطابق غلط سلط ڈھال لیا ہے۔ ھداھم اللہ۔

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعْرِ

باب: بالوں میں وگ سے بناوٹی چٹیا لگانا اور دوسرے بال جوڑنا

٥٩٣٢ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ: أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ: أَيْنَ

(۵۹۳۲) ہم سے اسماعیل بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا مجھے امام مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف اور انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے حج کے سال میں سنا، وہ مدینہ منورہ میں منبر پر یہ فرما رہے تھے انہوں نے بالوں کی ایک چوٹی جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھی لے کر کہا: کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں

عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِﷺ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ وَيَقُوْلُ: ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ)).

[راجع: ٣٤٦٨]

نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ اس طرح بال بنانے سے منع فرمار ہے تھے اور فرمار ہے تھے کہ ''بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیے۔''

٥٩٣٣۔ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)).

(۵۹۳۳) اور ابن ابی شیبہ نے بیان کیا، ان سے یونس بن محمد نے بیان کیا، ان سے فلیح نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سر کے قدرتی بالوں میں مصنوعی بال لگانے والیوں پر اور لگوانے والیوں پر اور گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اللہ نے لعنت بھیجی ہے۔''

٥٩٣٤۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ ابْنِ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعْرُهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَصِلُوْهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)). تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ. [راجع: ٥٢٠٥]

(۵۹۳۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے حسن بن مسلم بن یناق سے سنا، وہ صفیہ بنت شیبہ سے بیان کرتے تھے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ انصار کی ایک لڑکی نے شادی کی۔ اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے، اس کے گھر والوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں مصنوعی بال لگا دیں۔ اس لیے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا: آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑانے والی دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔'' شعبہ کے ساتھ اس حدیث کو محمد بن اسحاق نے بھی ابان بن صالح سے انہوں نے حسن بن مسلم سے، انہوں نے صفیہ سے، انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

٥٩٣٥۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّيْ أَنْكَحْتُ ابْنَتِيْ ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوٰى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِيْ بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا؟

(۵۹۳۵) ہم سے احمد بن مقدام نے بیان کیا، کہا ہم سے فضیل بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور بن عبد الرحمن نے بیان کیا، کہا مجھ سے میری والدہ صفیہ بنت شیبہ نے بیان کیا، ان سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: میں نے اپنی لڑکی کی شادی کی ہے اس کے بعد وہ بیمار ہو گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے اور اس کا شوہر مجھ پر اس کے معاملہ میں زور دیتا ہے۔ کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ

فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. [طرفاه في: ٥٩٣٦، ٥٩٤١] [مسلم: ٥٥٣٢]

نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں اور جڑانے والیوں کو برا کہا۔ ان پر لعنت بھیجی۔

٥٩٣٦ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ. [راجع: ٥٩٣٥] [مسلم: ٥٥٦٥؛ نسائي: ٥١٠٩، ٥٢٦٥؛ ابن ماجه: ١٩٨٨]

(۵۹۳۶) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کی بیوی فاطمہ نے، ان سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٣٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ)). قَالَ نَافِعٌ: الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ. [أطرافه في: ٥٩٤٠، ٥٩٤٢، ٥٩٤٧] [ترمذي: ١٧٥٩]

(۵۹۳۷) ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو عبیداللہ عمری نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے مصنوعی بال جوڑنے والیوں پر، جڑوانے والیوں پر، گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔'' نافع نے کہا کہ ''گودنا'' کبھی مسوڑے پر بھی گودا جاتا ہے۔

٥٩٣٨ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ: مَا كُنْتُ أَرَى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ. [راجع: ٣٤٦٨]

(۵۹۳۸) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن مرہ نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن مسیب سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا۔ آپ نے بالوں کا ایک گچھا نکال کے کہا: یہ یہودیوں کے سوا اور کوئی نہیں کرتا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے زُور یعنی فریبی فرمایا، یعنی جو بالوں میں جوڑ لگائے تو ایسا کرنے والا مرد ہو یا عورت وہ مکار ہے جو اپنے مکر وفریب پر اس طور پر پردہ ڈالتا ہے۔

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ

باب: چہرے پر سے روئیں اکھاڑنے والیوں کا بیان

٥٩٣٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: لَعَنَ عَبْدُاللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ

(۵۹۳۹) ہم سے اسحاق بن ابراہیم بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو جریر نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ نے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خوبصورتی کے لیے گودنے والیوں، چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں اور سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی پیدا کرنے والیوں جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، ان سب پر لعنت

عَبْدُ اللَّهِ: وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَفِيْ كِتَابِ اللَّهِ قَالَتْ: وَاللَّهِ! لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهُ قَالَ: وَاللَّهِ! لَئِنْ قَرَأْتِيهِ لَقَدْ وَجَدْتِيهِ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾.

[الحشر: ٧] [راجع: ٤٨٨٦]

بھیجی، تو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا بات ہوئی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آخر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ کی لعنت موجود ہے۔ ام یعقوب نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے پورا قرآن مجید پڑھ ڈالا اور کہیں بھی ایسی کوئی آیت مجھے نہیں ملی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمہیں ضرور مل جاتا، کیا تم کو یہ آیت معلوم نہیں: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ یعنی ”اور جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے بھی تمہیں منع کریں اس سے رک جاؤ۔“

بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ

باب: جس عورت کے بالوں میں دوسرے کے بال جوڑے جائیں

٥٩٤٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. [راجع: ٥٩٣٧]

(۵۹۴۰) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ نے خبر دی، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی، گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٤١- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ ابْنَتِيْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَإِنِّيْ زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيْهِ؟ فَقَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ)). [راجع: ٥٩٣٥]

(۵۹۴۱) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، انہوں نے فاطمہ بنت منذر سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! میری لڑکی کو خسرے کا بخار ہو گیا اور اس سے اس کے بال جھڑ گئے۔ میں اس کی شادی بھی کر چکی ہوں تو کیا اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے مصنوعی بال لگانے والی اور جس کے لگائے جائیں، دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔“

تشریح: آج کل تو مصنوعی ڈاڑھیاں تک چل گئی ہیں بعض ملکوں میں امام، خطیب یہ استعمال کرتے سنے گئے ہیں ایسے لوگوں کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے جو احکام اسلام کی اس قدر تحقیر کرتے ہیں۔

٥٩٤٢- حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا صَخْرُ

(۵۹۴۲) ہم سے یوسف بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے فضل بن دکین نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے صخر بن جویریہ نے بیان کیا، ان سے

ابْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَوْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ)). يَعْنِي لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ.

[راجع: ٥٩٣٧] [مسلم: ٥٥٧٢]

نافع نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، (یا راوی نے اس طرح بیان کیا کہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''گودنے والی، گدوانے والی، مصنوعی بال جوڑنے والی اور جڑوانے والی پر۔'' یعنی نبی اکرم ﷺ نے ان سب پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٤٣- حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُوتَشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ)). مَا لِيَ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ. [راجع: ٤٨٨٦]

(۵۹۴۳) مجھ سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہیں منصور نے، انہیں ابراہیم نخعی نے، انہیں علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں پر اور چہرے کے بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے سامنے کے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، لعنت بھیجی ہے۔'' پھر میں کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی کتاب میں بھی موجود ہے۔

تشریح: یہاں بس آیت: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (۵۹/الحشر:۷) کی طرف اشارہ ہے۔

بَابُ الْوَاشِمَةِ

باب: گودنے والی کے بارے میں

٥٩٤٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ)) وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ. [راجع: ٥٧٤٠]

(۵۹۴۴) مجھ سے یحییٰ بن ابی بشیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر لگ جانا حق ہے۔'' اور آنحضرت ﷺ نے گودنے سے منع فرما۔

تشریح: جو لوگ نظر لگنے کو غلط جانتے ہیں وہ بے وقوف ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نظر میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے اثر رکھے ہیں مسمریزم کا جادو صرف نظر کے اثر سے ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے فرمایا وہی حق ہے۔

اب جس قدر فلسفہ کی ترقی ہوتی جاتی ہے اسی قدر معلوم ہوتا جاتا ہے کہ قرآن وحدیث میں جو چودہ سو برس پہلے لایا گیا تھا وہ برحق ہے کہ دیکھو اگلے حکیم یہ سمجھتے تھے کہ تارے آسمان میں گڑے ہوتے ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت: ﴿كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ﴾ (۲۱/الانبیاء:۳۳) کی تاویل کرتے تھے اب نئے فلسفہ سے معلوم ہوا کہ ان حکیموں کا خیال غلط تھا تارے کھلی فضا میں پھر رہے ہیں اسی طرح سے ﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ﴾ (۱۵/الحجر:۲۲) کا مطلب اگلے حکیم نہیں سمجھتے تھے، اب معلوم ہوا کہ ہوا میں نر درخت کا مادہ اڑ کر مادہ درخت میں جاتا ہے گویا ہوائیں مادہ درختوں کو حاملہ بناتی ہیں۔ لواقح کے یہی معنی ہیں حاملہ کرنے والیاں۔ قرآن میں شراب قلیل کثیر سب کو حرام کر دیا گیا اس کو جس فرمایا اگلے حکیم کہتے تھے تھوڑی شراب کو کیوں حرام کیا اس سے نشہ نہیں ہوتا بلکہ قوت ہوتی ہے اب یہ غلطی نکلی کیونکہ تھوڑی شراب پیتے ہی آدم کو اپنے اوپر قدرت نہیں رہتی وہ زیادہ پی لیتا

ہے اور اپنے تئیں خراب کرتا ہے۔ قرآن مجید میں چار بیویوں تک کی ضرورت کے وقت طلاق دینے کی اجازت ہوئی اب تمام ملک کے عقلا تسلیم کرتے جاتے ہیں کہ قرآن مجید میں جو حکم دیا گیا وہی قرین مصلحت ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنی اپنی قوموں میں اسی کو رواج دیں۔ وقس علی هذا (از حضرت مولانا وحید الزماں صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَابِسٍ حَدِيثَ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ مِثْلَ حَدِيثِ مَنْصُورٍ. [راجع: ٤٨٨٦]

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا میں نے عبدالرحمن بن عابس سے منصور کی حدیث ذکر کی جو وہ ابراہیم سے بیان کرتے تھے کہ ان سے علقمہ نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا تو عبدالرحمن نے کہا: میں نے بھی منصور کی حدیث کی طرح ام یعقوب سے سنا ہے وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتی تھیں۔

٥٩٤٥ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبِي فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوكِلِهِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ. [راجع: ٢٠٨٦]

(۵۹۴۶) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، انہوں نے کہا نبی کریم ﷺ نے خون اور کتے کی قیمت کھانے سے منع فرمایا اور سود لینے والے اور دینے والے، گودنے والی اور گدوانے والی (پر لعنت بھیجی)۔

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ

باب: گدوانے والی عورت کی برائی کا بیان

٥٩٤٦ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْوَشْمِ؟ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقُمْتُ فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَنَا سَمِعْتُ قَالَ: مَا سَمِعْتَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ)). [نسائي: ٥١٢١]

(۶۹۴۶) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو گدوانے کا کام کرتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور (اس وقت موجود صحابہ رضی اللہ عنہم سے) کہا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی نے کچھ نبی کریم ﷺ سے گودنے کے متعلق سنا ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کھڑے ہو کر عرض کیا: امیر المؤمنین! میں نے سنا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا سنا؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ”گدوانے کا کام نہ کرو اور نہ گدواؤ۔“

٥٩٤٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

(۵۹۴۷) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ نے خبر دی، کہا: مجھے خبر دی نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. [راجع: ٥٩٣٧] [مسلم: ٥٥٧١؛ ابوداود: ١٦٨ ترمذي: ٢٧٨٣م؛ نسائي: ٥١١١، ٥٢٦٤]

بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مصنوعی بال لگانے والی اور لگوانے والی گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت بھیجی ہے۔

٥٩٤٨ـ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: ((لَعَنَ اللَّهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَوَشِّمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللَّهِ)). مَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللَّهِ. [راجع: ٤٨٨٦]

(۵۹۴۸) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے منصور نے، ان سے ابراہیم نے، ان سے علقمہ نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ "گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر، بال اکھاڑنے والیوں پر اور خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والیوں پر جو اللہ کی پیدائش میں تبدیلی کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے لعنت بھیجی ہے۔" پھر میں بھی کیوں نہ ان پر لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے اور وہ کتاب اللہ میں بھی موجود ہے۔

تشریح: آیت مبارکہ: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ (۵۹/الحشر: ۷) کی طرف اشارہ ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ تم کو حکم فرمائیں اسے بجالاؤ اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ اس کے تحت اجمالی طور پر سارے اوامر ونواہی داخل ہیں آج کا فیشن جو مردوں اور عورتوں نے اپنایا ہے جو عریانیت کا مرقع ہے وہ سب اس لعنت کے تحت داخل ہے۔

سند میں مذکور علقمہ بن وقاص لیثی ہیں جو نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے اور غزوۂ خندق میں شریک ہوئے عبدالملک بن مروان کے عہد میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

کتاب اللہ میں مذکور ہونے سے وہ آیت مراد ہے جس میں ہے: ﴿وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾ یعنی رسول کریم ﷺ جو ہدایت تم کو دیں اسے قبول کرلو اور جن کاموں سے آپ منع فرمائیں ان سے رک جاؤ۔ اس میں جملہ اوامر ونواہی داخل ہیں حدیث میں مذکورہ نواہی بھی اسی آیت کے ذیل میں ہیں۔

بَابُ التَّصَاوِيرِ

باب: تصویریں بنانے کے بیان میں

٥٩٤٩ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيرُ)). وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي

(۵۹۴۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مورتیں ہوں۔" اور لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید نے، ان سے ابن شہاب نے کہا: مجھے عبیداللہ بن عبداللہ

عُبَيْدُاللهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ. [راجع:٣٢٢٥]

بن عتبہ نے خبر دی، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی ہے۔

تشریح: بعض نے کہا فرشتوں سے حضرت جبریل وحضرت میکائیل علیہما السلام مراد ہیں مگر اس صورت میں یہ امر خاص ہوگا نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ سے کیونکہ آپ کی وفات پر وحی اترنا موقوف ہوگیا اور ان فرشتوں کا آنا بھی۔ وہ فرشتے مراد نہیں ہیں جو ہر آدمی پر معین ہیں یا جو فرشتے مامور بکار حکم الٰہی سے بھیجے جاتے ہیں۔ مورت سے مراد جاندار کی مورت ہے۔ ایک نیچری صاحب نے مجھ سے اعتراض کیا کہ جب کتا رکھنے سے فرشتے پاس نہیں آتے تو ایک کتا ہمیشہ اپنے پاس رکھیں گے تاکہ موت کا فرشتہ ہمارے پاس آہی نہ سکے۔ میں نے ان کو جواب دیا اگر تم ایسا ہی کروگے تو تمہاری جان نکالنے کے لیے وہ فرشتہ آئے گا جو کتوں کی جان نکالتا ہے، اس پر وہ لاجواب ہوگئے۔ لیث بن سعد کی روایت کو ابونعیم نے مستخرج میں وصل کیا ہے۔

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب: تصویریں بنانے والوں پر قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب ہوگا

٥٩٥٠۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَأَى فِيْ صُفَّتِهِ تَمَاثِيْلَ فَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللهِ الْمُصَوِّرُوْنَ)).

[مسلم: ٥٥٣٧؛ نسائي: ٥٣٧٩]

(٥٩٥٠) ہم سے حمیدی عبداللہ بن زبیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا اور ان سے مسلم بن صبیح نے بیان کیا کہ ہم مسروق بن اجدع کے ساتھ یسار بن نمیر کے گھر میں تھے۔ مسروق نے ان کے گھر کے سائبان میں تصویریں دیکھیں تو کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کے پاس قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہوگا۔“

٥٩٥١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ)). [طرفه في: ٧٥٥٨]

(٥٩٥١) ہم سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ یہ مورتیں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جسے تم نے بنایا ہے اب اس میں جان بھی ڈالو۔“

تشریح: مراد وہ مورتیں ہیں جو پوجنے کے لیے بنائی جائیں ایسی مورتیں بنانے والے تو کافر ہیں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اگر پوجنے کے لیے نہ بنائیں تب بھی جاندار کی مورت بنانا کبیرہ گناہ ہے، اس کو سخت عذاب ہوگا بے جان اشیاء کی تصویر بنانا حرام نہیں ہے مگر جاندار کا فوٹو کھینچنا بھی ناجائز ہے۔

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ

باب: مورتوں کو توڑنے کا بیان

٥٩٥٢۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ.

[ابو داود: ٤١٥١]

(٥٩٥٢) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، ان سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے عمران بن حطان نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے گھر میں جب بھی کوئی چیز ایسی ملتی جس پر صلیب کی مورت بنی ہو تو (جیسے نصاریٰ رکھتے ہیں) تو اسے توڑ ڈالتے۔

تشریح: حالانکہ صلیب جاندار چیز نہیں ہے مگر نصاریٰ خصوصاً رومن کیتھولک صلیب کی پرستش کرتے ہیں۔ اس لیے نبی کریم ﷺ اس کو جہاں پاتے توڑ ڈالتے، اللہ کے سوا جو چیز پوجی جائے اس کا یہی حکم ہے، اس کو توڑ پھوڑ کر برابر کر دینا چاہیے تاکہ دنیا میں شرک نہ پھیلے۔ صلیب پر تعزیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے۔ صلیب تو ایک پیغمبر کے واقعہ کی تصویر ہے اور تعزیہ میں تو یہ بات بھی نہیں ہے وہ صرف ایک مقبرہ کی مثل ہوتی ہے لیکن عوام اس کی پرستش کرتے ہیں، اس کے سامنے جھکتے ہیں، اس پر نذر و نیاز چڑھاتے ہیں، اسی طرح سدے علم وغیرہ ان سب کا توڑ پھینکنا ضروری ہے۔ اسلامی شریعت میں اللہ کے سوا کسی کی پوجا جائز نہیں ہے۔ جن بزرگوں اور اولیا کی قبور مثل مساجد بنا کر پرستش گاہ بنی ہوئی ہیں ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو بلند قبر دیکھیں اس کو برابر کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں ابو ہیاج اسدی کو بھی یہی حکم دیا تھا۔

٥٩٥٣۔ حَدَّثَنَا مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِينَةِ فَرَآهَا أَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً)). ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

[طرفه في: ٧٥٥٩] [مسلم: ٥٥٤٣، ٥٥٤٤]

(٥٩٥٣) ہم نے موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے، کہا ہم سے عمارہ نے، کہا ہم سے ابو زرعہ نے، کہا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''(اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کرے، ایک چیونٹی پیدا کرے۔'' پھر انہوں نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے۔ جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا: ابو ہریرہ! کیا (بغل تک دھونے کے بارے میں) تم نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے جہاں تک زیور پہنا جا سکتا ہے وہاں تک دھویا ہے۔

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گویا اس حدیث سے یہ استنباط کیا جس میں یہ ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ سفید پیشانی، سفید ہاتھ پاؤں وضو کی وجہ سے اٹھیں گے تو جہاں تک وضو میں اعضا زیادہ دھوئے جائیں گے وہیں تک سفیدی پہنچے گی یا اس آیت سے استنباط کیا: ﴿يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ﴾ (١٨/ الكهف: ٣١) یعنی جنت میں اہل جنت کو سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمن بن صخر ہے۔ غزوۂ خیبر کے سال اسلام لائے، خدمت نبوی ﷺ میں ہر وقت حاضر رہتے۔ مدینہ میں سنہ ٥٩ھ بعمر ٧٨ سال وفات پائی۔ ٥٣٧٤ احادیث نبوی ﷺ کے حافظ تھے۔

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيرِ

باب: اگر مورتیں پاؤں کے تلے روندی جائیں تو ان کے رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے

٥٩٥٤۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ ـوَمَا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ۔ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِيْ عَلٰى سَهْوَةٍ لِيْ فِيهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هَتَكَهُ وَقَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ)). قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ. [راجع: ٢٤٧٩] [مسلم: ٥٥٢٨؛ نسائي: ٥٣٧١]

(۵۹۵۴) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا میں نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے سنا، ان دنوں مدینہ منورہ میں ان سے بڑھ کر عالم فاضل نیک کوئی آدمی نہیں تھا، انہوں نے بیان کیا میں نے اپنے والد (قاسم بن ابی بکر) سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول کریم ﷺ سفر (غزوۂ تبوک) سے تشریف لائے تو میں نے اپنے گھر کے سائبان پر ایک پردہ لٹکا دیا تھا، اس پر تصویریں تھیں جب آپ نے دیکھا تو اسے کھینچ کے پھینک دیا اور فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب میں وہ لوگ گرفتار ہوں گے جو اللہ کی مخلوق کی طرح خود بھی بناتے ہیں۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے پھاڑ کر اس پردہ کی ایک یا دو توشک بنالیں۔

تشریح: یا ایک یا دو تکیے بنالئے دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ان پر بیٹھا کرتے تھے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ان پر آرام فرمایا کرتے تھے، باب کا مطلب اسی سے ظاہر ہے۔ حضرت علی بن عبداللہ مدینی امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد محترم حافظ حدیث ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے سچ کہا کہ ان کی پیدائش ہی خدمت حدیث کے لیے ہوئی تھی۔ ذی قعدہ سنہ ۲۳۲ھ میں بعمر سنہ ۷۳ سال انتقال فرمایا۔ (رحمہ اللہ)

٥٩٥٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوْكًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ. [راجع: ٢٤٧٩]

(۵۹۵۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن داؤد نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ سفر سے آئے اور میں نے پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، آنحضرت ﷺ نے مجھے اس کے اتار لینے کا حکم دیا تو میں نے اسے اتار لیا۔

٥٩٥٦۔ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ. [راجع: ٢٥٠]

(۵۹۵۶) میں (عائشہ) اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن میں غسل جنابت کیا کرتے تھے۔

تشریح: اللہ پاک نے میاں بیوی کے متعلق فرمایا: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (۲/البقرۃ:۱۸۷) وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو جب عورت مرد کے اختلاط کی کیفیت یہ ہے تو میاں بیوی کے ایک برتن سے مل کر غسل کر لینا کون سی تعجب کی بات ہے۔

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوَرِ

باب: اس شخص کی دلیل جس نے توشک اور تکیہ اور فرش پر جس پر تصویریں بنی ہوئی ہوں بیٹھنا مکروہ

رکھا ہے

تشریح: بظاہر باب کی حدیث اگلی حدیث کے مخالف ہے اور ممکن ہے کہ اگلی حدیث میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ کر گدا بنا ڈالا تو تصویریں بھی پھٹ گئی ہوں گی۔ اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھتے ہوں۔ آپ نے انکار نہ فرمایا ہو۔

٥٩٥٧ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ: أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ قَالَ: ((مَا هَذِهِ النُّمْرُقَةُ؟)) قُلْتُ: لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ الصُّوَرُ)). [راجع: ٢١٠٥]

(٥٩٥٧) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس پر تصویریں تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اسے دیکھ کر) دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے جو غلطی کی ہے اس سے میں اللہ سے معافی چاہتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ گدا کس لیے ہے؟" میں نے کہا آپ کے بیٹھنے اور اس پر ٹیک لگانے کے لیے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان مورت کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا اسے زندہ بھی کر کے دکھاؤ اور فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں مورت ہو۔"

٥٩٥٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّهُ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ)). قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُورٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللَّهِ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُاللَّهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلَّا رَقْمٌ فِي ثَوْبٍ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو حَدَّثَهُ بُكَيْرٌ حَدَّثَهُ بُسْرٌ حَدَّثَهُ أَبُو طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ٣٢٢٥]

(٥٩٥٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے بکیر بن عبداللہ نے، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔" بسر نے بیان کیا کہ (اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد) پھر زید رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو ہم ان کی مزاج پرسی کے لیے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازے پر ایک پردہ پڑا ہوا ہے جس پر تصویر ہے۔ میں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے ربیب عبداللہ بن اسود سے کہا: کیا زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے ایک مرتبہ تصویروں کے متعلق حدیث سنائی تھی۔ عبیداللہ نے کہا کیا تم نے سنا نہیں تھا، حدیث بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو مورت کپڑے میں ہو وہ جائز ہے (بشرطیکہ غیر ذی روح کی ہو) اور عبداللہ بن وہب نے کہا: انہیں عمرو نے خبر دی (وہ ابن حارث ہیں)، ان سے بکیر نے بیان کیا، ان سے بسر

نے بیان کیا، (ان سے زید نے بیان کیا)، ان سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا (جیسا کہ اوپر مذکور ہوا)۔

تشریح: عبداللہ بن وہب کی روایت باب بدء الخلق میں موصولاً گزر چکی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا احادیث میں جمع کرنا ضروری ہے اس لیے اس حدیث میں جس میں ((الا رقما فی ثوب)) ہے یہ معنی کریں گے کہ کپڑے کی وہ نقشی تصویریں جائز ہیں جو غیر ذی روح کی ہوں جیسے درخت وغیرہ بلکہ ذی روح کی تصویر تو مطلقاً جائز ہے خواہ کپڑے یا کاغذ میں منقوش ہو یا مجسم ہو پھر خاص نقش کا استثنا اس کا کوئی معنی نہ ہوگا۔ ابن عربی نے کہا مجسم تصویر ذی روح کی تو بالاتفاق حرام ہے اور نقشی تصویر اور عکسی فوٹو کی تصاویر میں چار قول ہیں ایک یہ کہ مطلقاً جائز ہے دوسرے یہ کہ مطلقاً منع ہے اور ذی روح تصویروں کے لیے وہ جس طرح بھی تیار کی جائیں یہی قول راجح ہے۔ تیسرا قول یہ کہ اگر گردن تک کی ہو یا اتنے بدن کی جس سے وہ ذی روح جی نہیں سکتا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ چوتھے یہ کہ اگر فرش یا تکیہ پر ہو جس میں اس کی اہانت ہوتی ہے تو جائز ہے اور اگر معلق ہو (جیسے کہ آج کل فوٹو بطور برکت وحسن لٹکائے جاتے ہیں) تو یہ ہرگز جائز نہیں ہے لیکن لڑکیاں جو گڑیا بنا کر کھیلتی ہیں وہ بالاتفاق درست ہیں۔ (وحیدی)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيرِ

باب: جہاں تصویر ہو وہاں نماز پڑھنی مکروہ ہے

٥٩٥٩ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا يَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي)). [راجع: ٣٧٤]

(٥٩٥٩) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن صہیب نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا۔ اسے انہوں نے گھر کے ایک کنارے پر لٹکا دیا تھا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ پردہ نکال ڈال، اس کی مورت اس نماز میں میرے سامنے آتی ہے اور دل اچاٹ ہوتا ہے۔''

بَابٌ: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

باب: فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں مورتیں ہوں

٥٩٦٠ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَعَدَ النَّبِيَّ ﷺ جِبْرِيلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ: إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ. قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ

(٥٩٦٠) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے، کہا مجھ سے عمر بن محمد نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد (ابن عمر رضی اللہ عنہما نے) نے بیان کیا کہ ایک وقت پر جبرئیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں آنے کا وعدہ کیا لیکن آنے میں دیر ہوئی۔ وقت پر نہیں آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشان ہوئے، پھر آپ باہر نکلے تو جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے کہا: ہم (فرشتے) کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جس میں مورت

ابْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ. [راجع: ٣٢٢٧] یا کتا ہو۔

تشریح: دوسری روایت میں یوں ہے جب وقت گزر گیا اور حضرت جبریل علیہ السلام نہ آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا وعدہ خلاف نہیں ہو سکتا نہ اس کے فرشتوں کا، پھر دیکھا تو چارپائی کے تلے ایک کتے کا پلا پڑا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! یہ پلا کب آیا انہوں نے کہا کہ مجھ کو اللہ کی قسم خبر نہیں آخر اسے وہاں سے نکالا۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ

باب: جس گھر میں مورتیں ہوں وہاں نہ جانا

٥٩٦١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِي وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ وَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ قَالَ: ((مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟)) قَالَتِ: اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ)) وَقَالَ: ((إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ)). [راجع: ٢١٠٥]

(۵۹۶۱) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان سے نافع نے، ان سے قاسم بن محمد نے اور انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں مورتیں تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ دروازے پر کھڑے ہو گئے اور اندر نہیں آئے۔ میں آپ کے چہرے سے ناراضی پہچان گئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ سے اس کے رسول کے سامنے توبہ کرتی ہوں، میں نے کیا غلطی کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ گدا کیسا ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں نے ہی اسے خریدا ہے تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان مورتوں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے اب ان میں جان بھی ڈالو''۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس گھر میں مورت ہوتی ہے اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں داخل ہوتے۔''

تشریح: باب اور حدیث میں مطابقت ظاہر ہے کہ جاندار چیزوں کی مورتوں والے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔ بظاہر یہ اس حدیث کے خلاف ہے جس میں یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں ایک پردہ لٹکایا تھا اس میں مورتیں تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر نماز پڑھ رہے تھے اور تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ شاید پردہ پر بے جان چیزوں کی مورتیں ہوں اور باب کی حدیث کا تعلق جاندار کی مورتوں سے ہے۔

بَابُ مَنْ لَعَنَ الْمُصَوِّرَ

باب: مورت بنانے والے پر لعنت ہونا

٥٩٦٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِيِّ وَلَعَنَ

(۵۹۶۲) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عون بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد (وہب بن عبداللہ) نے کہ انہوں نے ایک غلام خریدا جو پچھنا لگاتا تھا، پھر فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون نکالنے کی اجرت، کتے کی

آكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ. [راجع: ٢٠٨٦]

قیمت اور رنڈی کی کمائی کھانے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے سود لینے والے، دینے والے، گودنے والی، گدوانے والی اور مورت بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔

بَابٌ

باب

٥٩٦٣ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ يَسْأَلُونَهُ وَلَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ حَتَّى سُئِلَ فَقَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدًا ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ)). [راجع: ٢٢٢٥]

(۵۹۶۳) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی عروبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے نضر بن انس سے سنا، وہ قتادہ سے بیان کرتے تھے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا لوگ ان سے مختلف مسائل پوچھ رہے تھے۔ جب تک ان سے خاص طور سے پوچھا نہ جاتا وہ نبی کریم ﷺ کا حوالہ نہیں دیتے تھے، پھر انہوں نے کہا: میں نے حضرت محمد ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دنیا میں مورت بنائے گا قیامت کے دن اس پر زور ڈالا جائے گا کہ اسے وہ زندہ بھی کرے، حالانکہ وہ اسے زندہ نہیں کر سکتا۔''

بَابُ الْإِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب: جانور پر کسی کو اپنے پیچھے بٹھالینا

٥٩٦٤ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَاءَهُ.

[راجع: ٢٩٨٧]

(۵۹۶۴) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوصفوان نے بیان کیا، ان سے یونس بن یزید ایلی نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کی بنی ہوئی کملی پڑی ہوئی تھی آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو اسی پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔

تشریح: اس میں اشارہ ہے کہ جب آدمی اپنی سواری پر بیٹھے تو گویا وہ سواری کا لباس بن جاتا ہے۔ اگر جانور طاقتور ہو تو دو یا تین تک ایک جانور پر سواری کر سکتے ہیں مگر کمزور پر نہیں۔

بَابُ الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ

باب: ایک جانور پر تین آدمیوں کا سوار ہونا

٥٩٦٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَتْهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ

(۵۹۶۵) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد حذاء نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے (فتح مکہ کے موقع پر) تو بنی عبدالمطلب کی اولاد نے (جو مکہ

يَدَيْهِ وَالآخرَ خَلْفَهُ. [راجع: ١٧٩٨]

میں تھی) آپ کا استقبال کیا۔ (یہ سب بچے ہی تھے) آپ نے از راہ محبت ایک بچے کو اپنے سامنے اور ایک کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

تشریح: اس وقت آپ اونٹ پر سوار تھے جس حدیث میں تین آدمیوں کا ایک سواری پر بیٹھنا منع آیا ہے وہ حدیث ضعیف ہے یا محمول ہے اس حالت پر جب جانور کمزور و ناتواں ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب جانور طاقت والا ہو تو اکثر علما کے نزدیک اس پر تین آدمیوں کا سوار ہونا درست ہے جن دو بچوں کو آپ نے سواری پر بٹھایا تھا وہ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے فضل اور قثم تھے۔

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ

باب: جانور کے مالک کا دوسرے کو سواری پر اپنے آگے بٹھانا جائز ہے

وَقَالَ بَعْضُهُمْ: صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

بعض نے کہا ہے کہ جانور کے مالک کو جانور پر آگے بیٹھنے کا زیادہ حق ہے۔ البتہ اگر وہ کسی دوسرے کو (آگے بیٹھنے کی) اجازت دے تو جائز ہے۔

٥٩٦٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ذُكِرَ الأَشَرُّ الثَّلَاثَةُ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَتَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ. أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ أَخْيَرُ؟ [راجع: ١٧٩٨]

(٥٩٦٦) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے کہ عکرمہ کے سامنے یہ ذکر آیا کہ تین آدمی جو ایک جانور پر چڑھیں ان میں کون بہت برا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ قثم بن عباس کو اپنی سواری پر آگے اور فضل بن عباس کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے۔ یا قثم پیچھے تھے اور فضل آگے تھے (رضی اللہ عنہم) اب تم ان میں سے کسے برا کہو گے اور کسے اچھا۔

تشریح: یہ کہنا کہ آگے والا برا ہے یا بیچ والا یا پیچھے والا یہ سب غلط ہے۔ ایک سواری پر تین آدمیوں کو ایک ساتھ بٹھانے کی ممانعت صرف اس وجہ سے ہے کہ جانور پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ہو۔ اب یہ حالات پر موقوف ہے کہ کس جانور پر کتنے آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ اگر کوئی جانور ایک شخص کا بھی بوجھ نہیں اٹھا سکتا تو ایک کا بیٹھنا بھی اس پر منع ہے۔

بَابُ [إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ]

باب: ایک مرد دوسرے مرد کے پیچھے ایک سواری پر بیٹھ سکتا ہے

٥٩٦٧ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: بَيْنَا أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللَّهِ

(٥٩٦٧) ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ان سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے سوا اور کوئی چیز حائل

وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: ((يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ؟)) قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

[راجع: ٢٨٥٦] [مسلم: ١٤٣]

نہیں تھی۔ اس حالت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یا معاذ!'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حاضر ہوں، آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''یا معاذ!'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! حاضر ہوں آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے اس کے بعد فرمایا: ''یا معاذ!'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں، یا رسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے اللہ کے اپنے بندوں پر کیا حق ہیں؟'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے بندوں پر حق یہ ہیں کہ بندے خالص اس کی ہی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔'' پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر چلتے رہے۔ اس کے بعد فرمایا: ''اے معاذ بن جبل!'' میں نے عرض کیا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ کی اطاعت کے لیے تیار ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب کہ وہ یہ کام کر لیں۔'' میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''پھر بندوں کا اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں عذاب نہ کرے۔''

تشریح: حق سے سنت اللہ مراد ہے یعنی اللہ نے یہی قانون بنا دیا ہے کہ اہل توحید بخشے جائیں خواہ جلد یا بدیر اور اہل شرک داخل جہنم کیے جائیں اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ جلتے رہیں۔ اس لیے مشرکین پر جنت قطعاً حرام کر دی گئی ہے کتنے نام نہاد مسلمان بھی افعال شرکیہ میں گرفتار ہیں وہ بھی اسی قانون کے تحت ہوں گے۔

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ

باب: جانور پر عورت کا مرد کے پیچھے بیٹھنا جائز ہے

٥٩٦٨۔ حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّي لَرَدِيفُ أَبِي طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيرُ وَبَعْضُ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَدِيفُ

(٥٩٦٨) ہم سے حسن بن محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے یحییٰ بن ابی اسحاق نے خبر دی، کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر سے واپس آ رہے تھے اور میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور وہ چل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے حضرت صفیہ آپ کی سواری پر آپ کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ: الْمَرْأَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّهَا أُمُّكُمْ)) فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)). [راجع: ۳۷۱]

پیچھے تھیں کہ اچانک اونٹنی نے ٹھوکر کھائی، میں نے کہا: عورت کی خبر گیری کرو پھر میں اتر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تمہاری ماں ہیں۔'' پھر میں نے کجاوہ مضبوط باندھا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوگئے، پھر جب مدینہ منورہ کے قریب ہوئے یا (راوی نے بیان کیا کہ) مدینہ منورہ دیکھا تو فرمایا: ''ہم واپس ہونے والے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کرنے ہیں، اسی کی عبادت کرنے والے ہیں، اپنے مالک کی تعریف کرنے والے ہیں۔''

بَابُ الْإِسْتِلْقَاءِ وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْأُخْرَى

باب: چت لیٹ کر ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر رکھنا

تشریح: بعض نے اسے مکروہ سمجھا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر ان کا رد کیا ہے۔ اور مخالفت کی حدیث جو صحیح مسلم میں ہے، وہ منسوخ ہے۔

۵۹۶۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ ﷺ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. [راجع: ۴۷۵]

(۵۹۶۹) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عباد بن تمیم نے، ان سے ان کے چچا (عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ) نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں (چت) لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپ ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر اٹھا کر رکھے ہوئے تھے۔

تشریح: لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت اور آداب کے طریقے مراد ہیں۔

بَابُ [الْبِرِّ وَالصِّلَةِ]

باب: احسان اور رشتہ ناطہ پروری کی فضیلت

قَوْلِهِ: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾. [العنكبوت: ٨]

اور اللہ پاک نے (سورۂ لقمان اور احقاف وغیرہ) میں فرمایا: ''کہ ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔''

تشریح: قرآن مجید کی ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں عبادت الٰہی کے ساتھ والدین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے بعد بندوں میں سب سے بڑا حق والدین کا ہے جنت کو والدین کے قدموں کے تلے بتایا گیا ہے اور والدین کو ستانا، ان کی نافرمانی کرنا، ان کی خدمت سے جی چرانا گناہ کبیرہ ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اپنے وصیت نامے میں جو آپ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا اور خاص طور پر حکم دیا تھا کہ ''ولا تعقن والديك وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك.'' اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تم کو تمہارے اہل وعیال سے یا تمہارے مال سے تم کو جدا کردیں۔

٥٩٧٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَيْزَارٍ، أَخْبَرَنِي قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هَذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ؟ قَالَ: ((الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((بِرُّ الْوَالِدَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: ((الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ)) قَالَ: حَدَّثَنِي بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِي. [راجع: ٥٢٧]

(٥٩٧٠) ہم سے ابو ولید ہشام نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے ولید بن عیزار نے خبر دی، کہا میں نے ابو عمرو شیبانی سے سنا، کہا ہمیں اس گھر والے نے خبر دی اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وقت پر نماز پڑھنا۔'' پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔'' پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: ''اللہ کے راستے میں جہاد کرنا۔'' عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ سے ان کاموں کے متعلق بیان کیا اور اگر میں اسی طرح سوال کرتا رہتا تو آپ جواب دیتے رہتے۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ

باب: رشتہ والوں میں اچھے سلوک کا سب سے

الصُّحْبَةِ

زیادہ حق دار کون ہے؟

٥٩٧١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي؟ قَالَ: ((أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمُّكَ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أَبُوكَ)) وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ: وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ مِثْلَهُ. [مسلم: ٦٥٠٠، ٦٥٠١، ٦٥٠٢؛ ابن ماجه: ٢٧٠٦]

(۵۹۷۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے عمارہ بن قعقاع بن شبرمہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا: ”تمہاری ماں ہے۔“ پوچھا: اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا: ”تمہاری ماں ہے۔“ انہوں نے پھر پوچھا: اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری ماں ہے۔“ انہوں نے پوچھا: اس کے بعد کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”پھر تمہارا باپ ہے۔“ ابن شبرمہ اور یحییٰ بن ایوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوزرعہ نے اسی کے مطابق بیان کیا۔

تشریح: معلوم ہوا کہ ماں کا درجہ باپ سے تین حصہ زیادہ ہے کیونکہ صنف نازک ہے، اسے اپنے جوان بیٹے کا بڑا سہارا ہے لہٰذا وہ بہت ہی بڑا حق رکھتی ہے۔

بَابٌ: لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

باب: والدین کی اجازت کے بغیر کسی کو جہاد کے لیے نہ جانا چاہیے

٥٩٧٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي ثَابِتٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ ﷺ أُجَاهِدُ قَالَ: ((لَكَ أَبَوَانِ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)). [راجع: ٣٠٠٤]

(۵۹۷۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے سفیان اور شعبہ نے بیان کیا کہ ہم سے حبیب بن ابی ثابت نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا اور ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، انہیں حبیب نے، انہیں ابوعباس نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: کیا میں بھی جہاد میں شریک ہو جاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ”تمہارے ماں باپ موجود ہیں؟“ انہوں نے کہا کہ ہاں موجود ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”پھر انہی میں جہاد کرو۔“

تشریح: یعنی انہیں کی خدمت میں کوشش کرتے رہو تم کو اس سے جہاد کا ثواب ملے گا۔ مراد وہی جہاد ہے جو فرض کفایہ ہے کیونکہ فرض کفایہ دوسرے لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا مگر اس کے ماں باپ کی خدمت اس کے سوا کون کرے گا۔ اگر جہاد فرض عین ہو جائے تو اس وقت والدین کی اجازت ضروری نہیں ہے۔

بَابٌ: لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

باب: کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی گلوچ نہ دے

تشریح: یعنی گالی نہ دلوائے کہ وہ کسی کے ماں باپ کو گالی دے اور اس کے جواب میں اپنے ماں باپ کو گالی سنے۔

٥٩٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)). قِيلَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ)). [مسلم: ٢٦٣، ٢٦٤؛ ابوداود: ٥١٣١؛ ترمذي: ١٩٠٢]

(۵۹۷۳) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے حمید بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔'' پوچھا گیا: یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو برا بھلا کہے گا اور وہ دوسرے کی ماں کو برا بھلا کہے گا تو وہ اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔''

تشریح: بدنہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

باب: جس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کیا اس کی دعا قبول ہوتی ہے

٥٩٧٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ

(۵۹۷۴) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے بیان کیا، کہا مجھے نافع نے خبر دی، انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے انہیں آلیا اور انہوں نے مڑ کر پہاڑ کی غار میں پناہ لی، اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور اس کا منہ بند ہو گیا۔ اب بعض نے بعض سے کہا کہ تم نے جو نیک کام کیے ہیں ان میں ایسے کام کو دھیان میں لاؤ جو تم نے خالص اللہ کے لیے کیا ہو، تا کہ اللہ سے اس کے ذریعہ دعا کرو ممکن ہے وہ غار کو کھول دے۔ اس پر ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک دن

فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي وَإِنَّهُ نَأَى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبُهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ لَهُمْ حَتَّى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ . وَقَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي ابْنَةُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ فَلَقِيتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللَّهِ! اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً .وَقَالَ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِي فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي وَأَعْطِنِي حَقِّي فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا فَقَالَ: اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَهْزَأْ بِي فَقُلْتُ: إِنِّي لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ

چارے کی تلاش نے مجھے بہت دور لے جا ڈالا، چنانچہ میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا، پھر میں دوھا ہوا دودھ لے کر آیا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا میں یہ گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ انہیں سونے میں جگاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے صرف تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے (دعا قبول کی اور) ان کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، ایسی شدید محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کر سکتا ہے۔ میں نے اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لایا، پھر اس کے پاس انہیں لے کر گیا، پھر جب میں اس کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کو مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا سے باز رہا) پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی (چٹان کو ہٹا کر) پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہو گئی۔ تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق چاول کی مزدوری پر رکھا اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے اس بچے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور اس کا چرواہا کر لیا (پھر جب وہ آیا تو) میں نے اس سے کہا یہ گائے اور چرواہا لے جاؤ۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا۔ اس گائے اور چرواہے کو لے جاؤ۔

وَرَاعِيهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللَّهُ عَنْهُمْ)). [راجع: ٢٢١٥]

چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔ پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو (چٹان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں) جو رکاوٹ باقی رہ گئی ہے اسے بھی کھول دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی جس سے وہ باہر آ گئے۔

تشریح: اس حدیث سے نیک کاموں کو بوقت دعا بطور وسیلہ پیش کرنا جائز ثابت ہوا۔ آیت: ﴿وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ (۵/ المائدۃ: ۳۵) کا یہی مطلب ہے نیک لوگوں کا وسیلہ یہ ہے کہ وہ زندہ ہوں تو ان سے دعا کرائی جائے، مردوں کا وسیلہ بالکل بے ثبوت چیز ہے جس سے پرہیز کرنا فرض ہے۔

بَابٌ: عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

باب: والدین کی نافرمانی بہت ہی بڑے گناہوں میں سے ہے

قَالَهُ ابْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٥٩٧٥ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ)). [راجع: ٨٤٤]

(۵۹۷۵) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے مسیب نے، ان سے ورّاد نے اور ان سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے تم پر ماں کی نافرمانی حرام قرار دی ہے اور (والدین کے حقوق) نہ دینا اور ناحق ان سے مطالبات کرنا بھی حرام قرار دیا ہے، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا (بھی حرام قرار دیا ہے) اور قیل وقال (فضول باتیں) کثرتِ سوال اور مال کی بربادی کو بھی ناپسند کیا ہے۔''

٥٩٧٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قُلْنَا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ)) مَرَّتَيْنِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا حَتَّى قُلْتُ: لَا يَسْكُتُ. [راجع: ٢٦٥٤]

(۵۹۷۶) مجھ سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد واسطی نے بیان کیا، ان سے جریری نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟'' ہم نے عرض کیا: ضرور بتائیں یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔'' آنحضرت ﷺ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں) آگاہ ہو جاؤ! جھوٹی بات بھی اور جھوٹی گواہی بھی۔'' آنحضرت ﷺ اسے مسلسل دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے سوچا کہ آپ ﷺ خاموش نہیں ہوں گے۔

٥٩٧٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْكَبَائِرَ- أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ- فَقَالَ: ((الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)) . فَقَالَ: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ)) قَالَ: ((قَوْلُ الزُّورِ)) أَوْ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ)) قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ: ((شَهَادَةُ الزُّورِ)). [راجع: ٢٦٥٣]

(۵۹۷۷) مجھ سے محمد بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، انہوں نے کہا: ہم سے شعبہ نے بیان کیا، انہوں نے کہا: مجھ سے عبیداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبائر کا ذکر کیا یا (انہوں نے کہا کہ) آپ ﷺ سے کبائر کے متعلق پوچھا گیا: تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کی (ناحق) جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا۔'' پھر فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتادوں؟'' فرمایا: ''جھوٹی بات۔'' یا فرمایا: ''جھوٹی شہادت۔'' (سب سے بڑا گناہ ہے) شعبہ نے بیان کیا کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ''جھوٹی گواہی'' فرمایا تھا۔

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

باب: والد کافر یا مشرک ہو تب بھی اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا

٥٩٧٨۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، قَالَ: أَخْبَرَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ آصِلُهَا قَالَ: ((نَعَمْ)). قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى فِيهَا: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾. [راجع: ٢٦٢٠]

(۵۹۷۸) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ میری والدہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میرے پاس آئیں، وہ اسلام سے منکر تھیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: ''کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں!'' اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ﴾ یعنی ''اللہ پاک تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے ہمارے دین کے متعلق کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کرتے۔''

تشریح: یہ قرآن پاک کی وہ زبردست آیت کریمہ ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو جوڑتی ہے اور باہمی جھگڑوں کو کالعدم قرار دیتی ہے۔ مسلمانوں کی جنگ جارحانہ نہیں بلکہ صرف مدافعانہ ہوتی ہے۔ صاف ارشاد باری ہے: ﴿وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا﴾ (۸/ الانفال: ۶۱) اگر تمہارے مخالفین تم سے بجائے جنگ کے صلح کے خواہاں ہوں تو تم بھی فوراً صلح کے لیے جھک جاؤ کیونکہ اللہ کے ہاں جنگ بہر حال ناپسند ہے۔

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا

باب: اگر خاوند والی مسلمان عورت اپنی کافر ماں

زَوْجٌ

کے ساتھ نیک سلوک کرے

٥٩٧٩۔ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ ﷺ مَعَ أَبِيهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ؟ قَالَ: ((نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ)). [راجع: ٢٦٢٠]

(۵۹۷۹) اور لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے ہشام نے بیان کیا، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میری والدہ مشرکہ تھیں وہ نبی کریم ﷺ کے قریش کے ساتھ صلح کے زمانہ میں اپنے والد کے ساتھ (مدینہ منورہ) آئیں۔ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے الگ ہیں (کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہوں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔''

٥٩٨٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. [راجع: ٧، ٥١]

(۵۹۸۰) ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عبداللہ نے اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے انہیں بلا بھیجا تو انہوں نے بتایا کہ وہ یعنی نبی کریم ﷺ ہمیں نماز، صدقہ، پاک دامنی اور صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔

بَابُ صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ

باب: کافر ومشرک بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کرنا

٥٩٨١۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: رَأَى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَاءَ تُبَاعُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ابْتَعْ هَذِهِ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُودُ قَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)). فَأُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ قَالَ: ((إِنِّي لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلَكِنْ تَبِيعُهَا أَوْ تَكْسُوهَا)). فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ

(۵۹۸۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سیراء کا (ایک ریشمی) حلہ بکتے دیکھا تو عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور جب آپ کے پاس وفود آئیں تو اسے پہنا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔'' اس کے بعد نبی ﷺ کے پاس اسی قسم کے کئی حلے آئے تو آنحضرت ﷺ نے اس میں سے ایک حلہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اسے کیسے پہن سکتا ہوں جبکہ آپ ﷺ اس کے متعلق پہلے ممانعت فرما چکے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میں نے اسے تمہیں پہننے کے لیے نہیں دیا بلکہ اس لیے دیا ہے کہ تم اسے بیچ دو یا کسی

قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ. [راجع: ٨٨٦]

دوسرے کو پہنا دو۔'' چنانچہ عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حلہ اپنے ایک بھائی کو بھیج دیا جو مکہ مکرمہ میں تھے اور اسلام نہیں لائے تھے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے مشرک بھائی کو وہ حلہ بھیج دیا۔ اس سے باب کا مطلب نکلتا ہے کہ مشرک بھائی کے ساتھ بھی صلہ رحمی کی جا سکتی ہے۔ اسلام نیکی میں عمومیت کا سبق دیتا ہے جو اس کے دین فطرت ہونے کی دلیل ہے وہ جانوروں تک کے ساتھ بھی نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

باب: رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی فضیلت

٥٩٨٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ. [راجع:١٣٩٦]

(۵۹۸۲) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے ابن عثمان نے خبر دی، کہا میں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا گیا کہ یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔

٥٩٨٣ـ ح: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوْهُ عُثْمَانُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَرَبٌ مَا لَهُ)). فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا)). قَالَ: كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ. [راجع: ١٣٩٦]

(۵۹۸۳) (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھ سے عبدالرحمٰن بن بشر نے بیان کیا، ان سے بہز بن اسد بصری نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابن عثمان بن عبداللہ بن موہب اور ان کے والد عثمان بن عبداللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے کہ ایک صاحب نے کہا: یا رسول اللہ! کوئی ایسا عمل بتلائیں جو مجھے جنت میں لے جائے۔ اس پر لوگوں نے کہا: اسے کیا ہو گیا ہے، اسے کیا ہو گیا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''کیوں کیا ہو گیا ہے اجی اس کو ضرورت ہے بچارا اس لیے پوچھتا ہے۔'' اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کر، نماز قائم کر، زکوٰۃ دیتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔ (بس یہ اعمال تجھے جنت میں لے جائیں گے) چل نکیل چھوڑ دے۔'' راوی نے کہا: شاید اس وقت آنحضرت ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔

تشریح: معلوم ہوا کہ جنت حاصل کرنے کے لیے حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی ضروری ہے ورنہ جنت کا خواب دیکھنے والوں کے لیے جنت ہی ایک خواب بن کر رہ جائے گی۔

بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ

باب: قطع رحمی کرنے والے کا گناہ

٥٩٨٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي

(۵۹۸۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے

اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ)). [مسلم: ٦٥٢٠، ٦٥٢١؛ ابوداود: ١٦٩٦؛ ترمذي: ١٩٠٩]

بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے محمد بن جبیر بن مطعم نے بیان کیا اور انہیں ان کے والد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔''

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ

باب: رشتہ داروں سے نیک سلوک کرنا رزق میں فراخی کا ذریعہ بنتا ہے

٥٩٨٥۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)).

(٥٩٨٥) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن معن نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جسے پسند ہے کہ اس کی روزی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔''

تشریح: اس عمل سے رشتہ داروں کی نیک دعائیں اسے حاصل ہو کر موجب برکات ہوں گی۔

٥٩٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ)). [راجع: ٢٠٦٧] [مسلم: ٦٥٢٤]

(٥٩٨٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔''

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ

باب: جو شخص ناطہ جوڑے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاپ رکھے گا

٥٩٨٧۔ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّي سَعِيدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ

(٥٩٨٧) مجھ سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، کہا کہ میں نے اپنے چچا سعید بن یسار سے سنا، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ: هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ: نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ! قَالَ: فَهُوَ لَكِ)). قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَاقْرَؤُوا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾)). [محمد: ٢٢].

[راجع: ٤٨٣٠]

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی اور جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم نے عرض کیا کہ یہ اس شخص کی جگہ ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہاں کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں گا جو تم سے اپنے آپ کو جوڑے اور اس سے توڑ لوں جو تم سے اپنے آپ کو توڑ لے؟ رحم نے کہا: کیوں نہیں، اے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''پس یہ تجھ کو دیا''۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد فرمایا: ''اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو۔ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ یعنی ''کچھ عجب نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم ملک میں فساد برپا کرو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔''

٥٩٨٨ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ فَقَالَ اللَّهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ)).

(۵۹۸۸) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن دینار نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''رحم کا تعلق رحمٰن سے جڑا ہوا ہے، پس جو کوئی اس سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بھی اسے اپنے سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے۔ میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔''

٥٩٨٩ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ)). [مسلم: ٦٥١٩]

(۵۹۸۹) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے، کہا مجھے معاویہ بن ابی مزرد نے خبر دی، انہوں نے یزید بن رومان سے، انہوں نے عروہ سے، انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) شاخ ہے جو شخص اس سے ملے میں اس سے ملتا ہوں اور جو اس سے قطع تعلق کرے میں اس سے قطع تعلق کرتا ہوں۔''

تشریح: اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ رحم کو قطع کرنے والا اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑنے والا مانا گیا ہے۔ بہت سے نام نہاد دیندار اپنے گناہگار بھائیوں سے بالکل غیر متعلق ہو جاتے ہیں اور اسے تقویٰ جانتے ہیں جو بالکل خیال باطل ہے۔

بَابٌ: تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا

باب: ناطہ اگر قائم رکھ کر تر و تازہ رکھا جائے (یعنی ناطہ کی رعایت کی جائے) تو دوسرا بھی ناطہ کو تر و تازہ رکھے گا

تشریح: مطلب یہ کہ ناطہ پروری دونوں طرف سے ہونی چاہیے اگر وہ ناطہ داری کا خیال رکھیں گے تو میں بھی اس کا خیال رکھوں گا۔

٥٩٩٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ: ((إِنَّ آلَ أَبِي- قَالَ عَمْرٌو: فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ- لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ)). زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ: ((وَلَكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَائِهَا)). [يَعْنِي أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا] قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ: كَذَا وَقَعَ وَبِبَلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبَلَائِهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا. [مسلم: ٥١٩]

(٥٩٩٠) ہم سے عمرو بن عباس نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ ''فلاں کی اولاد (یعنی ابوسفیان بن حکم بن عاص ابولہب کی) یہ عمرو بن عباس نے کہا کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں اس وہم پر سفید جگہ خالی تھی (یعنی تحریر نہ تھی) میرے عزیز نہیں ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ ہے) میرا ولی تو اللہ ہے اور میرے عزیز تو ولی ہیں جو مسلمانوں میں نیک اور پرہیز گار ہیں (گو ان سے نسبی رشتہ بھی نہ ہو)۔'' عنبسہ بن عبدالواحد نے بیان بن بشر سے، انہوں نے قیس سے، انہوں نے عمرو بن عاص سے اتنا بڑھایا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''البتہ ان سے میرا رشتہ ناطہ ہے اگر وہ تر رکھیں گے تو میں بھی تر رکھوں گا۔'' یعنی وہ ناطہ جوڑیں گے تو میں بھی جوڑوں گا۔

بَابٌ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ

باب: ناطہ جوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ صرف بدلہ ادا کردے

٥٩٩١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَرَفَعَهُ الْحَسَنُ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ وَلَكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا)). [ابوداود: ١٦٩٧؛ ترمذي: ١٩٠٨]

(٥٩٩١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش اور حسن بن عمرو اور فطر بن خلیفہ نے، ان سے مجاہد بن جبیر نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے سفیان سے، کہا کہ اعمش نے یہ حدیث نبی کریم ﷺ تک مرفوع نہیں بیان کی لیکن حسن اور فطر نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً بیان کیا فرمایا: ''کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔''

تشریح: کمال اس کا نام جو حدیث میں مذکور ہوا۔ رشتہ دار اگر نہ ملے تو تم اس سے ملنے میں سبقت کرو بعد میں وہ تمہارا ''ولی حمیم'' گاڑھا دوست بن جائے گا جیسے کہ تجربہ شاہد ہے۔ حضرت اعمش بن سلیمان سنہ ٦٠ ھ میں سرزمین رے میں پیدا ہوئے پھر کوفے میں لائے گئے علم حدیث میں بہت مشہور ہیں۔ اکثر کوفیوں کی روایت کا مدار ان ہی پر ہے۔ سنہ ١٤٨ھ میں فوت ہوئے۔ (رحمة الله عليه۔ آمین)

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

باب: جس نے کفر کی حالت میں صلہ رحمی کی پھر اسلام لایا تو اس کا ثواب قائم رہے گا

٥٩٩٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ حَكِيمٌ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ)). وَقَالَ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ: أَتَحَنَّتُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ: أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: التَّحَنُّثُ: التَّبَرُّرُ وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ. [راجع: ١٤٣٦]

(۵۹۹۲) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا کہ مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور انہیں حکیم بن حزام نے خبر دی، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کا ان کاموں کے بارے میں کیا خیال ہے جنہیں میں عبادت سمجھ کر زمانہ جاہلیت میں کرتا تھا مثلاً صلہ رحمی، غلام کی آزادی اور صدقہ، کیا مجھے ان پر ثواب ملے گا؟ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''تم ان تمام اعمال خیر کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے کر چکے ہو۔'' اور بعض نے ابو یمان سے بجائے اتحنث کے اتحنت (تاء کے ساتھ) روایت کیا اور معمر اور صالح اور ابن مسافر نے بھی اتحنث روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: التحنث تحنث سے نکلا ہے اس کے معنی نیکی اور عبادت کرنا۔ ہشام نے بھی اپنے والد عروہ سے ان لوگوں کی متابعت کی ہے۔

تشریح: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ قریشی اموی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں اور واقعہ فیل سے سوا سال پہلے پیدا ہوئے۔ کفر اور اسلام ہر دو زمانوں میں معزز بن کر رہے۔ سنہ ۵۴ھ میں بعمر ۱۲۰ سال وفات پائی۔ کفر اور اسلام ہر دو میں ساٹھ ساٹھ سال ہوئے۔ بہت ہی عاقل فاضل پرہیز گار تھے۔ (رضی اللہ عنہ وارضاہ) آمین

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتَّى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

باب: دوسرے کے بچے کو چھوڑ دینا کہ وہ کھیلے اور بوسہ دینا یا اس سے ہنسنا

تشریح: باب کی حدیث میں بوسہ کا ذکر نہیں ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے شاید دوسری روایتوں کی طرف اشارہ کیا یا مزاح پر بوسہ کو قیاس کیا ہے۔

٥٩٩٣۔ حَدَّثَنَا حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَتْ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَعَ أَبِي وَعَلَيَّ قَمِيصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَنَهْ سَنَهْ)). قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: -وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ: حَسَنَةٌ- قَالَتْ: فَذَهَبْتُ

(۵۹۹۳) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہیں خالد بن سعید نے، انہیں ان کے والد نے، ان سے حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں ایک زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنہ سنہ۔'' عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ یہ حبشی زبان میں ''اچھا'' کے معنی میں ہے۔ ام خالد

أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي أَبِي قَالَ: رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعْهَا)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي ثُمَّ أَبْلِي وَأَخْلِقِي)). قَالَ عَبْدُاللَّهِ: فَبَقِيَتْ حَتَّى[ذَكَرَ يَعْنِي مِنْ بَقَائِهَا]. [راجع: ٣٠٧١]

نے بیان کیا پھر میں آنحضرت ﷺ کی خاتم نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے کھیلنے دو'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم ایک زمانہ تک زندہ رہو گی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر خوب طویل کرے، تمہاری زندگی دراز ہو'' عبداللہ نے بیان کیا، چنانچہ انہوں نے بہت ہی طویل عمر پائی اور ان کی طویل عمر کے چرچے ہونے لگے۔

تشریح: حضرت ام خالد، خالد بن سعید بن عاص اموی کی ماں ہیں۔ حبش میں پیدا ہوئی پھر مدینہ لائی گئی بعد بلوغت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے ان کی پہلی شادی ہوئی۔ (رضی اللہ عنہا)

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيْلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ

باب: بچے کے ساتھ رحم وشفقت کرنا، اسے بوسہ دینا اور گلے سے لگانا

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ.

ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (اپنے صاحبزادے) ابراہیم علیہ السلام کو گود میں لیا اور انہیں بوسہ دیا اور اسے سونگھا۔

تشریح: یہ اثر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجنائز میں وصل کیا ہے۔

٥٩٩٤ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: انْظُرُوْا إِلَى هَذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا)). [راجع: ٣٧٥٣]

(۵۹۹۴) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی یعقوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی نعم نے بیان کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں موجود تھا ان سے ایک شخص نے (حالت احرام میں) مچھر کے مارنے کے متعلق پوچھا (کہ اس کا کیا کفارہ ہوگا) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دریافت فرمایا: تم کہاں کے ہو؟ اس نے بتایا عراق کا، فرمایا: اس شخص کو دیکھو! مچھر کی جان لینے کے تاوان کا مسئلہ پوچھتا ہے حالانکہ اس کے ملک والوں نے رسول اللہ ﷺ کے نواسہ کو (بے تکلف قتل کر ڈالا) میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''یہ دونوں (حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔''

تشریح: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے بیشتر کوفہ کے باشندے تھے جنہوں نے بار بار خطوط لکھ لکھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلایا تھا اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا تھا مگر وقت آنے پر وہ سب دشمنوں سے مل گئے اور میدان کربلا میں وہ سب کچھ ہوا جو دنیا کو معلوم ہے، سچ ہے:

اترجو امة قتلت حسینا　　　شفاعة جدة یوم الحساب

٥٩٩٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ

(۵۹۹۵) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری بیان کیا، کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، انہیں عروہ

اللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ: جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ: ((مَنْ يَلِي مِنْ هَذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)). [راجع: ١٤١٨]

بن زبیر نے خبردی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک عورت اس کے ساتھ دو بچیاں تھیں، وہ مانگنے آئی تھی۔ میرے پاس سے سوائے ایک کھجور کے اسے اور کچھ نہ ملا۔ میں نے اسے وہ کھجور دے دی اور اس نے وہ کھجور اپنی دونوں لڑکیوں کو تقسیم کردی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔''

تشریح: اس حدیث سے بچیوں کا پالنا محبت شفقت سے ان کو رکھنا بہت بڑا نیک کام ثابت ہوا جو ایسا کرنے والے کو دوزخ سے دور کردے گا۔

٥٩٩٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عَاتِقِهِ فَصَلَّى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا. [راجع: ٥١٦] [مسلم: ١٢١٢؛ ابوداود: ٩١٨، ٩١٩، ٩٢٠؛ نسائي: ٨٢٦، ٧١٠، ١٢٠٣، ١٢٠٤]

(۵۹۹۶) ہم سے ابوالولید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن سلیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہا نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور امامہ بنت ابی العاص (جو بچی تھیں) وہ آپ کے شانہ مبارک پر تھیں، پھر آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھی جب آپ رکوع کرتے تو انہیں اتار دیتے اور جب کھڑے ہوتے تو پھر اٹھا لیتے۔

تشریح: اس میں نبی کریم ﷺ کی کمال شفقت کا بیان ہے جو آپ نے ایک معصوم بچی پر فرمائی یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔ (ﷺ)

٥٩٩٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسٌ فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)). [مسلم: ٦٠٢٨]

(۵۹۹۷) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبردی، انہیں زہری نے خبردی، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا۔ آنحضرت ﷺ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے ہوئے تھے۔ اقرع نے اس پر کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں اور میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو مخلوق خدا پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

تشریح: مزید تشریح حدیث ذیل میں آرہی ہے۔

٥٩٩٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللَّهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ)). [مسلم: ٦٠٢٧]

(۵۹۹۸) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔''

٥٩٩٩ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْيُهَا بِسَقْيٍ إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ: ((أَتُرَوْنَ هَذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ)) قُلْنَا: لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ فَقَالَ: ((لَلَّهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هَذِهِ بِوَلَدِهَا)). [مسلم: ٦٩٧٨]

(۵۹۹۹) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم کو ابوغسان نے خبر دی، کہا مجھ سے زید بن اسلم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ دوڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بچہ اسے قیدیوں میں ملا اس نے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اسے دودھ پلانے لگی۔ ہم سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے۔'' ہم نے عرض کیا نہیں جب تک اسے قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہوسکتی ہے۔''

تشریح: غالباً اس عورت کا گم شدہ بچہ تھا جو اسے مل گیا اور اس کو اس نے اس محبت کے ساتھ اپنے پیٹ سے چمٹا لیا۔

بَابٌ

باب

٦٠٠٠ـ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((جَعَلَ اللَّهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتَّى تَرْفَعَ

(۶۰۰۰) ہم سے حکم بن نافع بہرانی نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا ہم کو سعید بن مسیب نے خبر دی کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑی بھی اپنے بچے کو اپنے سم نہیں لگنے دیتی بلکہ سموں کو اٹھا لیتی ہے کہ کہیں اس سے اس بچے کو

الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ)). تکلیف نہ پہنچے۔"

[طرفه في: ٦٤٦٩]

تشریح: گھوڑی کا اپنے بچہ پر اس درجہ رحم کرنا بھی قدرت کا ایک کرشمہ ہے مگر کتنے لوگ دنیا میں ایسے ہیں کہ وہ رحم و کرم کرنا مطلق نہیں جانتے بلکہ ہر وقت ظلم پر اڑے رہتے ہیں ان کو یاد رکھنا چاہیے کہ جلد ہی وہ اپنے مظالم کی سزا بھگتیں گے قانون قدرت یہی ہے: ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (٦/الانعام:٤٥)

بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ

باب: اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ ان کو اپنے ساتھ کھلانا پڑے گا

٦٠٠١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: ((أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ)).ثُمَّ قَالَ: أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ)). ثُمَّ قَالَ: أَيٌّ؟ قَالَ: ((أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ جَارِكَ)) فَأَنْزَلَ تَصْدِيقَ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ الْآيَةَ. [الفرقان: ٦٨] [راجع: ٤٤٧٧]

(٦٠٠١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں منصور بن معتمر نے، انہیں ابو وائل نے، انہیں عمرو بن شرحبیل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے۔ فرمایا: ''یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک بناؤ حالانکہ اسی نے تمہیں پیدا کیا ہے۔'' انہوں نے کہا: پھر اس کے بعد؟ فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے لڑکے کو اس خوف سے قتل کرو کہ اگر زندہ رہا تو تمہاری روزی میں شریک ہوگا۔'' انہوں نے کہا اس کے بعد۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔'' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد کی تائید میں یہ آیت ﴿وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ﴾ الخ، نازل کی کہ ''اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ وہ ناحق کسی کو قتل کرتے ہیں اور نہ وہ زنا کرتے ہیں۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ شرک اکبر الکبائر ہے اور دوسرے مذکورہ، کبیرہ گناہ ہیں اگر ان کا مرتکب بغیر توبہ مر جائے تو اسے دوزخ میں پہنچا دیتے ہیں شرک کی حالت میں مرنے والا ہمیشہ کے لئے دوزخی ہے خواہ وہ نام نہاد مسلمان ہی ہوں کیونکہ قبروں کو سجدہ کرتا ہے، مردوں کو پکارتا اور ان سے حاجات کرتا ہے تو وہ کاہے کا مسلمان ہے وہ مسلمان بھی مشرک ہے۔

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

باب: بچے کو گود میں بٹھانا

٦٠٠٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَضَعَ صَبِيًّا

(٦٠٠٢) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید نے بیان کیا، ان سے ہشام نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد عروہ نے خبر دی اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بچے (عبداللہ بن

فِي حَجْرِهِ فَحَنَّكَهُ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ. [راجع: ٢٢٢]

زبیر) کو اپنی گود میں بٹھایا اور کھجور چبا کر اس کے منہ میں دی، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اس پر بہا دیا۔

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

باب: بچے کو ران پر بٹھانا

٦٠٠٣۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا)). وَعَنْ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، قَالَ التَّيْمِيُّ: فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ: حَدَّثْتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ. [راجع: ٣٧٣٥]

(٦٠٠٣) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عارم محمد بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ان سے ان کے والد نے بیان کیا، کہا میں نے ابوتمیمہ سے سنا، وہ ابوعثمان نہدی سے بیان کیا کرتے تھے اور ابوعثمان نہدی نے کہا کہ ان سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی ایک ران پر بٹھاتے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھاتے تھے۔ پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے: ''اے اللہ! ان دونوں پر رحم کر! میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔'' اور علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہ ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، ان سے ابوعثمان نہدی نے اسی حدیث کو بیان کیا۔ سلیمان تیمی نے کہا: جب ابوتمیمہ نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی ابوعثمان نہدی سے تو میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ میں نے ابوعثمان سے بہت سی احادیث سنی ہیں پر یہ حدیث کیوں نہیں سنی، پھر میں نے اپنی احادیث کی کتاب دیکھی تو اس میں یہ حدیث ابوعثمان نہدی سے لکھی ہوئی تھی۔

تشریح: اس وقت میرا شک دور ہو گیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام ام ایمن ہے جو آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس نے نبی کریم ﷺ کی پرورش میں بڑا حصہ بھی لیا تھا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ آپ کے آزاد کردہ بہت ہی محبوب مثل بیٹے کے تھے وفات نبوی ﷺ کے وقت ان کی عمر بیس سال کی تھی۔ سنہ ۵۴ھ میں وفات پائی۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابٌ: حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ

باب: صحبت کا حق یاد رکھنا ایمان کی نشانی ہے

تشریح: یعنی جس شخص سے بہت دنوں تک دوستی رہی ہو وضع دار آدمی کو اس کا خیال ہمیشہ رکھنا چاہیے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے عزیزوں سے اچھا سلوک کرتے رہنا چاہیے۔ یہ بہت ہی بڑی دلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ انتقال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نہ صرف یاد رکھتے بلکہ ان کی سہیلیوں کو تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس سال کی عمر میں نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں اور آپ کی عمر اس وقت پچیس سال تھی۔ آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی تک کسی اور عورت سے شادی نہیں کی۔ نبی کریم ﷺ کی ساری اولاد سوائے ابراہیم کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی کے بطن سے ہے۔ نبوت کے دسویں سال ۶۰ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (رضی اللہ عنہا)

٦٠٠٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا

(٦٠٠٤) ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِي بِثَلَاثِ سِنِينَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِي فِي خُلَّتِهَا مِنْهَا. [راجع: ٣٨١٦] [مسلم: ٦٢٢٧]

بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھے کسی عورت پر اتنا رشک نہیں آتا تھا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا، حالانکہ وہ آنحضرت ﷺ کی مجھ سے شادی سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں۔ (رشک کی وجہ یہ تھی) کہ آپ ﷺ کو میں کثرت سے ان کا ذکر کرتے سنتی تھی اور رسول اللہ ﷺ کو ان کے رب نے حکم دیا تھا کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایک خولدار موتیوں سے گھر کی خوشخبری سنا دیں۔ رسول اللہ ﷺ کبھی بکری ذبح کرتے، پھر اس میں سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو حصہ بھیجتے تھے۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُولُ يَتِيمًا

باب: یتیم کی پرورش کرنے والے کی فضیلت کا بیان

٦٠٠٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا)). وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَةِ وَالْوُسْطَى. [راجع: ٥٣٠٤]

(٦٠٠٥) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا مجھ سے عبدالعزیز بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا میں نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔“ اور آپ نے شہادت اور درمیانی انگلیوں کے اشارہ سے (قرب کو) بتایا۔

تشریح: یتامیٰ اور بیوہ عورتوں کی خبر گیری کرنا بہت ہی بڑی عبادت ہے اس میں جہاد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ انصاری ہیں ان کا نام حزن تھا نبی کریم ﷺ نے اسے ہٹا کر سہل نام رکھا۔ سنہ ۹۱ھ میں مدینہ میں فوت ہوئے یہ مدینہ میں آخری صحابی ہیں۔ (رضی اللہ عنہ)

بَابُ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ

باب: بیوہ عورتوں کی پرورش کرنے والے کا ثواب

٦٠٠٦۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ كَالَّذِي يَصُومُ النَّهَارَ وَيَقُومُ اللَّيْلَ)). [راجع: ٥٣٥٣]

(٦٠٠٦) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم تابعی اس حدیث کو مرسلاً روایت کرتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا ہے۔“

تشریح: حضرت صفوان بن سلیم مشہور تابعی ہیں بہت ہی نیک بندے تھے۔ بادشاہ تک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ کثرت سجود سے ماتھا گھس گیا تھا۔ سنہ ۱۳۲ھ میں مدینہ میں فوت ہو گئے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے

ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع:٥٣٥٣]

بیان کیا، ان سے ثور بن زید دیلی نے، ان سے ابن مطیع کے مولیٰ ابوغیث نے، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔

بَابُ السَّاعِي عَلَى الْمِسْكِينِ

باب: مسکین اور محتاجوں کی پرورش کرنے والا

٦٠٠٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. وَأَحْسِبُهُ. قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ:. كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ)).

[راجع: ٥٣٥٣]

(٦٠٠٧) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ثور بن زید نے، ان سے ابوغیث نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیواؤں اور مسکینوں کے لیے کوشش کرنے والا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔'' عبداللہ قعنبی کو اس میں شک ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں یہ بھی کہا تھا: ''اس شخص کے برابر ثواب ملتا ہے جو نماز میں کھڑا رہتا ہے تھکتا ہی نہیں اور اس شخص کے برابر جو روزے برابر رکھے چلا جاتا ہے افطار ہی نہیں کرتا ہے۔''

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

باب: انسانوں اور جانوروں پر رحم کرنا

٦٠٠٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِي أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيقًا رَحِيمًا فَقَالَ: ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ)). [راجع:٦٢٨]

(٦٠٠٨) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے، ان سے ابو سلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوئے اور ہم سب نوجوان اور ہم عمر تھے۔ ہم آپ ﷺ کے ساتھ بیس دنوں تک رہے۔ پھر آپ کو خیال ہوا کہ ہمیں اپنے گھر کے لوگ یاد آ رہے ہوں گے اور آنحضرت ﷺ نے ہم سے ان کے متعلق پوچھا: جنہیں ہم اپنے گھروں پر چھوڑ کر آئے تھے ہم نے نبی اکرم ﷺ کو سارا حال سنا دیا۔ آپ بڑے ہی نرم خو اور بڑے رحم کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا: ''تم اپنے گھروں کو واپس جاؤ اور اپنے ملک والوں کو دین سکھاؤ اور بتاؤ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص تمہارے لیے اذان دے، پھر جو تم میں بڑا ہو وہ امامت کرائے۔''

تشریح: بڑا بشرطیکہ علم وعمل میں بھی بڑا ہو ورنہ کوئی چھوٹا اگر سب سے بڑا عالم ہے تو وہی امامت کا حق دار ہے۔

٦٠٠٩۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ بِي فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ)).

[راجع: ١٧٣]

(٦٠٠٩) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوبکر کے غلام سمی نے، ان سے ابوصالح سمان نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص راستے میں چل رہا تھا کہ اسے شدت کی پیاس لگی اسے ایک کنواں ملا اور اس نے اس میں اتر کر پانی پیا۔ جب باہر نکلا تو وہاں ایک کتا دیکھا جو ہانپ رہا تھا اور پیاس کی وجہ سے تری کو چاٹ رہا تھا۔ اس شخص نے کہا کہ کتا بھی اتنا ہی زیادہ پیاسا معلوم ہو رہا ہے جتنا میں تھا۔ چنانچہ وہ پھر کنوئیں میں اترا اور اپنے جوتے میں پانی بھرا اور منہ سے پکڑ کر اوپر لایا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا اور اس کی مغفرت کر دی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہیں ہر کلیجے والے (یعنی جاندار) پر نیکی کرنے میں ثواب ملتا ہے۔''

تشریح: رحمت خداوندی کا کرشمہ ہے کہ صرف کتے کو پانی پلانے سے وہ شخص مغفرت کا حق دار ہو گیا اسی لئے کہا گیا ہے کہ حقیری نیکی کو بھی چھوٹا نہ جاننا چاہیے نہ معلوم اللہ پاک کس نیکی سے خوش ہو جائے اور وہ سب گناہ معاف فرما دے۔

٦٠١٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ: ((لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا)). يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

(٦٠١٠) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ نماز پڑھتے ہی ایک دیہاتی نے کہا: اے اللہ! مجھ پر رحم کر اور محمد پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ جب نبی ﷺ نے سلام پھیرا تو دیہاتی سے فرمایا: ''تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔'' آپ کی مراد اللہ کی رحمت سے تھی۔

تشریح: اس دیہاتی کی دعا غیر مناسب تھی کہ اس نے رحمت الٰہی کو مخصوص کر دیا جو عام ہے۔

٦٠١١۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ

(٦٠١١) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، ان سے عامر نے کہا: میں نے انہیں یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سنا،

ابْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى)). [مسلم: ٦٥٨٦، ٦٥٨٧، ٦٥٨٨، ٦٥٨٩]

وہ بیان کرتے تھے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت ومحبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف ونرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔ ایسی تکلیف کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

تشریح: مسلمان کی یہی شان ہونی چاہیے مگر آج یہ چیز بالکل نایاب ہے:

نہیں دستیاب اب دو ایسے مسلماں　　　کہ ہو ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

٦٠١٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ)). [راجع: ٢٣٢٠]

(٦٠١٢) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لیے وہ صدقہ ہوتا ہے۔''

تشریح: اس میں زراعت کرنے والوں کے لئے بہت ہی بڑی بشارت ہے نیز باغبانوں کے لئے بھی خوشخبری ہے دعا ہے کہ اللہ پاک اس بشارت کا حق دار ہم سب کو بنائے۔ آمین

٦٠١٣۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِاللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ)).

[طرفه في: ٧٣٧٦] [مسلم: ٦٠٣٠]

(٦٠١٣) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے زید بن وہب نے بیان کیا، کہا میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔''

تشریح: اس ہاتھ سے دے اس ہاتھ سے لے یاں سودا نقدا نقدی ہے۔

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ

باب: پڑوسی کے حقوق کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ الْآيَةَ. [النساء: ٣٦]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ نساء میں فرمان: ''اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔''

٦٠١٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ

(٦٠١٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے ابو بکر بن محمد نے خبر دی، انہیں عمرہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوْصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)). [مسلم: ٦٦٨٥؛ ابوداود: ٥١٥١؛ ترمذي: ١٩٤٢؛ ابن ماجه: ٣٦٧٣]

''جبرئیل علیہ السلام مجھے پڑوسی کے بارے میں بار بار اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کردیں۔''

تشریح: پڑوسی کا بہت ہی بڑا حق ہے مگر بہت کم لوگ اس مسئلہ پر عمل کرتے ہیں۔

٦٠١٥ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوْصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ)). [مسلم: ٦٦٨٧]

(۶۰۱۵) ہم سے محمد بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے عمر بن محمد نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت جبرئیل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کردیں۔''

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

باب: اس شخص کا گناہ جس کا پڑوسی اس کے شر سے امن میں نہ رہتا ہو

﴿يُوبِقْهُنَّ﴾ [الشورى: ٣٤] يُهْلِكْهُنَّ ﴿مَوْبِقًا﴾ [الكهف ٥٢] مَهْلِكًا

قرآن مجید میں جو لفظ ''یُوْبِقْھُنَّ'' ہے اس کے معنی ان کو ہلاک کر ڈالے اور ''مَوْبِقًا'' کے معنی ہلاکت

تشریح: قرآن مجید میں جو لفظ ﴿یوبقھن﴾ ہے اس کے معنی ان کو ہلاک کر ڈالے۔ موبقا کے معنی ہلاکت کے ہیں۔

٦٠١٦ـ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((وَاللَّهِ! لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ! لَا يُؤْمِنُ وَاللَّهِ! لَا يُؤْمِنُ)). قِيلَ: وَمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ)). تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوسَى وَقَالَ حُمَيْدُ ابْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

(۶۰۱۶) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ابوشریح نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے بیان کیا: ''واللہ! وہ ایمان والا نہیں، واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔ واللہ! وہ ایمان والا نہیں۔'' عرض کیا گیا: کون یارسول اللہ! فرمایا: ''وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔'' اس حدیث کو شبابہ اور اسد بن موسیٰ نے بھی روایت کیا ہے اور حمید بن اسود اور عثمان بن عمر اور ابوبکر بن عیاش اور شعیب بن اسحاق نے اس حدیث کو ابن ابی ذئب سے یوں روایت کیا ہے، انہوں نے مقبری سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

بَابٌ: لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

باب: کوئی عورت اپنی پڑوسن کے لیے کسی چیز کے

دینے کو حقیر نہ سمجھے

٦٠١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ۔ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ۔ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ)).

(٦٠١٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید نے بیان کیا، وہ سعید مقبری ہیں، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اے مسلمان عورتو! تم میں سے کوئی عورت اپنی کسی پڑوسن کے لیے کسی بھی چیز کو حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کا پایہ ہی کیوں نہ ہو۔''

[راجع: ٢٥٦٦] [مسلم: ٢٣٧٩]

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ

باب: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے

٦٠١٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ٥١٨٥] [مسلم: ١٧٣؛ ابن ماجه: ٣٩٧١]

(٦٠١٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے ابوحصین نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ ایمان کا تقاضا ہے کہ پڑوسی کو دکھ نہ دیا جائے۔ مہمان کی عزت کی جائے، زبان کو قابو میں رکھا جائے، ورنہ ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

٦٠١٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِينَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ)) قَالَ: وَمَا

(٦٠١٩) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے کہا کہ میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا اکرام کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی دستور کے موافق ہر طرح سے عزت کرے۔'' پوچھا: یارسول اللہ!

جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [طرفاه في: ٦١٣٥، ٦٤٧٦] [مسلم: ١٧٥، ٤٥١٣، ٤٥١٤، ٤٥١٥؛ ترمذي: ١٩٦٧، ١٩٦٨؛ ابن ماجه: ٣٦٧٢]

دستور کے موافق کب تک ہے۔ فرمایا: ''ایک دن اور ایک رات اور میزبانی تین دن کی ہے اور جو اس کے بعد ہو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ بہتر بات کہے یا خاموش رہے۔''

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ

باب: پڑوسیوں میں کون سا پڑوسی مقدم ہے؟

٦٠٢٠- حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُوْ عِمْرَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ: ((إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا)). [راجع: ٢٢٥٩]

(٦٠٢٠) ہم سے حجاج بن منہال نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا مجھے ابوعمران نے خبر دی، کہا میں نے طلحہ سے سنا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میری دو پڑوسنیں ہیں (اگر ہدیہ ایک ہو تو) میں ان میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا: ''جس کا دروازہ (تمہارے دروازے سے) زیادہ قریب ہو۔''

بَابٌ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

باب: ہر نیک کام صدقہ ہے

٦٠٢١- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ)).

(٦٠٢١) ہم سے علی بن عیاش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا مجھ سے محمد بن منکدر نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیک کام صدقہ ہے۔''

٦٠٢٢- حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ)). قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ قَالَ: ((فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ)). قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ: ((فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ))

(٦٠٢٢) ہم سے آدم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ اشعری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اگر کوئی چیز کسی کو (صدقہ کے لیے) جو میسر نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ''پھر اپنے ہاتھ سے کام کرے اور اس سے خود کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اگر اس میں اس کی طاقت نہ ہو یا

قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ: ((فَلْيَأْمُرْ بِالْخَيْرِ. أَوْ قَالَ: . بِالْمَعْرُوفِ)) قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ: ((فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ)).

[راجع: ١٤٤٥]

کہا کہ نہ کر سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کسی حاجت مند پریشان حال کی مدد کرے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے۔ فرمایا: ''پھر بھلائی کی طرف لوگوں کو رغبت دلائے یا امر بالمعروف کا کرنا۔'' عرض کیا: اور اگر یہ بھی نہ کر سکے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر برائی سے رکا رہے یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔''

بَابُ طِيبِ الْكَلَامِ

باب: خوش کلامی کا ثواب

وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ)). [راجع: ٢٩٨٩]

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''نیک بات کرنے میں بھی ثواب ملتا ہے۔''

٦٠٢٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ قَالَ شُعْبَةُ: أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ: ((اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ)). [راجع: ١٤١٣] [مسلم: ٢٣٤٩؛ نسائي: ٢٥٥٢]

(٦٠٢٣) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، کہا مجھے عمرو نے خبر دی، انہیں خیثمہ نے اور ان سے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جہنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چہرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ پھر آپ نے جہنم کا ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور چہرے سے اعراض و ناگواری کا اظہار کیا۔ شعبہ نے بیان کیا کہ دو مرتبہ آپ کے جہنم سے پناہ مانگنے کے سلسلے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جہنم سے بچو، خواہ آدھی کھجور ہی (کسی کو) صدقہ کر کے ہو سکے اور اگر کسی کو یہ بھی میسر نہ ہو تو اچھی بات کر کے ہی۔''

تشریح: جہنم سے نجات حاصل کرے۔

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

باب: ہر کام میں نرمی اور عمدہ اخلاق اچھی چیز ہے

٦٠٢٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ. قَالَتْ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

(٦٠٢٤) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے اور ان سے عروہ بن زبیر نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا السَّامُ عَلَيْكُمْ (تمہیں موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ (یعنی تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہرو، اے عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو

الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)). فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ٢٩٣٥] [مسلم: ٥٦٥٧]

پسند کرتا ہے۔" میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اس کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم۔" (اور تمہیں بھی)

٦٠٢٥۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا تُزْرِمُوهُ)). ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ. [راجع:٢١٩][مسلم: ٦٥٩؛ نسائي: ٥٣؛ ابن ماجه: ٥٢٨]

(٦٠٢٥) مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کی طرف دوڑے لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کے پیشاب کو مت روکو۔" پھر آپ نے پانی کا ڈول منگوایا اور وہ پیشاب کی جگہ پر بہا دیا گیا۔

تشریح: اخلاق محمدی کا ایک نمونہ اس حدیث سے ہی ظاہر ہے کہ دیہاتی نے مسجد کے کونے میں پیشاب کر دیا مگر آپ نے اسے روکنے کے بجائے اس پر پانی ڈلوا دیا بعد میں بڑی نرمی سے اسے سمجھا دیا۔ (ﷺ)

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِينَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا

باب: ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی مدد کرنا

٦٠٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي جَدِّي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)). ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. [راجع: ٤٨١]

(٦٠٢٦) ہم سے محمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے کہا کہ مجھے میرے دادا ابو بردہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رہتا ہے۔" (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کی طرح کر لیا۔

٦٠٢٧۔ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا وَلْيَقْضِ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ)). [راجع: ١٤٣٢]

(٦٠٢٧) اور ایسا ہوا کہ آنحضرت ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے آ کر سوال کیا یا وہ کوئی ضرورت پوری کرانی چاہی۔ آنحضرت ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "تم خاموش کیوں بیٹھے رہتے ہو بلکہ اس کی سفارش کرو تا کہ تمہیں بھی اجر ملے اور اللہ جو چاہے گا اپنے نبی کی زبان پر جاری کرے گا" (تم اپنا ثواب کیوں کھوؤ)۔

تشریح: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن قیس اشعری مکہ میں مسلمان ہوئے۔ ہجرت حبشہ میں شرکت کی، فتح خیبر کے وقت خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سنہ ٢٠ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنایا، خلافت عثمانی میں وہاں سے معزول ہو کر کوفہ جا رہے تھے، سنہ ٥٢ھ میں مکہ میں

وفات پائی۔

الحمدللہ کہ آج ۱۴/ شعبان سنہ ۱۳۹۵ھ کو بوقت چاشت اس پارے کی تسوید سے فارغ ہوا۔ الحمد لله رب العالمين

راقم خادم نبوی۔ محمد داؤد راز بن عبداللہ السلفی الدهلوی مقیم مسجد اہلحدیث ۱۴۱۲۱ اجمیری گیٹ دہلی نمبر ۲

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ:

﴿مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهٗ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا﴾ [النساء: ۸۵] كِفْلٌ: نَصِيبٌ قَالَ أَبُوْ مُوْسَى: كِفْلَيْنِ أَجْرَيْنِ بِالْحَبَشِيَّةِ.

باب: اللہ عزوجل کا فرمان:

”جو کوئی سفارش کرے نیک کام کے لیے اس کو بھی اس میں سے ثواب کا ایک حصہ ملے گا اور جو کوئی سفارش کرے برے کام میں اسے بھی ایک حصہ اس کے عذاب سے ملے گا اور ہر چیز پر اللہ نگہبان ہے۔“ ”کفل“ کے معنی اس آیت میں حصہ کے ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا: حبشی زبان میں ”کفلین“ کے معنی دو اجر کے ہیں۔

تشریح: ﴿شفاعة حسنة﴾ سے مؤمنوں کے لئے دعائے خیر اور ﴿سيئة﴾ سے بددعا کرنا بھی مراد ہے۔ مجاہد وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ آیت لوگوں کی باہمی شفاعت کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن عادل نے کہا ہے کہ اکثر لفظ ﴿كفل﴾ کا استعمال محل شر میں ہوتا ہے۔ اور لفظ ﴿نصيب﴾ کا استعمال محل خیر میں ہوتا ہے۔

٦٠٢٨ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ: ((اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ)). [راجع: ١٤٣٢]

(۶۰۲۸) مجھ سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، ان سے برید نے، ان سے ابوبردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب کوئی مانگنے والا یا ضرورت مند آتا تو آپ ﷺ فرماتے: ”لوگو! تم سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی ثواب ملے اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے گا فیصلہ کرائے گا۔“

تشریح: آیت اور حدیث میں نیک کام کی سفارش کرنے کی ترغیب ہے، ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے مگر سفارش کرنے والے کو اجر ضرور مل جائے گا۔ دوسری روایت میں یہ مضمون یوں ادا ہوا ہے: "الدال على الخير كفاعله۔" خیر کے لئے رغبت دلانے والے کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس کے کرنے والے کو ملے گا۔ کاش خواص اگر اس پر توجہ دیں تو بہت سے دینی امور اور امدادی کام انجام دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر بہت کم خواص اس پر توجہ دیتے ہیں۔ یا اللہ! تیری مدد اور نصرت کے بھروسے سے صحیح بخاری کے اس پارے نمبر ۲۵ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لی ہے۔ پروردگار اپنی مہربانی سے اس کو بھی پورا کرنے کی سعادت عطا فرما اور اس کی اشاعت کے لئے غیب سے مدد کر تاکہ میں اسے اشاعت میں لا کر تیرے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی کی تبلیغ و اشاعت کا ثواب عظیم حاصل کر سکوں۔ آمین یا رب العالمین (ناچیز محمد داؤد راز نزیل الحال جامع اہل حدیث بنگلور ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۹۵ھ)

بَابٌ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

باب: نبی اکرم ﷺ سخت گو اور بدزبان نہ تھے

٦٠٢٩ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا قَالَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَمْرٍو؛ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوْفَةِ فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا)). [راجع: ٣٥٥٩]

(٦٠٢٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، انہوں نے ابووائل شقیق بن سلمہ سے سنا، انہوں نے مسروق سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا: قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق بن سلمہ نے اور ان سے مسروق نے بیان کیا کہ جب معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص کوفہ تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر کیا اور بتلایا کہ حضور اکرم ﷺ بدگو نہ تھے اور نہ آپ بد زبان تھے اور انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔''

٦٠٣٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ يَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكُمْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللَّهُ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ قَالَ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ)). قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)). [راجع: ٢٩٣٥]

(٦٠٣٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں ایوب سختیانی نے، انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے اور انہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے یہاں آئے اور کہا السام علیکم (تم پر موت آئے) اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تم پر بھی موت آئے اور اللہ کی تم پر لعنت ہو اور اس کا غضب تم پر نازل ہو۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہرو عائشہ! تمہیں نرم خوئی اختیار کرنی چاہیے سختی اور بدزبانی سے بچنا چاہیے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور آپ نے ان کی بات نہیں سنی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے میرا جواب نہیں سنا، میں نے ان کی بات انہی پر لوٹا دی اور ان کے حق میں میری بددعا قبول ہو جائے گی۔ لیکن میرے حق میں ان کی بددعا قبول ہی نہ ہوگی۔''

تشریح: پیغمبر اسلام ﷺ سے عداوت یہودیوں کی فطرت ثانیہ تھی اور آج تک ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

٦٠٣١ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ سَبَّابًا وَلَا فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا

(٦٠٣١) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا ہم کو ابویحییٰ فلیح بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہلال بن اسامہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ گالی دیتے تھے، نہ بدگو تھے اور نہ بدخو تھے اور نہ لعنت ملامت

كَانَ يَقُوْلُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ: ((مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ)). [طرفه في: ٦٠٤٦]

کرتے تھے۔ اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے تو اتنا فرماتے: ''اسے کیا ہوگیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔''

تشریح: "قال الخطابی هذا الدعاء يحتمل وجهين ان يجر بوجهه فيصيب التراب جبينه والذكر ان يكون له دعاء بالطاعة فيصلى فيترب جبينه وقال الداودی هذه كلمة جرت على لسان العرب ولا يراد حقيقتها۔" (عینی) یعنی یہ دعا یہ احتمال بھی رکھتی ہے کہ وہ شخص چہرے کے بل کھینچا جائے اور اس کی پیشانی کو مٹی لگے یا اس کے حق میں نیک دعا بھی ہوسکتی ہے کہ وہ نماز پڑھے اور نماز میں بحالت سجدہ اس کی پیشانی کو مٹی لگے۔ داؤدی نے کہا کہ یہ ایسا کلمہ ہے جو اہل عرب کی زبان پر عموماً جاری رہتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں لی جایا کرتی۔

٦٠٣٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عِيْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: ((بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ)). فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! مَتَى عَهِدْتِنِي فَحَّاشًا؟ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ)). [طرفاه في: ٦٠٥٤، ٦١٣١]

(٦٠٣٢) ہم سے عمرو بن عیسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سواء نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن قاسم نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ آنحضرت ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: ''برا ہے فلاں قبیلے کا بھائی۔ یا (آپ ﷺ نے فرمایا) برا ہے فلاں قبیلے کا بیٹا۔'' پھر جب وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آ بیٹھا تو آپ ﷺ اس سے بہت خوش خلقی کے ساتھ پیش آئے۔ وہ شخص جب چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تھا تو اس کے متعلق یہ کلمات فرمائے تھے، جب آپ اس سے ملے تو بہت ہی خندہ پیشانی سے ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! تم نے مجھے بدگو کب پایا؟ اللہ کے یہاں قیامت کے دن وہ لوگ بدترین ہوں گے جن کے شر کے ڈر سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔''

[مسلم: ٦٥٩٦، ٦٥٩٧؛ ابوداود: ٤٧٩٢؛ ترمذي: ١٩٩٦]

تشریح: ان جملہ احادیث میں رسول کریم ﷺ کی خوش اخلاقی کا ذکر ہے جس کا تعلق نہ صرف مسلمانوں بلکہ یہودیوں کے ساتھ بھی یکساں تھا۔ آپ نے خاص دشمنوں کے ساتھ بھی بدخلقی کو پسند نہیں فرمایا جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ظاہر ہے۔ یہی آپ کا ہتھیار تھا جس سے سارا عرب آپ کے زیرنگیں ہوگیا مگر صد افسوس کہ مسلمانوں نے گویا خوش خلقی کو بالکل فراموش کردیا الا ماشاء اللہ۔ یہی وجہ ہے کہ آج مسلمانوں میں خود آپس ہی میں اس قدر سر پھٹول رہتی ہے کہ اللہ کی پناہ، کاش مسلمان ان احادیث پاک کا بغور مطالعہ کریں، یہ آنے والا شخص بعد میں مرتد ہوگیا تھا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قیدی ہو کر آیا تھا۔ اس طرح اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ

باب: خوش خلقی، سخاوت اور بخل کا برا اور ناپسندیدہ

وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

ہونا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدَ النَّاسِ وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لِأَخِيْهِ: ارْكَبْ إِلَى هَذَا الْوَادِيْ فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ فَرَجَعَ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو باقی سب دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کی پیغمبری کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا کہ وادی مکہ کی طرف جا اور اس شخص کی باتیں سن کر آ۔ جب وہ واپس آئے تو ابوذر سے کہا: میں نے دیکھا کہ وہ صاحب تو اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔

٦٠٣٣ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ- هُوَ ابْنُ زَيْدٍ- عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا)) وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ: ((لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا أَوْ إِنَّهُ لَبَحْرٌ)). [راجع: ٢٦٢٧] [مسلم: ٦٠٠٦؛ ترمذي: ١٦٨٧؛ ابن ماجه: ٢٧٧٢]

(٦٠٣٣) ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات مدینہ والے (شہر کے باہر شور سن کر) گھبرا گئے (کہ شاید دشمن نے حملہ کیا ہے) سب لوگ اس شور کی طرف بڑھے۔ لیکن نبی اکرم ﷺ آواز کی طرف بڑھنے والوں میں سب سے آگے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ''کوئی ڈر کی بات نہیں، کوئی ڈر کی بات نہیں۔'' آنحضرت ﷺ اس وقت ابوطلحہ کے (مندوب نامی) گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے، اس پر کوئی زین نہیں تھی اور گلے میں تلوار لٹک رہی تھی۔ آپ نے فرمایا: ''میں نے اس گھوڑے کو سمندر پایا۔'' یا فرمایا یہ تیز دوڑنے میں سمندر کی طرح تھا۔''

تشریح: اصول فضائل جو آدمی کو کسب اور ریاضت اور محنت سے حاصل ہو سکتے ہیں تین ہیں عفت شجاعت اور سخاوت اور حسن و جمال یہ فضیلت وہبی ہے تو آپ کی ذات مجموعہ کمالات فطری اور کسبی تھی، بے شک جس کا نام نامی ہی محمد ہو۔ (ﷺ) اسے اوصاف محمودہ کا مجموعہ ہونا ہی چاہیے۔ آپ از سرتا پا اوصاف حمیدہ واخلاق فاضلہ کے جامع تھے، شجاعت اور سخاوت میں اس قدر بڑھے ہوئے کہ آپ کی نظیر کوئی شخص اولاد آدم میں پیدا نہیں ہوا سچ ہے:

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری — آنچه خوباں همه دارند تو تنها داری (ﷺ)

حضرت ابوطلحہ کا نام زید بن سہل انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ماں کے خاوند ہیں۔

٦٠٣٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: مَا سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ

(٦٠٣٤) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان نے خبر دی، ان سے ابن منکدر نے بیان کیا، انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کوئی چیز

فَقَالَ: لَا. [مسلم: ٦٠١٩]

مانگی ہو اور آپ ﷺ نے اس کے دینے سے انکار کیا ہو۔

تشریح: یہ آپ ﷺ کی مروت کا حال تھا بلکہ اگر چیز ہوتی تو اس وقت دے دیتے ورنہ اس سے وعدہ فرماتے کہ عنقریب تجھ کو یہ دے دوں گا۔ "و لا یلزم من ذلك ان لا یقولها اعتذارًا کما فی قوله تعالی: ﴿قل لا اجدما احملکم علیه﴾۔" (فتح جلد ۱۰/ صفحه ۵۶۱) یعنی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ چیز نہ ہونے کی صورت میں معذرت کے طور پر بھی ایسا نہ فرماتے جیسا کہ آیت مذکورہ میں ہے کہ آپ نے ایک موقع پر کچھ لوگوں سے فرمایا تھا کہ میرے پاس اس وقت تمہاری سواری کا جانور نہیں ہے۔

٦٠٣٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا إِذْ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ: ((إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا)). [راجع: ٣٥٥٩]

(٦٠٣٥) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، وہ ہم سے باتیں کرر ہے تھے اسی دوران انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بدگو تھے نہ بدزبانی کرتے تھے (کہ منہ سے گالیاں نکالیں) بلکہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: "تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔"

٦٠٣٦۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ بِبُرْدَةٍ فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: أَتَدْرُونَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ الشَّمْلَةُ. فَقَالَ سَهْلٌ: هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوجَةٌ فِيهَا حَاشِيَتُهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَكْسُوكَ هَذِهِ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ ﷺ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَلَبِسَهَا فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَحْسَنَ هَذِهِ فَاكْسُنِيهَا فَقَالَ: ((نَعَمْ)). فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لَامَهُ أَصْحَابُهُ قَالَ: مَا أَحْسَنْتَ حِينَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ ﷺ أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعَهُ فَقَالَ: رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِينَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَعَلِّي أُكَفَّنُ فِيهَا.

(٦٠٣٦) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان (محمد بن مطرف) نے بیان کیا، کہ مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں "بردہ" لے کر آئیں، پھر حضرت سہل نے موجودہ لوگوں سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ بردہ کیا چیز ہے؟ لوگوں نے کہا: بردہ شملہ کو کہتے ہیں۔ سہل نے کہا: ہاں لنگی جس میں حاشیہ بنا ہوا ہوتا ہے تو اس خاتون نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں یہ لنگی آپ کے پہننے کے لیے لائی ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے وہ لنگی ان سے قبول کر لی۔ اس وقت آپ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ نے اسے پہن لیا۔ صحابہ میں سے ایک صحابی (عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ) نے آنحضرت ﷺ کے بدن پر وہ لنگی دیکھی تو عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ بڑی عمدہ لنگی ہے، یہ آپ مجھے عنایت فرما دیجیے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لے لو۔" جب آپ ﷺ وہاں سے اٹھ کر تشریف لے گئے تو اندر جا کر وہ لنگی بدل کر تہ کر کے عبدالرحمن کو بھیج دی تو لوگوں نے ان صاحب کو ملامت سے کہا کہ تم نے آنحضرت ﷺ سے لنگی مانگ کر اچھا نہیں کیا تم نے دیکھا نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے اس طرح قبول

[راجع: ١٢٧٧]

کیا تھا گویا آپ کو اس کی ضرورت تھی۔ اس کے باوجود تم نے لنگی آنحضرت ﷺ سے مانگی، حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ سے جب بھی کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپ انکار نہیں کرتے۔ اس صحابی نے عرض کیا: صرف میں تو اس کی برکت کا امیدوار ہوں کہ آنحضرت ﷺ اسے پہن چکے تھے، میری غرض یہ تھی کہ میں اس لنگی میں کفن دیا جاؤں گا۔

تشریح: یہ بہت بڑے رئیس التجار بزرگ صحابی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے اس لنگی کا سوال اپنا کفن بنانے کے لئے کیا تھا، چنانچہ یہ اسی کفن میں دفن ہوئے۔ معلوم ہوا کہ جو سچے بزرگان دین اللہ والے ہوں ان کے ملبوسات سے اس طور پر برکت حاصل کرنا درست ہے۔ اللھم ارزقنا۔ آمین

٦٠٣٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ وَيُلْقَى الشُّحُّ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ)). قَالُوْا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: ((الْقَتْلُ الْقَتْلُ)). [راجع: ٨٥]

[مسلم: ٦٧٩٢؛ ابوداود: ٤٢٥٥]

(٦٠٣٧) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زمانہ جلدی جلدی گزرے گا اور (دین کا) علم دنیا میں کم ہو جائے گا اور دلوں میں بخیلی سما جائے گی اور لڑائی بڑھ جائے گی۔'' صحابہ نے عرض کیا: ہرج کیا ہوتا ہے؟ فرمایا: ''قتل وخون ریزی۔''

تشریح: مراد یہ کہ ایک حکومت دوسری حکومت پر چڑھے گی، لڑائیوں کا میدان گرم ہوگا لوگ دنیاوی دھندوں میں پھنس کر قرآن وحدیث کا علم حاصل کرنا چھوڑ دیں گے ہر شخص کو دولت جوڑنے کا خیال ہوگا اور بس۔

٦٠٣٨۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِينٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا يَقُولُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ. [راجع: ٢٧٦٨] [مسلم: ٦٠١٢]

(٦٠٣٨) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، انہوں نے سلام بن مسکین سے سنا، کہا میں نے ثابت سے سنا، کہا ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

تشریح: دس سال کی مدت کافی طویل ہوتی ہے مگر اس ساری مدت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی نہیں ڈانٹا نہ دھمکایا نہ کبھی آپ نے ان سے سخت کلامی فرمائی۔ یہ آپ کے حسن اخلاق کی دلیل ہے اور حقیقت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں کوئی شخص نرم دل خوش اخلاق پیدا نہیں ہوا۔ اللہ پاک اس پیارے رسول پر ہزار ہا ہزار درود وسلام نازل فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بَابٌ: كَيْفَ يَكُونُ الرَّجُلُ فِي أَهْلِهِ

باب: آدمی اپنے گھر میں کیسے رہے

٦٠٣٩۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

(٦٠٣٩) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا،

عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ. [راجع: ٦٧٦]

ان سے حکم نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ اپنے گھر کے کام کاج کرتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لیے مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ آپ بازار سے سودا لے آتے اور اپنا جوتا آپ ٹانک لیتے گویا امت کے لئے آپ سبق دے رہے تھے کہ آپ کاج مہا کاج انسان کا رویہ ہونا چاہیے: "المهنة بكسر الميم وبفتحها وانكر الأصمعي الكسر وفسرها هناك بخدمة اهله۔" (فتح الباری جلد ١٠/ صفحه ٥٦٥) یعنی لفظ مهنة میم کے زیر اور زبر ہر دو کے ساتھ جائز ہے اور گھر والوں کی خدمت پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللَّهِ

باب: نیک آدمی کی محبت اللہ پاک لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے

٦٠٤٠۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ)). [راجع: ٣٢٠٩]

(٦٠٤٠) ہم سے عمرو بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے، ان سے ابن جریج نے، کہا مجھے موسیٰ بن عقبہ نے خبر دی، انہیں نافع نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں فلاں بندہ سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر وہ تمام آسمان والوں میں آواز دیتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ اس کے بعد وہ زمین میں بھی (بندگانِ خدا کا) مقبول اور محبوب بن جاتا ہے۔"

تشریح: یہاں صرف ندا کا لفظ ہے اس لئے یہاں وہ تاویل بھی نہیں چل سکتی جو معتزلہ وغیرہ نے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے میں درخت میں کلام کرنے کی قوت پیدا کر دی تھی پس ان لوگوں کا مذہب باطل ہوا جو کہتے ہیں کہ اللہ کے کلام میں حرف اور صوت نہیں ہے گویا اللہ ان کے نزدیک گونگا ہے۔ استغفر الله ونعوذ بالله من هذه الخرافات۔ روایت میں مقبولان الٰہی کے لئے عام محبت کا ذکر ہے مگر یہ محبت اللہ کے بندوں ہی کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے ابو جہل اور ابولہب جیسے بد بخت پھر بھی محروم رہ جاتے ہیں۔

بَابُ الْحُبِّ فِي اللَّهِ

باب: اللہ کی محبت رکھنے کی فضیلت

٦٠٤١۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يُحِبَّ

(٦٠٤١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "کوئی شخص ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اس

الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ وَحَتَّى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ وَحَتَّى يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا)). [راجع: ١٦]

[مسلم: ١٦٥؛ نسائي: ٥٠٠٣]

وقت تک نہیں پاسکتا جب تک وہ اگر کسی شخص سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ کے لیے کرے اور اسے آگ میں ڈالا جانا اچھا لگے اس بات سے کہ ایمان کے بعد جب اللہ نے اسے کفر سے چھڑا دیا، پھر کافر ہو جانا اسے پسند نہ ہو اور جب تک اللہ اور اس کے رسول سے اسے ان کے سوا دوسری تمام چیزوں کے مقابلے میں زیادہ محبت نہ ہو۔"

تشریح: اس حدیث سے مقلدین جامدین کو نصیحت لینی چاہیے جب تک اللہ اور رسول کی محبت تمام جہانوں کے لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔ ایمان پورا نہیں ہوسکتا۔ اللہ اور رسول کی محبت تمام جہان سے زیادہ ہونی چاہیے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ارشاد پر جان و مال قربان کرے، جہاں قرآن کی آیت یا حدیث صحیح مل جائے، بس اب کسی امام یا مجتہد کا قول نہ ڈھونڈے۔ اللہ اور رسول کے ارشاد کو سب پر مقدم رکھے، تب جا کر ایمان کامل حاصل ہوگا۔ اللھم ارزقنا۔ آمین

"حتى يكون الله ورسوله الخ معناه من استكمل الايمان علم ان حق الله ورسوله آكد عليه من حق ابيه وامه وولده وجميع الناس...... الخ۔" (فتح الباری جلد ١٠/ صفحه٥٦٨) اللہ و رسول کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ایمان کامل کرلیا وہ جان گیا کہ اللہ اور رسول کی محبت کا حق اس کے ذمہ اس کے باپ اور ماں اور اولاد اور بیوی اور سب لوگوں کے حقوق سے بہت ہی زیادہ بڑھ کر ہے اور اللہ و رسول کی محبت کی علامت یہ ہے کہ شریعت اسلامی کی حمایت کی جائے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو جواب دیا جائے اور اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق فاضلہ جیسے اخلاق پیدا کیے جائیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں فرمانا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾. [الحجرات: ١١]

"اے ایمان والو! کوئی قوم کسی دوسری قوم کا مذاق نہ بنائے اسے حقیر نہ جانا جائے کہ کیا معلوم شاید وہ ان سے اللہ کے نزدیک بہتر ہو۔ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ تک۔"

٦٠٤٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفُسِ وَقَالَ: ((بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا)). وَقَالَ الثَّوْرِيُّ وَوُهَيْبٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ: ((جَلْدَ الْعَبْدِ)). [راجع: ٣٣٧٧]

(٦٠٤٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے کسی ریح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "تم میں سے کس طرح ایک شخص اپنی بیوی کو زور سے مارتا ہے جیسے اونٹ، حالانکہ اس کو پوری امید ہے کہ شام میں اسے وہ گلے لگائے گا۔" اور ثوری، وہیب اور ابو معاویہ نے ہشام سے بیان کیا کہ (جانور کی طرح) کے بجائے لفظ "غلام کی طرح" کا استعمال کیا۔

تشریح: گوز آنا ایک فطری امر ہے جو ہر انسان کے لئے لازم ہے، پھر ہنسنا انتہائی حماقت ہے۔ اکثر چھوٹے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گوز کی آواز سن کر ہنستے اور مذاق بنا لیتے ہیں۔ یہ حرکت انتہائی مذموم ہے۔ ایسے ہی اپنی عورت کو جانوروں کی طرح بے تحاشا مارنا کسی بدعقل ہی کا کام

ہوسکتا ہے۔

٦٠٤٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى: ((أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((بَلَدٌ حَرَامٌ أَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((شَهْرٌ حَرَامٌ)) قَالَ: ((فَإِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا)). [راجع: ١٧٤٢]

(۶۰۴۳) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، کہا ہم کو عاصم بن محمد بن زید نے خبر دی، کہا انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (حجۃ الوداع) کے موقع پر منیٰ میں فرمایا: ''تم جانتے ہو یہ کونسا دن ہے؟'' صحابہ بولے: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''تو یہ حرمت والا دن ہے۔ تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''یہ حرمت والا شہر ہے۔ تم جانتے ہو یہ کونسا مہینہ ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم بولے: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا: ''یہ حرمت والا مہینہ ہے۔'' پھر فرمایا: ''بلا شبہ اللہ نے تم پر تمہارے (ایک دوسرے کا) خون، مال اور عزت اسی طرح حرام کیا ہے جیسے اس دن اس نے تمہارے اس مہینہ اور تمہارے اس شہر کو حرمت والا بنایا ہے۔''

تشریح: حدیث کا مضمون کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں ہے۔ ایک مؤمن کی عزت فی الواقع بڑی اہم چیز ہے گویا اس کی عزت اور حرمت مکہ شہر جیسا مقام رکھتی ہے پس اس کی بے عزتی کرنا مکہ مکرمہ کی بے عزتی کرنے کے برابر ہے۔ مؤمن کا خون ناحق کعبہ کے ڈھادینے کے برابر ہے مگر کتنے لوگ ہیں جو ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں اہل اسلام کی باہمی حالت پر صد درجہ افسوس ہوتا ہے۔ اس مقام پر صحیح بخاری کا مطالعہ فرمانے والے نیک دل مسلمانوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعبہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا تھا کہ بے شک کعبہ ایک معزز گھر ہے اس کی تقدیس میں کوئی شبہ نہیں مگر ایک مؤمن و مسلمان کی عزت و حرمت بھی بہت بڑی چیز ہے اور کسی مسلمان کی بے عزتی کرنے والا کعبہ شریف کو ڈھادینے والے کے برابر ہے۔ قرآن پاک میں اللہ نے فرمایا: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ (۴۹/الحجرات: ۱۰) مسلمان مؤمن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ پس آپس میں اگر کچھ ناچاقی بھی ہو جائے تو ان کی صلح صفائی کرا دیا کرو۔ ایک حدیث میں آپس کی صلح صفائی کرا دینے کو نفل نمازوں اور روزوں سے بھی بڑھ کر نیک عمل بتلایا گیا ہے۔ پس مطالعہ فرمانے والے بھائیوں بہنوں کا اہم ترین فرض ہے کہ وہ آپس میں میل محبت رکھیں اور اگر آپس میں کچھ ناراضگی بھی پیدا ہو جائے تو اسے رفع دفع کر دیا کریں مؤمن جنتی بندوں کی قرآن میں یہ علامت بتائی گئی ہے کہ وہ غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں سے ان کی غلطیوں کو معاف کر دینے والے ہوا کرتے ہیں۔ نماز روزہ کے مسائل پر توجہ دینا جتنا ضروری ہے اتنا ہی ضروری یہ بھی ہے کہ ایسے مسائل پر بھی توجہ دی جائے اور آپس میں زیادہ سے زیادہ میل محبت، اخوت، بھائی چارہ بڑھایا جائے، حسد کینہ دلوں میں رکھنا سچے مسلمانوں کی شان نہیں:

اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی — یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ — باب: گالی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت

٦٠٤٤ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(۶۰۴۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان

شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ)). تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ٤٨] [مسلم: ٢٢١؛ ترمذي: ١٩٨٣، ٢٦٣٥؛ نسائي: ٤١٢١، ٤١٢٢، ٤١٢٣، ٤١٢٤]

کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، کہا میں نے ابو وائل سے سنا اور وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے تھے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔'' غندر نے شعبہ سے روایت کرنے میں سلیمان کی متابعت کی ہے۔

٦٠٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا يَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ)). [راجع: ٣٥٠٨]

(٦٠٤٥) ہم سے ابو معمر عبداللہ بن عمرو نے بیان کیا، کہا ہم سے عبد الوارث نے بیان کیا، ان سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن یعمر نے بیان کیا، ان سے ابو اسود دؤلی نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔''

٦٠٤٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ ابْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: ((مَا لَهُ تَرِبَ جَبِيْنُهُ)). [راجع: ٦٠٣١]

(٦٠٤٦) ہم سے محمد بن سنان نے بیان کیا، کہا ہم سے فلیح بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ہلال بن علی نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو نہیں تھے، نہ آپ لعنت ملامت کرنے والے تھے اور نہ گالی دیتے تھے، آپ کو بہت غصہ آیا تو صرف اتنا کہہ دیتے: ''اسے کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی میں خاک لگے۔''

تشریح: آپ کا یہ فرمانا بھی بطریق بددعا کے اثر نہ کرتا کیونکہ آپ نے اللہ پاک سے یہ عرض کر لیا تھا۔ یارب! اگر میں کسی کو برا کہہ دوں تو اس کے لئے اس میں بہتری ہی فرمانا۔

٦٠٤٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ ابْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ ابْنَ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ

(٦٠٤٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے، کہا ہم سے علی بن مبارک نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابو قلابہ نے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اصحاب شجر (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے، انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائے (کہ اگر میں نے فلاں

عَلَى مِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٦٣]

کام کیا تو میں نصرانی ہوں، یہودی ہوں) تو وہ ایسا ہو جائے گا جیسے کہ اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر صحیح نہیں ہوتی جو اس کے اختیار میں نہ ہوں اور جس نے دنیا میں کسی چیز سے خودکشی کر لی اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہوگا اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو یہ اس کے خون کرنے کے برابر ہے اور جو شخص کسی مسلمان کو کافر کہے تو وہ ایسا ہے جیسے اس کا خون کیا۔''

تشریح: حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ ان بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ایک درخت کے نیچے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر جہاد کی بیعت کی تھی جس کا ذکر سورۂ فتح میں ہے کہ اللہ ان مؤمنوں سے راضی ہو گیا، جو درخت کے نیچے برضا و رغبت جہاد کی بیعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کر رہے تھے حدیث کا مضمون ظاہر ہے۔

٦٠٤٨ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَدِيُّ ابْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ)). قَالَ: فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: تَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَقَالَ: أَتُرَى بِي بَأْسٌ؟ أَمَجْنُونٌ أَنَا؟ إِذْهَبْ. [راجع: ٣٢٨٢]

(٦٠٤٨) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ میں نے سلیمان بن صرد سے سنا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمیوں نے آپس میں گالی گلوچ کی ایک صاحب کو غصہ آ گیا اور بہت زیادہ آیا، ان کا چہرہ پھول گیا اور رنگ بدل گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا: ''مجھے ایک کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ (غصہ کرنے والا شخص) اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے گا۔'' چنانچہ ایک صاحب نے جا کر غصہ ہونے والے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا اور کہا: شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ۔ وہ کہنے لگا: کیا مجھے دیوانہ سمجھا ہے، کیا مجھے کوئی روگ لگا ہے؟ جا اپنا راستہ لے۔

تشریح: یہ شخص منافق تھا یا کافر تھا جس نے ایسا گستاخانہ جواب دیا یا کوئی اکھڑ بدوی تھا وہ کلمہ جو آپ بتلانا چاہتے تھے وہ: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔" تھا (قسطلانی)

٦٠٤٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: حَدَّثَنِي عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحَى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَرَجْتُ

(٦٠٤٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے حمید نے بیان کیا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو لیلۃ القدر کی بشارت دینے کے لیے حجرے سے باہر تشریف لائے، لیکن مسلمانوں کے دو آدمی اس وقت آپس میں کسی بات پر لڑنے لگے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

لِأُخْبِرَكُمْ فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِنَّهَا رُفِعَتْ وَعَسَى أَنْ يَكُونَ خَيْرًا لَكُمْ فَالْتَمِسُوهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ)). [راجع: ٤٩]

فرمایا: ''میں تمہیں (لیلۃ القدر) کے متعلق بتانے کے لیے نکلا تھا لیکن فلاں فلاں آپس میں لڑنے لگے اور (میرے علم سے) وہ اٹھالی گئی۔ ممکن ہے کہ یہی تمہارے لیے اچھا ہو۔ اب تم اسے ۲۹ رمضان اور ۲۷ رمضان اور ۲۵ رمضان کی راتوں میں تلاش کرو۔''

تشریح: ان کے علاوہ دیگر طاق راتوں میں کبھی کبھی لیلۃ القدر کا امکان ہوسکتا ہے جیسا کہ دوسری روایات میں آیا ہے۔

٦٠٥٠۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُورِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدًا فَقُلْتُ: لَوْ أَخَذْتَ هَذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ فَقَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً فَنِلْتُ مِنْهَا فَذَكَرَنِي إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لِي: ((أَسَابَبْتَ فُلَانًا؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ)) قُلْتُ: عَلَى سَاعَتِي هَذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ؟ قَالَ: ((نَعَمْ هُمْ إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَمَنْ جَعَلَ اللَّهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ)). [راجع: ٣٠]

(٦٠٥٠) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، ان سے معرور نے اور ان سے حضرت ابوذر نے، معرور نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر کے جسم پر ایک چادر دیکھی اور ان کے غلام کے جسم پر بھی ایک ویسی ہی چادر تھی، میں نے عرض کیا: اگر اپنے غلام کی چادر لے لیں اور اسے بھی پہن لیں تو ایک رنگ کا جوڑا ہو جائے غلام کو دوسرا دے دیں۔ حضرت ابوذر نے اس پر کہا: مجھ میں اور ایک صاحب (بلال) میں تکرار ہوگئی تھی اور ان کی ماں عجمی تھیں، میں نے اس بارے میں ان کو طعنہ دیا انہوں نے جا کر یہ بات نبی کریم ﷺ سے کہہ دی۔ آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اس سے جھگڑا کیا ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ دریافت کیا: ''تم نے اسے اس کی ماں کی وجہ سے طعنہ دیا ہے؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اندر ابھی جاہلیت کی بو آتی ہے۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اس بڑھاپے میں بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، یاد رکھو! یہ (غلام بھی) تمہارے بھائی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہاری ماتحتی میں دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ جس کی ماتحتی میں بھی اس کے بھائی کو رکھے اسے چاہیے کہ جو وہ کھائے اسے بھی کھلائے اور جو وہ پہنے اسے بھی پہنائے اور اگر اسے کوئی ایسا کام کرنے کے لیے کہنا ہی پڑے جو مشکل ہو تو اس کام میں اس کی مدد کرے۔''

تشریح: اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے تاحیات یہ عمل بنالیا کہ جو خود پہنتے وہی اپنے غلاموں کو پہناتے جسکا ایک نمونہ یہاں مذکور ہے ایسے لوگ آج کل کہاں ہیں جو اپنے نوکروں خادموں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ

باب: کسی آدمی کی نسبت یہ کہنا کہ لمبا یا پستہ قد ہے

نَحْوَ قَوْلِهِمْ: الطَّوِيلُ وَالْقَصِيرُ

وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ؟)) [راجع: ٤٨٢] وَمَا لَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ.

بشرطیکہ اس کی تحقیر کی نیت نہ ہو غیبت نہیں ہے اور نبی اکرم ﷺ نے خود فرمایا: ''ذوالیدین، یعنی لمبے ہاتھوں والا کیا کہتا ہے۔'' اس طرح ہر بات جس سے عیب بیان کرنا مقصود نہ ہو، جائز ہے۔

٦٠٥١ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ ﷺ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَامَ إِلَى خَشَبَةٍ فِي مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ وَيَخْرُجُ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوا: قَصُرَتِ الصَّلَاةُ؟ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوهُ ذَا الْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَنَسِيتَ أَمْ قَصُرَتْ؟ فَقَالَ: ((لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تَقْصُرْ)) قَالَ: بَلْ نَسِيتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ)) فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ. [راجع: ٤٨٢]

(٦٠٥١) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا اس کے بعد آپ ﷺ مسجد کے آگے کے حصہ یعنی دالان میں ایک لکڑی پر سہارا لے کر کھڑے ہو گئے اور اس پر اپنا ہاتھ رکھا، حاضرین میں ابوبکر اور عمر بھی موجود تھے مگر آپ ﷺ کے دبدبے کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور جلد باز لوگ مسجد سے باہر نکل گئے۔ آپس میں صحابہ نے کہا کہ شاید نماز میں رکعات کم ہو گئیں ہیں اسی لیے آپ ﷺ نے ظہر کی نماز چار کی بجائے صرف دو ہی رکعات پڑھائی ہیں۔ حاضرین میں ایک صحابی تھے جنہیں آپ ''ذوالیدین'' (لمبے ہاتھوں والا) کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے، انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! نماز کی رکعات کم ہو گئیں ہیں یا آپ بھول گئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعات کم ہوئی ہیں۔'' صحابہ نے عرض کیا: نہیں! یا رسول اللہ! آپ بھول گئے ہیں، چنانچہ آپ نے یاد کر کے فرمایا: ''ذوالیدین نے صحیح کہا ہے۔'' پھر آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعات اور پڑھائیں، پھر سلام پھیرا اور تکبیر کہہ کر سجدہ (سہو) میں گئے، نماز کے سجدہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبا سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہہ کر پھر سجدہ میں گئے پہلے سجدہ کی طرح یا اس سے بھی لمبا۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔

تشریح: پس اس کے بعد قعدہ نہیں کیا نہ دوسرا سلام پھیرا۔ جیسا کہ بعض کیا کرتے ہیں اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ بھولے سے اگر نماز میں بات کر لے یا یہ سمجھ کر نماز پوری ہو گئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی مگر بعض لوگ اس کے بھی خلاف کرتے ہیں۔ حدیث میں ایک شخص کو لمبے ہاتھوں والا کہا گیا سو ایسا ذکر جائز ہے بشرطیکہ اس کی تحقیر کرنا مقصود نہ ہو اگر کوئی کہے کہ ذوالیدین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ بہادر ہو گیا یہ کیونکر ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ذوالیدین ایک عامی آدمی تھا ایسے لوگ بے تکلفی برت جاتے ہیں لیکن مقرب لوگ بہت ڈرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سب لوگوں سے زیادہ اللہ سے ڈرتے اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والے اور بڑی محنت اٹھانے والے تھے۔ (ﷺ)

بَابُ الْغِيبَةِ
باب: غیبت کے بیان میں

وَقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ﴾ [الحجرات: ١٢]

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: ''اور تم میں بعض، بعض کی غیبت نہ کرے کیا تم میں کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، تم اسے ناپسند کرو گے اور اللہ سے ڈرو، یقیناً اللہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔''

تشریح: غیبت یہ کہ پیٹھ کے پیچھے کسی بھائی کی ایسی عیب جوئی کرے جو اس کو ناگوار ہو یہ غیبت کرنا بدترین گناہ ہے: "قال ابن الا ثیر فی النهاية الغيبة ان تذكر الانسان فی غيبته بسوء وان كان فيه۔" (فتح جلد ١٠/ صفحه ٥٧٥)

٦٠٥٢ـ حَدَّثَنِي يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا هَذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ وَأَمَّا هَذَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)). ثُمَّ دَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ فَغَرَسَ عَلَى هَذَا وَاحِدًا وَعَلَى هَذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)). [راجع: ٢١٦]

(٦٠٥٢) مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ بلخی نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے مجاہد سے سنا، وہ طاؤس سے بیان کرتے تھے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: ''ان دونوں قبروں کے مردوں کو عذاب ہو رہا ہے اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں گرفتار نہیں ہیں بلکہ یہ (ایک قبر کا مردہ) اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا (یا پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا) اور یہ (دوسری قبر والا مردہ) چغل خور تھا۔'' پھر آپ ﷺ نے ایک ہری شاخ منگائی اور اسے دو ٹکڑوں میں چیر کر دونوں قبروں پر گاڑ دیا اس کے بعد فرمایا: ''جب تک یہ شاخیں سوکھ نہ جائیں اس وقت تک شاید ان دونوں کا عذاب ہلکا رہے۔''

تشریح: یہ ہری ٹہنی گاڑنے کا عمل آپ کے ساتھ خاص تھا۔ اس لئے کہ آپ کو قبروں والوں کا صحیح حال معلوم ہو گیا تھا اور یہ معلوم ہونا بھی آپ ہی کے ساتھ خاص تھا۔ آج کوئی نہیں جان سکتا کہ قبر والا کس حال میں ہے، لہٰذا کوئی اگر ٹہنی گاڑے تو وہ بے کار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((خَيْرُ دُورِ الْأَنْصَارِ))
باب: نبی کریم ﷺ کا فرمانا: ''انصار کے سب گھروں میں فلانا گھرانہ بہتر ہے''

تشریح: اس باب سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ کسی شخص کی یا قوم کی فضیلت بیان کرنا اس کو دوسرے اشخاص یا اقوام پر ترجیح دینا غیبت میں داخل نہیں ہے۔

٦٠٥٣ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ

(٦٠٥٣) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابو زناد نے، ان سے ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت

السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُو النَّجَّارِ)). [راجع: ٣٧٨٩]

ابواسید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''قبیلہ انصار میں سب سے بہتر گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے۔''

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

باب: مفسد اور شریر لوگوں کی یا جن پر گمان غالب برائی کا ہو ان کی غیبت درست ہونا

تشریح: تاکہ دوسرے مسلمان ان کے شر سے بچے رہیں۔

٦٠٥٤ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ أَوِ ابْنُ الْعَشِيرَةِ)). فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْتَ الَّذِي قُلْتَ لَهُ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ قَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)). [راجع: ٦٠٣٢]

(٦٠٥٤) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، انہوں نے محمد بن منکدر سے سنا، انہوں نے عروہ بن زبیر سے سنا اور انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے اجازت دے دو فلاں قبیلے کا یہ برا آدمی ہے۔'' جب وہ شخص اندر آیا تو آپ نے اس کے ساتھ بڑی نرمی سے گفتگو کی، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کو اس کے متعلق جو کچھ کہنا تھا وہ ارشاد فرمایا اور پھر اس کے ساتھ نرم گفتگو کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! وہ آدمی بدترین ہے جسے اس کی بدکلامی کے ڈر سے لوگ چھوڑ دیں۔''

تشریح: یہ حقیقت تھی کہ وہ برا آدمی ہے مگر میں تو برا نہیں ہوں مجھے تو اپنی نیک عادت کے مطابق ہر برے بھلے آدمی کے ساتھ نیک خو ہی برتنی ہوگی۔ صدق رسول اللہ ﷺ۔

بَابُ النَّمِيمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

باب: چغل خوری کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے

تشریح: "وهي نقل مكروه بقصد الافساد ......الخ۔" (قسطلانی) یعنی فساد کرانے کے لئے کسی کی برائی کسی اور کے سامنے نقل کرنا۔ چغل خور ایک ساعت میں اتنا فساد پھیلا سکتا ہے کہ کوئی جادوگر اتنا فساد ایک مہینے میں بھی نہیں کرا سکتا، اس لیے یہ کبیرہ گناہ ہے۔

٦٠٥٥ـ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ: قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبِيدَةُ ابْنُ حُمَيْدٍ أَبُو عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ بَعْضِ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِي قُبُورِهِمَا فَقَالَ: ((يُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ

(٦٠٥٥) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبیدہ بن حمید ابو عبدالرحمن نے خبر دی، انہیں منصور بن معتمر نے، انہیں مجاہد نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے کسی باغ سے تشریف لائے تو آپ ﷺ نے دو (مردہ) انسانوں کی آواز سنی جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہیں عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے انہیں عذاب نہیں ہو رہا ہے۔

كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ)). ثُمَّ دَعَا بِجَرِيدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هَذَا فَقَالَ: ((لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَيْبَسَا)). [راجع: ٢١٦]

ان میں سے ایک شخص پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔" پھر آپ نے کھجور کی ایک ہری شاخ منگوائی اور اسے دو حصوں میں توڑا اور ایک ٹکڑا ایک کی قبر پر اور دوسرا دوسرے کی قبر پر گاڑ دیا۔ پھر فرمایا: "شاید کہ ان کے عذاب میں اس وقت تک کے لیے کمی کر دی جائے جب تک یہ سوکھ نہ جائیں۔"

تشریح: اس روایت میں بڑے گناہ سے وہ گناہ مراد ہیں جن پر حد مقرر ہے، جیسے زنا، چوری وغیرہ اس لئے ترجمہ باب کے خلاف نہ ہوگا، ترجمہ باب میں کبیرہ سے لغوی معنی بڑا گناہ مراد ہے کہتے ہیں کہ ہر درخت یا ہری ٹہنی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اس کی برکت سے صاحب قبر پر تخفیف ہو جاتی ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ ہی کی خصوصیت تھی اور کسی کے لئے یہ نہیں ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيمَةِ

باب: چغل خوری کی برائی کا بیان

وَقَوْلِهِ: ﴿هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ [القلم: ١١] ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ [الهمزة: ١] يَهْمِزُ وَيَلْمِزُ وَيَعِيبُ:

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ قلم میں فرمایا: "عیب جو، چغل خور" اور سورۂ ہمزہ میں فرمایا: "ہر عیب جو آوازے کسنے والے کی خرابی ہے۔" یہمز ویلمز اور یعیب سب کے معنی ایک ہیں۔ یعنی عیب بیان کرتا ہے طعنے مارتا ہے۔

٦٠٥٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلًا يَرْفَعُ الْحَدِيثَ إِلَى عُثْمَانَ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ)). [مسلم: ٢٨٧؛ ابوداود: ٤٨٧١؛ ترمذي: ٢٠٢٦]

(٦٠٥٦) ہم سے ابونعیم (فضل بن دکین) نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے ہمام بن حارث نے بیان کیا کہ ہم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے، ان سے کہا گیا کہ ایک شخص ایسا ہے جو یہاں کی باتیں عثمان رضی اللہ عنہ سے جا لگاتا ہے۔ اس پر حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: "جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔"

تشریح: وہ شخص جھوٹی باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچایا کرتا تھا۔ اس پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث ان کو سنائی۔ قاضی عیاض نے کہا کہ قتات اور نمام کا ایک ہی معنی ہے بعض نے فرق کیا کہ نمام تو وہ ہے کہ جو قضیہ کے وقت موجود ہو پھر جا کر دوسروں کے سامنے اس کی چغلی کرے اور قتات وہ ہے جو بغیر دیکھے محض سن کر چغل خوری کرے، بہر حال قتات اور نمام دونوں حدیث بالا کی وعید میں داخل ہیں: "وقال الليث الهمزة من يغتابك بالغيب واللمزة من يغتابك فى وجهك." یعنی ہمزہ وہ لوگ جو، پیٹھ پیچھے تیری برائی کریں اور لمزہ وہ جو سامنے برائی کریں۔ (فتح الباری)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ: ﴿وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾ [الحج: ٣٠]

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ حج میں فرمانا: "اور اے ایمان والو! جھوٹ بات بولنے سے پرہیز کرتے رہو"

٦٠٥٧ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

(٦٠٥٧) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، ان سے سعید مقبری نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی

أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ)) قَالَ أَحْمَدُ: أَفْهَمَنِي رَجُلٌ إِسْنَادَهُ. [راجع: ١٩٠٣]

کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (روزہ کی حالت میں) جھوٹی بات کرنا فریب کرنا اور جہالت کی باتوں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے۔'' احمد بن یونس نے کہا: یہ حدیث میں نے سنی تو تھی میں اس کی سند بھول گیا تھا جو مجھے ایک شخص (ابن ابی ذئب) نے بتلا دی۔

تشریح: یعنی جب جھوٹ فریب بری باتیں نہ چھوڑیں تو روزہ محض فاقہ ہوگا، اللہ کو ہماری فاقہ کشی کی ضرورت نہیں ہے وہ تو یہ جانتا ہے کہ ہم روزہ رکھ کر بری باتوں اور بری عادتوں سے پرہیز کریں اور نفسانی خواہشوں کو عقل سلیم اور شرع مستقیم کے تابع کر دیں۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

باب: منہ دیکھی بات کرنے والے (دوغلے) کے بارے میں

٦٠٥٨ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَجِدُ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهَؤُلَاءِ بِوَجْهٍ)). [راجع: ٣٤٩٤]

(٦٠٥٨) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوصالح نے بیان کیا، ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم قیامت کے دن اللہ کے ہاں اس شخص کو سب سے بدتر پاؤ گے جو کچھ لوگوں کے سامنے ایک رخ سے آتا ہے اور دوسروں کے سامنے دوسرے رخ سے جاتا ہے۔''

تشریح: ہر جگہ لگی لپٹی بات کہتا ہے۔ دورخا آدمی وہ ہے کہ ہر فریق سے ملا رہے، جس کی صحبت میں جائے ان کی سی کہے۔ یعنی رکابی مذہب والا (با مسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام) "قال القرطبی انما کان ذو الوجهين شر الناس لأن حاله حال المنافق۔" (فتح جلد ١٠/ صفحہ ٥٨٢) یعنی منہ دیکھی بات کرنے والا بدترین آدمی ہے اس لئے کہ اس کا منافق جیسا حال ہے۔

بَابُ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيهِ

باب: اگر کوئی شخص دوسرے شخص کی گفتگو جو اس نے کسی کی نسبت کی ہو اس سے بیان کرے

تشریح: "اراد البخاری بالترجمة بيان جواز النقل على وجه النصيحة لكون النبیﷺ لم ينكر على ابن مسعود نقله مانقل كل عقيب من محول المنقول عنه ثم حلم عنه......" (فتح جلد ١٠/ صفحہ ٥٨٣) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ باب سے خیر خواہی کے طور پر ایسی بات کو نقل کرنے کا جواز ثابت کرنا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نقل کرنا یہاں مذکور ہے۔

٦٠٥٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللَّهِ! مَا أَرَادَ

(٦٠٥٩) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، انہیں اعمش نے، انہیں ابووائل نے اور ان سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! محمد کو اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہ

مُحَمَّدٌ بِهَذَا وَجْهَ اللَّهِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ: ((رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

تھی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس شخص کی یہ بات آپ کو سنائی تو آپ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذا دی گئی، لیکن انہوں نے صبر کیا۔''

تشریح: یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اس کا نام معتب بن قشیر تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کی دیانت وامانت پر حملہ کیا حالانکہ آپ سے بڑھ کر امین ودیانت دار انسان کوئی دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا جس کی امانت کے کفار مکہ بھی قائل تھے جو آپ کو صادق اور امین کے نام سے پکارا کرتے تھے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

باب: کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا منع ہے

تشریح: تمادح مدح سے تفاعل کا مصدر ہے جو دو آدمیوں کا ایک دوسرے کی جا وبے جا تعریف کرنے پر بولا جاتا ہے، من تراحاجی بگویم تو مرا ناجی بگو. شریعت نے ایسی مدح سے روکا ہے۔

٦٠٦٠ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُثْنِي عَلَى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ: ((أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ)). [راجع: ٢٦٦٣]

(٦٠٦٠) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبداللہ بن ابو بردہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سنا، ایک شخص دوسرے شخص کی تعریف کر رہا ہے اور تعریف میں بہت مبالغہ سے کام لے رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے اسے ہلاک کر دیا یا (یہ فرمایا) تم نے اس شخص کی کمر کو توڑ دیا۔''

تشریح: حافظ نے کہا مجھ کو ان دونوں شخصوں کے نام معلوم نہیں ہوئے لیکن امام احمد اور بخاری کی روایت "ادب المفرد" سے معلوم ہوتا ہے کہ تعریف کرنے والا محجن بن ادرح تھا اور جس کی تعریف کی تھی شاید وہ عبداللہ بن ذوالبجادین ہوگا۔ (وحیدی)

٦٠٦١ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)). يَقُولُهُ مِرَارًا: ((إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ وَحَسِيبُهُ اللَّهُ وَلَا يُزَكِّي عَلَى اللَّهِ أَحَدًا)) وَقَالَ وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ: ((وَيْلَكَ)). [راجع: ٢٦٦٣]

(٦٠٦١) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عبدالرحمن بن ابی بکرہ نے، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو ایک دوسرے شخص نے ان کی مبالغہ سے تعریف کی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تم نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔'' آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا: ''اگر تمہارے لیے کسی کی تعریف کرنی ضروری ہو تو یہ کہنا چاہیے کہ میں اس کے متعلق ایسا خیال کرتا ہوں، باقی علم اللہ کو ہے وہ ایسا ہے۔ اگر اسے یہ معلوم ہو کہ وہ ایسا ہی ہے اور یوں نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہی ہے۔'' اور وہیب نے اسی سند کے ساتھ خالد سے یوں روایت کی ''ارے تیری خرابی تو نے اس کی گردن کاٹ ڈالی۔'' یعنی لفظ ویحک کے

بجائے لفظ "ویلك" بیان کیا۔

تشریح: لفظ ویحك کلمہ رحمت ہے اور ویلك کلمہ عذاب ہے، مطلب یہ ہوگا کہ جس کے لئے ویحك بولا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ افسوس تجھ پر اللہ رحم کرے اور جس پر لفظ ویلك بولیں گے تو معنی یہ ہوگا کہ افسوس اللہ تجھ پر عذاب کرے۔ تعریف میں، اسی طرح ہجو میں مبالغہ کرنا، بیہودہ شاعروں اور خوشامدی لوگوں کا کام ہے ایسی تعریف سے وہ شخص جس کی تعریف کرو پھول کر مغرور بن جاتا ہے اور جہل مرکب میں گرفتار ہو کر رہ جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَثْنَى عَلَى أَحَدٍ بِمَا يَعْلَمُ

باب: کسی کو اپنے مسلمان بھائی کا جتنا حال معلوم ہو اتنی ہی (بلا مبالغہ) تعریف کرے تو یہ جائز ہے

وقَالَ سَعْدٌ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ لِأَحَدٍ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ. [راجع: ٣٨١٢]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کسی شخص کے متعلق جو زمین پر چلتا پھرتا ہو، یہ کہتے نہیں سنا کہ یہ جنتی ہے سوائے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔

تشریح: آپ سے ایسی بشارت تو بہت سے لوگوں کے لئے ثابت ہے بعض لوگوں نے کہا کہ یہود میں یہ بشارت سوائے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نہیں دی ورنہ عشرہ مبشرہ اور بہت صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے آپ کی بشارات موجود ہیں۔ صرف حضرت صدیق اکبر و عمر فاروق و عثمان غنی و حضرت علی رضی اللہ عنہم کو آپ نے بارہا فرمایا کہ تم جنتی ہو۔ عشرہ مبشرہ مشہور ہیں۔

٦٠٦٢ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ إِزَارِي يَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّيْهِ قَالَ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ)). [راجع: ٣٦٦٥]

(٦٠٦٢) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے ان کے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ کو ازار لٹکانے کے بارے میں جو کچھ فرمانا تھا جب آپ ﷺ نے فرمایا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرا تہبند ایک طرف سے لٹکنے لگتا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم ان تکبر کرنے والوں میں سے نہیں ہو۔"

تشریح: ٹخنوں سے نیچے تہبند یا جامہ لٹکانا مرد کے لئے برا ہے کیونکہ یہ تکبر کی نشانی ہے۔ گاہے کسی کا تہبند یوں ہی بغیر تکبر کے لٹک جائے تو امر دیگر ہے مگر اس عادت سے بچنا لازم ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ نحل میں فرمانا:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَى وَيَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ﴾ [النحل: ٩٠] وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ [يونس: ٢٣] ﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ﴾ [الحج: ٦٠]

"اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف اور احسان سے رشتہ داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور تمہیں فحش، منکر اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے، شاید کہ تم نصیحت حاصل کرو۔" اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ یونس میں فرمان: "بلاشبہ تمہاری سرکشی اور ظلم تمہاری ہی جانوں پر آئے گا۔" اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ حج میں فرمان: "پھر اس پر ظلم کیا گیا تو اللہ اس کی یقیناً مدد کرے گا۔" اور اس

وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلَى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ. باب میں فساد بھڑکانے کی برائی کا بھی بیان ہے مسلمان پر ہو یا کافر پر۔

تشریح: یہ مطلب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جادو کی حدیث ذیل سے نکالا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب میں فرمایا تھا کہ اللہ نے اب مجھ کو تندرست کر دیا۔ اب میں نے فساد بھڑکانا اور شور پھیلانا مناسب نہ سمجھا کیونکہ لبید بن اعصم نے جادو کیا تھا وہ کافر تھا میں اسے شہرت دوں تو خطرہ ہے کہ لوگ لبید کو پکڑیں سزا دیں خواہ مخواہ شورش پیدا ہو۔ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندی ظاہر ہے۔

٦٠٦٣- حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ كَذَا وَكَذَا يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِي أَهْلَهُ وَلَا يَأْتِي قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِي ذَاتَ يَوْمٍ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِي أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ أَتَانِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ وَالْآخَرُ عِنْدَ رَأْسِي فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ: مَطْبُوبٌ يَعْنِي مَسْحُورٌ قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ قَالَ: وَفِيمَ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ تَحْتَ رَعُوفَةٍ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ)) فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((هَذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي أُرِيتُهَا كَأَنَّ رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِينِ وَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ)) فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ فَأُخْرِجَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَهَلَّا؟ تَعْنِي تَنَشَّرْتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَمَّا اللَّهُ فَقَدْ شَفَانِي وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا)). قَالَتْ: وَلَبِيدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي زُرَيْقٍ حَلِيفٌ لِيَهُودَ. [راجع: ٣١٧٥]

(٦٠٦٣) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے اتنے دنوں تک اس حال میں رہے کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ جیسے آپ اپنی بیوی کے پاس جا رہے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک دن فرمایا: ''عائشہ! میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک معاملہ میں سوال کیا تھا اور اس نے وہ بات مجھے بتلا دی، دو فرشتے میرے پاس آئے، ایک میرے پاؤں کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا سر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس نے اس سے کہا کہ جو میرے سر کے پاس تھا ان صاحب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کا کیا حال ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کر دیا گیا ہے۔ پوچھا: کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ پوچھا: کس چیز میں کیا ہے؟ جواب دیا: نر کھجور کے خوشہ کے غلاف میں، اس کے اندر کنگھی ہے اور کتان کے تار ہیں۔ اور یہ ذروان کے کنویں میں ایک چٹان کے نیچے دبا دیا ہے۔'' اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور فرمایا: ''یہی وہ کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھلایا گیا تھا، اس کے باغ میں درختوں کے پتے سانپوں کے پھن جیسے ڈراؤنے معلوم ہوتے تھے اور اس کا پانی مہندی کے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح سرخ تھا۔'' پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ جادو نکالا گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! پھر کیوں نہیں؟ ان کی مراد یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کو شہرت کیوں نہ دی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے شفا دے دی اور میں ان لوگوں میں خواہ مخواہ برائی کے پھیلانے کو پسند نہیں کرتا۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: لبید بن اعصم یہود کے حلیف بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا۔

تشریح: (اصل میں کتان السی کو کہتے ہیں اس کے درخت کا پوست لے کر اس میں ریشم کی طرح کا تار نکالتے ہیں یہاں وہی تار مراد ہیں) باب کے آخری جملہ کا مقصد اسی سے نکلتا ہے کہ آپ نے ایک کافر کے اوپر حقیقت کے باوجود برائی کو نہیں لادا بلکہ صبر وشکر سے کام لیا اور اس برائی کو دبادیا۔ شورش کو بند کردیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

باب: حسد اور پیٹھ پیچھے برائی کی ممانعت

وَقَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: ٥]

اور اللہ تعالیٰ کا سورۂ فلق میں فرمان: ''اور حسد کرنے والے کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جب وہ حسد کرے۔''

تشریح: تحاسد اور تدابر دونوں جانب سے ہو یا ایک کی طرف سے ہر حال برا ہے آیت کا مفہوم یہی ہے اور اس لئے یہاں امام عالی مقام نے ایک آیت کو نقل کیا ہے۔ (فتح الباری)

٦٠٦٤ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا)). [راجع: ٥١٤٣]

(٦٠٦٤) ہم سے بشر بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے خبر دی اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچتے رہو کیونکہ بدگمانی کی باتیں اکثر جھوٹی ہوتی ہیں، لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے پیچھے نہ پڑو، آپس میں حسد نہ کرو، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو اور بغض نہ رکھو، بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔''

تشریح: اللہ پاک ہر مسلمان کو اس ارشاد نبوی پر عمل کی توفیق بخشے آمین۔ تحسسوا اور تجسسو اہر دو میں ایک تا حذف ہوگئی ہے، خطابی نے اس کا مطلب بتایا کہ لوگوں کے عیوب کی تلاش نہ کرو، تحسسوا کا مادہ حسس ہے مطلق تلاش کے لئے بھی یہ مستعمل ہے جیسے آیت سورۂ یوسف میں حضرت یعقوب کا قول نقل ہوا ہے: ﴿اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ﴾ (١٢/ یوسف: ٨٧) جاؤ یوسف اور اس کے بھائی کو تلاش کرو۔ ظن سے بدگمانی مراد ہے یعنی بغیر تحقیق کئے دل میں بدگمانی بٹھالینا یہ سچے مسلمان کا شیوہ نہیں ہے۔

٦٠٦٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ)). [طرفه في: ٦٠٧٦]

(٦٠٦٥) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا کہا مجھ سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ ایک بھائی کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام چھوڑ کر رہے۔''

تشریح: اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وہ مقدس وعظ ہے، جو اس قابل ہے کہ ہر وقت یاد رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے اس صورت میں یقیناً امت کا بیڑا پار ہو سکے گا۔ اللہ سب کو ایسی ہمت عطا کرے۔ (آمین)

بَابُ قَوْلِهِ:

باب: سورۂ حجرات میں اللہ کا فرمان:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ [الحجرات: ١٢]

''اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بے شک بعض بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں اور کسی کے عیوب کی ڈھونڈ ٹٹول نہ کرو۔'' آخر آیت تک۔

٦٠٦٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادًا لِلَّهِ إِخْوَانًا)). [راجع: ٥١٤٣]

[مسلم: ٦٤٨٢؛ ابوداود: ٤٩١٧]

(٦٠٦٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی ابوزناد سے، انہیں اعرج نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدگمانی سے بچتے رہو، بدگمانی اکثر تحقیق کے بعد جھوٹی بات ثابت ہوتی ہے اور کسی کے عیوب ڈھونڈنے کے پیچھے نہ پڑو، کسی کا عیب خواہ مخواہ مت ٹٹولو اور کسی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ بڑھاؤ اور حسد نہ کرو اور بغض نہ رکھو اور کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو بلکہ سب اللہ کے بندے آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔''

تشریح: نجش یہ ہے کہ ایک چیز کا خریدنا منظور نہ ہو لیکن دوسرے کو دھوکا دینے کے لئے جھوٹ سے اس کی قیمت بڑھائے۔ اسی طرح کوئی بھائی کسی چیز کا بھاؤ کر رہا ہے تو تم اس میں دخل اندازی مت کرو۔

بَابُ مَا يَكُونُ فِي الظَّنِّ

باب: گمان سے کوئی بات کہنا

٦٠٦٧ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِينِنَا شَيْئًا)). وَقَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِينَ. [طرفه في: ٦٠٦٨]

(٦٠٦٧) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں گمان کرتا ہوں کہ فلاں اور فلاں ہمارے دین کی کوئی بات نہیں جانتے ہیں۔'' لیث بن سعد نے بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی منافق تھے۔

تشریح: حافظ نے کہا کہ ان دونوں کے نام مجھ کو معلوم نہیں ہوئے۔

٦٠٦٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهَذَا وَقَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا أَظُنُّ فُلَانًا وَفُلَانًا

(٦٠٦٨) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے یہی حدیث نقل کی اور (اس میں یوں ہے کہ) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''عائشہ! میں گمان کرتا

يَعْرِفَانِ دِينَنَا الَّذِي نَحْنُ عَلَيْهِ)). [راجع: ٦٠٦٧] ہوں کہ فلاں فلاں لوگ ہم جس دین پر ہیں اسے نہیں پہچانتے۔''

تشریح: زمانہ نبوی میں منافقین کی ایک جماعت بہت ہی خطرناک تھی جو اوپر سے مسلمان بنتے اور دل سے ہر وقت مسلمانوں کا برا چاہتے ایسے بدبختوں نے ہمیشہ اسلام کو بہت نقصان پہنچایا ہے، ایسے لوگ آج کل بھی بہت ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلَى نَفْسِهِ

باب: مؤمن کے کسی عیب کو چھپانا

٦٠٦٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((كُلُّ أُمَّتِي مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُولُ: يَا فُلَانُ! عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَلَيْهِ)). [مسلم: ٧٤٨٥]

(٦٠٦٩) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، ان سے ان کے بھتیجے ابن شہاب نے، ان سے ابن شہاب (محمد بن مسلم) نے، ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا سوائے گناہوں کو کھلم کھلا کرنے والوں کے اور گناہوں کو کھلم کھلا کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ) کا کام کرے اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا ہے مگر صبح ہونے پر وہ کہنے لگے: اے فلاں! میں نے کل رات فلاں فلاں برا کام کیا تھا۔ رات گزر گئی تھی اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا، لیکن جب صبح ہوئی تو وہ خود اللہ کے پردے کو کھولنے لگا۔''

٦٠٧٠ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: ((يَدْنُو أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتَّى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُولُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا مَرَّتَيْنِ فَيَقُولُ: نَعَمْ وَيَقُولُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ: نَعَمْ فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُولُ: إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ)). [راجع: ٢٤٤١]

(٦٠٧٠) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے صفوان بن محرز سے، ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: تم نے آنحضرت ﷺ سے کانا پھوسی کے باب میں کیا سنا ہے؟ (یعنی سرگوشی کے باب میں) انہوں نے کہا: آنحضرت ﷺ فرماتے تھے: ''(قیامت کے دن تم مسلمانوں) میں سے ایک شخص (جو گنہگار ہوگا) اپنے رب سے نزدیک ہو جائے گا پروردگار اپنا بازو اس پر رکھ دے گا اور فرمائے گا: تو نے (فلاں دن دنیا میں) یہ یہ برے کام کیے تھے، وہ عرض کرے گا۔ بے شک (پروردگار مجھ سے خطائیں ہوئی ہیں پر تو غفور رحیم ہے) غرض (سارے گناہوں کا) اس سے (پہلے) اقرار کرا لے گا، پھر فرمائے گا: دیکھ میں نے دنیا میں تیرے گناہ چھپائے رکھے تو آج میں ان گناہوں کو بخش دیتا ہوں۔''

تشریح: اللہ کا ایک نام ستیر بھی ہے، یعنی گناہوں کا چھپا لینے والا، دنیا اور آخرت میں وہ بہت سے بندوں کے گناہوں کو چھپا لیتا ہے۔ بعون اللہ منہم۔ آمین

مثل مشہور ہے کہ ایک تو چوری کرے اوپر سے سینہ زوری کرے۔ اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اسے چھپا کر رکھے، شرمندہ ہو، اللہ سے توبہ کرے، نہ یہ کہ ایک ایک سے کہتا پھرے کہ میں نے فلاں گناہ کیا ہے، یہ تو بے حیائی اور بے باکی ہے۔

یہ حدیث بھی ان احادیث صفات میں سے ہے۔ اس میں اللہ کے لئے کنف بازو ثابت کیا گیا ہے۔ جیسے سمع اور بصر اور ید اور عین اور وجہ وغیرہ۔ اہل حدیث اس کی تاویل نہیں کرتے اور یہی مسلک حق ہے، تاویل کرنے والے کہتے ہیں کہ کنف سے حجاب رحمت مراد ہے یعنی اللہ اسے اپنے سایہ عاطفت میں چھپالے گا مگر یہ تاویل کرنا ٹھیک نہیں ہے، کنف کے معنی بازو کے ہیں۔

بَابُ الْكِبْرِ

باب: غرور گھمنڈ، تکبر کی برائی

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿ثَانِيَ عِطْفِهِ﴾ [الحج: ٩] مُسْتَكْبِرًا فِي نَفْسِهِ عِطْفُهُ: رَقَبَتُهُ.

مجاہد نے کہا کہ (سورۂ حج میں) ''ثَانِيَ عِطْفِهِ'' سے مغرور مراد ہے، ''عطفه'' یعنی گھمنڈ سے گردن موڑنے والا۔

٦٠٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ)).

[راجع: ٤٩١٨]

(٦٠٧١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے معبد بن خالد قیسی نے بیان کیا، ان سے حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنت والوں کی خبر نہ دوں؟ ہر کمزور و تواضع کرنے والا اگر وہ (اللہ کا نام لے کر) قسم کھالے تو اللہ اس کی قسم کو پوری کر دے۔ کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں؟ ہر تند خو، اکڑ کر چلنے والا اور متکبر۔''

٦٠٧٢۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتِ الْأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ.

(٦٠٧٢) اور محمد بن عیسیٰ نے بیان کیا کہا ہم سے ہشیم نے بیان کیا، کہا ہم کو حمید طویل نے خبر دی، کہا ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ کا یہ حال تھا کہ ایک لونڈی مدینہ کی لونڈیوں میں سے آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی اور اپنے کسی بھی کام کے لیے جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی تھی۔

تشریح: آپ اس کے ساتھ چلے جاتے انکار نہ کرتے۔

بَابُ الْهِجْرَةِ

باب: ترک ملاقات کرنے کا بیان

[وَقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ))].

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: ''کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑے رکھے۔'' (اس میں ملاپ کرنے کی تاکید ہے)۔

تشریح: یہاں دنیاوی جھگڑوں کی بنا پر ترک ملاقات مراد ہے ویسے فساق، فجار اور اہل بدعت سے ترک ملاقات کرنا جب تک وہ توبہ نہ کریں درست ہے۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی حضرت مولانا ضیاء الدین سنامی کی عیادت کو گئے جو سخت بیمار تھے اور اطلاع کرائی۔ مولانا نے فرمایا

کہ میں بدعتی فقیروں سے نہیں ملتا ہوں چونکہ حضرت سلطان المشائخ کبھی کبھی سماع میں شریک رہتے اور مولانا اس کو بدعت اور ناجائز سمجھتے تھے۔ حضرت سلطان المشائخ نے کہا مولانا سے عرض کرو میں نے سماع سے توبہ کرلی ہے یہ سنتے ہی مولانا نے فرمایا میرے سر کا عمامہ اتار کر بچھا دو اور سلطان المشائخ سے کہو کہ اس پر پاؤں رکھتے ہوئے تشریف لاویں معلوم ہوا کہ اللہ والے علمائے دین نے ہمیشہ بدعتیوں سے ترک ملاقات کیا ہے اور حدیث "اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْبُغْضُ لِلّٰهِ" کا یہی مفہوم ہے۔ واللہ اعلم (وحیدی)

٦٠٧٣، ٦٠٧٤، ٦٠٧٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَوْفُ بْنُ الطُّفَيْلِ وَهُوَ ابْنُ أَخِي عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ لِأُمِّهَا أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ: فِيْ بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ! لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: أَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُشَفِّعُ فِيْهِ أَبَدًا وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلَى نَذْرِيْ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ وَهُمَا مِنْ بَنِيْ زُهْرَةَ وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِيْ عَلَى عَائِشَةَ فَإِنَّهَا لَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذِرَ قَطِيْعَتِيْ فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتَّى اسْتَأْذَنَا عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ أَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوْا قَالُوْا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ: نَعَمِ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ

(٦٠٧٣،٧٤،٧٥) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے، کہا مجھ سے عوف بن مالک بن طفیل نے بیان کیا، وہ رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھتیجے تھے، انہوں نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کوئی چیز بیچی یا خیرات کی تو عبداللہ بن زبیر جو ان کے بھانجے تھے کہنے لگے کہ عائشہ کو ایسے معاملوں سے باز رہنا چاہیے نہیں تو اللہ کی قسم میں ان کے لیے حجر کا حکم جاری کر دوں گا۔ ام المؤمنین نے کہا: کیا اس نے یہ الفاظ کہے ہیں؟ لوگوں نے بتایا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر میں اللہ سے نذر کرتی ہوں کہ ابن زبیر سے اب کبھی نہیں بولوں گی۔ اس کے بعد جب ان کے قطع تعلق پر عرصہ گزر گیا۔ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے ان سے سفارش کی گئی (کہ انہیں معاف فرما دیں) ام المؤمنین نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اس کے بارے میں کوئی سفارش نہیں مانوں گی اور اپنی نذر نہیں توڑوں گی۔ جب یہ قطع تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لیے بہت تکلیف دہ ہو گیا تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث رضی اللہ عنہما سے اس سلسلے میں بات کی وہ دونوں بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کسی طرح تم لوگ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں داخل کرادو کیونکہ ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ میرے ساتھ صلہ رحمی کو توڑنے کی قسم کھائیں چنانچہ مسور اور عبدالرحمٰن دونوں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اس میں ساتھ لے کر آئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اندر آنے کی اجازت چاہی اور عرض کی: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کیا ہم اندر آ سکتے ہیں؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آ جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: ہم سب؟ کہا: ہاں سب آ جاؤ۔ ام المؤمنین کو اس کا علم نہیں تھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ ہیں۔ جب یہ اندر گئے تو

الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ وَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِي فَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْهُ وَقَبِلَتْ مِنْهُ وَيَقُوْلَانِ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ وَإِنَّهُ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ)) فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلَى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِي وَتَقُوْلُ: إِنِّي نَذَرْتُ وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتَّى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ وَأَعْتَقَتْ فِي نَذْرِهَا ذَلِكَ أَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَتَبْكِي حَتَّى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا. [راجع: ٣٥٠٣]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پردہ ہٹا کر اندر چلے گئے اور ام المومنین رضی اللہ عنہا سے لپٹ کر اللہ کا واسطہ دینے لگے اور رونے لگے (کہ معاف کر دیں، یہ ام المومنین کے بھانجے تھے) مسور اور عبدالرحمٰن بھی ام المومنین کو اللہ کا واسطہ دینے لگے کہ عبداللہ بن زبیر سے بولیں اور انہیں معاف کر دیں ان حضرات نے یہ بھی عرض کیا: جیسا کہ تم کو معلوم ہے نبی ﷺ نے تعلق توڑنے سے منع کیا ہے کہ ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے۔'' والی حدیث یاد دلانے لگے اور یہ کہ اس میں نقصان ہے تو ام المومنین بھی انہیں یاد دلانے لگیں اور رونے لگیں اور فرمانے لگیں کہ میں نے تو قسم کھالی ہے اور قسم کا معاملہ سخت ہے لیکن یہ بزرگ لوگ برابر کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ ام المومنین نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بات کر لی اور اپنی قسم (توڑنے) کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کیے۔ اس کے بعد جب بھی آپ یہ قسم یاد کرتیں تو رونے لگتیں اور آپ کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

تشریح: (حجر کے معنی یہ کہ حاکم کسی شخص کو کم عقل یا بے عقل سمجھ کر یہ حکم دے دے کہ اس کا کوئی تصرف بیع ہبہ وغیرہ نافذ نہ ہوگا) اس حدیث سے بہت سے مسائل کا ثبوت نکلتا ہے اور یہ بھی کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات پردہ کے ساتھ غیر محرم مردوں سے بوقت ضرورت بات کر لیتی تھیں اور پردہ کے ساتھ ان لوگوں کو گھر میں بلا لیتی تھیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ دو بگڑے ہوئے دلوں کو جوڑنے کے لئے ہر مناسب تدبیر کرنی چاہیے اور یہ بھی کہ غلط قسم کو کفارہ ادا کر کے توڑنا ہی ضروری ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ''فهجرتها منه كانت تاديبا له وهذا من باب اباحة الهجران لمن عصى۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ ترک تعلق عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لئے تعلیم وتادیب کے لیے تھا اور عاصیوں سے ایسا ترک تعلق مباح ہے۔

٦٠٧٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ)). [راجع: ٦٠٦٥] [مسلم: ٦٥٢٦؛ ابوداود: ٤٩١٠]

(٦٠٧٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا انہیں امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آپس میں بغض نہ رکھو اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، پیٹھ پیچھے کسی کی برائی نہ کرو، بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ تک بات چیت بند کرے۔''

٦٠٧٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ

(٦٠٧٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عطاء بن یزید لیثی نے اور انہیں

يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ فَيَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)). [طرفه في: ٦٢٣٧] [مسلم: ٦٥٣٢؛ ابوداود: ٤٩١١؛ ترمذي: ١٩٣٢]

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لیے ملاقات چھوڑے، اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

تشریح: اس کے بعد اگر وہ فریق ثانی بات چیت نہ کرے سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہگار رہے گا اور یہ شخص گناہ سے بچ جائے گا۔ قرآن کی آیت: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾ (۴۱/حم السجدہ:۳۴) کا یہی مطلب ہے کہ باہمی ناچاقی کو احسن طریق پر ختم کر دینا ہی بہتر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ آیت یاد رکھنے کی توفیق دے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

باب: نافرمانی کرنے والے سے تعلق توڑنے کا جواز

وَقَالَ كَعْبٌ: حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَنَهَى النَّبِيُّ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا وَذَكَرَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (غزوۂ تبوک میں) شریک نہیں ہوئے تھے تو نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے سے مسلمانوں کو روک دیا تھا اور آپ نے پچاس دن کا تذکرہ کیا۔

تشریح: اگر کوئی شخص گناہ کا مرتکب ہو تو (توبہ کرنے تک) اس کی ملاقات چھوڑ دینا جائز ہے۔

٦٠٧٨ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ)). قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ: بَلَى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ! وَإِنْ كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ: لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيمَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ لَسْتُ أُهَاجِرُ إِلَّا اسْمَكَ. [راجع: ٥٢٢٨] [مسلم: ٦٢٨٦]

(٦٠٧٨) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدہ بن سلیمان نے خبر دی، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہاری ناراضی اور خوشی کو خوب پہچانتا ہوں۔'' ام المومنین نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کس طرح سے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ''جب تم خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو، ہاں، محمد کے رب کی قسم! اور جب ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو نہیں، ابراہیم کے رب کی قسم۔'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ کا فرمانا بالکل صحیح ہے میں صرف آپ ﷺ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔

تشریح: باقی دل سے آپ کی محبت نہیں جاتی۔ ترجمہ باب سے مطابقت یوں ہوئی کہ جب حدیث سے بے گناہ خفا رہنا جائز ہو تو گناہ کی وجہ سے خفا رہنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔

بَابٌ: هَلْ يَزُورُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا؟

باب: کیا اپنے ساتھی کی ملاقات کے لیے ہر دن جا سکتا ہے یا صبح اور شام ہی کے اوقات میں جائے

٦٠٧٩ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّينَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْهِمَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَبَيْنَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ: هَذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ: مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَ: ((إِنِّي أُذِنَ لِي بِالْخُرُوجِ)). [راجع: ٤٧٦]

(٦٠٧٩) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں معمر نے، ان سے زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے عقیل نے بیان کیا، کہا ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام کا پیرو پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ ان کے پاس صبح و شام تشریف نہ لاتے ہوں، ایک دن ابو بکر رضی اللہ عنہ (والد ماجد) کے گھر میں بھری دوپہر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں، یہ ایسا وقت تھا کہ اس وقت ہمارے یہاں آپ ﷺ کے آنے کا معمول نہیں تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے کہ اس وقت آنحضرت ﷺ کا تشریف لانا کسی خاص وجہ ہی سے ہو سکتا ہے، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”مجھے مکہ چھوڑنے کی اجازت مل گئی ہے۔“

تشریح: اس کے بعد ہجرت کا واقعہ پیش آیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ خاص اس مقصد کے لئے کھلا پلا کر تیار کر رکھے تھے، رات کے اندھیرے میں آپ دونوں سوار ہو کر ایک غلام فہیرہ کو ساتھ لے کر گھر سے نکل پڑے اور رات کو غار ثور میں قیام فرمایا جہاں تین رات آپ قیام پذیر رہے، یہاں سے بعد میں چل کر مدینہ پہنچے۔ یہ ہجرت کا واقعہ اسلام میں اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ سنہ ہجری اسی سے شروع کیا گیا۔

بَابُ الزِّيَارَةِ

باب: ملاقات کے لیے جانا

وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ. وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَأَكَلَ عِنْدَهُ.

اور جو لوگوں سے ملاقات کے لیے گیا اور انہی کے ہاں کھانا کھایا تو یہ جائز ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے ان کے ہاں گئے اور انہی کے ہاں کھانا کھایا۔

٦٠٨٠ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَنَسِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ

(٦٠٨٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں انس بن سیرین نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ انصار کے گھرانہ میں ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور انہیں کے ہاں کھانا کھایا، جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ ﷺ کے حکم سے ایک چٹائی پر پانی چھڑکا گیا اور آپ

مِنَ الْبَيْتِ فَنُضِحَ لَهُ عَلَى بِسَاطٍ فَصَلَّى عَلَيْهِ وَدَعَا لَهُمْ. [راجع: ٦٧٠] [ابوداود: ٦٥٧]

نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لیے دعا کی۔

تشریح: یہ عتبان بن مالک کا گھر تھا بعض نے کہا کہ ام سلیم کا گھر تھا اور نبی کریم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی تھی جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے۔

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُودِ

باب: جب دوسرے ملک کے وفود ملاقات کو آئیں تو ان کے لیے اپنے آپ کو آراستہ کرنا

٦٠٨١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ لِي سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ: مَا الْإِسْتَبْرَقُ؟ قُلْتُ: مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيبَاجِ وَخَشُنَ مِنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ يَقُوْلُ: رَأَى عُمَرُ عَلَى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! اشْتَرِ هَذِهِ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ)). فَمَضَى فِي ذَلِكَ مَا مَضَى ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ فَأَتَى بِهَا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: بَعَثْتَ إِلَيَّ بِهَذِهِ وَقَدْ قُلْتَ فِي مِثْلِهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: ((إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا مَالًا)). فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِي الثَّوْبِ لِهَذَا الْحَدِيْثِ.

[راجع: ٨٨٦] [مسلم: ٥٤٠١؛ نسائي: ٥٣١٥]

(٦٠٨١) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالصمد بن عبدالوارث نے، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے، کہا مجھ سے سالم بن عبداللہ نے پوچھا کہ استبرق کیا چیز ہے؟ میں نے کہا دیبا سے بنا ہوا دبیز اور کھردرا کپڑا پھر انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو استبرق کا جوڑا پہنے ہوئے دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اسے لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے آپ خرید لیں اور وفد جب آپ سے ملاقات کے لیے آئیں تو ان کی ملاقات کے وقت اُسے پہن لیا کریں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ریشم تو وہی پہن سکتا ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہو۔'' خیر اس بات پر ایک مدت گزر گئی، پھر ایسا ہوا کہ ایک دن آنحضرت ﷺ نے خود انہیں ایک جوڑا بھیجا تو وہ اسے لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ نے یہ جوڑا میرے لیے بھیجا ہے، حالانکہ اس کے بارے میں آپ اس سے پہلے ایسا ارشاد فرما چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میں نے تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ (بیچ کر) مال حاصل کرو۔'' چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی حدیث کی وجہ سے کپڑے میں (ریشم کے) بیل بوٹوں کو بھی مکروہ جانتے تھے۔

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت ظاہر ہے۔

بَابُ الْإِخَاءِ وَالْحِلْفِ

باب: کسی سے بھائی چارہ اور دوستی کا اقرار کرنا

وَقَالَ أَبُو جُحَيْفَةَ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ

اور ابو جحیفہ (وہب بن عبداللہ) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلیمان

وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنِي وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ.

اور ابو درداء کو بھائی بھائی بنا دیا اور عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو نبی کریم ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارگی کرائی تھی۔

٦٠٨٢ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فَآخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ٢٠٤٩]

(٦٠٨٢) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے حمید طویل نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہاں آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان میں اور سعد بن ربیع میں بھائی چارگی کرائی تو پھر (جب عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا تو) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اب ولیمہ کر خواہ ایک بکری کا ہو۔''

٦٠٨٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((لَا حِلْفَ فِي الْإِسْلَامِ؟)) فَقَالَ: قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِي دَارِي. [راجع: ٢٢٩٤]

(٦٠٨٣) ہم سے محمد بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن زکریا نے بیان کیا، کہا ہم سے عاصم بن سلیمان احول نے بیان کیا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا تم کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اسلام میں معاہدہ (حلف) کی کوئی اصل نہیں؟'' انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے خود قریش اور انصار کے درمیان میرے گھر میں حلف کرائی تھی۔

تشریح: حلف یہ کہ قول وقرار کر کے کسی اور قوم میں شریک ہو جانا جیسا کہ جاہلیت میں دستور تھا اب بھی البتہ ضرورت کے اوقات میں مسلمان اگر دوسری طاقتوں سے معاہدہ کریں تو ظاہر ہے کہ جائز ہوگا۔

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

باب: مسکرانا اور ہنسنا

وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَضَحِكْتُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى.

اور فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے چپکے سے مجھ سے ایک بات کہی تو میں ہنس دی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔

تشریح: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات وفات نبوی ﷺ سے کچھ پہلے کی ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

٦٠٨٤ - حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ

(٦٠٨٤) ہم سے حبان بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق رجعی نہیں دی۔ اس کے بعد ان سے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا،

الرَّحْمٰنِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَجَاءَتِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ! مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ: وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ: أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَزْجُرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ: ((لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ)). [راجع: ٢٦٣٩] [مسلم: ٣٥٢٧]

لیکن وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں رفاعہ کے نکاح میں تھی لیکن انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ پھر مجھ سے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نکاح کرلیا، لیکن اللہ کی قسم! ان کے پاس تو پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں۔ (مراد یہ کہ وہ نامرد ہیں) اورانہوں نے اپنی چادر کا پلو پکڑ کر بتایا (راوی نے بیان کیا کہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور سعید بن عاص کے لڑکے خالد حجرے کے دروازے پر تھے اور اندر داخل ہونے کی اجازت کے منتظر تھے۔ خالد بن سعید اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آواز دے کر کہنے لگے کہ آپ اس عورت کو ڈانتے نہیں کہ آپ ﷺ کے سامنے کس طرح کی بات کہتی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے تبسم کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ پھر فرمایا: ''غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک تم انکا (عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا) مزانہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔''

٦٠٨٥ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلَى صَوْتِهِ فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَضْحَكُ فَقَالَ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ فَقَالَ: ((عَجِبْتُ مِنْ هَؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ)) فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَا

(٦٠٨٥) ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالحمید بن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے، ان سے محمد بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ اس وقت آپ ﷺ کے پاس آپ کی کئی بیویاں جو قریش سے تعلق رکھتی تھیں آپ سے خرچ دینے کے لیے تقاضا کر رہے تھیں اور پکار پکار کر باتیں کر رہی تھیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی تو وہ جلدی سے بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی گئیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو اجازت دی اور وہ داخل ہوئے نبی کریم ﷺ اس وقت ہنس رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ آپ کو خوش رکھے، یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان پر مجھے حیرت ہوئی، جو ابھی میرے پاس تقاضا کر رہی تھیں، جب انہوں نے تمہاری آواز سنی تو فوراً بھاگ کر پردے کے پیچھے چلی

رَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِي؟ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَ: إِنَّكَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ غَيْرَ فَجِّكَ)). [راجع: ٣٢٩٤]

گئیں۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپ سے ڈرا جائے، پھر عورتوں کو مخاطب کر کے انہوں نے کہا: اپنی جانوں کی دشمن! مجھ سے تو تم ڈرتی ہو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ڈرتیں۔ انہوں نے عرض کیا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سخت ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اے ابن خطاب! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر شیطان بھی تمہیں راستے پر آتا ہوا دیکھے گا تو تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلا جائے گا۔''

تشریح: اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت عظمیٰ پر روشنی پڑتی ہے کہ شیطان بھی ان سے ڈرتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ شیطان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سائے سے بھاگتا ہے۔ اب یہ اشکال نہ ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی افضلیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نکلتی ہے کیونکہ یہ ایک خاص معاملہ ہے، چور ڈاکو جتنا کوتوال سے ڈرتے ہیں اتنا خود بادشاہ سے نہیں ڈرتے۔

٦٠٨٦ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالطَّائِفِ قَالَ: ((إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)). فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ: لَا نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ)) قَالَ: فَغَدَوْا فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالًا شَدِيْدًا وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)). قَالَ: فَسَكَتُوْا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، بِالْخَبَرِ كُلِّهِ. [راجع: ٤٣٢٥]

(٦٠٨٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن دینار نے، ان سے ابو عباس سائب نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف میں تھے (فتح مکہ کے بعد) تو آپ نے فرمایا: ''اگر اللہ نے چاہا تو ہم یہاں سے کل واپس ہوں گے۔'' آپ کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہم اس وقت تک نہیں جائیں گے جب تک اسے فتح نہ کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر یہی بات ہے تو کل صبح لڑائی کرو۔'' دوسری صبح کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے گھمسان کی لڑائی لڑی اور بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم زخمی ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان شاء اللہ ہم کل واپس ہوں گے۔'' بیان کیا کہ اب سب لوگ خاموش رہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ حمیدی نے بیان کیا کہ ہم سے سفیان نے پوری سند خبر کے لفظ کے ساتھ بیان کی۔

تشریح: باب کا مطلب ((فضحك رسول الله ﷺ)) سے نکلا کہ آپ ہنس دیئے۔

٦٠٨٧ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ

(٦٠٨٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں حمید بن عبدالرحمٰن نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَقَالَ: هَلَكْتُ وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ فَقَالَ: ((أَعْتِقْ رَقَبَةً)) قَالَ: لَيْسَ لِي قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ: لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ قَالَ: إِبْرَاهِيمُ الْعَرَقُ الْمِكْتَلُ فَقَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ تَصَدَّقْ بِهَا؟)) قَالَ: عَلَى أَفْقَرَ مِنِّي وَاللَّهِ! مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ: ((فَأَنْتُمْ إِذَنْ)). [راجع: ١٩٣٦]

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں تو تباہ ہو گیا اپنی بیوی کے ساتھ رمضان میں (روزے کی حالت میں) ہم بستری کر لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایک غلام آزاد کر۔'' انہوں نے عرض کیا: میرے پاس کوئی غلام نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دو مہینے کے روزے رکھ۔'' انہوں نے عرض کیا: اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔'' انہوں نے عرض کیا: کہ اتنا بھی میرے پاس نہیں ہے۔ بیان کیا کہ پھر کھجور کا ایک ٹوکرا لایا گیا۔ ابراہیم نے بیان کیا کہ ''عرق'' ایک طرح کا (نوکلو گرام کا) ایک پیمانہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پوچھنے والا کہاں ہے؟ لو اسے صدقہ کر دینا۔'' انہوں نے عرض کی: مجھ سے جو زیادہ محتاج ہو اسے دوں؟ اللہ کی قسم! مدینہ کے دونوں میدانوں کے درمیان کوئی گھرانہ بھی ہم سے زیادہ محتاج نہیں ہے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دندانِ مبارک کھل گئے، اس کے بعد فرمایا: ''اچھا پھر تو تم میاں بیوی ہی اسے کھا لو۔''

تشریح: اس حدیث میں بھی آپ کے ہنسنے کا ذکر ہے۔

٦٠٨٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً قَالَ أَنَسٌ: فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [راجع: ٣١٤٩]

(٦٠٨٨) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ کے جسم پر ایک نجرانی چادر تھی، جس کا حاشیہ موٹا تھا۔ اتنے میں ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کی چادر بڑے زور سے کھینچی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے شانے کو دیکھا کہ زور سے کھینچنے کی وجہ سے اس پر نشان پڑ گئے۔ پھر اس نے کہا: اے محمد! اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے مجھے دیے جانے کا حکم فرمائیے۔ اس وقت میں نے آنحضرت ﷺ کو مڑ کر دیکھا تو آپ مسکرا دیے، پھر آپ نے اسے دیے جانے کا حکم فرمایا۔

تشریح: سبحان اللہ قربان اس خلق کے کیا کوئی بادشاہ ایسا کر سکتا ہے۔ یہ حدیث صاف آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ (ﷺ)

٦٠٨٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ

(٦٠٨٩) ہم سے ابن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ادریس نے بیان

إِدْرِيسَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ ﷺ مُنْذُ أَسْلَمْتُ وَلَا رَآنِي إِلَّا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي. [راجع: ٣٠٢٠]

کیا، ان سے اسماعیل نے، ان سے قیس نے اور ان سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا آنحضرت ﷺ نے (اپنے پاس آنے سے) کبھی نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے۔

٦٠٩٠ـ وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)). [راجع: ٣٠٣٥]

(٦٠٩٠) میں نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ پاتا تو آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا اور دعا کی: ''اے اللہ! اسے ثابت فرمایا اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنا۔''

تشریح: یہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے ایک بت خانہ ڈھانے کے لئے بھیجا تھا، اس وقت انہوں نے گھوڑے پر اپنے نہ جم سکنے کی دعا کی درخواست کی تھی اللہ کے رسول ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی، روایت میں نبی کریم ﷺ کے ہنسنے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

٦٠٩١ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)) فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ: أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَبِمَ تُشْبِهُ الْوَلَدَ)). [راجع: ١٣٠]

(٦٠٩١) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد نے خبر دی، انہیں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے، انہیں ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ حق سے نہیں شرماتا، کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، جب عورت پانی دیکھے۔'' (تو اس پر غسل واجب ہے) اس پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسیں اور عرض کیا: کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر بچہ کی صورت ماں سے کیوں ملتی ہے۔''

تشریح: عورت کے ہاں بھی منی پیدا ہوتی ہے پھر احتلام کیوں ناممکن ہے۔ اس حدیث کی مناسبت باب سے یوں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ہنسی آ گئی اور نبی کریم ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا ایسے مواقع پر ہنسی آ جانا یہ فطری عادت ہے جو مذموم نہیں ہے۔

٦٠٩٢ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا

(٦٠٩٢) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا ہم کو عمرو نے خبر دی، ان سے ابونضر نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن یسار نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو اس طرح کھل کر کبھی ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا ہو، آپ صرف مسکراتے تھے۔

كَانَ يَتَبَسَّمُ. [راجع: ٤٨٢٨]

٦٠٩٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح: وَقَالَ لِي خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ فَقَالَ: قُحِطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابٍ فَاسْتَسْقَى فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ مُطِرُوْا حَتَّى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ ثُمَّ قَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فَقَالَ: غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا وَلَا يُمْطِرُ مِنْهَا شَيْءٌ يُرِيْهِمُ اللَّهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ ﷺ وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ. [راجع: ٩٣٢]

(٦٠٩٣) ہم سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور مجھ سے خلیفہ نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن زریع نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب جمعہ کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، آپ اس وقت مدینے میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، انہوں نے عرض کیا: بارش کا قحط پڑ گیا ہے، آپ اپنے رب سے بارش کی دعا کیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا کہیں ہمیں بادل نظر نہیں آ رہا تھا پھر آپ نے بارش کی دعا کی، اتنے میں بادل اٹھا اور بعض ٹکڑے بعض کی طرف بڑھے اور بارش ہونے لگی، یہاں تک کہ مدینہ کے نالے بہنے لگی، اگلے جمعہ تک اسی طرح بارش ہوتی رہی سلسلہ ٹوٹتا ہی نہ تھا، چنانچہ وہی صاحب یا کوئی دوسرے (اگلے جمعہ کو) کھڑے ہوئے، نبی اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور انہوں نے عرض کیا: ہم ڈوب گئے، اپنے رب سے دعا کریں کہ اب بارش بند کر دے۔ آنحضرت ﷺ مسکرائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے چاروں طرف بارش ہو، ہم پر نہ ہو۔'' دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا، چنانچہ مدینہ منورہ سے بادل چھٹنے لگے، بائیں اور دائیں، ہمارے چاروں طرف دوسرے مقامات پر بارش ہونے لگی اور ہمارے یہاں بارش یکدم بند ہو گئی۔ یہ اللہ نے لوگوں کو آنحضرت ﷺ کا معجزہ اور اپنے پیغمبر کی کرامت اور دعا کی قبولیت بتلائی۔

تشریح: روایت میں نبی کریم ﷺ کے ہنسنے کا جو ذکر ہے یہی باب سے مطابقت ہے دیگر مذکورہ احادیث میں نبی کریم ﷺ کے ہنسنے کا کسی نہ کسی طرح ذکر ہے مگر آپ کا ہنسنا صرف تبسم کے طور پر ہوتا تھا عوام کی طرح آپ نہیں ہنستے تھے۔ (ﷺ)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ [التوبة: ١١٩] وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ.

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ حجرات میں ارشاد فرمانا:

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو'' اور جھوٹ بولنے کی ممانعت کا بیان۔

٦٠٩٤ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ:

(٦٠٩٤) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان

حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا)). [مسلم: ٦٦٣٧، ٦٥٣٨]

کیا، ان سے منصور نے بیان کیا، ان سے ابو وائل نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ سچ آدمی کو نیکی کی طرف بلاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق کا لقب حاصل کر لیتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

تشریح: اسی لئے فرمایا: ''انما الاعمال بخواتیمھا۔'' عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو، ہر صحیح بخاری کے پڑھنے والے کو اور مجھ ناچیز گنہگار بندے کو خاتمہ بالخیر نصیب کرے، توحید وسنت وکلمہ طیبہ پر خاتمہ ہو۔ امید ہے کہ اس مقام پر جملہ قارئین کرام آمین کہیں گے۔ آمین یا رب العالمین!

٦٠٩٥۔ حَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ)). [راجع: ٣٣]

(٦٠٩٥) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، ان سے ابو سہیل نافع بن مالک بن ابی عامر نے ان سے ان کے والد مالک بن ابی عامر نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق کی تین نشانیاں ہیں، جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے اور جب اسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔''

تشریح: یہ عملی منافق ہے پھر بھی معاملہ خطرناک ہے برے خصائل سے ہر مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

٦٠٩٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ قَالَا: الَّذِيْ رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الْآفَاقَ فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٨٤٥]

(٦٠٩٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو رجاء نے بیان کیا، ان سے سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس گزشتہ رات خواب میں دو آدمی آئے انہوں نے کہا کہ جسے آپ نے دیکھا کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ بڑا ہی جھوٹا تھا، جو ایک بات کر لیتا اور ساری دنیا میں پھیلا دیتا تھا، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی۔''

تشریح: جھوٹے مسئلے بنانے والے، بدعات محدثات کو رواج دینے والے، جھوٹی روایات بیان کرنے والے نام نہاد علما وخطبا سب اس وعید شدید کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ الا من عصمه الله۔

بَابُ الْهَدْيِ الصَّالِحِ

باب: اچھے چال چلن کے بارے میں

تشریح: اچھا چال چلن وہ ہے جو بالکل سنت نبی ﷺ کے مطابق ہو۔

٦٠٩٧ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ: أَحَدَّثَكُمُ الْأَعْمَشُ؟ قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا؟ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُولُ: إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِينِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى أَنْ يَرْجِعَ إِلَيْهِ لَا نَدْرِي مَا يَصْنَعُ فِي أَهْلِهِ إِذَا خَلَا. [راجع: ٣٧٦٢]

(٦٠٩٧) ہم سے اسحاق بن ابراہیم راہویہ نے بیان کیا، کہا میں نے ابو اسامہ سے پوچھا: کیا تم سے اعمش نے یہ بیان کیا کہا میں نے شقیق سے سنا، کہا میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ بلاشبہ سب لوگوں سے اپنی چال ڈھال اور وضع اور میرت میں رسول اللہ ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتے اور اس کے بعد دوبارہ اپنے گھر واپس آنے تک ان کا یہی حال رہتا ہے لیکن جب وہ اکیلے گھر میں رہتے تو معلوم نہیں کیا کرتے رہتے ہیں۔

تشریح: ابواسامہ نے کہا، ہاں۔

٦٠٩٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُخَارِقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقًا قَالَ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ. [طرفه في: ٧٢٧٧]

(٦٠٩٨) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مخارق نے، انہوں نے کہا میں نے طارق سے سنا، کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور سب سے اچھا چال چلن حضرت محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

تشریح: اقبال مرحوم نے اس حدیث کے مضمون کو یوں ادا فرمایا ہے:

به مصطفی برساں خویش را که دیں همه اوست — دگر باد نرسیدی تمام بولهبی است

دین یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قدم بہ قدم چلا جائے اس کے علاوہ ابولہب کا دین ہے وہ دین محمدی نہیں ہے۔

بَابُ الصَّبْرِ وَالْأَذَى

باب: تکلیف پر صبر کرنے کا بیان

وَقَوْلِ اللَّهِ: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ رعد میں فرمایا: ''بلاشبہ صبر کرنے والے بے حد اپنا ثواب پائیں گے۔''

٦٠٩٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ لَيْسَ شَيْءٌ أَصْبَرَ عَلَى أَذًى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ إِنَّهُمْ لَيَدْعُونَ لَهُ وَلَدًا

(٦٠٩٩) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا مجھ سے اعمش نے بیان کیا، ان سے سعید بن جبیر نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی تکلیف برداشت کرنے والی، جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ نہیں ہے۔ لوگ اس کے لیے اولاد ٹھہراتے ہیں اور

وَإِنَّهُ لَيُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ)). [انظر: ۷۳۷۸] [مسلم: ۷۰۸۰]

وہ انہیں تندرستی دیتا ہے بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔''

تشریح: دنیا میں سب سے بڑا اتہام وہ ہے جو عیسائیوں نے اللہ کے ذمہ لگایا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام اللہ کی بیوی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ لیکن اللہ اتنا بردبار ہے کہ وہ اس اتہام کو ان ظالموں کے لئے تنگی وترشی کا سبب نہیں بناتا بلکہ ان کو زیادہ ہی دیتا ہے۔ سچ ہے: اللہ الصمد۔

٦١٠٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيقًا يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللَّهِ! إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ قُلْتُ: أَمَا أَنَا لَأَقُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي أَصْحَابِهِ فَسَارَرْتُهُ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ حَتَّى وَدِدْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ ثُمَّ قَالَ: ((قَدْ أُوْذِيَ مُوْسَى بِأَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَصَبَرَ)). [راجع: ۳۱۵۰]

(۶۱۰۰) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ان سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ (حنین) میں کچھ مال تقسیم کیا جیسا کہ آپ ہمیشہ تقسیم کیا کرتے تھے۔ اس پر قبیلۂ انصار کے ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی حاصل کرنا مقصود نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ یہ بات میں ضرور رسول اللہ ﷺ سے کہوں گا۔ چنانچہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف رکھتے تھے، میں نے چپکے سے یہ بات آپ سے کہی۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی یہ بات بڑی ناگوار گزری اور آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ غصہ ہو گئے یہاں تک کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش! میں نے آپ ﷺ کو اس بات کی خبر نہ دی ہوتی پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی تھی لیکن انہوں نے صبر کیا۔''

تشریح: پس میں بھی صبر کروں گا۔ اعتراض کرنے والا معتب بن قشیر نامی منافق تھا یہ نہایت ہی خراب بات اسی نے کہی تھی مگر نبی کریم ﷺ نے صبر کیا اور اس کی بات کا کوئی نوٹس نہیں لیا، اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوتا ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

باب: غصہ میں جن پر عتاب ہے ان کو مخاطب نہ کرنا

٦١٠١ـ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللَّهَ ثُمَّ قَالَ: ((مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ فَوَاللَّهِ!

(۶۱۰۱) ہم سے عمرو بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے مسلم نے بیان کیا، ان سے مسروق نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کی اجازت دے دی لیکن کچھ لوگوں نے اس کا نہ کرنا اچھا جانا۔ جب نبی اکرم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ دیا اور اللہ کی حمد کے بعد فرمایا: ''ان لوگوں

إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ بِاللَّهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً)). [انظر: ٧٣٠١] [مسلم: ٦١٠٩، ٦١١٠، ٦١١١]

کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں، جو میں کرتا ہوں، اللہ کی قسم! میں اللہ کو ان سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں۔''

تشریح: ترجمہ باب اس جگہ سے نکلا کہ آپ نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے نہیں فرمایا بلکہ بہ صیغہ غائب ارشاد ہوا کہ بعض لوگوں کا یہ حال ہے، اس حدیث سے یہ نکلا کہ اتباع سنت نبوی یہی تقویٰ اور یہی خدا ترسی ہے اور جو شخص یہ سمجھے کہ نبی کریم ﷺ کا کوئی فعل یا کوئی قول خلاف تقویٰ تھا یا اس کے خلاف کوئی فعل یا قول افضل ہے وہ عظیم غلطی پر ہے۔ اس حدیث میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ کو ان سے زیادہ پہچانتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے جو صفات الٰہی بیان کی ہیں مثلاً اترنا، چڑھنا، ہنسنا، تعجب کرنا، آنا جانا، آواز سے بات کرنا یہ سب صفات برحق ہیں اور تاویل کرنے والے غلطی پر ہیں کیونکہ ان کا علم نبی کریم ﷺ کے علم کے مقابلہ پر صفر کے قریب ہے اور ارشاد نبوی ﷺ برحق ہے۔

٦١٠٢ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ مَوْلَى أَنَسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِي وَجْهِهِ. [راجع: ٣٥٦٢]

(٦١٠٢) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن مبارک نے، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے، کہا میں نے عبداللہ بن عتبہ سے سنا، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، جب آپ کوئی ایسی چیز دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو ہم آپ کے چہرۂ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔

تشریح: گو مروت اور شرم کی وجہ سے آپ زبان سے کچھ نہ فرماتے اسی لئے آپ نے شرم کو ایمان کا ایک جزو قرار دیا جس کا عکس یہ ہے کہ بے شرم آدمی کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

بَابٌ: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

باب: جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو جس میں کفر کی وجہ نہ ہو کافر کہے وہ خود کافر ہو جاتا ہے

٦١٠٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا)). وَقَالَ عِكْرِمَةُ ابْنُ عَمَّارٍ: عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

(٦١٠٣) ہم سے محمد بن یحییٰ ذہلی (یا محمد بن بشار) اور احمد بن سعید دارمی نے بیان کیا، کہا ہم سے عثمان بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم کو علی بن مبارک نے خبر دی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے، انہیں ابو سلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی کو کہتا ہے کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔'' اور عکرمہ بن عمار نے یحییٰ سے بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن یزید نے کہا، انہوں نے ابو سلمہ سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

تشریح: جس کو کافر کہا وہ واقعہ میں کافر ہے تب تو وہ کافر ہے اور جب وہ کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہو گیا۔ اسی لئے اہل حدیث نے تکفیر میں بڑی احتیاط برتی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کسی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے لیکن متاخرین فقہا اپنی کتابوں میں ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنے مخالفین کی تکفیر کرتے ہیں، صاحب در مختار نے بڑی جرأت سے یہ فتویٰ درج کر دیا: "فلعنة ربنا اعداد رمل على من رد قول ابى حنيفة" یعنی جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی قول کو رد کر دے اس پر اتنی لعنت ہو جتنے دنیا میں ذرات ہیں۔ کہیے اس اصول کے موافق تو سارے ائمہ دین ملعون ٹھہرے جنہوں نے بہت سے مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو رد کیا ہے۔ خود امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے کتنے ہی مسائل میں امام موصوف سے اختلاف کیا ہے تو کیا صاحب درمختار کے نزدیک وہ بھی سب ملعون اور مطرود تھے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے لوگوں نے پیغمبر سمجھ لیا ہے یا آیت: ﴿ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ ﴾ (۹/التوبہ:۳۱) کے تحت ان کو خدا بنالیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایک عالم دین تھے، ان سے کتنے ہی مسائل میں خطا ہوئی وہ معصوم نہیں تھے۔ اس حدیث سے ان لوگوں کو سبق لینا چاہیے جو بلا تحقیق محض گمان کی بنا پر مسلمانوں کو مشرک یا کافر کہہ دیتے ہیں۔ (وحیدی)

٦١٠٤ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)).

[مسلم: ٢١٦؛ ترمذي: ٢٦٣٧]

(٦١٠٤) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن دینار نے، ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر! تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔''

٦١٠٥ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ: وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٦٣]

(٦١٠٥) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے، ان سے ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کی جھوٹ موٹ قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہو جاتا ہے، جس کی اس نے قسم کھائی ہے اور جس نے کسی چیز سے خودکشی کر لی تو اسے جہنم میں اسی سے عذاب دیا جائے گا اور مؤمن پر لعنت بھیجنا اسے قتل کرنے کے برابر ہے اور جس نے کسی مؤمن پر کفر کی تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے۔''

تشریح: کسی مذہب پر قسم کھانا مثلاً یوں کہا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی یا نصرانی وغیرہ وغیرہ ہو جاؤں یہ بہت بری قسم ہے۔ اعاذنا الله منه۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَأَوِّلًا أَوْ جَاهِلًا

باب: اگر کسی نے کوئی وجہ معقول رکھ کر کسی کو کافر کہا یا نادانستہ تو وہ کافر ہو گا

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِحَاطِبٍ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)).

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کے متعلق کہا کہ وہ منافق ہے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''عمر! تو کیا جانے اللہ تعالیٰ نے تو بدر والوں کو عرش پر سے دیکھا اور فرما دیا کہ میں نے تم کو بخش دیا۔''

[راجع: ۳۰۰۷]

حاطب رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ پوشیدہ طور پر مکہ والوں کو جنگ سے آگاہ کر دیا تھا اس پر یہ اشارہ ہے۔

تشریح: جنگ بدر ماہ رمضان ۲ھ میں مقام بدر پر برپا ہوئی، ابوجہل ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا جب مدینہ کے قریب آ گیا تو مسلمانوں کو ان کے ناپاک ارادے کی خبر ہوئی چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۳۱۳ فدائیوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلے۔ ۳۱۳ میں صرف ۱۳ تلواریں اور راشن وسواریوں کا کوئی انتظام نہ تھا ادھر مکہ والے ایک ہزار مسلح فوج کے ساتھ ہر طرح سے لیس ہو کر آئے تھے۔ اس جنگ میں ۲۲ مسلمان شہید ہوئے کفار کے ۷۰ آدمی قتل ہوئے اور ۷۰ ہی قید ہوئے۔ ابوجہل جیسا ظالم اس جنگ میں دو نوعمر مسلمان بچوں کے ہاتھوں سے مارا گیا۔ بدر مکہ سے سات منزل دور اور مدینہ سے تین منزل ہے، مفصل حالات کتب تواریخ و تفاسیر میں ملاحظہ ہوں بخاری میں بھی کتاب الغزوات میں تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

٦١٠٦ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَلِيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّي بِهِمْ صَلَاةً فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ قَالَ: فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ فَصَلَّى صَلَاةً خَفِيْفَةً فَبَلَغَ ذَالِكَ مُعَاذًا فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَبَلَغَ ذَالِكَ الرَّجُلَ فَأَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا وَنَسْقِي بِنَوَاضِحِنَا وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى بِنَا الْبَارِحَةَ فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ فَزَعَمَ أَنِّي مُنَافِقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: ((يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟)) ثَلَاثًا ((اقْرَأْ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾ وَ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ وَنَحْوَهَا)). [راجع: ۷۰۰]

(۶۱۰۶) مجھ سے محمد بن عبادہ نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید نے بیان کیا، کہا ہم کو سلیم نے خبر دی، کہا ہم سے عمرو بن دینار نے بیان کیا، ان سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر اپنی قوم میں آتے اور انہیں نماز پڑھاتے۔ انہوں نے (ایک مرتبہ) نماز میں سورۂ بقرہ پڑھی۔ اس پر ایک صاحب جماعت سے الگ ہو گئے اور ہلکی نماز پڑھی۔ جب اس کے متعلق معاذ کو معلوم ہوا تو کہا: وہ منافق ہے۔ معاذ کی یہ بات جب ان کو معلوم ہوئی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم لوگ محنت کا کام کرتے ہیں اور اپنی اونٹنیوں کو خود پانی پلاتے ہیں حضرت معاذ نے کل رات ہمیں نماز پڑھائی اور سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی۔ اس لیے میں نماز توڑ کر الگ ہو گیا، اس پر وہ کہتے ہیں کہ میں منافق ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ! تم لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟'' تین مرتبہ آپ نے یہ فرمایا (جب امام ہو تو) ''سورۂ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور ان جیسی سورتیں پڑھا کرو۔''

تشریح: امامان مساجد کو یہ حدیث پیش نظر رکھنی چاہیے۔ اللہ توفیق دے۔ (آمین)

٦١٠٧ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ:

(۶۱۰۷) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ابومغیرہ نے خبر دی، کہا ہم سے امام اوزاعی نے بیان کیا کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا ہم سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جس نے لات وعزیٰ کی (یا

فِي حَلِفِهِ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). [راجع: ٤٨٦٠]

دوسرے بتوں کی قسم) کھائی تو اسے لا الہ الا اللہ پڑھنا چاہیے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ جوا کھیلیں تو اسے بطور کفارہ صدقہ دینا چاہیے۔''

تشریح: لات وعزیٰ بتوں کی قسم وہی لوگ کھا سکتے ہیں جو ان کو معبود جانتے ہوں گے، لہٰذا اگر کوئی مسلمان ایسی قسم کھا بیٹھے تو لازم ہے کہ وہ دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کرے۔ غیر اللہ میں سب داخل ہیں بت ہوں یا اوتار یا پیغمبر یا شہید یا ولی یا فرشتے کسی بھی بت یا حجر وغیرہ کی قسم کھانے والا دوبارہ کلمہ طیبہ پڑھ کر تجدید ایمان کے لئے مامور ہے۔

٦١٠٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِي رَكْبٍ وَهُوَ يَحْلِفُ بِأَبِيهِ فَنَادَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ وَإِلَّا فَلْيَصْمُتْ)). [راجع: ٢٦٧٩] [مسلم: ٤٢٥٧]

(٦١٠٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے نافع نے، ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے جو چند سواروں کے ساتھ تھے۔ اس وقت حضرت عمر اپنے والد کی قسم کھا رہے تھے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے انہیں پکار کر کہا: ''آگاہ ہو جاؤ! یقیناً اللہ پاک تمہیں منع کرتا ہے کہ تم اپنے باپ دادوں کی قسم کھاؤ، پس اگر کسی کو قسم ہی کھانی ہے تو وہ اللہ کی قسم کھائے، ورنہ چپ رہے۔''

تشریح: دوسری حدیث میں آیا ہے کہ غیر اللہ کی قسم کھانا منع ہے اگر کسی کی زبان سے غیر اللہ کی قسم نکل گئی تو اسے کلمہ توحید پڑھ کر پھر ایمان کی تجدید کرنا چاہیے اگر کوئی عمداً کسی پیر یا بت کی عظمت مثل عظمت الٰہی کے جان کر ان کے نام کی قسم کھائے گا تو وہ یقیناً مشرک ہو جائے گا ایک حدیث میں جو: "افلح وابیہ ان صدق۔" کے لفظ آئے ہیں۔ یہ حدیث پہلے کی ہے۔ لہٰذا یہاں قسم کا جواز منسوخ ہے۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللَّهِ

باب: خلاف شرع کام پر غصہ اور سختی کرنا

وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ الْآيَةَ. [التوبة: ٨٣]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں فرمایا: ''کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔''

٦١٠٩۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيهِ صُوَرٌ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ وَقَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ

(٦١٠٩) ہم سے یسرہ بن صفوان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے قاسم نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اندر تشریف لائے اور گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ آنحضرت ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپ نے پردہ پکڑا اور اسے پھاڑ دیا۔ ام المؤمنین نے بیان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن ان لوگوں پر سب

يُصَوِّرُوْنَ هَذِهِ الصُّوَرَ)). [راجع: ٢٤٧٩]
[مسلم: ٥٥٢٥، ٥٥٢٦، ٥٥٢٧؛ نسائي: ٥٣٧٢]

سے زیادہ عذاب ہوگا، جو یہ صورتیں بناتے ہیں۔''

٦١١٠ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [راجع: ٩٠]

(۶۱۱۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے قیس بن ابی حازم نے اور ا سے ابومسعود نے بیان کیا کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں صبح کی نماز جماعت سے فلاں امام کی وجہ سے نہیں پڑھتا کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس دن ان امام صاحب کو نصیحت کرنے میں رسول اللہ ﷺ کو میں نے جتنا غصہ میں دیکھا ایسا میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ (نماز با جماعت پڑھنے سے) لوگوں کو دور کرنے والے ہیں، پس جو شخص بھی لوگوں کو نماز پڑھائے مختصر پڑھائے، کیونکہ نمازیوں میں کوئی بیمار ہوتا ہے، کوئی بوڑھا، کوئی کام کاج والا۔''

تشریح: لہٰذا سب کا لحاظ ضروری ہے۔ امام حضرات کو اس میں بہت ہی بڑا سبق ہے کاش امام حضرات ان پر توجہ دے کر اس حدیث کو ہمہ وقت اپنے ذہن میں رکھیں اور اس پر عمل کریں۔

٦١١١ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي رَأَى فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ فَتَغَيَّظَ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّ اللَّهَ حِيَالَ وَجْهِهِ فَلَا يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ)). [راجع: ٤٠٦]

(۶۱۱۱) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے جویریہ نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے مسجد میں قبلہ کی جانب تھوک دیکھا۔ پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا اور غصہ ہوئے پھر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہوتا ہے، اس لیے کوئی شخص نماز میں اپنے سامنے نہ تھوکے۔''

٦١١٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ: ((عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ

(۶۱۱۲) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن جعفر نے خبر دی، کہا ہم کو ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں زید بن خالد جہنی نے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ (راستہ میں گری پڑی چیز جسے کسی نے اٹھالیا ہو) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''سال بھر تک لوگوں سے پوچھتے رہو پھر اس کا سر بندھن اور ظرف پہچان کر رکھ اور خرچ کر

اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ)). قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ: ((خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَضَالَّةُ الْإِبِلِ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوِ احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَلْقَاهَا رَبُّهَا)). [راجع: ٩١]

ڈال۔ پھر اگر اس مالک آجائے تو وہ چیز اسے واپس کر دے۔" پوچھا یا رسول اللہ! بھولی بھٹکی بکری کے متعلق کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: "اسے پکڑ لا کیونکہ وہ تمہارے بھائی کی ہے یا پھر بھیڑیئے کی ہوگی۔" پوچھا یا رسول اللہ! کھویا ہوا اونٹ؟ بیان کیا کہ اس پر آنحضرت ﷺ ناراض ہوگئے اور آپ کے دونوں رخسار سرخ ہوگئے، یا راوی نے یوں کہا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا، پھر آپ نے فرمایا: "تمہیں اس اونٹ سے کیا غرض ہے اس کے ساتھ تو اس کے پاؤں ہیں اور اس کا پانی ہے وہ کبھی نہ کبھی اپنے مالک کو پالے گا۔"

٦١١٣- وَقَالَ الْمَكِّيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ ،ح: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمٌ أَبُو النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً. أَوْ حَصِيْرًا. فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِيْهَا قَالَ: فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَاؤُوْا يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ جَاؤُوْا لَيْلَةً فَحَضَرُوْا وَأَبْطَأَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَنْهُمْ فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ)). [راجع: ٧٣١]

(٦١١٣) اور مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور مجھ سے محمد بن زیاد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن سعید نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمر بن عبیداللہ کے غلام سالم ابوالنضر نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے بیان کیا اور ان سے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کی شاخوں یا بوریے سے ایک مکان چھوٹے سے حجرے کی طرح بنالیا تھا۔ وہاں آکر آپ ﷺ تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، چند لوگ بھی وہاں آگئے اور انہوں نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی پھر سب لوگ دوسری رات بھی آگئے اور ٹھہرے رہے لیکن آپ ﷺ گھر ہی میں رہے اور باہر ان کے پاس تشریف نہیں لائے۔ لوگ آواز بلند کرنے لگے اور دروازے پر کنکریاں ماریں تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا: "تم چاہتے ہو کہ ہمیشہ یہ نماز پڑھتے رہو تاکہ تم پر فرض ہو جائے (اس وقت مشکل ہو) دیکھو تم نفل نمازیں اپنے گھروں میں ہی پڑھا کرو۔ کیونکہ فرض نمازوں کے سوا آدمی کی بہترین نفل نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے۔"

تشریح: حدیث میں تو نبی کریم ﷺ کا ایک ناروا سوال پر غصہ کرنا مذکور ہے، یہی باب سے مطابقت ہے گھر میں نماز پڑھنے سے نفل نمازیں مراد ہیں۔ فرض نماز کا محل مساجد ہیں بلا عذر شرعی فرض نماز گھر میں پڑھے وہ بہت سے ثواب سے محروم رہ گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا آپ کو آواز دینا اطلاعاً مکان پر کنکری پھینک کر آپ کو بلانا، نماز تہجد آپ کی اقتدا میں ادا کرنے کے شوق میں تھا۔ کھوئے ہوئے اونٹ کے بارے میں آپ کا حکم عرب کے ماحول کے

مطابق تھا۔

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

باب: غصہ سے پرہیز کرنا

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ﴾ [الشورى: ٣٧] وَقَوْلِهِ: ﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾. [آل عمران: ١٣٤]

اللہ تعالیٰ کے فرمان (سورۂ شوریٰ) کی وجہ سے اور سورۂ آل عمران میں فرمایا: ''اور (اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں) جو کبیرہ گناہوں اور بے شرمی سے پرہیز کرتے ہیں اور جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو معاف کر دیتے ہیں'' اور فرمایا: ''اور جو خرچ کرتے ہیں خوشحال اور تنگ دستی میں اور غصہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مخلص بندوں کو پسند کرتا ہے۔''

٦١١٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). [مسلم: ٦٥٨٦]

(٦١١٤) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصل پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔'' (بے قابو نہ ہو جائے)۔

٦١١٥ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوسٌ فَأَحَدُهُمَا سَبَّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ لَوْ قَالَ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)). فَقَالُوا لِلرَّجُلِ: أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: إِنِّي لَسْتُ بِمَجْنُونٍ. [راجع: ٣٢٨٢]

(٦١١٥) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے عدی بن ثابت نے، ان سے سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں نے نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں جھگڑا کیا، ہم بھی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص دوسرے کو غصہ کی حالت میں گالی دے رہا تھا اور اس کا چہرہ سرخ تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص اسے کہہ لے تو اس کا غصہ دور ہو جائے۔ اگر یہ أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ کہہ لے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے کہا کہ سنتے نہیں، نبی اکرم ﷺ کیا فرما رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ میں دیوانہ نہیں ہوں۔

تشریح: یہ بھی اس نے غصہ کی حالت میں کہا بعض نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد سن لیا ہے، پھر اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا۔

٦١١٦ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ، قَالَ:

(٦١١٦) مجھ سے یحییٰ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو بکر نے بیان کیا،

حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: أَوْصِنِيْ قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)). فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ: ((لَا تَغْضَبْ)). [ترمذي: ٢٠٢٠]

انہیں ابو حصین نے انہیں ابو صالح نے اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ ہوا کر۔'' انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر۔''

تشریح: شاید یہ شخص بڑا غصہ والا ہوگا۔ تو اس کو یہی نصیحت سب پر مقدم کی پس حسب حال نصیحت کرنا سنت نبوی ﷺ ہے جیسا کہ ہر حکیم پر فرض ہے کہ مرض کے حسب حال دوا تجویز کرے۔

بَابُ الْحَيَاءِ

باب: حیا اور شرم کا بیان

٦١١٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((الْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ)) فَقَالَ بَشِيْرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِيْنَةً فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتُحَدِّثُنِيْ عَنْ صَحِيْفَتِكَ. [مسلم: ١٥٦]

(٦١١٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے ان سے ابو سوار عدوی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے۔'' اس پر بشیر بن کعب نے کہا کہ حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ حیا سے وقار حاصل ہوتا ہے، حیا سے سکینت حاصل ہوتی ہے۔ عمران نے ان سے کہا میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو اپنی (دو ورقی) کتاب کی باتیں مجھے سناتا ہے۔

تشریح: حالانکہ بشیر بن کعب نے حکیموں کی کتاب سے حدیث کی تائید کی تھی مگر عمران نے اس کو بھی پسند نہیں کیا کیونکہ حدیث یا آیت سننے کے بعد پھر دوسروں کا کلام سننے کی ضرورت نہیں، جب آفتاب آ گیا تو مشعل یا چراغ کی کیا ضرورت ہے۔ اس حدیث سے ان بعض لوگوں کو نصیحت لینی چاہیے جو حدیث کا معارضہ کسی امام یا مجتہد کے قول سے کرتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے ایسے ہی مقلدین کے بارے میں بصد افسوس کہا ہے: ''فما یکون جوابھم یوم یقوم الناس لرب العالمین۔'' قیامت کے دن ایسے لوگ جب بارگاہ الٰہی میں کھڑے ہوں گے اور سوال ہوگا کہ تم نے میرے رسول کا ارشاد سن کر فلاں امام کا قول کیوں اختیار کیا تو ایسے لوگ اللہ پاک کو کیا جواب دیں گے۔ (دیکھو۔ حجۃ اللہ البالغۃ اردو، صفحہ: ٢٤٠)

٦١١٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ: قَالَ: أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى رَجُلٍ وَهُوَ يُعَاتِبُ فِي الْحَيَاءِ يَقُوْلُ: إِنَّكَ لَتَسْتَحْيِيْ حَتَّى كَأَنَّهُ يَقُوْلُ: قَدْ أَضَرَّ بِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيْمَانِ)). [راجع: ٢٤]

(٦١١٨) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے بیان کیا، کہا مجھے ابن شہاب نے خبر دی، ان سے سالم نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کا گزر ایک شخص پر سے ہوا جو اپنے بھائی پر حیا کی وجہ سے ناراض ہو رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم بہت شرماتے ہو، گویا وہ کہہ رہا تھا کہ تم اس کی وجہ سے اپنا نقصان کر لیتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو کہ حیا ایمان میں سے ہے۔''

٦١١٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مَوْلَى أَنَسٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: اسْمُهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِيْ عُتْبَةَ يَعْنِي مَوْلَى أَنَسٍ الصَّحِيْحُ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ عُتْبَةَ مَوْلَى أَنَسٍ. [راجع: ٣٥٦٢]

(٦١١٩) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں قتادہ نے، انہیں انس رضی اللہ عنہ کے غلام نے کہا میں نے ابوسعید سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پردہ میں رہنے والی کنواری لڑکی سے بھی زیادہ حیا والے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: مولیٰ انس کا نام عبداللہ بن ابی عتبہ ہے صحیح یہی ہے کہ قتادہ یہ روایت عبداللہ بن ابی عتبہ مولیٰ انس سے نقل کرتے ہیں۔

بَابٌ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

باب: جب حیا ہی نہ ہو تو جو چاہو کرو

٦١٢٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلَى إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)). [راجع: ٣٤٨٣]

(٦١٢٠) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے منصور نے بیان کیا، ان سے ربعی بن حراش نے بیان کیا، ان سے ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگلے پیغمبروں کا کلام جو لوگوں کو ملا اس میں یہ بھی ہے کہ جب شرم ہی نہ رہے تو پھر جو جی چاہے وہ کرو۔''

بَابُ مَا لَا يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

باب: شریعت کی باتیں پوچھنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے

٦١٢١ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ: ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ)). [راجع: ١٣٠]

(٦١٢١) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے، ان سے زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے اور ان سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! بے شک اللہ حق بات سے حیا نہیں کرتا کیا عورت کو جب احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اگر عورت منی کی تری دیکھے تو اس پر بھی غسل واجب ہے۔''

تشریح: یہ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کی ربیبہ تھیں، ان کے والد حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ تھے جن کا نام عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی ہے اور کنیت ابوسلمہ ہے۔ یہ رسول کریم ﷺ کے حقیقی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام برہ بنت عبدالمطلب ہے اور ابوسلمہ نبی کریم ﷺ کے دودھ شریک بھی ہیں۔ ان کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ حبشہ کی ہجرت کی تھی مگر مکہ واپس آ گئے جب دوبارہ مدینہ منورہ کو ہجرت کی تو ان کے بچے سلمہ کو ددھیال والوں نے چھین لیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے میکے والوں نے جبراً روک لیا۔ ابوسلمہ دل مسوس کر بیوی اور بچوں کو چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں مدینہ چلے گئے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک سال تک برابر روتی رہی اور روزانہ اس جگہ آ کر بیٹھ جاتی جہاں شوہر سے الگ کی گئی تھیں۔ ان کی اس بے قراری اور گریہ وزاری نے سنگ دل عزیزوں کو بھی رحم پر مجبور کر دیا اور انہوں نے ان کو ان کے شوہر کے پاس جانے کی اجازت دے دی۔ یہ اکیلی مدینہ منورہ کو چل کھڑی ہوئیں، جنگ احد میں ابوسلمہ سخت زخمی ہو گئے اور جمادی الاخری ۳ھ میں ان زخموں کی وجہ سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت انہوں نے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میرے اہل وعیال کی اچھی طرح نگہداشت کیجیے یہ دعا مقبول ہوئی اور ابوسلمہ کے اہل وعیال کو رسول اللہ ﷺ جیسا سرپرست عطا ہوا اور حضرت ام سلمہ کو ام المؤمنین کا لقب ومنصب عطا کیا گیا۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بچوں کی رسول کریم ﷺ نے ایسی تعلیم وتربیت فرمائی کہ عمر بن ابوسلمہ سے سعید بن میسب، ابوامامہ بن سہل اور عروہ بن زبیر جیسے جلیل القدر تابعین رحمہم اللہ حدیث کی روایت کرتے ہیں اور حضرت علی ان کو فارس اور بحرین کا حاکم مقرر کرتے ہیں۔ ابوسلمہ کی بیٹی زینب اپنے زمانہ کی سب عورتوں سے زیادہ فقیہ تھیں یہ بچہ ہی تھیں کہ ایک دن کھیلتے کھیلتے یہ رسول کریم ﷺ کے پاس آ گئیں آپ غسل فرما رہے تھے آپ نے پیار سے ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے چہرے کی تازگی بڑھاپے میں بھی جوانی جیسی قائم رہی۔ ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ۸۴ سال کی عمر میں ۶۰ھ میں ہوا۔

٦١٢٢ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ)) فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَجَرَةُ كَذَا هِيَ شَجَرَةُ كَذَا فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُولَ هِيَ النَّخْلَةُ وَأَنَا غُلَامٌ شَابٌّ. فَاسْتَحْيَيْتُ فَقَالَ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)) وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ: لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ٦١]

(۶۱۲۲) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے محارب بن دثار نے، کہا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کی مثال اس سرسبز درخت کی ہے، جس کے پتے نہیں جھڑتے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یہ فلاں درخت یہ فلاں درخت ہے۔ میرے دل میں آیا کہ کہوں کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن چونکہ میں نوجوان تھا، اس لیے مجھے بولتے ہوئے حیا آ ئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ کھجور کا درخت ہے۔'' اور اسی سند سے شعبہ سے روایت ہے کہ کہا ہم سے خبیب بن عبدالرحمن نے، ان سے حفص بن عاصم نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسی طرح بیان کیا اور یہ اضافہ کیا کہ پھر میں نے اس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا: اگر تم نے کہہ دیا ہوتا تو مجھے اتنا مال ملنے سے بھی زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی روایت سے باب کا مطلب نکالا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کی اس شرم کو پسند نہ کیا جو دین کی بات بتلانے میں انہوں نے کی۔ بے محل شرم کرنا غلط ہے۔

٦١٢٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُومٌ

(۶۱۲۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے مرحوم بن عبدالعزیز نے

قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا فَقَالَتْ: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ؟ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: مَا أَقَلَّ حَيَائَهَا فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ عَرَضَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَفْسَهَا.
[راجع: ٥١٢٠]

بیان کیا، کہا میں نے ثابت سے سنا اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا، کہا ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنے آپ کو آپ ﷺ کے نکاح کے لیے پیش کیا اور عرض کیا: کیا آپ کو مجھ سے نکاح کی ضرورت ہے؟ اس پر انس رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی بولیں، وہ کتنی بے حیا تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تم سے تو اچھی تھیں انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے نکاح کے لیے پیش کیا۔

تشریح: یہ سعادت کہاں ملتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی عورت کو اپنی زوجیت کے لئے پسند فرمائیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان:

((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا)) وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

''آسانی کرو، سختی نہ کرو۔'' اور آپ ﷺ لوگوں پر تخفیف اور آسانی کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

تشریح: اللہ پاک ہمارے علما اور فقہا کو بھی اس اسوۂ نبوی ﷺ پر عمل درآمد کی توفیق بخشے جنہوں نے ملت اسلام کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر کے امت کو بہت سی مشکلات میں مبتلا کر رکھا ہے۔

٦١٢٤ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَسَكِّنُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا)). [راجع: ٦٩]

(۶۱۲۴) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابوتیاح نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''آسانی پیدا کرو، لوگوں کو تسلی اور تشفی دو، نفرت نہ دلاؤ۔''

٦١٢٥ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا: ((يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا)) قَالَ أَبُو مُوسَى: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ يُقَالُ لَهُ: الْبِتْعُ وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ يُقَالُ لَهُ: الْمِزْرُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ)).
[راجع: ٦٩]

(۶۱۲۵) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم سے نضر نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سعید بن ابی بردہ نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ان کے دادا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے (انہیں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تو ان سے فرمایا: ''(لوگوں کے لیے) آسانیاں پیدا کرنا، تنگی میں نہ ڈالنا، انہیں خوش خبری سنانا، دین سے نفرت نہ دلانا اور تم دونوں آپس میں اتفاق سے کام کرنا۔'' ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم ایسی سرزمین میں جا رہے ہیں جہاں شہد سے شراب بنائی جاتی ہے اور اسے ''بتع'' کہا جاتا ہے اور جو سے شراب بنائی جاتی ہے اور اسے ''مزر'' کہا جاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے۔''

تشریح: کوئی شراب ہو جو نشہ کرے وہ حرام ہے۔

٦١٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا. [راجع: ٣٥٦٠]

(٦١٢٦) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے مالک نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو چیزوں میں سے ایک کو پسند کرنے کا اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ ان میں آسان چیزوں کو اختیار فرمایا، بشرطیکہ اس میں گناہ کا کوئی پہلو نہ ہوتا، اگر اس میں گناہ کا کوئی پہلو ہوتا تو آپ ﷺ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لیا، البتہ اگر کوئی شخص اللہ کی حرمت وحد کو توڑتا تو آپ ان سے تو محض اللہ کی رضامندی کے لیے بدلہ لیتے۔

تشریح: بظاہر اس حدیث میں اشکال ہے کیونکہ جو کام گناہ ہوتا ہے اس کے لئے آپ کو کیسے اختیار دیا جاتا، شاید یہ مراد ہو کہ کافروں کی طرف سے ایسا اختیار دیا جاتا۔

٦١٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنَّا عَلَى شَاطِئِ نَهْرٍ بِالْأَهْوَازِ قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ فَجَاءَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلَى فَرَسٍ فَصَلَّى وَخَلَّى فَرَسَهُ فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ فَتَرَكَ صَلَاتَهُ وَتَبِعَهَا حَتَّى أَدْرَكَهَا فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلَاتَهُ وَفِيْنَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ فَأَقْبَلَ يَقُوْلُ: انْظُرُوْا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ تَرَكَ صَلَاتَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ فَأَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِيْ أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَقَالَ: إِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهَا لَمْ آتِ أَهْلِيْ إِلَى اللَّيْلِ وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ ﷺ فَرَأَى مِنْ تَيْسِيْرِهِ. [راجع: ١٢١١]

(٦١٢٧) ہم سے ابونعمان محمد بن فضل سدوسی نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ازرق بن قیس نے کہ اہواز نامی ایرانی شہر میں ہم ایک نہر کے کنارے تھے جو خشک پڑی تھی، پھر ابو برزہ اسلمی صحابی گھوڑے پر تشریف لائے اور نماز پڑھی اور گھوڑا چھوڑ دیا۔ گھوڑا بھاگنے لگا تو آپ نے نماز توڑ دی اور اس کا پیچھا کیا، آخر اس کے قریب پہنچے اور اسے پکڑ لیا۔ پھر واپس آ کر نماز قضا کی، وہاں ایک شخص خارجی تھا، وہ کہنے لگا کہ اس بوڑھے کو دیکھو اس نے گھوڑے کے لیے نماز توڑ ڈالی۔ ابو برزہ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہو کر آئے اور کہا: جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں، کسی نے مجھے ملامت نہیں کی اور انہوں نے کہا کہ میرا گھر یہاں سے دور ہے، اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو بھاگنے دیتا تو اپنے گھر رات تک بھی نہ پہنچ پاتا اور انہوں نے بیان کیا کہ وہ آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں اور میں نے نبی کریم ﷺ کو آسان صورتوں کو اختیار کرتے دیکھا ہے۔

٦١٢٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ

(٦١٢٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور لیث بن سعد نے بیان کیا کہ مجھ سے یونس

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((دَعُوْهُ وَأَهْرِيقُوْا عَلَى بَوْلِهِ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ أَوْ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ)).

نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، انہیں عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشاب کر دیا، لوگ اس کی طرف مارنے کو بڑھے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑ دو اور جہاں اس نے پیشاب کیا ہے اس جگہ پر پانی کا ایک ڈول بھرا ہوا بہا دو، کیونکہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ تنگی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔''

[راجع: ٢٢٠]

تشریح: اس حدیث سے ان لوگوں کا رد ہوا جو کہتے ہیں، ایسی حالت میں وہاں کی مٹی نکالنی ضروری تھی یہ حدیث پہلے کئی بار گزر چکی ہے۔ اس سے اخلاق نبوی پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم الف الف مرة بعدد كل ذرة۔

بَابُ الْإِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

باب: لوگوں کے ساتھ فراخی سے پیش آنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: خَالِطِ النَّاسَ وَدِيْنَكَ لَا تَكْلِمَنَّهُ وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْأَهْلِ.

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لوگوں کے ساتھ میل ملاپ رکھو، لیکن اس کی وجہ سے اپنے دین کو زخمی نہ کرنا۔ اور اس باب میں اہل وعیال کے ساتھ ہنسی مذاق دل لگی کرنے کا بھی بیان ہے۔

٦١٢٩۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُوْلَ لِأَخٍ لِي صَغِيْرٍ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) [طرفه في: ٦٢٠٣] [مسلم: ٥٦٢٢؛ ترمذي: ٣٣٣، ١٩٨٩؛ ابن ماجه: ٣٧٢٠]

(٦١٢٩) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو التیاح نے، کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ہم بچوں سے بھی دل لگی کرتے، یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی ابو عمیر نامی سے (مزاحاً) فرماتے: ''يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟'' ''اے ابو عمیر! تیری نغیر نامی چڑیا تو بخیر ہے؟''

تشریح: ابو عمیر وہ ہی بچہ تھا جو بچپن میں فوت ہو گیا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس کے مرنے کی خبر اس کے والد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے چھپا کر رکھی تھی یہاں تک کہ انہوں نے کھانا کھایا ام سلیم رضی اللہ عنہا سے صحبت کی۔ اس وقت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بچہ فوت ہو گیا ہے اس کو دفن کر دو اسی صبر وشکر کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے اسی رات ام سلیم کے بطن میں حمل ٹھہرا دیا اور بہترین بدل عطا فرمایا۔

٦١٣٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ لِي صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِي وَكَانَ رَسُوْلُ

(٦١٣٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی، کہا ہم سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے یہاں لڑکیوں کے ساتھ کھیلتی تھی، میری بہت سی سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلا کرتی تھیں، جب رسول اللہ ﷺ

اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي. [مسلم: ٦٢٨٧]

اندر تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں پھر آنحضرت ﷺ انہیں میرے پاس بھیجتے اور وہ میرے ساتھ کھیلتیں۔

تشریح: اسی حدیث سے بچیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنا بالاتفاق جائز رکھا گیا ہے اور گڑیوں کو ان مورتوں میں سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے جن کا بنانا حرام ہے۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

باب: لوگوں کے ساتھ خاطر تواضع سے پیش آنا

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوهِ أَقْوَامٍ وَإِنَّ قُلُوبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ.

اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی جاتی ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دوست دشمن سب کے ساتھ انسانیت اور اخلاق سے اور محبت سے پیش آنا یہ نفاق نہیں ہے، نفاق یہ ہے کہ مثلاً ان سے کہے میں دل سے آپ سے محبت رکھتا ہوں حالانکہ دل میں ان کی عداوت ہوتی ہے۔

٦١٣١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيرَةِ أَوْ بِئْسَ أَخُو الْعَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْتَ: مَا قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ فَقَالَ: ((أَيْ عَائِشَةُ! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ)). [راجع: ٦٠٣٢]

(٦١٣١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، ان سے ابن منکدر نے، ان سے عروہ بن زبیر نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اسے اندر بلا لو، یہ اپنی قوم کا بہت ہی برا آدمی ہے۔'' جب وہ شخص اندر آ گیا تو آنحضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے ابھی اس کے متعلق کیا فرمایا تھا اور پھر اتنی نرمی کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اللہ کے نزدیک مرتبے کے اعتبار سے وہ شخص سب سے برا ہے جسے لوگ اس کی بدخلقی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔''

٦١٣٢ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ فَقَسَمَهَا فِي نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: ((خَبَأْتُ

(٦١٣٢) مجھ سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا مجھے ابن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ایوب نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن ابی ملیکہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ہدیہ میں دیبا کی چند قبائیں آئیں، ان میں سونے کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے وہ قبائیں اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیں اور ایک مخرمہ کے لیے باقی رکھی، جب مخرمہ آئے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ میں نے تمہارے لئے چھپا رکھی

هَذَا لَكَ)) قَالَ أَيُّوبُ: بِثَوْبِهِ وَأَنَّهُ يُرِيهِ إِيَّاهُ وَكَانَ فِي خُلُقِهِ شَيْءٌ.

تھی۔'' ایوب نے کہا یعنی اپنے کپڑے میں چھپا رکھی تھی آپ مخرمہ کو خوش کرنے کے لیے اس کے تکمے یا گھنڈی کو دکھلا رہے تھے کیونکہ وہ ذرا سخت مزاج آدمی تھے۔

رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ حَاتِمُ ابْنُ وَرْدَانَ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَقْبِيَةٌ. [راجع: ٢٥٩٩]

اس حدیث کو حماد بن زید نے بھی ایوب کے واسطہ سے روایت کیا مرسلات میں اور حاتم بن وردان نے کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے مسور بن مخرمہ نے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس چند قبائیں تحفہ میں آئیں پھر ایسی ہی حدیث بیان کی۔

تشریح: اس سند کے بیان کرنے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ حماد بن زید اور ابن علیہ کی روایتیں بظاہر مرسل ہیں مگر فی الحقیقت موصول ہیں کیونکہ حاتم بن وردان کی روایت سے یہ نکلتا ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے اس کو مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو صحابی ہیں۔

بَابٌ: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

باب: مؤمن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَا حِلْمَ إِلَّا عَنْ تَجْرِبَةٍ.

اور معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہ نے کہا: آدمی تجربہ اٹھا کر دانا بنتا ہے۔

تشریح: یعنی مسلمان کو جب ایک بار کسی چیز کا تجربہ ہو جاتا ہے اس سے نقصان اٹھاتا ہے تو پھر دوبارہ دھوکا نہیں کھاتا ہوشیار رہتا ہے، بقول دودھ کا جلا ہوا چھاچھ کو بھی پھونک کر پیتا ہے۔

٦١٣٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ)). [مسلم: ٧٤٩٨؛ ابوداود: ٤٨٦٢؛ ابن ماجه: ٣٩٨٢]

(٦١٣٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا ان سے عقیل نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابن مسیب نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کو ایک سوراخ سے دوبارہ ڈنگ نہیں لگ سکتا۔''

تشریح: ایک ہی بار دھوکا کھاتا ہے پھر ہوشیار رہتا ہے۔ سچ کہا گیا ہے کہ

آدمی بنتا ہے لاکھوں ٹھوکریں کھانے کے بعد رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانے کے بعد

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

باب: مہمان کے حق کے بیان میں

٦١٣٤ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ

(٦١٣٤) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم سے روح بن عبادہ نے، کہا ہم سے حسین نے، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا یہ میری خبر صحیح ہے کہ تم رات بھر

اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُومُ اللَّيْلَ وَتَصُومُ النَّهَارَ؟)) قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلْ قُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَأَفْطِرْ فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُولَ بِكَ عُمُرٌ وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُومَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَإِنَّ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا فَذَلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ)). قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ)) قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ قُلْتُ فَإِنِّي أُطِيقُ غَيْرَ ذَلِكَ قَالَ: ((فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ)) قُلْتُ وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ؟ قَالَ: ((نِصْفُ الدَّهْرِ)) قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: يُقَالُ زَوْرٌ وَهَؤُلَاءِ زَوْرٌ وَضَيْفٌ وَمَعْنَاهُ أَضْيَافُهُ وَزُوَّارُهُ لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ مِثْلَ قَوْمٍ رِضًى وَمَقْنَعٌ وَعَدْلٌ يُقَالُ مَاءٌ غَوْرٌ وَبِئْرٌ غَوْرٌ وَمَا آنِ غَوْرٌ وَمِيَاهٌ غَوْرٌ وَيُقَالُ الْغَوْرُ الْغَائِرُ لَا تَنَالُهُ الدِّلَاءُ كُلُّ شَيْءٍ غُرْتَ فِيهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ ﴿تَزَاوَرُ﴾ [الكهف: ١٧] تَمِيلُ مِنَ الزَّوَرِ وَالْأَزْوَرِ الْأَمْيَلُ. [راجع: ١١٣١]

عبادت کرتے رہتے ہو اور دن میں روزے رکھتے ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں یہ صحیح ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہ کر، عبادت بھی کر اور سو بھی، روزے بھی رکھ اور بغیر روزے کے بھی رہ، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تم سے ملاقات کے لیے آنے والوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، امید ہے کہ تمہاری عمر لمبی ہوگی، تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھو، کیونکہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا ملتا ہے، اس طرح زندگی بھر کا روزہ ہوگا۔'' انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سختی چاہی تو آپ نے میرے اوپر سختی کر دی، میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر ہر ہفتے تین روزہ رکھا کر۔'' بیان کیا کہ میں نے اور سختی چاہی تو آپ نے میرے اوپر اور سختی کر دی۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ کے نبی داود علیہ السلام جیسا روزہ رکھ۔'' میں نے پوچھا: اللہ کے نبی داود علیہ السلام کا روزہ کیسا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ایک دن روزہ ایک دن افطار گویا آدھی عمر کے روزے۔''

تشریح: نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک نے انسان کو ملکی اور بہیمی دونوں طاقتیں دے کر معجون مرکب پیدا فرمایا ہے۔ اگر ایک قوت کو بالکل تباہ کر کے انسان فرشتہ بن جائے تو گویا وہ اپنی فطرت بگاڑتا ہے۔ منشائے قدرت یہ ہے کہ آدمی کو آدمی ہی رہنا چاہیے، عبادت الٰہی بھی ہو اور دنیا کے حظوظ بھی جائز حد کے اندر حاصل کیے جائیں۔ یہی سنت نبوی ہے کہ بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا کئے جائیں اور عبادت بھی کی جائے۔ رات کو آرام بھی کیا جائے اور عبادت بھی کی جائے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ نے نکاح کے بارے میں خاص طور سے فرمایا کہ نکاح کرنا میری سنت ہے اور جو میری سنت سے نفرت کرے وہ میری امت سے خارج ہے۔ اس سے مجرد رہنے والے نام نہاد پیروں کو سبق لینا چاہیے۔

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ

باب: مہمان کی عزت اور خود اس کی خدمت کرنا

إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ

﴿وَضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ﴾ [الذاريات: ٢٤]

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ''ابراہیم علیہ السلام کے مہمان جن کی عزت کی گئی'' کی تفسیر۔

٦١٣٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِيَ عِنْدَهُ حَتَّى يُحْرِجَهُ)).

(٦١٣٥) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں سعید بن ابی سعید مقبری نے، انہیں ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔ اس کی خاطر داری بس ایک دن اور رات کی ہے اور مہمانی تین دن اور تین راتوں کی اس کے بعد جو ہو وہ صدقہ ہے اور مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے میزبان کے پاس اتنے دن ٹھہر جائے کہ اسے تنگ کر ڈالے۔''

[راجع: ٦٠١٩]

تشریح: بلکہ حد درجہ تین دن تین رات اس کے پاس کھانا کھائے پھر اپنا انتظام خود کرلے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ مِثْلَهُ وَزَادَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ٦٠١٩]

ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے اسی طرح بیان کیا اور یہ لفظ زیادہ کئے: ''جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اچھی بات کہنی چاہیے ورنہ اسے چپ رہنا چاہیے۔''

تشریح: اسی لئے کہا گیا ہے کہ پہلے تول پیچھے بول۔ سوچ سمجھ کو بولنا بڑی دانش مندی ہے۔

٦١٣٦۔ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)). [راجع: ٥١٨٥]

(٦١٣٦) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن مہدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابوحصین نے، ان سے ابو صالح نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اس پر لازم ہے کہ بھلی بات کہے ورنہ چپ رہے۔''

٦١٣٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي

(٦١٣٧) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے، ان سے یزید بن ابی حبیب نے، ان سے ابوالخیر نے اور ان سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلَا يَقْرُوْنَا فَمَا تَرَى فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِي لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ)). [راجع: ٢٤٦١]

نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں (تبلیغ وغیرہ کے لیے) بھیجتے ہیں اور راستے میں ہم بعض قبیلوں کے گاؤں میں قیام کرتے ہیں لیکن وہ ہماری مہمان نوازی نہیں کرتے، آپ کا اس سلسلے میں کیا ارشاد ہے؟ آپ ﷺ نے اس پر ہم سے فرمایا: ''جب تم ایسے لوگوں کے پاس جا کر اترو اور وہ جیسا دستور ہے مہمانی کے طور پر تم کو کچھ دیں تو اسے منظور کر لو اگر نہ دیں تو مہمانی کا حق قاعدے کے موافق ان سے وصول کر لو۔''

تشریح: اکثر علما کہتے ہیں کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں عرب کے مروجہ دستور کے تحت تھا جب مسافروں کے لئے دوران سفر میں جہاں مسافر قیام کرتا وہاں والوں کو، ان کے کھلانے پلانے کا انتظام کرنا ضروری تھا۔ آج ہوٹلوں کا دور ہے مگر حدیث کا منشا آج بھی واجب العمل ہے کہ مہمانوں کی خبر گیری کرنا ضروری ہے۔ مولوی عبدالحق بن فضل اللہ غزنوی جو امام شوکانی کے بلا واسطہ شاگرد تھے اور مترجم (وحید الزماں) نے صغر سنی میں ان سے تلمذ کیا ہے، بڑے ہی متبع سنت اور حق پرست تھے۔ مولانا موصوف کا قاعدہ تھا کہ کسی کے ہاں جاتے تو تین دن سے زیادہ ہرگز نہ کھاتے بلکہ تین دن کے بعد اپنا انتظام خود کرتے۔ (رحمۃ اللہ علیہ)

٦١٣٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ)).

[راجع: ٥١٨٥] [ابوداود: ٥١٥٤؛ ترمذي: ٢٥٠٠]

(٦١٣٨) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے انہیں ابوسلمہ نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے، جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اسے چاہیے کہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ چپ رہے۔''

تشریح: اس حدیث میں جو صفات حسنہ مذکور ہوئی ہیں وہ اتنی اہم ہیں کہ ان سے محروم رہنے والے کو ایمان سے محروم کہا جا سکتا ہے۔ مہمان کا اکرام کرنا، صلہ رحمی کرنا، زبان قابو میں رکھنا یہ بڑی ہی اونچی خوبیاں ہیں جو ہر مومن مسلمان کے اندر ہونی ضروری ہیں، ورنہ خالی نماز روزہ بے وزن ہو کر رہ جائیں گے۔ آج کل کتنے ہی نمازی مدعیان دین ہیں جو محض لفافہ ہیں اندر کچھ نہیں ہے۔ بے مغز گٹھلی بے کار محض ہوتی ہے، کتنے نام نہاد علما و حفاظ بھی ایسے ہوتے ہیں جو محض ریا و نمود کے طلب گار ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

باب: مہمان کے لیے پر تکلف کھانا تیار کرنا

٦١٣٩ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو

(٦١٣٩) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے جعفر بن عون نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عمیس (عتبہ بن عبداللہ) نے بیان کیا، ان سے عون

الْعُمَيْسِ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: آخَى النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوكَ أَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّي صَائِمٌ قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتَّى تَأْكُلَ فَأَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُومُ فَقَالَ: نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُومُ فَقَالَ: نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الْآنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَأَعْطِ كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((صَدَقَ سَلْمَانُ)). [راجع: ١٩٦٨]

بن ابی جحیفہ نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سلمان فارسی اور ابو درداء رضی اللہ عنہما کو بھائی بھائی بنا دیا۔ ایک مرتبہ سلمان رضی اللہ عنہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لیے تشریف لائے تو ام درداء رضی اللہ عنہا کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ وہ بولیں تمہارے بھائی ابو درداء کو دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ پھر ابو درداء تشریف لائے تو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کہا: آپ کھائیں میں روزے سے ہوں۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بولے کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ بھی نہ کھائیں۔ چنانچہ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے بھی کھایا رات ہوئی تو ابو درداء نماز پڑھنے کی تیاری کرنے لگے۔ سلمان نے کہا سو جائیے۔ پھر جب آخری رات ہوئی تو سلمان نے کہا اب اٹھئے، بیان کیا کہ پھر دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمان نے کہا کہ بلاشبہ تمہارے رب کا تم پر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، پس سارے حق داروں کے حقوق ادا کرو۔ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”سلمان نے سچ کہا ہے۔“

تشریح: عورت بے چاری میلی کچیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر اسے کہنا پڑا کہ میرے خاوند جب مجھ سے مخاطب ہی نہیں ہوتے تو میں بناؤ سنگھار کر کے کیا کروں۔ آخر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اپنی حالت کو بدلا۔ روایت میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے لئے کھانا تیار کرنے کا ذکر ہے باب سے یہی مطابقت ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

باب: مہمان کے سامنے غصہ اور رنج کا ظاہر کرنا مکروہ ہے

٦١٤٠- حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ تَضَيَّفَ رَهْطًا فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ: دُونَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيءَ فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمَنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ فَقَالَ:

(٦١٤٠) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید جریری نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کہ ابو بکر نے کچھ لوگوں کی میزبانی کی اور عبدالرحمٰن سے کہا کہ مہمانوں کا پوری طرح خیال رکھنا کیونکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں گا، میرے آنے سے پہلے انہیں کھانا کھلا دینا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن کھانا مہمانوں کے پاس لائے اور کہا کہ کھانا کھائیے۔ انہوں نے پوچھا: ہمارے گھر کے مالک کہاں ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: آپ لوگ

اطْعَمُوْا فَقَالُوْا: أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوْا قَالُوْا: مَا نَحْنُ بِآكِلِيْنَ حَتَّى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا قَالَ: اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ فَإِنَّهُ إِنْ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ فَأَبَوْا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ قَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوْهُ فَقَالَ: يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ! فَسَكَتُّ ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَالرَّحْمٰنِ! فَسَكَتُّ فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِي لَمَّا جِئْتَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ فَقَالُوْا: صَدَقَ أَتَانَا بِهِ قَالَ: فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ وَاللّٰهِ! لَا أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ فَقَالَ الْآخَرُوْنَ: وَاللّٰهِ! لَا نَطْعَمُهُ حَتَّى تَطْعَمَهُ قَالَ: لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ وَيْلَكُمْ! مَا أَنْتُمْ أَلَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ هَاتِ طَعَامَكَ فَجَاءَ بِهِ فَوَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، الْأُوْلَى لِلشَّيْطَانِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا. [راجع: ٦٠٢]

کھانا کھالیں۔ مہمانوں نے کہا جب تک ہمارے میزبان نہ آجائیں ہم کھانا نہیں کھائیں گے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہماری درخواست قبول کر لیجیے کیونکہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے آنے تک اگر آپ لوگ کھانے سے فارغ نہیں ہو گئے تو ہمیں ان کی خفگی کا سامنا ہوگا۔ انہوں نے اس پر بھی انکار کیا۔ میں جانتا تھا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس لیے جب وہ آئے میں ان سے بچنے لگا۔ انہوں نے پوچھا تم لوگوں نے کیا کیا؟ گھر والوں نے انہیں بتایا تو انہوں نے عبدالرحمٰن کو پکارا، میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر پکارا: عبدالرحمٰن! میں اس مرتبہ بھی خاموش رہا۔ پھر انہوں نے کہا: ارے پاجی میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ اگر تو میری آواز سن رہا ہے تو باہر آجا، میں باہر نکلا اور عرض کیا کہ آپ اپنے مہمانوں سے پوچھ لیں۔ مہمانوں نے بھی کہا عبدالرحمٰن سچ کہہ رہا ہے۔ وہ کھانا ہمارے پاس لائے تھے۔ آخر والد محترم نے کہا کہ تم لوگوں نے میرا انتظار کیا، اللہ کی قسم! میں آج رات کھانا نہیں کھاؤں گا! مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اللہ کی قسم جب تک آپ نہ کھائیں ہم بھی نہ کھائیں گے! ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا بھائی میں نے ایسی خراب بات کبھی نہیں دیکھی۔ مہمانو! تم لوگ ہماری میزبانی سے کیوں انکار کرتے ہو۔ خیر عبدالرحمٰن کھانا لا، وہ کھانا لائے تو آپ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، پہلی حالت (کھانا نہ کھانے کی قسم) شیطان کی طرف سے تھی۔ چنانچہ انہوں نے کھانا کھایا اور ان کے ساتھ مہمانوں نے بھی کھایا۔

تشریح: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی آخر انسان تھے، مہمانوں کو بھوکا دیکھ کر گھر والوں پر خفگی کا اظہار کرنے لگے، مہمانوں نے جب آپ کا یہ حال دیکھا تو وہ بھی کھانے سے قسم کھا بیٹھے۔ آخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خود اپنی قسم توڑ کر کھانا کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا، قسم کھانے کو آپ نے شیطان کی طرف سے قرار دیا۔ اسی سے باب کا مطلب نکلتا ہے، کیوں کہ آپ نے مہمانوں کے سامنے جو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر غصہ کیا تھا اور قسم کھالی تھی اس کو شیطان کا اغوا قرار دیا۔

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ لَا آكُلُ حَتَّى تَأْكُلَ

باب: مہمان کو اپنے میزبان سے کہنا کہ جب تک تم ساتھ ساتھ نہ کھاؤ گے میں بھی نہیں کھاؤں گا

فِيْهِ حَدِيْثُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

اس باب میں ابو جحیفہ کی ایک حدیث نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔

٦١٤١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ أَضْيَافٍ لَهُ فَأَمْسَى عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ لَهُ أُمِّي: احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ أَوْ عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ قَالَ: مَا عَشَّيْتِهِمْ فَقَالَتْ: عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا أَوْ فَأَبَى فَغَضِبَ أَبُو بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ فَاخْتَبَأْتُ أَنَا فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ لَا تَطْعَمُهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ الْأَضْيَافُ أَلَّا يَطْعَمُوهُ أَوْ يَطْعَمُوهُ حَتَّى يَطْعَمَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: كَأَنَّ هَذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَدَعَا بِالطَّعَامِ فَأَكَلَ وَأَكَلُوا فَجَعَلُوا لَا يَرْفَعُونَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا فَقَالَ: يَا أُخْتَ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا؟ فَقَالَتْ: وَقُرَّةِ عَيْنِي! إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ فَأَكَلُوا وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَكَلَ مِنْهَا. [راجع: ٦٠٢]

(٦١٤١) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے سلیمان بن طرفان نے، ان سے ابوعثمان نہدی نے کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنا ایک مہمان یا کئی مہمان لے کر گھر آئے۔ پھر آپ شام ہی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے، جب وہ لوٹ کر آئے تو میری والدہ نے کہا کہ آج اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ کہاں رہ گئے تھے۔ ابوبکر نے پوچھا کیا تم نے ان کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو کھانا ان کے سامنے پیش کیا لیکن انہوں نے انکار کیا۔ یہ سن کر ابوبکر رضی اللہ عنہما کو غصہ آیا اور انہوں نے (گھر والوں کو) برا بھلا کہا اور دکھ کا اظہار کیا اور قسم کھالی کہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں تو ڈر کے مارے چھپ گیا تو آپ نے پکارا کہ اے پاجی! کدھر ہے تو ادھر آ۔ میری والدہ نے بھی قسم کھالی کہ اگر وہ کھانا نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گی۔ اس کے بعد مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ اگر ابوبکر نہیں کھائیں گے تو وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ آخر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ غصہ کرنا شیطانی کام تھا، پھر آپ نے کھانا منگوایا اور خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھایا (اس کھانے میں یہ برکت ہوئی) جب یہ لوگ ایک لقمہ اٹھاتے تو نیچے سے کھانا اور بھی بڑھ جاتا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے بنی فراس کی بہن! یہ کیا ہو رہا ہے، کھانا تو اور بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب یہ اس سے بھی زیادہ ہو گیا۔ جب ہم نے کھانا کھایا بھی نہیں تھا۔ پھر سب نے کھایا اور اس میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کھانے میں سے کھایا۔

تشریح: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زوجہ ام رومان بنی فراس قبیلے سے تھیں ان کا نام زینب تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا منشائے باب یہ ہے کہ گاہے کوئی ایسا موقع ہو کہ میزبان سے مہمان ایسا لفظ کہہ دے کہ آپ جب تک ساتھ میں نہ کھائیں گے میں بھی نہیں کھاؤں گا تو اخلاقاً ایسا کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور برعکس میزبان کے لئے بھی یہی بات ہے، بہر حال میزبان کا فرض ہے کہ حتی الامکان مہمان کا اکرام کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے اور مہمان کا فرض ہے کہ میزبان کے گھر زیادہ ٹھہر کر اس کے لئے تکلیف کا موجب نہ بنے۔ یہ اسلامی آداب واخلاق وتمدن ومعاشرت کی باتیں ہیں۔ اللہ پاک ہر موقع پر ان کو معمول بنانے کی توفیق بخشے۔ آمین

بَابُ إِكْرَامِ الْكَبِيرِ وَيَبْدَأُ الْأَكْبَرُ

باب: جو عمر میں بڑا ہو اس کی تعظیم کرنا اور پہلے اسی

بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

کو بات کرنے اور پوچھنے دینا

٦١٤٢، ٦١٤٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَسَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَوْ حَدَّثَنَا أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُودٍ أَتَيَا خَيْبَرَ فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ فَقُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَهْلٍ فَجَاءَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ وَحُوَيِّصَةُ وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُودٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَتَكَلَّمُوْا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((كَبِّرِ الْكُبْرَ)) قَالَ يَحْيَى: يَعْنِي لِيَلِ الْكَلَامَ الْأَكْبَرُ فَتَكَلَّمُوْا فِي أَمْرِ صَاحِبِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اسْتَحِقُّوْا قَتِيلَكُمْ ـ أَوْ قَالَ:ـ صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْكُمْ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ قَالَ: ((فَتُبَرِّئُكُمْ يَهُوْدُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِينَ مِنْهُمْ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ فَفَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مِنْ قِبَلِهِ قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الْإِبِلِ فَدَخَلَتْ مِرْبَدًا لَهُمْ فَرَكَضَتْنِي بِرِجْلِهَا وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ، قَالَ يَحْيَى: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ بُشَيْرٍ عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ. [راجع: ٢٧٠٢]

(۶۱۴۲،۴۳) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید نے، ان سے انصار کے غلام بشیر بن یسار نے، ان سے رافع بن خدیج اور سہل بن ابی حثمہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود خیبر سے آئے اور کھجور کے باغ میں ایک دوسرے سے جدا ہوگئے، عبداللہ بن سہل وہیں قتل کر دیے گئے۔ پھر عبدالرحمٰن بن سہل اور مسعود کے دونوں بیٹے حویصہ اور محیصہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے مقتول ساتھی (عبداللہ) کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ پہلے عبدالرحمٰن نے بولنا چاہا جو سب سے چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کی بڑائی کرو۔'' (ابن سعید نے اس کا مقصد یہ) بیان کیا کہ جو بڑا ہے وہ گفتگو کرے، پھر انہوں نے اپنے ساتھی کے مقدمہ میں گفتگو کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے ۵۰ آدمی قسم کھالیں کہ عبداللہ کو یہودیوں نے مارا ہے تو تم دیت کے مستحق ہو جاؤ گے۔'' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے خود تو اسے دیکھا نہیں تھا (پھر اس کے متعلق قسم کیسے کھا سکتے ہیں؟) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''پھر یہود اپنے پچاس آدمیوں سے قسم کھلوا کر تم سے چھٹکارا پالیں گے۔'' انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کافر لوگ ہیں (ان کی قسم کا کیا بھروسہ) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن سہل کے وارثوں کو دیت خود اپنی طرف سے ادا کر دی۔ سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان اونٹوں میں سے (جو آپ ﷺ نے انہیں دیت میں دیے تھے) ایک اونٹنی کو میں نے پکڑا وہ تھان میں گھس گئی، اس نے ایک لات مجھے لگائی۔ اور لیث نے کہا مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے بشیر نے اور ان سے سہل نے، یحییٰ نے یہاں بیان کیا کہ میں سمجھتا ہوں کہ بشیر نے ''مع رافع بن خدیج'' کے الفاظ کہے تھے۔ اور سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے بشیر نے اور انہوں نے صرف سہل سے روایت کی۔

تشریح: اس میں رافع کا نام نہیں ہے۔

حدیث میں قسامت کا ذکر ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ کسی مقتول سے متعلق عینی شہادت نہ ہو تو اس کی قوم کے پچاس آدمی اپنے خیال

میں قاتل کا نام لے کر قسمیں کھائیں گے کہ واللہ وہی قاتل ہے تو وہ دیت کے حق دار ہو جائیں گے، یہی قسامت ہے۔ حدیث میں ہر امر میں بڑوں کو مقدم رکھنے کا حکم ہے، باب سے یہی تعلق ہے۔ شریعت اسلامی میں قتل ناحق کا معاملہ کتنا اہم ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوا۔

٦١٤٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَخْبِرُوْنِي بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا وَلَا تُحَتُّ وَرَقُهَا)). فَوَقَعَ فِي نَفْسِي النَّخْلَةُ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((هِيَ النَّخْلَةُ)). فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِي قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ! وَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ قَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُوْلَهَا لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا قَالَ: مَا مَنَعَنِي إِلَّا أَنِّي لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا فَكَرِهْتُ. [راجع: ٦١]

(٦١٤٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن کثیر نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے کہا کہ مجھ سے نافع نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس درخت کا نام بتاؤ، جس کی مثال مسلمان کی سی ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے رب کے حکم سے پھل دیتا ہے اور اس کے پتے نہیں جھڑتے۔'' میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے کہنا پسند نہیں کیا۔ کیونکہ مجلس میں حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما جیسے اکابر بھی موجود تھے۔ پھر جب ان دونوں بزرگوں نے کچھ نہیں کہا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ کھجور کا درخت ہے۔'' جب میں اپنے والد کے ساتھ نکلا تو میں نے عرض کیا کہ میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں یہ کھجور کا درخت ہے، انہوں نے کہا: پھر تم نے کہا کیوں نہیں؟ اگر تم نے کہہ دیا ہوتا میرے لیے اتنا مال اور اسباب ملنے سے بھی زیادہ خوشی ہوتی۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (میں نے عرض کیا) صرف اس وجہ سے میں نے نہیں کہا کہ جب میں نے آپ کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے بزرگ کو خاموش دیکھا تو میں نے آپ بزرگوں کے سامنے بات کرنا برا جانا۔

تشریح: کھجور کے درخت میں یہ خاصیت ہے کہ قحط کے زمانہ میں بھی جبکہ اور درخت سوکھ جاتے ہیں یہ خوب میوہ دیتا ہے اور یہ بہرحال مفید رہتا ہے۔ عربوں کا بہت بڑا سرمایہ یہی درخت ہے، جس کا پھل غذائیت سے بھرپور اور بے حد مقوی اور نفع بخش ہوتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بہت سی قسم کی کھجوریں پیدا ہوتی ہیں جن میں عجوہ نامی کھجور بہت ہی تریاق ہے۔ حدیث سے بڑوں کو مقدم رکھنا ثابت ہوا، مگر کوئی موقع مناسب ہو اور چھوٹے لوگ بڑوں کی خاموشی دیکھ کر سچ بات کہہ دیں تو یہ معیوب نہیں ہوگا۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجَزِ وَالْحُدَاءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

باب: شعر، رجز اور حدی خوانی کا جائز ہونا اور جو چیزیں اس میں ناپسند ہیں ان کا بیان

وَقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيْمُوْنَ وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ شعراء میں فرمایا: ''شاعر لوگوں کی پیروی وہی لوگ کرتے ہیں جو گمراہ ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ، وہ باتیں کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے۔ سوائے ان لوگوں کے جو

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُوْنَ﴾ [الشعراء: ٢٢٤، ٢٢٧] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوْضُوْنَ.

ایمان لے آئے اور جنہوں نے عمل صالح کیے اور اللہ کا کثرت سے ذکر کیا اور جب ان پر ظلم کیا گیا تو انہوں نے اس کا بدلہ لیا اور ظلم کرنے والوں کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ (فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ) کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک لغو بے ہودہ بات میں گھستے ہیں۔

تشریح: رجز وہ شعر جو میدان جنگ میں پڑھے جاتے ہیں اپنی بہادری جتلانے کے لئے۔ اور حدی وہ موزوں کلام جو اونٹوں کو سنایا جاتا ہے تاکہ وہ گرم ہو جائیں اور خوب چلیں یہ حدی خوانی عرب میں ایسی رائج ہے کہ اونٹ اسے سن کر مست ہو جاتے ہیں اور کوسوں بغیر تھکنے کے چلے جاتے ہیں۔ آج کے دور میں ان اونٹوں کی جگہ ملک عرب میں بھی کاروں، بسوں نے لے لی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ آیت میں ان شعروں کے جواز پر اشارہ ہے جو اسلام کی برتری اور کفار کے جواب میں کہے جائیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ ایسے ہی شاعر تھے جن کو دربار رسالت کے شاعر ہونے کا فخر حاصل ہے۔

٦١٤٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً)). [ابو داود: ٥٠١٠؛ ابن ماجه: ٣٧٥٥]

(٦١٤٥) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہوں نے کہا مجھے ابو بکر بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، انہیں مروان بن حکم نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث نے خبر دی، انہیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض شعروں میں دانائی ہوتی ہے۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ پر از حکمت و دانش و اسلامیات کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

٦١٤٦ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا يَقُوْلُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ ﷺ يَمْشِيْ إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ:

((هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللَّهِ مَا لَقِيْتِ))

[راجع: ٢٨٠٢]

(٦١٤٦) ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسود بن قیس نے، انہوں نے کہا کہ میں نے جندب بن عبداللہ بجلی سے سنا، انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ چل رہے تھے کہ آپ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ گر پڑے، اس سے آپ کی انگلی سے خون بہنے لگا، تو آپ نے یہ شعر پڑھا۔

تو تو اک انگلی ہے اور کیا ہے جو زخمی ہو گئی
کیا ہوا گر راہ مولیٰ میں تو زخمی ہو گئی

تشریح: یہ کلام رجز ہے شعر نہیں آپ نے خود کوئی شعر نہیں بنایا۔ ہاں دوسرے شاعروں کے عمدہ شعر کبھی آپ نے پڑھے ہیں۔ صدق اللہ تعالیٰ: ﴿وما علمناه الشعر وما ينبغي له﴾۔

٦١٤٧ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦١٤٧) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی

ابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ:

أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللَّهَ بَاطِلُ

وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ)).

[راجع: ٣٨٤١]

نے بیان کیا، ان سے سفیان نے بیان کیا، ان سے عبدالملک نے، کہا ہم سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”شعراء کے کلام میں سے سچا کلمہ لبید کا مصرعہ ہے جو یہ ہے کہ! اللہ کے سوا جو کچھ ہے سب معدوم وفنا ہونے والا ہے۔ امیہ بن ابی صلت شاعر تو قریب تھا کہ مسلمان ہو جائے۔“

تشریح: لبید عرب کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے کلام میں توحید کی خوبیاں اور بت پرستی کی مذمت بھری ہوئی ہے معلوم ہوا کہ اچھا شعر خواہ کسی غیر مسلم ہی کا کیوں نہ ہو اس کی تحسین جائز ہے۔ مرد باید کہ گیر داندر گوش وربنشت است پند بر دیوار۔ اور اس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے:

وکل نعیم لا محالة زائل۔ یعنی ہر ایک نعمت ضرور ختم ہونے والی ہے مگر جنت کی نعمتیں۔

٦١٤٨ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ وَيَقُوْلُ:

اللَّهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدًى لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا

وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟)) فَقَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ

(٦١٤٨) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے، ان سے یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں گئے اور ہم نے رات میں سفر کیا، اتنے میں مسلمانوں کے آدمی نے عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے کچھ اشعار سناؤ۔ راوی نے بیان کیا کہ عامر شاعر تھے۔ وہ لوگوں کو اپنی حدی سنانے لگے: ”اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ ہم صدقہ دے سکتے اور نہ ہم نماز پڑھ سکتے، ہم تجھ پر فدا ہوں، ہم نے جو کچھ پہلے گناہ کئے ان کو تو معاف کر دے اور جب (دشمن سے) ہمارا سامنا ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکون نازل فرما۔ جب ہمیں جنگ کے لیے بلایا جاتا ہے، تو ہم موجود ہو جاتے ہیں اور دشمن نے بھی پکار کر ہم سے نجات چاہی ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کون اونٹوں کو ہانک رہا ہے جو حدی گا رہا ہے؟“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: عامر بن اکوع ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ پاک اس پر رحم کرے۔“ ایک صحابی، یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اب تو عامر شہید ہوئے، کاش! اور چند روز آپ ہم کو عامر سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر ہم خیبر آئے اور اس کو گھیر لیا اس گھیراؤ میں ہم شدید فاقوں میں مبتلا ہوئے، پھر اللہ تعالیٰ نے خیبر والوں پر ہم کو فتح عطا فرمائی جس دن ان پر فتح ہوئی اسی شام کو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلائی۔

اللّٰهِ! لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ قَالَ: فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ؟)) قَالُوْا: عَلَى لَحْمٍ. قَالَ: ((عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوْا: عَلَى لَحْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا)). فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)) فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَاحِبًا فَقَالَ لِيْ: ((مَا لَكَ؟)) فَقُلْتُ: فِدًى لَكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ: ((مَنْ قَالَهُ؟)) قُلْتُ: قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ وَأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلَهُ)). [راجع: ٢٤٧٧]

آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ آگ کیسی ہے؟ کس کام کے لیے تم لوگوں نے یہ آگ جلائی ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ گوشت پکانے کے لیے۔ اس پر آپ نے دریافت فرمایا: ''کس چیز کے گوشت کے لیے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ بستی کے پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''گوشت کو برتنوں میں سے پھینک دو اور برتنوں کو توڑ دو۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم گوشت تو پھینک دیں گے۔ مگر برتن توڑنے کے بجائے اگر دھولیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یوں ہی کرلو۔'' جب لوگوں نے جنگ کی صف بندی کرلی تو عامر (ابن اکوع شاعر) نے اپنی تلوار سے ایک یہودی پر وار کیا، ان کی تلوار چھوٹی تھی اس کی نوک پلٹ کر خود ان کے گھٹنوں پر لگی اور اس کی وجہ سے ان کی شہادت ہوگئی۔ جب لوگ واپس آنے لگے تو سلمہ (عامر کے بھائی) نے بیان کیا کہ مجھے آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ میرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ دریافت فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، لوگ کہہ رہے ہیں کہ عامر کے اعمال برباد ہوگئے۔ (کیونکہ ان کی موت خود ان کی تلوار سے ہوئی ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ کس نے کہا؟'' میں نے عرض کیا: فلاں فلاں اور اسید بن حضیر انصاری نے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ بات کہی اس نے جھوٹ کہا ہے انہیں تو دوہرا اجر ملے گا۔ آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ وہ عابد بھی تھا اور مجاہد بھی (تو عبادت اور جہاد دونوں کا ثواب اس نے پایا) عامر کی طرح تو بہت کم بہادر عرب میں پیدا ہوئے ہیں۔'' (وہ ایسا بہادر اور نیک آدمی تھا)۔

تشریح: عامر کے لئے جو لفظ آپ نے استعمال فرمائے وہ ان کی شہادت کی پیش گوئی تھی، کیونکہ جس کے لئے آپ لفظ "یرحمہ اللہ" فرما دیتے وہ ضرور شہید ہو جاتا یہ آپ کا ایک معجزہ تھا۔ اسی سے لوگوں نے لفظ مرحوم نکالا ہے، جو فوت شدہ مسلمانوں پر بولا جاتا ہے اور روایت میں حدی خوانی اور رجز وغیرہ کا ذکر ہے، باب سے یہی مناسبت ہے۔ اشعار مذکورہ کا ترجمہ حضرت مولانا وحید الزماں رحمہ اللہ کے لفظوں میں یہ ہے:

گر نہ ہوتی تیری رحمت اے شہ عالی صفات! ☆ تو نمازیں ہم نہ پڑھتے اور نہ دیتے ہم زکوۃ
تجھ پر صدقے جب تک دنیا میں ہم زندہ رہیں ☆ بخش دے ہم کو، لڑائی میں عطا فرما ثبات

اپنی رحمت ہم پہ نازل کرشہ والا صفات ☆ جب وہ ناحق چیختے سنتے نہیں ہم ان کی بات
چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی نجات ☆ چیخ چلا کر انہوں نے ہم سے چاہی نجات

حدی ایک خاص لہجہ کا گانا جس کو سن کرتھکا ہوا اونٹ تازہ دم ہوکر مست ہو جاتا ہے (اکمال، صفحہ: ۴۶۸) اس سے رزمیہ نظموں کا جواز نکلتا ہے۔

یہاں مذکورہ احادیث میں کچھ جنگ خیبر کے واقعات بیان کئے گئے ہیں اور یہ ہمارے محترم کاتب صاحب کی مہربانی ہے کہ انہوں نے پچھلے صفحات میں اردو کو اتنا خفی کر دیا کہ صفحات کے مطابق عربی اردو میں کافی تفاوت واقع ہو گیا اور یہ آخری صفحات خالی رہ گئے یہاں مرقومہ احادیث کا ترجمہ پچھلے صفحات پر چلا گیا۔ امید ہے کہ اس سلسلہ میں قارئین کرام ہم کو معذور تصور فرماتے ہوئے ان خالی صفحات پر جنگ خیبر کی تفصیلات معلوم کر کے محظوظ ہوں گے جنگ خیبر صلح حدیبیہ کے بعد واقع ہوئی۔ جس کے موقعہ پر اللہ پاک نے آیت: ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً﴾ (۴۸/الفتح: ۲۰) نازل فرما کر بعد کی ہونے والی فتوحات پر اشارہ فرما دیا اس لیے مناسب ہوگا کہ صلح حدیبیہ ہی سے آپ مطالعہ فرما کر جنگ خیبر کی تفصیلات معلوم کریں یہ مذکورہ ذیل تفصیلات ہمارے بزرگ ترین استاذ قاضی سلیمان صاحب سلمان رحمۃ اللہ علیہ کی قلم حقیقت رقم سے مطالعہ فرما رہے ہیں۔ حضرت مرحوم یوں شروع فرما رہے ہیں:

صلح حدیبیہ (٦ ہجری مقدس) اس سال نبی کریم ﷺ نے اپنا ایک خواب مسلمانوں کو سنایا فرمایا: ''میں نے دیکھا گویا میں اور مسلمان مکہ پہنچ گئے اور بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔'' اس خواب کے سننے سے غریب الوطن مسلمانوں کو اس شوق نے جو بیت اللہ کے طواف کا ان کے دل میں تھا بے چین کر دیا اور انہوں نے اسی سال نبی ﷺ کو سفر مکہ کے لئے آمادہ کر لیا، مدینہ سے مسلمانوں نے سامان جنگ ساتھ نہیں لیا۔ بلکہ قربانی کے اونٹ ساتھ لئے اور سفر بھی ذیقعدہ کے مہینہ میں کیا جس میں عرب قدیم رواج کی پابندی سے جنگ ہرگز نہ کیا کرتے تھے اور جس میں ہر ایک دشمن کو بلا روک ٹوک مکہ میں آنے کی اجازت ہوا کرتی تھی۔ جب مکہ ۱۹ میل رہ گیا تو نبی کریم ﷺ نے مقام حدیبیہ سے قریش کے پاس اپنے آنے کی اطلاع بھیج دی اور آگے بڑھنے کی اجازت بھی ان سے چاہی۔

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کا اسلامی تاریخ میں ذوالنورین لقب ہے، سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ ان کے جانے کے بعد لشکر اسلامی میں یہ خبر پھیل گئی کہ قریش نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل یا قید کر دیا ہے۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے اس بے سروسامانی میں جمعیت سے جان نثاری کی بیعت لی کہ اگر لڑنا بھی پڑا تو ثابت قدم رہیں گے۔ بیعت کرنے والوں کی تعداد چودہ سو تھی۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ (۴۸/الفتح: ۱۸) اس بیعت میں نبی ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کو عثمان رضی اللہ عنہ کا داہنا ہاتھ قرار دیا اور ان کی جانب سے اپنے داہنے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت کا حال سن کر قریش ڈر گئے اور ان کے سردار یکے بعد دیگرے حدیبیہ میں حاضر ہوئے۔ عروہ بن مسعود جو قریش کی جانب سے آیا اس نے قریش کو واپس جا کر کہا۔ (یہ عروہ جو آج قریش کا سفیر بن کر آیا تھا، چند سال کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا تھا، اور اپنی قوم میں تبلیغ اسلام کے لئے سفیر اسلام بن کر گیا تھا)۔

اے قوم! مجھے بارہا نجاشی (بادشاہ حبش) قیصر (بادشاہ قسطنطنیہ) کسریٰ (بادشاہ ایران) کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے مگر مجھے کوئی بھی ایسا بادشاہ نظر نہ آیا جس کی عظمت اس کے درباروالوں کے دل میں ایسی ہو جیسے اصحاب محمد کے دل میں محمد (ﷺ) کی ہے محمد ﷺ تھوکتے ہیں تو آپ کا آب دہن زمین پر گرنے نہیں پاتا۔ کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی پر گرتا ہے اور وہ شخص اس آب دہن کو اپنے چہرے پر مل لیتا ہے۔ جب محمد (ﷺ) کوئی حکم دیتے ہیں تو تعمیل کے لئے سب مبادرت کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو آپ کے مستعمل وضو کے لیے ایسے گرے پڑتے ہیں گویا لڑائی ہو پڑے گی۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب کے سب چپ ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محمد (ﷺ) کا اتنا ادب ہے کہ وہ اس کے سامنے نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ میری رائے ہے کہ ان سے صلح کر لو جس طرح بھی بنے۔ سوچ سمجھ کر قریش صلح پر آمادہ ہوئے۔ صلح کے لئے مندرجہ ذیل شرائط طے ہوئیں:

(۱) دس سال تک باہمی صلح رہے گی، جانبین کی آمد و رفت میں کسی کو روک ٹوک نہ ہوگی (۲) جو قبائل چاہیں، قریش سے مل جائیں اور جو قبائل چاہیں وہ مسلمانوں کی جانب شامل ہو جائیں۔ دوست دار قبائل کے حقوق بھی یہی ہوں گے (۳) اگلے سال مسلمانوں کو طواف کعبہ کی اجازت ہوگی۔ اس وقت ہتھیار ان کے جسم پر نہ ہوں گے گو سفر میں ساتھ ہوں (۴) اگر قریش میں سے کوئی شخص نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر چلا جائے تو نبی ﷺ اس شخص

کو قریش کے طلب کرنے پر واپس کر دیں گے، لیکن اگر کوئی شخص اسلام چھوڑ کر قریش سے جا ملے تو قریش اسے واپس نہ کریں گے۔

آخری شرط سن کر تمام بجز ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گھبرا اٹھے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس بارے میں زیادہ پر جوش تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے ہنس کر اس شرط کو بھی منظور فرمالیا۔ معاہدہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔ انہوں نے شروع میں لکھا، بسم الله الرحمن الرحيم سہیل جو قریش کی طرف سے مختار معاہدہ تھا، بولا، بخدا ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کسے کہتے ہیں باسمك اللهم لکھو نبی ﷺ نے وہی لکھ دینے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر لکھا یہ معاہدہ "محمد رسول الله" اور قریش کے درمیان منعقد ہوا ہے۔ سہیل نے اس پر بھی اعتراض کیا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی درخواست پر محمد بن عبداللہ لکھنے کا حکم دیا۔ (بخاری عن مسور بن مخرمة باب الشروط فی الجهاد) یہی سہیل جو آج اسم مبارک محمد کے ساتھ رسول لکھنے پر اعتراض کرتا ہے چند سال کے بعد دلی شوق اور امنگ سے مسلمان ہو گیا۔ انتقال نبوی ﷺ کے بعد مکہ مکرمہ میں اس نے اسلام کی حقانیت پر ایسی زبردست تقریر کی تھی، جو ہزاروں مسلمانوں کے لئے استحکام اور تازگی ایمان کا باعث ٹھہری تھی، بے شک یہ اسلام کا عجیب اثر ہے کہ وہ جانی اور دلی دشمنوں کو دم بھر میں اپنا فدائی بنالیتا ہے۔

معاہدہ کی آخری شرط کی نسبت قریش کا خیال تھا کہ اس شرط سے ڈر کر کوئی شخص آئندہ مسلمان نہ ہوگا، لیکن یہ شرط ابھی طے ہی ہوئی تھی اور عہد نامہ لکھا ہی جا رہا تھا، دونوں طرف سے معاہدہ پر دستخط بھی نہ ہوئے تھے کہ سہیل بن عمرو (جو اہل مکہ کی طرف سے معاہدہ پر دستخط کرنے کا اختیار رکھتا تھا) کے سامنے ابو جندل اسی جلسہ میں پہنچ گیا اور ابو جندل مکہ میں مسلمان ہو گیا تھا، قریش نے اسے قید کر رکھا تھا اور اب وہ موقع پا کر زنجیروں سمیت ہی بھاگ کر لشکر اسلامی میں پہنچا تھا۔ سہیل نے کہا کہ اسے ہمارے حوالہ کیا جائے۔

عہد نامہ کب واجب العمل ہوتا ہے: نبی ﷺ نے فرمایا کہ عہد نامے کے مکمل ہو جانے پر اس کے خلاف نہ ہوگا، یعنی جب تک عہد نامہ مکمل نہ ہو جائے اس کی شرائط پر عمل نہیں ہو سکتا۔ سہیل نے بگڑ کر کہا کہ تب ہم صلح ہی نہیں کرتے۔ نبی ﷺ نے حکم دیا اور ابو جندل قریش کے سپرد کر دیا گیا۔ قریش نے مسلمانوں کے کیمپ میں اس کی مشکیں باندھیں، پاؤں میں زنجیر ڈالی اور کشاں کشاں لے گئے۔ نبی ﷺ نے جاتے وقت اس قدر فرما دیا تھا کہ ابو جندل! اللہ تیری کشائش کے لئے کوئی سبیل نکال دے گا۔

ابو جندل کی ذلت اور قریش کا ظلم دیکھ کر مسلمانوں کے اندر جوش اور طیش تو پیدا ہوا، مگر نبی ﷺ کا حکم سمجھ کر ضبط و صبر کئے رہے۔ نبی ﷺ حدیبیہ ہی میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اسی (۸۰) آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت جب مسلمان نماز میں مصروف تھے اس ارادے سے اترے کہ مسلمانوں کو نماز میں قتل کر دیں یہ سب گرفتار کر لئے گئے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں از راہ رحم دلی عفو چھوڑ دیا۔

حملہ آور اعداء کو معافی: اسی واقعہ پر قرآن مجید میں اس آیت کا نزول ہوا: ﴿وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَاَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ﴾ (۴۸/ الفتح: ۲۴) اللہ وہ ہے جس نے وادی مکہ میں تمہارے دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ بھی (ان پر قابو پانے کے بعد) ان سے روک دیئے۔

الغرض یہ سفر بہت خیر و برکت کا موجب ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے معاندین کے ساتھ معاہدہ کرنے میں فیاضی، حزم، دور بینی اور حملہ آور دشمنوں کی معافی میں عفو اور رحمۃ للعالمین کے انوار کا ظہور دکھایا، حدیبیہ ہی سے مدینہ منورہ کو واپس تشریف لے گئے۔ اسی معاہدہ کے بعد سورۃ الفتح کا نزول حدیبیہ میں ہوا تھا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا یہ معاہدہ ہمارے لئے فتح ہے؟ فرمایا، ہاں! ابو جندل نے زندان مکہ میں پہنچ کر دین حق کی تبلیغ شروع کر دی، جو کوئی اس کی نگرانی پر مامور ہوتا، وہ اسے توحید کی خوبیاں سناتا۔ اللہ کی عظمت و جلالت بیان کر کے ایمان کی ہدایت کرتا۔ اللہ کی قدرت کہ ابو جندل اپنے سچے ارادے اور سعی میں کامیاب ہو جاتا اور وہ شخص مسلمان ہو جاتا۔ قریش اس دوسرے ایمان لانے والے کو بھی قید کر دیتے، اب یہ دونوں مل کر تبلیغ کا کام اسی قید خانہ میں کرتے۔ الغرض اس طرح ایک ابو جندل کے قید ہو کر مکہ پہنچ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک سال کے اندر قریباً تین سو اشخاص مسلمان ہو گئے۔ ابو جندل کی طرح ایک شخص ابو بصیر تھا وہ مسلمان ہو کر مدینہ پہنچا، قریش نے اسے بھی واپس لانے کے لئے دو شخص

نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجے، نبی کریم ﷺ نے ابوبصیر کو ان کے سپرد کر دیا۔ راستہ میں ابوبصیر نے ان میں سے ایک کو دھوکا دے کر مار دیا، دوسرا نبی ﷺ کی خدمت میں اطلاع دینے کے لئے گیا۔ اس کے پیچھے ہی ابوبصیر پہنچا، نبی ﷺ نے اسے فساد انگیز فرمایا اس عتاب سے خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھی بھاگا۔ قریش نے ابوجندل اور اس کے ساتھ ایمان لانے والوں کو مکہ سے نکال دیا۔ ابوجندل کو چونکہ مدینہ آنے کی اجازت نہ تھی، اس لئے اس نے مکہ سے شام کے راستہ پر ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا، جو قافلہ قریش کا آتا جاتا اسے لوٹ لیتا (کیونکہ قریش فریق جنگ تھے) ابوبصیر بھی اسی سے جاملا۔

ایک دفعہ ابوالعاص بن ربیع کا قافلہ بھی شام سے آیا۔ ابوجندل وغیرہ ابوالعاص سے واقف تھے، سیدہ زینب بنت رسول ﷺ کا اس سے نکاح ہوا تھا (گو ابوالعاص کے مشرک رہنے سے افتراق ہو چکا تھا۔) ابوجندل نے قافلہ لوٹ لیا۔ مگر کسی جان کا نقصان نہ ہوا۔ اس لئے کہ ابوالعاص ان میں تھا۔ ابوالعاص وہاں سے سیدھا مدینہ آیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وساطت سے ماجرا کی اطلاع نبی ﷺ تک پہنچائی۔ نبی ﷺ نے معاملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مشورہ پر چھوڑ دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ابوالعاص کی تائید میں فیصلہ کیا۔ جب ابوجندل کو اس فیصلہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے سارا اسباب رسی اور مہار شتر تک ابوالعاص کو واپس کر دیا، ابوالعاص مکہ پہنچا۔ سب لوگوں کا روپیہ پیسہ اسباب ادا کیا۔ پھر منادی کرائی کہ اگر کسی کا کوئی حق مجھ پر رہ گیا ہو تو بتادے۔ سب نے کہا تو بڑا امین ہے۔ ابوالعاص نے کہا اب میں جاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر اس سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو لوگ الزام لگاتے کہ ہمارا مال مار کر مسلمان ہو گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ابوجندل اور اس کے ساتھیوں کو بھی اب مدینہ منورہ بلالیا تھا تاکہ وہ قریش کو نہ لوٹ سکیں۔

اب قریش گھبرائے کہ ہم نے کیوں عہد نامے میں ان ایمان والوں کو واپس لینے کی شرط درج کرائی۔ پھر انہوں نے مکہ کے چند منتخب شخصوں کو نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ ہم عہد نامہ کی اس شرط سے دستبردار ہوتے ہیں۔ ان نو مسلموں کو اپنے پاس واپس بلا لیجئے۔ نبی ﷺ نے معاہدہ کے خلاف کرنا پسند نہ فرمایا۔ اس وقت عام مسلمان بھی سمجھ گئے کہ معاہدہ کی وہ شرط جو بظاہر ہم کو ناگوار تھی اس کا منظور کر لینا کس قدر مفید ثابت ہوا۔

ابوجندل کے حال سے کیا نتیجہ حاصل ہوتا ہے: ابوجندل کے قصہ سے ہر شخص جو سر میں دماغ اور دماغ میں فہم کا مادہ رکھتا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کی صداقت کیسی الٰہی طاقت کے ساتھ پھیل رہی تھی اور کس طرح طالبان حق کے دل میں قبضہ کر رہی تھی کہ وطن کی دوری، اقارب کی جدائی، قید، ذلت، بھوک، پیاس، خوف و طمع، تلوار، پھانسی غرض دنیا کی کوئی چیز اور کوئی جذبہ ان کو اسلام سے نہ روک سکتا تھا۔

صلح کا حقیقی فائدہ: امام زہری نے معاہدہ کی دفعہ اول کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ جانبین سے آمد و رفت کی روک ٹوک کے اٹھ جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ لوگ مسلمانوں سے ملنے جلنے لگے اور اس طرح ان کو اسلام کی حقیقت اور صداقت معلوم کرنے کے مواقع ملے اور اسی وجہ سے اس سال اتنے زیادہ لوگوں نے اسلام قبول کیا کہ اس سے پیشتر کسی سال اتنے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

مسلمانوں کا طواف کعبہ کے لئے جانا اور اس کے نتائج: (۷ ہجری مقدس ۹) معاہدۂ حدیبیہ کی شرط دوم کی رو سے مسلمان اس سال مکہ پہنچ کر عمرہ کرنے کا حق رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ کا رسول دو ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر مکہ پہنچا۔ مکہ والوں نے نبی ﷺ کو مکہ آنے سے تو نہ روکا لیکن خود گھروں کو مقفل کر کے کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر جس کے نیچے مکہ آباد ہے چلے گئے، پہاڑ پر سے مسلمانوں کے کام دیکھتے رہے۔ اللہ کا نبی ﷺ تین دن تک کے لئے مکہ میں رہا اور پھر ساری جمعیت کے ساتھ مدینہ کو واپس چلا گیا۔ ان منکروں پر مسلمانوں کے سچے جوش، سادہ اور مؤثر طریق عبادت کا اور ان کی اعلیٰ دیانت وامانت کا (کہ خالی شدہ شہر میں کسی کا ایک پائی کا بھی نقصان نہ ہوا تھا) عجیب اثر ہوا، جس نے سینکڑوں کو اسلام کی طرف مائل کر دیا۔

جنگ خیبر (محرم ۷ھ): خیبر مدینہ سے شام کی جانب تین منزل پر ایک مقام کا نام ہے، یہ یہودیوں کی خالص آبادی کا قصبہ تھا۔ آبادی کے گرداگرد مستحکم قلعے بنائے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ کو سفر حدیبیہ سے پہنچے ہوئے ابھی تھوڑے ہی دن (ایک ماہ سے کم) ہوئے تھے کہ یہ سننے میں آیا کہ خیبر کے یہودی پھر مدینہ پر حملہ کرنے والے ہیں اور جنگ احزاب کی ناکامی کا بدلہ لینے اور اپنی کھوئی ہوئی جنگی عزت وقوت کو ملک بھر میں بحال کرنے کے لئے

ایک خونخوار جنگ کی تیاری کر چکے ہیں۔انہوں نے قبیلہ غطفان کے چار ہزار جنگجو بہادروں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا تھا اور معاہدہ یہ تھا کہ اگر مدینہ فتح ہو گیا تو پیداوار خیبر کا نصف حصہ ہمیشہ بنوغطفان کو دیتے رہیں گے۔مسلمان محاصرہ کی سختی کو جو پچھلے سال ہی جنگ احزاب میں انہیں اٹھانی پڑی تھی، ہنوز نہیں بھولے تھے۔اس لئے سب مسلمانوں کا اس امر پر اتفاق ہو گیا کہ حملہ آور دشمن کو آگے بڑھ کر لینا چاہیے۔

نبی ﷺ نے اس غزوہ میں صرف انہی صحابہ رضی اللہ عنہم کو ہم رکاب چلنے کی اجازت دی تھی۔جو ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ﴾ (۴۸/الفتح:۱۸) کی بشارت سے ممتاز تھے اور جن کو ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا﴾ (۴۸/الفتح:۲۰) کا مژدہ مل چکا تھا۔ان کی تعداد چودہ سو تھی جن میں سے دو سو گھڑ سوار تھے۔

مقدمہ لشکر کے سردار عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ اور میمنہ لشکر کے سردار عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔سردار میسرہ کوئی اور صحابی رضی اللہ عنہ تھے۔صحابیہ عورتیں بھی شامل لشکر تھیں، جو بیماروں اور زخمیوں کی خبر گیری اور تیمارداری کے لئے ساتھ ہولی تھیں۔

لشکر اسلام آبادی خیبر کے متصل رات کے وقت پہنچ گیا تھا لیکن نبی ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ لڑائی رات کو شروع نہ کرتے تھے اور نہ شب خون ڈالا کرتے تھے۔اس لئے لشکر اسلام نے میدان میں ڈیرے ڈال دیئے۔معرکہ کے لئے اس مقام کا انتخاب مرد جنگ آزما خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔یہ میدان اہل خیبر اور بنوغطفان کے درمیان پڑتا تھا۔اس تدبر کا فائدہ یہ ہوا کہ جب بنوغطفان یہودیان خیبر کی مدد کے لئے نکلے تو انہوں نے لشکر اسلام کو سدراہ پایا اور اس لئے چپ چاپ اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔

نبی ﷺ نے حکم دیا تھا کہ لشکر کا بڑا کیمپ اسی جگہ رہے گا اور حملہ آور فوج کے دستے کیمپ سے جایا کریں گے۔لشکر کے اندر فوراً مسجد تیار کر لی گئی تھی اور جنگ کے دوش بدوش تبلیغ اسلام کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا گیا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ......اس کیمپ کے ذمہ دار افسر تھے۔قصبہ خیبر کے قلعے جو آبادی کے دائیں بائیں واقع تھے شمار میں دس تھے۔جس کے اندر دس ہزار جنگی مرد رہتے تھے۔ہم ان کو تین حصوں پر تقسیم کر سکتے ہیں۔(۱) قلعہ ناعم (۲) قلعہ نطاۃ (۳) حصن صعب بن معاذ۔یہ چاروں حصون نطاۃ کے نام سے نامزد تھے (۴) حصن قلعہ زبیر (۵) حصن شن (۶) حصن البر (۷) حصن ابی۔یہ تینوں حصون شن کے نام سے نامزد تھے (۸) حصن قموص طبری (۹) حصن وطیح (۱۰) حصن سلالم۔جسے حصن بنی الحقیق بھی کہتے ہیں۔یہ تینوں حصون کتیبہ کے نام سے نامزد تھے۔

محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو حملہ آور فوج کا سردار بنایا گیا اور انہوں نے قلعہ نطاۃ پر جنگ کا آغاز کر دیا۔نبی ﷺ خود بھی حملہ آور فوج میں شامل ہوئے تھے، باقی ماندہ فوجی کیمپ زیر نگرانی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھا۔

محمود بن مسلمہ رضی اللہ عنہ پانچ روز تک برابر حملہ کرتے رہے لیکن قلعہ فتح نہ ہوا، پانچویں یا چھٹے روز کا ذکر ہے کہ محمود رضی اللہ عنہ میدان جنگ کی گرمی سے ذرا ستانے کے لئے پائین قلعہ دیوار کے سایہ میں لیٹ گئے۔کنانہ بن الحقیق یہودی نے انہیں غافل دیکھ کر ایک پتھر ان کے سر پر دے مارا جس سے وہ شہید ہو گئے۔فوج کی کمان محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے بھائی نے سنبھال لی اور شام تک کمال شجاعت دو لاوری سے لڑتے رہے۔محمد بن مسلمہ کی رائے ہوئی کہ یہودیوں کے نخلستان کو کاٹا جائے کیونکہ ان لوگوں کو ایک ایک درخت ایک ایک بچہ کے برابر پیارا ہے۔اس تدبیر سے اہل قلعہ پر اثر ڈالا جا سکے گا۔

اس تدبیر پر عمل شروع ہو گیا تھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے حضور میں حاضر ہو کر التماس کیا کہ یہ علاقہ یقیناً مسلمانوں کے ہاتھ پر فتح ہونے والا ہے پھر ہم اسے اپنے ہاتھوں کیوں خراب کریں۔نبی ﷺ نے اس رائے کو پسند فرمایا اور ابن مسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس نخلستان کاٹنے کا حکم امتناعی بھیج دیا۔شام کو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی مظلومانہ شہادت کا قصہ خود ہی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا، نبی ﷺ نے فرمایا: "لا عطین (اولیاتین) الراية غدا رجل يحبه الله و رسوله يفتح الله عليه۔" کل فوج کا نشان اس شخص کو دیا جائے گا (یا وہ شخص نشان ہاتھ میں لے گا) جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا۔یہ ایسی تعریف تھی جسے سن کر فوج کے بڑے بڑے بہادر اگلے دن کی کمان ملنے کے آرزومند ہو گئے۔اس رات پاسبانی لشکر کی خدمت حضرت عمرو بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سپرد تھی۔انہوں نے گرداوری کرتے ہوئے ایک

یہودی کو گرفتار کیا اور اسی وقت نبی ﷺ کی خدمت میں لائے۔ نبی کریم ﷺ نماز تہجد میں تھے، جب فارغ ہوئے تو یہودی سے گفتگو فرمائی۔ یہودی نے کہا کہ اگر اسے اور اس کے زن و بچہ کو جو قلعہ کے اندر ہیں امان عطا ہو تو وہ بہت سے جنگی راز بتا سکتا ہے۔ یہ وعدہ اس سے کرلیا گیا۔ یہودی نے بتایا کہ نطاۃ کے یہودی آج کی رات اپنے زن و بچہ کو قلعہ شن میں بھیج رہے ہیں اور نقد وجنس کو قلعہ نطاۃ کے اندر دفن کررہے ہیں۔ مجھے وہ مقام معلوم ہے۔ جب مسلمان قلعہ نطاۃ لے لیں گے تو میں وہ جگہ بتادوں گا۔ بتایا کہ قلعہ شن کے تہ خانوں میں قلعہ شکنی کے بہت سے آلات منجنیق وغیرہ موجود ہیں۔ جب مسلمان قلعہ شن فتح کرلیں گے تو میں وہ تہ خانے بھی سب بتادوں گا۔ صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو یاد فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ انہیں آشوب چشم ہے اور آنکھوں میں درد بھی ہوتا رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آگئے تو نبی ﷺ نے لب مبارک جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کو لگادیا۔ اسی وقت آنکھیں کھل گئیں نہ آشوب کی سرخی باقی تھی اور نہ درد کی تکلیف۔ پھر فرمایا علی! جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، پہلے اسلام کی دعوت دو، بعد میں جنگ کرو۔ علی! اگر تمہارے ہاتھ پر ایک شخص بھی مسلمان ہوجائے تو یہ کام بھاری غنیمت کے حاصل ہوجانے سے بہتر ہوگا۔

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے قلعہ ناعم پر جنگ کی طرح ڈالی۔ مقابلہ کے لئے قلعہ کا مشہور سردار مرحب میدان میں نکلا۔ یہ اپنے آپ کو ہزار بہادروں کے برابر کہا کرتا تھا۔ اس نے آتے ہی یہ رجز پڑھنا شروع کردیا: قد علمت خیبر انی مرحب۔ شاکی السلاح بطل مجرب۔ اذ اللیوث اقبلت تحرب۔ ''خیبر جانتا ہے کہ میں ہتھیار سجانے والا بہادر تجربہ کار مرحب ہوں۔ جب لوگوں کے ہوش مارے جاتے ہیں تو میں بہادری دکھاتا ہوں۔''

اس کے مقابلہ کے لئے عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ نکلے۔ وہ بھی اپنا رجز پڑھتے جاتے تھے:

قد علمت خیبر انی عامر۔ شاکی السلاح بطل مغاور۔ ''خیبر جانتا ہے کہ ہتھیار چلانے میں استاد نبرد آزما تلخ ہوں۔ میرا نام عامر ہے۔''

مرحب نے ان پر تلوار سے وار کیا۔ عامر رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھال پر روکا اور مرحب کے حصہ زیریں پر وار چلایا۔ مگر ان کی تلوار جو لمبائی میں چھوٹی تھی، ان ہی کے گھٹنے پر لگی۔ جس کے صدمہ سے بالآخر شہید ہوگئے۔

پھر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نکلے۔ رجز حیدری سے میدان گونج اٹھا۔

"انا الذی سمتنی امی حیدرہ۔ اکیلکم بالسیف کیل السندرہ۔ کلیث غابات شدید قسورۃ" ''میں ہوں کہ میری ماں نے میرا نام شیر غضبناک رکھا ہے۔ میں اپنی تلوار کی سخاوت سے تمہیں بڑے بڑے پیمانے عطا کروں گا۔ میں شیر ببر حملہ آور ہنر میدان ہوں۔''

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے ایک ہی ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ مرحب کے خود آہنی کو کاٹتا ہوا عمامہ کو قطع کرتا سر کے دو ٹکڑے بناتا ہوا گردن تک جا پہنچا۔ مرحب کا بھائی یاسر نکلا اسے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے خاک میں سلادیا۔

اس کے بعد حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے عام حملہ سے قلعہ ناعم فتح ہوگیا۔ اسی روز قلعہ صعب کو حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے محاصرہ سے تیسرے دن بعد فتح کرلیا۔ حباب بن منذر انصاری السلمی رضی اللہ عنہ ابو عمرو کنیت اور ذوالرائے لقب تھا۔ غزوۂ بدر میں ۳۳ سال کے تھے، میدان جنگ بدر کے متعلق بھی نبی کریم ﷺ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں انتقال فرمایا، قلعہ صعب سے مسلمانوں کو جو، کھجور، چھوہارے، مکھن، روغن، زیتون، چربی اور پارچہ جات کی مقدار کثیر ملی۔ فوج میں قلت رسد سے جو تکلیف ہورہی تھی وہ رفع ہوگئی۔ اس قلعہ کے آلات قلعہ شکن بھی برآمد ہوئے، جس کی خبر یہودی جاسوس دے چکا تھا۔ اس سے اگلے روز قلعہ نطاۃ فتح ہوگیا۔ اب قلعہ الزبیر جو ایک پہاڑی ٹیلہ پر واقعہ تھا اور اپنے بانی زبیر کے نام سے موسوم تھا، پر حملہ کیا گیا۔ دو روز کے بعد ایک یہودی لشکر اسلام میں آیا۔ اس نے کہا یہ قلعہ تو مہینہ بھر تک بھی تم فتح نہ کرسکو گے میں ایک راز بتاتا ہوں۔ اس قلعہ کے اندر پانی ایک زیر زمین نالہ کی راہ سے جاتا ہے اگر پانی کا راستہ بند کردیا جائے تو فتح ممکن ہے۔ مسلمانوں نے پانی پر قبضہ کرلیا۔ اب اہل قلعہ، قلعہ سے نکل کر کھلے میدان میں آکر لڑے اور مسلمانوں نے انہیں شکست دے کر قلعہ کو فتح کرلیا۔

پھر حصن ابی پر حملہ شروع ہوا۔ اس قلعہ والوں نے سخت مدافعت کی، ان میں سے ایک شخص جس کا نام غزوان تھا، مبارزت کے لئے باہر نکلا۔ حباب رضی اللہ عنہ مقابلے کو گئے اس کا بازو راست کٹ گیا۔ وہ قلعہ کو بھاگا، حباب رضی اللہ عنہ نے تعاقب کیا اور اس کی رگ پاشنہ کو بھی کاٹ ڈالا، وہ گر پڑا اور پھر قتل کیا گیا۔

قلعہ سے ایک اور یہودی نکلا، جس کا مقابلہ ایک مسلمان نے کیا۔ مگر مسلمان اس کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔ اب ابو دجانہ رضی اللہ عنہ نکلے۔ انہوں نے جاتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور پھر قتل کر ڈالا۔

یہود پر رعب طاری ہو گیا اور باہر نکلنے سے رک گئے۔ ابو دجانہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا۔ تکبیر کہتے ہوئے قلعہ کی دیوار پر جا چڑھے۔ قلعہ فتح کر لیا۔ اہل قلعہ بھاگ گئے اس قلعہ سے بکریاں اور کپڑے اور اسباب بہت سا ملا۔

اب مسلمانوں نے حصن البر پر حملہ کر دیا۔ یہاں کے قلعہ نشینوں نے مسلمانوں پر اتنے تیر برسائے اور اتنے پتھر گرائے کہ مسلمانوں کو بھی مقابلہ میں منجنیق کا استعمال کرنا پڑا۔ منجنیق وہی تھے جو حصن صعب سے غنیمت میں ملے تھے۔ منجنیقوں سے قلعہ کی دیواریں گرائی گئیں، اور قلعہ فتح ہو گیا۔ (اس عظیم فتح کے بعد بہت سے اکابر نے اسلام قبول کر لیا) انہیں ایمان لانے والوں میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، جو جنگ احد میں کافروں کے رسالہ کے افسر تھے اور مسلمانوں کو انہوں نے سخت نقصان پہنچایا۔

یہی وہ خالد رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے اسلامی جنرل ہونے کی حیثیت میں مسیلمہ کذاب کو شکست دی، تمام عراق اور نصف شام کا ملک فتح کیا تھا۔ مسلمانوں کے ایسے جانی دشمن اور ایسے جانباز اعلیٰ سپاہی کا خود بخود مسلمان ہو جانا اسلام کی سچائی کا معجزہ ہے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا ۸ھ: انہی اسلام لانے والوں میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے، قریش نے ان ہی کو مسلمانوں سے عداوت اور بیرونی معاملات میں اعلیٰ قابلیت رکھنے کی وجہ سے اس ڈیپوٹیشن کا سردار بنایا تھا جو شاہ حبش کے پاس گیا تھا تاکہ وہ حبش میں گئے ہوئے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کر دے۔ انہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ملک مصر کو فتح کیا تھا۔ ایسے مدبر و ماہر سیاست اور فاتح ممالک کا مسلمان ہو جانا بھی اسلام کا اعجاز ہے۔

انہی اسلام لانے والوں میں عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ جو کعبہ کے اعلیٰ مہتمم و کلید بردار تھے جب یہ نامی سردار (جن کی شرافت حسب و نسب سارے عرب میں مسلمہ تھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج مکہ نے اپنے جگر کے دو ٹکڑے ہم کو دے ڈالے۔ (منتخب از رحمۃ للعالمین۔ جلد اول)

قارئین کرام! صحیح بخاری میں بیشتر احادیث کی روایت کرنے والی خاتون ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام نامی واسم گرامی پڑھا ہو گا مگر ایسے بہت کم ہوں گے جو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حالات سے واقفیت رکھتے ہوں اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کچھ حالات زندگی درج کر دیئے جائیں اللہ پاک ایمان والوں کی ماں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم محترم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روح پاک پر ہماری طرف سے بے شمار سلام اور رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: عائشہ بنت ابوبکر صدیق عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

ننہال کی طرف سے عائشہ بنت ام ہارون بنت عامر بن عویمر بن عبدالشمس بن عتاب بن اذنیہ ابن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ۔

آپ کا نسب نامہ حضور سرور کائنات سے باپ کی طرف سے آٹھویں اور ماں کی طرف سے بارہویں پشت میں کنانہ سے جا ملتا ہے۔ اس طرح سے آپ باپ کی طرف سے قریشی اور ماں کی طرف سے کنانی ہیں۔

لقب وخطاب: آپ کا نام عائشہ، لقب حمیرا اور صدیقہ اور خطاب ام المؤمنین، کنیت ام عبداللہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی جس کے نام سے وہ اپنی کنیت مقرر کرتیں اور کنیت سے کسی کا پکارا جانا عرب میں چونکہ عزت کی نشانی سمجھی جاتی تھی، اس لئے آپ نے نبی کریم ﷺ کے مشورہ سے اپنی بہن اسماء کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت ام عبداللہ رکھ لی تھی۔

تاریخ ولادت: آپ کی ولادت کی صحیح تاریخ تو معلوم نہیں، لیکن اس قدر ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے پانچویں اور ہجرت نبوی سے نو سال پہلے پیدا ہوئی تھیں۔ کیونکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ ہجرت سے تین سال پہلے جب آپ کا حضور سرور کائنات سے نکاح ہوا تو اس وقت آپ کی عمر چھ سال کی تھی اور مدینہ منورہ پہنچ کر اھ میں جب آپ کاشانہ نبوی میں داخل ہوئیں تو آپ کی عمر نو سال کی تھی۔

رضاعت: شرفائے عرب کے دستور کے موافق آپ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا تھا۔ (اسد الغابہ میں وائل کی ماں لکھا ہے لیکن صحیح بخاری باب الرضاعت میں بیوی لکھا ہے اور یہی صحیح ہے) ایک دفعہ وائل کے بھائی افلح یعنی آپ کے رضاعی چچا آپ سے ملنے کو آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تک میں رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لوں، اجازت نہیں دے سکتی۔ جس وقت نبی کریم ﷺ گھر میں تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ وہ تمہارے چچا ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ دودھ تو عورت پلاتی ہے مرد نہیں پلاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے چچا ہیں۔ تمہارے پاس آسکتے ہیں۔

بچپن: آپ کے والدین آپ کی پیدائش سے پیشتر ہی مسلمان ہوگئے تھے۔ اس لئے دنیا میں آنکھ کھولتے ہی توحید کی صدا ان کے کان میں پہنچنے لگی اور شرک وکفر کی آلودگی سے بالکل پاک رہیں۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات، آپ بچپن ہی میں فہم وذکا قد وقامت اور صورت وسیرت میں ممتاز تھیں۔ اعضا مضبوط اور جسم توانا تھا، عام بچوں کی طرح بچپن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی کھیل کود کی بہت دلدادہ تھیں، گڑیوں سے کھیلنا اور جھولے جھولنا آپ کے دو مرغوب ترین کھیل تھے، محلہ کی تمام لڑکیاں آپ کے گھر میں جمع ہو جاتیں اور کھیل کود میں ان کے اشاروں پر چلتیں۔ وہ آپ کے سامنے ایسی مرعوب ومؤدب رہتیں، گویا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کی سردار ہیں۔ والدین اس چھوٹی سی عمر میں آپ کی فراست ورعب دیکھ کر خوش ہوتے اور انہیں بعض اوقات خیال گزرتا کہ یہ کسی دن ضرور معزز وممتاز ہوگی۔ سچ ہے:

بلائے سرش زہو شمندی می تافت ستارہ بلندی

آپ کی ذہانت کا یہ حال تھا کہ بچپن کی ذرا ذرا سی باتیں تفصیل کے ساتھ آپ کو یاد تھیں اور انہیں اس طرح بیان فرما دیا کرتی تھیں گویا کہ ابھی سامنے واقع ہو رہی تھیں۔

شادی: نبوت کے دسویں سال ماہ رمضان المبارک میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئیں ان کی جدائی کا نبی کریم ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ کفار مکہ نبی کریم ﷺ کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ ان کی کلفتوں اور اذیتوں کو بھلانے اور دل وجان کو تسکین دینے والی، تنہائی کی مونس بیوی جب اس دنیا سے رخصت ہوگئیں تو نبی کریم ﷺ بے حد ملول رہنے لگے۔ آپ کو مغموم دیکھ کر مشہور صحابی عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے ایک دن عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کسی عورت سے نکاح کر لیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کس عورت سے؟ عرض کیا، کنواری اور بیوہ دونوں موجود ہیں، جس سے حکم ہو، اس کے متعلق سلسلہ جنبانی کی جائے۔ فرمایا کون کون؟ عرض کیا بیوہ تو سودہ بنت زمعہ ہیں؟ جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لا چکی ہیں اور کنواری حضرت ابوبکر صدیق کی، جو نبی کریم ﷺ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہیں، بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہتر، ان دونوں کی بابت سلسلہ جنبانی کرو۔ نبی کریم ﷺ کی رضا حاصل کر کے خولہ خوشی خوشی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہا کے گھر گئیں اور ام رومان سے اس کا تذکرہ کیا۔ ام رومان نے کہا عائشہ کے والد کو آ لینے دو، وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر آئے تو یہ مژدہ آپ کو سنایا گیا۔ انہوں نے فرمایا اگر آپ ﷺ کی مرضی ہے تو اس میں مجھے کیا عذر ہے، لیکن نبی کریم ﷺ تو میرے بھائی ہیں۔ عائشہ کا نکاح نبی کریم ﷺ سے کیونکر ہوتا ہے؟ (زمانہ جاہلیت میں عرب میں دستور تھا کہ جس طرح سگے بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز نہ تھا، اسی طرح منہ بولے

بھائی کی لڑکی کو بھی اپنے لئے حرام سمجھتے تھے)۔

خولہ پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ اعتراض کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابو بکر میرے دینی بھائی ہیں نہ کہ سگے بھائی اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ وہاں کیا عذر تھا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ احادیث میں ہے کہ نکاح سے پہلے نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ایک فرشتہ ریشم کے کپڑے میں لپیٹ کر کوئی چیز آپ ﷺ کے سامنے پیش کر رہا ہے، آپ نے پوچھا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ آپ کی بیوی ہیں۔ آپ نے کھول کر دیکھا تو عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر ۶ سال تھی۔ نکاح کی رسم بڑے سادہ طریق سے عمل میں آئی۔ وہ اپنی ہم سن سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ ان کی انا آئی اور ان کو لے گئی۔ ان کے والد نے آ کر نکاح پڑھا دیا۔ پانچ سو درہم مہر مقرر رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرمایا کرتی تھیں کہ میرا نکاح ہو گیا اور مجھے خبر تک نہ تھی، آخر آہستہ آہستہ میری والدہ نے مجھے اس امر کی اطلاع دے دی۔

فضائل: آپ میں چند ایک خصوصیتیں تھیں۔ جو دوسری امہات کو حاصل نہ تھیں۔ اور وہ یہ ہیں: (۱) نبی کریم ﷺ کی صرف آپ ہی ایک ایسی بیوی تھیں، جو کنواری نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں، فرشتے نے آپ کی صورت خواب میں نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کی (۲) آپ پیدائش ہی سے شرک وکفر کی آلودگی سے پاک رہیں (۳) آپ کے والدین مہاجر تھے (۴) آپ کی براءت میں قرآن شریف کی آیات نازل ہوئیں (۵) آپ ہی کے لحاف میں نبی کریم ﷺ کو کئی بار وحی ہوئی، کسی اور بیوی کے لحاف میں نہیں ہوئی (۶) آپ ہی کے حجرے میں اور آپ ہی کی آغوش میں سر رکھے ہوئے نبی کریم ﷺ نے وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

وفات: ۸۵ ہجری مقدس ماہ رمضان میں آپ کی طبیعت علیل ہوئی اور چند روز تک بیمار رہیں، وصیت کی کہ مجھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس حجرہ میں دفن نہ کرنا، بلکہ دیگر ازواج النبی ﷺ کے ساتھ مجھ کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ رات ہی کو دفن کر دی جاؤں اور صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔ ۱۷ رمضان المبارک کی شب کو وفات پائی۔ جنازہ حسب وصیت رات ہی کے وقت اٹھایا گیا۔ لیکن مردوں اور عورتوں کا اتنا ہجوم تھا کہ رات کے وقت کبھی نہیں دیکھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو ان دنوں حاکم مدینہ تھے، نماز جنازہ پڑھائی۔ بھتیجوں اور بھانجوں نے قبر میں اتارا اور وہ شمع رشد وہدایت دنیا کی نظروں سے پنہاں ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، اپنی کنیت ہی سے ایسے مشہور ہوئے کہ ان کا صحیح نام دریافت کرنا مشکل ہے، کوئی کہتا ہے عبداللہ بن عامر نام تھا۔ کوئی کہتا ہے عمیر بن عامر، کوئی کہتا ہے بریر بن عشرقہ۔ کوئی کہتا ہے سکین بن دومہ، کوئی کہتا ہے عبداللہ بن عبد شمس، کوئی کہتا ہے عامر، کوئی کہتا ہے عبد نہم، کوئی کہتا ہے عبد غنم۔ کوئی کہتا ہے عبد شمس، کوئی کہتا ہے عبد عمرو بن غنم، کوئی کہتا ہے مردوس بن عامر۔ ابو عامر کہتے ہیں کہ جاہلیت میں ان میں سے کوئی نام ہوگا۔ اسلامی نام عبداللہ یا عبدالرحمن ہے۔ ازدی دوسی ہیں، آپ کے پاس ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ جس کو ساتھ رکھتے تھے اس لئے کنیت ابو ہریرہ ہو گئی۔ جنگ خیبر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ پھر ہر وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے۔ سب سے زیادہ حدیثیں انہی کی روایت کردہ ہیں۔ (۵۷ یا ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں فوت ہوئے۔ (ماخوذ)

٦١٤٩۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو

(۶۱۴۹) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ (ایک سفر کے موقع پر) اپنی عورتوں کے پاس آئے جو اونٹوں پر سوار جا رہی تھیں، ان کے ساتھ ام سلیم رضی اللہ عنہا انس کی والدہ بھی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ فرمایا: "افسوس، انجشہ! شیشوں کو

قِلَابَةَ: فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ بِكَلِمَةٍ لَوْ تَكَلَّمَ بِهَا بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوهَا عَلَيْهِ قَوْلُهُ: ((سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)). [أطرافه في: ٦١٦١، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١٠، ٦٢١١] [مسلم: ٦٠٣٦]

آہستگی سے لے چل۔'' ابوقلابہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے عورتوں سے متعلق ایسے الفاظ کا استعمال فرمایا اگر تم میں کوئی شخص استعمال کرے تو تم اس پر عیب جوئی کرو۔ یعنی آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''شیشوں کو نرمی سے لے چل۔''

تشریح: شیشوں سے مراد عورتیں تھیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں، انجشہ نامی غلام اونٹوں کا چلانے والا بڑا خوش آواز تھا۔ اس کے گانے سے اونٹ مست ہو کر خوب بھاگ رہے تھے۔ آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں عورتیں گر نہ جائیں اس لئے فرمایا آہستہ لے چل۔ نکتہ چینی اس طور پر کہ عورتوں کو شیشے سے تشبیہ دی اور ان کو شیشے کی طرح نازک قرار دیا، مگر یہ تشبیہ بہت عمدہ تھی۔ فی الحقیقت عورتیں ایسی ہی نازک ہوتی ہیں۔ صنف نازک پر یہ رحمۃ للعالمین کا احسان عظیم ہے کہ آپ نے ان کی کمزوری ونزاکت کا مردوں کو قدم قدم پر احساس کرایا۔

بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ

باب: مشرکوں کی ہجو کرنا درست ہے

٦١٥٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَكَيْفَ بِنَسَبِي؟)) فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِينِ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. [راجع: ٣٥٣١]

(٦١٥٠) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ ؓ نے کہا کہ حسان بن ثابت ؓ نے مشرکین کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ان کا اور میرا خاندان تو ایک ہی ہے'' (پھر تو میں بھی اس ہجو میں شریک ہو جاؤں گا) حسان ؓ نے کہا میں ہجو سے آپ کو اس طرح صاف نکال دوں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اور ہشام بن عروہ سے روایت ہے، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ میں حسان بن ثابت ؓ کو حضرت عائشہ ؓ کی مجلس میں برا کہنے لگا تو انہوں نے کہا کہ حسان کو برا بھلا نہ کہو، وہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے مشرکوں کو جواب دیتا تھا۔

تشریح: مشرکوں کی ہجو کرتا تھا اور نبی کریم ﷺ کی طرف داری کرتا تھا۔ اس روایت سے حضرت عائشہ ؓ کی پاک نفسی اور دین داری اور پرہیزگاری معلوم ہوتی ہے آپ کس درجہ کی پاک نفس اور فرشتہ خصلت تھیں۔ چونکہ حسان ؓ نے اللہ اور اس کے رسول کی طرفداری کی تھی اس لئے حضرت عائشہ ؓ نے اپنی ایذا کا جو ان کی طرف سے پہنچی تھی کچھ خیال نہ کیا، اور ان کو برا کہنے سے منع فرمایا۔ اللہ پاک مسلمانوں کو بھی حضرت عائشہ ؓ جیسی نیک فطرت عطا فرمائے کہ وہ باہمی طور پر ایک دوسرے کی برائیاں کرنے سے باز رہیں۔ آمین

٦١٥١ـ حَدَّثَنِي أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِي سِنَانٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ:

(٦١٥١) ہم سے اصبغ بن فرج نے بیان کیا، کہا مجھے عبداللہ بن وہب نے خبر دی، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں ہیثم بن ابی سنان نے خبر دی کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے سنا وہ حالات اور قصص کے تحت رسول کریم ﷺ کا تذکرہ کر رہے تھے کہ ایک دفعہ

((إِنَّ أَخًا لَكُمْ لَا يَقُولُ الرَّفَثَ)) يَعْنِي بِذَاكَ ابْنَ رَوَاحَةَ قَالَ:

وَفِينَا رَسُولُ اللَّهِ يَتْلُو كِتَابَهُ
إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوبُنَا
بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ
يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ
إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِينَ الْمَضَاجِعُ

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ وَالْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. [راجع: ١١٥٥]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے ایک بھائی نے کوئی بری بات نہیں کہی۔'' آپ کا اشارہ ابن رواحہ کی طرف تھا (اپنے اشعار میں) انہوں نے یوں کہا تھا: ''اور ہم میں اللہ کے رسول ہیں جو اس کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اس وقت جب فجر کی روشنی پھوٹ کر پھیل جاتی ہے۔ ہمیں انہوں نے گمراہی کے بعد ہدایت کا راستہ دکھایا۔ پس ہمارے دل اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ ضرور واقع ہوگا۔ آپ رات اس طرح گزارتے ہیں کہ آپ کا پہلو بستر سے جدا رہتا ہے (یعنی جاگ کر) جب کہ کافروں کے بوجھ سے ان کی خواب گاہیں بوجھل ہوئی رہتی ہیں۔'' یونس کے ساتھ اس حدیث کو عقیل نے بھی زہری سے روایت کیا اور محمد بن ولید زبیدی نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے اور عبدالرحمن اعرج سے، انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کیا۔

تشریح: حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے اشعار میں ان کا ترجمہ یوں کیا ہے:

ایک پیغمبر خدا کا پڑھتا ہے اس کی کتاب ☆ اور سناتا ہے ہمیں جب صبح کی پوپھٹتی ہے
ہم تو اندھے تھے اسی نے راستہ بتلا دیا ☆ بات ہے یقینی دل میں جا کر کھبتی ہے
رات کو رکھتا ہے پہلو اپنے بستر سے الگ ☆ کافروں کی خواب گاہ کو نیند بھاری کرتی ہے

پہلے شعر میں نبی کریم ﷺ کے علم کی طرف اشارہ ہے اور تیسرے میں آپ کے عمل کی طرف اشارہ ہے پس آپ علم اور عمل ہر لحاظ سے کامل ومکمل ہیں۔

٦١٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ،ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَيَقُولُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! نَشَدْتُكَ اللَّهَ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ))

(٦١٥٢) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے (دوسری سند) امام بخاری نے کہا اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے محمد بن ابی عتیق نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف نے، انہوں نے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر کہہ رہے تھے کہ اے ابوہریرہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے حسان! اللہ کے رسول کی طرف سے مشرکوں کو جواب دو، اے اللہ! روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کر۔''

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ. [راجع: ٤٥٣]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔

تشریح: میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے۔

٦١٥٣ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِحَسَّانَ: ((اهْجُهُمْ ـ أَوْ قَالَ: ـ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ)). [راجع: ٣٢١٣]

(٦١٥٣) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عدی بن ثابت نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان کی ہجو کرو۔ (یعنی مشرکین قریش کی) یا آنحضرت ﷺ نے (ھاجھم کے الفاظ فرمائے) حضرت جبرئیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔''

تشریح: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حمایت اسلام اور مذمت کفر میں نظم ونثر میں بولنا، اس بارے میں کتابیں، مضامین لکھنا عین باعث رضائے الٰہی ورسول ہے۔ نیز جو نام نہاد مسلمان قرآن وحدیث کی توہین وتخفیف کریں۔ جیسا کہ آج کل منکرین حدیث کا گروہ کرتا رہتا ہے ان کا جواب دینا اور ان کی مذمت کرنا ضروری ہے۔ جن علمائے سوء نے شرع اسلامی کو مسخ کرنے میں اپنا پورا زور تفقہ خرچ کر ڈالا ہے ان کا صحیح تعارف کرا کے مسلمانوں کو ان کے کذب سے مطلع کرنا بھی اسی ذیل میں ہے جس کی مثال میں مجدد اسلام استاذ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد گرامی کو پیش کرنا ہی کافی ہے۔ حضرت موصوف ایسے علمائے سوء کی ہجو میں فرماتے ہیں:

"فان شئت ان ترى، أنموذج اليهود فانظر الى علماء السوء من الذين يطلبون الدنيا، وقد اعتادوا تقليد السلف واعرضوا عن نصوص الكتاب والسنة وتمسكوا بتعمق عالم وتشدده واستحسانه فأعرضوا عن كلام الشارع المعصوم، وتمسكوا باحاديث موضوعة وتأويلات فاسدة كانهم هم۔"(الفوز الكبير، ص: ٢٦و٢٧) (عربی بر حاشیه سفر السعادت مطبوعه مصر)۔

''یعنی مسلمانو! اگر تم یہود کا نمونہ اپنے لوگوں میں دیکھنا چاہو تو تم دنیا کے طالب برے علما کو دیکھ لو کہ سلف کی تقلید ان کی خو ہو گئی ہے اور انہوں نے قرآن وحدیث کی نصوص سے منہ موڑ لیا ہے اور کسی عالم کے تعمق اور اس کے تشدد واستحسان کو اپنی دستاویز بنا لیا ہے پس انہوں نے معصوم و بے خطا صاحب شرع ﷺ کے کلام سے روگردانی کر لی ہے اور جھوٹی بناوٹی روایتوں اور ناقص اور کھوٹی تاویلوں کو اپنے لئے سند ٹھہرایا ہے۔ گویا یہ برے علما وہی یہودیوں کے علما کے نمونے ہیں۔''

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُوْنَ الْغَالِبَ عَلَى الْإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتَّى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

باب: شعر وشاعری میں اس طرح اوقات صرف کرنا منع ہے کہ آدمی اللہ کی یاد اور علم حاصل کرنے اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے باز رہ جائے

٦١٥٤ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ

(٦١٥٤) ہم سے عبید اللہ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو حنظلہ نے خبر دی، انہیں سالم نے اور انہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے

أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِىءَ شِعْرًا)). بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔"

تشریح: مراد وہ گندی شاعری ہے، جس کا تعلق عشق وفسق سے یا کسی بے جا مدح وذم سے ہے۔

٦١٥٥۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا حَتَّى يَرِيَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا)).

(٦١٥٥) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ میں نے ابوصالح سے سنا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرلے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے بھر جائے۔"

[مسلم: ٥٨٩٣؛ ابن ماجه: ٣٧٥٩]

تشریح: پیٹ بھر جانے سے یہی مطلب ہے کہ سوا شعروں کے اس کو اور کچھ یاد نہ ہو۔ نہ قرآن یاد کرے نہ حدیث دیکھے۔ رات دن شعر گوئی کی دھن میں مست رہے جیسا کہ اکثر شعرائے عصر کا ماحول ہے الا ماشاء اللہ۔ وہ واعظین حضرات بھی ذرا غور کریں جو قرآن وحدیث کی جگہ سارا وعظ شعر وشاعری سے بھر دیتے ہیں۔ یوں گا ہے گا ہے حمد ونعت کے اشعار مذموم نہیں ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) وَ ((عَقْرَى حَلْقَى))

باب: نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا: "تیرے ہاتھ کو مٹی لگے یا تجھے زخم پہنچے، تیرے حلق میں بیماری ہو"

تشریح: اصل میں عرب لوگ یہ لفظ منحوس عورت کے لیے کہتے ہیں اور یہ کلمات غصے اور پیار دونوں وقت کہے جاتے ہیں اس سے بددعا دینا مقصود نہیں خاص طور پر پیار ہی کے لیے ان کا استعمال فرماتے تھے۔

٦١٥٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا لِأَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَا آذَنُ لَهُ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَإِنَّ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِي وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ قَالَ: ((ائْذَنِي لَهُ فَإِنَّهُ عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِينُكِ)) قَالَ عُرْوَةُ: فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ

(٦١٥٦) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ابوقعیس کے بھائی افلح (میرے رضاعی چچا نے) مجھ سے پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد اندر آنے کی اجازت چاہی، میں نے کہا: اللہ کی قسم! جب تک رسول اللہ ﷺ اجازت نہ دیں گے میں اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔ کیونکہ ابوقعیس کے بھائی نے مجھے دودھ نہیں پلایا بلکہ ابوقعیس کی بیوی نے دودھ پلایا ہے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مرد نے تو مجھے دودھ نہیں پلایا تھا، دودھ تو ان کی بیوی نے پلایا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو، کیونکہ وہ تمہارے چچا ہیں، تمہارے ہاتھ میں مٹی لگے۔" عروہ نے کہا کہ اسی وجہ سے

تَقُوْلُ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ. [راجع: ٢٦٤٤]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ جتنے رشتے خون کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہی سمجھو۔

٦١٥٧ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلَى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً لِأَنَّهَا حَاضَتْ فَقَالَ: ((عَقْرَى حَلْقَى! ـ لُغَةُ قُرَيْشٍ ـ إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟)) يَعْنِي الطَّوَافَ قَالَتْ: نَعَمْ قَالَ: ((فَانْفِرِي إِذَنْ)). [راجع: ٢٩٤]

(٦١٥٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حکم بن عتبہ نے بیان کیا، ان سے ابراہیم نخعی نے، ان سے اسود نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے (حج سے) واپسی کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے خیمے کے دروازہ پر رنجیدہ کھڑی ہیں کیونکہ وہ حائضہ ہوگئی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا: ''عقریٰ حلقیٰ، یہ قریش کا محاورہ ہے۔ اب تم ہمیں روکوگی؟'' پھر دریافت فرمایا: ''کیا تم نے قربانی کے دن طواف افاضہ کرلیا تھا؟'' انہوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: ''پھر چلو۔''

تشریح: معلوم ہوا کہ ایسی مجبوری میں طواف وداع کی جگہ طواف افاضہ کافی ہوسکتا ہے۔ طواف افاضہ دس ذی الحجہ کو اور طواف وداع مکہ سے واپسی کے دن ہوتا ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي زَعَمُوْا

باب: زعموا کہنے کا بیان

تشریح: زعموا کا کہنا بعض لوگوں نے مکروہ جانا ہے کیونکہ یہ لفظ اکثر ایسی جگہ بولا جاتا ہے جہاں کہنے والے کو اپنی بات کی سچائی کا یقین نہ ہو۔ عرب میں مثل ہے کہ لفظ زعموا بولنا جھوٹ پر سوار ہونا ہے۔ زعموا کا معنی انہوں نے گمان کیا یہ لفظ جملہ شکیہ کے لئے بولا جاتا ہے مگر بعض دفعہ اس میں یقین بھی غالب ہوتا ہے اس لئے یہ لفظ استعمال کرنا جائز ہے۔

٦١٥٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ: أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى لِأُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هَذِهِ؟)) فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ

(٦١٥٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے، ان سے عمر بن عبیداللہ کے غلام ابونضر نے، ان سے ام ہانی بنت ابی طالب کے غلام ابومرہ نے خبر دی، کہ انہوں نے ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے سنا۔ انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ غسل کررہے ہیں اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کردیا۔ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''کون ہیں؟'' میں نے کہا کہ ام ہانی بنت ابی طالب ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام ہانی! مرحبا ہو۔'' جب آپ غسل کرچکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعات پڑھیں۔ آپ اس وقت ایک کپڑے میں جسم مبارک کو لپیٹے ہوئے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوگئے تو میں نے عرض کیا: یا

فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّي أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ أَجَرْتُهُ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ)). قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: وَذَاكَ ضُحًى. [راجع: ۲۸۰]

رسول اللہ! میرے بھائی (علی بن ابی طالب) کا خیال ہے کہ وہ ایسے شخص کو قتل کریں گے جسے میں نے امان دے رکھی ہے۔ یعنی فلاں بن ہبیرہ کو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ام ہانی جسے تم نے امان دی اسے ہم نے بھی امان دی۔'' ام ہانی نے بیان کیا کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔

تشریح: ترجمہ باب یہاں سے نکلا کہ ام ہانی نے زعم ابن امی کہا تو لفظ زعموا کہنا جائز ہوا۔ فلاں سے مراد حارث بن ہشام یا عبداللہ بن ابی ربیعہ یا زہیر بن ابی امیہ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی اسٹیٹ میں اگر مسلمان عورت بھی کسی کافر کو ذمی بنا کر پناہ دے دے تو قانوناً اس کی پناہ کو لاگو کیا جائے گا کیونکہ اس بارے میں عورت بھی ایک مسلمان مرد جتنا ہی حق رکھتی ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کو کوئی حق نہیں دیا گیا اس میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ

باب: لفظ ویلک، یعنی تجھ پر افسوس ہے کہنا درست ہے

٦١٥٩ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)). [راجع: ١٦٩٠]

(۶۱۵۹) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کے لیے ایک اونٹنی ہانکے لیے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس پر سوار ہو کر جا۔'' انہوں نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ہو جا۔'' اس نے کہا یہ تو قربانی کا جانور ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''سوار ہو جا، افسوس!''

٦١٦٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ رَأَى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ: ((ارْكَبْهَا)) قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ: ((ارْكَبْهَا وَيْلَكَ)) قَالَ: فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ. [راجع: ١٦٨٩]

(۶۱۶۰) مجھ سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، وہ امام مالک سے روایت کرتے ہیں، وہ ابو زناد سے، وہ اعرج سے، وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ قربانی کا اونٹ ہنکائے جا رہا ہے۔ آپ نے اس سے کہا: ''تو اس پر سوار ہو جا!'' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو قربانی کا اونٹ ہے۔ آپ ﷺ نے دوسری بار یا تیسری بار فرمایا: ''تیرے لیے خرابی ہو، تو سوار ہو جا۔''

تشریح: قربانی کے لئے جو اونٹ نذر کر دیا جائے اس پر سفر حج کے لئے سواری کی جا سکتی ہے وہ شخص ایسے اونٹ کو لے کر پیدل سفر کر رہا تھا اور بار بار کہنے پر بھی سوار نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر آپ نے لفظ ((ویلک)) بول کر اس کو اونٹ پر سوار کرایا۔ معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر لفظ ((ویلک)) بول سکتے ہیں یعنی تجھ پر افسوس ہے۔

٦١٦١ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

(۶۱۶۱) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا،

عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؛ح: وَأَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ وَكَانَ مَعَهُ غُلَامٌ لَهُ أَسْوَدُ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ يَحْدُوْ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ)). [راجع: ٦١٤٩]

ان سے ثابت بنانی نے اوران سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے (دوسری سند) اور اس حدیث کو حماد نے ایوب سختیانی سے اور ایوب نے ابو قلابہ سے روایت کیا اوران سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک حبشی غلام بھی تھا۔ان کا نام انجشہ تھا وہ حدی پڑھ رہا تھا۔(جس کی وجہ سے سواری تیز چلنے لگی) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس (ويحك) اے انجشہ ! شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔''

تشریح: شیشوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا کیونکہ وہ بھی شیشے کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں۔

٦١٦٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ! قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيْكَ ـ ثَلَاثًا. مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَادِحًا لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ وَلَا أُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ)). [راجع: ٢٦٦٢]

(٦١٦٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، ان سے خالد نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اوران سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس (ويلك) تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔'' تین مرتبہ (یہ فرمایا): ''اگر تمہیں کسی کی تعریف ہی کرنی پڑ جائے تو یہ کہو کہ فلاں کے متعلق میرا یہ خیال ہے۔اگر وہ بات اس کے متعلق جانتا ہو اور اللہ اس کا نگران ہے میں تو اللہ کے مقابلے میں کسی کو نیک نہیں کہہ سکتا یعنی یوں نہیں کہہ سکتا کہ وہ اللہ کے علم میں بھی نیک ہے۔''

تشریح: کیونکہ اس کو اللہ کے علم کی خبر نہیں ہے۔

٦١٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ وَالضَّحَّاكِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اعْدِلْ فَقَالَ: ((وَيْلَكَ! مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ)). فَقَالَ عُمَرُ: ائْذَنْ لِيْ فَلَأَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ: ((لَا إِنَّ

(٦١٦٣) ہم سے عبدالرحمٰن بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، ان سے امام اوزاعی نے، ان سے زہری نے، ان سے ابوسلمہ اور ضحاک نے اوران سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ کچھ تقسیم کررہے تھے۔بنی تمیم کے ایک شخص ذوالخویصرہ نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف سے کام لیجیے۔آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا تو پھر کون کرے گا؟'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن ماردوں۔ آپ نے فرمایا: ''نہیں، اس کے کچھ (قبیلہ والے) ایسے لوگ پیدا ہوں

لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمُرُوقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ يَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ)) قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَشْهَدُ أَنِّي كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِينَ قَاتَلَهُمْ فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلَى فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٣٣٤٤]

گے کہ تم ان کی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز کو معمولی سمجھو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزے کو معمولی سمجھو گے لیکن وہ دین سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ تیر کے پھل میں دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ اس کی لکڑی پر دیکھا جائے تو اس پر بھی کوئی نشان نہیں ملے گا۔ پھر اس کے دندانوں میں دیکھا جائے اور اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا، پھر اس کے پر میں دیکھا جائے تو اس میں بھی کچھ نہیں ملے گا۔ (یعنی شکار کے جسم کو پار کرنے کا کوئی نشان) تیر لید اور خون کو پار کر کے نکل چکا ہوگا۔ یہ لوگ اس وقت پیدا ہوں گے جب لوگوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ (ایک خلیفہ پر متفق نہ ہوں گے) ان کی نشانی ان کا ایک مرد (سردار لشکر) ہوگا۔ جس کا ایک ہاتھ عورت کے پستان کی طرح ہوگا یا (فرمایا) گوشت کے لوتھڑے کی طرح تھل تھل ہل رہا ہوگا۔'' ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ سے یہ حدیث سنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب انہوں نے ان خارجیوں سے (نہروان میں) جنگ کی تھی۔ مقتولین میں تلاش کی گئی تو ایک شخص انہی صفات کا لایا گیا جو نبی اکرم ﷺ نے بیان کی تھیں۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت اور تقویٰ اور زہد کچھ کام نہیں آتا جب تک اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت سے محبت نہ رکھے۔ محبت رسول آپ کی سنت پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ لوگ اہل دنیا کچھ بھی کہیں مگر حدیث مبارکہ نہ چھوٹے ہر وقت حدیث سے تعلق رہے۔ سفر ہو یا حضر، صبح ہو یا شام حدیث کا مطالعہ حدیث پر عمل کرنے کا شوق غالب رہے، حدیث کی کتاب سے محبت رہے حدیث پر چلنے والوں سے الفت رہے حدیث کو شائع کرنے والوں سے محبت کا شیوہ رہے زندگی حدیث پر، موت حدیث پر، ہر وقت بغل میں حدیث یہی تمغہ رہے۔ یا اللہ! ہمارے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے جو تیری درگاہ میں پیش کرنے کے قابل ہو۔ یہی قرآن پاک شائی کی خدمت اور صحیح بخاری کا ترجمہ ہمارے پاس ہے اور تیرے فضل سے بخاری کے ساتھ صحیح مسلم کی خدمت بھی ہے جو تیرے پاس لے کر آئیں گے۔ تو ہی یا اللہ رحیم و کریم اور قبول کرنے والا ہے۔ (راز)

٦١٦٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلَكْتُ فَقَالَ:

(٦١٦٤) ہم سے محمد بن مقاتل ابوحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو اوزاعی نے خبر دی، کہا کہ مجھے ابن شہاب نے خبر دی اور بیان کیا ان سے حمید بن عبدالرحمن نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صحابی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو تباہ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس (کیا بات

((وَيْحَكَ؟)) قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِي فِي رَمَضَانَ قَالَ: ((أَعْتِقْ رَقَبَةً)) قَالَ: مَا أَجِدُهَا قَالَ: ((فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ)) قَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ قَالَ: ((فَأَطْعِمْ سِتِّينَ مِسْكِينًا)) قَالَ: لَا أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ: ((خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعَلَى غَيْرِ أَهْلِي؟ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِينَةِ أَحْوَجُ مِنِّي فَضَحِكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ قَالَ: ((خُذْهُ)). تَابَعَهُ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ: عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ((وَيْلَكَ)). [راجع: ١٩٣٦]

ہوئی؟'' انہوں نے کہا: میں نے رمضان میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ایک غلام آزاد کر۔'' انہوں نے عرض کیا: میرے پاس غلام ہے ہی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دو مہینے متواتر روزے رکھ۔'' اس نے کہا کہ اس کی مجھ میں طاقت نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔'' کہا کہ اتنا بھی میں اپنے پاس نہیں پاتا۔ اس کے بعد کھجور کا ایک ٹوکرا آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے لے اور صدقہ کر دے۔'' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اپنے گھر والوں کے سوا کسی اور کو؟ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! سارے مدینہ کے دونوں طنابوں یعنی دونوں کناروں میں مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں۔ آپ ﷺ اس پر اتنا ہنس دیئے کہ آپ کے آگے کے دندان مبارک دکھائی دینے لگے۔ فرمایا: ''جاؤ تم ہی لے لو۔'' اوزاعی کے ساتھ اس حدیث کو یونس نے بھی زہری سے روایت کیا اور عبدالرحمٰن بن خالد نے زہری سے اس حدیث میں بجائے لفظ ویحك کے لفظ ویلك روایت کیا ہے (معنی دونوں کے ایک ہی ہیں)۔

٦١٦٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: ((وَيْحَكَ إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا؟)) قَالَ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ فَإِنَّ اللَّهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا)). [راجع: ١٤٥٢]

(٦١٦٥) ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعمرو اوزاعی نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ ایک دیہاتی نے کہا: یارسول اللہ! ہجرت کے بارے میں مجھے کچھ بتایئے (اس کی نیت ہجرت کی تھی) آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس! ہجرت کو تو نے کیا سمجھا ہے یہ بہت مشکل ہے تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: ''پھر سات سمندر پار عمل کرتے رہو اللہ تمہارے کسی عمل کے ثواب کو ضائع نہ کرے گا۔''

تشریح: دینی فرائض ادا کرتے رہو ہجرت کا خیال چھوڑ دو۔

٦١٦٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبْدِالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦١٦٦) ہم سے عبداللہ بن عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد بن حارث نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے واقد بن محمد بن زید

شُعْبَةُ عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ ـ قَالَ شُعْبَةُ: شَكَّ هُوَ ـ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ: ((وَيْحَكُمْ)) وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ: ((وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ)). [راجع: ۱۷۴۲]

نے بیان کیا، انہوں نے ان کے والد سے سنا اور انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''افسوس (وَيْلَكُمْ یا وَيْحَكُمْ) شعبہ نے بیان کیا کہ شک ان کے شیخ (واقد بن محمد کو) تھا، میرے بعدتم کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔'' اور نضر نے شعبہ سے بیان کیا ''وَيْحَكُمْ'' اور عمر بن محمد نے اپنے والد سے ''وَيْلَكُمْ یا وَيْحَكُمْ'' کے لفظ نقل کئے ہیں۔

تشریح: مطلب ایک ہی ہے۔ باہمی قتل وغارت اسلامی شیوہ نہیں بلکہ یہ شیوہ کفار کا ہے اللہ ہم کو اس پر غور کرنے کی توفیق دے۔ آمین

٦١٦٧ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ: ((وَيْلَكَ! وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذَالِكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيدًا فَمَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ: ((إِنْ أُخِّرَ هَذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ)) وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣٦٨٨] [مسلم: ٦٧١٧، ٧٤١٢]

(٦١٦٧) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس نے کہ ایک بدوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''افسوس (ويلك) تم نے اس قیامت کے لیے کیا تیاری کرلی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا میں نے اس کے لیے تو کوئی تیاری نہیں کی ہے البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم قیامت کے دن ان کے ساتھ ہو گے جس سے تم محبت رکھتے ہو۔'' ہم نے عرض کیا اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا: ''ہاں۔'' ہم اس دن بہت زیادہ خوش ہوئے۔ پھر مغیرہ کے ایک غلام وہاں سے گزرے وہ میرے ہم عمر تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اسے بڑھاپا آنے سے پہلے قیامت قائم ہو جائے گی۔'' شعبہ نے قتادہ سے، انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے نبی ﷺ سے اختصار کے ساتھ بیان کیا۔

تشریح: یعنی تم سب لوگ دنیا سے گزر جاؤ گے۔ موت بھی ایک قیامت ہی ہے جیسے دوسری حدیث میں ہے: ''من مات فقد قامت قيامته۔'' باقی رہا قیامت کبریٰ یعنی آسان زمین کا پھٹنا۔ اس کے وقت کو بجز اللہ کے کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ بھی نہیں جانتے تھے ان جملہ مذکورہ روایات میں لفظ ويلك یا ويحك کا استعمال ہوا ہے۔ اسی لئے ان کو یہاں نقل کیا گیا ہے باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔ اس حدیث کو شعبہ نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے قتادہ سے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔

بَابُ عَلَامَةِ الْحُبِّ فِي اللَّهِ

باب: اللہ عزوجل کی محبت کس کو کہتے ہیں

لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں فرمایا: ''اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو

فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾. [آل عمران: ٣١]

میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔''

تشریح: بغیر اطاعت رسول ﷺ محبت الٰہی کا دعویٰ بالکل غلط ہے۔

٦١٦٨ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). [طرفه في: ٦١٦٩] [مسلم: ٦٧١٨، ٦٧١٩]

(٦١٦٨) ہم سے بشر بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔''

٦١٦٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). تَابَعَهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ وَأَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٦١٦٨]

(٦١٦٩) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہو سکا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔'' اس روایت کی متابعت جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ نے اعمش سے کی، ان سے ابووائل نے، ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: محبت بھی ایک عظیم، بڑا وسیلہ نجات ہے۔ مگر محبت کے ساتھ اطاعت نبوی اور عمل بھی مطابق سنت ہونا ضروری ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک　　　جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

٦١٧٠ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوْسَى قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ)). تَابَعَهُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ. [مسلم: ٦٧٢٠]

(٦١٧٠) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: ایک شخص ایک جماعت سے محبت رکھتا ہے لیکن اس سے مل نہیں سکا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔'' سفیان کے ساتھ اس روایت کی تابعت ابومعاویہ اور محمد بن عبید نے کی ہے۔

٦١٧١ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ

(٦١٧١) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا مجھے میرے والد عثمان مروزی نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں عمرو بن مرہ نے، انہیں سالم بن ابی الجعد نے

أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرِ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)). [راجع: ٣٦٨٨]

[مسلم: ٦٦٧١، ٦٧١٦]

اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔''

تشریح: یہی حال مجھ ناچیز کا بھی ہے اللہ مجھ کو بھی اس حدیث کا مصداق بنائے۔ (آمین)۔ امام ابی نعیم نے اس حدیث کے سب طریقوں کو کتاب المحبین میں جمع کیا ہے۔ بیس صحابہ رضی اللہ عنہم کے قریب اس کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں بڑی خوشخبری ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول اور اہل بیت اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ یا اللہ! ہم اپنے دلوں میں تیری اور تیرے حبیب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جس قدر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی محبت دلوں میں رکھتے ہیں وہ تجھ کو خوب معلوم ہے پس قیامت کے دن ہم کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بارگاہ رسالت میں شرف حضور عطا فرمانا، آمین یا رب العالمین۔ نیز میرے اہل بیت اور جملہ شائقین عظام، معاونین کرام کو بھی یہ شرف بخش دینا۔ آمین

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ: اخْسَأْ

باب: کسی کا کسی کو یوں کہنا: چل دور ہو

٦١٧٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ ابْنُ زَرِيرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِابْنِ صَائِدٍ: ((قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَمَا هُوَ)) قَالَ: الدُّخُّ قَالَ: ((اخْسَأْ)).

(٦١٧٢) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے سلم بن زریر نے بیان کیا، کہا میں نے ابو رجاء سے سنا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن صیاد سے فرمایا: ''میں نے اس وقت اپنے دل میں ایک بات چھپا رکھی ہے، وہ کیا ہے؟'' وہ بولا: الدخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چل دور ہو جا۔''

٦١٧٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدُوهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِي أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ:

(٦١٧٣) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا کہ مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے۔ بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ چند بچوں کے ساتھ بنی مغالہ کے قلعہ کے پاس کھیل رہا ہے۔ ان دنوں ابن صیاد بلوغ کے قریب تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی آمد کا اسے احساس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا: ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے

((أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟)) فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ؟ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((آمَنْتُ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ)) ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ: ((مَاذَا تَرَى؟)) قَالَ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ)) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنِّي خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا؟)) قَالَ: هُوَ الدُّخُّ قَالَ: ((اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ)) قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتَأْذَنُ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطُ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ)). [راجع: ١٣٥٤]

آنحضرت ﷺ کی طرف دیکھ کر کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے یعنی (عربیوں کے) رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ لوگ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے اس پر اسے دفع کر دیا اور فرمایا: ''میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔'' پھر ابن صیاد سے آپ نے پوچھا: ''تم کیا دیکھتے ہو؟'' اس نے کہا کہ میرے پاس سچا اور جھوٹا دونوں آتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے لیے معاملہ کو مشتبہ کر دیا گیا ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''میں نے تمہارے لیے ایک بات اپنے دل میں چھپا رکھی ہے؟'' اس نے کہا: وہ ''الدخ'' ہے۔ آپ نے فرمایا: ''دور ہو، اپنی حیثیت سے آگے نہ بڑھ۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ اسے قتل کر دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر یہ وہی (دجال) ہے تو اس پر غالب نہیں ہوا جا سکتا اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو اسے قتل کرنے میں کوئی خیر نہیں۔''

٦١٧٤ـ قَالَ سَالِمٌ: فَسَمِعْتُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: انْطَلَقَ بَعْدَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِي فِيهَا ابْنُ صَيَّادٍ حَتَّى إِذَا دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ وَهُوَ يَخْتِلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنَ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلَى فِرَاشِهِ فِي قَطِيفَةٍ لَهُ فِيهَا رَمْرَمَةٌ. أَوْ زَمْزَمَةٌ. فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَّقِي بِجُذُوعِ النَّخْلِ فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ! وَهُوَ اسْمُهُ. هَذَا مُحَمَّدٌ فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ)).

[راجع: ١٣٥٥]

(٦١٧٤) سالم نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ابی بن کعب انصاری رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر اس کھجور کے باغ کی طرف روانہ ہوئے جہاں ابن صیاد رہتا تھا۔ جب آپ ﷺ باغ میں پہنچے تو آپ نے کھجور کی ٹہنیوں میں چھپنا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ اس سے پہلے کہ وہ دیکھے چھپ کر کسی بہانے ابن صیاد کی کوئی بات سنیں۔ ابن صیاد ایک مخملی چادر کے بستر پر لیٹا ہوا تھا اور کچھ گنگنا رہا تھا۔ ابن صیاد کی ماں نے آنحضرت ﷺ کو کھجور کے تنوں سے چھپ کر آتے ہوئے دیکھ لیا اور اسے بتا دیا کہ اے صاف! (یہ اس کا نام تھا) محمد آ رہے ہیں۔ چنانچہ وہ متنبہ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس کی ماں اسے متنبہ نہ کرتی تو بات صاف ہو جاتی۔''

٦١٧٥ـ قَالَ سَالِمٌ: قَالَ عَبْدُاللَّهِ: قَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي أُنْذِرُكُمُوْهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوْحٌ قَوْمَهُ وَلَكِنِّي سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ أَعْوَرُ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)). [راجع: ٣٠٥٧]

(٦١٧٥) سالم نے بیان کیا، کہا عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی اس کی شان کے مطابق تعریف کرنے کے بعد آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا: ''میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا لیکن میں اس کی تمہیں ایک ایسی نشانی بتاؤں گا جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تم جانتے ہو کہ وہ کانا ہوگا اور اللہ کانا نہیں ہے۔''

تشریح: اس روایت میں آپ سے لفظ ((اخسأ)) دور ہو کا استعمال مذکور ہے۔ اسی لئے اس حدیث کو یہاں لایا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: مَرْحَبًا

باب: کسی شخص کا مرحبا کہنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِفَاطِمَةَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) [راجع: ٣٦٢٣] وَقَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ)). [راجع: ٣٥٧]

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا: ''مرحبا میری بیٹی۔'' اور ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''مرحبا، ام ہانی۔''

٦١٧٦ـ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَاؤُوْا غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى)) فَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَرَائَنَا فَقَالَ: ((أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ أَقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَصُوْمُوْا رَمَضَانَ وَأَعْطُوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ)). [راجع: ٥٣]

(٦١٧٦) ہم سے عمران بن میسرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح یزید بن حمید نے بیان کیا، ان سے ابو جمرہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب قبیلہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مرحبا ان لوگوں کو جو آن پہنچے تو وہ ذلیل ہوئے نہ شرمندہ۔'' (خوشی سے مسلمان ہو گئے ورنہ مارے جاتے شرمندہ ہوتے) انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم قبیلہ ربیع کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں اور چونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر لوگ حائل ہیں، اس لیے ہم آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مہینوں ہی میں حاضر ہو سکتے ہیں (جن میں لوٹ کھسوٹ نہیں ہوتی) آپ کچھ ایسی جچی تلی بات بتلا دیں جس پر عمل کرنے سے ہم جنت میں داخل ہو جائیں اور جو لوگ نہیں آ سکتے ہیں انہیں بھی اس کی دعوت پہنچائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''چار، چار چیزیں ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ اور غنیمت کا پانچواں

حصہ (بیت المال کو) ادا کرو اور دباء، حنتم، نقیر اور مزفت میں نہ پیو۔"

تشریح: ہر دو احادیث میں لفظ ((مرحبا)) بزبان رسالت مآب ﷺ مذکور ہے، دباء کدو کی تونبی، حنتم سبز لاکھی مرتبان، نقیر لکڑی کے کریدے ہوئے برتن، مزفت رال لگے ہوئے برتنوں کو کہا گیا ہے۔ یہ برتن عموماً شراب رکھنے کے لئے مستعمل تھے جن میں نشہ اور بڑھ جاتا تھا، اس لئے شراب کی حرمت کے ساتھ ان کو ان برتنوں سے بھی روک دیا گیا۔ ایسے حالات آج بھی ہوں تو یہ برتن کام میں لانا منع ہیں ورنہ نہیں۔

بَابُ مَا يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

باب: لوگوں کو انکے باپ کا نام لے کر قیامت کے دن بلایا جانا

٦١٧٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ)). [راجع: ٣١٨٨] [مسلم: ٤٥٢٩؛ ابوداود: ٢٧٥٦]

(٦١٧٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے عبید اللہ عمری نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "عہد توڑنے والے کے لیے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکار دیا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔"

٦١٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ: هَذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ)). [راجع: ٣١٨٨]

(٦١٧٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبداللہ بن دینار نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "عہد توڑنے والے کے لیے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا اور پکارا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی دغابازی کا نشان ہے۔"

تشریح: یہ بہت ہی ذلت و رسوائی کا موجب ہوگا کہ اس طرح اس کی دغابازی کو میدان محشر میں مشتہر کیا جائے گا اور جملہ نیک لوگ اس پر تھو تھو کریں گے۔

بَابٌ: لَا يَقُلْ خَبُثَتْ نَفْسِي

باب: آدمی کو یہ نہ کہنا چاہیے کہ میرا نفس پلید ہو گیا

تشریح: کیونکہ پلید برا لفظ ہے جو کافروں سے خاص ہے مسلمان پلید نہیں ہو سکتا۔

٦١٧٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِي)). [مسلم: ٥٨٧٨]

(٦١٧٩) ہم سے محمد بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہو گیا ہے بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہو گیا۔"

٦١٨٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ

(٦١٨٠) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، وہ یونس سے روایت کرتے ہیں، وہ زہری سے، وہ ابوامامہ بن سہل

عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِي وَلَكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي)). [مسلم: ٥٨٨٠؛ ابو داود: ٤٩٧٨]

سے، وہ اپنے باپ سے، وہ نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز یوں نہ کہے کہ میرا نفس پلید ہوگیا لیکن یوں کہہ سکتا ہے کہ میرا دل خراب یا پریشان ہوگیا۔''

بَابٌ: لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ

باب: زمانے کو برا کہنا منع ہے

تشریح: کیونکہ زمانہ خود کچھ نہیں کرسکتا۔ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ پاک ہی کرتا ہے تو زمانہ کو برا کہنا گویا اللہ پاک ہی کو برا کہنا ہے۔ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ جھٹ کہہ بیٹھتے ہیں کہ زمانہ برا ہے ایسا کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٦١٨١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((قَالَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ: يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ)). [راجع: ٤٨٢٦] [مسلم: ٥٧٩٢]

(٦١٨١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یونس نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں ابوسلمہ نے خبر دی، انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان زمانے کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں رات اور دن ہیں۔''

تشریح: حدیث میں لفظ ((ید)) وارد ہوا ہے جس کے ظاہری معنی پر ایمان ویقین لانا واجب ہے۔ تفصیل اللہ کے حوالہ ہے۔ تاویل کرنا طریقہ سلف کے خلاف ہے۔ ہوسکتا ہے کہ جو تاویل ہم کریں وہ اللہ کی مراد کے خلاف ہو پس ترجیح نصوص کو ہے نہ تاویل کو۔ (تاریخ اہل حدیث، ص: ۲۸۴)

٦١٨٢ـ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْأَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُولُوا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الدَّهْرُ)). [طرفه في: ٦١٨٣]

(٦١٨٢) ہم سے عیاش بن ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالاعلیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے معمر نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے ابوسلمہ نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انگور عنب کو کرم نہ کہو اور یہ نہ کہو کہ ہائے زمانہ کی نامرادی کیونکہ زمانہ تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

تشریح: عرب لوگ اسے کرم اس لئے کہتے کہ ان کے خیال میں شراب نوشی سے سخاوت اور بزرگی پیدا ہوتی تھی اسی لئے یہ لفظ اس طور پر استعمال کرنا منع قرار پایا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: نبی کریم ﷺ کا یوں فرمانا:

((إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)). وَقَدْ قَالَ: ((إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِي يُفْلِسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) كَقَوْلِهِ: ((إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ)). [راجع: ٦١١٤] كَقَوْلِهِ: ((لَا

''کرم تو مومن کا دل ہے۔'' جیسے دوسری حدیث میں ہے کہ ''مفلس تو وہ ہے جو قیامت کے دن مفلس ہوگا۔'' اور جیسے آپ ﷺ نے فرمایا: ''حقیقی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے۔'' یا اسی طرح فرمایا: ''اللہ کے سوا اور کوئی بادشاہ نہیں ہے۔'' یعنی اور سب کی حکومتیں فنا ہو جانے

مَلِكَ إِلَّا اللَّهُ)) فَوَصَفَهُ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمُلُوْكَ أَيْضًا فَقَالَ: ﴿إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً أَفْسَدُوْهَا﴾. [النمل: ٣٤]

والی ہیں آخر میں اسی کی حکومت باقی رہ جائے گی باوجود اس کے پھر اللہ پاک نے اپنے کلام میں یوں فرمایا: "بادشاہ لوگ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے لوٹ کھسوٹ کر خراب کر دیتے ہیں۔"

٦١٨٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((وَيَقُوْلُوْنَ: الْكَرْمُ إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)). [راجع: ٦١٨٢] [مسلم: ٥٨٦٨]

(٦١٨٣) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ (انگور کو) 'کرم' کہتے ہیں، کرم تو مومن کا دل ہے۔"

تشریح: اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کے دل کے سوا اور کسی چیز مثلاً انگور وغیرہ کو کرم نہ کہنا چاہیے۔ ان حدیثوں کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ انما کا کلمہ عربی میں حصر کے لئے آتا ہے تو جب یہ فرمایا کہ ((اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)) تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ قلب مومن کے سوا اور کسی چیز کو کرم کہنا درست نہیں ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ

باب: کسی شخص کا کہنا کہ "میرے باپ اور ماں تم پر قربان ہوں"

فِيْهِ الزُّبَيْرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

اس میں زبیر نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے۔

٦١٨٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يُفَدِّيْ أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: ((ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ)). أَظُنُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ٢٩٠٥]

(٦١٨٤) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے عبداللہ بن شداد نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی کے لیے اپنے آپ کو قربان کرنے کا لفظ کہتے نہیں سنا، سوائے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے۔ میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: "تیر مار اے سعد! میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔" میرا خیال ہے کہ یہ غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا۔

تشریح: یہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں جن کے لئے نبی کریم ﷺ نے لفظ ((فداك ابی وامی)) فرمائے، یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی انتہائی خوش قسمتی کی دلیل ہے۔ مدینہ منورہ میں بطور یادگار ایک تیر ایسا ہی ایک گھرانہ میں محفوظ رکھا ہے جسے میں نے خود دیکھا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہی وہ تیر تھا جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا اور جس پر نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ لفظ فرمائے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس تیر کے خول پر یہ حدیث مذکور کندہ ہے۔ (راز)

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: جَعَلَنِيَ اللَّهُ

باب: کسی کا یہ کہنا: اللہ مجھے آپ پر قربان کرے

فِدَاءَ كَ

وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا.

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ہم نے آپ پر اپنے باپوں اور ماؤں کو قربان کیا۔

تشریح: جمع کے صیغہ میں باپ کے باپ یعنی دادا دادی، نانا نانی وغیرہ سب مراد ہیں۔ یہ بھی طرز کلام ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

٦١٨٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ ابْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُو طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَفِيَّةُ مُرْدِفُهَا عَلَى رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَصُرِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْمَرْأَةُ وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ: أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهِ فَأَتَى رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْءٍ؟ قَالَ: ((لَا وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ)) فَأَلْقَى أَبُوْ طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَصَدَ قَصْدَهَا وَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ فَشَدَّ لَهُمَا عَلَى رَاحِلَتِهِمَا فَرَكِبَا فَسَارُوْا حَتَّى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ)) فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتَّى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ. [راجع: ٣٧١]

(٦١٨٥) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی اسحاق نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اور ابوطلحہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ (مدینہ منورہ کے لیے) روانہ ہوئے۔ ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے تھیں، راستہ میں کسی جگہ اونٹنی کا پاؤں پھسل گیا اور نبی ﷺ اور ام المؤمنین گر گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے ابوطلحہ نے اپنی سواری سے فوراً اپنے کو گرا دیا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے اور عرض کیا: یا نبی اللہ! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے کیا آپ کو کوئی چوٹ آئی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، البتہ عورت کو دیکھو۔“ چنانچہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر ام المؤمنین کی طرف بڑھے اور اپنا کپڑا ان کے اوپر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ کھڑی ہو گئیں اور آنحضرت ﷺ اور ام المؤمنین کے لیے ابوطلحہ نے پالان مضبوط باندھا۔ اب آپ ﷺ نے سوار ہو کر، پھر سفر شروع کیا، جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے (یا یوں کہا مدینہ دکھائی دینے لگا) تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرتے ہوئے، اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور اس کی حمد بیان کرتے ہوئے۔“ آپ ﷺ اسے برابر کہتے رہے یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہو گئے۔

تشریح: ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ازراہ تعظیم لفظ جعلنی الله فداك (اللہ مجھ کو آپ پر قربان کرے) بولا۔ جس کو آپ نے ناپسند نہیں فرمایا۔ اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ مدینہ منورہ خیریت سے واپسی پر آپ نے ((آئبون تائبون)) الخ کے الفاظ استعمال فرمائے۔ اب بھی سفر سے وطن بخیریت واپسی پر ان الفاظ کا ورد کرنا مسنون ہے۔ خاص طور پر حاجی لوگ جب وطن پہنچیں تو یہ دعا پڑھتے ہوئے اپنے شہر یا بستی میں داخل ہوں۔

بَابٌ: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ

باب: اللہ عزوجل کو کون سے نام زیادہ پسند ہیں اور

عَزَّوَجَلَّ وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: يَابُنَيَّ!

کسی شخص کا کسی کو یوں کہنا: بیٹا (پیار سے گو وہ اس کا بیٹا نہ ہو)

٦١٨٦ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ أَبَا الْقَاسِمِ وَلَا كَرَامَةَ فَأَخْبَرَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَالرَّحْمَنِ)).
[راجع: ٣١١٤] [مسلم: ٥٥٩٥]

(٦١٨٦) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، ان سے ابن منکدر نے بیان کیا اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک صاحب کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو ابوالقاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابو القاسم آنحضرت ﷺ کی کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لیے ایسا کریں گے۔ ان صاحب نے اس کی خبر نبی اکرم ﷺ کو دی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لے۔''

تشریح: حیات نبوی ﷺ میں کسی کو ابوالقاسم سے پکارنا باعث اشتباہ تھا کیونکہ ابوالقاسم خود نبی کریم ﷺ ہی تھے۔ لہٰذا آپ نے ہر کسی کو کنیت ابو القاسم رکھنے سے منع فرمایا تا کہ اشتباہ نہ ہو۔ آپ کے بعد یہ کنیت رکھنا علما نے جائز رکھا ہے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، اللہ کے نزدیک بڑے پیارے نام ہیں، کیونکہ ان میں اللہ کی طرف نسبت ہے جو بندے کی بندگی کو ظاہر کرتی ہے۔ باب کا مضمون صریحاً ایک حدیث میں آیا ہے کہ "احب الاسماء الی الله عبد الله وعبد الرحمن۔"

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان:

((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)) قَالَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

''میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ رکھو۔'' یہ انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

٦١٨٧ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقَالُوا لَا نَكْنِيهِ حَتَّى نَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ٣١١٤]

(٦١٨٧) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے حصین نے بیان کیا، ان سے سالم نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں سے ایک شخص کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے ان سے کہا کہ جب تک ہم آپ سے نہ پوچھ لیں۔ ہم اس نام پر تمہاری کنیت نہیں ہونے دیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو۔''

٦١٨٨ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا

(٦١٨٨) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے، ان سے محمد بن سیرین نے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا:

بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي)). [راجع: ١١٠]

''میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت نہ رکھو۔''

تشریح: آپ کی حیات طیبہ میں یہ ممانعت تھی تاکہ اشتباہ نہ ہو۔

٦١٨٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ فَقُلْنَا: لَا نَكْنِيكَ بِأَبِي الْقَاسِمِ وَلَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَالرَّحْمَنِ)). [راجع: ٣١١٤]

(٦١٨٩) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا کہ میں نے محمد بن منکدر سے سنا کہ کہا میں نے جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ہم میں سے ایک آدمی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم تمہاری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور نہ تیری آنکھ اس کنیت سے پکار کر ٹھنڈی کریں گے۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے لڑکے کا نام عبدالرحمن رکھ لو۔''

تشریح: اکثر علما نے کہا ہے کہ یہ ممانعت آپ کی حیات تک تھی کیونکہ اس وقت ابوالقاسم کنیت رکھنے سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے پکارا یا ابا القاسم۔ آپ اس پر متوجہ ہو گئے تو اس شخص نے کہا کہ میں نے آپ کو نہیں پکارا تھا اس وقت آپ نے اشتباہ کو روکنے کے لئے یہ حکم صادر فرمایا۔

بَابُ اسْمِ الْحَزْنِ

باب: حزن نام رکھنا

تشریح: جو عربی میں دشوار گزار اور سخت زمین کو کہتے ہیں۔

٦١٩٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ قَالَ: ((أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: لَا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا زَالَتِ الْحُزُونَةُ فِينَا بَعْدُ. حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمَحْمُودٌ .قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ بِهَذَا: [طرفه في: ٦١٩٣] [ابوداود: ٤٩٥٦]

(٦١٩٠) ہم سے اسحاق بن نصر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں سعید بن مسیب نے اور انہیں ان کے والد مسیب رضی اللہ عنہ نے کہ ان کے والد (حزن بن ابی وہب) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' انہوں نے بتایا کہ حزن (بمعنی سختی) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم سہل (بمعنی نرمی) ہو۔'' پھر انہوں نے کہا کہ میرا نام میرے والد رکھ گئے ہیں اسے میں نہیں بدلوں گا۔ حضرت ابن مسیب بیان کرتے تھے کہ چنانچہ ہمارے خاندان میں بعد تک ہمیشہ سختی اور مصیبت کا دور رہا۔ ہم سے علی بن عبداللہ مدینی اور محمود بن غیلان نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، کہا ہمیں معمر نے خبر دی، انہوں نے زہری سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، انہوں نے اپنے والد اور انہوں نے ان کے دادا سے یہی روایت نقل کی ہے۔

تشریح: یہ سزا تھی اس بات کی کہ رسول کریم ﷺ کا مشورہ قبول نہیں کیا اور حزن بمعنی سختی قساوت کی جگہ سہل بمعنی نرمی نام پسند نہیں کیا اور یہ نہ جانا کہ نام کا اثر مسمی میں ضرور ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایسا غلط نام والدین اگر رکھ دیں تو وہ نام بعد میں بدل کر اچھا نام رکھ دینا چاہیے۔ اکثر عوام اپنے بچوں کا نام غلط ملط رکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بہتر نام وہ ہے جس میں اللہ پاک کی طرف عبدیت پائی جائے جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ۔ انبیائے کرام کے نام پر نام رکھ دینا بھی جائز و درست ہے جیسے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، عیسیٰ، موسیٰ علیہم السلام وغیرہ وغیرہ۔ بعض لوگ شرکیہ نام رکھ دیتے ہیں وہ بہت ہی غلط ہوتے ہیں جیسے عبدالنبی، عبدالرسول، غلام جیلانی وغیرہ وغیرہ۔ سہل حزن کی ضد ہے۔ یعنی نرم اور ہموار زمین۔ اس سے یہ بھی نکلا کہ بڑا آدمی اگر کوئی مفید مشورہ دے تو اسے قبول کر لینا بہتر ہے خواہ وہ آباواجداد کی رسموں کے خلاف ہی کیوں نہ پڑتا ہو۔ ماں باپ کے طور طریقے وہیں تک قابل عمل ہوتے ہیں جو شریعت اسلامی کے موافق ہوں ورنہ ماں باپ کی اندھی تقلید کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین میں سے ہیں۔ خلافت فاروقی کے دوسرے سال یہ پیدا ہوئے اور خلافت ولید بن عبدالملک ۹۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے والد حضرت مسیب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی۔ مسیب ہی کے باپ کا نام حزن تھا۔ حزن بن ذہیب بن عمر القریشی المخزومی جو مہاجرین اولین سے تھے اور جاہلیت میں اشراف قریش میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

بَابُ تَحْوِيلِ الْإِسْمِ إِلَى اسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ

باب: کسی برے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا

٦١٩١ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حِينَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ فَلَهِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((أَيْنَ الصَّبِيُّ؟)) فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: أَقْلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ: فُلَانٌ قَالَ: ((وَلَكِنْ أَسْمِهِ الْمُنْذِرَ)) فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ. [مسلم: ٥٦٢١]

(۶۱۹۱) ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوغسان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا اور ان سے سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے بچے کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابواسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کسی چیز میں جو سامنے تھی مصروف ہو گئے (اور بچے کی طرف توجہ ہٹ گئی) ابواسید نے بچے کے متعلق حکم دیا اور آپ ﷺ کی ران سے اسے اٹھا لیا گیا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے تو فرمایا: ''بچہ کہاں ہے؟'' ابواسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''اس کا نام کیا ہے؟'' عرض کیا کہ فلاں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بلکہ اس کا نام منذر ہے۔'' چنانچہ اسی دن سے ان کا نام منذر رکھا گیا۔

تشریح: ((منذر)) گناہگاروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا۔

٦١٩٢ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

(۶۱۹۲) ہم سے صدقہ بن فضل نے بیان کیا، کہا ہم کو محمد بن جعفر نے خبر دی، انہیں شعبہ نے، انہیں عطاء بن ابی میمونہ نے، انہیں ابورافع نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کا نام ''برہ'' تھا، کہ

زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ زَيْنَبَ. [مسلم: ٥٦٠٨؛ ابن ماجه: ٣٧٣٢]

جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔

تشریح: بعض لوگوں نے کہا کہ یہ زینب بنت جحش ام المومنین رضی اللہ عنہا کا نام رکھا گیا تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں نکالا کہ جویریہ کا بھی پہلے نام برہ رکھا گیا تھا تب آپ نے بدل کر جویریہ رکھ دیا۔ لفظ برہ بہت نیکوکار کے معنی میں ہے۔ یہ آپ ﷺ کو پسند نہیں آیا کیونکہ اس میں خود پسندی کی جھلک آتی ہے۔ لفظ زینب کے معنی موٹے جسم والی عورت۔ حضرت زینب اسم بامسمیٰ تھیں۔ (رضی اللہ عنہا)

٦١٩٣۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ: جَلَسْتُ إِلَى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِي أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: اسْمِي حَزْنٌ قَالَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)) قَالَ: مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا زَالَتْ فِينَا الْحُزُونَةُ بَعْدُ. [راجع: ٦١٩٠]

(٦١٩٣) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن یوسف نے خبر دی، انہیں ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ نے خبر دی، کہا کہ میں نے سعید بن مسیب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے دادا ''حزن'' نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' انہوں نے کہا کہ میرا نام حزن ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم تو سہل ہو۔'' انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے باپ کا رکھا ہوا نام نہیں بدلوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا: اس کے بعد سے اب تک ہمارے خاندان میں سختی اور مصیبت ہی رہی۔

تشریح: یہ سزا تھی اس کی جو ان کے دادا نے نبی کریم ﷺ کا رکھا ہوا نام قبول نہیں کیا جس میں سراسر خیر و برکت تھی مگر ان کو اپنے باپ دادا کا رکھا ہوا نام حزن ہی پسند رہا اور اسی وجہ سے بعد کی نسلیں بھی مصیبت ہی میں مبتلا رہیں۔ انسان کی زندگی پر نام کا بڑا اثر پڑتا ہے اس لئے بچے کا نام عمدہ سے عمدہ رکھنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

باب: جس نے انبیا علیہم السلام کے نام پر نام رکھے

وَقَالَ أَنَسٌ: قَبَّلَ النَّبِيُّ ﷺ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي ابْنَهُ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو بوسہ دیا۔

تشریح: تو نبی کریم ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا۔ آپ کا یہ بچہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ماہ ذی الحجہ ۱۰ھ میں ۱۸ ماہ کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو بقیع غرقد میں دفن کیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

٦١٩٤۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ بِشْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قُلْتُ لِابْنِ أَبِي أَوْفَى رَأَيْتَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ

(٦١٩٤) ہم سے محمد بن عبداللہ بن نمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن بشر نے، ان سے اسماعیل بن ابی خالد بجلی نے، کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا: تم نے نبی کریم ﷺ کے صاحبزدے ابراہیم کو دیکھا تھا؟ بیان کیا کہ ان کی وفات بچپن ہی میں ہو گئی تھی اور اگر محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی

مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. [ابن ماجه: ١٥١٠]

آمد ہوتی تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

تشریح: نہ ظلی نہ بروزی جیسا کہ آج کل کے دجاجلہ کہتے ہیں۔ ھداھم اللہ۔ اب قیامت تک صرف آپ ہی کی نبوت رہے گی۔ کوئی اگر نیا مدعی نبوت کھڑا ہوگا تو وہ دجال ہے، جھوٹا ہے، اسلام سے خارج ہے۔ لو قدر الله ان يكون بعده نبي لعاش ولكنه خاتم النبيين۔

٦١٩٥۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ)). [راجع: ١٣٨٢]

(٦١٩٥) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں عدی بن ثابت نے کہا کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ جب آپ کے فرزند ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس کے لیے جنت میں ایک دودھ پلانے والی دایہ مقرر ہوگئی ہے۔''

٦١٩٦۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْنُوْا بِكُنْيَتِي فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ)) وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٣١١٤]

(٦١٩٦) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے حصین بن عبدالرحمٰن نے، ان سے سالم بن ابی الجعد نے اور ان سے جریر بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نام پر نام رکھو، لیکن میری کنیت نہ اختیار کرو کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور تمہارے درمیان (علوم دین کو) تقسیم کرتا ہوں۔'' اور اس روایت کو انس رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے نقل کیا۔

٦١٩٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَمُّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ صُوْرَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ١١٠]

(٦١٩٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوحصین نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میرے نام پر نام رکھو لیکن تم میری کنیت نہ اختیار کرو اور جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور جس نے قصداً میری طرف کوئی جھوٹ بات منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔''

تشریح: یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت میں سے ہے کہ شیطان آپ کی صورت میں نظر نہیں آ سکتا تاکہ وہ آپ کا نام لے کر خواب میں کسی سے کوئی جھوٹ نہ بول سکے۔ نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا یقیناً جان لیتا ہے کہ میں نے خود نبی کریم ﷺ ہی کو دیکھا ہے اور یہ امر دیکھنے والے پر کسی نہ کسی طرح سے ظاہر ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی وعید اس کے لئے ہے جو خواہ مخواہ جھوٹ موٹ کہے۔ میں نے آپ کو خواب میں دیکھا ہے یا کوئی جھوٹی بات گھڑ کر آپ کے ذمہ لگائے۔ پس جھوٹی احادیث گھڑنے والے زندہ دوزخی ہیں۔ اعاذنا الله منهم آمين۔

٦١٩٨۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦١٩٨) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان

أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيمَ فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهُ إِلَيَّ وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِي مُوسَى. [راجع: ٥٤٦٧]

کیا، ان سے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور ایک کھجور اپنے منہ مبارک میں نرم کر کے اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی: پھر اسے مجھے دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بڑی اولاد تھی۔

٦١٩٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُولُ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ. رَوَاهُ أَبُو بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٠٤٣]

(٦١٩٩) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے زائدہ نے، کہا ہم سے زیاد بن علاقہ نے، کہا ہم نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے سنا، بیان کیا کہ جس دن حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس دن سورج گرہن ہوا تھا۔ اس کو ابو بکرہ نے بھی نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: لوگوں نے گمان کیا کہ یہ گہن ابراہیم کی وفات پر ہوا ہے مگر نبی کریم ﷺ نے صاف فرما دیا کہ چاند اور سورج کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گہن نہیں ہوتے بلکہ یہ قدرت الٰہی کے نشانات ہیں وہ جب چاہتا ہے اپنے بندوں کو یہ نشانات دکھلاتا ہے۔ ایسے مواقع پر اللہ کو یاد کرو، نماز پڑھو، صدقہ کرو وغیرہ وغیرہ۔ جدید علمی تحقیقات نے اس سلسلہ میں جو کچھ معلومات کی ہیں وہ بھی سب حدیث کے مطابق قدرت کی نشانیاں ہی ہیں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ پارہ نمبر ۴ میں یہ حدیث مفصل ہے جس میں تفصیلات بالا ساری مذکور ہیں۔

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيدِ — باب: بچے کا نام ولید رکھنا

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض اس باب سے یہ ہے کہ جس حدیث میں ولید نام رکھنے کی نہی آئی ہے وہ حت ضعیف ہے قابل حجت نہیں ہے۔ حدیث ذیل میں ایک مسلمان کا نام ولید مذکور ہے۔ آپ نے خود اسی نام سے اس کا ذکر فرمایا۔ اسی سے جواز ثابت ہوا۔

٦٢٠٠ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ ابْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ بِمَكَّةَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ)). [راجع: ٧٩٧]

(٦٢٠٠) ہم سے ابو نعیم فضل بن دکین نے خبر دی، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے سعید نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو یہ دعا کی: "اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور مکہ میں دیگر موجود کمزور مسلمانوں کو نجات دے دے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے کفاروں کو سخت پکڑ، اے اللہ! ان پر یوسف کے زمانہ جیسا قحط نازل فرما۔"

[مسلم: ١٥٤٠؛ ابن ماجه: ١٢٤٤]

تشریح: یہ تینوں حضرات مذکورین مغیرہ مخزومی کے خاندان سے ہیں جو مسلمان ہو گئے تھے۔ کفار نے ان کو ہجرت سے روک کر مقید کر دیا تھا۔ ولید بن ولید حضرت خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ سلمہ بن ہشام ابوجہل کے بھائی ہیں جو قدیم الاسلام ہیں اور عیاش بن ابی ربیعہ ماں کی طرف سے ابوجہل کے بھائی ہیں۔ مضر قبیلہ قریش سے ایک قبیلہ تھا جس کے لئے نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی تھی۔ اس حدیث سے ولید نام رکھنا جائز ثابت ہوا۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔

بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنَ اسْمِهِ حَرْفًا

باب: جس نے اپنے کسی ساتھی کو اس کے نام میں سے کوئی حرف کم کر کے پکارا

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَبَا هِرٍّ)). [راجع: ٦٢٤٦]

اور ابوحازم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یا اباہر!''

٦٢٠١- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَائِشُ! هَذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ)) قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَتْ: وَهُوَ يَرَى مَا لَا أَرَى. [راجع: ٣٢١٧]

(٦٢٠١) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یا عائش! یہ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور تمہیں سلام کہتے ہیں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور ان پر بھی سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔ بیان کیا کہ آپ ﷺ وہ چیزیں دیکھتے تھے جو ہم نہیں دیکھتے تھے۔

تشریح: روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نام تخفیف کے ساتھ صرف عائش مذکور ہوا ہے۔ یہی باب سے وجہ مطابقت ہے۔

٦٢٠٢- حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ ﷺ يَسُوْقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَا أَنْجَشُ! رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ)). [راجع: ٦١٤٩]

(٦٢٠٢) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مسافروں کے سامان کے ساتھ تھیں اور نبی کریم ﷺ کے غلام انجشہ عورتوں کے اونٹ ہانک رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انجش! ذرا اس طرح آہستگی سے لے چل جیسے شیشوں کو لے کر جاتا ہے۔''

تشریح: انجشہ نبی کریم ﷺ کے غلام کالے رنگ والے تھے۔ گانے میں آواز بہت غضب کی حسین تھی جسے سن کر اونٹ بھی مست ہو جاتے تھے۔ آپ نے مستورات کو شیشے سے تشبیہ دی۔ نزاکت کی بنا پر اور انجشہ کو سواری تیز چلانے سے روکا کہ کہیں تیزی میں کوئی عورت سواری سے گر نہ جائے۔ انجشہ کو صرف انجش سے آپ نے ذکر فرمایا باب سے یہی وجہ مطابقت ہے۔

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ وَقَبْلَ أَنْ يُولَدَ لِلرَّجُلِ

باب: بچے کی کنیت رکھنا اس سے پہلے کہ وہ صاحب اولاد ہو

٦٢٠٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا وَكَانَ لِي أَخٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُو عُمَيْرٍ قَالَ: أَحْسِبُهُ فَطِيْمٌ وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ)) نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلَاةَ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ ثُمَّ يَقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا. [راجع: ٦١٢٩]

(۶۲۰۳) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے ابوالتیاح نے اور ان سے انس نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حسن اخلاق میں سب لوگوں سے بڑھ کر تھے۔ میرا ایک بھائی ابوعمیر نامی تھا۔ بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ بچے کا دودھ چھوٹ چکا تھا۔ آپ ﷺ جب تشریف لاتے تو اس سے مزاحاً فرماتے: "یَا اَبَا عُمَیْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ"۔ اکثر ایسا ہوتا کہ نماز کا وقت ہو جاتا اور آپ ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے۔ آپ ﷺ اس بستر کو بچھانے کا حکم دیتے جس پر آپ بیٹھے ہوئے ہوتے، چنانچہ اسے جھاڑ کر اس پر پانی چھڑک دیا جاتا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوتے اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے اور آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے۔

تشریح: آپ نے اس بچے کی کنیت ابوعمیر، عمیر کا باپ رکھ دی حالانکہ وہ خود بچہ تھا اور عمیر اس کا کوئی بچہ نہ تھا اس طرح پہلے ہی سے بچے کی کنیت رکھ دینا عربوں کا عام دستور تھا۔ نغیر نامی چڑیا سے یہ بچہ کھیلا کرتا تھا اسی لئے آپ نے مزاحاً یہ فرمایا۔ صلی الله علیه الف الف مرة بعدد کل ذرة آمین یا رب العالمین۔ (راز)

بَابُ التَّكَنِّي بِأَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

باب: ایک کنیت ہوتے ہوئے دوسری ابوتراب کنیت رکھنا جائز ہے

٦٢٠٤ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ إِلَيْهِ لَأَبُو تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا وَمَا سَمَّاهُ أَبَا تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ يَتْبَعُهُ فَقَالَ: هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِي الْجِدَارِ فَجَاءَهُ النَّبِيُّ ﷺ وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا

(۶۲۰۴) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابوحازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد نے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی کنیت "ابوتراب" سب سے زیادہ پیاری تھی اور اس کنیت سے انہیں پکارا جاتا تو بہت خوش ہوتے تھے کیونکہ یہ کنیت ابو تراب خود رسول کریم ﷺ نے رکھی تھی۔ ایک دن حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے خفا ہو کر وہ باہر چلے آئے اور مسجد کی دیوار کے پاس لیٹ گئے۔ نبی اکرم ﷺ ان کے پیچھے آئے (کسی نے) کہا: وہ تو دیوار کے پاس لیٹے ہوئے ہیں۔ جب آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیٹھ مٹی سے بھر چکی تھی۔ آنحضرت ﷺ ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑتے

فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ وَيَقُوْلُ: ((اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ)). [راجع: ٤٤١]

ہوئے (پیار سے) فرمانے لگے: ''ابوتراب! اٹھ جاؤ۔''

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی کنیت ابوالحسن مشہور تھی مگر بعد میں جب خود نبی کریم ﷺ نے از راہ محبت آپ کو ابوتراب کنیت سے پکارا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی سے زیادہ خوش ہونے لگے۔ اس طرح دو دو کنیت رکھنا بھی جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جو محبت تھی اسی کا نتیجہ تھا کہ آپ خود بنفسہ ان کو راضی کر کے گھر لانے کے لئے تشریف لے گئے جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ناراض ہو کر وہ باہر چلے گئے تھے۔ ایسی باہمی خفگی میاں بیوی میں بسا اوقات ہو جاتی ہے جو معیوب نہیں ہے۔ چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمر میں کافی مٹی لگ گئی تھی۔ اس لئے آپ نے پیار سے ان کو ابو تراب (مٹی کا باوا) کنیت سے یاد فرمایا (ﷺ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت چار سال اور نو ماہ ہے۔ ۱۷ رمضان ۴۰ھ بروز ہفتہ ایک خارجی ابن ملجم نامی کے حملہ سے آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ انا لله وانا اليه راجعون رضي الله عنه وارضاه۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان ۱۱ھ میں نبی کریم ﷺ سے چھ ماہ بعد انتقال فرمایا۔ انا لله الخ غفر الله لها۔ آمین

بَابٌ: أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى

باب: اللہ کو جو نام بہت ہی زیادہ ناپسند ہیں ان کا بیان

٦٢٠٥ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ)). [طرفه في: ٦٢٠٦] [مسلم: ٥٦١٠؛ ابوداود: ٤٩٦١؛ ترمذي: ٢٨٣٧]

(۶۲۰۵) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام اس کا ہوگا جو اپنا نام ملك الاملاك (شہنشاہ) رکھے۔''

تشریح: لفظ ((اخنى)) کے معنی بہت ہی بدترین، بہت ہی گندہ نام یہ ہے کہ لوگ کسی کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھیں۔ ایسے نام والے قیامت کے دن بدترین لوگ ہوں گے۔

٦٢٠٦ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً قَالَ: ((أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَاللَّهِ)) وَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ: ((أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ الْأَمْلَاكِ)) قَالَ سُفْيَانُ: يَقُوْلُ غَيْرُهُ: تَفْسِيْرُهُ: شَاهَانْ شَاهْ. [راجع: ٦٢٠٥]

(۶۲۰۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ''اللہ کے نزدیک سب سے بدترین نام'' اور کبھی سفیان نے ایک سے زیادہ مرتبہ یہ روایت اس طرح بیان کی کہ ''اللہ کے نزدیک سب سے بدترین ناموں (جمع کے صیغے کے ساتھ) میں اس کا نام ہوگا جو ملك الاملاك اپنا نام رکھے گا۔'' سفیان نے بیان کیا کہ ابوزناد کے علاوہ کسی نے کہا کہ اس کا

مفہوم ہے: شاہان شاہ۔

تشریح: فی الحقیقت شہنشاہ پروردگار ہے۔ بندے شہنشاہ نہیں ہو سکتے جو لوگ اپنے کو شہنشاہ کہلاتے ہیں اللہ کے نزدیک وہ نہایت ہی حقیر اور گندے بندے ہیں، اسی لئے آج کے جمہوری دور میں اب کوئی شہنشاہ نہیں رہا۔ اللہ نے سب کو نابود کر دیا۔ آج کل ان کی جگہ ممبران پارلیمنٹ واسمبلی نے لے رکھی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔

بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

باب: مشرک کی کنیت کا بیان

وَقَالَ الْمِسْوَرُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ)). [راجع: ٥٢٣٠]

اور مسور بن مخرمہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ابوطالب کا بیٹا میری بیٹی کو طلاق دے دے۔''

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا کہ مشرک شخص کو اس کی کنیت سے یاد کر سکتے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ابوطالب کا بیٹا کہا۔ ابوطالب کنیت تھی اور وہ مشرک رہ کر مرے تھے۔ روایت ذیل میں ترجمہ باب اس سے نکلتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے عبداللہ بن ابی منافق کو اس کی کنیت ابوحباب سے ذکر فرمایا۔

٦٢٠٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ رَكِبَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأُسَامَةُ وَرَاءَهُ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ ابْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَسَارَا حَتَّى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ وَقَالَ: لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ

(٦٢٠٧) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن ابی شہاب نے بیان کیا، ان سے عروہ بن زبیر نے اور انہیں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کا بنا ہوا ایک کپڑا بچھا ہوا تھا۔ اسامہ آپ کے پیچھے سوار تھے۔ آپ ﷺ بنی حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے، یہ واقعہ غزوۂ بدر سے پہلے کا ہے یہ دونوں روانہ ہوئے اور راستے میں ایک مجلس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی تھا۔ عبداللہ نے ابھی تک اپنے اسلام کا اعلان نہیں کیا تھا۔ اس مجلس میں کچھ مسلمان بھی تھے۔ بتوں کی پرستش کرنے والے کچھ مشرکین بھی تھے اور کچھ یہودی بھی تھے۔ مسلمان شرکاء میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ جب مجلس پر (آپ ﷺ کی) سواری کا غبار اڑ کر پڑا تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر ناک پر رکھ لی اور کہنے لگا کہ ہم پر غبار نہ اڑاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے (قریب پہنچنے کے بعد) انہیں سلام کیا اور کھڑے ہو گئے۔ پھر سواری سے اتر کر انہیں اللہ کی طرف بلایا اور قرآن مجید کی آیتیں انہیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبداللہ

اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَاغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا ثُمَّ رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟)) يُرِيدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ فَوَالَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبَحْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ وَيُعَصِّبُوهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذَلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِي أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذَلِكَ فَذَلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ يَعْفُونَ عَنِ الْمُشْرِكِينَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُونَ عَلَى الْأَذَى قَالَ اللّٰهُ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ﴾ الْآيَةَ وَقَالَ: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ حَتَّى أُذِنَ لَهُ فِيهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قُتِلَ مِنْ صَنَادِيدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ

بن ابی ابن سلول نے کہا کہ بھلے آدمی جو کلام تم نے پڑھا اس سے بہتر کلام نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ واقعی یہ حق ہے مگر ہماری مجلسوں میں آ کر اس کی وجہ سے ہمیں تکلیف نہ دیا کرو۔ جو تمہارے پاس جائے بس اسے یہ قصے سنا دیا کرو۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ضرور یا رسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں بھی تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ اس معاملہ پر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں کا جھگڑا ہو گیا اور قریب تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف ہاتھ اٹھا دیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ انہیں خاموش کرتے رہے آخر جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو آپ ﷺ اپنی سواری پر بیٹھے اور روانہ ہوئے۔ جب سعد بن عبادہ کے یہاں پہنچے تو ان سے فرمایا: ''اے سعد! تم نے نہیں سنا آج ابو حباب نے کس طرح باتیں کی ہیں؟'' آپ کا اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ باتیں کہی ہیں۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بولے: میرا باپ آپ پر صدقے ہو یا رسول اللہ! آپ اسے معاف فرما دیں اور اس سے درگزر فرمائیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے! اللہ نے آپ کو سچا کلام دے کر یہاں بھیجا جو آپ پر اتارا۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے اس شہر (مدینہ منورہ) کے باشندے اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے (عبداللہ بن ابی) کو شاہی تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ باندھ دیں لیکن اللہ نے سچا کلام دے کر آپ کو یہاں بھیج دیا اور یہ تجویز موقوف رہی تو وہ اس کی وجہ سے چڑ گیا اور جو کچھ آپ نے آج ملاحظہ کیا، وہ اسی جلن کی وجہ سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم مشرکین اور اہل کتاب سے جیسا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا، درگزر کیا کرتے تھے اور ان کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ''تم ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے (اذیت دہ باتیں) سنو گے۔'' دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: ''بہت سے اہل کتاب خواہش کرتے ہیں۔'' الخ۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ انہیں معاف کرنے کے لیے اللہ کے حکم کے مطابق توجیہ کیا کرتے تھے۔ بالآخر آپ کو (جنگ کی) اجازت دی گئی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کیا اور اللہ کے حکم سے اس میں کفار کے بڑے

قُرَيْشٍ فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ مَعَهُمْ أُسَارَى مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ: هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا. [راجع: ٢٩٨٧]

بڑے بہادر اور قریش کے سردار قتل کیے گئے تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ فتح مند اور غنیمت کا مال لیے ہوئے واپس ہوئے، ان کے ساتھ کفار قریش کے کتنے ہی بہادر سردار قید بھی کر کے لائے تو اس وقت عبداللہ بن ابی ابن سلول اور اس کے بت پرست مشرک ساتھی کہنے لگے کہ اب ان کا کام جم گیا تو رسول اللہ ﷺ سے بیعت کر لو، اس وقت انہوں نے اسلام پر بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے (مگر دل میں نفاق رہا)۔

تشریح: سند میں عروہ بن زبیر فقہائے سبعہ مدینہ سے ہیں جن کے اسمائے گرامی اس نظم میں ہیں:

اذا قيل من فى العلم سبعة ابحر روايتهم ليست عن العلم خارجة
فقل هم عبيد الله عروة قاسم سعيد ابوبكر سليمان خارجة

یہ ساتوں بزرگ مدینہ طیبہ میں ایک ہی زمانہ میں تھے۔ اکثر ان میں سے ۹۴ھ میں فوت ہوئے تو اس سال کا نام ہی عام الفقہاء پڑ گیا آخر باری باری ۱۰۶ھ یا ۱۰۷ھ تک سب رخصت ہو گئے۔ (رحمہم اللہ)

٦٢٠٨ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ كَانَ يَحْفَظُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ هُوَ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)). [راجع: ٣٨٨٣]

(۶۲۰۸) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن حارث بن نوفل نے اور ان سے حضرت عباس بن عبدالمطلب نے کہ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے جناب ابوطالب کو ان کی وفات کے بعد کوئی فائدہ پہنچایا، وہ آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے اور آپ کے لیے لوگوں پر غصہ ہوا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، وہ دوزخ میں اس جگہ پر ہیں جہاں ٹخنوں تک آگ ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ دوزخ کے نچلے طبقے میں رہتے۔''

تشریح: جہاں اور مشرک رہیں گے۔

بَابٌ: اَلْمَعَارِيْضُ مَنْدُوْحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

باب: تعریض کے طور پر بات کہنے میں جھوٹ سے بچاؤ ہے

وَقَالَ إِسْحَاقُ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ: كَيْفَ الْغُلَامُ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَدَأَ نَفَسُهُ وَأَرْجُوْ أَنْ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

اور اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ابوطلحہ کے ایک بچے ابوعمیر نامی کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے (اپنی بیوی سے) پوچھا: بچہ کیسا ہے؟ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کی جان کو سکون ہے اور مجھے امید ہے کہ اب وہ چین سے ہو گا۔ ابوطلحہ اس کلام کا مطلب یہ سمجھے کہ ام سلیم سچی ہے۔

٦٢٠٩ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَحَدَا الْحَادِي فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ! وَيْحَكَ بِالْقَوَارِيرِ)).

[راجع: ٦١٤٩]

(۶۲۰۹) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے، ان سے ثابت بنانی نے، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے۔ راستہ میں حدی خواں نے حدی پڑھی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے انجشہ! شیشوں کو آہستہ لے چل، تجھ پر افسوس۔''

٦٢١٠ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ فِي سَفَرٍ وَكَانَ لَهُ غُلَامٌ يَحْدُو بِهِنَّ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ! سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) قَالَ أَبُو قِلَابَةَ يَعْنِي النِّسَاءَ.

[راجع: ٦١٤٩] [مسلم: ٦٠٣٦، ٦٠٣٧]

(۶۲۱۰) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد نے بیان کیا، ان سے ثابت بنانی نے بیان کیا، ان سے انس وایوب نے، ان سے ابوقلابہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے۔ انجشہ نامی غلام عورتوں کی سواریوں کو حدی پڑھتا لیے چل رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: ''انجشہ! ان شیشوں کو آہستہ لے چل۔'' ابوقلابہ نے بیان کیا کہ مراد عورتیں تھیں۔

٦٢١١ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ حَادٍ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ! لَا تَكْسِرُ الْقَوَارِيرَ)) قَالَ قَتَادَةُ يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ.

[راجع: ٦١٤٩] [مسلم: ٦٠٤٠]

(۶۲۱۱) ہم سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ایک حدی خواں تھے انجشہ نامی ان کی آواز بڑی اچھی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ''انجشہ! آہستہ چال اختیار کر، ان شیشوں کو مت توڑ۔'' قتادہ نے بیان کیا کہ مراد عورتیں تھیں (کہ سواری سے گر نہ جائیں)۔

٦٢١٢ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ بِالْمَدِينَةِ فَزَعٌ فَرَكِبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ فَقَالَ: ((مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا)).

[راجع: ٢٦٢٧]

(۶۲۱۲) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ مدینہ منورہ پر (ایک رات نامعلوم آواز کی وجہ سے) ڈر طاری ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ابوطلحہ کے ایک گھوڑے پر سوار ہوئے۔ پھر (واپس آ کر) فرمایا: ''ہمیں تو کوئی (خوف کی) چیز نظر نہ آئی، البتہ یہ گھوڑا تو گویا سمندر تھا۔''

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْءِ:

باب: کسی شخص کا کسی چیز کے بارے میں یہ کہنا:

لَيْسَ بِشَيْءٍ وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْقَبْرَيْنِ: ((يُعَذَّبَانِ بِلَا كَبِيرٍ وَإِنَّهُ لَكَبِيرٌ)). [راجع: ٢١٦]

یہ کچھ نہیں اور مقصد یہ ہو کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت ﷺ نے دو قبر والوں کے بارے میں فرمایا: ''کسی بڑے گناہ میں عذاب نہیں دیے جاتے اور حالانکہ وہ بڑا گناہ ہے۔''

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب نبی کریم ﷺ نے بڑے کو فرمایا کہ بڑا نہیں تو سلب شيء عن نفسه کیا اور یہی مقصود باب ہے کہ شے کو لیس بشيء کہنا۔ اظہار تعجب کے لئے اردو میں بھی یہ محاورہ مستعمل ہے۔

٦٢١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عُرْوَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُولُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَيْسُوا بِشَيْءٍ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُونَ أَحْيَانًا بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْجِنِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيَقُرُّهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ)). [راجع: ٣٢١٠]

(۶۲۱۳) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد بن یزید نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی کہ ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے یحییٰ بن عروہ نے خبر دی، انہوں نے عروہ سے سنا، کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا: آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''ان کی (پیشین گوئیوں کی) کوئی حیثیت نہیں۔'' صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لیکن وہ بعض اوقات ایسی باتیں کرتے ہیں جو صحیح ثابت ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ بات سچی بات ہی ہے جسے جن فرشتوں سے سن کر اڑا لیتا ہے اور پھر اسے اپنے ولی (کاہن) کے کان میں مرغ کی آواز کی طرح ڈالتا ہے۔ اس کے بعد کاہن اس (ایک سچی بات میں) سو سے زیادہ جھوٹ ملا دیتے ہیں۔''

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ

باب: آسمان کی طرف نظر اٹھانا

وَقَوْلِهِ: ﴿أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾ [الغاشية: ١٧، ١٨] وَقَالَ أَيُّوبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ: رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ غاشیہ میں فرمایا: ''کیا وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اس کی پیدائش کی گئی اور آسمان کی طرف کہ کیسے وہ بلند کیا گیا ہے۔'' اور ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ نے سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

٦٢١٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي جَابِرُ ابْنُ عَبْدِاللَّهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((ثُمَّ فَتَرَ عَنِّي الْوَحْيُ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي

(۶۲۱۴) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے فرمایا: ''پھر میرے پاس وحی آنے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ ایک دن چل رہا تھا کہ میں نے آسمان کی

سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِي إِلَى السَّمَاءِ فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِي جَاءَنِي بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ)). [راجع: ٤]

طرف سے ایک آواز سنی، میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی تو میں نے پھر اس فرشتے کو دیکھا جو میرے پاس غار حرا میں آیا تھا۔ وہ آسمان و زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔"

تشریح: یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے جو آج آپ کو بایں شکل نظر آئے۔

٦٢١٥ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي شَرِيكٌ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ فَقَرَأَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾. [آل عمران: ١٩٠] [راجع: ١١٧]

(۶۲۱۵) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، کہا کہ مجھے شریک نے خبر دی، انہیں کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات میمونہ (خالہ) کے گھر گزاری، نبی کریم ﷺ بھی اس رات وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ ہوا یا اس کا بعض حصہ رہ گیا تو آنحضرت ﷺ اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا، پھر اس آیت کی تلاوت کی: "بلاشبہ آسمان کی اور زمین کی پیدائش میں اور دن رات کے بدلتے رہنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

تشریح: رات کو اٹھنے والے خوش نصیبوں کے لئے نظارہ آسمانی کو دیکھنا اور ان آیات کو بغور پڑھنا بہت بڑی نعمت ہے۔

بَابُ مَنْ نَكَتَ الْعُودَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ

باب: کیچڑ پانی میں لکڑی مارنا

٦٢١٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَائِطٍ مِنْ حِيطَانِ الْمَدِينَةِ وَفِي يَدِ النَّبِيِّ ﷺ عُودٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ فَقَالَ: ((افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَإِذَا عُمَرُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ

(۶۲۱۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ قطان نے بیان کیا، ان سے عثمان بن غیاث نے، کہا ہم سے ابوعثمان نہدی نے بیان کیا اور ان سے ابوموسیٰ اشعری نے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ کے باغوں میں سے ایک باغ میں تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ اسے پانی اور کیچڑ میں مار رہے تھے۔ اس دوران میں ایک صاحب نے باغ کا دروازہ کھلوانا چاہا۔ نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: "اس کے لیے دروازہ کھول دے اور انہیں جنت کی خوشخبری سنا دے۔" میں گیا تو وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے میں نے ان کے لیے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی خوشخبری سنائی، پھر ایک اور صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "دروازہ کھول دے اور انہیں جنت کی خوشخبری

رَجُلٌ آخَرُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى تُصِيبُهُ أَوْ تَكُونُ)) فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي قَالَ. قَالَ: اللَّهُ الْمُسْتَعَانُ. [راجع: ٣٦٧٤]

سنا دے۔'' اس مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے ان کے لئے دروازہ کھولا اور انہیں بھی جنت کی خوشخبری سنا دی۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے دروازہ کھلوایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے اب سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا: ''دروازہ کھول دے اور جنت کی خوشخبری سنا دے، ان آزمائشوں کے ساتھ جس سے (دنیا میں) انہیں دوچار ہونا پڑے گا۔'' میں گیا تو وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے لیے بھی میں نے دروازہ کھولا اور انہیں جنت کی خوش خبری سنائی اور وہ بات بھی بتادی جو آنحضرت نے فرمادی تھی۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: خیر اللہ مددگار ہے۔

تشریح: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بڑا معجزہ ہے۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو آخر خلافت میں بڑی مصیبت پیش آئی لیکن انہوں نے صبر کیا اور شہید ہوئے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے دروازہ سب سے پہلے کھولا گیا۔ پہلے آپ کا نام عبدالکعبہ تھا۔ اسلام لانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا لقب صدیق اور کنیت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آپ کی خلافت دو سال تین ماہ دس دن رہی۔ وفات ٦٣ سال کی عمر میں ٢١ جمادی الثانیہ ١٣ھ میں بخار سے واقع ہوئی۔ ٧ تاریخ جمادی الثانیہ سے آپ کو بخار آنا شروع ہوا تھا۔ (رضی الله عنه وارضاه)

عمر رضی اللہ عنہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ فیروز ایرانی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ٦٣ سال کی تھی ٢٧ ذوالحجہ ٢٣ھ میں بدھ کے دن انتقال فرمایا۔ (رضی الله عنه وارضاه) آپ کی مدت خلافت ساڑھے دس سال سے کچھ زیادہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کچھ منافقوں نے بغاوت کی۔ آخر آپ کو ١٨ ذی الحجہ ٣٥ھ میں ان ظالموں نے بڑی بے دردی سے شہید کر دیا۔ انا لله وانا اليه راجعون۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيْءَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

باب: کسی شخص کا زمین پر کسی چیز کو مارنا

٦٢١٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ وَمَنْصُورٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي جَنَازَةٍ فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ بِعُودٍ وَقَالَ: ((لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ)) قَالُوْا: أَفَلَا نَتَّكِلُ قَالَ: ((اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾)) الْآيَةَ. [الليل: ٥] [راجع: ١٣٦٢]

(٦٢١٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی عدی نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے سلیمان و منصور نے، ان سے سعد بن عبیدہ نے ان سے ابوعبدالرحمن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اسے آپ زمین پر مار رہے تھے، پھر آپ نے فرمایا: ''تم میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کا جنت یا دوزخ کا ٹھکانا طے نہ ہو چکا ہو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: پھر کیوں نہ ہم اس پر بھروسہ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص جس ٹھکانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسے ویسی ہی توفیق دی جائے گی۔

(جیسا کہ قرآن شریف کی سورۂ واللیل میں ہے کہ) ''جس نے اللہ کی راہ میں خیرات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔'' آخر تک۔

بَابُ التَّكْبِيرِ وَالتَّسْبِيحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

باب: تعجب کے وقت اللہ اکبر اور سبحان اللہ کہنا

وَقَالَ ابْنُ أَبِي ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ: طَلَّقْتَ نِسَائَكَ؟ قَالَ: ((لَا)) قُلْتُ: اللَّهُ أَكْبَرُ. [راجع:٨٩]

اور ابن ابی ثور نے بیان کیا، ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا آپ نے ازواج مطہرات کو طلاق دے دی ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' میں نے کہا: اللہ اکبر۔

٦٢١٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَتْنِي هِنْدٌ بِنْتُ الْحَارِثِ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتِ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ اللَّهِ! مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَا ذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَنْ يُوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ؟ يُرِيدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ۔ حَتَّى يُصَلِّينَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْآخِرَةِ)). [راجع: ١١٥]

(٦٢١٨) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، ان سے ہند بنت حارث نے بیان کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ (رات میں) بیدار ہوئے اور فرمایا: ''سبحان اللہ! اللہ کی رحمت کے کتنے خزانے آج نازل کئے گئے ہیں اور کس طرح کے فتنے بھی اتارے گئے ہیں۔ کون ہے؟ جو ان حجرہ والیوں کو جگائے۔ آپ ﷺ کی مراد ازواج مطہرات سے تھی تا کہ وہ نماز پڑھ لیں کیونکہ بہت سی دنیا میں کپڑے پہننے والیاں آخرت میں ننگی ہوں گی۔''

تشریح: عمر رضی اللہ عنہ نے اس انصاری کی خبر پر تعجب کیا جس نے کہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ غفر اللہ له۔ آمین

٦٢١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا جَاءَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَزُورُهُ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْلِبُهَا حَتَّى إِذَا

(٦٢١٩) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے (دوسری سند) اور ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ مجھ سے میرے بھائی عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے سلیمان نے بیان کیا، ان سے محمد بن ابی عتیق نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے زین العابدین علی بن حسین نے کہ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا نے انہیں خبر دی کہ وہ آپ ﷺ کے پاس ملنے آئیں۔ آپ اس وقت مسجد میں رمضان کے آخر عشرہ میں اعتکاف کئے ہوئے تھے۔ عشاء کے وقت تھوڑی دیر انہوں نے آپ ﷺ سے باتیں کیں اور واپس لوٹنے کے لیے اٹھیں تو آپ ﷺ بھی انہیں

بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الأَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَفَذَا فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَى رِسْلِكُمَا إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ)) قَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا قَالَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا)).

[راجع: ٢٠٣٥]

چھوڑنے آنے کے لیے کھڑے ہوگئے۔ جب وہ مسجد کے اس دروازہ کے پاس پہنچیں جہاں آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ تھا، تو ادھر سے دو انصاری صحابی گزرے اور رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور آگے بڑھ گئے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر جاؤ۔ یہ صفیہ بنت حیی میری بیوی ہیں۔'' ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: سبحان اللہ، یارسول اللہ! ان پر بڑا شاق گزرا۔ لیکن آپ نے فرمایا: ''شیطان انسان کے اندر خون کی طرح دوڑتا رہتا ہے، اس لیے مجھے خوف ہوا کہ کہیں وہ تمہارے دل میں کوئی شبہ نہ ڈال دے۔''

تشریح: ایسے مواقع پر کسی پیدا ہونے والی غلط فہمی کو پہلے ہی دفع کر دینا بھی سنت نبوی ﷺ ہے جو بہت ہی باعث ثواب ہے۔

بَابُ [النَّهْيِ عَنِ] الْخَذْفِ

باب: انگلیوں سے پتھر یا کنکری پھینکنے کی ممانعت

٦٢٢٠ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ: ((إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ وَلَا يَنْكَأُ الْعَدُوَّ وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ وَيَكْسِرُ السِّنَّ)). [راجع: ٤٨٤١]

(٦٢٢٠) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، انہوں نے عقبہ بن صہبان ازدی سے سنا، وہ عبداللہ بن مغفل مزنی سے نقل کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ''وہ نہ شکار مار سکتی ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے، البتہ آنکھ پھوڑ سکتی ہے اور دانت توڑ سکتی ہے۔''

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

باب: چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا

٦٢٢١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ فَقِيْلَ لَهُ فَقَالَ: ((هَذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ)). [طرفه في: ٦٢٢٥] [مسلم: ٧٤٨٦؛ ابوداود: ٥٠٣٩؛ ترمذي: ٢٧٤٢؛ ابن ماجه: ٣٧١٣]

(٦٢٢١) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو اصحاب چھینکے۔ آپ ﷺ نے ایک کا جواب يَرْحَمُكَ الله (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں۔ آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: ''اس نے الحمد للہ کہا تھا (اس لیے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمد للہ نہیں کہا تھا۔'' (چھینکنے والے کو الحمد للہ ضرور کہنا چاہیے اور سننے والوں کو یرحمك الله سے جواب دینا اسلامی تہذیب ہے)۔

بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللَّهَ

٦٢٢٢ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ ﷺ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيضِ، وَاتِّبَاعِ الْجِنَازَةِ، وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِي، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، أَوْ قَالَ: حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيرِ، وَالدِّيبَاجِ، وَالسُّنْدُسِ، وَالْمَيَاثِرِ. [راجع: ١٢٣٩]

باب: چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو اس کا جواب الفاظ يَرْحَمُكَ اللهُ سے دینا چاہیے

(٦٢٢٢) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے اشعث بن سلیم نے کہ میں نے معاویہ بن سوید بن مقرن سے سنا اور ان سے حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے سات باتوں کا حکم دیا تھا اور سات کاموں سے روکا تھا۔ ہمیں آنحضرت ﷺ نے بیمار کی مزاج پرسی کرنے، جنازے کے پیچھے چلنے، چھینکنے والے کا جواب دینے، دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے، سلام کا جواب دینے، مظلوم کی مدد کرنے اور قسم کھا لینے والے کی قسم پوری کرنے کی مدد دینے کا حکم دیا اور آنحضرت ﷺ نے ہمیں سات کاموں سے روکا تھا، سونے کی انگوٹھی سے، یا بیان کیا کہ سونے کے چھلے سے، ریشم اور دیبا اور سندس (دیبا سے باریک ریشمی کپڑا) پہننے سے اور ریشمی زین سے۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

باب: چھینک اچھی ہے اور جمائی میں برائی ہے

تشریح: چھینک چستی اور ہوشیاری اور صفائی دماغ اور صحت کی دلیل ہے۔ برخلاف اس کے جمائی سستی کاہلی اور ثقل اور امتلائے معدہ کی دلیل ہے۔

٦٢٢٣ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِذَا قَالَ: هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)). [راجع: ٣٢٨٩]

(٦٢٢٣) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمد للہ کہے اور ہر مسلمان پر جو اسے سنے، حق ہے اس کا جواب يرحمك الله سے دے۔ لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اس لیے جہاں تک ہو سکے اسے روکے کیونکہ جب وہ منہ کھول کر ہاہا کہتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔''

بَابٌ: إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ

باب: چھینکنے والے کا کس طرح جواب دیا جائے؟

٦٢٢٤ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(٦٢٢٤) ہم سے مالک بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن ابی سلمہ نے بیان کیا، انہیں عبداللہ بن دینار نے خبر دی، وہ ابو صالح سے اور

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ)). بَالَكُمْ: شَأْنَكُمْ. [ابوداود: ٥٠٣٣]

وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی چھینکے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا اس کا ساتھی (راوی کو شبہ تھا) یرحمك الله کہے۔ جب ساتھی یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے تو اس کے جواب میں چھینکنے والا "یَهْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ" کہے۔'' اللہ تمہیں سیدھے راستہ پر رکھے اور تمہارے حالات درست کرے۔

بَابٌ: لَا يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ

باب: جب چھینکنے والا الحمد للہ نہ کہے تو اس کے لیے یرحمك الله بھی نہ کہا جائے

٦٢٢٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! شَمَّتَ هَذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِي؟ قَالَ: ((إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللَّهَ، وَلَمْ تَحْمَدِ اللَّهَ)). [راجع: ٦٢٢١]

(٦٢٢٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان تیمی نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں نے چھینکا۔ لیکن آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کی چھینک پر یرحمك الله کہا اور دوسرے کی چھینک پر نہیں کہا۔ اس پر دوسرا شخص بولا: یارسول اللہ! آپ نے ان کی چھینک پر یرحمك الله فرمایا لیکن میری چھینک پر نہیں فرمایا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے الحمد للہ کہا تھا اور تم نے نہیں کہا تھا۔''

بَابٌ: إِذَا تَثَاوَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ

باب: جب جمائی آئے تو چاہیے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے

٦٢٢٦ـ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللَّهَ كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاءَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ)). [راجع: ٣٢٨٩]

(٦٢٢٦) ہم سے عاصم بن علی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی ذئب نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے بیان کیا، ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے کیونکہ وہ بعض دفعہ صحت کی علامت ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لیے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے تو الحمد للہ کہے لیکن جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس لیے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنی قوت وطاقت کے مطابق اسے روکے، اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔''

تشریح: وہ تو بنی آدم کا دشمن ہے وہ آدمی کی سستی اور کاہلی دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْإِسْتِئْذَانِ

اذن مانگنے، اجازت لینے کا بیان

بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ

باب: سلام کے شروع ہونے کا بیان

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے استیذان کے متصل سلام کا باب باندھا اس میں اشارہ ہے کہ جو سلام نہ کرے اسے اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ (قسطلانی)

٦٢٢٧۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولَئِكَ نَفَرٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٍ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّونَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الْآنَ)). [راجع: ٣٣٢٦]

(٦٢٢٧) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرزاق نے بیان کیا، ان سے معمر نے، ان سے ہمام نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا، ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ جب انہیں پیدا کر چکا تو فرمایا کہ جاؤ اور ان فرشتوں کو جو بیٹھے ہوئے ہیں، سلام کرو اور سنو کہ تمہارے سلام کا کیا جواب دیتے ہیں، کیونکہ یہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا۔ آدم علیہ السلام نے کہا: السلام علیکم! فرشتوں نے جواب دیا۔ السلام علیک ورحمۃ اللہ، انہوں نے آدم کے سلام پر ورحمۃ اللہ بڑھا دیا۔ پس جو شخص بھی جنت میں جائے گا حضرت آدم علیہ السلام کی صورت کے مطابق ہو کر جائے گا اس کے بعد سے پھر خلقت کا قد وقامت کم ہوتا گیا۔ اب تک ایسا ہی ہوتا رہا۔''

تشریح: ممکن ہے کہ آیندہ اور کم ہو جائے یہ زیادتی اور کمی ہزاروں برس میں ہوتی ہے۔ انسان اس کو کیا دیکھ سکتا ہے۔ جو لوگ اس قسم کی احادیث میں شبہ کرتے ہیں ان کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت آدم کی صحیح تاریخ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے تو معلوم نہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو کتنے برس گزر چکے ہیں۔ نہ یہ معلوم ہے کہ آیندہ دنیا کتنے برس اور رہے گی۔ اس لئے قد وقامت کا کم ہو جانا قابل انکار نہیں۔ ((خلق الله ادم على صورته)) کی ضمیر آدم علیہ السلام کی طرف لوٹ سکتی ہے یعنی آدم کی اس صورت پر جو اللہ کے علم میں تھی۔ بعض نے کہا مطلب یہ ہے کہ آدم پیدائش سے اسی صورت پر تھے۔ جس صورت پر ہمیشہ رہے یعنی یہ نہیں ہوا کہ پیدا ہوتے وقت وہ چھوٹے بچے ہوں پھر بڑے ہوئے ہوں جیسا ان کی اولاد میں ہوتا ہے۔ بعض نے ضمیر کو اللہ کی طرف لوٹایا ہے مگر یہ آیت: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ (٤٢/الشوریٰ:١١) کے خلاف ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب وامنا باللہ وبرسولہ ﷺ۔

بَابٌ:

باب: (ارشادِ باری تعالیٰ)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا، ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ○ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكَى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ○ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ○﴾ [النور: ٢٧، ٢٨، ٢٩] وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ: إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُورَهُنَّ وَرُءُوسَهُنَّ قَالَ: اصْرِفْ بَصَرَكَ وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ [النور: ٣٠] قَالَ قَتَادَةُ: عَمَّا لَا تَحِلُّ لَهُمْ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور:٣١] ﴿خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾ النَّظَرَ إِلَى مَا نُهِيَ عَنْهُ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ: فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِي لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ لَا يَصْلُحُ النَّظَرُ إِلَى شَيْءٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهَى النَّظَرُ إِلَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ صَغِيرَةً وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِي يُبَعْنَ بِمَكَّةَ إِلَّا أَنْ يُرِيدَ أَنْ يَشْتَرِيَ.

''اے ایمان والو! تم اپنے (خاص) گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں مت داخل ہو جب تک کہ اجازت نہ حاصل کرلو اور ان کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے تاکہ تم خیال رکھو۔ پھر اگر ان میں تمہیں کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو تو بھی ان میں نہ داخل ہو جب تک کہ تم کو اجازت نہ مل جائے اور اگر تم سے کہہ دیا جائے کہ لوٹ جاؤ تو (بلا خفگی) واپس لوٹ آیا کرو، یہی تمہارے حق میں زیادہ صفائی کی بات ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ تم پر کوئی گناہ اس میں نہیں ہے کہ تم ان مکانات میں داخل ہو جاؤ (جن میں) کوئی رہتا نہ ہو اور ان میں تمہارا کچھ مال ہو اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔'' اور سعید بن ابی الحسین نے (اپنے بھائی) حسن بصری سے کہا: عجمی عورتیں سینہ اور سر کھولے رہتی ہیں۔ تو حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: ان سے اپنی نگاہ پھیر لو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''مومنوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔'' قتادہ نے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ جو ان کے لیے جائز نہیں ہے (اس سے حفاظت کریں) ''اور آپ کہہ دیجیے ایمان والیوں سے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ ہونے دیں۔'' ''خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ'' سے مراد اس چیز کی طرف دیکھنا ہے۔ جس سے منع کیا گیا ہے۔ زہری نے نابالغ لڑکیوں کو دیکھنے کے سلسلہ میں کہا: ان کی بھی کسی ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرنی چاہیے جسے دیکھنے سے شہوت نفسانی پیدا ہو سکتی ہو، خواہ وہ لڑکی چھوٹی ہی کیوں نہ ہو۔ عطاء نے ان لونڈیوں کی طرف نظر کرنے کو مکروہ کہا ہے، جو مکہ میں بیچی جاتی ہیں۔ ہاں، اگر انہیں خریدنے کا ارادہ ہو تو جائز ہے۔

٦٢٢٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَرْدَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ

(٦٢٢٨) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی اور انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو قربانی کے دن اپنی سواری پر اپنے پیچھے

النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلَى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلًا وَضِيئًا فَوَقَفَ النَّبِيُّ ﷺ لِلنَّاسِ يُفْتِيهِمْ فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيئَةٌ تَسْتَفْتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا فَأَخْلَفَ يَدَهُ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ فَرِيضَةَ اللَّهِ فِي الْحَجِّ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)). [راجع: ١٥١٣]

بٹھایا۔ وہ خوبصورت گورے مرد تھے۔ حضور اکرم ﷺ لوگوں کو مسائل بتانے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اسی دوران قبیلہ خثعم کی ایک خوبصورت عورت بھی رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھنے آئی۔ فضل بھی اس عورت کو دیکھنے لگے۔ اس کا حسن و جمال ان کو بھلا معلوم ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے مڑ کر دیکھا تو فضل اسے دیکھ رہے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے لے جا کر فضل کی ٹھوڑی پکڑی اور ان کا چہرہ دوسری طرف کر دیا۔ پھر اس عورت نے کہا: یا رسول اللہ! حج کے بارے میں اللہ کا جو اپنے بندوں پر فریضہ ہے وہ میرے والد پر لاگو ہوتا ہے، جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں اور سواری پر سیدھے نہیں بیٹھ سکتے کیا اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا حج ادا ہو جائے گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، ہو جائے گا۔''

تشریح: حدیث کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ آپ نے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو غیر عورت کی طرف دیکھنے سے منع فرمایا تھا۔

٦٢٢٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ: ((فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ)) [راجع: ٢٤٦٥]

(٦٢٢٩) ہم سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو عامر نے خبر دی، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، ان سے زید بن اسلم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے بچو!'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری یہ مجلسیں تو بہت ضروری ہیں، ہم وہیں روزمرہ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا جب تم ان مجلسوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو، یعنی راستے کو اس کا حق دو۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ یا رسول اللہ! فرمایا: ''(غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے) نظر نیچی رکھنا، راہ گیروں کو نہ ستانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔''

بَابٌ: اَلسَّلَامُ

باب: سلام کے بیان میں

اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ: ﴿وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا﴾ [النساء: ٨٦]

سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ پاک نے سورۂ نساء میں فرمایا: ''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بڑھ کر اچھا جواب دو یا (کم از کم) اتنا ہی جواب دو۔''

تشریح: السلام علیکم کے معنی ہوئے کہ اللہ پاک تم کو محفوظ رکھے ہر بلا سے بچائے۔ یہ بہترین دعا ہے جو ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو ملاقات پر پیش کرتا ہے۔ سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے مصافحہ کے معنی دونوں کا اپنے دائیں ہاتھوں کو ملانا اس میں صرف دایاں ہاتھ استعمال ہونا چاہیے۔

٦٢٣٠ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ عَلَى مِيكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ فَلَمَّا انصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ)). [راجع: ٨٣١]

(٦٢٣٠) ہم سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمارے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (ابتدائے اسلام میں) نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے: سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں سے پہلے، سلام ہو جبرئیل پر، سلام ہو میکائیل پر، سلام ہو فلاں پر، پھر (ایک مرتبہ) جب آنحضرت ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''اللہ ہی سلام ہے۔ اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ الخ پڑھا کرے۔ کیونکہ جب وہ یہ دعا پڑھے گا تو آسمان وزمین کے ہر صالح بندے کو اس کی یہ دعا پہنچے گی۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ اس کے بعد اسے اختیار ہے جو چاہے پڑھے۔''

تشریح: مگر یہ درود شریف پڑھنے کے بعد ہے۔

بَابُ تَسْلِيْمِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْكَثِيْرِ

باب: تھوڑی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے

٦٢٣١ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [اطرافه في: ٦٢٣٢، ٦٢٣٣، ٦٢٣٤] [ترمذي: ٢٧٠٣]

(٦٢٣١) ہم سے محمد بن مقاتل ابو الحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ہمام بن منبہ نے اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو پہلے سلام کرے۔''

بَابٌ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي

باب: سوار پہلے پیدل کو سلام کرے

٦٢٣٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي زِيَادٌ: أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [راجع: ٦٢٣١]

[مسلم: ٥٦٤٦؛ ابوداود: ٥١٩٩]

(٦٢٣٢) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو مخلد نے خبر دی، کہا ہم کو ابن جریج نے خبر دی، کہا مجھے زیاد نے خبر دی، انہوں نے عبدالرحمٰن بن زید کے غلام ثابت سے سنا اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔''

بَابٌ: يُسَلِّمُ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

باب: چلنے والا پہلے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے

٦٢٣٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ: أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [راجع: ٦٢٣١]

(٦٢٣٣) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو روح بن عبادہ نے خبر دی، کہا ہم سے ابن جریج نے بیان کیا، کہا مجھے زیاد نے خبر دی، انہیں ثابت نے خبر دی جو عبدالرحمٰن بن زید کے غلام ہیں۔ اور انہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے شخص کو اور چھوٹی جماعت پہلے بڑی جماعت کو سلام کرے۔''

بَابٌ: يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

باب: کم عمر والا پہلے بڑی عمر والے کو سلام کرے

٦٢٣٤۔ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ)). [راجع: ٦٢٣١]

(٦٢٣٤) ہم سے ابراہیم بن طہمان نے بیان کیا، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، ان سے صفوان بن سلیم نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یسار نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھنے والے کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔''

تشریح: ابراہیم بن طہمان کے اثر کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ادب المفرد میں وصل کیا ہے اور ابونعیم اور بیہقی نے وصل کیا ہے اور کرمانی نے غلطی کی جو یہ کہا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ابراہیم بن طہمان سے بہ طریق مذکورہ سنی ہوگی اس لئے وقال ابراھیم کہا کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم بن طہمان کا زمانہ نہیں پایا تو کرمانی کا یہ کہنا غلط ہے۔

بَابُ إِفْشَاءِ السَّلَامِ

باب: سلام کو زیادہ سے زیادہ رواج دینا

٦٢٣٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ

(٦٢٣٥) ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے

الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ وَإِفْشَاءِ السَّلَامِ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ وَنَهَا عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ وَعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ. [راجع: ١٢٣٩]

شیبانی نے، ان سے اشعث بن ابی الشعثاء نے، ان سے معاویہ بن سوید بن مقرن نے اور ان سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا۔ بیمار کی مزاج پرسی کرنے کا، جنازے کے پیچھے چلنے کا، چھینکنے والے کے جواب دینے کا، کمزور کی مدد کرنے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا، افشاء سلام (سلام کا جواب دینے اور بکثرت سلام کرنے) کا، قسم (حق) کھانے والے کی قسم پوری کرنے کا اور آپ ﷺ نے چاندی کے برتن میں پینے سے منع فرمایا تھا اور سونے کی انگوٹھی پہننے سے ہمیں منع فرمایا تھا۔ میثر (ریشم کی زین) پر سوار ہونے سے، ریشم اور دیبا پہننے، قسی (ریشمی کپڑا) اور استبرق پہننے سے (منع فرمایا تھا)۔

تشریح: یہ سماجی شرعی آداب ہیں جن کا ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

باب: پہچان ہو یا نہ ہو ہر ایک مسلمان کو سلام کرنا

٦٢٣٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيْدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ)). [راجع: ١٢]

(٦٢٣٦) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے یزید نے بیان کیا، ان سے ابو خیر نے، ان سے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: اسلام کی کون سی حالت افضل ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ (مخلوق خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کرو، اسے بھی جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے۔''

تشریح: ان احادیث کو روزانہ معمول بنانا بھی بے حد ضروری ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو یہ توفیق بخشے۔ آمین

٦٢٣٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ يَلْتَقِيَانِ فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ)) وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [راجع: ٦٠٧٧]

(٦٢٣٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق کاٹے کہ جب وہ ملیں تو یہ ایک طرف منہ پھیر لے اور دوسرا دوسری طرف اور دونوں میں اچھا وہ ہے جو سلام پہلے کرے۔'' اور سفیان نے کہا: انہوں نے یہ حدیث زہری سے تین مرتبہ سنی ہے۔

بَابُ آيَةِ الْحِجَابِ

باب: پردہ کی آیت کے بارے میں

٦٢٣٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِينَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الْمَدِينَةَ فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ عَشْرًا حَيَاتَهُ وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِي عَنْهُ وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِي مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَصْبَحَ النَّبِيُّ ﷺ بِهَا عَرُوْسًا فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَأَطَالُوا الْمُكْثَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَخَرَجَ وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوْا فَمَشَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتَّى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَرَجَعْتُ مَعَهُ حَتَّى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا فَأُنْزِلَ الْحِجَابُ فَضَرَبَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ سِتْرًا. [راجع: ٤٧٩١]

(٦٢٣٨) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے کہا مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ (ہجرت کر کے) تشریف لائے تو ان کی عمر دس سال تھی، پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے باقی دس سالوں میں آپ کی خدمت کی اور میں پردہ کے حکم کے متعلق سب سے زیادہ جانتا ہوں کہ کب نازل ہوا تھا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ پردہ کے حکم کا نزول سب سے پہلے اس رات ہوا جس میں رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ان کے ساتھ پہلی خلوت کی تھی۔ آنحضرت ﷺ ان کے دولہا تھے اور آپ نے صحابہ کو دعوت ولیمہ پر بلایا تھا۔ کھانے سے فارغ ہو کر سب لوگ چلے گئے لیکن چند آدمی آپ کے پاس بیٹھے رہ گئے اور بہت دیر تک وہیں ٹھہرے رہے۔ آنحضرت ﷺ اٹھ کر باہر تشریف لے گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلا گیا تا کہ وہ لوگ بھی چلے جائیں۔ آپ چلتے رہے اور میں بھی آپ کے ساتھ چلتا رہا اور عائشہ کے حجرے کی چوکھٹ تک پہنچے۔ آپ ﷺ نے سمجھا کہ وہ لوگ اب چلے گئے ہیں۔ اس لیے واپس تشریف لائے اور میں بھی آنحضرت ﷺ کے ساتھ واپس آیا لیکن آپ جب زینب رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوئے تو وہ لوگ ابھی تک بیٹھے ہوئے تھے واپس نہیں گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ دوبارہ وہاں سے لوٹ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ گیا۔ جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی چوکھٹ تک پہنچے تو آپ نے سمجھا کہ وہ لوگ جا چکے ہوں گے۔ پھر آپ لوٹ کر آئے اور میں بھی آپ کے ساتھ لوٹ آیا تو واقعی وہ لوگ جا چکے تھے۔ پھر پردہ کی آیت نازل ہوئی اور آنحضرت ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ لٹکا لیا۔

تشریح: ایسے موقع پر صاحب خانہ کی ضرورت کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔

٦٢٣٩ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ،

(٦٢٣٩) ہم سے ابو نعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا، کہا

قَالَ أَبِي: حَدَّثَنَا أَبُو مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ ﷺ زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا ثُمَّ جَلَسُوا يَتَحَدَّثُونَ فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُومُوا فَلَمَّا رَأَى قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوا فَانْطَلَقُوا فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ﴾ الْآيَةَ [الاحزاب: ٥٣]

[راجع: ٤٧٩١]

مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ان سے ابومجلز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگ اندر آئے اور کھانا کھایا، پھر بیٹھ کے باتیں کرتے رہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس طرح اظہار کیا گویا آپ کھڑے ہونا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ کھڑے نہیں ہوئے جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ تو کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہونے پر قوم کے جن لوگوں کو کھڑا ہونا تھا وہ بھی کھڑے ہو گئے لیکن بعض لوگ اب بھی بیٹھے رہے اور جب آنحضرت ﷺ اندر داخل ہونے کے لیے تشریف لائے تو کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے (واپس ہو گئے) اور پھر جب وہ لوگ بھی کھڑے ہوئے اور چلے گئے تو میں نے آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ''اے ایمان والو! نبی کے گھر میں داخل نہ ہو۔'' آخر تک۔

تشریح: بعض نسخوں میں یہاں یہ عبارت اور زائد ہے: ''قال ابو عبد الله فيه من الفقه انه لم يستأذنهم حين قام وخرج وفيه انه تهيأ للقيام وهو يريد ان يقوموا۔'' امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے ان سے اجازت نہیں لی اور یہ بھی نکلا کہ آپ نے ان کے سامنے اٹھنے کی تیاری کی۔

آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی اٹھ جائیں تو معلوم ہوا کہ جب لوگ بیکار بیٹھے رہیں اور صاحب خانہ تنگ ہو جائے تو ان کی بغیر اجازت اٹھ کر چلے جانا یا ان کو اٹھانے کے لئے اٹھنے کی تیاری کرنا درست ہے۔

٦٢٤٠۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: احْجُبْ نِسَائَكَ قَالَتْ: فَلَمْ يَفْعَلْ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَخْرُجْنَ لَيْلًا إِلَى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ۔ وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيلَةً۔ فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ

(٦٢٤٠) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو یعقوب نے خبر دی، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی اور ان سے نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ آپ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا پردہ کرائیں۔ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن رفع حاجت کے لیے صرف رات ہی کے وقت نکلتی تھیں (اس وقت گھروں میں بیت الخلاء نہیں تھے) ایک مرتبہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا باہر گئی ہوئی تھیں۔ ان کا قد لمبا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا۔ اس وقت وہ مجلس میں

فَقَالَ: عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ! حِرْصًا عَلَى أَنْ يُنْزَلَ الْحِجَابُ. [راجع: ١٤٦] [مسلم:٥٦٧٢]

بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: سودہ میں نے آپ کو پہچان لیا یہ انہوں نے اس لیے کہا کیونکہ وہ پردہ کے حکم کے نازل ہونے کے بڑے متمنی تھے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل کی۔

تشریح: اس حدیث سے یہ نکلا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے لئے جس پردے کا حکم دیا گیا وہ یہ تھا کہ گھر سے باہر نہ نکلیں یا نکلیں تو محافہ یا محمل وغیرہ میں کہ ان کا جثہ بھی معلوم نہ ہو سکے مگر یہ پردہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے خاص تھا۔ دوسری مسلمان عورتوں کو ایسا حکم نہ تھا وہ پردے کے ساتھ برابر باہر نکلا کرتی تھیں۔

بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

باب: اذن لینے کا اس لیے حکم دیا گیا ہے کہ نظر نہ پڑے

٦٢٤١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَاهُنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِي حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ وَمَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ فَقَالَ: ((لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِسْتِئْذَانُ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ)). [راجع: ٥٩٢٤]

(٦٢٤١) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے، ان سے زہری نے بیان کیا (سفیان نے کہا) میں نے یہ حدیث زہری سے سن کر اس طرح یاد کی ہے کہ جیسے تو اس وقت یہاں موجود ہو اور ان سے سہل بن سعد نے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ میں سوراخ سے دیکھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا جس سے آپ سر مبارک کھجا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا (اندر داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اس لیے کہ (اندر کی کوئی ذاتی چیز) نہ دیکھی جائے۔"

٦٢٤٢۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِمِشْقَصٍ أَوْ بِمَشَاقِصَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعُنَهُ. [طرفاه في: ٦٨٨٩، ٦٩٠٠] [مسلم:٥٦٤١؛ ابوداود: ٥١٧١]

(٦٢٤٢) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن ابی بکر نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ایک صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حجرہ میں جھانک کر دیکھنے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف تیر کا پھل یا بہت سے پھل لے کر بڑھے، گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں ان صاحب کی طرف اس طرح چپکے چپکے تشریف لائے کہ غفلت میں اسے ماریں۔

بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُونَ الْفَرْجِ

باب: شرمگاہ کے علاوہ دوسرے اعضا کے زنا کا بیان

٦٢٤٣۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:

(٦٢٤٣) ہم سے حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ابن طاؤس نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما

لَمْ أَرَ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ؛ح: وَ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا أَدْرَكَ ذَلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ)). [طرفه في: ٦٦١٢] [مسلم: ٦٧٥٣؛ ابوداود: ٢١٥٢]

نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ صغیرہ گناہوں سے مشابہ میں نے اور کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو باتیں بیان کی ہیں وہ مراد ہیں) مجھ سے محمود نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالرزاق نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں ابن طاؤس نے، انہیں ان کے والد نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے کوئی چیز صغیرہ گناہوں سے مشابہ اس حدیث کے مقابلہ میں نہیں دیکھی جسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے نقل کیا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے معاملہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لا محالہ دوچار ہوگا، پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے، پھر شرمگاہ اس خواہش کو سچا کرتی ہے یا جھٹلا دیتی ہے۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ نفس میں زنا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اب اگر شرمگاہ سے زنا کیا تو زنا کا گناہ لکھا گیا اور اگر اللہ کے ڈر سے زنا سے باز رہا تو خواہش غلط اور جھوٹ ہوگئی اس صورت میں معافی ہو جائے گی۔

بَابُ التَّسْلِيمِ وَالْإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا

باب: سلام اور اجازت تین مرتبہ ہونی چاہیے

٦٢٤٤ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلَاثًا وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا. [راجع: ٩٤]

(٦٢٤٤) مجھ سے اسحاق نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالصمد نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن مثنیٰ نے خبر دی، کہا ہم سے ثمامہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو سلام کرتے (اور جواب نہ ملتا) تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے اور جب آپ کوئی بات فرماتے تو (زیادہ سے زیادہ) تین مرتبہ اسے دہراتے۔

٦٢٤٥ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُو مُوسَى كَأَنَّهُ مَذْعُورٌ فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلَى عُمَرَ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ: مَا مَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِي فَرَجَعْتُ وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا

(٦٢٤٥) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن خصیفہ نے بیان کیا، ان سے بسر بن سعید نے اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں انصار کی ایک مجلس میں تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے جیسے گھبرائے ہوئے ہوں۔ انہوں نے کہا میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت چاہی لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا، اس لیے واپس چلا آیا (جب عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا) تو انہوں نے دریافت کیا کہ (اندر آنے میں) کیا بات مانع تھی؟ میں نے کہا: میں نے تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت مانگی اور جب مجھے کوئی جواب نہیں ملا تو

اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ)) فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَتُقِيمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللَّهِ! لَا يَقُومُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ذَلِكَ.

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنِي ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ بِهَذَا. [راجع: ٢٠٦٢] قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: أَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ لَا أَنْ لَا يُجِيزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ.

واپس چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جب تم میں سے کوئی کسی سے تین مرتبہ اجازت چاہے اور اجازت نہ ملے تو واپس چلا جانا چاہیے۔'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! تمہیں اس حدیث کی صحت کے لیے کوئی گواہ لانا ہو گا۔ (ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث سنی ہو؟ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! تمہارے ساتھ (اس کی گواہی دینے کے سوا) جماعت میں سب سے کم عمر شخص کے اور کوئی نہیں کھڑا ہوگا۔ ابوسعید نے کہا اور میں ہی جماعت کا وہ سب سے کم عمر آدمی تھا میں ان کے ساتھ اٹھ کر گیا اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: واقعی نبی کریم ﷺ نے ایسا فرمایا ہے۔ اور ابن مبارک نے بیان کیا کہ مجھے سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا مجھے یزید بن خصیفہ نے بیان کیا، انہوں نے بسر بن سعید سے، کہا میں نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر یہی حدیث نقل کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے جو گواہ لانے کو کہا تو اس سے مقصد فقط اتنا تھا کہ حدیث کی اور زیادہ توثیق ہو جائے۔ یہ بات نہ تھی کہ وہ خبر واحد کو جائز نہ سمجھتے تھے۔

تشریح: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس گواہی کے بعد فوراً حدیث کو تسلیم کر لیا۔ مؤمن کی شان یہی ہونی چاہیے۔ (رضی الله عنه وارضاه) پس بسر کا سماع ابوسعید سے ثابت ہوا اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایک راوی کی روایت بھی جب وہ ثقہ ہو حجت ہے اور قیاس کو اس کے مقابل ترک کر دیں گے۔ اہل حدیث کا یہی قول ہے۔ بعض نسخوں میں یہ عبارت زائد ہے: "قال ابو عبد الله اراد عمر التثبت لا ان لا يجيز خبر الواحد." یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو ابوموسیٰ سے گواہ لانے کو کہا تو ان کا مطلب یہ تھا کہ حدیث کی اور زیادہ مضبوطی ہو جائے یہ سبب نہیں تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک صحابی کی روایت کردہ حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے تھے۔

بَابٌ: إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ؟

باب: اگر کوئی شخص بلانے پر آیا ہو تو کیا اسے بھی اندر داخل ہونے کے لیے اذن لینا چاہیے یا نہیں

وَقَالَ سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((هُوَ إِذْنُهُ)).

سعید نے قتادہ سے بیان کیا، کہا ہم سے ابورافع نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہی (بلانا) اس کے لیے اجازت ہے۔''

تشریح: اب پھر اذن لینے کی ضرورت نہیں۔ باب کی حدیث میں باوجود دعوت کے اذن لینے کا ذکر ہے۔ دونوں میں تطبیق یوں ہے اگر بلاتے ہی کوئی چلا جائے تب نئے اذن کی ضرورت نہیں ورنہ اذن لینا چاہیے۔

٦٢٤٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ

(٦٢٤٦) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے عمر بن ذر نے بیان کیا

ابْنُ ذَرٍّ ؛ ح: وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ: ((أَبَا هِرٍّ! الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ)) فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا فَاسْتَأْذَنُوْا فَأُذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا.

(دوسری سند) اور ہم سے محمد بن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو عمر بن ذر نے خبر دی، کہا ہم کو مجاہد نے خبر دی اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کے گھر میں) داخل ہوا، آپ ﷺ نے ایک بڑے پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا: ''ابو ہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا اور انہیں میرے پاس بلا لا۔'' میں ان کے پاس آیا اور انہیں بلا لایا۔ وہ آئے اور (آندر آنے کی) اجازت چاہی، پھر جب اجازت دی گئی تو داخل ہوئے۔

[راجع: ٥٣٧٥] [ترمذي: ٢٤٧٧]

بَابُ التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

باب: بچوں کو سلام کرنا

٦٢٤٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ. [مسلم: ٥٦٦٣؛ترمذي:٢٦٩٦]

(٦٢٤٧) ہم سے علی بن جعد نے بیان کیا، کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی، انہیں سیار نے، انہوں نے ثابت بنانی سے روایت کی، انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

باب: مردوں کا عورتوں کو سلام کرنا اور عورتوں کا مردوں کو

تشریح: حدیث کی رو سے تو یہ جائز نکلتا ہے مگر فقہا یہ کہتے ہیں کہ جوان عورتوں کو مردوں کا یا جوان مردوں کو جوان عورتوں کا سلام کرنا بہتر نہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ پیدا ہو جائے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ فتنہ کے خیال سے شرعی حکم بدل نہیں سکتا۔ جب کلام جائز ہے تو سلام کا منع ہونا عجیب بات ہے۔ حدیث میں: ''تقرء السلام على من عرفت وعلى من لم تعرف۔'' ہے جو مرد عورت سب کو شامل ہے۔

٦٢٤٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ: كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: كَانَتْ عَجُوْزٌ لَنَا تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ۔ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلٍ بِالْمَدِيْنَةِ۔ فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ

(٦٢٤٨) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم نے، ان سے انکے والد نے اور ان سے سہل نے کہ ہم جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی: کس لیے؟ فرمایا: ہماری ایک بڑھیا تھیں جو مقام بضاعہ جایا کرتی تھیں۔ ابن مسلمہ نے کہا: بضاعہ مدینہ منورہ میں کھجور کا ایک باغ تھا۔ پھر وہ وہاں سے چقندر لاتی تھیں اور اسے ہانڈی میں ڈالتی تھیں اور جو کے کچھ دانے پیس کر (اس میں ملاتی تھیں) جب ہم جمعہ کی نماز

فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انصرَفْنَا نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا فَنفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ وَمَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [راجع: ٩٣٨]

پڑھ کر واپس ہوتے تو انہیں سلام کرنے آتے اور وہ یہ چقندر کی جڑ میں آٹا ملی ہوئی دعوت ہمارے سامنے رکھتی تھیں، ہم اس وجہ سے جمعہ کے دن خوش ہوا کرتے تھے اور قیلولہ یا دوپہر کا کھانا ہم جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

٦٢٤٩۔ حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((يَا عَائِشَةُ! هَذَا جِبْرِيلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ تَرَى مَا لَا نَرَى تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ وَقَالَ يُوْنُسُ وَالنُّعْمَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَبَرَكَاتُهُ. [راجع: ٣٢١٧]

(٦٢٤٩) ہم سے ابن مقاتل نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ جبرئیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں۔'' بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، آپ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ ام المؤمنین کا اشارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تھا۔ معمر کے ساتھ اس حدیث کو شعیب، یونس اور نعمان نے بھی زہری سے روایت کیا ہے۔ یونس اور نعمان کی روایتوں میں وبرکاتہ کا لفظ زیادہ ہے۔

تشریح: اس حدیث کی مطابقت ترجمہ باب سے یوں ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس دحیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے تھے اور دحیہ مرد تھے تو ان کا حکم بھی مرد کا ہوا اور حدیث سے مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو سلام کرنا ثابت ہوا خواہ وہ اجنبی ہی کیوں نہ ہوں مگر پردہ ضروری ہے۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا

باب: اگر گھر والا پوچھے کہ کون ہے اس کے جواب میں کوئی کہے کہ میں ہوں اور نام نہ لے

٦٢٥٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي فَدَفَعْتُ الْبَابَ فَقَالَ: ((مَنْ ذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا)) كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. [راجع: ٢١٢٧] [مسلم: ٥٦٣٥، ٥٦٣٦، ٥٦٣٧؛ ابوداود: ٥١٨٧؛ ترمذي: ٢٧١١؛ ابن ماجه: ٣٧٠٩]

(٦٢٥٠) ہم سے ابوولید ہشام بن عبدالملک نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے کہا: میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کون ہیں؟'' میں نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں، میں۔'' جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

تشریح: کیونکہ بعض وقت صرف آواز سے صاحب خانہ پہچان نہیں سکتا کہ کون ہے اس لئے جواب میں اپنا نام بیان کرنا چاہیے۔

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلَامُ

باب: جواب میں صرف علیک السلام کہنا

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ. وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((رَدَّ الْمَلَائِكَةُ عَلَى آدَمَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ)). [راجع: ٦٢٢٧]

اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا کہ "وعلیه السلام ورحمة الله وبركاته" اور ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو جواب دیا: السلام علیك ورحمة الله (سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت)۔"

تشریح: یہ دونوں حدیثیں اوپر موصولاً گزر چکی ہیں۔ ان کو لانے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی غرض یہ ہے کہ سلام کے جواب میں بڑھا کر کہنا بہتر ہے۔ گو صرف علیك السلام بھی کہنا درست ہے۔

٦٢٥١ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِي بَعْدَهَا: عَلِّمْنِي يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَقَالَ: ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ فِي الْأَخِيرِ: ((حَتَّى تَسْتَوِيَ قَائِمًا)).

(٦٢٥١) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن نمیر نے خبر دی، ان سے عبیداللہ نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، رسول اللہ ﷺ مسجد کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر حاضر ہو کر آنحضرت ﷺ کو سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وعلیك السلام واپس جا اور دوبارہ نماز پڑھ، کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔" وہ واپس گئے اور نماز پڑھی۔ پھر (نبی کریم ﷺ) کے پاس آئے اور سلام کیا۔ آپ نے فرمایا: "وعلیك السلام واپس جاؤ پھر نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔" وہ واپس گیا اور اس نے پھر نماز پڑھی۔ پھر واپس آیا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: "وعلیکم السلام واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو۔ کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔" ان صاحب نے دوسری مرتبہ یا اس کے بعد، عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے نماز پڑھنی سکھا دیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کے لیے کھڑے ہوا کرو تو پہلے پوری طرح وضو کرو، پھر قبلہ رو ہو کر تکبیر (تحریمہ) کہو، اس کے بعد قرآن مجید میں سے جو تمہارے لیے آسان ہو وہ پڑھو، پھر رکوع کرو اور جب رکوع کی حالت میں برابر ہو جاؤ تو سر اٹھاؤ۔ جب سیدھے کھڑے ہو جاؤ تو پھر سجدہ میں جاؤ، جب سجدہ پوری طرح کر لو تو سر اٹھاؤ اور اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ۔ یہی عمل اپنی ہر رکعت میں کرو۔" اور ابو اسامہ راوی نے دوسرے سجدہ کے بعد یوں کہا: "پھر سر اٹھا یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جا۔"

[راجع: ٧٥٧] [مسلم:٨٥٦؛ ابوداود:٣٠٣؛ ترمذي، ٢٦٩٢؛ ابن ماجه: ١٠٦٠، ٣٦٩٥]

تشریح: تو اس میں جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں ہے۔ اس شخص کا نام خلاد بن رافع تھا یہ نماز جلدی جلدی ادا کر رہا تھا۔ آپ نے نماز آہستہ سے پڑھنے کی تعلیم فرمائی۔ حدیث میں لفظ وعلیک السلام مذکور ہے۔ باب سے یہی مطابقت ہے۔ ابو اسامہ راوی کے اثر کو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان والنذور میں وصل کیا ہے۔

٦٢٥٢ـ حَدَّثَنِي ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا)). [راجع: ٧٥٧]

(٦٢٥٢) مجھ سے ابن بشار نے بیان کیا، کہا مجھ سے یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، ان سے سعید نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر سر سجدے سے اٹھا اور اچھی طرح بیٹھ جا۔''

تشریح: یعنی اس میں جلسۂ استراحت کا ذکر ہے جسے کرنا مسنون ہے۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ: فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

باب: اگر کوئی شخص کہے کہ فلاں شخص نے تجھے سلام کیا ہے تو وہ کیا کہے

٦٢٥٣ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((إِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ)) فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ. [راجع: ٣٢١٧] [مسلم:٦٣٠١، ٦٣٠٢؛ ترمذي: ٢٦٩٣، ٢٨٨٠؛ ابن ماجه:٣٦٩٦]

(٦٢٥٣) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے زکریا نے بیان کیا، کہا میں نے عامر سے سنا، انہوں نے بیان کیا مجھ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ''جبرئیل علیہ السلام تمہیں سلام کہتے ہیں۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''وعليه السلام ورحمة الله'' ان پر بھی اللہ کی طرف سے سلامتی اور اس کی رحمت نازل ہو۔

تشریح: باب کی مطابقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب سے ہے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی ثابت ہوئی۔ جس کو خود حضرت جبریل علیہ السلام بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ اللہ پاک ایسی پاک خاتون پر ہماری طرف سے بھی بہت سے سلام پہنچائے اور حشر میں ان کی دعائیں ہم کو نصیب کرے آمین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ٦٣ سال کی عمر طویل پائی اور ١٧ رمضان ٥٧ ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ (رضي الله عنها وارضاها) آمین

بَابُ التَّسْلِيْمِ فِي مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ

باب: ایسی مجلس والوں کو سلام کرنا جس میں مسلمان اور مشرک سب شامل ہوں

تشریح: سلام کرنے والا مسلمانوں کی نیت کرے بعض نے کہا کہ وہ کہے: السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى۔

٦٢٥٤ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا

(٦٢٥٤) ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے

هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ فَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَذَلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتَّى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ وَفِيهِمْ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُاللَّهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُاللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ: لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللَّهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ فَقَالَ عَبْدُاللَّهِ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا وَارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَاثَبُوا فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّضُهُمْ ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ: ((أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ؟ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ -يُرِيدُ عَبْدَاللَّهِ بْنَ أُبَيٍّ- قَالَ كَذَا وَكَذَا)) قَالَ: اعْفُ عَنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاصْفَحْ فَوَاللَّهِ! لَقَدْ أَعْطَاكَ اللَّهُ الَّذِي أَعْطَاكَ وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هَذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلَى أَنْ يُتَوِّجُوهُ فَيُعَصِّبُوهُ

خبر دی، انہیں معمر نے، انہیں زہری نے، ان سے عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ مجھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک مخملی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ ایک مجلے پر سے گزرے جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس میں عبداللہ بن رواحہ بھی موجود تھے۔ جب مجلس پر سواری کی گرد پڑی تو عبداللہ نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا: ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر نبی ﷺ نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کر انہیں اللہ کی طرف بلایا اور ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ عبداللہ بن ابی ابن سلول بولا، میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں اگر وہ چیز حق ہے جو تم کہتے ہو تو ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو، اپنے گھر جاؤ اور ہم میں سے جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر ابن رواحہ نے کہا: آپ ﷺ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں اس بات پر تو تو میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ کوئی ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیں۔ لیکن نبی اکرم ﷺ انہیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آپ ﷺ اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: ''سعد! تم نے نہیں سنا کہ ابو حباب نے آج کیا بات کہی ہے۔ آپ کا اشارہ عبداللہ بن ابی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔'' سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اسے معاف کر دیجیے اور درگزر فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرمانا تھا۔ اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ (آپ کی تشریف آوری سے پہلے) اس پر متفق ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور

بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ ﷺ. [راجع: ٢٩٨٧]

شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

تشریح: اس حدیث سے جہاں باب کا مضمون واضح طور پر ثابت ہو رہا ہے وہاں نبی کریم ﷺ کی کمال دانائی، دور اندیشی، عفو، حلم کی بھی ایک شاندار تفصیل ہے کہ آپ نے ایک انتہائی گستاخ کو دامن عفو میں لے لیا اور عبداللہ بن ابی جیسے خفیہ دشمن اسلام کی حرکت شنیعہ کو معاف فرما دیا۔ اللہ پاک ایسے پیارے رسول پر ہزار ہا ہزاران گنت درود و سلام نازل فرمائے۔ آمین۔ اس میں آج کے ٹھیکہ داران اسلام کے لئے بھی درس عبرت ہے جو ہر وقت شعلہ جوالہ بن کر اپنے علم و فضل کی دھاک بٹھانے کے لئے اخلاق نبوی کا عملاً مضحکہ اڑاتے رہتے ہیں اور ذرا سی خلاف مزاج بات پا کر غیظ و غضب کا مظاہرہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ اکثر مقلدین جامدین کا یہی حال ہے الا ماشاء اللہ۔

اللہ پاک ان مذہب کے ٹھیکہ داروں کو اپنا مقام سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین

بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلَى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا

باب: جس نے گناہ کرنے والے کو سلام نہیں کیا

وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ وَإِلَى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِيْ؟ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لَا تُسَلِّمُوْا عَلَى شَرَبَةِ الْخَمْرِ.

اور اس وقت تک اس کے سلام کا جواب بھی نہیں دیا جب تک اس کا توبہ کرنا ظاہر نہیں ہو گیا اور کتنے دنوں تک گنہگار کا توبہ کرنا ظاہر ہوتا ہے؟ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا: شراب پینے والوں کو سلام نہ کرو۔

تشریح: یہ بھی ایک موقع ہے جو الحب لله والبغض لله کو ظاہر کرتا ہے۔

٦٢٥٥۔ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ: أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا وَآتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً وَآذَنَ النَّبِيُّ ﷺ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ. [راجع: ٢٧٥٧]

(٦٢٥٥) ہم سے ابن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، ان سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے اور ان سے عبداللہ بن کعب نے بیان کیا کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب وہ غزوۂ تبوک میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی تھی اور میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کرتا تھا اور یہ اندازہ لگاتا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے جواب سلام میں ہونٹ مبارک ہلائے یا نہیں، آخر پچاس دن گزر گئے اور نبی اکرم ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کے قبول کیے جانے کا نماز فجر کے بعد اعلان کیا۔

تشریح: یہ ایک عظیم واقعہ تھا جس سے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ متہم ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی اس دعوت جہاد کی اہمیت کے پیش نظر کعب بن مالک جیسے نیک و صالح فدائی اسلام کے لئے یہ تساہل مناسب نہ تھا وہ جیسے عظیم المرتبت تھے ان کی کوتاہی کو بھی وہی درجہ دیا گیا اور انھوں نے جس

صبر وشکر و پامردی کے ساتھ اس امتحان میں کامیابی حاصل کی وہ بھی لائق صد تبریک ہے اب یہ امر امام وخلیفہ کی دوراندیشی پر موقوف ہے کہ وہ کسی بھی ایسی لغزش کے مرتکب کو کس حد تک قابل سرزنش سمجھتا ہے۔ یہ ہر کس و ناکس کا مقام نہیں ہے۔ فافهم ولا تكن من القاصرين۔

بَابٌ: كَيْفَ الرَّدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامَ؟

باب: ذمیوں کے سلام کا جواب کس طرح دیا جائے؟

٦٢٥٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! فَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ٢٩٣٥]

(٦٢٥٦) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے عروہ نے خبر دی اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: السام عليك (تمہیں موت آئے) میں ان کی بات سمجھ گئی اور میں نے جواب دیا عليكم السام واللعنة۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! صبر سے کام لے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔'' میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا تھا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ان کا جواب دے دیا تھا کہ وعلیکم'' (اور تمہیں بھی)۔

٦٢٥٧ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُودُ فَإِنَّمَا يَقُولُ أَحَدُهُمْ: السَّامُ عَلَيْكَ فَقُلْ: وَعَلَيْكَ)). [انظر: ٦٩٢٨]

(٦٢٥٧) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن دینار نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہیں یہودی سلام کریں اور اگر ان میں سے کوئی ''السام عليك'' کہے تو تم اس کے جواب میں صرف ''وعليك'' (اور تمہیں بھی) کہہ دیا کرو۔''

٦٢٥٨ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ)). [طرفه في: ٦٩٢٦]

[مسلم: ٥٦٥٢]

(٦٢٥٨) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے ہشیم نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن ابی بکر بن انس نے خبر دی، ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں صرف وعلیکم کہو۔''

تشریح: یہ بھی ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے جب کہ یہودی نے صاف لفظوں میں بددعا کے الفاظ سلام کی جگہ استعال کئے تھے۔ آج کے دور میں غیر مسلم اگر کوئی اچھے لفظوں میں دعا سلام کرتا ہے تو اس کا جواب بھی اچھا ہی دینا چاہیے۔ ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوهَا﴾ (۱۱/النساء: ۸۶) میں عام حکم ہے۔

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ مَنْ يُحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ لِيَسْتَبِينَ أَمْرُهُ

باب: جس نے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے ایسے شخص کا مکتوب پکڑ لیا جس میں مسلمانوں کے خلاف کوئی بات لکھی گئی ہو تو یہ جائز ہے

تشریح: مگر یہ بھی بحکم خلیفہ اسلام ہو جب کہ اس کو ایسے شخص کا حال معلوم ہو جائے۔

٦٢٥٩ـ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ بُهْلُولٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ قَالَ: حَدَّثَنِي حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمَنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِالرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ: ((انْطَلِقُوا حَتَّى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا صَحِيفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ)) قَالَ: فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيرُ عَلَى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ: قُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِي مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِي كِتَابٌ فَأَنَخْنَا بِهَا فَابْتَغَيْنَا فِي رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا قَالَ صَاحِبَايَ: مَا نَرَى كِتَابًا. قَالَ: قُلْتُ: لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَالَّذِي يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ قَالَ: فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّي أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلَى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ قَالَ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ! عَلَى مَا صَنَعْتَ؟)) قَالَ: مَا بِي أَلَّا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَمَا غَيَّرْتُ وَلَا بَدَّلْتُ أَرَدْتُ أَنْ تَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ

(٦٢٥٩) ہم سے یوسف بن بہلول نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ادریس نے بیان کیا، کہا مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، ان سے سعد بن عبیدہ نے، ان سے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے زبیر بن عوام اور ابومرثد غنوی کو بھیجا۔ ہم سب گھوڑ سوار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ اور جب ''روضہ خاخ'' (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام) پر پہنچو تو وہاں تمہیں مشرکین کی ایک عورت ملے گی، اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک خط ہے جو مشرکین کے پاس بھیجا گیا ہے۔'' (اسے لے آؤ) بیان کیا کہ ہم نے اس عورت کو پالیا، وہ اپنے اونٹ پر جا رہی تھی اور وہیں پر ملی (جہاں) رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ بیان کیا کہ ہم نے اس سے کہا: خط جو تم ساتھ لے جا رہی ہو وہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھایا اور اس کے کجاوہ میں تلاشی لی لیکن ہمیں کوئی چیز نہیں ملی۔ میرے دونوں ساتھیوں نے کہا: ہمیں کوئی خط تو نظر آتا نہیں۔ بیان کیا کہ میں نے کہا، مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلط بات نہیں کہی ہے۔ قسم ہے اس کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے، تم خط نکالو ورنہ میں تمہیں ننگا کر دوں گا۔ بیان کیا کہ جب اس عورت نے دیکھا کہ میں واقعی اس معاملہ میں سنجیدہ ہوں تو اس نے ازار باندھنے کی جگہ کی طرف ہاتھ بڑھایا، وہ ایک چادر ازار کے طور پر باندھے ہوئے تھی اور خط نکالا۔ بیان کیا کہ ہم اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''حاطب تم نے ایسا کیوں کیا؟'' انہوں نے کہا: میں اب بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے اندر کوئی تغیر و تبدیلی نہیں آئی ہے، میرا مقصد (خط بھیجنے سے) صرف یہ تھا کہ (قریش پر آپ کی فوج

مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلَّا وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللَّهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ قَالَ: ((صَدَقَ فَلَا تَقُولُوا لَهُ إِلَّا خَيْرًا)) قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ قَالَ: فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللَّهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ؟)) قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ٣٠٠٧]

کشی کی اطلاع دوں اور اس طرح) میرا ان لوگوں پر احسان ہو جائے اور اس کی وجہ سے اللہ میرے اہل اور مال کی طرف سے (ان سے) مدافعت کرائے۔ آپ کے جتنے (مہاجر) صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں ایسے افراد ہیں جن کے ذریعہ اللہ ان کے مال اور ان کے گھر والوں کی حفاظت کرائے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے سچ کہہ دیا ہے اب تم لوگ ان کے بارے میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہ کہو۔'' بیان کیا کہ اس پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے ساتھ خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! تمہیں کیا معلوم، اللہ تعالیٰ بدر کی لڑائی میں شریک صحابہ کی زندگی پر مطلع تھا اور اس کے باوجود کہا: تم جو چاہو کرو، تمہارے لیے جنت لکھ دی گئی ہے۔'' بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور عرض کی: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

تشریح: حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی صاف گوئی نے سارا معاملہ صاف کر دیا اور حدیث: ''انما الاعمال بالنیات۔'' کے تحت رسول کریم ﷺ نے ان کو شرف معافی عطا فرمائی اور ایک اہم ترین دلیل پیش فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر اجلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مطمئن فرما دیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مفتی جب تک کسی معاملہ کے ہر پہلو پر گہری نظر نہ ڈال لے اس کو فتویٰ لکھنا مناسب نہیں ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ يُكْتَبُ الْكِتَابُ إِلَى أَهْلِ الْكِتَابِ؟

باب: اہل کتاب کو کس طرح خط لکھا جائے

٦٢٦٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَكَانُوا تُجَارًا بِالشَّامِ ـ فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ـ قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقُرِئَ فَإِذَا فِيهِ: ((بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ

(٦٢٦٠) ہم سے محمد بن مقاتل ابوالحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ نے خبر دی، کہا ہم کو یونس نے خبر دی، ان سے زہری نے بیان کیا، انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے خبر دی، انہیں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی اور انہیں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہرقل نے قریش کے چند افراد کے ساتھ انہیں بھی بلا بھیجا۔ یہ لوگ شام میں تجارت کی غرض سے گئے تھے۔ سب لوگ ہرقل کے پاس آئے۔ پھر انہوں نے واقعہ بیان کیا، پھر ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کا خط منگوایا اور وہ پڑھا گیا۔ خط میں یہ لکھا ہوا تھا: ''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محمد کی طرف سے جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول

عَبْدِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ السَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى أَمَّا بَعْدُ)). [راجع: ٧]

ہے ہرقل عظیم روم کی طرف، سلام ہو ان پر جنہوں نے ہدایت کی اتباع کی۔ اما بعد!''

تشریح: خط لکھنے کا یہ وہ دستور نبوی ﷺ ہے جو بہت سی خوبیوں پر مشتمل ہے۔ کاتب اور مکتوب کو کس کس طرح قلم چلانی چاہیے۔ یہ جملہ ہدایات اس سے واضح ہیں مگر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ وفقنا الله لما يحب ويرضیٰ۔ آمین

بَابٌ: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ

باب: خط کس کے نام سے شروع کیا جائے

٦٢٦١ـ وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيْلَ أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةً مِنْهُ إِلَى صَاحِبِهِ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْهِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((نَجَرَ خَشَبَةً فَجَعَلَ الْمَالَ فِي جَوْفِهَا وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيْفَةً مِنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ)). [راجع: ١٤٩٨]

(۶۲۶۱) لیث نے بیان کیا کہ مجھ سے جعفر بن ربیعہ نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ہرمز نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر کیا کہ انہوں نے لکڑی کا ایک لٹھا لیا اور اس میں سوراخ کر کے ایک ہزار دینار اور خط رکھ دیا۔ وہ خط ان کی طرف سے ان کے ساتھی (قرض خواہ) کی طرف تھا۔ اور عمر بن ابی سلمہ نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد نے اور انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے لکڑی کے ایک لٹھے میں سوراخ کیا اور مال اس کے اندر رکھ دیا اور ان کے پاس ایک خط لکھا، فلاں کی طرف سے فلاں کو ملے۔''

تشریح: چونکہ قرض دار انتہائی امانت دار اور وعدہ وفا، مرد مؤمن تھا۔ اللہ نے اس کی دعا قبول کی اور امانت اور مکتوب ہر دو قرض خواہ کو بخیریت وصول ہو گئے، ایسے مردان حق آج عنقا ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ نگاہ مرد مؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔ جعلنا الله منهم آمین۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ ((قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ))

باب: نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''اپنے سردار کو لینے کے لیے اٹھو''

٦٢٦٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِ سَعْدٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَيْهِ فَجَاءَ فَقَالَ: ((قُوْمُوْا إِلَى سَيِّدِكُمْ. أَوْ قَالَ: ـ خَيْرِكُمْ)) فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلَى حُكْمِكَ)) قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ أَنْ

(۶۲۶۲) ہم سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے سعد بن ابراہیم نے، ان سے ابو امامہ بن سہل بن حنیف نے اور ان سے ابو سعید خدری نے کہ قریظہ کے یہودی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث بنانے پر تیار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے سردار کے لینے کو اٹھو یا یوں فرمایا کہ اپنے سب سے بہتر کو لینے کے لیے اٹھو۔'' پھر وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بنی قریظہ کے لوگ تمہارے فیصلے

تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ فَقَالَ: ((لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلِكُ)) قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللَّهِ: أَفْهَمَنِي بَعْضُ أَصْحَابِي عَنْ أَبِي الْوَلِيْدِ مِنْ قَوْلِ أَبِي سَعِيْدٍ: ((إِلَى حُكْمِكَ)). [راجع: ۳۰۴۳]

پر راضی ہو کر (قلعہ سے) اتر آئے ہیں (اب تم کیا فیصلہ کرتے ہو)۔'' سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں جو جنگ کے قابل ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں، عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آپ نے وہی فیصلہ کیا جس فیصلے کو فرشتہ لے کر آیا تھا۔'' ابوعبداللہ (امام بخاری) نے بیان کیا کہ مجھے میرے بعض اصحاب نے ابو ولید کے واسطہ سے ابوسعید رضی اللہ عنہ کا قول (علی کے بجائے بصلہ) ''اِلٰی حُکْمِكَ'' نقل کیا ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا بعض میرے ساتھیوں نے ابو ولید سے یوں نقل کیا ((الی حکمك)) یعنی بجائے علی حکمك کے۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یوں ہی کہا بجائے علی کی الی نقل کیا۔ حق یہ ہے کہ حضرت سعد بن معاذ زخمی تھے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اٹھ کر ان کو سواری سے اتارو اور تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ ''لا تقوموا کما یقوم الا عاجم۔'' جیسے عجمی لوگ اپنے بڑے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں، میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔

بَابُ الْمُصَافَحَةِ

باب: مصافحہ کا بیان

تشریح: لفظ مصافحہ صفح سے ہے جس کے معنی ہتھیلی کے ہیں۔ پس ایک آدمی کا سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے آدمی کے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانا مصافحہ کہلاتا ہے جو مسنون ہے یہ ہر دو جانب سے سیدھے ہاتھوں کے ملانے سے ہوتا ہے۔ بایاں ہاتھ ملانے کا یہاں کوئی محل نہیں ہے جو لوگ دایاں اور بایاں دونوں ہاتھ ملاتے ہیں۔ ان کو لفظ مصافحہ کی حقیقت پر غور کرنے کی ضرورت ہے مزید تفصیل آگے ملاحظہ ہو۔

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: عَلَّمَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِاللَّهِ يُهَرْوِلُ فَصَافَحَنِيْ وَهَنَّأَنِيْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد سکھلایا تو میری دونوں ہتھیلیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کے درمیان تھیں اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ طلحہ بن عبیداللہ اٹھ کر بڑی تیزی سے میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور (توبہ کے قبول ہونے پر) مجھے مبارک باد دی۔

٦٢٦٣ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ. [۲۷۲۹]

(۶۲۶۳) ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا مصافحہ کا دستور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں ضرور تھا۔

٦٢٦٤ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ

(۶۲۶۴) ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے حیوہ نے خبر دی، کہا مجھے ابوعقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا، انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [راجع: ٣٦٩٤]

ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آنحضرت ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔

بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

باب: دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

اور حماد بن زید نے ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

٦٢٦٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي النَّبِيُّ ﷺ ـوَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِـ التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: ((التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

(٦٢٦٥) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سیف بن سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے مجاہد سے سنا، کہا مجھ سے عبداللہ بن سخبرہ ابومعمر نے بیان کیا، کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا، اس وقت میرا ہاتھ آپ ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا (اس طرح سکھایا) جس طرح آپ قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے: "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔" آنحضرت ﷺ اس وقت حیات تھے۔ جب آپ کی وفات ہوگئی تو ہم (خطاب کے صیغہ کے بجائے) اس طرح پڑھنے لگے۔ "اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ" یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو۔

[راجع: ٨٣١] [مسلم:٨٩٩؛ نسائي:١١٧٠]

تشریح: مصافحہ ایک ہاتھ سے مسنون ہے یا دونوں ہاتھوں سے، اس کے لئے ہم محدث کبیر حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کی قلم مبارک سے کچھ تفصیلات پیش کرتے ہیں۔ مزید تفصیل کے لئے آپ کے رسالہ المقالة الحسنیٰ کا مطالعہ کیا جائے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا جس طرح اہل حدیث مصافحہ کرتے ہیں، احادیث صحیحہ صریحہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے نہایت صاف طور پر ثابت ہے اس کے ثبوت میں ذرا بھی شک نہیں اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا جس طرح اس زمانہ کے حنفیہ میں رائج ہے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے اثر سے اور نہ کسی تابعی کے قول و فعل سے اور آئمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) سے بھی کسی امام کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا بسند منقول نہیں اور فقہائے حنفیہ نے تشبیہ اور تمثیل کے پیرایہ میں جو یہ لکھا ہے کہ ''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فقہ کی کاشت کی اور زراعت لگائی اور علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں آبپاشی کی اور اس کو سینچا اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کاٹا اور حماد رحمۃ اللہ علیہ نے مالش کی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے غلہ کو چکی میں پیسا اور امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے آٹے کو گوندھا اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روٹی پکائی اور باقی تمام لوگ (یعنی مقلدین احناف) اس روٹی سے کھا رہے ہیں۔'' سو واضح ہوا کہ ان کا کاشت کرنے والے، زراعت لگانے والے آبپاشی کرنے والے، کاٹنے والے، مالش کرنے والے، آٹا پیسنے والے، آٹا گوندھنے والے اور روٹی پکانے والے میں سے بھی کسی کا دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا یا اس کا فتویٰ دینا ثابت نہیں۔

حنفیہ کے نزدیک جو نہایت مستند اور معتبر کتابیں ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے، ان میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا

نہیں لکھا ہے۔ کتب حنفیہ میں طبقہ اولیٰ کی کتابیں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات (مبسوط، جامع صغیر۔ جامع کبیر۔ سیر صغیر۔ سیر کبیر۔ زیادات) ہیں۔ جن کے مسائل، مسائل اصول اور مسائل ظاہر الروایۃ سے تعبیر کیے جاتے ہیں اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصنیفات میں آخری تصنیف بقول علامہ ابن ہمام جامع صغیر ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اس آخری تصنیف کی جلالت شان کا پتہ بھی اچھی طرح تم کو اس سے لگ سکتا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں اس کتاب کو ہر وقت اپنے پاس رکھتے تھے۔ نہ حضر میں اس کو جدا کرتے اور نہ سفر میں۔ اس آخری تصنیف میں بھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے۔ بلکہ صرف اس قدر لکھا ہے لا باس بالمصافحة یعنی مصافحہ کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ فقہائے حنفیہ کے طبقہ ثانیہ میں علامہ قاضی خان بہت بڑے پایہ کے فقیہ ہیں۔ آپ کی ضخیم کتاب جو فتاوی قاضی خان کے نام سے مشہور ہے۔ عند الحنفیہ نہایت مستند ہے۔ قاضی صاحب نے اپنی اس کتاب کے ہر باب میں بے شمار مسائل جزئیہ کو درج فرمایا ہے لیکن آپ نے بھی اس کتاب میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کو نہیں لکھا ہے بلکہ مصافحہ کے متعلق صرف وہی لکھا ہے جو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں لکھا ہے۔ کتب معتبرہ حنفیہ میں ہدایہ ایک درسی اور ایسی مقبول اور مستند و معتمد کتاب ہے کہ اس کی مدح میں فقہائے حنفیہ اس شعر کو پڑھتے ہیں:

ان الهداية كالقران قد نسخت ما صنفوا قبنها فی الشرع من كتب

یعنی ہدایہ نے قرآن مجید کی طرح تمام ان کتابوں کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے لوگوں نے تصنیف کی تھیں اس کتاب میں بھی یہ نہیں لکھا ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے بلکہ اس میں صرف اس قدر لکھا ہے: "ولا باس بالمصافحة لانه هو المتوارث وقال عليه السلام من صافع اخاه المسلم وحرك يده تناثرت ذنوبه انتهى۔" یعنی مصافحہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ وہ ایک قدیم سنت ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مصافحہ کرے اور اپنے ہاتھ کو ہلائے تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔ اور ہدایہ کے شروح بنایہ۔ عنایہ۔ کفایہ۔ نتائج الافکار۔ تکملہ۔ فتح القدیر وغیرہا میں بھی اس امر کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے مسنون یا مستحب اور کتب معتبرہ حنفیہ شرح وقایہ بھی درسی کتاب ہے اور قریب قریب ہدایہ کے مقبول و مستند ہے۔ اس میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ اس میں بھی صرف اس قدر لکھا ہے کہ مصافحہ کرنا جائز ہے اور اس کتاب کے شروح و حواشی معتبرہ "ذخيرة العقبى" وغیرہ میں بھی اس کی تصریح نہیں کی گئی ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھوں سے ہونا چاہیے۔ اب آؤ ذرا ان متون ثلاثہ معتبرہ کو دیکھیں جن پر فقہائے متاخرین کا اعتماد (اعلم ان المتاخرين قد اعتمدو اعلى المتون الثلاثة الوقاية ومختصر القدورى والكنز كذا فى النافع الكبير) ہے۔ یعنی وقایہ۔ کنز۔ قدوری۔ سو واضح رہے کہ ان متون میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا مسنون یا مستحب ہونا نہیں لکھا ہے۔ الختصر مذہب حنفی کی جتنی کتابیں مستند و معتبر ہیں جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے ان میں سے کسی میں دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا نہیں لکھا ہے نہ ان میں یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ مسنون یا مستحب ہے۔

اگر کوئی صاحب فرمائیں کہ فقہ حنفی میں درمختار ایک مشہور و معروف کتاب ہے اور اسمیں لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے تو ان کو یہ جواب دینا چاہیے کہ کسی کتاب کا مشہور و معروف ہونا اور بات ہے اور اس کا مستند اور معتبر ہونا اور بات۔ درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتمد ہونا لازم نہیں دیکھو فقہ حنفی میں خلاصہ کیدانی کیسی مشہور کتاب ہے بالخصوص بلاد ماوراء النہر میں کہ وہاں تو لوگ اسے ازبر یاد کرتے ہیں۔ مگر ساتھ اس شہرت کے باوجود محققین حنفیہ کے نزدیک بالکل غیر مستند اور نا قابل اعتبار ہے پس درمختار کے مشہور و معروف ہونے سے اس کا مستند و معتمد ہونا ضروری نہیں ہے اور ساتھ اس کے فقہائے حنفیہ نے اس امر کی صاف تصریح (مقدمة عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية میں ہے لا يجوز الافتاء من الكتب المختصرة كالنهر وشرح الكنز للعينى والدر المختار شرح تنوير الابصار انتهى) کی ہے کہ درمختار وغیرہ کتب مختصرہ سے فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔ علاوہ بریں ہمیں یہ بھی دیکھنا ضروری ہے کہ درمختار میں یہ مسئلہ (یعنی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کا سنت ہونا) کس کتاب سے نقل کیا گیا ہے اور جس کتاب سے نقل کیا گیا ہے وہ کتاب کیسی ہے معتبر ہے یا غیر معتبر۔ پس واضح ہو کہ درمختار میں یہ مسئلہ قنیہ سے نقل

(درمختار میں ہے:وفی القنية السنة فی المصافحة بكلتايد يه وتمامه فيما علقته على الملتقى انتهى) کیا گیا ہے اور عند الحنفیہ قنیہ معتبر نہیں ہے۔(دیکھو مقدمہ عمدۃ الرعایۃ ۱۲)اس کتاب کا مصنف اعتقاداً معتزلی تھا اور فروع میں حنفی۔اس کی تمام کتابیں قنیہ وغیرہ بتصریح فقہائے حنفیہ نامعتبر وغیر مستند ہیں اور صاحب قنیہ نے اس مسئلہ کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے۔پس جب معلوم ہوا کہ درمختار میں یہ مسئلہ قنیہ سے نقل کیا گیا ہے اور فقہائے حنفیہ کے نزدیک قنیہ غیر معتبر وغیر مستند ہے اور قنیہ میں اس کی کوئی دلیل بھی نہیں لکھی ہے۔تو ظاہر ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے سنت ہونے کے ثبوت میں درمختار کا نام لینا ناواقف لوگوں کا کام ہے اور درمختار کے مثل بعض اور کتب حنفیہ متاخرین میں بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کے مسنون ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔لیکن وہ نہ کتب معتبرہ مذکورہ بالا کی طرح معتبر ومستند ہیں اور نہ ان میں معتبر ومستند کتاب سے یہ دعویٰ منقول ہے اور نہ ان میں اس کی کوئی دلیل لکھی ہے۔غالب یہ ہے کہ اسی قنیہ سے بواسطہ یا بلاواسطہ یہ دعویٰ کیا گیا ہے۔یہ سب باتیں جب تم سن چکے تو اب اس زمانہ کے احناف کا صنیع دیکھو۔ان لوگوں نے اس مسئلہ میں تحقیق سے کچھ بھی کام نہیں لیا اور جن احادیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے اس کو بالکلیہ نظر انداز کیا بلکہ اپنی ان تمام مستند کتابوں کو بھی نظر انداز کیا جن پر مذہب حنفی کی بنا ہے اور اڑے تو کس پر درمختار وغیرہ پر اور اڑے تو ایسا کہ ایک ہاتھ کے مصافحہ کو غیر مسنون ٹھہرادیا اور بعض جہال ومتعصبین نے تو اس قدر تشدد کیا کہ اپنی جہالت اور تعصب کے جوش میں آ کر ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت نادرست اور بدعت ہونے کا دعویٰ کر دیا اور اس پر بھی تسکین نہ ہوئی تو اس سنت نبویہ کو نصاریٰ کا کام ٹھہرا کر اور اس سنت کے عاملین کو برے لقب سے یاد کر کے اپنے جہالت اور تعصب بھرے ہوئے دل کو ٹھنڈا کیا۔انا لله وانا اليه راجعون وهاانا اشرع فی المقصود متوكلا على الله الودود۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے ثبوت میں:

پہلی روایت: حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ تمہید شرح مؤطا میں لکھتے ہیں:"حدثنا عبدالوارث بن سفيان قال ثنا قاسم بن اصبغ ثنا بن وضاح قال ثنا يعقوب بن كعب قال ثنا مبشر بن اسمعيل عن حسان بن نوح عن عبيدالله بن بسر قال ترون يدى هذه صافحت بها رسول الله ﷺ وذكر الحديث۔"یعنی عبیداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ تم لوگ میرے اس ہاتھ کو دیکھتے ہو۔میں نے اسی ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا ہے اور ذکر کیا حدیث کو۔یہ حدیث صحیح ہے۔اس حدیث سے بصراحت ثابت ہوا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے۔

دوسری روایت: "عن انس بن مالك قال صافحت بكفى هذه كف رسول الله ﷺ فما مسست خزا ولا حريرا الين من كفه ﷺ۔"یعنی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی اس ایک ہتھیلی سے مصافحہ کیا ہے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم نہ کسی خز کو اور نہ کسی ریشمی کپڑے کو مس کیا۔یہ حدیث مسلسل بالمصافحہ کے نام سے مشہور ہے۔اس حدیث کی سند میں جتنے راوی واقع ہیں ان میں سے ہر ایک نے اس حدیث کو روایت کرتے وقت اپنے استاد سے ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کیا ہے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ نے ایک ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے مصافحہ کیا تھا۔اس حدیث کو علامہ محمد عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ نے "حصر الشارد" میں اور علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے اتحاف الاکابر میں اور بہت سے محدثین نے اپنے مسلسلات میں ذکر کیا ہے۔اس حدیث کی اسناد کے کئی طریق ہیں۔بعض طریق اگرچہ قابل احتجاج واستشہاد نہیں مگر بعض طریق قابل استشہاد ضرور ہیں اور ہم نے اس روایت کو احتجاجاً پیش نہیں کیا ہے بلکہ استشہاداً اور اسی طرح تیسری روایت بھی استشہاداً ہی ذکر کی گئی ہے۔واضح ہو کہ ان دونوں روایتوں میں اگرچہ داہنے ہاتھ کی تصریح نہیں ہے لیکن ان روایتوں میں جو آگے آتی ہیں داہنے ہاتھ کی تصریح موجود ہے اور مصافحہ کے داہنے ہی ہاتھ سے مسنون ہونے کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:"كان النبى ﷺ يحب التيمن ما استطاع فى شأنه كله فى طهوره وترجله وتنعله۔"(بخاری حدیث۱۹۸ ، مسلم حدیث۶۱۷) یعنی رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں حتی الوسع داہنے کو محبوب رکھتے وضو کرنے میں اور کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔اس حدیث کے عموم میں مصافحہ بھی داخل ہے جیسا کہ

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں اس کی تصریح کی ہے۔

تیسری روایت: "عن ابی امامة تمام التحیة الاخذ بالید والمصافحة بالیمنی رواه الحاکم فی الکنی کذا فی کنز العمال۔" (ص:۳۱/ ج:۵) یعنی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سلام کی تمامی ہاتھ کا پکڑنا اور مصافحہ داہنے سے ہے۔ روایت کیا اس کو حاکم نے کتاب الکنی میں۔ اس روایت سے بھی صراحتاً معلوم ہوا کہ ایک ہاتھ سے یعنی داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا چاہیے۔

چوتھی روایت: صحیح ابوعوانہ میں عمرو بن العاص سے روایت ہے: "فلما جعل الله الاسلام فی قلبی اتیت رسول الله ﷺ فقلت یا رسول الله! ابسط یدك لأ بایعك فبسط یمینه فقبضت یدی فقال مالك یا عمرو! فقلت اردت ان اشترط فقال تشترط ماذا قلت یغفرلی فقال ما علمت یا عمرو! ان الاسلام یهدم ما کان قبله الحدیث۔" یعنی عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے میرے قلب میں اسلام ڈالا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ! اپنے ہاتھ (مبارک) کو بڑھایئے کہ میں آپ سے بیعت کروں پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھایا پھر میں نے اپنا ہاتھ سمیٹ لیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے تجھ کو اے عمرو! میں نے کہا کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کس بات کی شرط کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا اس بات کی کہ میری مغفرت کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ کو خبر نہیں کہ اسلام کے پہلے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کو اسلام نیست ونابود کر دیتا ہے اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر اس میں بجائے ابسط یدك کے ابسط یمینك واقع ہوا ہے۔ اس حدیث سے صراحتاً معلوم ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا مسنون ہے) کیونکہ اگر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ ضروری یا مسنون ہوتا تو آپ اپنے دونوں ہاتھوں کو بڑھاتے اور واضح ہو کہ اس حدیث کے موافق بیعت کے وقت داہنے ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی عادت بھی برابر جاری رہی ہے۔ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص:۸۷/ ج:۱ میں اس حدیث کے تحت میں لکھتے ہیں: "ابسط یمینك ای افتحها ومدها لأ ضع یمینی علیها کما هو العادة فی البیعة۔" یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو بڑھایئے تاکہ میں اپنے داہنے ہاتھ کو آپ کے داہنے ہاتھ پر رکھوں جیسا کہ بیعت میں عادت ہے۔ جب اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کرنا مسنون ہے تو اسی سے ملاقات کے وقت بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوا کیونکہ مصافحہ ملاقات اور مصافحہ بیعت دونوں کی حقیقت ایک ہے ان دونوں مصافحہ کی حقیقت میں شریعت سے کچھ فرق ثابت نہیں ہے۔ کما تقدم بیانه۔

پانچویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص:۵۶۸ میں ہے: "حدثنا عبد الله حدثنی ابی ثنا ابو سعید وعفان قالا ثنا ربیعة بن کلثوم حدثنی ابی قال سمعت ابا غادیة یقول بایعت رسول الله ﷺ قال ابو سعید فقلت له بیمینك قال نعم قالا جمیعا فی الحدیث وخطبنا رسول الله ﷺ یوم العقبة۔" (الحدیث ۲۵۶۹۳) یعنی ربیعہ بن کلثوم کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے باپ نے حدیث بیان کی کہ میں نے ابوغادیہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پس میں نے ابوغادیہ سے کہا کیا آپ نے اپنے داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ انہوں نے کہا ہاں۔ یہ روایت صحیح ہے اس کے سب راوی ثقہ ہیں۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہی ہاتھ سے (یعنی داہنے ہاتھ سے) مصافحہ کا مسنون ہونا بصراحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ (یعنی داہنے ہاتھ) سے مسنون ہونا ثابت ہوا۔ کما مر۔

چھٹی روایت: صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: "وکان بیعة الرضوان بعد ماذهب عثمان الی مکة فقال رسول الله ﷺ بیده الیمنی هذه ید عثمان فضرب بها علی یده فقال هذه لعثمان۔" (الحدیث ۳۶۹۹) یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ چلے جانے کے بعد بیعت الرضوان ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرا داہنا ہاتھ عثمان کا ہاتھ ہے۔ پھر آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ بیعت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اس لئے کہ آپ کا داہنا ہاتھ تو بجائے ایک ہاتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تھا اور دوسرا خود آپ کا۔ فتفکر۔

ساتویں روایت: مسند احمد بن حنبل، ص:۱۷/۴، ج:۳ میں ہے: "عن حبان ابی النضر قال دخلت مع واثلة بن الاسقع علی ابی الاسود الجرشی فی مرضه الذی مات فیه فسلم علیه وجلس فاخذ ابو الاسود یمین واثلة فمسح بها عینیه ووجهه لبیعة بها رسول الله ﷺ الحدیث۔" یعنی حبان کہتے ہیں کہ میں واثلہ کے ساتھ ابوالاسود کے پاس ان کے مرض الموت میں گیا۔ پس واثلہ نے ان کو سلام کیا اور بیٹھے پس ابوالاسود نے واثلہ کے داہنے ہاتھ کو پکڑا اور اس کو اپنی دونوں آنکھوں اور منہ سے لگایا اس واسطے کہ واثلہ نے اپنے داہنے ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ اس روایت سے بھی داہنے ہاتھ سے مصافحہ بیعت کا مسنون ہونا بصراحت ثابت ہے۔ پس اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہی ہاتھ سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

آٹھویں روایت: صحیح ابوعوانہ میں ہے: "حدثنا اسحاق بن سیار قال حدثنا عبید الله قال انبانا سفین عن زیاد بن علاقة قال سمعت جریرا یحدث حین مات المغیرة بن شعبة خطب الناس فقال اوصیکم بتقوی الله وحده لا شریك له والسکینة والوقار فانی بایعت رسول الله ﷺ بیدی هذه علی الاسلام واشترط علی النصح لکل مسلم فورب الکعبة انی لکم ناصح اجمعین واستغفر ونزل۔" یعنی زیاد بن علاقہ سے روایت ہے کہ جب مغیرہ بن شعبہ نے انتقال کیا تو جریر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور کہا (اے لوگو!) میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک لہ سے ڈرنے اور سکون اور وقار کی وصیت کرتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے اس ایک ہاتھ سے اسلام پر بیعت کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ہر مسلمان کے واسطے خیر خواہی کرنے کی شرط کی ہے پس رب کعبہ کی قسم ہے! میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں اور استغفار کیا اور اترے۔ اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

نویں روایت: سنن ابن ماجہ میں ہے: "عن عقبة بن صهبان قال سمعت عثمان بن عفان یقول ما تغنیت ولا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت بها رسول الله ﷺ۔" (حدیث ۳۱۱) یعنی عقبہ بن صہبان روایت کرتے ہیں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو سنا وہ کہتے تھے کہ جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے داہنے ہاتھ سے بیعت کی ہے تب سے میں نے نہ تغنی کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ اپنے داہنے ہاتھ سے اپنے ذکر کو چھوا۔ اس روایت سے بھی مصافحہ ملاقات کا ایک ہاتھ یعنی داہنے سے مسنون ہونا ظاہر ہے۔

دسویں روایت: کنز العمال، ص:۸۲، ج:۱ میں ہے: "عن انس قال بایعت النبی ﷺ بیدی هذه علی السمع والطاعة فیما استطعت۔" (ابن جریر) یعنی انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنے اس ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن جریر نے، اس روایت سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ ملاقات کا مسنون ہونا ظاہر ہے۔

گیارھویں روایت: کنز العمال میں ہے: "عن عبد الله بن حکیم قال بایعت عمر بیدی هذه علی السمع والطاعة فیما استطعت۔" (ابن سعد) یعنی عبداللہ بن حکم روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اپنے ایک ہاتھ سے سمع اور طاعت پر بقدر اپنی استطاعت کے۔ روایت کیا اس کو ابن سعد نے۔ اس روایت سے بھی بیعت کے وقت ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے اور اسی سے مصافحہ ملاقات کا بھی ایک ہاتھ سے مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کما مر۔ واضح ہو کہ دسویں اور گیارھویں روایت میں اگرچہ داہنے ہاتھ کی تصریح نہیں ہے۔ مگر روایات مذکورہ بالا بتاتی ہیں کہ ان دونوں روایتوں میں ایک ہاتھ سے مراد داہنا ہاتھ ونیز واضح ہو کہ بیعت کی روایات مذکورہ میں بعض روایتیں استشہاداً پیش کی گئی ہیں۔ نیز واضح ہو کہ مصافحہ بیعت کے ایک ہاتھ سے مسنون ہونے کے بارے میں اور بھی بہت سی روایات مرفوعہ اور موقوفہ آئی ہیں اور جس قدر یہاں نقل کی گئی ہیں وہ اثبات مطلوب کے واسطے کافی ووافی ہیں۔

بارھویں روایت: کتاب الترغیب والترہیب میں ہے: "عن سلمان الفارسی عن النبی ﷺ قال ان المسلم اذا لقی اخاه فاخذ بیده تحاتت عنهما ذنوبهما کما یتحات الورق عن الشجر الیابسة فی یوم ریح عاصف رواه الطبرانی باسناد حسن۔" یعنی سلمان فارسی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کا ہاتھ پکڑتا ہے تو ان دونوں کے گناہ

اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت ہوا کے دن سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے باسناد حسن روایت کیا ہے۔ اس حدیث سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ظاہر ہے کیونکہ اس میں لفظ ید بصیغہ واحد ہے اور صیغہ واحد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ واضح ہو کہ مصافحہ کی جن جن احادیث میں لفظ ید واقع ہوا ہے بصیغہ واحد ہی واقع ہوا ہے۔ مصافحہ کی کسی حدیث میں لفظ ید بصیغہ تثنیہ نہیں واقع ہوا ہے۔ ومن ادعی خلافه فعلیه البیان پس اس قسم کی تمام احادیث ہمارے مدعا کی مثبت ہیں۔

تیرہویں روایت: جامع ترمذی میں ہے: "عن البراء بن عازب قال قال رسول الله ﷺ ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لهما قبل ان یتفرقا قال الترمذی هذا حدیث حسن غریب۔" (حدیث ۲۷۲۷) یعنی براء بن عازب سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب دو مسلمان باہم ملاقات کرتے ہیں پس مصافحہ کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے جدا ہوں ان دونوں کی مغفرت کی جاتی ہے۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔ اس حدیث سے اور اس کے سوا تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ کا ذکر ہے اور ید اور کف کی تصریح نہیں ہے۔ ایک ہی ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہوتا ہے اور ان احادیث سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثبوت نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ اہل لغت اور شراح حدیث نے مصافحہ کے جو معنی لکھے ہیں وہ دونوں ہاتھ کے مصافحہ پر صادق نہیں آتے اور ایک ہاتھ کے مصافحہ پر جس طرح اہل حدیث میں مروج ہے بخوبی صادق آتے ہیں۔ اب پہلے مصافحہ کے معنی سنو۔ علامہ مرتضی زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ تاج العروس شرح قاموس میں لکھتے ہیں:

"الرجل یصافح الرجل اذا وضع صفح کفه فی صفح کفه وصفحا وجها هما ومنه حدیث المصافحة عند اللقاء وهی مفاعلة من الصاق صفح الکف بالکف واقبال الوجه علی الوجه کذا فی اللسان والاساس والتهذیب فلا یلتفت الی من زعم ان المصافحة غیر عربی انتهی۔"

ملا علی رحمۃ اللہ علیہ قاری حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں: "المصافحة هی الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید۔"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں: "هی مفاعلة من الصفحة والمراد بها الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید۔"

ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نہایہ میں لکھتے ہیں: "ومنه حدیث المصافحة عند اللقاء وهی مفاعلة من الصاق صفح الکف بالکف واقبال الوجه علی الوجه۔"

ان عبارات کا خلاصہ اور حاصل یہ ہے کہ مصافحہ کے معنی ہیں بطن کف کو بطن کف سے ملانا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ پشت کف کو پشت کف سے یا بطن کف پشت کف سے ملانے کو مصافحہ نہیں کہیں گے۔ جب تم مصافحہ کے معنی معلوم کر چکے تو سنو کہ مصافحہ کے معنی کا مصافحہ مروجہ عند اہل الحدیث پر صادق آنا تو ظاہر رہا ہے، رہا دونوں ہاتھ سے مصافحہ سو اس کی دو صورت ہیں، ایک یہ کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ہر ایک اپنے بائیں ہاتھ کے بطن کف کو دوسرے کے داہنے ہاتھ کے پشت کف سے ملائے۔ اس صورت کا مصافحہ اس زمانہ کے اکثر احناف میں مروج ہے اور اس کے ثبوت میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت علمنی النبی ﷺ وکفی بین کفیه التشهد پیش کی جاتی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے اور بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملایا جائے اور مصافحین میں سے ایک کے دونوں ہاتھ بطور مقراض کے ہوں۔ اس مقراضی صورت کا مصافحہ اس زمانے کے بعض احناف میں رائج ہے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت میں فقط داہنے ہاتھ کے بطن کف کو داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملانے پر مصافحہ کے معنی صادق آتے ہیں اور باقی زائد ہے جس کو مصافحہ سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ رہی دوسری صورت سو اولاً اس کو پہلی صورت کے قائلین کی دلیل مذکور باطل کرتی ہے ثانیاً یہ مقراضی مصافحہ ایک مصافحہ نہیں ہے بلکہ دو مصافحہ ہے کیونکہ داہنے ہاتھ کا بطن کف داہنے ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر مصافحہ کی تعریف (الافضاء بصفحة الید الی صفحة الید) صادق آتی ہے لہٰذا یہ ایک مصافحہ ہوا اور بائیں ہاتھ کا بطن کف بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملتا ہے اور اس پر بھی مصافحہ کی تعریف صادق آتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی ایک مصافحہ ہوا پس مقراضی مصافحہ میں بلاشبہ دو مصافحہ ہوتے ہیں اور اگرچہ مصافحہ کے جو معنی اہل لغت نے بیان کئے ہیں شرع نے اس سے دوسرے معنی کی طرف نقل نہیں کیا لیکن شرع نے مصافحہ کے لئے داہنے ہاتھ کو ضرور متعین کیا ہے۔ جیسا کہ

روایات مذکورہ بالا سے واضح ہے۔ بناعلیہ اس مقراضی مصافحہ میں بائیں ہاتھ کے بطن کف کو بائیں ہاتھ کے بطن کف سے ملانا ہے ہمارے اتنے بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سے نیز تمام ان احادیث سے جن میں مطلق مصافحہ مذکور ہے اور یداور کف کی تصریح نہیں ہے۔ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہوتا ہے۔ فتفکر و تدبر۔ہم نے ایک ہاتھ کے مصافحہ کی سنت کے اثبات میں تیرہ روایتیں پیش کی ہیں ان کے سوااور بھی روایتیں ہیں لیکن اس قدر اثبات مطلوب کے لئے کافی ووافی ہیں۔اب ہم ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماوفقہا کے چند اقوال بیان کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون یا مستحب ہونے کے متعلق علماوفقہا کے اقوال:

علامہ ابن عابد ابن شامی رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا قول: آپ ردالمختار حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں:" قوله (فان لم يقدر) اى على تقبيله الا بالايذاء او مطلقا يضع يديه عليه ثم يقبلهما او يضع احدهما والاولى ان تكون اليمنى لانها المستعملة فيما فيه شرف ولما نقل عن البحر العميق من ان الحجر يمين الله يصافح بها عباده.والمصافحة باليمنىٰ انتهى۔"یعنی اگر حجر اسود کے چومنے پر قدرت نہ ہو یا قدرت ہو مگر ایذا کے ساتھ تو ان دونوں صورتوں میں طواف کرنے والا حجر اسود پر اپنے دونوں ہاتھوں کو رکھے پھر ہاتھوں کو چومے یا صرف ایک ہاتھ رکھے اور اولیٰ یہ ہے کہ حجر اسود پر داہنا ہاتھ رکھے اس واسطے کہ داہنا ہی ہاتھ شریف کاموں میں مستعمل ہوتا ہے اور اس واسطے کہ بحر عمیق سے نقل کیا گیا ہے کہ حجر اسود اللہ تعالیٰ کا داہنا ہاتھ ہے اس سے اس کے بندے مصافحہ کرتے ہیں اور مصافحہ داہنے ہاتھ سے ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ حنفی کا قول: آپ بنایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں:

"واتفق العلماء على انه يستحب تقديم اليمنى فى كل ما هو من باب التكريم كالوضوء والغسل ولبس الثوب والنعل والخف والسراويل ود خول المسجد والسواك والا كتحال وتقليم الأظفار وقص الشارب ونتف الابط وحلق الرأس والسلام من الصلوة والخروج من الخلاء والاكل والشرب والمصافحة واستلام الحجر والأخذ والعطاء وغير ذلك مما هو فى معناه ويستحب تقديم اليسار فى ضد ذلك انتهى۔"

یعنی علما نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ تمام ان امور میں جو باب تکریم سے ہیں داہنے کا مقدم کرنا مستحب ہے جیسے وضو اور غسل کرنا اور کپڑا اور جوتا اور موزہ اور پائجامہ پہننا اور مسجد میں داخل ہونا اور مسواک کرنا اور سرمہ لگانا اور ناخن اور لب کے بال تراشنا اور بغل کے بال اکھیڑنا اور سر مونڈنا اور نماز سے سلام پھیرنا اور بیت الخلا سے نکلنا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا اور حجر اسود کا بوسہ لینا اور لینا دینا وغیرہ اوران کاموں میں جو ان امور کے خلاف ہیں بائیں کا مقدم کرنا مستحب ہے۔

علامہ ضیاء الدین حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی کتاب لوامع العقول شرح رموز الحدیث میں لکھتے ہیں:

"والظاهر من آداب الشريعة تعيّن اليمنى منَ الجانبين لحصول السنة كذلك فلا تحصل باليسرى فى اليسرىٰ ولا فى اليمنى انتهى ذكره تحت حديث اذا التقى المسلمان فتصافحا وحمد الله الحديث۔"

یعنی آداب شریعت سے ظاہر یہی ہے کہ مصافحہ کے مسنون ہونے کے لئے دونوں جانب سے داہنا ہاتھ متعین ہے پس اگر دونوں جانب سے بایاں ہاتھ ملایا گیا یا ایک جانب سے داہنا اور ایک طرف سے بایاں تو مصافحہ مسنون نہیں ہوگا۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی کتاب الروض النضیر شرح جامع صغیر میں لکھتے ہیں:"ولا تحصل السنة الا بوضع اليمنى فى اليمنى حيث لا عذر انتهى۔"یعنی مصافحہ مسنون نہیں ہوگا مگر اسی صورت سے کہ داہنے ہاتھ کو داہنے ہاتھ میں رکھا جائے کہ کوئی عذر نہ ہو۔

علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی کتاب السراج المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث لقاء حاج کی شرح میں لکھتے ہیں:"اذا لقيت الحاج اى عند قدومه من حجه فسلم عليه وصافحه اى ضع يدك اليمنى فى يده اليمنى انتهى۔"یعنی جب تو حاجی سے ملاقات

کرے یعنی حج سے آنے کے وقت تو اس پر سلام کر اور اس سے مصافحہ کر یعنی اپنے داہنے ہاتھ کو اس کے داہنے ہاتھ میں رکھ۔

علامہ ابن ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کا قول: علامہ علقمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الکوکب المنیر شرح جامع صغیر میں حدیث: "اذا التقی المسلمان فتصافحا...... الخ۔" کے تحت میں لکھتے ہیں: "قال ابن ارسلان ولا تحصل هذة السنة الا بان يقع بشرة احد الكفين على الاخر انتهى۔" یعنی مصافحہ کی سنت حاصل نہیں ہوگی مگر اسی طور سے کہ ایک ہتھیلی کا بشرہ دوسری ہتھیلی کے بشرہ پر رکھا جائے۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ المنهج القويم شرح مسائل التعليم میں لکھتے ہیں: "يسن التيامن بالوضوء لانه ﷺ كان يحب التيامن فی شأنه كله مما هو من باب التكريم كتسريح شعر وطهور واكتحال وحلق ونتف ابط وقص شارب ولبس نحو نعل وثوب وتقليم ظفر ومصافحة واخذ وعطاء ويكره ترك التيامن انتهى۔" اس عبارت کا حاصل وہی ہے جو علامہ عینی کی عبارت کا حاصل ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: علامہ عبداللہ بن سلیمان الیمنی الزبیدی اپنے رسالہ مصافحہ میں لکھتے ہیں: "قال النووی يستحب ان تكون المصافحة باليمنى وهو افضل انتهى۔" یعنی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا مستحب ہے اور یہی افضل ہے۔ اب ہم آخر میں جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (جو پیران پیر کے لقب سے مشہور ہیں اور جن کا ایک عالم ارادت مند ہے) کا قول نقل کر کے پہلے باب کو ختم کرتے ہیں۔

جناب قطب ربانی مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول: آپ اپنی بے نظیر کتاب غنية الطالبين میں لکھتے ہیں: "فصل فيما يستحب فعله بيمينه وما يستحب فعله بشماله يستحب له تناول الاشياء بيمينه والاكل والشرب والمصافحة والبداءة بها فی الوضوء والانتعال ولبس الثياب وكذلك يبدأ فی الدخول الى المواضع المباركة كالمساجد والمشاهد والمنازل والدور برجله اليمنى واما الشمال فلفعل الاشياء المستقذرة وازالة الدرن والاستنثار والاستنجاء وتنقية الانف وغسل النجاسات كلها الا ان يشق ذلك او يتعذر كالمشلول والمقطوع يساره فيفعله بيمينه انتهى۔" یعنی یہ فصل ہے ان امور کے بیان میں جن کا داہنے ہاتھ سے کرنا مستحب ہے اور ان امور کے بیان میں جن کا بائیں ہاتھ سے کرنا مستحب ہے۔ مسلمان کے لئے چیزوں کو لینا اور کھانا اور پینا اور مصافحہ کرنا داہنے ہاتھ سے مستحب ہے اور وضو کرنے میں اور جوتے اور کپڑے پہننے میں داہنی طرف سے شروع کرنا مستحب ہے اور اسی طرح متبرک مقامات جیسے مسجد اور مجلس اور منزل اور گھر میں داخل ہونے میں داہنے پیر سے شروع کرنا چاہیے اور لیکن بایاں ہاتھ سو ان چیزوں کے کرنے کے لئے ہے جو مستقذر ہیں اور میل کے دور کرنے کے لئے ہے جیسے ناک جھاڑنا اور استنجا کرنا اور ناک صاف کرنا اور تمام نجاستوں کا دھونا مگر جس صورت میں بائیں ہاتھ سے ان کاموں کا کرنا دشوار ہو یا نہ ہو سکے جیسے وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ شل ہو گیا ہو یا وہ شخص جس کا بایاں ہاتھ کٹ گیا ہو تو اس صورت میں ان کاموں کو (مجبوراً) داہنے ہاتھ سے کرے۔

کہاں ہیں سلسلہ قادریہ کے مریدان اور کدھر ہیں حضرت پیران پیر کے ارادت مندان اپنے پیرو دستگیر کے اس قول کو بغور وعبرت ملاحظہ فرمائیں اور اگر اپنی ارادت اور عقیدت میں سچے ہیں تو اس کے مطابق عمل کریں اور ایک ہاتھ کے مصافحہ کی نسبت یا اس کے عاملین کے نسبت اپنی زبان سے جو نا ملائم الفاظ نکالے ہوں ان کو ندامت کے ساتھ واپس لیں۔ والله الهادی الى الحق۔

دو ہاتھ سے مصافحہ کرنے والوں کی دلیل اور اس کا جواب:

صحیحین میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "علمنی النبی ﷺ وكفى بين كفيه التشهد۔" یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم ایسی حالت میں دی کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی۔ اس دلیل کا جواب یہ ہے:

قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ (وكفى بين كفيه) میں لفظ کفی سے ظاہر یہ ہے کہ ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ حالت تعلیم تشہد میں

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی کیونکہ کفی میں لفظ کف مفرد ہے اور مفرد فرد واحد پر دلالت کرتا ہے۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کف کو بصیغہ تثنیہ اور اپنے کف کو بصیغہ مفرد ذکر کرنا بھی ظاہر دلیل اسی امر کی ہے کہ لفظ کفی سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک ہی ہتھیلی مراد ہے نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اگر دونوں ہتھیلیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں متبرک ہتھیلیوں میں ہوتیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرور اس کی تصریح کرتے اور اہتمام اور اعتنا کے ساتھ بلکہ فخر کے ساتھ فرماتے: وکفای بین کفیه یعنی میری دونوں ہتھیلیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں۔ اس صورت میں وکفی بین کفیه کہنے کا کوئی موقع نہیں تھا نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی غرض وکفی بین کفیه سے اس حالت اور وضع کا بتانا ہے جس حالت اور وضع کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تشہد کی تعلیم دی تھی پس اگر تعلیم تشہد کے وقت حالت یہ تھی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی دونوں ہتھیلیاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھیں تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ وکفای بین کفیه فرماتے کیونکہ خاص اس حالت پر لفظ وکفی بین کفیه صراحتاً ونصاً دلالت نہیں کرتا ہے۔ پس جب معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول مذکور میں کفی سے ان کی فقط ایک ہتھیلی مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقط ایک ہتھیلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی تو ظاہر ہے کہ اس دلیل سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ والوں کا دعویٰ کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ لوگ اس طرح کے مصافحہ کے قائل نہیں بلکہ اس مصافحہ کے قائل ہیں جس میں دونوں جانب سے دو دو ہتھیلیاں ملائی جائیں پس جو ان لوگوں کا دعویٰ ہے وہ اس دلیل سے ثابت نہیں ہوتا اور جو ثابت ہوتا ہے وہ ان کا دعویٰ نہیں۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں:

"وجه ادخال هذا الحديث (ای حديث عبدالله بن هشام) فی المصافحة ان لاخذ باليد يستلزم التقاء صفحة اليد بصفحة اليد غالباً ومن ثم افردها بترجمة تلی هذه الجواز وقوع الا خذ باليد من غير حصول المصافحة۔"

اور علامہ قسطلانی ارشاد الساری میں لکھتے ہیں: "ولما كان الاخذ باليد يجوز ان يقع من غير حصول المصافحة افرده بهذا الباب۔"

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ ہاتھ کا پکڑنا ہوسکتا ہے کہ بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ایک علیحدہ باب منعقد کیا اور مولوی عبدالحی صاحب حنفی رحمۃ اللہ علیہ مجموعہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

"وآنچه در صحیح بخاری در باب مذکور از عبدالله بن مسعود مروی است: علمنی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وکفی بين كفيه التشهد كما يعلمنی السورة من القرآن التحيات لله والصلوات الطيبات الحديث۔"

پس ظاہر آنست که مصافحه متوارثه که بقوت تلاقی مسنون است نبوده بلکه طریقه تعلیمیه بوده که اکابر بوقت اہتمام تعلیم چیزے ازہر دودست یایک دست دست اصاغر گرفته تعلیم ہے سازند۔

یعنی صحیح بخاری میں جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھلایا اس حالت میں کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی سو ظاہر یہ ہے کہ یہ مصافحہ متوارثہ جو بوقت ملاقات مسنون ہے نہیں تھا بلکہ طریقہ تعلیمیہ تھا کہ اکابر کسی چیز کے اہتمام تعلیم کے وقت دونوں ہاتھ سے یا ایک ہاتھ سے اصاغر کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرتے ہیں اور مولوی صاحب موصوف کے علاوہ اجلہ فقہائے حنفیہ نے بھی اس امر کی تصریح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے دونوں کفوں میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو پکڑنا مزید اہتمام و تاکید تعلیم کے لئے تھا اور ان لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں لکھا ہے کہ یہ علی سبیل المصافحہ تھا۔ ہدایہ میں ہے:

" والاخذ بهذا (ای بتشهد ابن مسعود) اولى من الاخذ بتشهد ابن عباس لان فيه الامر واقله الا ستحباب والالف واللام وهما للاستغراق وزيادة الواو وهی لتجديد الكلام كما فی القسم وتاكيد التعليم انتهى۔"

علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

" قوله وتاكيد التعليم يعنی به اخذه بيده زيادة التوكيد ليس فی تشهد ابن عباس انتهى۔"

حافظ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ تخریج ہدایہ میں لکھتے ہیں:

"ومنها (ای من ترجیح تشهد ابن مسعود علی تشهد ابن عباس) انه قال فیه علمنی التشهد وکفی بین کفیه ولم یقل ذلک فی غیره فدل علی مزید الاعتناء والاهتمام به انتهی۔" حافظ ابن حجر رحمہ اللہ درایہ میں لکھتے ہیں:

"واما تاکید التعلیم ففی تشهد ابن عباس ایضا عند مسلم فسلم للمصنف اثنان وبقی اثنان الا ان یرید بتاکید التعلیم قوله کفی بین کفیه فهی زائدة له انتهی۔" اور کفایہ حاشیہ ہدایہ میں ہے:

"وتاکید التعلیم فانه روی عن محمد بن الحسن انه قال اخذ ابو یوسف بیدی وعلمنی التشهد وقال اخذ ابو حنیفة بیدی فعلمنی التشهد وقال ابو حنیفة اخذ حماد بیدی فعلمنی التشهد وقال حماد اخذ علقمة بیدی وعلمنی التشهد وقال علقمة اخذ ابن مسعود بیدی وعلمنی التشهدو قال ابن مسعود اخذ رسول الله ﷺ بیدی وعلمنی التشهد..... الخ۔"

ان عبارات سے صاف واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کف کو اپنے دونوں کفوں میں پکڑنا مزید اہتمام تعلیم کے لئے تھا اور علی سبیل المصافحہ نہیں تھا اور وہاں واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر تعلیم کرنا متعدد احادیث سے ثابت ہے از آنجملہ مسند احمد بن حنبل، ص: 7/ ج: 5 کی ایک یہ روایت ہے:

"حدثنا عبدالله حدثنی ابی ثنا اسماعیل ثنا سلیمن بن المغیرة عن حمید بن هلال عن ابی قتادة وابی الدهماء قالا کانا یکثران السفر نحو هذا البیت قالا اتینا علی رجل من اهل البادیة فقال البدوی اخذ رسول الله بیدی فجعل یعلمنی مما علمه الله تبارك وتعالی انك لن تدع شیئا اتقاء الله جل وعز الا اعطاك الله خیراً منه۔"

یعنی ابوقتادہ ابوالدہماء کہتے ہیں کہ ہم دونوں ایک بدوی شخص کے پاس آئے تو اس بدوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا پس مجھے تعلیم کرنے لگے ان باتوں کی جن کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تعلیم دی تھی اور فرمایا کہ جب تو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کسی چیز کو چھوڑ دے گا تو ضرور اللہ تعالیٰ اس چیز سے بہتر کوئی چیز تجھے عطا کرے گا۔

اگر کوئی کہے کہ صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں لکھا ہے: "باب الاخذ بالیدین وصافح حماد بن زید ابن المبارك بیدیه۔" یعنی باب دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کے بیان میں اور حماد بن زید نے ابن المبارک سے اپنے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ پھر بعد اس کے امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور کو ذکر کیا ہے۔ پس جب صحیح بخاری میں امام موصوف کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے تو اس کے قابل قبول و قابل عمل ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے۔ تو اس کے دو جواب ہیں:

پہلا جواب یہ ہے کہ بخاری کے اس باب میں تین امر مذکور ہیں ایک امام بخاری رحمہ اللہ کی تبویب یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ قول کہ "باب دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کے بیان میں" دوسرے حماد بن زید کا اثر۔ تیسرے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی مجرد تبویب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثابت نہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ مصنفین کی تبویب ان کا دعویٰ ہوتا ہے جو بلا دلیل کسی طرح قابل قبول نہیں۔ اس کے علاوہ مجرد دونوں ہاتھوں کے پکڑنے کا نام مصافحہ نہیں ہے۔ دونوں ہاتھ کے پکڑنے سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا حصول ضروری نہیں ہے اور حماد بن زید کے اثر سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا۔ دیکھو پانچویں دلیل کا جواب۔ رہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور سو اس سے بھی دونوں ہاتھ کا مصافحہ کسی طرح ثابت نہیں ہوتا جیسے کہ تم کو اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ پس یہ کہنا کہ دونوں ہاتھ کا مصافحہ صحیح بخاری سے ثابت ہے صاف دھوکا دینا اور لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس باب سے دونوں ہاتھ کے مصافحہ کا ثبوت تین امر پر موقوف ہے۔ ایک یہ کہ اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری کے نسخ متفق ہوں یعنی ایسا نہ ہو کہ بعض نسخوں میں بالیدین بصیغہ تثنیہ ہو اور بعض نسخوں میں بالید بصیغہ واحد ہو۔ دوسرے یہ کہ اخذ بالیدین سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود مصافحہ بالیدین ہو۔ تیسرے یہ کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ مقصود کسی حدیث مرفوع سے ثابت بھی ہو۔ اگر

یہ تینوں امر ثابت ہیں تو بلاشبہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس باب سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہوگا۔ والا فلا۔لیکن واضح رہے کہ ان تینوں امروں سے کوئی بھی ثابت نہیں۔اس باب میں لفظ بالیدین کی بابت صحیح بخاری کے نسخ متفق نہیں ہیں بعض میں بالیدین بصیغہ تثنیہ واقع ہوا ہے اور بعض میں بالید بصیغہ واحد واقع ہوا ہے چنانچہ ابوذر اور مستملی کے نسخہ میں بصیغہ واحد ہی واقع ہے دیکھو شروح بخاری بلکہ بعض نسخوں میں بالیمین واقع ہوا ہے۔اور اخذ بالیدین سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصود مصافحہ بالیدین ہونا بھی ثابت نہیں بلکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ شراح صحیح بخاری نے صاف تصریح کر دی ہے کہ چونکہ ہوسکتا ہے کہ اخذ بالیدین بغیر حصول مصافحہ کے ہو اس لئے بخاری نے اس کے لئے ایک علیحدہ باب بلفظ باب الاخذ بالیدین منعقد کیا اور بالفرض امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ مقصود ہو بھی تو یہ مقصود کسی حدیث مرفوع صحیح صریح سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔پس یہ کہنا کہ ''صحیح بخاری سے دونوں ہاتھ کا مصافحہ ثابت ہے'' سراسر غلط ہے۔

بعض لوگ یوں کہتے ہیں کہ نصاریٰ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہیں پس ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے میں ان کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور نصاریٰ اور یہود کی مخالفت کرنے کا حکم ہے اس لئے دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرنا ضروری ہے اور ایک ہاتھ سے مصافحہ ہرگز جائز نہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔جب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کا مسنون ہونا ثابت ہے اور کسی حدیث سے ایک ہاتھ سے مصافحہ کے بارے میں نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم ہرگز ہرگز ثابت نہیں ہے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا نہ کسی قوم کی مشابہت سے ناجائز ہوسکتا ہے اور نہ کسی کے قول وفعل سے مکروہ ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسنون ہی رہے گا اور ایسے امر مسنون کو کسی قوم کی مشابہت کی وجہ سے یا کسی کے قول وفعل سے ناجائز ٹھہرانا مسلمان کا کام نہیں ہے اور یہود اور نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا بلاشبہ حکم آیا ہے مگر انہیں امور میں جن کا مسنون ہونا قرآن یا سنت سے ثابت نہیں یا ان امور میں جن کا جائز یا مسنون ہونا پہلے سے ثابت تھا مگر پھر خود نبی کریم ﷺ نے ان امور میں یہود یا نصاریٰ یا کسی اور قوم کی مخالفت کرنے کا حکم فرما دیا اور اس بارے میں ایسا حکم کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

حضرت حماد بن زید کے اثر کا جواب: یہ دلیل دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کی دلیل نہیں ہے ہاں مستدل کی ناواقفی اور نافہمی کی البتہ دلیل ہے۔اولاً اس وجہ سے کہ مستدل نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک کو تابعی بتایا ہے حالانکہ یہ دونوں شخص تابعی نہیں تھے بلکہ اتباع تابعین سے تھے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دونوں بزرگوں کو طبقہ ثامنہ میں لکھا ہے اور طبقہ ثامنہ اتباع تابعین کا طبقہ ہے دیکھو تقریب التہذیب۔پس مستدل کا ان دونوں بزرگوں کو تابعی لکھنا سراسر ناواقفی ہے۔ثانیاً اس وجہ سے کہ تابعین اور اتباع تابعین کے اقوال وافعال بالاتفاق حجت نہیں ہیں۔کما تقرر فی مقرہ پس دونوں ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے پر مجرد حماد بن زید کے فعل سے احتجاج کرنا محض ناواقفی ہے ثالثاً اس وجہ سے کہ حماد بن زید کے فعل کے خلاف ایک ہاتھ سے مصافحہ کے مسنون ہونے کے بارے میں متعدد حدیثیں موجود ہیں دیکھو پہلا باب۔پس باوجود موجود ہونے احادیث متعددہ کے حماد بن زید کے فعل بلا دلیل کو پیش کرنا اور پھر یہ لکھنا کہ ''جو لوگ دو ہاتھ سے مصافحہ کو خلاف سنت کہتے ہیں تا وقتیکہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی کوئی حدیث پیش نہ کریں الخ صاف اور کھلی ناواقفی اور بے خبری ہے۔رابعاً اس وجہ سے کہ ابو اسماعیل بن ابراہیم کی روایت سے حماد بن زید کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا تو ثابت ہوتا ہے مگر عبداللہ بن مبارک کا دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔پس اس روایت کو اس دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرنا کہ دونوں جانب سے دونوں ہاتھ ملانا سنت ہے صاف نافہمی ہے۔

اور واضح رہے کہ مستدل کا ایک حماد بن زید کا فعل اور (وہ بھی ایک مرتبہ کا فعل) پیش کر کے یہ لکھنا کہ ''اس روایت سے بخوبی واضح ہے کہ مصافحہ دونوں ہاتھ سے زمانہ خیر القرون میں عمل درآمد تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے دیکھنے والے یعنی حضرات تابعین بھی دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے تھے۔'' محض جھوٹ ہے اور عوام اہل اسلام کو صاف مغالطہ دینا ہے اور اگر غور وتدبر سے کام لیا جائے تو اسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دونوں ہاتھ سے مصافحہ نہیں کیا جاتا تھا اور اس پر ہرگز عمل درآمد نہیں تھا۔کیونکہ اس زمانہ میں اگر عام طور پر تمام لوگ دو ہی ہاتھ سے مصافحہ کرتے ہوتے تو اس تقدیر پر ابو اسماعیل کا حماد بن زید کے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی خبر دینا اور کسی کو کہ یحییٰ وغیرہ جیسے لوگوں کو محض بے فائدہ ٹھہرتا ہے۔اور لفظ کلتا کا زیادہ کرنا بھی بالکل لغو اور بے سود ہوتا ہے پس صاف معلوم ہوا کہ اس زمانہ میں ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ کا رواج تھا اور اسی پر عمل درآمد تھا اور جب ابو اسماعیل نے

حماد بن زید کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا تو ان کو یہ ایک نئی بات معلوم ہوئی اس وجہ سے لوگوں کو اس کی خبر دی۔ اس تقدیر پر اس خبر کا مفید ہونا ظاہر ہے اور لفظ کلتا کو، بڑھانے کا بھی فائدہ اس تقدیر پر مخفی نہیں ہے۔ فتدبر (مزید تفصیلات کے لئے القالۃ الحسنیٰ کا مطالعہ فرمائیے)

بَابُ الْمُعَانَقَةِ وَقَوْلِ الرَّجُلِ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟

باب: معانقہ یعنی گلے ملنے کے بیان میں اور ایک آدمی کا دوسرے سے پوچھنا کیوں آج صبح آپ کا مزاج کیسا ہے؟

تشریح: سلام کے ساتھ لفظ مصافحہ اور معانقہ ہر دو استعمال ہوتے ہیں مصافحہ سلام کرنے والے اپنے سیدھے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو آپس میں ملائیں۔ یغفر الله لنا ولکم سے ایک دوسرے کو دعا پیش کریں۔ مصافحہ صرف ایک سیدھے ہاتھ سے ہوتا ہے معانقہ گلے سے گلا ملانا۔ اہل عرب کا یہی طریقہ ہے جسے اسلام نے بھی مستحب قرار دیا کیونکہ ان سب کا مقصد واحد محبت وخلوص بڑھانا ہے اور محبت اور خلوص میں خلاصہ اسلام ہے کیف اصبحت کہہ کر مزاج پرسی کرنا اور جواب میں بحمد اللہ بار ہا کہنا یہی امر مستحب ہے یہی وہ تہذیب ہے جس پر اسلام کو ناز ہے۔ صد افسوس ان مسلمانوں پر جو اسلام کی سیدھی سادھی پر خلوص تہذیب کو چھوڑ کر غیروں کی غلط تہذیب اختیار کر کے اپنا دین وایمان خراب کرتے ہیں۔ الحمد للہ آج صحیح بخاری کے پارہ نمبر ۲۶ کی تسوید کے لئے قلم ہاتھ میں لیا ہے اللہ پاک خیریت کے ساتھ اسے بھی درجہ تکمیل کو پہنچا کر قبول فرمائے اور اس خدمت حدیث نبوی کو میرے اور میری آل اولاد اور جملہ احباب ومعاونین کرام کے لئے ترقی دارین کا وسیلہ بنائے آمین۔ برحمتك یا ارحم الراحمین۔

باب کی حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں ہے اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو جو کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔ یہاں لکھنا چاہتے ہوں گے (جس میں یہ بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حسن کو گلے لگایا مگر (دوسری سند سے) کیونکہ ایک ہی سند سے حدیث کو مکرر لانا امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت کے خلاف ہے) پر اس کا موقع نہیں ملا اور باب خالی رہ گیا۔ بعض نسخوں میں لفظ المعانقہ کے بعد واؤ نہیں ہے اس صورت میں قول الرجل کیف اصبحت علیحدہ باب ہوگا اور یہ باب حدیث سے خالی ہوگا۔ اب معانقہ کا حکم یہ ہے کہ وہ جائز نہیں ہے مگر جب کوئی سفر سے آئے تو اس سے معانقہ درست ہے کیونکہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ جب حبش سے آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان سے معانقہ کیا۔ لیکن ذہبی نے میزان میں اس حدیث کی سند کو واہی کہا ہے۔ البتہ آدمی اپنے بچے کو پیار کے طور پر گلے لگا سکتا ہے جیسے نبی کریم ﷺ نے حسن رضی اللہ عنہ کو گلے سے لگایا یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے ابوداؤد سے نقل کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بار ان کو اپنے سے چمٹایا اس کی سند میں ایک شخص مبہم ہے۔ طبرانی نے معجم اوسط میں اس سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ملاقات کے وقت جب سفر سے آتے تو معانقہ کرتے اور ترمذی نے نکالا کہ زید بن حارثہ جب مدینے میں آئے تو نبی کریم ﷺ نے ان کو گلے سے لگایا پیار کیا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے بہر حال سفر سے جو لوٹ کر آئے اس سے معانقہ کرنا درست ہے لیکن عیدین وغیرہ میں معانقہ کا جو مصافحہ لوگوں میں معمول ہو گیا ہے اسی طرح صبح یا عصر یا جمعہ کے بعد اس کی شریعت سے کوئی اصل نہیں اور اکثر علما نے اسے مکروہ قرار دیا۔ (وحیدی)

"اخرج سفیان بن عیینة فی جامعه عن الاجلح عن الشعبی ان جعفرا لما قدم تلقاه رسول الله ﷺ فقبل جعفرا بین عینیه واخرج الترمذی فی معجم الصحابة من حدیث عائشة لما قدم جعفر استقبله رسول الله ﷺ فقبل ما بین عینیه اخرج الترمذی عن عائشة قالت قدم زید بن حارثة المدینة ورسول الله ﷺ فی بیتی فقرع الباب قام الیه النبی ﷺ عریانا یجر ثوبه فاعتنقه وقبله قال الترمذی حدیث حسن۔"

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جب حبشہ سے واپس آ کر دربار رسالت میں تشریف لائے تو نبی کریم ﷺ نے (از راہ شفقت) حضرت جعفر کی پیشانی کو چوما اسی طرح جب حضرت زید بن حارثہ مدینہ آئے تو نبی کریم ﷺ ان سے بغل گیر ہوئے اور ان کو چوما بہر حال اس طرح

معانقہ جائز ہے مگر مریدین جو مکار پیروں کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں اور ان کے قدموں میں سر رکھتے ہیں یہ کھلا ہوا شرک ہے، ایسی حرکات سے ہر موحد مسلمان کو پرہیز لازم ہے۔

٦٢٦٦ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ ﷺ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ!كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللَّهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ فَقَالَ: أَلَا تَرَاهُ؟ أَنْتَ وَاللَّهِ! بَعْدَ الثَّلَاثِ عَبْدُ الْعَصَا وَاللَّهِ! إِنِّي لَأُرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَيُتَوَفَّى فِي وَجَعِهِ فَإِنِّي لَأَعْرِفُ فِي وُجُوهِ بَنِي عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ فَاذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَنَسْأَلَهُ فِي مَنْ يَكُونُ الْأَمْرُ فَإِنْ كَانَ فِينَا عَلِمْنَا ذَلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا أَمَرْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا قَالَ عَلِيٌّ: وَاللَّهِ! لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَيَمْنَعُنَاهَا لَا يُعْطِينَاهَا النَّاسُ أَبَدًا لَا أَسْأَلُهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَبَدًا. [راجع: ٤٤٤٧]

(٦٢٦٦) ہم سے اسحاق بن راہویہ نے بیان کیا، کہا ہم کو بشر بن شعیب نے خبر دی، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے زہری نے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا کہا ہم سے عنبسہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے یونس بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی اور انہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکلے، یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابوالحسن! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کیسی گزاری ہے؟ انہوں نے کہا کہ بحمد اللہ آپ کو سکون رہا ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر کہا کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے نہیں ہو۔ (واللہ) تین دن کے بعد تمہیں لاٹھی کا بندہ بننا پڑے گا۔ واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرض میں آپ وفات پا جائیں گے۔ میں بنی عبدالمطلب کے چہروں پر موت کے آثار کو خوب پہچانتا ہوں، اس لئے ہمارے ساتھ تم آپ کے پاس چلو۔ تا کہ پوچھا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کس کے ہاتھ میں رہے گی اگر وہ ہمیں لوگوں کو ملتی ہے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر دوسروں کے پاس جائے گی تو ہم عرض کریں گے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں کچھ وصیت کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کی درخواست کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی نہیں دیں گے میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی نہیں پوچھوں گا کہ آپ کے بعد کون خلیفہ ہو۔

تشریح: حدیث اور باب میں مطابقت یوں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے کیف اصبح رسول اللہ ﷺ کہہ کر مزاج پوچھا اور انہوں نے بحمد اللہ بارئا کہہ کر جواب دیا اور اس حدیث میں بہت سے امور تشریح طلب ہیں۔ امر خلافت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا وہ بالکل بجا تھا۔ چنانچہ بعد کے واقعات نے بتلا دیا کہ خلافت جس ترتیب سے قائم ہوئی وہی ترتیب عند اللہ محبوب اور مقدر تھی اللہ پاک چاروں خلفائے راشدین کی ارواح طیبات کو ہماری طرف سے بہت بہت سلام پیش فرمائے۔ آمین ثم آمین

روایت میں لفظ ((عبد العصا)) سے مراد یہ ہے کہ کوئی اور خلیفہ ہو جائے گا تم کو اس کی اطاعت کرنی ہوگی۔ لفظ کا لفظی ترجمہ لاٹھی کا غلام ہے مگر مطلب یہی ہے کہ کوئی غیر قریشی تم پر حکومت کرے گا تم اس کے ماتحت ہو کر رہو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کمال دانش مندی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور صاف کہہ دیا کہ اگر ملاقات کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ تم کو خلافت نہیں مل سکتی تو پھر تو قیامت تک لوگ ہم کو خلیفہ نہیں بنائیں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس امر کو توکل علی اللہ پر چھوڑ دیا جائے، اگر اس مرتبہ ہم کو خلافت نہ ملی تو آئندہ کے لئے تو امید رہے گی۔ ایسا پوچھنے میں ایک طرح کی بدفالی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج دینا بھی تھا۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے گوارا نہیں کیا اور اس میں اللہ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس وقت یہ مقدمہ گول مول رہے اور مسلمان اپنے صلاح اور مشورے سے جسے چاہیں خلیفہ بنالیں یہ طرز انتخاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قائم فرمایا جس کو اب سارے سیاست دان عین دانائی اور عقلمندی سمجھتے ہیں اور دنیا میں یہ پہلا طریقہ تھا کہ حکومت کا معاملہ رائے عامہ پر چھوڑا گیا جو آج ترقی پذیر لفظوں میں لفظ آزاد جمہوریہ سے بدل گیا ہے خلافت کے معاملہ میں بعد میں جو کچھ ہوا کہ چاروں خلفائے راشدین اپنے اپنے وقتوں میں مسند خلافت کی زینت ہوئے یہ عین منشائے الٰہی کے مطابق ہوا اور بہت بہتر ہوا و کان عند اللہ قدرا مقدورا۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں: "وفیه ان الخلافة لم تذكر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعلی اصلاً لان العباس حلف انه یصیر مامورا لا امرا لما كان یعرف من توجیه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بها الی غیره وفی سكوت علی دلیل علی علم علی بما قال العباس۔" (فتح جلد ۱۱/ صفحہ ۷۰) یعنی اس میں دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت کا کوئی ذکر نہیں ہوا اس لئے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ قسمیہ کہہ چکے تھے کہ وہ آپ کی وفات کے بعد آمر نہیں بلکہ مامور ہو کر رہیں گے اس لئے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غیر کی طرف محسوس کر چکے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سکوت ہی دلیل ہے کہ جو کچھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اس سے واقف تھے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت بلافصل کا نعرہ محض امت میں انشقاق و افتراق کے لئے کھڑا کیا گیا جس میں زیادہ حصہ مسلمان نما یہودیوں کا تھا۔

بَابُ مَنْ أَجَابَ بِلَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

باب: کوئی بلائے تو جواب میں لفظ لبیک (حاضر) اور سعدیک (آپ کی خدمت کے لیے مستعد) کہنا

٦٢٦٧ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ: أَنَا رَدِيفُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ. ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلَاثًا: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً فَقَالَ: ((يَا مُعَاذُ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ؟ أَلَّا يُعَذِّبَهُمْ)).

(٦٢٦٧) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے پیچھے سوار تھا آپ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے کہا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ (حاضر ہوں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ مجھے اسی طرح مخاطب کیا، اس کے بعد فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: نہیں (پھر خود ہی جواب دیا) ''یہ کہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔'' پھر آپ تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا: ''اے معاذ!'' میں نے عرض کی: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے کہ جب وہ یہ کر لیں تو اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ یہ کہ انہیں عذاب نہ دے۔''

حَدَّثَنَا هُدْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ

ہم سے ہدبہ بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا

عَنْ أَنَسٍ عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا. [راجع: ٢٨٥٦]

ہم سے قتادہ بن دعامہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اور ان سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پھر وہی حدیث مذکورہ بالا بیان کی۔

تشریح: حدیث ہذا میں شرک کی انتہائی مذمت ہے اور توحید پر انتہائی بشارت بھی ہے۔ باب اور حدیث میں مطابقت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے قول لبیك وسعدیك سے ثابت ہوتی ہے۔ اللہ پر حق ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے ایسا وعدہ فرمایا ہے باقی اللہ پر واجب کوئی چیز نہیں ہے وہ جو چاہے کرے اس کی مرضی کے خلاف کوئی دم مارنے کا مجاز نہیں ہے اس لئے جو لوگ بحق فلان بحق فلان سے دعا کرتے ہیں ان کا یہ طریقہ غلط ہے کیونکہ اللہ پر کسی کا حق واجب نہیں ہے۔ یہاں حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ نے جو خیال ظاہر کیا ہے اس سے ہم کو اتفاق نہیں ہے۔

٦٢٦٨ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ! أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَاءً اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِيْ ذَهَبًا يَأْتِيْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ ثَلَاثٌ عِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ إِلَّا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِيْ عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا)) وَأَرَانَا بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ!)) قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((الْأَكْثَرُوْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ إِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا)) ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ! حَتّٰى أَرْجِعَ)) فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّيْ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَبْرَحْ)) فَمَكُثْتُ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لَكَ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((ذَاكَ جِبْرِيْلُ أَتَانِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ

(٦٢٦٨) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا ہم سے زید بن وہب نے بیان کیا، (کہا کہ واللہ) ہم سے ابوذر رضی اللہ عنہ نے مقام ربذہ میں بیان کیا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات کے وقت مدینہ منورہ کی کالی پتھروں والی زمین پر چل رہا تھا کہ احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر! مجھے پسند نہیں کہ اگر احد پہاڑ کے برابر بھی میرے پاس سونا ہو اور مجھ پر ایک رات بھی اس طرح گزر جائے یا تین رات کہ اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس باقی بچے سوائے اس کے جو میں قرض کی ادائیگی کے لئے محفوظ رکھ لوں میں اس سارے سونے کو اللہ کی مخلوق میں اس اس طرح تقسیم کر دوں گا۔'' ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس کی کیفیت ہمیں اپنے ہاتھ سے لپ بھر کر دکھائی پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!'' میں نے عرض کیا: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''زیادہ جمع کرنے والے ہی (ثواب کی حیثیت سے) کم حاصل کرنے والے ہوں گے سوائے اس کے جو اللہ کے بندوں پر مال اس اس طرح یعنی کثرت کے ساتھ خرچ کرے۔'' پھر فرمایا: ''یہیں ٹھہرے رہو ابوذر! یہاں سے اس وقت تک نہ ہٹنا جب تک میں واپس نہ آ جاؤں۔'' پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو۔ اس لیے میں نے (آنحضرت ﷺ کو دیکھنے کے لیے) جانا چاہا لیکن فوراً ہی آپ کا یہ ارشاد یاد آیا کہ یہاں سے نہ ہٹنا۔ چنانچہ میں

مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ: ((وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ لِزَيْدٍ: إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّهُ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَقَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيهِ أَبُو ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ وَقَالَ الْأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ وَقَالَ أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ: ((يَمْكُثُ عِنْدِي فَوْقَ ثَلَاثٍ)). [راجع: ١٢٣٧]

وہیں رک گیا (جب آپ تشریف لائے تو میں نے عرض کی۔ میں نے آواز سنی تھی مجھے آپ کا ارشاد یاد آیا اس لیے میں یہیں ٹھہر گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''یہ جبرئیل تھے، میرے پاس آئے تھے اور مجھے خبر دی ہے کہ میری امت کا جو شخص بھی اس حال میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر اس نے زنا اور چوری کی ہو؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اگر اس نے زنا اور چوری بھی کی ہو۔'' (اعمش نے بیان کیا کہ) میں نے زید بن وہب سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس حدیث کے راوی ابو درداء ہیں؟ حضرت زید نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث مجھ سے ابوذر نے مقام ربذہ میں بیان کی تھی۔ اعمش نے بیان کیا کہ مجھ سے ابو صالح نے حدیث بیان کی اور ان سے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسی طرح بیان کیا اور ابو شہاب نے اعمش سے بیان کیا۔ حضرت ابو درداء کی حدیث میں یہ لفظ اور بیان کیے کہ ''اگر سونا احد پہاڑ کے برابر بھی ہو تو میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ اور بیان کئے کہ اگر سونا احد پہاڑ کے برابر بھی ہو تو میں یہ پسند نہیں کروں گا میرے پاس تین دن سے زیادہ رہے۔

تشریح: حدیث میں کئی ایک اصولی باتیں مذکور ہیں مثلاً: جو شخص خالص توحید والا شرک سے بچنے والا ہے وہ کسی بھی کبیرہ گناہ کی وجہ سے دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ پاک توحید کی برکت سے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دے۔ حدیث کے آخر میں نبی کریم ﷺ کا ایک ایسا طرز عمل مذکور ہے جو ہمیشہ اہل دنیا کے لئے مشعل راہ رہے گا آپ دنیا میں اولین انسان ہیں جنہوں نے سرمایہ داری و دولت پرستی پر اپنے قول و عمل سے ایسی کاری ضرب لگائی کہ آج ساری دنیا اسی ڈگر پر چل پڑی ہے جیسا کہ اقبال مرحوم نے کہا ہے:

گیا دور سرمایہ داری گیا دکھا کر تماشہ مداری گیا

بَابٌ: لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ

باب: کوئی شخص کسی دوسرے بیٹھے ہوئے مسلمان بھائی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے

٦٢٦٩ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا يُقِيمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ)). [راجع: ٩١١]

(٦٢٦٩) ہم سے اسماعیل بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھائے کہ خود وہاں بیٹھ جائے۔''

بَابٌ: قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان:

﴿إِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا﴾ الْآيَةَ. [المجادلة: ١١]

''اے مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی کرلو تو کشادگی کرلیا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی کرے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو۔''

تشریح: بعض نے کہا کہ یہ حکم خاص مجلس نبوی ﷺ کے متعلق تھا مگر صحیح یہ ہے کہ حکم عام ہے۔ اس باب کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس لئے لائے کہ پچھلے باب میں جو دوسرے کی جگہ بیٹھنے کی ممانعت تھی وہ اس حالت میں ہے جب خالی جگہ ہوتے ہوئے کوئی ایسا کرے اگر جگہ کی تنگی نہیں ہے تو پھر اسلام میں بھی تنگی کا حکم نہیں ہے۔

٦٢٧٠۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسَ فِيْهِ آخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَكَانِهِ ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهُ. [راجع: ٩١١]

(٦٢٧٠) ہم سے خلاد بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ بن عمر نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا کہ کسی شخص کو اس کی جگہ سے اٹھایا جائے تاکہ دوسرا اس کی جگہ بیٹھے، البتہ (آنے والے کو مجلس میں) جگہ دے دیا کرو اور فراخی کردیا کرو اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

تشریح: مجلس کے آداب میں سے یہ اہم ترین ادب ہے جس کی تعلیم اس حدیث میں دی گئی ہے آیت باب بھی اسی پاک تعلیم پر مشتمل ہے: "قلت لفظ الطبری عن قتادة كانوا يتنافسون فی مجلس النبی ﷺ اذا راوه مقبلاً فيقوا مجلسهم فامرهم الله تعالى ان يوسع بعضهم لبعض۔" (فتح جلد ١١ صفحہ ٧٣) یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب نبی کریم ﷺ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھتے تو وہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور جگہ پکڑنے کی کوشش کیا کرتے تھے اس پر ان کو مجلس میں کھل کر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

باب: جو اپنے ساتھیوں کی اجازت کے بغیر مجلس یا گھر میں کھڑا ہوا یا کھڑے ہونے کیلئے ارادہ کیا تاکہ دوسرے لوگ بھی کھڑے ہوجائیں تو یہ جائز ہے

تشریح: جب کوئی شخص کسی دوسرے بھائی کی ملاقات کو جائے تو تہذیب یہ ہے کہ اپنی غرض بیان کر کے اٹھ کھڑا ہو اگر گھر والے بیٹھنے کے لئے کہیں تو بیٹھے یوں بے کار وقت ضائع کرنا اور وہاں بیٹھے رہ کر صاحب خانہ کا بھی وقت برباد کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ قربان جایئے جناب نبی کریم ﷺ پر کہ زندگی کے ہر ہر گوشہ پر آپ نے کیسی نظر سے کام لیا اور کتنے بہترین احکام صادر فرمائے ہیں۔ (ﷺ)

٦٢٧١۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَذْكُرُ عَنْ أَبِيْ

(٦٢٧١) ہم سے حسن بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، وہ ابومجلز (لاحق بن حمید) سے بیان کرتے

مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ طَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ قَالَ: فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ وَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا قَالَ: فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتَّى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ [الاحزاب: ٥٣] [راجع: ٤٧٩١]

تھے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو لوگوں کو (دعوت ولیمہ پر) بلایا۔ لوگوں نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرتے رہے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ نے ایسا کیا گویا آپ اٹھنا چاہتے ہیں۔ لیکن لوگ (بے حد بیٹھے ہوئے تھے) پھر بھی کھڑے نہیں ہوئے۔ جب آنحضرت ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہو گئے جب آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے تو آپ کے ساتھ اور بھی بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کھڑے ہو گئے لیکن تین آدمی اب بھی باقی رہ گئے۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ اندر جانے کے لیے تشریف لائے لیکن وہ لوگ اب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی چلے گئے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں آیا اور میں نے نبی ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ (تین آدمی) بھی جا چکے ہیں۔ آپ تشریف لائے اور اندر داخل ہو گئے۔ میں نے بھی اندر جانا چاہا لیکن آپ ﷺ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ''اے ایمان والو! نبی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے۔'' ارشاد ﴿إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ تک۔

تشریح: اوران کی خانگی ضروریات کے پیش نظر آداب کا تقاضا یہی ہے کہ دعوت سے فراغت کے بعد فوراً وہاں سے رخصت ہو جائیں حدیث مذکور میں ایسی ہی تفصیلات مذکور ہیں۔

بَابُ الْإِحْتِبَاءِ بِالْيَدِ وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

باب: ہاتھ سے احتبا کرنا اس کو قرفصا کہتے ہیں

تشریح: یعنی سرین زمین پر لگا کر بیٹھنا اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر جوڑ کر بیٹھنا جائز ہے اس کو قرفصاء کہتے ہیں (عربی میں اس کو احتباء کہتے ہیں) یعنی دونوں رانوں کو کھڑا کر کے سرین پر بیٹھے اور ہاتھوں کو پنڈلیوں پر حلقہ کرے رانوں کو پیٹ سے ملائے۔

٦٢٧٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ: قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هٰكَذَا.

(٦٢٧٢) ہم سے محمد بن ابی غالب نے بیان کیا، کہا ہم کو ابراہیم بن منذر حزامی نے خبر دی، کہا ہم سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحن کعبہ میں دیکھا کہ آپ سرین پر بیٹھے ہوئے دونوں رانیں شکم مبارک سے ملائے ہوئے ہاتھوں سے پنڈلی پکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَيْ أَصْحَابِهِ

باب: اپنے ساتھیوں کے سامنے تکیہ لگا کر ٹیک دے کر بیٹھنا

قَالَ خَبَّابٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً قُلْتُ: أَلَا تَدْعُو اللَّهَ؟ فَقَعَدَ.

خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک چادر پر ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتے! (یہ سن کر) آپ سیدھے ہو بیٹھے۔

تشریح: یہ حدیث باب علامات النبوة میں گزر چکی ہے: "قال المهلب يجوز للعالم والمفتى والامام الاتكاء فى مجلسه بحضرة الناس لألم يجده فى بعض اعضائه او لراحة يرتفق بذلك ولا يكون ذلك فى عامة جلوسه۔"(فتح جلد۱۱/ صفحہ۷۹) یعنی عالم اور مفتی اور امام کے لئے لوگوں کے سامنے مجلس میں کسی جسمانی درد یا بیماری کی وجہ سے تکیہ لگا کر بیٹھنا جائز ہے محض راحت کی وجہ سے بھی مگر عام مجلسوں میں ایسا نہیں ہونا چاہیے۔

٦٢٧٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟)) قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((الْإِشْرَاكُ بِاللَّهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ)). [راجع: ٢٦٥٤]

(۶۲۷۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ایاس جریری نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ نے اور ان سے ان کے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کی خبر نہ دوں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔''

٦٢٧٤ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: ((أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ)) فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ. [راجع: ٢٦٥٤]

(۶۲۷۴) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن مفضل نے اسی کی مثل بیان کیا (اور یہ بھی بیان کیا کہ) آنحضرت ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: ''ہاں اور جھوٹی بات بھی۔'' آنحضرت ﷺ اسے اتنی مرتبہ بار بار دہراتے رہے کہ ہم نے کہا: کاش! آپ خاموش ہو جاتے۔

تشریح: یہ حدیث کتاب الادب میں گزر چکی ہے اور دوسری احادیث میں بھی آپ کا تکیہ لگا کر بیٹھنا منقول ہے جیسے ضمام بن ثعلبہ اور سمرہ کی احادیث میں ہے۔ جھوٹی بات کے لئے آپ کا یہ بار بار فرمانا اس کی برائی کو واضح کرنے کے لئے تھا۔

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

باب: جو کسی ضرورت یا کسی غرض کی وجہ سے تیز تیز چلے

٦٢٧٥ـ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ

(۶۲۷۵) ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، ان سے عمر بن سعید نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ فَأَسْرَعَ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ. [راجع: ۸۵۱]

نبی کریم ﷺ نے ہمیں نماز عصر پڑھائی اور پھر بڑی تیزی کے ساتھ چل کر آپ گھر میں داخل ہو گئے۔

تشریح: یہ گھر میں داخل ہونا کسی ضرورت یا حاجت کی وجہ سے تھا۔ یہ حدیث اوپر گزر چکی ہے لوگوں کو آپ کے خلاف معمول جلدی جلدی چلنے پر تعجب ہوا آپ نے بتلایا کہ میں اپنے گھر میں سونے کا ایک ڈلا چھوڑ آیا تھا میں نے اس کا اپنے گھر میں رہنا پسند نہیں کیا اس کے بانٹ دینے کے لئے میں نے تیزی سے قدم اٹھائے تھے۔ خاک ہوان معاندین کے منہ پر جو ایسے مہا پرش خدارسیدہ بزرگ رسول کو دنیاداری کا الزام لگاتے ہیں۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا۔

بَابُ السَّرِيْرِ

باب: چار پائی، تخت کا بیان

٦٢٧٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ تَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُوْمَ فَأَسْتَقْبِلَهُ فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا. [راجع: ۳۸۲]

(٦٢٧٦) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوالضحیٰ نے، ان سے مسروق نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ تخت کے وسط میں نماز پڑھتے تھے اور میں آنحضرت ﷺ اور قبلہ کے درمیان لیٹی رہتی تھی مجھے کوئی ضرورت ہوتی لیکن مجھے کھڑے ہو کر آپ کے سامنے آنا برا معلوم ہوتا۔ البتہ آپ کی طرف رخ کر کے میں آہستہ سے کھسک جاتی تھی۔

تشریح: قبلہ رخ میں عورت کا لیٹنا نماز کو باطل نہیں کرتا۔

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

باب: گاؤ تکیہ لگانا یا گدا بچھانا (جائز ہے)

٦٢٧٧۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُو الْمَلِيْحِ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِيْ فَدَخَلَ عَلَيَّ فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَقَالَ لِيْ: ((أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَمْسًا)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((سَبْعًا))

(٦٢٧٧) ہم سے اسحاق بن شاہین واسطی نے بیان کیا، کہا ہم سے خالد نے بیان کیا (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور مجھ سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، ان سے عمرو بن عون نے بیان کیا، ان سے خالد (بن عبداللہ طحان) نے بیان کیا، ان سے خالد (حذاء) نے، ان سے ابو قلابہ نے بیان کیا، کہا مجھے ابوالملیح عامر بن زید نے خبر دی، انہوں نے (ابو قلابہ) کو (خطاب کر کے) کہا کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے، میں نے آپ کے لیے چمڑے کا ایک گدا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی بچھا دیا۔ آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھے اور گدا میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ویسے ہی پڑا رہا۔ پھر آپ نے مجھ سے فرمایا:

قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تِسْعًا)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِحْدٰى عَشْرَةَ)) قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ)). [راجع: ١١٣١]

''کیا تمہارے لیے ہر مہینے میں تین دن کے (روزے) کافی نہیں؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''پھر پانچ دن رکھا کر۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایا: ''سات دن۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایا: ''نو دن۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایا: ''گیارہ دن۔'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! فرمایا: ''داود علیہ السلام کے روزے سے زیادہ کوئی روزہ نہیں ہے زندگی کے نصف ایام، ایک دن کا روزہ اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔''

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدا بچھانا اور اس پر بیٹھنا جائز ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔

٦٢٧٨ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ قَدِمَ الشَّأْمَ؛ح: وَ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: ذَهَبْتُ إِلَى عَلْقَمَةَ إِلَى الشَّأْمِ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي جَلِيْسًا فَقَعَدَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ: أَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي كَانَ لَا يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ـ يَعْنِي حُذَيْفَةَ. أَلَيْسَ فِيْكُمْ أَوْ كَانَ فِيْكُمُ الَّذِي أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ رَسُوْلِهِ ﷺ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ـ يَعْنِي عَمَّارًا. أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ؟ـ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُوْدٍ. كَيْفَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقْرَأُ: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ [الليل:١] قَالَ: وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى فَقَالَ: مَا زَالَ هَؤُلَاءِ حَتَّى كَادُوْا يُشَكِّكُوْنَنِي وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [راجع: ٣٢٨٧]

(٦٢٧٨) ہم سے یحییٰ بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے مغیرہ بن مقسم نے، ان سے ابراہیم نخعی نے اور ان سے علقمہ بن قیس نے کہ آپ ملک شام میں پہنچے (دوسری سند) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اور مجھ سے ابو ولید نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے مغیرہ نے اور ان سے ابراہیم نے بیان کیا کہ علقمہ ملک شام گئے اور مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھی، پھر یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے ایک ہم نشین عطا فرما۔ چنانچہ وہ ابو درداء رضی اللہ عنہ کی مجلس میں جا بیٹھے۔ ابو درداء نے دریافت کیا۔ تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ کہا: اہل کوفہ سے۔ پوچھا: کیا تمہارے یہاں (نفاق اور منافقین کے) بھیدوں کے جاننے والے وہ صحابی نہیں ہیں جن کے سوا کوئی اور ان سے واقف نہیں ہے۔ ان کا اشارہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے وہ نہیں ہیں (یا یوں کہا کہ) تمہارے وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی شیطان سے پناہ دی تھی۔ اشارہ عمار رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ کیا تمہارے یہاں مسواک اور گدے والے نہیں ہیں؟ ان کا اشارہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سورۃ "وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى" کس طرح پڑھتے تھے۔ علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ "وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى" پڑھتے تھے۔ ابو درداء نے اس پر کہا کہ یہ لوگ کوفہ والے اپنے مسلسل عمل سے قریب تھا کہ مجھے شبہ میں ڈال دیتے، حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خود اسے سنا تھا۔

تشریح: ہر دو روایتوں میں رسول کریم ﷺ کے لئے گدا بچھایا جانا مذکور ہے یہی باب سے مطابقت ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جن تین بزرگوں کے مختلف مناقب بیان کئے یعنی حضرت حذیفہ حضرت عمار اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا اصل منشا وہ تھا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت سے متعلق ہے۔ ان کا عمل اسی قراءت پر تھا اور سبعہ قراءت میں سے یہ بھی ایک قراءت ہے مگر مشہور عام اور مقبول انام قراءت وہ ہے جو جمہور قراء کے ہاں مقبول اور مروج ہے یعنی والذکر والانثی کی جگہ وما خلق الذکر والانثی مصحف عثمانی میں اس قراءت کو ترجیح حاصل ہے: "السیاق یرشد الی انه اراد وصف کل واحد من الصحابة بما کان اختص به من الفضل دون غیره من الصحابة۔" (فتح جلد ۱۱/ صفحہ ۸۱) یعنی ہر صحابی کو فضل حاصل تھا اس کا اظہار مقصود تھا اور بس۔

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ — باب: جمعہ کے بعد قیلولہ کرنا

تشریح: دن کے وقت دوپہر کے قریب یا اس کے بعد آرام کرنے کو قیلولہ کہتے ہیں۔

٦٢٧٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا نَقِيلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [راجع: ٩٣٨]

(٦٢٧٩) ہم سے محمد بن کثیر نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان ثوری نے خبر دی، ان سے ابو حازم نے اور ان سے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم کھانا اور قیلولہ نماز جمعہ کے بعد کیا کرتے تھے۔

[ابو داود: ١٠٨٦]

بَابُ الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ — باب: مسجد میں بھی قیلولہ کرنا جائز ہے

٦٢٨٠ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي تُرَابٍ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا جَاءَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ: ((أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ)) فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ الْإِنْسَانِ: ((انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟)) فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((قُمْ أَبَا تُرَابٍ! قُمْ أَبَا تُرَابٍ!)) [راجع: ٤٤١]

(٦٢٨٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالعزیز بن حازم نے بیان کیا، ان سے سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو کوئی نام "ابو تراب" سے زیادہ محبوب نہیں تھا۔ جب ان کو اس نام سے بلایا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہیں پایا تو فرمایا: "بیٹی تمہارے چچا کے لڑکے (اور شوہر) کہاں گئے ہیں۔" انہوں نے کہا: میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی تھی وہ مجھ پر غصہ ہو کر باہر چلے گئے اور میرے یہاں (گھر میں) قیلولہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: "دیکھو وہ کہاں ہیں۔" وہ صحابی واپس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو علی رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے تھے اور چادر آپ کے پہلو سے گر گئی تھی اور گرد آلود ہو گئی تھی۔ آپ ﷺ اس سے مٹی صاف کرنے لگے: اور فرمانے لگے: "ابو تراب! (مٹی والے) اٹھو، ابو تراب! اٹھو۔"

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں قیلولہ کرتے ہوئے پائے گئے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ مگر عرب لوگ باپ کے چچا کو بھی چچا کہہ دیتے ہیں اسی بنا پر آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ((این ابن عمك)) کے الفاظ استعمال فرمائے۔

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

باب: اگر کوئی شخص کہیں ملاقات کو جائے اور دوپہر کو وہیں آرام کرے تو یہ جائز ہے

٦٢٨١ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ [عَنْ أَنَسٍ] أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ ﷺ نِطَعًا فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطَعِ فَإِذَا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ. قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ قَالَ: فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ.
[مسلم: ٦٠٥٥، ٦٠٥٦]

(٦٢٨١) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن عبداللہ انصاری نے، کہا مجھ سے میرے والد نے، ان سے ثمامہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ (ان کی والدہ) ام سلیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا فرش بچھا دیتی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اسی پر قیلولہ کر لیتے تھے۔ بیان کیا پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے (اور بیدار ہوئے) تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) آپ کے بال لے لیے اور (پسینے کو) ایک شیشی میں جمع کیا، پھر کسی (ایک خوشبو میں) اسے ملالیا۔ بیان کیا کہ پھر جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس (جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ ملا ہوا تھا) میں سے ان کے حنوط میں ملا دیا جائے۔ بیان کیا ہے کہ پھر ان کے حنوط میں اسے ملایا گیا۔

تشریح: حافظ نے کہا کہ یہ بال حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے لئے تھے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ بال اسی وقت لے لیے تھے، جب آپ نے منیٰ میں سر منڈایا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے بدن کا پسینہ جمع کر رہی تھیں اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جاگے تو فرمایا ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کا پسینہ خوشبو میں ڈالنے کے لئے جمع کرتی ہوں وہ خود بھی نہایت خوشبودار ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ ہم برکت کے لئے آپ کا پسینہ اپنے بچوں کے واسطے جمع کرتی ہیں چنانچہ حنوط میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال اور پسینہ ملا ہوا تھا: "ولا معارضة بين قولها انها كانت تجمعه لاجل طيبه وبين قولها للبركة بل يحمل على انها كانت تفعل ذالك للأمرين معا۔" (فتح جلد ۱۱/ صفحہ ۸۵) یعنی یہ کام برکت اور خوشبو ہر دو مقاصد کے لئے کیا کرتی تھیں۔

٦٢٨٢، ٦٢٨٣ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا ذَهَبَ إِلَى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ. وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ. فَدَخَلَ يَوْمًا

(٦٢٨٢،٨٣) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے، ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ عبداللہ بن ابی طلحہ نے ان سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا تشریف لے جاتے تھے تو ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے گھر بھی جاتے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا کھلاتی تھیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے اور بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔ ام

فَأَطْعَمَتْهُ فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ ـ أَوْ قَالَ: ـ مِثْلَ الْمُلُوكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ ـ يَشُكُّ إِسْحَاقُ ـ)) قُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِينَ)) فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ. [راجع: ٢٧٨٨، ٢٧٨٩]

حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا: یارسول اللہ! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے میرے سامنے (خواب میں) پیش کیے گئے، جو اس سمندر کے اوپر (کشتیوں میں) سوار ہوں گے (جنت میں وہ ایسے نظر آئے) جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں، یا بیان کیا کہ بادشاہوں کی طرح تخت پر۔'' اسحاق کو ان لفظوں میں ذرا شبہ تھا (ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا: دعا کر دیں کہ اللہ مجھے بھی ان میں سے بنائے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی۔ پھر آپ ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو ہنس رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کیجیے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس گروہ کے سب سے پہلے لوگوں میں ہوگی۔'' چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے (معاویہ رضی اللہ عنہ کی شام پر گورنری کے زمانہ میں) سمندری سفر کیا اور خشکی پر اترنے کے بعد اپنی سواری سے گر پڑیں اور وفات پا گئیں۔

تشریح: ہر دو روایتوں میں نبی کریم ﷺ کے قیلولہ کا باب کے مطابق کرنے کا ذکر ہے یہی حدیث اور باب میں مطابقت ہے۔ پہلی روایت میں آپ کے خوشبودار پسینے کا ذکر ہے صد بار قابل تعریف ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو یہ بہترین خوشبو نصیب ہوئی۔ دوسری روایت میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا سے متعلق ایک پیش گوئی کا ذکر ہے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس جنگ میں واپسی کے وقت اپنی سواری سے گر کر شہید ہو گئیں تھیں۔ اس طرح پیش گوئی پوری ہوئی، اس سے سمندری سفر کا جائز ہونا بھی ثابت ہوا، پر آج کل تو سمندری سفر بہت ضروری اور آسان بھی ہو گیا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے۔

بَابُ الْجُلُوسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

باب: آسانی کے ساتھ آدمی جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ سکتا ہے

٦٢٨٤ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالْإِحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلَى فَرْجِ الْإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ وَالْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

(٦٢٨٤) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے زہری نے بیان کیا، ان سے عطاء بن یزید لیثی نے اور ان سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی خرید و فروخت سے منع فرمایا تھا۔ اشتمال صماء اور ایک کپڑے میں اس طرح احتبا کرنے سے کہ انسان کی شرم گاہ پر کوئی چیز نہ ہو اور ملامست اور منابذت سے۔ اس روایت کی

تَابَعَهُ مَعْمَرٌ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُدَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ٣٦٧]

متابعت معمر، محمد بن ابی حفصہ اور عبداللہ بن بدیل نے زہری سے کی ہے۔

تشریح: اس حدیث سے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کا مطلب یوں نکالا کہ جب نبی کریم ﷺ نے اس طرح بیٹھنے سے منع فرمایا کہ اس میں ستر عورت کھلنے کا ڈر ہو تو اس سے یہ نکلا کہ یہ ڈر نہ ہو تو اس طرح بیٹھنا بھی جائز اور درست ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ آپ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک چارزانو بیٹھے رہا کرتے تھے۔ معمر کی روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب البیوع میں اور محمد بن ابی حفصہ کی روایت کو ابن عدی نے اور عبداللہ بن بدیل کی روایت کو ذہلی نے زہریات میں وصل کیا ہے۔ ملامسہ کے بارے میں علامہ نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں علما سے تین صورتیں نقل کی ہیں ایک یہ کہ بیچنے والا ایک کپڑا لپٹا ہوا یا اندھیرے میں لے کر آئے اور خریدار اس کو چھوئے تو بیچنے والا یہ کہے کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اس شرط سے کہ تیرا چھونا تیرے دیکھنے کے قائم مقام ہے اور جب تو دیکھے تو تجھے اختیار نہیں ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ چھونا خود بیع قرار دیا جائے مثلاً مالک خریدار سے یہ کہے کہ جب تو چھوئے تو وہ مال تیرے ہاتھ بک گیا۔ تیسری صورت یہ کہ چھونے سے مجلس کا اختیار قطع کیا جائے اور تینوں صورتوں میں بیع باطل ہے۔ اسی طرح بیع منابذہ کے بھی تین معنی ہیں ایک تو یہ کہ کپڑے کا پھینکنا بیع قرار دیا جائے یہ امام شافعی رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ دوسری یہ کہ پھینکنے سے اختیار قطع کیا جائے۔ تیسری یہ کہ پھینکنے سے کنکری کا پھینکنا مراد ہے۔ یعنی خریدنے والا بائع کے حکم سے کسی مال پر کنکری پھینک دے تو وہ کنکر جس چیز پر پڑ جائے گی اس کا لینا ضروری ہو جائے گا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ یہ سب جاہلیت کے زمانے کی بیع ہیں جو جوئے میں داخل ہیں، اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان سے منع فرمایا ہے اور روایت ہذا میں دو قسم کے لباسوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ ایک اشتمال صماء ہے جس کی یہ صورت جو بیان کی گئی ہے دوسری یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح سے لپیٹ لے کہ کسی طرف سے کھلا نہ رہے گویا اس کو اس پتھر سے مشابہت دی جس کو صخرہ صماء کہتے ہیں یعنی وہ پتھر جس میں کوئی سوراخ یا شگاف نہ ہو سب طرف سے سخت اور یکساں ہو۔ بعض نے کہا کہ اشتمال صماء یہ ہے کہ آدمی کسی بھی کپڑے سے اپنا سارا جسم ڈھانپ کر کسی ایک جانب سے کپڑے کو اٹھائے تو اس کا ستر کھل جائے۔ غرض یہ دونوں قسمیں ناجائز ہیں اور دوسرا لباس احتباء یہ ہے کہ جس سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب شرمگاہ پر کوئی کپڑا نہ ہو تو ایک ہی کپڑا اسے گوٹھ مار کر بیٹھے جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ یعنی کمر سے جکڑے تو اگر شرمگاہ پر کپڑا ہے اور شرمگاہ ظاہر نہیں ہوتی تو جائز ہے اور اگر شرمگاہ ظاہر ہو جاتی ہے تو ناجائز ہے۔

بَابُ مَنْ نَاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

باب: جس نے لوگوں کے سامنے سرگوشی کی اور جس نے اپنے ساتھی کا راز نہیں بتایا، پھر جب وہ انتقال کر گیا تو بتایا یہ جائز ہے

٦٢٨٥، ٦٢٨٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَعِيلَ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ ﷺ عِنْدَهُ جَمِيعًا لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي وَلَا وَاللّٰهِ! مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ

(٦٢٨٥، ٨٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ وضاح نے، کہا ہم سے فراس بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عامر شعبی نے، ان سے مسروق نے کہ مجھ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہ تمام ازواج مطہرات (حضور اکرم ﷺ کے مرض وفات میں) آپ کے پاس تھیں، کوئی وہاں سے نہیں ہٹا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں۔ اللہ کی قسم! ان کی چال رسول اللہ ﷺ کی چال سے الگ نہیں تھی (بلکہ

مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِابْنَتِي)) ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ ـ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ ـ ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ إِذَا هِيَ تَضْحَكُ فَقُلْتُ لَهَا. أَنَا مِنْ نِسَائِهِ: خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ قُلْتُ لَهَا: عَزَمْتُ عَلَيْكِ. بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ ـ لَمَّا أَخْبَرْتِنِي قَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ فَأَخْبَرَتْنِي قَالَتْ: أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِي فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِي: ((أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ فَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَإِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ)) قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِي الَّذِي رَأَيْتِ فَلَمَّا رَأَى جَزَعِي سَارَّنِي الثَّانِيَةَ فَقَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ! أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ هَذِهِ الْأُمَّةِ؟)) [راجع: ٣٦٢٣، ٣٦٢٤]

بہت ہی مشابہ تھی) جب حضور اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا تو خوش آمدید کہا۔ فرمایا: ''بیٹی مرحبا!'' پھر آنحضرت ﷺ نے اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف انہیں بٹھایا۔ اس کے بعد آہستہ سے ان سے کچھ کہا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ نے ان کا غم دیکھا تو دوبارہ ان سے سرگوشی کی اس پر وہ ہنسنے لگیں۔ تمام ازواج میں سے میں نے ان سے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم میں صرف آپ کو سرگوشی کی خصوصیت بخشی۔ پھر آپ رونے لگیں۔ جب آنحضرت ﷺ اٹھے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کے کان میں رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا: میں آپ ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو میں نے حضرت فاطمہ سے کہا: میرا جو حق آپ پر ہے اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتادیں۔ انہوں نے کہا: اب بتا سکتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب آنحضور ﷺ نے مجھ سے پہلی سرگوشی کی تھی تو فرمایا تھا: ''جبرئیل علیہ السلام ہر سال مجھ سے سال میں ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال مجھ سے انہوں نے دو مرتبہ دور کیا اور میرا خیال ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے، اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کرنا کیونکہ میں تمہارے لیے ایک اچھا آگے جانے والا ہوں۔'' بیان کیا کہ اس وقت میرا رونا جو آپ نے دیکھا تھا اس کی وجہ یہی تھی۔ جب آپ ﷺ نے میری پریشانی دیکھی تو آپ نے دوبارہ مجھ سے سرگوشی کی فرمایا: ''فاطمہ بیٹی! کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تم مومن عورتوں کی سردار ہوگی یا فرمایا کہ اس امت کی عورتوں کی سردار ہوگی۔''

تشریح: سرگوشی سے اس لئے منع فرمایا کہ کسی تیسرے آدمی کو سوئے ظن نہ پیدا ہو اگر مجلس میں اس خطرے کا احتمال نہ ہو تو سرگوشی جائز بھی ہے جیسا کہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے رسول کریم ﷺ کا سرگوشی کرنا مذکور ہے۔

بَابُ الْإِسْتِلْقَاءِ

باب: چت لیٹنے کا بیان

٦٢٨٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبَّادُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ

(٦٢٨٧) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، کہا ہم سے زہری نے بیان کیا، کہا مجھے عباد بن تمیم نے خبر دی، ان سے ان کے چچا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹے دیکھا آپ ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے۔

عَلَى الْأُخْرَى. [راجع: ٤٧٥]

بَابٌ: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

باب: کسی جگہ صرف تین آدمی ہوں تو ایک کو اکیلا چھوڑ کر دو آدمی سرگوشی نہ کریں

وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ [المجادلة:٩، ١٠] وَقَوْلُهُ: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمْ وَأَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ [المجادلة: ١٢، ١٣]

اور اللہ پاک نے فرمایا: ''مسلمانو! جب تم سرگوشی کرو تو گناہ اور ظلم اور پیغمبر کی نافرمانی پر سرگوشی نہ کیا کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری پر...... آخر آیت ﴿وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾ تک اور اللہ نے اس سورت میں مزید فرمایا: ''مسلمانو! جب تم پیغمبر سے سرگوشی کرو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ نکالا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر اور پاکیزہ ہے اگر تم کو خیرات کرنے کے لیے کچھ نہ ملے تو خیر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ آخر آیت ﴿وَاللهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾ تک۔

تشریح: یہ آیت بعد کی آیت سے منسوخ ہوگئی، کہتے ہیں کہ اس پر اولین عمل کرنے والے صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ کیا اور ان دونوں آیتوں کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ کانا پھوسی درست ہے وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ گناہ اور ظلم کی بات کے لئے نہ ہو۔

٦٢٨٨ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ؛ ح: وَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ)). [مسلم: ٥٦٩٤]

(٦٢٨٨) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی (دوسری سند) امام بخاری نے کہا ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے نافع نے اور ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی ساتھ ہوں تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو آپس میں سرگوشی نہ کریں۔''

تشریح: دوسری روایت کسی کی صحبت میں بیٹھے تو وہ امانت کی باتیں اپنے دل میں رکھے اور افشا نہ کرے کہ ان سے اس بھائی کو دکھ ہو۔

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

باب: راز چھپانا

٦٢٨٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ سِرًّا فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ

(٦٢٨٩) ہم سے عبداللہ بن صباح نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک راز کی بات کہی تھی اور میں نے وہ راز کسی کو نہیں بتایا (ان کی والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے

وَلَقَدْ سَأَلَتْنِي أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

بھی مجھ سے اس کے متعلق پوچھا لیکن میں نے انہیں بھی نہیں بتایا۔

[مسلم:٦٣٧٩]

تشریح: دارمی کی روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ کو ایک کام کے لئے بھیجا تھا جس کی وجہ سے میں اپنی والدہ کے پاس دیر میں پہنچا۔ والدہ نے تاخیر کی وجہ پوچھی میں نے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے راز کی ایک بات ہے پھر والدہ نے بھی یہی فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے راز کی بات کسی کے سامنے ظاہر نہ کرنا مگر اس سے وہی راز مراد ہے جس کے ظاہر ہونے سے ایک مسلمان بھائی کو نقصان کا خوف ہو۔

بَابٌ: إِذَا كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

باب: جب تین سے زیادہ آدمی ہوں تو سرگوشی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے

٦٢٩٠۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجَ رَجُلَانِ دُوْنَ الْآخَرِ حَتَّى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهُ)).

[مسلم:٥٦٩٦]

(٦٢٩٠) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے ابووائل نے اور ان سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر تم آپس میں سرگوشی نہ کیا کرو، اس لیے لوگوں کو رنج ہوگا، البتہ اگر دوسرے آدمی بھی ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔''

٦٢٩١۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا قِسْمَةً فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ قُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ! لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلَإٍ فَسَارَرْتُهُ فَغَضِبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ: ((رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى مُوسَى أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

(٦٢٩١) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ محمد بن میمون نے، ان سے اعمش نے، ان سے شقیق نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ کچھ مال تقسیم فرمایا اس پر انصار کے ایک شخص نے کہا کہ یہ ایسی تقسیم ہے جس سے اللہ کی خوشنودی مقصود نہ تھی میں نے کہا کہ ہاں، اللہ کی قسم! میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں گیا آپ اس وقت مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے آپ ﷺ کے کان میں چپکے سے یہ بات کہی تو آپ غصہ ہو گئے اور آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا، پھر آپ نے فرمایا: ''موسیٰ پر اللہ کی رحمت ہو انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔'' (پس میں بھی صبر کروں گا)۔

تشریح: باب کا مطلب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرز عمل سے نکلا کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس وقت نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کی جب دوسرے کئی لوگ موجود تھے۔ یہ گستاخ منافق تھا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت تکلیفیں دی گئی قارون نے ایک فاحشہ عورت کو بھڑکا کر آپ پر زنا کی تہمت لگائی، بنی اسرائیل نے آپ کو فتق کا عارضہ بتلایا کسی نے کہا کہ آپ نے اپنے بھائی ہارون کو مار ڈالا۔ ان الزامات پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا اللہ ان پر بہت بہت سلام پیش فرمائے۔ (آمین)

بَابُ طُوْلِ النَّجْوَى

باب: دیر تک سرگوشی کرنا

وَقَوْلُهُ: ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوَى﴾ [الاسراء: ٤٧] مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ فَوَصَفَهُمْ بِهَا وَالْمَعْنَى يَتَنَاجَوْنَ.

سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا کہ ﴿وَإِذْ هُمْ نَجْوٰى﴾ تو نجویٰ ناجیت کا مصدر ہے، یعنی وہ لوگ سرگوشی کرر ہے ہیں یہاں یہ ان لوگوں کی صفت واقع ہو رہا ہے۔

٦٢٩٢ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِي رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ مَا زَالَ يُنَاجِيهِ حَتَّى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [راجع: ٦٤٢] [مسلم: ٨٣٤]

(۶۲۹۲) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نماز کی تکبیر کہی گئی اور ایک صحابی رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کرتے رہے۔ پھر وہ دیر تک سرگوشی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سونے لگے اس کے بعد آپ اٹھے اور نماز پڑھائی۔

بَابٌ: لَا تُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

باب: سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے (نہ چراغ روشن کیا جائے)

تشریح: کیونکہ اس سے بعض دفعہ گھر میں آگ لگ کر نقصان عظیم ہو جاتا ہے۔

٦٢٩٣ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِي بُيُوتِكُمْ حِينَ تَنَامُوْنَ)). [مسلم: ٥٢٥٧؛ ترمذي: ١٨١٣؛ ابن ماجه: ٣٧٦٩]

(۶۲۹۳) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے زہری نے، ان سے سالم نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب سونے لگو تو گھر میں آگ نہ چھوڑو۔''

٦٢٩٤ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِينَةِ عَلَى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ هَذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ)). [مسلم: ٥٢٥٨؛ ابن ماجه: ٣٧٧٠]

(۶۲۹۴) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابواسامہ نے بیان کیا، کہا ہم سے برید بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے ابو بردہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا۔ نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا: ''آگ تمہاری دشمن ہے، اس لیے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔''

٦٢٩٥ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ كَثِيرٍ هُوَ ابْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَمِّرُوا الْآنِيَةَ وَأَجِيفُوا الْأَبْوَابَ وَأَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ)). [راجع: ٣٢٨٠]

(۶۲۹۵) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے کثیر بن شنظیر نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے بیان کیا، ان سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(سوتے وقت) برتن ڈھک لیا کرو اور دروازے بند کرلیا کرو اور چراغ بجھالیا کرو کیونکہ یہ چوہا بعض اوقات چراغ کی بتی کھینچ لیتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔''

تشریح: یہ معاشرتی زندگی کے ایسے پہلو ہیں جن پر عدم توجہی کے سبب بعض دفعہ ایسے لوگ سخت ترین تکلیف کے شکار ہوجاتے ہیں قربان جائیے اس پیارے رسول پر جنہوں نے زندگی کے ہر گوشہ کے لئے ہم کو بہترین ہدایات پیش فرمائی ہیں۔ (ﷺ)

بَابُ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

باب: رات کے وقت دروازہ بند کرنا

٦٢٩٦ـ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِي عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَطْفِئُوا الْمَصَابِيحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ وَغَلِّقُوا الْأَبْوَابَ وَأَوْكُوا الْأَسْقِيَةَ وَخَمِّرُوا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ)) قَالَ هَمَّامٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: ((وَلَوْ بِعُودٍ يَعْرُضُهُ)). [راجع: ٣٢٨٠]

(۶۲۹۶) ہم سے حسان بن ابی عباد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عطاء بن ابی رباح نے اور ان سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب رات کو سونے لگو تو چراغ بجھا دیا کرو اور دروازے بند کرلیا کرو اور مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کرو اور کھانے پینے کی چیزیں ڈھک دیا کرو۔'' حماد نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ بھی فرمایا ہے کہ ''اگرچہ ایک لکڑی سے ہی ہو۔''

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ الْكِبَرِ وَنَتْفِ الْإِبْطِ

باب: بوڑھا ہونے پر ختنہ کرنا اور بغل کے بال نوچنا

تشریح: اہلحدیث کے نزدیک ختنہ کرنا واجب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ باب سے بھی وجوب نکلتا ہے کیونکہ بڑا ہونے کے بعد بھی ختنہ کرانا انہوں نے لازم رکھا ہے۔ اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے کرمانی نے کہا کہ مناسبت یہ ہے کہ ختنے کی تقریب میں لوگ جمع ہوتے ہیں تو استیذان کی ضرورت پڑتی ہے اسی لئے اسے کتاب الاستیذان میں لائے۔ فافهم و لا تكن من القاصرين۔

٦٢٩٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ)).

[راجع: ٥٨٨٩]

(۶۲۹۷) ہم سے یحییٰ بن قزعہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے سعید بن مسیب نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزیں فطرت سے ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف بال مونڈنا، بغل کے بال صاف کرنا، مونچھ چھوٹی کرانا اور ناخن کاٹنا۔''

تشریح: بعض روایات میں ڈاڑھی بڑھانے کا بھی ذکر ہے یہ جملہ امور سنن ابراہیمی ہیں جن کی پابندی ان کے آل کے لئے ضروری ہے اللہ پاک ہر

مسلمان کو ان پر عمل کی توفیق بخشے کہ وہ صحیح ترین فرزندان ملت ابراہیمی ثابت ہوں۔ اس حدیث سے باب کا مطلب یوں نکلا کہ آپ نے ختنہ کو پیدائشی سنت فرمایا اور عمر کی کوئی قید نہیں لگائی تو معلوم ہوا کہ بڑی عمر میں بھی ختنہ ہے۔

٦٢٩٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ ابْنُ أَبِي حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ ثَمَانِينَ سَنَةً وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُومِ)) مُخَفَّفَةً حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَقَالَ: بِالْقَدُّومِ وَهُوَ مَوْضِعٌ. [راجع: ٣٣٥٦]

(٦٢٩٨) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب بن ابی حمزہ نے خبردی، کہا ہم سے ابوزناد نے بیان کیا، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی (٨٠) سال کی عمر میں ختنہ کرایا اور آپ نے قدوم (تخفیف کے ساتھ) (کلہاڑے) سے ختنہ کیا۔“ ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے مغیرہ نے بیان کیا اور ان سے ابوزناد نے بالقدوم (تشدید کے ساتھ بیان کیا) جو کہ ایک جگہ کا نام ہے۔

٦٢٩٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحِيمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِينَ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ؟ قَالَ: أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُونٌ قَالَ: وَكَانُوا لَا يَخْتِنُونَ الرَّجُلَ حَتَّى يُدْرِكَ. [طرفه في: ٦٣٠٠]

(٦٢٩٩) ہم سے محمد بن عبدالرحیم نے بیان کیا، کہا ہم کو عباد بن موسیٰ نے خبردی، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے سعید بن جبیر نے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر کیا تھی؟ کہا کہ ان دنوں میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا اس کا ختنہ نہ کرتے تھے۔

٦٣٠٠ـ وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَنَا خَتِينٌ. [راجع: ٦٢٩٩]

(٦٣٠٠) ہم سے عبداللہ بن ادریس بن یزید نے اپنے والد سے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے سعید بن جبیر نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو میرا ختنہ ہو چکا تھا۔

بَابٌ: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ

باب: آدمی جس کام میں مصروف ہو کر اللہ کی عبادت سے غافل ہو جائے وہ لھو میں داخل ہے اور باطل ہے

وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ لِأُقَامِرْكَ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾. [لقمان:٦]

اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آؤ، جوا کھیلیں اس کا کیا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان میں فرمایا: ”بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ کی راہ سے بہکا دینے کے لیے کھیل کود کی باتیں بول لیتے ہیں۔“

تشریح: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم اس پروردگار کی جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ اس سے گانا مراد ہے حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم اور حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہما سے بھی ایسا ہی منقول ہے حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ آیت غنا اور مزامیر کی مذمت میں نازل ہوئی ہے۔

٦٣٠١ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ حَلَفَ مِنكُمْ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ)). [راجع: ٤٨٦٠]

(٦٣٠١) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، کہا مجھے حمید بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جس نے قسم کھائی اور کہا کہ لات وعزیٰ کی قسم، تو پھر وہ لا الہ الا اللّٰہ کہے اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا کہ آ ؤ جوا کھیلیں تو اسے صدقہ کر دینا چاہیے۔''

تشریح: لہٰذا روپیہ پیسہ جوا کھیلنے کے لئے استعمال کرنا حرام ہے۔ جو لوگ پیر ومرشد کی قسم کھاتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے مصداق ہیں قسم کھانا صرف اللہ کے نام سے ہو غیر اللہ کے نام کی قسم کھانا شرک ہے: "من حلف بغير الله فقد اشرك" اس باب کی مناسبت کتاب الاستیذان سے مشکل ہے اسی طرح حدیث کی مناسبت ترجمہ باب سے۔ بعض نے پہلے امر کی توجیہ یہ کی ہے کہ جوا کھیلنے کے لئے جو بلائے اس کو گھر آنے کی اجازت نہ دینی چاہیے۔ اور دوسرے کی توجیہ یہ کی ہے کہ لات وعزیٰ کی قسم کھانا بھی لهو الحديث میں داخل ہے جو حرام ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ

باب: عمارت بنانا کیسا ہے

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ)). [راجع: ٥٠]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ ''قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ مویشی چرانے والے لوگ کوٹھیوں میں اکڑنے لگیں گے، یعنی بلند کوٹھیاں بنوا کر فخر کرنے لگیں گے۔''

تشریح: اس حدیث کو لا کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اشارہ کیا کہ بہت لمبی لمبی اونچی عمارتیں بنوانا مکروہ ہے اور اس باب میں ایک صریح روایت بھی وارد ہے جس کو ابن ابی الدنیا نے نکالا کہ جب آدمی سات ہاتھ سے زیادہ اپنی عمارت اونچی کرتا ہے تو اس کو یوں پکارتے ہیں او فاسق تو کہاں جاتا ہے مگر اس حدیث کی سند ضعیف ہے دوسرے موقوف ہے۔ خباب کی صحیح حدیث میں جسے ترمذی وغیرہ نے نکالا یوں ہے کہ آدمی کو ہر ایک خرچ کا ثواب ملتا ہے مگر عمارت کے خرچ کا ثواب نہیں ملتا۔ طبرانی نے معجم اوسط میں نکالا جب اللہ کسی بندے کے ساتھ برائی کرنا چاہتا ہے تو اس کا پیسہ عمارت میں خرچ کراتا ہے مترجم (وحیدالزماں) کہتا ہے مراد وہی عمارت ہے جو فخر اور تکبر کے لئے بے ضرورت بنائی جاتی ہے جیسے اکثر دنیادار امیروں کی عادت ہے لیکن وہ عمارت دین کے کاموں کے لئے یا عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے بنائی جائے مساجد، مدارس، سرائیں، یتیم خانے ان میں تو پھر ثواب ہوگا بلکہ جب تک ایسی مقدس عمارت باقی رہے گی برابر ان بنانے والوں کو ثواب ملتا رہے گا۔

٦٣٠٢ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُنِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بَنَيْتُ بِيَدَيَّ بَيْتًا يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ وَيُظِلُّنِي مِنَ الشَّمْسِ مَا أَعَانَنِي عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ. [راجع: ٤١٦٢]

(٦٣٠٢) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے اسحاق نے بیان کیا وہ سعید کے بیٹے ہیں، ان سے سعید نے اور ان سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک گھر بنایا تا کہ بارش سے حفاظت رہے اور دھوپ سے سایہ حاصل ہو اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے اس کام میں میری مدد نہیں کی۔ (معلوم ہوا کہ ضرورت

کے لائق گھر بنانا درست ہے)۔

٦٣٠٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاللّٰهِ! مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ وَلَا غَرَسْتُ نَخْلَةً مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ ﷺ. قَالَ سُفْيَانُ: فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ بَنَى قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ: فَلَعَلَّهُ قَالَ: قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ.

(۶۳۰۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے، ان سے عمرو بن دینار نے اور ان سے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ واللہ! نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد نہ میں نے کوئی اینٹ کسی اینٹ پر رکھی اور نہ کوئی باغ لگایا۔ سفیان نے بیان کیا کہ جب میں نے اس کا ذکر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بعض گھرانوں کے سامنے کیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! انہوں نے گھر بنایا تھا۔ سفیان نے بیان کیا کہ میں نے کہا: پھر یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما نے گھر بنانے سے پہلے کہی ہوگی۔

تشریح: حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی پیش کردہ تطبیق بالکل مناسب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ بات گھر بنانے سے پہلے کی فرمودہ ہے بعد میں انہوں نے گھر بنایا جیسا کہ خود ان کے گھر والوں کا بیان ہے۔ ضرورت سے زیادہ مکان بنانا وبال جان ہے جیسا کہ آج کل لوگوں نے عمارات مشیدہ بنا بنا کر کھڑی کر دی ہیں۔ باغ لگانا افادہ کے لئے بہتر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الدَّعْوَاتِ

دعاؤں کا بیان

تشریح: از آدم تا ایں دم اللہ پاک کے وجود برحق کو ماننے والی جتنی قومیں گزری ہیں یا موجود ہیں ان سب ہی میں ''دعا'' کا تصور وتخیل وتعامل موجود ہے۔ موحد قوموں نے ہر قسم کی نیک دعاؤں کا مرکز اللہ پاک رب العالمین کی ذات واحد کو قرار دیا اور مشرکین اقوام نے اس صحیح مرکز سے ہٹ کر اپنے دیوتاؤں، اولیا، پیروں، شہیدوں، قبروں، بتوں کے ساتھ یہ معاملہ شروع کر دیا۔ تاہم اس قسم کے تمام لوگوں کا ''دعا'' کے تصور پر ایمان رہا ہے اور اب بھی موجود ہے۔ اسلام میں دعا کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے، پیغمبر اسلام ﷺ فرماتے ہیں کہ "الدعاء مخ العبادة۔" یعنی عبادت کا اصلی مغز دعا ہی ہے۔ اس لئے اسلام میں جن جن کاموں کو عبادت کا نام دیا گیا ہے ان سب کی بنیاد از اول تا آخر دعاؤں پر رکھی گئی ہے۔ نماز جو اسلام کا ستون ہے اور جس کے ادا کئے بغیر کسی مسلمان کلمہ گو کو چارہ نہیں وہ از اول تا آخر دعاؤں کا ایک بہترین گلدستہ ہے۔ روزہ، حج کا بھی یہی حال ہے۔ زکوٰۃ میں بھی لینے والے کو دینے والے کے حق میں نیک دعا سکھلا کر بتلایا گیا ہے کہ اسلام کا اصل مدعا جملہ عبادات سے دعا ہے چنانچہ خود نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "الدعاء هو العبادة ثم قرأ: ﴿وقال ربكم ادعوني استجب لكم﴾۔" (رواہ احمد وغیرہ) یعنی دعا عبادت ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق دعاؤں میں وہ غضب کی قوت رکھی گئی ہے کہ ان سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے خاص تاکید فرمائی کہ "فعليكم عباد الله بالدعاء۔" (رواہ الترمذی) یعنی اے اللہ کے بندو! بالضرور دعا کو اپنے لئے لازم کرلو۔ ایک روایت میں ہے کہ جو شخص اللہ سے دعا نہیں مانگتا سمجھ لو وہ اللہ کے غضب میں گرفتار ہے اور فرمایا کہ جس کے لئے دعا بکثرت کرنے کا دروازہ کھول دیا گیا سمجھ لو اس کے لئے رحمت الٰہی کے دروازے کھل گئے اور بھی بہت سی روایات اس قسم کی موجود ہیں پس اہل ایمان کا فرض ہے کہ اللہ پاک سے ہر وقت دعا مانگنا اپنا عمل بنالیں۔ قبولیت دعا کے لئے قرآن وسنت کی روشنی میں کچھ تفصیلات ہیں۔ ان کو بھی سرسری نظر میں ملاحظہ فرمالیجئے تاکہ آپ کی دعا قبول ہو جائے۔

① دعا کرتے وقت یہ سوچ لینا ضروری ہے کہ اس کا کھانا پینا اس کا لباس حلال مال سے ہے یا حرام سے۔ اگر رزق حلال وصدق مقال ولباس طیب مہیا نہیں ہے تو دعا سے پہلے ان کو مہیا کرنے کی کوشش کرنی ضروری ہے۔

② قبولیت دعا کے لئے یہ شرط بڑی اہم ہے کہ دعا کرتے وقت اللہ برحق پر یقین کامل ہو اور ساتھ ہی دل میں یہ عزم بالجزم ہو کہ جو وہ دعا کر رہا ہے وہ ضرور قبول ہوگی۔ رد نہیں کی جائے گی۔

③ قبولیت دعا کے لئے دعا کے مضمون پر توجہ دینا بھی ضروری ہے اگر آپ قطع رحمی کے لئے، ظلم وزیادتی کے لئے یا قانون قدرت کے برعکس کوئی مطالبہ اللہ کے سامنے رکھ رہے ہیں تو ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ اس قسم کی دعائیں بھی آپ کی قبول ہوں گی۔

④ دعا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کی قبولیت آپ پر ظاہر ہو جائے ایسا تصور بھی صحیح نہیں ہے، بہت سی دعائیں فوراً اثر دکھاتی ہیں بہت سی کافی دیر کے بعد اثر پذیر ہوتی ہیں۔ بہت سی دعائیں بظاہر قبول نہیں ہوتیں مگر ان کی برکات سے ہم کسی آنے والی بڑی آفت سے بچ جاتے ہیں اور بہت سی دعائیں صرف آخرت کے لئے ذخیرہ بن کر رہ جاتی ہیں بہر حال دعا بشرائط بالا کسی حال میں بھی بیکار نہیں جاتی۔

⑤ نبی کریم ﷺ نے آداب دعا میں بتلایا ہے کہ اللہ کے سامنے ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی طرف سے پھیلا کر صدق دل سے سائل بن کر دعا مانگو۔ فرمایا

تمہارا رب کریم بہت ہی حیادار ہے اس کو شرم آتی ہے کہ اپنے مخلص بندے کے ہاتھوں کو خالی ہاتھ واپس کر دے۔ آخر میں ہاتھوں کو چہرے پر مل لینا بھی آداب دعا سے ہے۔

⑥ پیٹھ پیچھے اپنے بھائی مسلمان کے لئے دعا کرنا قبولیت کے لحاظ سے فوری اثر رکھتا ہے مزید یہ کہ فرشتے ساتھ میں آمین کہتے ہیں اور دعا کرنے والے کو دعا دیتے ہیں کہ اللہ تم کو بھی وہ چیز عطا کرے جو تم اپنے غائب بھائی کے لئے مانگ رہے ہو۔

⑦ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے آدمیوں کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ مظلوم کی دعا، حاجی کی دعا جب تک وہ واپس ہو، مجاہد کی دعا یہاں تک کہ وہ اپنے مقصد کو پہنچے، مریض کی دعا یہاں تک کہ وہ تندرست ہو، پیٹھ پیچھے اپنے بھائی کیلئے دعائے خیر جو قبولیت میں فوری اثر رکھتی ہے۔

⑧ ایک دوسری روایت کی بنا پر تین دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ والدین کا اپنی اولاد کے حق میں دعا کرنا اور مظلوم کی بعض روایت کی بنا پر روزہ دار کی دعا اور امام عادل کی دعا بھی فوری اثر دکھلاتی ہے۔ مظلوم کی دعا کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بارگاہ الٰہی سے آواز آتی ہے کہ مجھ کو قسم ہے اپنے جلال کی اور عزت کی میں ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ اس میں کچھ وقت لگے۔

⑨ کشادگی، بےفکری، فارغ البالی کے اوقات میں دعاؤں میں مشغول رہنا کمال ہے ورنہ شدائد و مصائب میں تو سب ہی دعا کرنے لگ جاتے ہیں۔ اولاد کے حق میں بددعا کرنے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح اپنے لئے یا اپنے مال کے لئے بددعا نہ کرنی چاہیے۔

⑩ دعا کرنے سے پہلے پھر اپنے دل کا جائزہ لیجئے کہ اس میں سستی غفلت کا کوئی داغ دھبہ تو نہیں ہے۔ دعا وہی قبول ہوتی ہے جو دل کی گہرائی سے، صدق نیت سے حضور قلب و یقین کامل کے ساتھ کی جائے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [غافر: ٦٠]

”مجھے پکارو! میں تمہاری پکار قبول کروں گا بلاشبہ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ بہت جلد دوزخ میں ذلت کے ساتھ ہوں گے۔“

بَابٌ: وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

باب: ہر نبی کی ایک دعا ضرور ہی قبول ہوتی ہے

تشریح: اس آیت کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ دعا بھی عبادت ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث وارد ہے جسے امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے نکالا کہ دعا بھی عبادت ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ﴿ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (۴۰/ غافر: ۶۰) دوسری روایت میں یوں ہے کہ دعا ہی عبادت کا مغز ہے۔ پس اب جو کوئی اللہ کے سوا کسی دوسرے سے دعا کرے تو وہ مشرک ہوگا کیونکہ اس نے غیر اللہ کی عبادت کی اور یہی شرک ہے۔

٦٣٠٤ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ)). [طرفه في: ٧٤٧٤]

(۶۳۰۴) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کو ایک دعا حاصل ہوتی ہے (جو قبول کی جاتی ہے) اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھوں۔“

٦٣٠٥ - قَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا - أَوْ

(۶۳۰۵) اور معتمر نے بیان کیا، انہوں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی نے کچھ چیزیں

قَالَ: ـ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا فَاسْتُجِيبَ فَجَعَلْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [مسلم: ٤٩٧]

مانگیں یا فرمایا کہ ہر نبی کو ایک دعا دی گئی جس چیز کی اس نے دعا مانگی، پھر اسے قبول کیا گیا لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ رکھی ہوئی ہے۔"

تشریح: "قال ابن بطال فی هذا الحدیث بیان فضل نبینا ﷺ...... الخ۔" یعنی اس حدیث میں ہمارے نبی ﷺ کی فضیلت کا بیان ہے جو آپ کو تمام رسولوں پر حاصل ہے کہ آپ نے اس مخصوص دعا کے لئے اپنے نفس پر ساری امت اور اپنے اہل بیت کے لئے ایثار فرمایا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں آپ کی طرف سے امت پر کمال شفقت کا اظہار ہے اس میں ان پر بھی دلیل ہے کہ اہل سنت میں سے جو شخص توحید پر مرا وہ دوزخ میں ہمیشہ نہیں رہے گا اگرچہ وہ کبائر پر اصرار کرتا ہوا مر جائے۔ (فتح الباری)

بَابُ أَفْضَلِ الْإِسْتِغْفَارِ

باب: استغفار کے لیے افضل دعا کا بیان

وَقَوْلِهِ: ﴿وَاسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝﴾ [نوح: ١٠، ١٢] وَقَوْلِهِ ﴿وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾. [آل عمران: ١٣٥]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ نوح میں فرمایا: "اپنے رب سے بخشش مانگو وہ بڑا بخشنے والا ہے تم ایسا کرو گے تو وہ آسمان کے دہانے کھول دے گا اور مال اور بیٹوں سے تم کو سرفراز کرے گا اور باغ عطا فرمائے گا اور نہریں عنایت کرے گا۔" اور سورۂ آل عمران میں فرمایا: "بہشت ان لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے جن سے کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو اللہ پاک کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اللہ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو بخشے اور وہ اپنے برے کاموں پر جان بوجھ کر ہٹ دھرمی نہیں کرتے ہیں۔"

٦٣٠٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ أَنْ تَقُولَ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ)) قَالَ: ((وَمَنْ قَالَهَا

(٦٣٠٦) ہم سے ابو معمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین بن ذکوان معلم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا ان سے بشیر بن کعب عدوی نے کہا مجھ سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سید الاستغفار (مغفرت مانگنے کے سب کلمات کا سردار) یہ ہے کہ یوں کہے، اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں، میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کیے ہوئے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر تیری نعمتیں ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ معاف نہیں کرتا۔" آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)).

[انظر: ٦٣٢٣] [نسائي: ٥٥٣٧]

''جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اس دن اس کا انتقال ہوگیا شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔''

بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

باب: دن اور رات نبی کریم ﷺ کا استغفار کرنا

تشریح: نبی کریم ﷺ کا یہ استغفار اور توبہ کرنا اظہار عبودیت کے لئے تھا، یا دنیا کی تعلیم کے لئے، یا برطریق تواضع، یا اس لئے کہ آپ کی ترقی درجات ہر وقت ہوتی رہتی تو ہر مرتبہ اعلیٰ پر پہنچ کر مرتبہ اولیٰ سے استغفار کرتے۔ ستر بار سے مراد خاص عدد ہے یا بہت ہونا۔ عربوں کی عادت ہے جب کوئی چیز بہت بار کی جاتی ہے تو اس کو ستر بار کہتے ہیں۔ امام مسلم کی روایت میں سو بار مذکور ہے۔

٦٣٠٧ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((وَاللَّهِ! إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً)).

(٦٣٠٧) ہم سے ابو یمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہوں نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم میں دن میں ستر مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔''

بَابُ التَّوْبَةِ

باب: توبہ کا بیان

قَالَ قَتَادَةُ: ﴿تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ [التحريم: ٨] الصَّادِقَةُ النَّاصِحَةُ.

قتادہ نے کہا: ﴿تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا﴾ سورۂ تحریم میں نصوح سے سچی اور اخلاص کے ساتھ توبہ کرنا مراد ہے۔

٦٣٠٨ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هَكَذَا قَالَ أَبُو

(٦٣٠٨) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوشہاب نے، ان سے اعمش نے، ان سے عمارہ بن عمیر نے، ان سے حارث بن سوید اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو احادیث (بیان کیں) ایک نبی کریم ﷺ سے اور دوسری خود اپنی طرف سے کہا: مومن اپنے گناہوں کو ایسا محسوس کرتا ہے جیسا وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے اوپر نہ گر جائے اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح ہلکا سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری اور اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اس کی طرف اشارہ کیا۔ ابوشہاب نے ناک پر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس کی کیفیت

شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ: ((لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتَّى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ)) تَابَعَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَجَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبُو مُسْلِمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ وَقَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ. [مسلم: ٦٩٥٥، ٦٩٥٦، ٦٩٥٧؛ ترمذي: ٢٤٩٧، ٢٤٩٨]

بتائی، پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کی: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جس نے کسی پُر خطر جگہ پڑاؤ کیا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہیں وہ سر رکھ کر سو گیا ہو اور جب بیدار ہوا ہو تو اس کی سواری غائب ہو۔ آخر بھوک و پیاس یا جو کچھ اللہ نے چاہا اسے سخت لگ جائے وہ اپنے دل میں سوچے کہ مجھے اب گھر واپس چلا جانا چاہیے اور جب وہ واپس ہوا اور پھر سو گیا لیکن اس نیند سے جو سر اٹھایا تو اس کی سواری وہاں کھانا پینا لیے ہوئے سامنے کھڑی ہے تو خیال کرو اسے کس قدر خوشی ہو گی۔'' ابوشہاب کے ساتھ اس حدیث کو ابوعوانہ اور جریر نے بھی اعمش سے روایت کیا۔ شعبہ اور ابومسلم (عبیداللہ بن سعید) نے اسے اعمش سے روایت کیا، انہوں نے ابراہیم تیمی سے، انہوں نے حارث بن سوید سے اور ابومعاویہ نے یوں کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے عمارہ سے انہوں نے اسود بن یزید سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔ اور ہم سے اعمش نے بیان کیا، انہوں نے ابراہیم تیمی سے، انہوں نے حارث بن سوید سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

٦٣٠٩ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَحَدَّثَنِي هُدْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلَى بَعِيرِهِ وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضِ فَلَاةٍ)). [مسلم: ٦٩٦١]

(٦٣٠٩) ہم سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو حبان بن ہلال نے خبر دی، کہا ہم سے ہمام بن یحییٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (دوسری سند) امام بخاری نے کہا: ہم سے ہدبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہمام نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کا اونٹ مایوسی کے بعد اچانک اسے مل گیا ہو، حالانکہ وہ ایک چٹیل میدان میں گم ہوا تھا۔''

تشریح: معلوم یہ ہوا کہ توبہ کرنے سے رحمت خداوندی کے خزانوں کے دہانے کھل جاتے توبہ کرنے والے کے سب گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جاتا ہے، خواہ اس نے جو اکھیل کر برائیاں جمع کی ہوں یا شراب و کباب میں گناہوں کو اکٹھا کیا ہو یا چوری، بے ایمانی، یا ظلم و ستم یا جھوٹ و فریب میں گناہ

کھائے ہوں وہ سب توبہ کرنے سے نیکیوں میں بدل جائیں گے اور اللہ اس شخص سے خوش ہو جائے گا۔

بَابُ الضَّجْعِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

باب: دائیں کروٹ پر لیٹنا

تشریح: اس باب اور حدیث ذیل کی مناسبت بعض نے یہ بتائی ہے کہ فجر کی سنتیں پڑھ کر دائیں کروٹ پر لیٹ جانا بھی مثل ایک ذکر یا دعا کے ہے۔ جس میں ثواب ملتا ہے یہاں تک کہ امام ابن حزم نے اس کو واجب کہا ہے۔ حافظ نے کہا اس باب کو لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دعاؤں کی تمہید کی جو سوتے وقت پڑھی جاتی ہیں اور جن کو آگے چل کر بیان کیا ہے۔

٦٣١٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتَّى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ. [راجع: ٦١٩]

(٦٣١٠) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم کو معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ نے اور انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ رات میں (تہجد کی) گیارہ رکعات پڑھتے تھے، پھر جب فجر طلوع ہو جاتی تو دو ہلکی رکعات (سنت فجر) پڑھتے۔ اس کے بعد آپ ﷺ دائیں پہلو لیٹ جاتے آخر مؤذن آتا اور آپ کو اطلاع دیتا۔ تو آپ فجر کی نماز پڑھاتے۔

تشریح: رات سے بارہ مہینوں کی راتیں مراد ہیں رمضان کی راتوں میں نماز تراویح بھی تہجد ہی کی نماز ہے پس ثابت ہوا کہ آپ نے رمضان میں نماز تراویح بھی گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھی ہیں پس ترجیح اسی کو حاصل ہے جو لوگ آٹھ رکعات تراویح کو بدعت کہتے ہیں وہ سخت ترین غلطی میں مبتلا ہیں کہ سنت کو بدعت کہہ رہے ہیں تقلیدی ضد اور تعصب اتنی بڑی بیماری ہے کہ آدمی جس کی وجہ سے بالکل اندھا ہو جاتا ہے۔ هداهم الله۔ فجر کی سنت پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے دائیں کروٹ پر لیٹ جانا ہی سنت نبوی ہے بعض الناس اس سنت کو بھی بنظر تحقیر دیکھتے ہیں۔ اللہ ان کو نیک فہم دے۔ آمین

بَابٌ: إِذَا بَاتَ طَاهِرًا وَفَضْلِهِ

باب: باوضو سونے کی فضیلت

٦٣١١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُورًا عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ وَقُلِ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى

(٦٣١١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے منصور سے سنا، ان سے سعد بن عبیدہ نے بیان کیا کہ مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو سونے لگے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کر پھر دائیں کروٹ لیٹ جا اور یہ دعا پڑھ: اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیری اطاعت میں دے دیا، اپنا سب کچھ تیرے سپرد کر دیا، اپنے معاملات تیرے حوالے کر دیے۔ خوف کی وجہ سے اور تیری (رحمت وثواب کی) امید میں کوئی پناہ گاہ کوئی مخلص تیرے سوا نہیں، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو

مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُولُ)) فَقُلْتُ: أَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُولِكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ قَالَ: ((لَا وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)). [راجع: ٢٤٧]

نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر جو تو نے بھیجا ہے۔ اس کے بعد اگر تم مر گئے تو فطرت (دین اسلام) پر مرو گے پس ان کلمات کو (رات کی) سب سے آخری بات بناؤ جنہیں تم اپنی زبان سے ادا کرو۔" (حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کی: "وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" کہنے میں کیا وجہ ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نہیں وَبِنَبِيِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ کہو۔"

تشریح: اس سے ثابت ہوا کہ اثر ماثورہ ادعیہ واذکار میں ازخود کمی وبیشی کرنا درست نہیں ہے ان کو ہو بہو مطابق اصل ہی پڑھنا ضروری ہے۔

بَابٌ: مَا يَقُولُ إِذَا نَامَ؟

باب: سوتے وقت کیا دعا پڑھنی چاہیے؟

٦٣١٢ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: ((بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا قَامَ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [اطرافه في: ٦٣١٤، ٦٣٢٤، ٧٣٩٤] [ابوداود: ٥٠٤٩؛ ترمذي: ٣٤١٧؛ ابن ماجه: ٣٨٨٠]

(۶۳۱۲) ہم سے قبیصہ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر لیٹتے تو یہ کہتے: "تیرے ہی نام کے ساتھ میں مردہ اور زندہ رہتا ہوں۔" اور جب بیدار ہوتے تو کہتے: "اسی اللہ کے لیے تمام تعریفیں ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا اور اس کے بعد کہ اس نے موت طاری کردی تھی اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔" قرآن مجید میں جو لفظ "ننشزھا" ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہم اس کو نکال کر اٹھاتے ہیں۔

تشریح: اسی طرح تمام انسانوں کو ہر مدفون جگہوں سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اٹھائے گا۔

٦٣١٣ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ رَجُلًا؛ح: وَحَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَوْصَى رَجُلًا فَقَالَ: ((إِذَا أَرَدْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلِ: اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً

(۶۳۱۳) ہم سے سعید بن ربیع اور محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، ان سے دونوں نے کہا: ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو حکم دیا (دوسری سند) امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہم سے آدم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق ہمدانی نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو وصیت کی اور فرمایا: "جب بستر پر جانے لگو تو یہ دعا پڑھا کرو: اے اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور اپنا معاملہ تجھے سونپا اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور تجھ پر بھروسہ کیا، تیری

وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ)).

[راجع: ٢٤٧] [مسلم: ٦٨٨٦]

طرف رغبت ہے تیرے خوف کی وجہ سے، تجھ سے تیرے سوا کوئی جائے پناہ نہیں، میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے نبی پر جنہیں تو نے بھیجا۔ پھر اگر وہ مرا تو فطرت (اسلام) پر مرے گا۔"

تشریح: معانی ومطالب کے لحاظ سے یہ دعا بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے طوطے کی رٹ سے کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنَى

باب: سوتے میں دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا

٦٣١٤ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [راجع: ٦٣١٢]

(٦٣١٤) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے ربعی نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے: "اے اللہ! تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں۔" اور جب آپ بیدار ہوتے تو کہتے: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا اس کے بعد کہ ہمیں موت (مراد نیند ہے) دے دی تھی اور تیری ہی طرف جانا ہے۔"

تشریح: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے خواص صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں آپ کے راز و رموز کے امین تھے۔ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چالیس دن بعد ۳۵ھ میں مدائن میں فوت ہوئے۔ (رضی الله عنه وارضاه) آمین

کہتے ہیں النوم اخو الموت اور قرآن میں بھی توفی کا لفظ سونے کے لئے آیا ہے فرمایا: ﴿وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى اَجَلٌ مُّسَمًّى﴾ الآیۃ۔ (٦/الانعام:٦٠)

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

باب: دائیں کروٹ پر سونا

٦٣١٥ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ ابْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ

(٦٣١٥) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالواحد نے بیان کیا، کہا ہم سے علاء بن مسیب نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا اور ان سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور پھر کہتے: "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِي اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِي اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِي اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا

أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ)) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ)) [راجع: ٢٤٧] قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: ﴿اسْتَرْهَبُوهُمْ﴾ [الاعراف: ١١٦] مِنَ الرَّهْبَةِ ﴿مَلَكُوتُ﴾ [الانعام: ٧٥] مُلْكٌ مَثَلُ رَهَبُوتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوتٍ وَيُقَالُ: تَرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَرْحَمَ.

مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ۔" اوررسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جس شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر اس رات اگر اس کی وفات ہوگئی تو اس کی وفات فطرت پر ہوگی۔" امام بخاری نے کہا: قرآن مجید میں جو "اسْتَرْهَبُوهُمْ" کا لفظ آیا ہے یہ بھی رہبة سے نکلا ہے (رہبت کے معنی ڈر کے ہیں) "ملکوت" کے معنی ملک یعنی سلطنت جیسے کہتے ہیں کہ رہبوت رحموت سے بہتر ہے یعنی ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔

تشریح: چونکہ حدیث ہذا میں ((رھبة)) کا لفظ آیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی مناسبت سے لفظ ﴿وَاسْتَرْهَبُوهُمْ﴾ (۷/اعراف:۱۱۶) کی بھی تفسیر کردی ان جادوگروں نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر آئے تھے اپنے جادو سے سانپ بنا کر لوگوں کو ڈرانا چاہا۔ وجاء وا بسحر عظیم۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

باب: اگر رات میں آدمی کی آنکھ کھل جائے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

٦٣١٦ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُونَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَتَى حَاجَتَهُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا بَيْنَ وُضُوئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَصَلَّى فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّي كُنْتُ أَتَّقِيهِ فَتَوَضَّأْتُ فَقَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَائِهِ: ((اللَّهُمَّ

(۶۳۱۶) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمن بن مہدی نے، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے سلمہ بن کہیل نے، ان سے کریب نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں میمونہ (رضی اللہ عنہا) کے ہاں ایک رات سویا تو نبی کریم ﷺ اٹھے اور آپ نے اپنی حوائج ضرورت پوری کرنے کے بعد اپنا چہرہ دھویا، پھر دونوں ہاتھ دھوئے اور پھر سو گئے۔ اس کے بعد آپ کھڑے ہوگئے اور مشکیزے کے پاس گئے اور آپ ﷺ نے اس کا منہ کھولا، پھر درمیانہ وضو کیا (نہ مبالغہ کے ساتھ نہ معمولی اور ہلکے قسم کا، تین تین مرتبہ سے) کم دھویا۔ البتہ پانی ہر جگہ پہنچا دیا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی۔ میں بھی کھڑا ہوا اور آپ کے پیچھے ہی رہا کیونکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا کہ آنحضرت ﷺ یہ سمجھیں کہ میں آپ کا انتظام کر رہا تھا میں نے بھی وضو کر لیا تھا۔ آپ ﷺ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ (کی اقتدا میں)

اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُورًا وَفِي بَصَرِي نُورًا وَفِي سَمْعِي نُورًا وَعَنْ يَمِينِي نُورًا وَعَنْ يَسَارِي نُورًا وَفَوْقِي نُورًا وَتَحْتِي نُورًا وَأَمَامِي نُورًا وَخَلْفِي نُورًا وَاجْعَلْ لِي نُورًا)) قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعٌ فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ رَجُلًا مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ: ((عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي)) وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ . [راجع: ١١٧] [مسلم: ٩٩٦، ١٧٨٨، ١٧٩٤، ١٧٩٥، ١٧٩٦؛ ابوداود: ٥٠٤٣؛ نسائي: ١١٢٠؛ ابن ماجه: ٥٠٨]

تیرہ رکعت نماز مکمل کی۔ اس کے بعد آپ سو گئے اور آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگی۔ آنحضرت ﷺ جب سوتے تھے تو آپ کی سانس میں آواز پیدا ہونے لگتی تھی۔ آپ کے بعد بلال رضی اللہ عنہ نے آپ کو نماز کی اطلاع دی، چنانچہ آپ ﷺ نے (نیا وضو) کیے بغیر نماز پڑھی آپ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے: ''اے اللہ! میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر اور مجھے نور عطا فرما۔'' کریب (راوی حدیث) نے بیان کیا کہ میرے پاس مزید سات لفظ محفوظ ہیں۔ پھر میں نے عباس رضی اللہ عنہ کے ایک صاحب زادے سے ملاقات کی تو انہوں نے مجھ سے ان کے متعلق بیان کیا کہ ''میرے پٹھے، میرا گوشت، میرا خون، میرے بال اور میرا چمڑا ان سب میں نور بھر دے۔'' اور دو چیزوں کا اور بھی ذکر کیا۔

تشریح: یہی دعا ہے جو سنت فجر کے بعد مسجد کو جاتے ہوئے راستہ میں پڑھی جائے یہ دعا بڑی ہی با برکت ہے اللہ پاک تمام مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر ایک کے سینے میں روشنی عنایت فرمائے۔ آمین۔

٦٣١٧ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِي مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ

(٦٣١٧) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا میں نے سلیمان بن ابی مسلم سے سنا، انہوں نے طاؤس سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے: ''اے اللہ! تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان و زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا نور ہے، تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمان اور زمین اور ان میں موجود تمام چیزوں کا قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے تمام تعریفیں ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیرا قول حق ہے، تجھ سے ملنا حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، قیامت حق ہے، انبیا حق ہیں اور محمد (ﷺ) حق ہیں۔ اے اللہ! تیرے سپرد کیا، تجھ پر بھروسہ کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری طرف رجوع کیا، دشمنوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا، فیصلہ

وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ أَوْ: لَا إِلَهَ غَيْرُكَ))۔ [راجع: ۱۱۲۰]

تیرے سپرد کیا، پس میری اگلی پچھلی خطائیں معاف کر۔ وہ بھی جو میں نے چھپ کر کی ہیں اور وہ بھی جو کھل کر کی ہیں تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے، صرف تو ہی معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

بَابُ التَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِيرِ عِنْدَ الْمَنَامِ

باب: سوتے وقت تکبیر و تسبیح پڑھنا

۶۳۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ فَاطِمَةَ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى فِي يَدِهَا مِنَ الرَّحَى فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ تَجِدْهُ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ قَالَ: فَجَاءَنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ أَقُومُ فَقَالَ: ((مَكَانَكِ)) فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلَى صَدْرِي فَقَالَ: ((أَلَا أَدُلُّكُمَا عَلَى مَا هُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلَى فِرَاشِكُمَا أَوْ أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ فَهَذَا خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ)) وَعَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: التَّسْبِيحُ أَرْبَعٌ وَثَلَاثُونَ۔ [راجع: ۳۱۱۳]

(۶۳۱۸) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، ان سے حکم بن عیینہ نے اور ان سے ابن ابی لیلیٰ نے، ان سے علی رضی اللہ عنہ نے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چکی پیسنے کی تکلیف کی وجہ سے کہ ان کے مبارک ہاتھ کو صدمہ پہنچتا ہے تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک خادم مانگنے کے لیے حاضر ہوئیں آنحضرت ﷺ گھر میں موجود نہیں تھے۔ اس لیے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا۔ جب آپ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ ہمارے یہاں تشریف لائے ہم اس وقت اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے میں کھڑا ہونے لگا تو آپ نے فرمایا: ''یوں ہی لیٹے رہو۔'' پھر آپ ہمارے درمیان بیٹھ گئے کہ میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم دونوں کو وہ چیز نہ بتادوں جو تمہارے لیے خادم سے بھی بہتر ہو جب تم اپنے بستر پر جانے لگو تو تینتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر کہو، تینتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ کہو اور تینتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ کہو یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔'' اور شعبہ سے روایت ہے ان سے خالد نے، ان سے ابن سیرین نے بیان کیا کہ سبحان اللہ چونتیس مرتبہ کہو۔

تشریح: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی شہزادی صاحبہ سے پوچھا میں نے سنا ہے کہ تم مجھ سے ملنے کو آئی تھی لیکن میں نہیں تھا کہو کیا کام ہے؟ انہوں نے عرض کیا ابا جان میں نے سنا ہے کہ آپ کے پاس لونڈی و غلام آئے ہیں۔ ایک غلام یا لونڈی ہم کو بھی دے دیجئے کیونکہ آٹا پیسنے یا پانی لانے سے مجھ کو سخت مشقت ہو رہی ہے، اس وقت آپ نے یہ وظیفہ بتلایا۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا صفہ والے لوگ بھوکے ہیں، ان غلاموں کو بیچ کر ان کے کھلانے کا انتظام کروں گا۔

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَةِ عِنْدَ النَّوْمِ

باب: سوتے وقت شیطان سے پناہ مانگنا اور تلاوت قرآن کرنا

٦٣١٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ نَفَثَ فِي يَدِهِ فَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.

[راجع: ٥٠١٧]

(۶۳۱۹) ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں عروہ نے خبر دی اور انہیں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب رسول اللہ ﷺ لیٹتے تو اپنے ہاتھ پر پھونکتے اور معوذات پڑھتے اور دونوں ہاتھ اپنے جسم پر پھیرتے۔

بَابٌ

باب

٦٣٢٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُولُ: بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ)) تَابَعَهُ أَبُو ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ وَقَالَ يَحْيَى وَبِشْرٌ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَرَوَاهُ مَالِكٌ وَابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفه في: ٧٣٩٣] [مسلم: ٦٨٩٢، ٦٨٩٣؛ ابوداود: ٥٠٥٠]

(۶۳۲۰) ہم سے احمد بن یونس نے بیان کیا، کہا ہم سے زہیر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن عمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید مقبری نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی بے خبری میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے۔ پھر یہ دعا پڑھے: ''میرے پالنے والے! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اس طرح حفاظت کرنا جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔'' اس کی روایت ابوضمرہ اور اسماعیل بن زکریا نے عبیداللہ کے حوالہ سے کی اور یحییٰ اور بشر نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ نے، ان سے سعید نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اور اس کی روایت امام مالک اور ابن عجلان نے کی ہے۔ ان سے سعید نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے اس طرح روایت کی ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

باب: آدھی رات کے بعد صبح صادق سے پہلے دعا کرنے کی فضیلت

تشریح: یہ بڑی فضیلت کا وقت ہے اور بندہ مؤمن کی دعا جو خالص نیت سے اس وقت کی جائے وہ ضرور قبول ہوتی ہے اور تمام صلحا اور اولیائے اللہ

نے اس وقت کو دعا اور مناجات کے لئے اختیار کیا ہے اور ہر ایک ولی نے کچھ نہ کچھ قیام شب ضرور کیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے تو اس پر ساری عمر مواظبت کی ہے جملہ اہلحدیث کو لازم ہے کہ اس وقت ضرور قیام کریں تو تھوڑی بہت جو بھی ہو سکے عبادت بجالائیں اس کا استغفار بھی بڑی تاثیر رکھتا ہے یہ قبولیت عام خاص ہر وقت ہوتی ہے۔

٦٣٢١ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ الْأَغَرِّ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ)). [راجع: ١١٤٥]

(۶۳۲۱) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے ابن شہاب نے، ان سے ابوعبداللہ اغر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے، اس وقت جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرتا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں۔''

تشریح: حدیث باب میں اللہ پاک رب العالمین کے آخر تہائی حصہ رات میں آسمان دنیا پر نزول کا ذکر ہے یعنی خود پروردگار اپنی ذات سے نزول فرماتا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں خود ذات کی صراحت موجود ہے اب بعض لوگوں کی یہ تاویل کہ اس کی رحمت اترتی ہے یا فرشتے اترتے ہیں یہ محض تاویل فاسد ہے۔ اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عقیدہ پر بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مستقل کتاب النزول ہے اس میں آپ نے مخالفین کے تمام اعتراضات اور شبہات کا جواب مفصل دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نزول بھی پروردگار کی ایک صفت ہے جس کو ہم اور صفات کی طرح اپنے ظاہری معنی پر محمول رکھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور یہ نزول اس کا مخلوقات کی طرح نہیں ہے اور یہ امر اس کے لئے قطعاً محال نہیں ہے کہ وہ بیک وقت عرش پر بھی ہو، اور آسمان دنیا پر نزول بھی فرمائے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ (۳/ال عمران:۱۶۵) ایسے استحالات پیش کرنے والوں کی نگاہیں کمزور ہیں۔ ترجمہ باب میں نصف لیل کا ذکر تھا اور حدیث میں آخری ثلث لیل مذکور ہے۔ اس کا جواب حافظ صاحب نے یوں دیا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عادت کے موافق حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ فرمایا ہے جس کو دارقطنی نے نکالا اس میں ثلث لیل مذکور ہے اور ابن بطال نے کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کی آیت کو لیا جس میں نصفہ کا لفظ ہے یعنی ﴿قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيْلًا﴾ (۷۳/المزمل:۲) نصف اور اس کی متابعت سے باب میں نصفہ کا لفظ ذکر کیا۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلَاءِ

باب: بیت الخلاء جانے کیلئے کون سی دعا پڑھنی چاہیے

٦٣٢٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ)). [راجع: ١٤٢]

(۶۳۲۲) ہم سے محمد بن عرعرہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء جاتے تو یہ دعا پڑھتے: ''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ، اے اللہ! میں خبیث جنوں اور جنیوں کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بیت الخلا کے اندر داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے بیت الخلا کے اندر ذکر الٰہی جائز نہیں ہے۔ خبث اور خبائث کے الفاظ ہر گندے خیال اور گندی حرکتوں اور گندے جنوں، بھوتوں، بھوتنیوں کو شامل ہیں۔ استاذ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ﷫ فرماتے ہیں:

"قوله ﷺ ان الحشوش محتضرة فاذا اتى احدكم الخلاء فليقل اعوذ بالله من الخبث والخبائث واذا خرج من الخلاء قال غفرانك اقول يستحب ان يقول عند الدخول اللهم انى اعوذ بك الخ لان الحشوش محتضرة يحضرها الشياطين لانهم يحبون النجاسة۔" (حجة الله البالغة جلد ۱۱/ صفحہ ۱۸۲)

خلاصہ یہ کہ بیت الخلا میں جنات حاضر ہوتے ہیں جو انسانوں کو تکلیف پہنچانا چاہتے ہیں اس لئے ان دعاؤں کا پڑھنا مستحب قرار دیا گیا۔

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَصْبَحَ

باب: صبح کے وقت کیا دعا پڑھے

٦٣٢٣ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ بُرَيْدَةَ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((سَيِّدُ الْإِسْتِغْفَارِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ إِذَا قَالَ حِيْنَ يُمْسِي فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِذَا قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ مِثْلَهُ)). [راجع: ٦٣٠٦]

(٦٣٢٣) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یزید بن زریع نے بیان کیا، کہا ہم سے حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن بریدہ نے بیان کیا، ان سے بشیر بن کعب نے اور ان سے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سب سے عمدہ استغفار یہ ہے: اے اللہ! تو میرا پالنے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تیرے عہد پر قائم ہوں اور تیرے وعدے پر جہاں تک مجھ سے ممکن ہے تیری نعمت کا طالب ہو کر تیری پناہ میں آتا ہوں اور اپنے گناہوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، پس تو میری مغفرت فرما کیونکہ تیرے سوا گناہ اور کوئی نہیں معاف کرتا، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اپنے برے کاموں سے۔ اگر کسی نے رات ہوتے ہی یہ کہہ لیا اور اسی رات اس کا انتقال ہو گیا تو وہ جنت میں جائے گا یا فرمایا کہ وہ اہل جنت میں ہوگا اور اگر یہ دعا صبح کے وقت پڑھی اور اسی دن اس کی وفات ہو گئی تو بھی ایسا ہی ہوگا۔"

٦٣٢٤ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ: ((بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا)) وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ)).

[راجع: ٦٣١٢]

(٦٣٢٤) ہم سے ابونعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے، ان سے ربعی بن حراش نے اور ان سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب سونے کا ارادہ کرتے تو کہتے: "تیرے نام کے ساتھ اے اللہ! میں مرتا اور تیرے ہی نام سے جیتا ہوں۔" اور جب بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔"

٦٣٢٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ خَرَشَةَ ابْنِ الْحُرِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: ((الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ)). [طرفه في: ٧٣٩٥]

(۶۳۲۵) ہم سے عبدان نے بیان کیا، ان سے ابوحمزہ محمد بن میمون نے، ان سے منصور بن معمر نے، ان سے ربعی بن حراش، ان سے خرشہ بن حر نے اوران سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ رات میں اپنی خواب گاہ میں جاتے تو کہتے: ''اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور تیرے ہی نام کے ساتھ زندہ ہوتا ہوں۔'' اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے: ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اوراسی کی طرف ہم کو جانا ہے۔''

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلَاةِ

باب: نماز میں کون سی دعا پڑھے؟

٦٣٢٦ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ: ((قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْلِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ)) وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ: أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللَّهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ٨٣٤]

(۶۳۲۶) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو لیث بن سعد نے خبر دی، کہا مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا، ان سے ابوخیر مرثد بن عبداللہ نے، ان سے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے اوران سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: مجھے ایسی دعا سکھا دیجیے جسے میں اپنی نماز میں پڑھا کروں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ کہا کر: اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور گناہوں کو تیرے سوا اور کوئی معاف نہیں کرتا، پس میری مغفرت کر، ایسی مغفرت جو تیرے پاس سے ہو اور مجھ پر رحم کر بلاشبہ تو بڑا بخشنے والا، بڑا رحم کرنے والا ہے۔'' اور عمرو بن حارث نے بھی اس حدیث کو یزید سے، انہوں نے ابوخیر سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا (آخر تک)۔

تشریح: حضرت عمرو بن حارث کی روایت کو خود امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التوحید میں وصل کیا ہے:

"قال الطبرى فى حديث ابى بكر دلالة على رد قول من زعم انه لا يستحق اسم الايمان الامن لاخطيئة له ولاذنب، لان الصديق من اكبر اهل الايمان وقد علمه النبى ﷺ ان يقول:((انى ظلمت نفسى ظلما كثيرا......الخ)) وقال الكرمانى هذا الدعاء من الجوامع لان فيه الاعتراف بغاية التقصير وطلب غاية الانعام فالمغفرة ستر الذنوب ومحوها والرحمة ايصال الخيرات ففى الاول طلب الزحزحة عن النار وفى الثانى طلب الجنة وهذا هو الفوز العظيم۔"

(فتح البارى جلد ۱۱/ صفحه ۱۵۸)

یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ والی حدیث میں اس شخص کے قول کی تردید ہے جو کہتا ہے کہ لفظ ایمان دار اسی پر بولا جا سکتا ہے جو مطلقاً گناہوں سے پاک وصاف ہو حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کون مومن ہوگا اس کے باوجود نبی کریم ﷺ نے ان کو یہ دعا سکھلائی جو یہاں مذکور ہے جس میں

اپنے نفس پر مظالم یعنی گناہوں کا ذکر ہے۔ کرمانی نے کہا کہ اس دعا میں غایت تقصیر کے اعتراف کی تعلیم ہے اور غایت انعام کی طلب ہے کیونکہ مغفرت گناہوں کا چھپانا ہے اور رحمت سے مراد نیکیوں کا ایصال ہے پس اول میں دوزخ سے بچنا اور دوسری میں جنت میں داخلہ اور یہی ایک بڑی مراد ہے۔ اللہ ہر مسلمان کی یہ مراد پوری کرے۔ آمین

٦٣٢٧۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [بنى اسرائيل: ١١٠] أُنْزِلَتْ فِي الدُّعَاءِ. [راجع: ٤٧٢٣]

(٦٣٢٧) ہم سے علی نے بیان کیا، کہا ہم سے مالک بن سعیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ "وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا" دعا کے بارے میں نازل ہوئی (کہ نہ بہت زور زور سے اور نہ بالکل آہستہ آہستہ) بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کرو۔

تشریح: لفظ آمین بھی دعا ہے اسے سورۂ فاتحہ کے ختم پر جہری نمازوں میں بلند آواز سے کہنا سنت نبوی ہے جس پر تینوں اماموں کا عمل ہے یعنی امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ۔ مگر حنفیہ اس سے محروم ہیں ﴿ولا تخافت بها﴾ پر ان کو غور کر کے درمیانہ راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

٦٣٢٨۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلَاةِ السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ۔ إِلَى۔ الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ)). [راجع: ٨٣١] [مسلم: ٨٩٧؛ نسائي: ١١٦٨، ١١٦٩، ١٢٧٦؛ ابن ماجه: ٨٩٩م]

(٦٣٢٨) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے منصور بن معتمر نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نماز میں یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ پر سلام ہو، فلاں پر سلام ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ہم سے ایک دن فرمایا کہ "اللہ خود سلام ہے اس لیے جب تم نماز میں بیٹھو تو یہ پڑھا کرو "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ" ارشاد "الصَّالِحِيْنَ" تک اس لیے کہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان وزمین میں موجود اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہر صالح بندے کو پہنچے گا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کے بعد ثنا میں اختیار ہے جو دعا چاہو پڑھو۔"

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلَاةِ — باب: نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان

تشریح: حافظ نے کہا کہ یہ باب لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا رد کیا ہے جو کہتا ہے کہ نماز کے بعد دعا کرنا مشروع نہیں ہے اور دلیل دیتے ہیں مسلم کی حدیث سے کہ نبی کریم ﷺ نماز کی اس جگہ نہ ٹھہرتے مگر اتنا کہ "اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت يا ذا الجلال والاكرام۔" کہنے کے موافق یعنی یہ کہہ کر اٹھ جاتے حالانکہ اس حدیث کا مطلب یہ تھا کہ قبلہ رو ہو کر نماز کی سی حالت پر آپ اتنی ہی دیر ٹھہرتے لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منہ کر کے دعا کرنے کی نفی اس سے نہیں نکلتی۔ شیخ ابن قیم رحمہ اللہ نے کہا نماز سے سلام پھیرنے کے بعد قبلہ ہی کی طرف منہ کئے

ہوئے دعا کرنا یہ کسی صحیح حسن حدیث سے ثابت نہیں ہے اور نہ نبی کریم ﷺ سے یہ منقول ہے نہ خلفائے راشدین سے۔ حافظ نے کہا ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول صحیح نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ہر نماز کے بعد یہ پڑھتے رہو: "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔" اور احمد اور ترمذی نے نکالا کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے پیچھے یہ دعا کیا کرتے "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔" اور سعد اور زید بن ارقم سے بھی اس باب میں روایتیں ہیں اور ترمذی نے ابوامامہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دعا زیادہ مقبول ہے جو رات کو اور فرض نماز کے بعد ہو اور طبری نے حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے نکالا کہ فرض نماز کے بعد دعا افضل ہے اس دعا سے جو نفل نماز کے بعد ہو اتنی جتنی فرض نماز نفل نماز سے افضل ہے۔ میں (وحید الزماں) کہتا ہوں کہ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام صحیح ہے اور حافظ صاحب کا اعتراض ساقط ہے۔ اس وجہ سے کہ ان احادیث سے فرض نماز کے بعد دعا کرنے کا جواز نکلتا ہے اور وہ ممکن ہے کہ تشہد کے بعد ہو یا قبلہ کی طرف منہ پھیر کر دوسری طرف منہ کرے اور امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے جس کی نفی کی ہے وہ یہ ہے کہ قبلہ ہی کی طرف منہ کئے رہے اور دعا کرتا رہے جیسے ہمارے زمانے کے لوگوں نے عموماً یہ عادت کر لی ہے کہ ہر فرض نماز کے بعد نماز ہی کی طرح بیٹھے بیٹھے اور قبلہ رخ کئے لمبی لمبی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور اس کی اصل حدیث مبارکہ سے بالکل نہیں ہے اور تعجب تو ان جاہلوں پر ہوتا ہے جو ایسا کرنا لازم اور ضروری جانتے ہیں اور نہ کرنے والوں کو مطعون کرتے ہیں اللہ ان کو نیک سمجھ عطا کرے۔ (آمین)

"قال ابن بطال فی هذه الاحادیث الحض علی الذکر فی ادبار الصلوات وان ذالك یوازی انفاق المال فی طاعة الله لقوله ((تدرکون به من کان قبلکم)) وسئل الامام الاوزاعی هل الذکر بعد الصلاة افضل ام تلاوة القرآن فقال لیس شیء یعدل القرآن ولکن کان هدی السلف الذکر وفیها ان الذکر المذکور یلی الصلوة المکتوبة ولا یؤخر الی ان یصلی الراتبة لما تقدم والله اعلم۔" (فتح الباری جلد۱۱/ صفحه ۱۶۲)

ابن بطال نے کہا کہ ان احادیث میں ہر نماز کے بعد ذکر اللہ کی ترغیب ہے اور یہ راہ اللہ مال خرچ کرنے کے برابر ہے جیسا کہ جملہ تدرکون به الخ سے ظاہر ہے اور امام اوزاعی سے پوچھا گیا کہ نماز کے بعد ذکر واذکار بہتر ہے یا تلاوت قرآن شریف؟ بولے تلاوت قرآن سے بہتر تو کوئی عمل ہے ہی نہیں مگر سلف کا طریقہ بعد نماز ذکر واذکار ہی کا تھا اور ذکر واذکار فرض نمازوں کے بعد ہی ہے نفل اور سنتوں کے بعد نہیں جیسا کہ اس حدیث میں مذکور ہوا ہے۔

٦٣٢٩۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ قَالَ: ((كَيْفَ ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّوْا كَمَا صَلَّيْنَا وَجَاهَدُوْا كَمَا جَاهَدْنَا وَأَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ وَلَيْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ قَالَ: ((أَفَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِكُوْنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَكُمْ وَلَا يَأْتِي أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ بِهِ إِلَّا مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ؟ تُسَبِّحُوْنَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَتُكَبِّرُوْنَ

(٦٣٢٩) مجھ سے اسحاق بن منصور نے بیان کیا، کہا ہم کو یزید بن ہارون نے بیان کیا، کہا ہم کو ورقاء نے خبر دی، انہیں سمی نے، انہیں ابوصالح ذکوان نے اور انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مالدار لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت کی نعمتوں کو حاصل کر لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "وہ کیسے؟" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی جہاد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ وہ اپنا زائد مال بھی (اللہ کے راستہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ہمارے پاس مال نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "پھر کیا میں تمہیں ایک ایسا عمل نہ بتلاؤں جس سے تم اپنے آگے کے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ اور پیچھے آنے والوں سے آگے نکل جاؤ اور کوئی شخص اتنا ثواب نہ حاصل کر سکے جتنا تم نے کیا ہو، سوائے اس

عَشْرًا)) تَابَعَهُ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ سُمَيٍّ وَرَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ وَرَوَاهُ جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[راجع: ٨٤٣]

صورت کے جب کہ وہ بھی وہی عمل کرے جو تم کرو گے (اور وہ عمل یہ ہے) کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھا کرو، دس مرتبہ الحمدللہ پڑھا کرو اور دس مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کرو۔'' اس کی روایت عبیداللہ بن عمر نے سمی اور رجاء بن حیوہ سے کی اور اس کی روایت جریر نے عبدالعزیز بن رفیع سے کی، ان سے ابو صالح نے اور ان سے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے اور اس کی روایت سہیل نے اپنے والد سے کی، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

٦٣٣٠۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُبُرِ صَلَاتِهِ إِذَا سَلَّمَ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) وَقَالَ شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ: سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ.

[راجع: ٨٤٤]

(٦٣٣٠) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے منصور بن معتمر نے، ان سے مسیب بن رافع نے، ان سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ وراد نے بیان کیا کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ کہا کرتے تھے کہ ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کے لیے ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اے اللہ! جو کچھ تو نے دیا ہے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو نے روک دیا اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار اور نصیبہ ور (کو تیری بارگاہ میں) اس کا مال نفع نہیں پہنچا سکتا۔'' اور شعبہ نے بیان کیا، ان سے منصور نے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے سنا۔

تشریح: امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ قریشی اموی ہیں ان کی ماں ہند بنت عتبہ ہے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو شام کا گورنر بنا دیا تھا خلافت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں بھی یہ شام کے حاکم رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں یہ شام کے مستقل حاکم بن گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ۴۱ھ میں امر خلافت ان کے سپرد کر دیا۔ یہ شام کے چالیس سال تک حاکم رہے۔ ۸۰ برس کی عمر میں بعارضہ لقوہ ماہ رجب میں وفات پائی۔ بڑے ہی دانش مند سیاست دان۔ مرد آہن تھے۔ ان کے دور حکومت میں اسلام کو دور دراز تک پھیلنے کے بہت سے مواقع ملے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى:

باب: اللہ تعالیٰ کا سورۂ توبہ میں ارشاد:

﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ [التوبة: ١٠٣] وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُونَ نَفْسِهِ وَقَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي

''اور ان کے لیے دعا کیجیے۔'' اور جس نے اپنے آپ کو چھوڑ کر اپنے بھائی کے لیے دعا کی اس کی فضیلت کا بیان اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت کر،

عَامِرٍ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِاللَّهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ)). اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف کر۔''

[راجع: ٤٣٢٣]

تشریح: ((اللهم اغفر لعبيد)) ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جو غزوہ اوطاس میں مذکور ہو چکی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب لا کر اس شخص کا رد کیا ہے جس نے اس کو مکروہ جانا ہے یعنی آدمی دوسرے کے لئے دعا کرے، اپنے تئیں چھوڑ دے۔

٦٣٣١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَيْ عَامِرُ! لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيَّاتِكَ فَنَزَلَ يَحْدُوبِهِمْ يُذَكِّرُ:

تَاللَّهِ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا

وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هَذَا وَلَكِنِّي لَمْ أَحْفَظْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَنْ هَذَا السَّائِقُ؟)) قَالُوا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللَّهُ)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَوْلَا مَتَّعْتَنَا بِهِ فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمَ قَاتَلُوهُمْ فَأُصِيبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْقَدُوا نَارًا كَثِيرَةً فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا هَذِهِ النَّارُ؟ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟)) قَالُوا: عَلَى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ فَقَالُوا: ((أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا وَكَسِّرُوهَا)) قَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَلَا نُهَرِيقُ مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ: ((أَوْ ذَاكَ)).

[راجع: ٢٤٧٧]

(٦٣٣١) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے سلمہ کے مولیٰ یزید بن ابی عبید نے اور ان سے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر گئے (راستے میں) مسلمانوں میں سے کسی شخص نے کہا: اے عامر! اپنی حدی سناؤ۔ وہ حدی پڑھنے لگے اور کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔'' اس کے بعد دوسرے اشعار بھی انہوں نے پڑھے مجھے وہ یاد نہیں ہیں۔ (اونٹ حدی سن کر تیز چلنے لگے تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''یہ سواریوں کو کون ہنکار رہا ہے۔'' لوگوں نے کہا: عامر بن اکوع ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم کرے۔'' مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش! ابھی آپ ان سے ہمیں اور فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر جب صف بندی ہوئی تو مسلمانوں نے کافروں سے جنگ کی اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی جو خود ان کے پاؤں پر لگ گئی اور ان کی موت ہوگئی۔ شام ہوئی تو لوگوں نے جگہ جگہ آگ جلائی۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ آگ کیسی ہے، اسے کیوں جلایا گیا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: پالتو گدھوں (کا گوشت پکانے) کے لیے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''جو کچھ ہانڈیوں میں گوشت ہے اسے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اجازت ہو تو ایسا کیوں نہ کر لیں کہ ہانڈیوں میں جو کچھ ہے اسے پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھو لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اچھا یہی کر لو۔''

تشریح: حضرت عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ کے لئے نبی کریم ﷺ نے لفظ ((يرحمه الله)) کہہ کر دعا فرمائی ہے یہی باب سے مطابقت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس دعا سے سمجھ گئے کہ حضرت عامر بن اکوع کی شہادت یقینی ہے۔ اسی لئے انہوں نے لفظ مذکورہ زبان سے نکالے آخر خود ان ہی کی تلوار سے ان کی شہادت ہوگئی وہ یقیناً شہید ہو گئے۔ یہ حدیث مفصل پہلے بھی گزر چکی ہے لوگوں نے خودکشی کا غلط گمان کیا تھا۔ بعد نبی کریم ﷺ نے اس گمان کی تغلیط فرما کر حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اظہار فرمایا۔ راوی حدیث حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو مسلم ہے اور شجرہ کے نیچے بیعت کرنے

والوں میں سے ہیں۔ بہت بڑے دلاور و بہادر تھے۔ مدینہ میں ۴۷ھ میں بعمر اسی سال فوت ہوئے۔

٦٣٣٢ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو هُوَ ابْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَتَى رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ فُلَانٍ)) فَأَتَاهُ أَبِي فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)). [راجع: ١٤٩٧]

(۶۳۳۲) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے، کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اگر کوئی شخص صدقہ لاتا تو آنحضرت ﷺ فرماتے: ''اے اللہ! فلاں کی آل اولاد پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔'' میرے والد صدقہ لائے تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! ابو اوفیٰ کی آل اولاد پر رحمتیں نازل فرما۔''

٦٣٣٣ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ سَمِعْتُ جَرِيْرًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ)) وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّي رَجُلٌ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَصَكَّ فِي صَدْرِي فَقَالَ: ((اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا)) قَالَ: فَخَرَجْتُ فِي خَمْسِيْنَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِي. وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: فَانْطَلَقْتُ فِي عُصْبَةٍ مِنْ قَوْمِي فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا. [راجع: ٣٠٢٠]

(۶۳۳۳) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے، ان سے قیس نے کہ میں نے جریر بن عبداللہ بجلی سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسا مرد مجاہد ہے جو مجھے ذی الخلصہ بت سے آرام پہنچائے۔'' وہ ایک بت تھا جسے جاہلیت میں لوگ پوجا کرتے تھے اور اسے کعبہ کہا کرتے تھے۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! اس خدمت کے لیے میں تیار ہوں لیکن میں گھوڑے پر ٹھیک جم کر بیٹھ نہیں سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک پھیر کر دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! اسے ثابت قدمی عطا فرما اور اسے ہدایت کرنے والا اور نور ہدایت پانے والا بنا۔'' جریر نے کہا: پھر میں اپنی قوم احمس کے پچاس آدمی لے کر نکلا اور سفیان نے یوں نقل کیا کہ میں اپنی قوم کی ایک جماعت لے کر نکلا اور میں وہاں گیا اور اسے جلا دیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! میں آپ کے پاس نہیں آیا جب تک میں نے سے جلے ہوئے خارش زدہ اونٹ کی طرح سیاہ نہ کر دیا۔ پس آپ ﷺ نے قبیلۂ احمس اور اس کے گھوڑوں کے لیے دعا فرمائی۔

٦٣٣٤ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ ﷺ أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا

(۶۳۳۴) ہم سے سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے کہا کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول کریم ﷺ سے کہا: انس آپ کا خادم ہے اس کے حق میں دعا فرمائیے آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی: ''یا اللہ! اس کے مال و اولاد کو

أَعْطَيْتَهُ)). [راجع: ١٩٨٢] [مسلم: ٦٣٢٣]

زیادہ کراور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے، اس میں اسے برکت عطا فرما۔"

٦٣٣٥ـ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ: ((رَحِمَهُ اللَّهُ لَقَدْ أَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا فِي سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). [راجع: ٢٦٥٥] [مسلم: ١٨٣٨]

(٦٣٣٥) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدہ بن سلیمان نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک صحابی کو مسجد میں قرآن پڑھتے سنا تو فرمایا: "اللہ اس پر رحم فرمائے اس نے مجھے فلاں فلاں آیتیں یاد دلا دیں جو میں فلاں فلاں سورتوں سے بھول گیا تھا۔"

٦٣٣٦ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. قَالَ: أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسْمًا فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ وَقَالَ: ((يَرْحَمُ اللَّهُ مُوسَى أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ)). [راجع: ٣١٥٠]

(٦٣٣٦) ہم سے حفص بن عمر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے، کہا مجھے سلیمان بن مہران نے خبر دی، انہیں ابو وائل نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے کوئی چیز تقسیم فرمائی تو ایک شخص بولا کہ یہ ایسی تقسیم ہے کہ اس سے اللہ کی رضا مقصود نہیں ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ اس پر غصہ ہوئے اور میں نے خفگی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک پر دیکھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔"

تشریح: میں بھی ایسے بے جا الزامات پر صبر کروں گا۔ یہ اعتراض کرنے والا منافق تھا اور اعتراض بھی بالکل باطل تھا۔ نبی کریم ﷺ مصالح ملی کو سب سے زیادہ سمجھنے والے اور مستحقین اور غیر مستحقین کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپ کی تقسیم پر اعتراض کرنا کسی مؤمن مسلمان کا کام نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس شخص کے جس کا دل نور ایمان سے محروم ہو۔ جملہ احکام اسلام کے لئے یہی قانون ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ مِنَ الدُّعَاءِ

باب: دعا میں سجع یعنی قافیے لگانا مکروہ ہے

تشریح: (قال الازهری هو الكلام المقفى من غير مراعاة وزن) ازہری نے کہا کہ کلام مقفٰی وہ ہے جس میں محض قافیہ بندی ہو وزن کی رعایت مدنظر نہ ہو۔

٦٣٣٧ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُو حَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُونُ الْمُقْرِئُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ ابْنُ الْخِرِّيتِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:

(٦٣٣٧) ہم سے یحییٰ بن محمد بن سکن نے بیان کیا، کہا ہم سے حبان بن ہلال ابو حبیب نے بیان کیا، کہا ہم سے ہارون مقری نے بیان کیا، کہا ہم سے زبیر بن خریت نے بیان کیا، ان سے عکرمہ نے اور ان سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لوگوں کو وعظ ہفتہ میں صرف ایک دن جمعہ کو کیا کر، اگر تم

حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مِرَارٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هَذَا الْقُرْآنَ وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقُصُّ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ وَلَكِنْ أَنْصِتْ فَإِنْ أَمَرُوكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُونَهُ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَإِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُونَ إِلَّا ذَلِكَ.

اس پر تیار نہ ہوتو دو مرتبہ اگر تم زیادہ ہی کرنا چاہتے ہوتو بس تین دن اور لوگوں کو اس قرآن سے اکتانہ دینا، ایسا نہ ہو کہ تم کچھ لوگوں کے پاس پہنچو، وہ اپنی باتوں میں مصروف ہوں اور تم پہنچتے ہی ان سے اپنی بات (بشکل وعظ) بیان کرنے لگو اور ان کی آپس کی گفتگو کو کاٹ دو کہ اس طرح وہ اکتا جائیں، بلکہ (ایسے مقام پر) تمہیں خاموش رہنا چاہیے، جب وہ تم سے کہیں کہ تو پھر تم انہیں اپنی باتیں سناؤ اس طرح کہ وہ بھی اس تقریر کے خواہش مند ہوں اور دعا میں قافیہ بندی سے پرہیز کرتے رہنا، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیشہ ایسا ہی کرتے تھے۔

تشریح: یعنی ہمیشہ اس سے پرہیز کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور رسول اللہ ﷺ سیدھی سادی دعا کیا کرتے بلا تکلف اور مختصر۔ دوسری حدیث میں ہے کہ میرے بعد کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو دعا اور طہارت میں مبالغہ کریں گے حد سے بڑھ جائیں گے، مؤمن کو چاہیے کہ سنت کی پیروی کرے اور متقی اور مسجع دعاؤں سے جو پچھلے لوگوں نے نکالی ہیں پرہیز رکھے۔ جو دعائیں نبی کریم ﷺ سے بہ سند صحیح منقول ہیں وہ دنیا اور آخرت کے تمام مقاصد کے لئے کافی ہیں اب جو بعض دعائیں ماثور مسجع ہیں جیسے: "اللهم منزل الكتاب مجرى السحاب هازم الاحزاب يا صدق الله وعده واعز جنده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده يا اعوذبك من عين لاتدمع ومن نفس لاتشبع ومن قلب لا يخشع۔" وہ مستثنیٰ ہوں گی کیونکہ یہ بلا قصد نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہیں اگر بلا قصد سجع ہو جائے تو قباحت نہیں ہے۔ عمداً بطور تکلف ایسا کرنا منع ہے کیونکہ اس میں ریا و نمود بھی ممکن ہے جو شرک خفی ہے۔ الا ماشاء الله۔

بَابٌ: لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

باب: اللہ پاک سے اپنا مقصد قطعی طور پر مانگے اس لیے کہ اللہ پر کوئی جبر کرنے والا نہیں

٦٣٣٨ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ وَلَا يَقُولَنَّ: اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِي فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ)). [طرفه في: ٧٤٦٤]

[مسلم: ٦٨١١]

(۶۳۳۸) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالعزیز بن صہیب نے خبر دی، ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اللہ سے قطعی طور پر مانگے اور یہ نہ کہے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے عطا فرما کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔"

٦٣٣٩ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللَّهُمَّ

(۶۳۳۹) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ یا اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے، میری مغفرت کر دے۔ بلکہ

ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ)). [طرفه في: ٧٤٧٧] [ابوداود: ١٤٨٣؛ ترمذي: ٣٤٩٧]

یقین کے ساتھ دعا کرے کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے۔''

بَابٌ: يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَعْجَلْ

باب: جب تک بندہ جلد بازی نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے

٦٣٤٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي)). [مسلم: ٦٩٢٤، ٦٩٢٥؛ ابوداود: ١٤٨٤؛ ترمذي: ٣٣٨٧؛ ابن ماجه: ٣٨٥٣]

(٦٣٤٠) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم کو امام مالک نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، انہیں عبدالرحمن بن ازہر کے غلام ابوعبید نے اور انہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندے کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔''

تشریح: قبولیت دعا کے لئے جلد بازی کرنا صحیح نہیں ہے۔ دعا اگر خلوص قلب کے ساتھ ہے اور شرائط و آداب دعا کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تو وہ جلد یا بہ دیر ضرور قبول ہوگی۔ بظاہر قبول نہ بھی ہو تو وہ ذخیرہ آخرت بنے گی حدیث ((يستجاب لاحد كم مالم يعجل)) کا یہی مطلب ہے کہ دعا میں مشغول رہو تھک ہار کر دعا کا سلسلہ نہ کاٹ دو ناامیدی کو پاس نہ آنے دو اور دعا برابر کرتے رہو۔ راقم الحروف کی زندگی میں ایسے بہت سے مواقع آئے کہ ہر طرف سے ناامیدیوں نے گھیر لیا مگر دعا کا سلسلہ جاری رکھا گیا۔ آخر اللہ پاک کی رحمت نے دست گیری فرمائی اور دعا قبول ہوئی ایک آخری دعا اور ہے اور امید قوی ہے کہ وہ بھی ضروری قبول ہوگی یہ دعا تکمیل صحیح بخاری اور خدمت صحیح مسلم کے لئے۔ حدیث کے باب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ ناامیدی کا کلمہ منہ سے نہ نکالے اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ مسلم اور ترمذی کی روایت میں ہے جب تک گناہ یا ناطہ توڑنے کی دعا نہ کرے، دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ اس لئے آدمی کو لازم ہے کہ دعا سے کبھی اکتائے نہیں اگر بالفرض جو مطلب چاہتا تھا وہ پورا نہ ہوا تو یہ کیا کم ہے کہ دعا کا ثواب ملا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ مؤمن کی دعا ضائع نہیں جاتی یا تو دنیا ہی میں قبول ہوتی ہے یا آخرت میں اس کا ثواب ملے گا اور دعا کے قبول ہونے میں دیر ہو تو جلدی نہ کرے ناامید نہ ہو جائے۔ بعض پیغمبروں کی دعا چالیس چالیس برس بعد قبول ہوئی ہے۔ ہر بات کا ایک وقت اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے وہ وقت آنا چاہیے کل امر مرھون باوقاتھا مثل مشہور ہے۔ اصل یہ ہے کہ دعا کی قبولیت کے لئے بڑی ضرورت اس چیز کی ہے کہ آدمی کا کھانا پینا پہننا رہنا سہنا سب حلال سے ہو حرام اور مشتبہ کمائی سے بچا رہے اس کے ساتھ باطہارت ہو کر قبلہ رو، خلوص دل سے دعا کرے اور اول اور آخر اللہ کی تعریف اور ثنا بیان کرے۔ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے۔ (ﷺ) ان شرائط کے ساتھ جو دعا ہوگی وہ جلد یا بدیر ضرور قبول کی جائے گی۔ نہ ہو اس سے مایوس امیدوار۔

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِي فِي الدُّعَاءِ

باب: دعا میں ہاتھوں کا اٹھانا

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ:

اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے دعا کی اور اپنے ہاتھ اٹھائے تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

رَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَيْهِ [وَقَالَ]: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ)). [راجع: ٤٣٣٩]

نے کہا نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی کہ "اے اللہ! خالد نے جو کچھ کیا میں اس سے بیزار ہوں۔"

٦٣٤١ - وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ وَشَرِيكٍ سَمِعَا أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ. [راجع: ١٠٣٠]

(٦٣٤١) اور اویسی نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر نے بیان کیا، ان سے یحییٰ بن سعید اور شریک بن ابی نمر نے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ اتنے اٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

تشریح: حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ایک غزوہ میں بنوخزیمہ کے لوگوں کو مار ڈالا تھا۔ حالانکہ وہ صبأنا صبأنا کہہ کر اسلام قبول کر رہے تھے۔ مگر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نہ سمجھ سکے اور ان کو قتل کر دیا جس پر رسول کریم ﷺ نے سخت خفگی کا اظہار فرمایا اور اللہ کے ساتھ اس سے بیزاری ظاہر فرمائی جو یہاں مذکور ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

باب: قبلے کی طرف منہ کیے بغیر دعا کرنا

٦٣٤٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَسْقِيَنَا فَتَغَيَّمَتِ السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا حَتَّى مَا كَانَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلَى مَنْزِلِهِ فَلَمْ تَزَلْ تُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ فَقَامَ ذَلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا فَقَدْ غَرِقْنَا فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَلَا يُمْطِرُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ. [راجع: ٩٣٢]

(٦٣٤٢) مجھ سے محمد بن محبوب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوعوانہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ دے رہے تھے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! اللہ سے دعا فرمائیں کہ ہمارے لیے بارش برسائے (آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی) اور آسمان پر بادل چھا گیا اور بارش برسنے لگی، یہ حال ہو گیا کہ ہمارے لیے گھر تک پہنچنا مشکل تھا یہ بارش اگلے جمعہ تک ہوتی رہی پھر وہی صحابی یا کوئی دوسرے صحابی اس دوسرے جمعہ کو کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ سے دعا فرمایئے کہ اب بارش بند کر دے ہم تو ڈوب گئے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ "اے اللہ! ہمارے چاروں طرف کی بستیوں کو سیراب کر اور ہم پر بارش بند کر دے۔" چنانچہ بادل ٹکڑے ہو کر مدینہ کے چاروں طرف بستیوں میں چلا گیا اور مدینہ والوں پر بارش رک گئی۔

تشریح: حالت خطبہ میں اس طور دعا فرمائی کہ آپ سامعین کی طرف منہ کئے ہوئے تھے اسی سے باب کا مطلب ثابت ہوا۔

بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

باب: قبلہ رخ ہو کر دعا کرنا

تشریح: خاص مواقع کے علاوہ آداب دعا سے یہ ہے کہ منہ قبلہ رخ ہو جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ بدر میں کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

٦٣٤٣ - حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ

(٦٣٤٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، کہا ہم سے عمرو بن یحییٰ نے بیان کیا، ان سے عباد

ابْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللَّهِ إِلَى هَذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي فَدَعَا فَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ. [راجع: ١٠٠٥]

بن تمیم نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ میں استقا کی دعا کے لیے نکلے اور بارش کی دعا کی، پھر آپ قبلہ رخ ہو گئے اور اپنی چادر کو پلٹا۔

تشریح: نماز استقاء کتاب الصلوۃ سے معلوم کی جاسکتی ہے اس میں آخر میں چادر پلٹنے کا طریقہ دیکھا جاسکتا ہے۔

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ ﷺ لِخَادِمِهِ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ مَالِهِ

باب: نبی کریم ﷺ نے اپنے خادم (انس رضی اللہ عنہ) کے لیے لمبی عمر اور مال کی زیادتی کی دعا فرمائی

٦٣٤٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمِّي: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! خَادِمُكَ ادْعُ اللَّهَ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ)). [راجع: ١٩٨٢]

(٦٣٤٤) ہم سے عبداللہ بن ابی اسود نے بیان کیا، کہا ہم سے حرمی بن عمارہ نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ میری والدہ (ام سلیم) نے کہا: یارسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمادیں۔ آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ ''اے اللہ! اس کے مال واولاد کو زیادہ کر اور جو کچھ تو نے اسے دیا ہے اس میں برکت عطا فرما۔''

تشریح: آپ کی دعا کی برکت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سو سال سے بھی زیادہ عمر پائی اور انتقال کے وقت ان کی اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

باب: پریشانی کے وقت دعا کرنا

٦٣٤٥ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ)). [أطرافه في: ٦٣٤٦، ٧٤٢٦، ٧٤٣١]

[مسلم: ٦٩٢١، ٦٨٥٩؛ ترمذي: ٣٤٣٥؛ ابن ماجه: ٣٨٨٣]

(٦٣٤٥) ہم سے مسلم بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، کہا ہم سے قتادہ نے بیان کیا، ان سے ابوعالیہ نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت عظمت والا ہے اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا رب اور بڑے بھاری عرش کا رب ہے۔''

٦٣٤٦ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِي عَبْدِاللَّهِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي

(٦٣٤٦) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، ان سے ہشام بن ابی عبداللہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے ان سے

الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ: ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ)) وَقَالَ وَهْبٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ٦٣٤٥]

ابو عالیہ نے اور ان سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ حالت پریشانی میں یہ دعا کیا کرتے تھے: "اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔" اور وہب نے بیان کیا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اس طرح بیان کیا۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ

باب: مصیبت کی سختی سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٤٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُمَيٌّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ. قَالَ سُفْيَانُ: الْحَدِيْثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً لَا أَدْرِي أَيَّتُهُنَّ هِيَ.

[طرفه في: ٦٦١٦] [مسلم: ٦٨٧٧؛ نسائي: ٥٥٠٦، ٥٥٠٧]

(٦٣٤٧) ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے بیان کیا، کہا مجھ سے سمی نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ مصیبت کی سختی، تباہی تک پہنچ جانے، قضا وقدر کی برائی اور دشمنوں کے خوش ہونے سے پناہ مانگتے تھے اور سفیان نے کہا: حدیث میں تین صفات کا بیان تھا ایک میں نے بھلا دی تھی اور مجھے یاد نہیں کہ وہ ایک کون سی صفت ہے۔

تشریح: اسماعیل کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ وہ چوتھی بات شماتة الاعداء کی تھی۔

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى))

باب: نبی کریم ﷺ کا مرض الموت میں دعا کرنا: "یا اللہ! مجھے آخرت میں رفیق اعلیٰ (ملائکہ اور انبیا) کے ساتھ ملا دے"

٦٣٤٨ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ: ((لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى

(٦٣٤٨) ہم سے سعید بن عفیر نے بیان کیا، کہا مجھ سے لیث بن سعد نے بیان کیا، کہا مجھ سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے، انہیں سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر نے بہت سے علم والوں کے سامنے خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ جب بیمار نہیں تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ "جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی جاتی تو پہلے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھا دیا جاتا ہے، اس کے بعد اسے اختیار دیا جاتا ہے۔" (کہ

مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)) قُلْتُ: إِذًا لَا يَخْتَارُنَا وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ قَالَتْ: فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا: ((اللَّهُمَّ الرَّفِيقَ الْأَعْلَى)).

[راجع: ٤٤٣٥]

چاہیں دنیا میں رہیں یا جنت میں چلیں) چنانچہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا اس وقت آپ پر تھوڑی دیر کے لیے غشی طاری ہوئی، پھر جب آپ کو اس سے کچھ ہوش ہوا تو چھت کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے۔ پھر فرمایا ''اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔'' میں نے سمجھ لیا کہ آپ ﷺ اب ہمیں اختیار نہیں کر سکتے۔ میں سمجھ گئی کہ جو بات آپ صحت کے زمانہ میں بیان فرمایا کرتے تھے، یہ وہی بات ہے۔ بیان کیا کہ یہ آپ ﷺ کا آخری کلمہ تھا جو آپ نے زبان سے ادا فرمایا کہ ''اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔''

تشریح: آپ کو بھی اختیار دیا گیا کہ آپ دنیا میں رہنا چاہیں تو کوہ احد آپ کے لئے سونے کا بنا دیا جائے گا مگر آپ نے آخرت کو پسند فرما کر رفیق اعلیٰ کی رفاقت کو پسند فرمایا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم الف الف مرة)

بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

باب: موت اور زندگی کی دعا کے بارے میں

٦٣٤٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا قَالَ: لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.

[راجع: ٥٦٧٢]

(۶۳۴۹) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے سات داغ (کسی بیماری کے علاج کے لیے) لگوائے تھے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اگر ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں ضرور اس کی دعا کرتا۔

تشریح: شدت تکلیف کی وجہ سے انہوں نے یہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ بہر حال موت کی دعا مانگنا منع ہے۔ بلکہ طول عمر کی دعا کرنا بہتر ہے۔ جس سے سعادت دارین حاصل ہو اسی لئے نیکو کار لمبی عمروں والے قیامت میں درجات کے اندر شہدا سے بھی آگے بڑھ جائیں گے۔ جعلنا اللہ منهم۔ آمین

٦٣٥٠ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنِي قَيْسٌ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فِي بَطْنِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَوْلَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ. [راجع: ٥٦٧٢]

(۶۳۵۰) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے بیان کیا، ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے قیس بن ابی حازم نے بیان کیا، کہا میں خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے اپنے پیٹ پر سات داغ لگوا رکھے تھے، میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کے لیے ضرور دعا کر لیتا۔

٦٣٥١۔ حَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلِ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي)). [راجع: ٥٦٧١] [مسلم: ٦٨١٤؛ ترمذي: ٩٧١؛ نسائي: ١٨٢٠]

(٦٣٥١) مجھ سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو اسماعیل بن علیہ نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالعزیز بن صہیب نے بتایا اور ان سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص تکلیف کی وجہ سے جو اسے ہونے لگی ہو، موت کی تمنا نہ کرے اگر موت کی تمنا ضروری ہی ہو جائے تو یہ کہے: اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھا لینا۔''

بَابُ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوسِهِمْ

باب: بچوں کے لیے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرنا

وَقَالَ أَبُو مُوسَى: وُلِدَ لِي غُلَامٌ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْبَرَكَةِ.

اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔

٦٣٥٢۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: وَيُقَالُ: جَعْدٌ وَجُعَيْدٌ قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِي وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ فَنَظَرْتُ إِلَى خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ١٩٠]

(٦٣٥٢) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے حاتم بن اسماعیل نے بیان کیا، ان سے جعد بن عبدالرحمان نے بیان کیا، ابو عبداللہ نے کہا انہیں جعید بھی کہا جاتا تھا، انہوں نے کہا میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میری خالہ مجھے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا یہ بھانجا بیمار ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا کی، پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا اس کے بعد میں آپ کی پشت کی طرف کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی جو دونوں شانوں کے درمیان میں تھی جیسے چھپر کھٹ کی گھنڈی ہوتی ہے یا حجلہ کا انڈا۔

تشریح: حجلہ ایک پرندہ ہوتا ہے۔ بعض روایات میں رز الحجلة بہ تقدیم رائے مہملہ برزائے معجمہ آیا ہے۔ یعنی چکور کے انڈہ کی طرح گولائی میں ہے کہ اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے ترمذی نے جابر بن سمرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مہر نبوت دونوں کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے برابر لال رسولی کی طرح تھی۔ (لغات الحدیث)

٦٣٥٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ

(٦٣٥٣) ہم سے عبداللہ بن یوسف تنیسی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا ہم سے سعید بن ابی ایوب نے بیان کیا، ان سے

عَنْ أَبِي عُقَيْلٍ أَنَّهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوْقِ. أَوْ إِلَى السُّوْقِ. فَيَشْتَرِي الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ فَيَقُوْلَانِ: أَشْرِكْنَا فَإِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا إِلَى الْمَنْزِلِ. [راجع: ٢٥٠٢]

ابو عقیل (زہرہ بن معبد) نے کہ انہیں ان کے دادا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ ساتھ لے کر بازار نکلتے یا بازار جاتے اور کھانے کی کوئی چیز خریدتے، پھر اگر عبداللہ بن زبیر یا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان سے ملاقات ہو جاتی تو وہ کہتے کہ ہمیں بھی اس میں شریک کیجیے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے لیے برکت کی دعا فرمائی تھی۔ بعض دفعہ تو ایک اونٹ کے بوجھ کا پورا غلہ نفع میں آ جاتا اور وہ اسے گھر بھیج دیتے تھے۔

تشریح: ابو عقیل زہرہ بن معبد کے حق میں رسول کریم ﷺ نے دعائے برکت فرمائی تھی اسی کا یہ ثمرہ تھا جو یہاں بیان ہوا ہے۔

٦٣٥٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيعِ وَهُوَ الَّذِي مَجَّ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ. [راجع: ٧٧]

(٦٣٥٤) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح بن کیسان نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، انہیں محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے خبر دی، یہ محمود وہ بزرگ ہیں جن کے منہ میں رسول اللہ ﷺ نے جس وقت وہ بچے تھے، انہی کے کنوئیں سے پانی لے کر کلی کی تھی۔

تشریح: وہ بچہ انتہائی خوش قسمت ہونا چاہیے جس کے منہ میں رسول کریم ﷺ کے منہ مبارک کی کلی داخل ہو۔

٦٣٥٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ وَلَمْ يَغْسِلْهُ. [راجع: ٢٢٢]

(٦٣٥٥) ہم سے عبدان نے بیان کیا، کہا ہم کو عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تو آپ ان کے لیے دعا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بچہ لایا گیا اور اس نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا، پھر آنحضرت ﷺ نے پانی منگایا اور پیشاب کی جگہ پر اسے ڈالا، کپڑے کو دھویا نہیں۔

تشریح: یہ حضرت حسن یا حضرت حسین یا ام قلیس کے فرزند تھے۔ معلوم ہوا کہ شیر خوار بچے کے پیشاب پر پانی ڈال دینا کافی ہے۔

٦٣٥٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُاللَّهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ ابْنِ صُعَيْرٍ. وَكَانَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ قَدْ مَسَحَ عَنْهُ. أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ.

[راجع: ٤٣٠٠]

(٦٣٥٦) ہم سے ابو الیمان نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی، انہیں زہری نے، کہا مجھے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھ یا منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔ انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت وتر نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

تشریح: وتر کے معنی تنہا، اکیلا، طاق کے ہیں اس کی ضد شفع یعنی جوڑا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے وتر کو کبھی سات رکعات کبھی پانچ کبھی تین کبھی ایک رکعت پڑھا ہے۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: "الوتر حق على كل مسلم فمن احب ان يوتر

بخمس فليفعل ومن احب ان يوتر بثلاث فليفعل ومن احب ان يوتر بواحدة فليفعل۔" (رواه ابو داود والنسائی وابن ماجه) یعنی نماز وتر ہر مسلمان کے اوپر حق اور ثابت ہے بس جو چاہے وتر سات رکعات پڑھے جو چاہے پانچ رکعات پڑھے جو چاہے تین رکعات پڑھے اور جو چاہے ایک رکعت پڑھے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:" الوتر ركعة من آخر الليل۔" (رواه مسلم) یعنی نماز وتر آخری رات میں ہے جو ایک رکعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانچ رکعت وتر پڑھنے کی صورت میں درمیان میں نہیں بلکہ صرف آخری رکعت میں قعدہ فرماتے تھے (رواہ مسلم) پس ایک رکعت وتر جائز اور درست بلکہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو لوگ ایک رکعت وتر ادا کریں ان پر اعتراض کرنے والے خود غلطی پر ہیں، یوں تین پانچ سات تک پڑھ سکتے ہیں۔ حدیث اور باب میں مطابقت اس سے ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کے سر پر ازراہ شفقت ودعا دست شفقت پھیرا تھا۔

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم — باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا

تشریح: صحیح احادیث میں جو درود کے صیغے آئے ہیں وہ معدودے چند ہیں۔ جو حصن حصین میں جمع ہیں لیکن بعد کے لوگوں نے ہزاروں صیغے بڑے بڑے مبالغہ اور تک بندی کے ساتھ بنائے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہوگا بلکہ ڈر ہے کہ مؤاخذہ نہ ہو کیونکہ آپ نے دعا میں مبالغہ اور سجع وقافیہ لگانے کو منع فرمایا اور تعجب ہے ان لوگوں سے جنہوں نے ماثورہ درودوں پر قناعت نہ کرکے ہزار ہا نئے درود ایجاد کئے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ وہی صیغے درود کے پڑھے جائیں جو حدیث سے ثابت ہیں اور جو مزہ اتباع سنت میں مؤمن کو آتا ہے وہ کسی چیز میں نہیں آتا۔ باقی درود شریف بکثرت پڑھنا ایسا پاکیزہ عمل ہے جس کی فضیلت میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے بلکہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود نہ پڑھے اس کو بہت بڑا بخیل قرار دیا گیا ہے۔ حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول الجمیل میں فرمایا ہے کہ "بها وجدنا ما وجدنا" یعنی ہم کو روحانی ترقیات جو نصیب ہوئی ہیں وہ بکثرت درود پڑھنے ہی سے حاصل ہوئی ہیں۔ اسی لئے صحیح بخاری مترجم اردو کا پڑھنا بھی موجب صد برکت ہے کہ اس میں سطر سطر میں الفاظ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف لکھی گئی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اس عمل کو قبول کرکے مجھ حقیر سراپا تقصیر خادم کو روز قیامت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے جام کوثر نصیب کرے اور میرے جملہ رفقائے کرام ومعاونین عظام وشائقین کو بھی اللہ پاک درجات عالیہ بخشے۔ (آمین) (راز)

٦٣٥٧۔ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ فَقَالَ: ((قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

(٦٣٥٧) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ بن حجاج نے بیان کیا، کہا ہم سے حکم بن عتیبہ نے بیان کیا، کہا میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے سنا، کہا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ مجھ سے ملے اور کہا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ (یعنی ایک عمدہ حدیث نہ سناؤں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں میں تشریف لائے تو ہم نے کہا: یارسول اللہ! یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم آپ کو سلام کس طرح کریں، لیکن آپ پر درود ہم کس طرح بھیجیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس طرح کہو: اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اپنی رحمت نازل کر اور آل محمد پر، جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی، بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔ اے اللہ! محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی،

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ٣٣٧٠]

بلاشبہ تو تعریف کیا ہوا اور پاک ہے۔"

٦٣٥٨ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ وَالدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَكَيْفَ نُصَلِّي؟ قَالَ: ((قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ)). [راجع: ٤٧٩٨]

(٦٣٥٨) مجھ سے ابراہیم بن حمزہ زبیری نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابی حازم اور دراوردی نے بیان کیا، ان سے یزید نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن خباب نے بیان کیا اور ان سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کو سلام اس طرح کیا جاتا ہے لیکن آپ پر درود کس طرح بھیجا جاتا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس طرح کہو اے اللہ! اپنی رحمت نازل کر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو تیرے بندے ہیں اور تیرے رسول ہیں جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراہیم پر اور برکت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر جس طرح برکت بھیجی تو نے ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر۔"

بَابٌ: هَلْ يُصَلَّى عَلَى غَيْرِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیجا جا سکتا ہے؟

وَقَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾. [التوبة: ١٠٣]

اور اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں اپنے پیغمبر سے یوں فرمایا: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ یعنی ان پر درود بھیج کیونکہ تیرے درود (دعا) سے ان کو تسلی ہوتی ہے۔

٦٣٥٩ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى كَانَ إِذَا أَتَى رَجُلُ النَّبِيَّ ﷺ بِصَدَقَتِهِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ)) وَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى)). [راجع: ١٤٩٧]

(٦٣٥٩) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عمرو بن مرہ نے اور ان سے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی شخص اپنی زکوٰۃ لے کر آتا تو آپ فرماتے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ" (اے اللہ! اس پر اپنی رحمت نازل فرما) میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے اللہ! آل ابی اوفی پر اپنی رحمت نازل فرما۔"

٦٣٦٠ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُولُوا: اللَّهُمَّ صَلِّ

(٦٣٦٠) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے، ان سے عبداللہ بن ابی بکر نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عمرو بن سلیم زرقی نے بیان کیا کہ ہمیں ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اس طرح کہو: اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور

عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)). [راجع: ٣٣٦٩]

آپ کی ازواج اور آپ کی اولاد پر اپنی رحمت نازل کر جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اور محمد اور ان کی ازواج اور ان کی اولاد پر برکت نازل کر، جیسا کہ تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل کی بلاشبہ تو تعریف کیا گیا شان وعظمت والا ہے۔''

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو احادیث بیان کی ہیں ایک سے بالاستقلال غیر انبیا پر اور دوسری سے تبعاً غیر انبیا پر درود بھیجنے کا جواز نکالا ہے۔ بعض نے غیر انبیا کے لئے بھی استقلال کو یوں کہنا درست رکھا ہے۔ اللھم صل علیه اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی رجحان اسی طرح معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ صلاۃ کے معنی رحمت کے بھی ہیں۔ تو اللھم صل علیه کا مطلب یہ ہوا کہ یا اللہ! اس پر اپنی رحمت اتار اور ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یوں ہے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلَى آلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔" بعض نے یوں کہنا بھی درست رکھا ہے کہ پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہو بعد میں اور کو بھی شریک کیا جائے جیسے یوں کہنا: " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ۔" اور یہی مختار ہے۔ درود شریف میں بعض نے تخصیص حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کلام کیا ہے کہ یوں کیوں نہ کہا: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُوسٰى۔" جواب یہ دیا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تجلی جلالی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر تجلی جمالی۔ اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام کو ترجیح دی گئی کہ آپ کے لئے تجلی جمالی کا سوال ہو۔ ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا درجہ بڑا ہے کیونکہ آپ جد الانبیاء ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ مقام نہیں ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا کر ملتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دنیا و آخرت میں جو رفعت وخلت حاصل ہوئی ہے وہ اور کو نہیں۔ لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ایسی ہی رفعت وخلت کا سوال مناسب تھا جو یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حاصل ہوا کیونکہ آج بھی آپ کے نام لینے والوں کی تعداد دنیا میں کروڑہا کروڑ تک پہنچ رہی ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔ آمین

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً)).

باب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

''اے اللہ! اگر مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اسے تو اس کے گناہوں کے لیے کفارہ اور رحمت بنا دے۔''

٦٣٦١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذَلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [مسلم: ٦٦٢٣]

(٦٣٦١) ہم سے احمد بن صالح نے بیان کیا، کہا ہم سے عبداللہ بن وہب نے بیان کیا، کہا مجھے یونس نے خبر دی، انہیں ابن شہاب نے، کہا مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی اور انہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو تو اس کے لیے اسے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنا دے۔''

تشریح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی بھر میں کبھی کسی مومن کو برا نہیں کہا۔ لہٰذا یہ ارشاد گرامی کمال تواضع اور اہل ایمان سے شفقت کی بنا پر فرمایا گیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

٦٣٦٢ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ، سَأَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ: ((لَا تَسْأَلُوْنِي الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ)) فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِي ثَوْبِهِ يَبْكِيْ فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبِيْ؟ قَالَ: ((حُذَافَةُ)) ثُمَّ أَنْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا رَأَيْتُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِيَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتَّى رَأَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ)) وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾. [المائدة: ١٠١] [راجع: ٩٣]

[مسلم: ٦١٢٤]

باب: فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

(٦٣٦٢) ہم سے حفص بن عمر حوضی نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام دستوائی نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوالات کیے اور جب بہت زیادہ کیے تو آنحضرت ﷺ کو ناگواری ہوئی، پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: ''آج تم مجھ سے جو بات بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا۔'' اس وقت میں نے دائیں بائیں دیکھا تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سر اپنے کپڑوں میں لپیٹے ہوئے رو رہے تھے، ایک صاحب جن کا اگر کسی سے جھگڑا ہوتا تو انہیں ان کے باپ کے سوا کسی اور کی طرف (طعنے کے طور پر) منسوب کیا جاتا تھا۔ انہوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ''حذافہ۔'' اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا: ہم اللہ سے راضی ہیں کہ ہمارا رب ہے، اسلام سے کہ وہ دین ہے، محمد ﷺ سے کہ وہ سچے رسول ہیں، ہم فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج کی طرح خیر و شر کے معاملہ میں میں نے کوئی دن نہیں دیکھا، میرے سامنے جنت اور دوزخ کی تصویر لائی گئی اور میں نے انہیں دیوار کے اوپر دیکھا۔'' قتادہ اس حدیث کو بیان کرتے وقت (سورۂ مائدہ کی) اس آیت کا ذکر کیا کرتے تھے: ''اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے متعلق نہ سوال کرو کہ اگر تمہارے سامنے ان کا جواب ظاہر ہو جائے تو تم کو برا لگے۔''

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

٦٣٦٣ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ: أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ طَلْحَةَ: ((الْتَمِسْ لَنَا غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ)) فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ

باب: دشمنوں کے غالب آنے سے اللہ کی پناہ مانگنا

(٦٣٦٣) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے عمرو بن ابی عمرو، مطلب بن عبداللہ بن حنطب کے غلام نے بیان کیا، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اپنے لڑکوں میں سے کوئی بچہ تلاش کر جو میرا کام کر دیا کرے۔'' چنانچہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مجھے اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی گھر ہوتے تو میں

يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)) فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتَّى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ فَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ. ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعْنَا حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوا وَكَانَ ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: ((هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ)) فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ)). [راجع: ٣٧١]

آپ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ میں نے سنا کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا اکثر پڑھا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم والم سے، عاجزی وکمزوری سے اور بخل سے اور بزدلی سے اور قرض کے بوجھ سے اور انسانوں کے غلبہ سے۔'' میں آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا۔ پھر ہم خیبر سے واپس آئے اور آنحضرت ﷺ ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کے ساتھ واپس ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے انہیں اپنے لیے منتخب کیا تھا۔ آپ نے ان کے لیے عبا یا چادر سے پردہ کیا اور انہیں سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب ہم مقام صہباء پہنچے تو آپ نے ایک چرمی دسترخوان پر کچھ مالیدہ تیار کرا کے رکھوایا، پھر مجھے بھیجا اور میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلا لایا اور سب نے اسے کھایا، یہ آپ کی دعوت ولیمہ تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ آگے بڑھے اور احد پہاڑ دکھائی دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔'' آپ جب مدینہ منورہ پہنچے تو فرمایا: ''اے اللہ! میں اس شہر کے دونوں پہاڑوں کے درمیانی علاقے کو اس طرح حرمت والا قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا تھا۔ اے اللہ! یہاں رہنے والوں کے مد میں اور ان کے صاع میں برکت عطا فرما۔''

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب: عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٦٤ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ. قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَهَا. قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [راجع: ١٣٧٦]

(٦٣٦٤) ہم سے عبداللہ بن زبیر حمیدی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے، کہا ہم سے موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا، کہا میں نے ام خالد بنت خالد بن سعید سے سنا (موسیٰ نے) بیان کیا کہ میں نے کسی سے نہیں سنا کہ ان کی بیان کی ہوئی حدیث سے مختلف کسی نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہو، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔

٦٣٦٥ـ حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ، قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهِنَّ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ

(٦٣٦٥) ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے کہ سعد رضی اللہ عنہ پانچ باتوں کا حکم دیتے تھے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ذکر کرتے تھے کہ آنحضرت ﷺ ان سے پناہ

الْبُخْلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا۔ يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ۔ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ))۔ [راجع: ٢٨٢٢] [ترمذي: ٣٥٦٧؛ نسائي: ٥٤٦٠، ٥٤٩٣، ٥٥١١]

مانگنے کا حکم کرتے تھے کہ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل اور بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ بدترین بڑھاپا مجھ پر آ جائے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنہ سے، اس سے مراد دجال کا فتنہ ہے اور تجھ سے پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔''

٦٣٦٦۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتَا لِي إِنَّ أَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِي قُبُوْرِهِمْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ عَجُوْزَيْنِ وَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: ((صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا)) فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ [راجع: ١٠٤٩] [مسلم: ١٣٢١؛ نسائي: ٢٠٦٥]

(٦٣٦٦) مجھ سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے ابووائل نے، ان سے مسروق نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مدینہ کے یہودیوں کی دو بوڑھی عورتیں میرے پاس آئیں اور انہوں نے مجھ سے کہا: قبر والوں کو ان کی قبر میں عذاب ہوگا۔ لیکن میں نے انہیں جھٹلایا اور ان کی تصدیق نہیں کر سکی، پھر وہ دونوں عورتیں چلی گئیں اور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں تھیں، پھر میں نے آپ ﷺ سے واقعہ کا ذکر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''انہوں نے صحیح کہا، قبر والوں کو عذاب ہوگا اور ان کے عذاب کو تمام چوپائے سنیں گے۔'' پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے تھے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

باب: زندگی اور موت کے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٦٧۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ))۔ [راجع: ٢٨٢٣]

(٦٣٦٧) ہم سے مسدد بن مسرہد نے بیان کیا، کہا ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا، کہا میں نے اپنے والد سے سنا، بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عاجزی سے، سستی سے، بزدلی سے اور بہت زیادہ بڑھاپے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کی آزمائشوں سے۔''

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

باب: گناہ اور قرض سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٦٨۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا

(٦٣٦٨) ہم سے معلیٰ بن اسد نے بیان کیا، کہا ہم سے وہیب نے بیان

وُهَيْبٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)). [راجع: ۸۳۲]

کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، بہت زیادہ بڑھاپے سے، گناہ سے، قرض سے اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے اور دوزخ کی آزمائش سے اور دوزخ کے عذاب سے اور مالداری کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے، اے اللہ! مجھ سے میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کردے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک صاف کردیا اور مجھ میں اور میرے گناہوں میں اتنی دوری کردے جتنی مشرق اور مغرب میں دوری ہے۔''

بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

باب: بزدلی اور سستی سے اللہ کی پناہ مانگنا

﴿كُسَالَى﴾ [النساء: ۱٤۲] وَكَسَالَى وَاحِدٌ.

۶۳۶۹ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ)). [راجع: ۲۸۹۳]

[ابوداود: ۱٥٤۱؛ ترمذي: ۳٤۸٤؛ نسائي: ٥٤٦٥، ٥٤٩۱، ٥٥۱۸]

(۶۳۶۹) ہم سے خالد بن مخلد نے بیان کیا، کہا ہم سے سلیمان بن بلال نے بیان کیا، کہا مجھ سے عمرو بن ابی عمرو نے بیان کیا، کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا نبی کریم ﷺ کہتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں غم والم سے، عاجزی، سستی، بزدلی، بخل، قرض چڑھ جانے اور لوگوں کے غلبہ سے۔''

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ

باب: بخل سے اللہ کی پناہ مانگنا

اَلْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ.

بُخل (باء کے ضمہ اور خاء کے سکون) اور بَخَل (باء کے نصب اور خاء کے نصب کے ساتھ) ایک ہی ہیں جیسے حُزن اور حَزن۔

۶۳۷۰ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِي غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ

(۶۳۷۰) مجھ سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا مجھ سے غندر نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے

عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهَؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُ بِهِنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)).

[راجع: ٢٨٢٢]

مصعب بن سعد نے بیان کیا اور ان سے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہ بے شک وہ پانچ باتوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیتے تھے۔ اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر میں پہنچا دیا جاؤں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔"

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

﴿أَرَاذِلُنَا﴾ [هود: ٢٧] سُقَّاطُنَا.

باب: ناکارہ عمر سے اللہ کی پناہ مانگنا

سورۂ ہود میں جو لفظ "أَرَاذِلُنَا" آیا ہے اس سے سُقَّاطُنَا یعنی کمینے پاپی لوگ مراد ہیں۔

٦٣٧١ـ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ)). [راجع: ٢٨٢٣]

(٦٣٧١) ہم سے ابومعمر نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث بن سعید نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز بن صہیب نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ پناہ مانگتے تھے اور کہتے تھے کہ "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناکارہ بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے۔"

بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ

باب: دعا سے وبا اور پریشانی دور ہو جاتی ہے

٦٣٧٢ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا وَصَاعِنَا)). [راجع: ١٨٨٩]

(٦٣٧٢) ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اے اللہ! ہمارے دل میں مدینہ کی ایسی ہی محبت پیدا کر دے جیسی تو نے مکہ کی محبت ہمارے دل میں پیدا کی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کے بخار کو جحفہ میں منتقل کر دے، اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے مد اور صاع میں برکت عطا فرما۔"

٦٣٧٣ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ:

(٦٣٧٣) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے، کہا ہم کو ابن شہاب نے خبر دی، انہیں عامر بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر میری

عَادَنِي رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوَى أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! بَلَغَ بِي مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا بِنْتٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَا لِي؟ قَالَ: ((لَا))، قُلْتُ: فَبِشَطْرِهِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: ((الثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِي وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا أُجِرْتَ حَتَّى مَا تَجْعَلُ فِي فِي امْرَأَتِكَ)) قُلْتُ: أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي؟ قَالَ: ((إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنَّ الْبَائِسُ سَعْدُ ابْنُ خَوْلَةَ)) قَالَ سَعْدٌ: رَثَى لَهُ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ. [راجع: ٥٦]

عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میری اس بیماری نے مجھے موت کے قریب کر دیا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ خود مشاہدہ فرما رہے ہیں کہ بیماری نے مجھے کہاں پہنچا دیا ہے اور میرے پاس مال و دولت ہے اور سوائے ایک لڑکی کے اس کا اور کوئی وارث نہیں، کیا میں اپنی دولت کا دو تہائی صدقہ کر دوں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "نہیں۔" میں نے عرض کیا: پھر آدھی کا کر دوں؟ فرمایا: "ایک تہائی بہت ہے اگر تم اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ دو اور وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں یقین رکھو کہ تم جو کچھ بھی خرچ کرو گے اس سے مقصود اللہ کی خوشنودی ہوئی تو تمہیں اس پر ثواب ملے گا، یہاں تک کہ اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ رکھو گے (تو اس پر بھی ثواب ملے گا)۔" میں نے عرض کی: کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑ دیا جاؤں گا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اگر تم پیچھے چھوڑ دیے جاؤ اور پھر کوئی عمل کرو جس سے مقصود اللہ کی رضا ہو تو تمہارا مرتبہ بلند ہوگا اور امید ہے کہ تم ابھی زندہ رہو گے اور کچھ قومیں تم سے فائدہ اٹھائیں گی اور کچھ نقصان اٹھائیں گی۔ اے اللہ! میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ہجرت کو کامیاب فرما اور انہیں الٹے پاؤں واپس نہ کر، البتہ افسوس سعد بن خولہ کا ہے۔" سعد نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان پر افسوس کا اظہار اس وجہ سے کیا تھا کہ ان کا انتقال مکہ معظمہ میں ہو گیا تھا۔

بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ [وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ]

باب: ناکارہ عمر، دنیا کی آزمائش اور دوزخ کی آزمائش سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٧٤ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: تَعَوَّذُوا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ٢٨٢٢]

(٦٣٧٤) ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے بیان کیا، کہا ہم کو حسین بن علی جعفی نے خبر دی، انہیں زائدہ بن قدامہ نے، انہیں عبدالملک بن عمیر نے، انہیں مصعب بن سعد نے اور ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ ان کلمات کے ذریعے اللہ کی پناہ مانگو جن کے ذریعہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگتے تھے: "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر کو پہنچو، تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔"

٦٣٧٥ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)).

[راجع: ٨٣٢] [مسلم: ٦٨٧٢؛ ابن ماجه: ٣٨٣٨]

(٦٣٧٥) ہم سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے وکیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، نا کارہ عمر سے، بڑھاپے سے، قرض سے اور گناہ سے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے، دوزخ کی آزمائش سے قبر کے عذاب سے، مالداری کی بری آزمائش سے محتاجی کی بری آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے، اے اللہ! میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے پاک کردے، جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کردیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کردے جتنا فاصلہ مشرق ومغرب میں ہے۔''

بَابُ الْإِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى

باب: مالداری کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگنا

٦٣٧٦ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالَتِهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ)). [راجع: ٨٣٢]

(٦٣٧٦) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا، کہا ہم سے سلام بن ابی مطیع نے بیان کیا، ان سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ان کی خالہ (ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کی آزمائش سے، دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں، قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مالداری کی آزمائش سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کی آزمائش سے۔''

تشریح: مال و دولت کے فتنے کی مثال قارون کی ہے جسے اللہ نے مال کے گھمنڈ غرور کی وجہ سے زمین دوز کردیا اور مال کی برکت کی مثال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے جو تاریخ اسلام میں قیامت تک کے لئے نام پا گئے۔ (رضی الله عنه وارضاه)۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جیسا غنی بنائے۔ آمین

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

باب: محتاجی کے فتنہ سے پناہ مانگنا

٦٣٧٧ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

(٦٣٧٧) ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم کو ابو معاویہ نے خبر دی،

قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ اللَّهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)). [راجع: ۸۳۲]

[مسلم: ٦٨٧٢]

کہا ہم کو ہشام بن عروہ نے خبر دی، انہیں ان کے والد عروہ بن زبیر نے اور ان سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے اور قبر کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے اور مال داری کی بری آزمائش سے اور محتاجی کی بری آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے، اے اللہ! میرے دل کو برف اور اولے کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے صاف کردے جیسا کہ سفید کپڑے کو میل سے صاف کرتا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری کردے جتنی دوری مشرق و مغرب میں ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، گناہ سے اور قرض سے۔''

تشریح: محتاجی اور قرض بہت ہی خطرناک عذاب ہیں۔ میری دن رات یہ دعا ہے کہ اللہ مجھ کو اور میرے متعلقین اور شائقین صحیح بخاری کو وقت آخر تک قرض اور محتاجی سے بچائے۔ خاص طور سے میرے جو مخلصین ادائیگی قرض کے لئے دعاؤں کی درخواست کرتے رہتے ہیں اللہ پاک ان سب کا قرض ادا کرائے اور مجھ کو بھی اس حالت میں موت دے کہ میں کسی کا ایک پیسے کا بھی مقروض نہ ہوں۔ قبل از موت اللہ سارا قرض ادا کرادے۔ آمین یا رب العالمین (راز)

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

باب: برکت کے ساتھ مال کی زیادتی کے لیے دعا کرنا

٦٣٧٨، ٦٣٧٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَسٌ خَادِمُكَ ادْعُ اللَّهَ لَهُ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)) وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ مِثْلَهُ. [راجع: ١٩٨٢] [مسلم: ٦٣٧٢؛ ترمذي: ٣٨٢٧]

(۶۳۷۸،۷۹) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے غندر (محمد بن جعفر) نے بیان کیا، کہا میں نے قتادہ سے سنا، ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور ان سے ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! انس آپ کا خادم ہے اس کے لیے اللہ سے دعا کیجیے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو اسے دے اس میں برکت عطا فرما۔'' اور ہشام بن زید سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اسی طرح سنا۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

باب: برکت کے ساتھ بہت اولاد کی دعا کرنا

٦٣٨٠، ٦٣٨١۔ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: أَنَسٌ خَادِمُكَ قَالَ: ((اللَّهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيمَا أَعْطَيْتَهُ)).

[راجع: ١٩٨٢]

(٦٣٨٠،٨١) ہم سے ابوزید سعید بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے قتادہ نے، کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور! انس آپ کا خادم ہے اس کے لیے دعا فرمایئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کے مال و اولاد میں زیادتی کر اور جو کچھ تو دے اس میں برکت عطا فرما۔''

تشریح: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قبول ہوئی۔ سو سال سے زائد عمر پائی اور انتقال کے وقت اولاد در اولاد کی تعداد سو سے بھی زائد تھی۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْإِسْتِخَارَةِ

باب: استخارہ کی دعا کا بیان

تشریح: استاذ الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ومنها صلوة الاستخارة وكان اهل الجاهلية اذا عنت لهم حاجة من سفر او نكاح او بيع استقسموا بالازلام فنهى عنه النبي صلی اللہ علیہ وسلم لانه غير معتمد على أصل وانما هو محض اتفاق ولانه افتراء على الله بقولهم امرني ربي ونهاني ربي فعوضهم من ذالك الاستخارة ان اكثار الاستخارة في الامور ترياق مجرب لتحصيل شبه الملائكة وضبط النبي صلی اللہ علیہ وسلم آدابها ودعاء ها فشرع ركعتين۔" (حجة الله البالغة جلد٢/ صفحه١٩) یعنی جاہلیت والوں کو سفر یا شادی یا تجارت کی کوئی ضرورت پیش آتی تو وہ بتوں کے ہاتھوں میں دیئے ہوئے تیروں سے فال نکالا کرتے تھے اور اہل اسلام کو ان حرکتوں سے روکا گیا کیونکہ یہ محض جھوٹ اور شرکیہ کام تھا۔ اس کے عوض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے استخارہ کی تعلیم فرمائی جو تریاق مجرب ہے۔ اس کے لئے دو رکعات نماز استخارہ مشروع قرار دی اور یہ دعا تعلیم فرمائی۔

٦٣٨٢۔ حَدَّثَنَا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ أَبُو مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يُعَلِّمُنَا الْإِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَالسُّورَةِ مِنَ الْقُرْآنِ إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي

(٦٣٨٢) ہم سے ابومصعب مطرف بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالرحمٰن بن ابی الموال نے بیان کیا، ان سے محمد بن منکدر نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام معاملات میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے، قرآن کی سورت کی طرح (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) ''جب تم میں سے کوئی شخص کسی (مباح) کام کا ارادہ کرے (ابھی پکا عزم نہ ہوا ہو) تو دو رکعات (نفل) پڑھے اس کے بعد یوں دعا کرے ''اے اللہ! میں بھلائی مانگتا ہوں (استخارہ) تیری بھلائی سے، تو علم والا ہے، مجھے علم نہیں اور تو تمام پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے، میرے دین کے اعتبار سے، میری معاش اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا دعا میں یہ الفاظ کہے ''فِي

فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي. أَوْ قَالَ: فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ. فَاقْدُرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي. أَوْ قَالَ: فِي خ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ. فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ)). [راجع: ۱۱۶۲]

عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ" تو اسے میرے لیے مقدر کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے برا ہے میرے دین کے لیے، میری زندگی کے لیے اور میرے انجام کار کے اعتبار سے الفاظ فرمائے "فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ" تو اسے مجھ سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مقدر کر دے جہاں کہیں بھی وہ ہو اور پھر مجھے اس سے مطمئن کر دے (یہ دعا کرتے وقت) اپنی ضرورت کا بیان کر دینا چاہیے۔"

تشریح: جب کسی شخص کو ایک کام کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو یا دو باتوں یا دو چیزوں میں سے ایک کے اختیار کرنے میں تو باب کی حدیث موافق استخارہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر خواب میں یا اور کسی طرح جو اس کے حق میں بہتر ہو گا اس پر کھول دے گا یا اسی کی توفیق دے گا۔ بس جو استخارہ بہ سند صحیح نبی کریم ﷺ سے منقول ہے وہ یہی ہے۔ باقی استخارے جو شیعہ امامیہ کیا کرتے ہیں۔ مثلاً تسبیح پر یا استخارہ ذات الرقاع ان کی اصل حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ استخارہ کرنا گویا اللہ سے طلب خیر کرنا اور مشورہ طلب کرنا ہے۔ قدرت کے اشارے ہوتے ہیں اور ان کی بنا پر اہل ایمان صاحبان فراست اللہ کے اشاروں کو سمجھ کر ان کے مطابق قدم اٹھاتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے دعائے مسنونہ جو یہاں مرقوم ہے بہترین دعا ہے بکثرت یوں پڑھنا اللھم خیرلی واخترلی بھی استخارہ کے لئے بہترین عمل ہے۔

بَابُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ

باب: وضو کے وقت کی دعا کا بیان

٦٣٨٣ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ)) وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ)). [راجع: ۲۸۸٤]

(۶۳۸۳) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پانی مانگا، پھر آپ نے وضو کیا، پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی: "اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔" میں نے اس وقت آنحضرت ﷺ کی بغل کی سفیدی دیکھی پھر آپ نے دعا کی: "اے اللہ! قیامت کے دن اسے اپنی بہت سی انسانی مخلوق سے بلند مرتبہ عطا فرما۔"

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلَا عَقَبَةً

باب: کسی بلند ٹیلے پر چڑھتے وقت کی دعا کا بیان

قَالَ أَبُو عَبْدِاللَّهِ: خَيْرٌ عُقْبًا عَاقِبَةً وَعُقْبَى وَعَاقِبَةٌ وَاحِدٌ وَهُوَ الْآخِرَةُ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا قرآن میں جو "خَيْرٌ عُقْبًا" آیا ہے تو عاقبت اور عقب کے ایک ہی معنی ہیں جن سے آخرت مراد ہے۔

٦٣٨٤ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ

(۶۳۸۴) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ایوب سختیانی نے بیان کیا، ان سے ابو عثمان نہدی نے اور ان سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے

فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا وَلَكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيعًا بَصِيْرًا)) ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِي نَفْسِي. لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ: ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ! قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ. أَوْ قَالَ:. أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [راجع: ٢٩٩٢]

ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو تکبیر کہتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! اپنے اوپر رحم کرو، تم کسی بہرے یا غائب ذات کو نہیں پکارتے ہو تم تو اس ذات کو پکارتے ہو جو بہت زیادہ سننے والا، بہت زیادہ دیکھنے والا ہے۔'' پھر آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں اس وقت زیر لب کہہ رہا تھا: ''لا حول ولا قوة الا باللہ'' آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''عبداللہ بن قیس کہو: لا حول ولا قوة الا باللہ کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، یا آپ نے یہ فرمایا: کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ لا حول ولا قوة الا باللہ۔''

تشریح: اس کلمہ میں سب کچھ اللہ ہی کے حوالہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی اللہ پاک پر ایسا پختہ عقیدہ رکھے گا وہ یقیناً جنتی ہوگا۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے دعا میں حد سے زیادہ چلانا بھی کوئی امر مستحسن نہیں ہے۔ وادعوا ربکم تضرعا وخفية انه لا يحب المعتدين۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

باب: کسی نشیب میں اترتے وقت کی دعا

فِيهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ. [راجع: ٢٩٩٣]

اس باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

تشریح: اس میں یوں ہے جب ہم بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نشیب میں اترتے تو تسبیح کہتے۔ باب کے اثبات کے لئے حدیث جابر رضی اللہ عنہ ہی کو کافی سمجھا گیا۔

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ

باب: سفر میں جاتے وقت یا سفر سے واپسی کے وقت دعا کرنا

فِيهِ يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ.

اس میں ایک حدیث یحییٰ بن اسحاق سے مروی ہے جو انہوں نے حضرت انس سے روایت کی ہے۔

تشریح: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سفر میں نکلتے وقت کی دعا اس باب میں بیان نہیں کی شاید ان کو کوئی حدیث اپنی شرط پر نہ ملی ہوگی۔ امام مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نکالا کہ جب نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سفر کو جاتے وقت تین بار تکبیر کہتے پھر یہ آیت پڑھتے: ﴿سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ﴾ (۴۳/الزخرف۱۳) حصن حصین میں یہ دعا منقول ہے۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى، اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِلَنَا بُعْدَهُ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْاَهْلِ وَالْوَلَدِ۔''

٦٣٨٥۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ

(۶۳۸۵) ہم سے اسماعیل بن ابی اویس نے بیان کیا، کہا مجھ سے امام مالک نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے نافع نے بیان کیا اور ان سے عبداللہ

اللّٰہِ ﷺ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلَى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيرَاتٍ ثُمَّ يَقُولُ: ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آيِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ)). [راجع: ۱۷۹۷]

بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا، کہ رسول کریم ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو زمین سے ہر بلند چیز پر چڑھتے وقت تین تکبیریں کہا کرتے تھے، پھر دعا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، لوٹتے ہیں ہم توبہ کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے اور حمد بیان کرتے ہوئے، اللہ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور تنہا تمام لشکر کو شکست دی۔''

تشریح: بلندی پر چڑھتے ہوئے اللہ کی بلندی و بڑائی کو یاد رکھ کر نعرۂ تکبیر بلند کرنا شان ایمانی ہے۔ ایسے عقیدہ وعمل والوں کو اللہ دنیا میں بھی بلندی دیتا ہے آیت: ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي﴾ (۵۸/ المجادلۃ: ۲۱) میں وہی اشارہ ہے۔ لشکر کو شکست دینے کا اشارہ جنگ احزاب پر ہے جہاں کفار بڑی تعداد میں جمع ہوئے تھے مگر آخر میں خائب وخاسر ہوئے۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

باب: شادی کرنے والے دولہا کے لیے دعا دینا

۶۳۸۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ ﷺ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ فَقَالَ: ((مَهْيَمْ۔ أَوْ مَهْ؟)) قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: ((بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ)). [راجع: ۲۰۴۹]

(۶۳۸۶) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے ثابت نے بیان کیا اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا اثر دیکھا تو فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' کہا: میں نے ایک عورت سے ایک گٹھلی کے برابر سونے پر شادی کی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، ولیمہ کر، چاہے ایک بکری ہی کا ہو۔''

تشریح: شادی کے موقع پر برکت کی دعا میں اشارہ ہے کہ شادی ہر دو کے لئے باعث برکت ہو۔ روزی، رزق، آل واولاد، دین وایمان سب میں برکت مراد ہے۔

۶۳۸۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ: هَلَكَ أَبِي وَتَرَكَ سَبْعَ۔ أَوْ تِسْعَ۔ بَنَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((بِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ)) قُلْتُ: ثَيِّبٌ قَالَ: ((فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ؟ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) قُلْتُ: هَلَكَ أَبِي فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ تِسْعَ بَنَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيئَهُنَّ

(۶۳۸۷) ہم سے ابونعمان نے بیان کیا، کہا ہم سے حماد بن زید نے بیان کیا، ان سے عمرو نے اور ان سے جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد شہید ہوئے تو انہوں نے سات یا نو لڑکیاں چھوڑی تھیں (راوی کو تعداد میں شبہ تھا) پھر میں نے ایک عورت سے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''جابر کیا تم نے شادی کر لی ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: ''کنواری سے یا بیاہی سے؟'' میں نے کہا: بیاہی سے، فرمایا: ''کسی لڑکی سے کیوں نہ کی تم اس کے ساتھ کھیلتے وہ تمہارے ساتھ کھیلتی یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تم اسے ہنساتے وہ تمہیں ہنساتی۔'' میں نے

بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُومُ عَلَيْهِنَّ قَالَ: ((فَبَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ)) لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَمُحَمَّدُ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو: ((بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكَ)). [راجع: ٤٤٣]

عرض کیا: میرے والد (عبداللہ) شہید ہوئے اور سات یا نو لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ اس لیے میں نے پسند نہیں کیا کہ میں ان کے پاس انہیں جیسی لڑکی لاؤں، چنانچہ میں نے ایسی عورت سے شادی کی جو ان کی نگرانی کر سکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔'' ابن عیینہ اور محمد بن مسلمہ نے عمرو سے روایت میں: ''اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے۔'' کے الفاظ نہیں کہے۔

تشریح: شادی میں بھی جذبات سے زیادہ دور اندیشی کی ضرورت ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ عبرت و نصیحت کے لئے کافی ہے۔ اللہ ہر مسلمان کو سمجھنے کی توفیق دے۔ اپنی بہنوں کی پرورش کرنا بھی ایک بڑی سعادت مندی ہے۔ اللہ ہر جوان کو ایسی توفیق بخشے۔ آمین

بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

باب: جب مرد اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا دعا پڑھنی چاہیے

٦٣٨٨ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ قَالَ: بِاسْمِ اللَّهِ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا)). [راجع: ١٤١]

(٦٣٨٨) ہم سے عثمان بن ابی شیبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر نے بیان کیا، ان سے منصور نے، ان سے سالم نے، ان سے کریب نے اور ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس آنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑھے: اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہمیں شیطان سے دور رکھ اور جو کچھ تو ہمیں عطا فرمائے اسے بھی شیطان سے دور رکھ، تو اگر اس صحبت سے کوئی اولاد مقدر میں ہوگی تو شیطان اسے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

تشریح: عورت سے ملاپ کے وقت بھی مغلوب الشہوہ نہ ہونا بلکہ اللہ کو یاد رکھنا اس کا اثر یہ ہونا لازمی ہے کہ آدمی کی اولاد پر بھی اس کیفیت کا پورا پورا اثر پڑے گا اور وہ یقیناً شیطانی خصائل و اثرات سے محفوظ رہیں گے کیونکہ ماں باپ کے خصائل بھی اولاد میں منتقل ہوتے ہیں۔ الا ان یشاء اللہ۔

بَابُ: قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً))

باب: نبی کریم ﷺ کی یہ دعا: ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر'' آخر تک

٦٣٨٩ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ)). [راجع: ٤٥٢٢]

(٦٣٨٩) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا، ان سے عبدالعزیز نے بیان کیا اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی: ''اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھلائی (حسنہ) عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ سے بچا۔''

تشریح: بڑی بھاری اہم دعا ہے کہ دنیا اور دین ہر دو کی کامیابی کے لئے دعا کی گئی ہے۔ بلکہ دنیا کو آخرت پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ دنیا کے سدھار ہی سے آخرت کا سدھار ہوگا۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

باب: دنیا کے فتنوں سے پناہ مانگنا

٦٣٩٠۔ حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيدَةُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَلِّمُنَا هَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ: ((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ)). [راجع: ٢٨٢٢]

(٦٣٩٠) مجھ سے فروہ بن ابی المغراء نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے عبیدہ بن حمید نے بیان کیا، ان سے عبدالملک بن عمیر نے بیان کیا، ان سے مصعب بن سعد بن ابی وقاص نے بیان کیا اور ان سے ان کے والد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ہمیں یہ کلمات اس طرح سکھاتے تھے جیسے لکھنا سکھاتے تھے: ''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں ناکارہ عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور قبر کے عذاب سے۔''

تشریح: یہ دعا اس قابل ہے کہ اسے بغور پڑھا جائے اور مذکورہ کمزوریوں سے بچنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔ ہر دعا کے معانی و مطالب و مقاصد سمجھنے کی ضرورت ہے۔ طوطے کی رٹ نہ ہونی چاہیے۔ یہی فلسفہ دعا ہے۔

بَابُ تَكْرِيرِ الدُّعَاءِ

باب: دعا میں ایک ہی فقرہ بار بار عرض کرنا

تشریح: اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو حدیث جادو کی لائے ہیں۔ اس سے باب کا مطلب نہیں نکلتا مگر انہوں نے اپنی عادت کے موافق اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا جس کو انہوں نے طب اور باب بدء الخلق میں نکالا ہے۔ اور امام مسلم کی روایت میں یوں ہے آپ نے دعا کی پھر دعا کی اور اس باب میں صاف وہ روایت ہے جس کو ابوداؤد اور نسائی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار دعا اور تین بار استغفار کرنا پسند تھا۔

٦٣٩١۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ طُبَّ حَتَّى أَنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ: ((أَشَعَرْتِ أَنَّ اللَّهَ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ؟)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوبٌ

(٦٣٩١) مجھ سے ابراہیم بن منذر نے بیان کیا، کہا ہم سے انس بن عیاض نے بیان کیا، ان سے ہشام نے، ان سے ان کے والد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تھی، پھر آپ نے فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے، اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جو میں نے اس سے پوچھی تھی۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا: ''میرے پاس دو مرد آئے ان میں سے ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس، پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا،

قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ: فِي مَاذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ذِي أَرْوَانَ)) وَذُوْأَرْوَانَ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ قَالَتْ: فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: ((وَاللَّهِ! لَكَأَنَّ مَائَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِيْنِ)) قَالَتْ: فَأَتَى رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ: ((أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللَّهُ وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا)) زَادَ عِيسَى بْنُ يُوْنُسَ وَاللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ ﷺ فَدَعَا وَدَعَا وَسَاقَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ٣١٧٥]

ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: ان پر جادو ہوا ہے۔ پہلے نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے۔ پوچھا وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں۔ پوچھا وہ ہے کہاں؟ کہا: ذروان میں۔'' اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ اس کنویں پر تشریف لے گئے اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا: ''واللہ! اس کا پانی تو مہندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے۔'' بیان کیا کہ پھر آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور انہیں کنویں کے متعلق بتایا میں نے کہا: یا رسول اللہ! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔'' عیسیٰ بن یونس اور لیث نے ہشام سے اضافہ کیا کہ ان سے ان کے والد نے بیان کیا اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر جادو کیا گیا تو آپ برابر دعا کرتے رہے اور پھر پوری حدیث کو بیان کیا۔

تشریح: اسوۂ نبی ﷺ سے معلوم ہوا کہ جہاں تک ممکن ہو شر کی اشاعت سے بھی بچنا لازم ہے۔ اسے اچھالنا، شہرت دینا اسوۂ نبی ﷺ کے مخالف ہے۔ کاش مدعیان عمل بالسنہ ایسے امور کو بھی یاد رکھیں۔ آمین

بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

باب: مشرکین کے لیے بددعا کرنا

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ أَعِنِّي عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ)) [راجع: ٤٧٧٤] وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ)) [راجع: ٢٤٠] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَعَا النَّبِيُّ ﷺ فِي الصَّلَاةِ: ((اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا)) حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾. [آل عمران: ١٢٨] [راجع: ٤٠٦٩]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا: ''اے اللہ! میری مدد کر ایسے قحط کے ذریعے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔'' اور آپ نے بددعا کی ''اے اللہ! ابوجہل کو پکڑ لے۔'' اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز میں یہ دعا کی کہ ''اے اللہ! فلاں فلاں کو اپنی رحمت سے دور کر دے'' یہاں تک کہ قرآن کی آیت ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ نازل ہوئی۔

تشریح: انسانی زندگی میں بعض مواقع ایسے بھی آجاتے ہیں کہ انسان دشمنوں کے خلاف بددعا کرنے پر بھی مجبور ہو جاتا ہے۔ قریش مکہ کی متواتر شرارتوں کی بنا پر نبی کریم ﷺ نے وقتی طور پر مجبوراً یہ بددعا فرمائی جو قبول ہوئی اور اشرار قریش سب تباہ و برباد ہو گئے۔ سچ ہے:

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن — اجابت از در حق بہر استقبال می آید

٦٣٩٢۔ حَدَّثَنِي ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُوْلُ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْأَحْزَابِ: ((اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ)). [راجع: ٢٨١٨، ٢٩٣٣]

(٦٣٩٢) مجھ سے ابن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو وکیع نے خبر دی، انہیں ابن ابی خالد نے، کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، کہا: رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے لیے بددعا کی: ''اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے! حساب لینے والے! احزاب کو (مشرکین کی جماعتوں کو، غزوۂ احزاب میں) شکست دے، انہیں شکست دے دے اور انہیں جھنجوڑ دے۔''

تشریح: کفار عرب نے متحد محاذ لے کر اسلام کے خلاف زبردست یلغار کی تھی۔ اس کو جنگ احزاب یا جنگ خندق کہا گیا ہے۔ اللہ نے ان کی ایسی کمر توڑی کہ بعد میں جنگ کا یہ سلسلہ ہی ختم ہو گیا۔

٦٣٩٣۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلَى مُضَرَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِي يُوْسُفَ)). [راجع: ٧٩٧]

(٦٣٩٣) ہم سے معاذ بن فضالہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، ان سے یحییٰ نے، ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب عشاء کی آخری رکعت میں (رکوع سے اٹھتے ہوئے) سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے تو دعائے قنوت پڑھتے تھے: ''اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! کمزور و ناتواں مومنوں کو نجات دے، اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے، اے اللہ! وہاں ایسا قحط پیدا کر دے جیسا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا۔''

تشریح: ہجرت نبوی ﷺ کے بعد کچھ کمزور مساکین مسلمان مکہ میں رہ کر کفار مکہ کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہے تھے ان ہی کے لئے آپ نے یہ دعا فرمائی جو قبول ہوئی اور مظلوم اور ضعفا مسلمانوں کو ان کے شر سے نجات ملی۔ مشرکین مکہ آخر میں مسلمان ہوئے اور بہت سے تباہ ہو گئے۔

٦٣٩٤۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ ﷺ سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ فَأُصِيْبُوْا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ عَلَى شَيْءٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ فَقَنَتَ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَيَقُوْلُ: ((إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)). [راجع: ١٠٠١]

(٦٣٩٤) ہم سے حسن بن ربیع نے بیان کیا، کہا ہم سے ابوالاحوص نے بیان کیا، ان سے عاصم نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہم بھیجی، جس میں شریک لوگوں کو قراء (یعنی قرآن مجید کے قاری) کہا جاتا تھا ان سب کو شہید کر دیا گیا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کو کبھی کسی چیز کا اتنا غم ہوا ہو جتنا آپ کو ان کی شہادت کا غم ہوا تھا، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ایک مہینے تک فجر کی نماز میں ان کے لیے بددعا کی آپ کہتے کہ ''عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔''

٦٣٩٥ـ حَدَّثَنِي عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ الْيَهُوْدُ يُسَلِّمُوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: السَّامُ عَلَيْكَ فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلَى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ)) فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي أَرُدُّ ذَلِكِ عَلَيْهِمْ فَأَقُوْلُ: وَعَلَيْكُمْ)). [راجع: ٢٩٣٥] [مسلم: ٥٦٥٧]

(٦٣٩٥) مجھ سے عبداللہ بن محمد نے بیان کیا، کہا ہم سے ہشام نے بیان کیا، انہیں معمر نے خبر دی، انہیں زہری نے، انہیں عروہ بن زبیر نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ یہودی نبی کریم ﷺ کو سلام کرتے تو کہتے السام علیك (آپ کو موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا ان کا مقصد سمجھ گئیں اور جواب دیا کہ "علیکم السام واللعنة" (تمہیں موت آئے اور تم پر لعنت ہو) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہرو عائشہ! اللہ تمام امور میں نرمی کو پسند کرتا ہے۔'' عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ نے نہیں سنا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے نہیں سنا کہ میں انہیں کس طرح جواب دیتا ہوں، میں کہتا ہوں: وعلیکم۔''

تشریح: یہودی اسلام کے ازلی دشمن ہیں مگر نبی کریم ﷺ کے اخلاق فاضلہ دیکھئے کہ آپ نے ان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بددعا کو ناپسند فرمایا۔ انسانیت کی یہی معراج ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی اعتدال کا برتاؤ کیا جائے۔

٦٣٩٦ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقَالَ: ((مَلَأَ اللَّهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ)).

[راجع: ٢٩٣١]

(٦٣٩٦) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے انصاری نے بیان کیا، ان سے ہشام بن حسان نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن سیرین نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیدہ نے بیان کیا، کہا ہم سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ خندق کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلاۃ وسطیٰ (عصر کی نماز) نہیں پڑھنے دی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔''

تشریح: نماز عصر ہی صلوٰۃ وسطیٰ ہے، اس نماز کی بہت خصوصیت ہے جس میں بہت سے مصالح مقصود ہیں۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

باب: مشرکین کی ہدایت کے لیے دعا کرنا

تشریح: اس باب کا مضمون پچھلے باب کے مخالف نہ ہوگا کیونکہ اس باب میں جو بددعا کا بیان ہے وہ اس حالت پر محمول ہے کہ مشرکوں کے ایمان لانے کی امید نہ رہی ہو اور یہ اس حالت میں ہے جبکہ ایمان لانے کی امید ہو یا ان کا دل ملانا مقصود ہو۔ بعض نے کہا مشرکوں کے لئے دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے خاص تھا اوروں کے لئے درست نہیں لیکن ہدایت کی دعا تو اکثر لوگوں نے جائز رکھی ہے۔

٦٣٩٧ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

(٦٣٩٧) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، ان سے سفیان نے کہا، ان سے ابوزناد نے، ان سے اعرج نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلَى رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللَّهِ! إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ: ((اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ)). [راجع: ٢٩٣٧]

بیان کیا کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! قبیلہ دوس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہے، آپ ان کے لیے بددعا کیجیے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آنحضرت ﷺ ان کے لیے بددعا ہی کریں گے لیکن آنحضرت ﷺ نے دعا کی کہ ''اے اللہ! قبیلہ دوس کو ہدایت دے اور انہیں (میرے پاس) بھیج دے۔''

تشریح: پھر ایسا ہی ہوا قبیلہ دوس نے اسلام قبول کیا اور دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ))

باب: نبی کریم ﷺ کا یوں دعا کرنا کہ ''اے اللہ! میرے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دے''

تشریح: آپ ﷺ کا یہ فرمان بطور اظہار عبودیت کے ہے یا امت کی تعلیم کے لئے ورنہ آپ کو اللہ نے معصوم عن الخطا قرار دیا ہے۔ برائے تواضع بھی ہوسکتا ہے۔

٦٣٩٨- حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُوْسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهَذَا الدُّعَاءِ: ((رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي كُلِّهِ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْلِي خَطَايَايَ وَعَمْدِي وَجَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) وَقَالَ عُبَيْدُاللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوْسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفه في: ٦٣٩٩] [مسلم: ٦٩٠١]

(٦٣٩٨) مجھ سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن صباح نے بیان کیا، ان سے شعبہ نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے ابن ابی موسیٰ نے بیان کیا، ان سے ان کے والد نے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے: ''میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور وہ گناہ بھی جن کو تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میرے بالارادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مذاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہیں، اے اللہ! میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور ان میں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے، تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔'' اور عبیداللہ بن معاذ (جو امام بخاری کے شیخ ہیں) نے بیان کیا کہ ہم سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے، ان سے ابوبردہ بن ابی موسیٰ نے اور ان سے ان کے والد نے اور ان سے نبی کریم ﷺ نے۔

تشریح: دعا کے آخر میں لفظ انک علی کل شیء قدیر فرمانا اس چیز کا اظہار ہے کہ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں ہے یہی استغنائے الٰہی تو وہ چیز ہے جس سے بڑے بڑے پیغمبر اور مقرب بندے بھی تھراتے ہیں اور رات دن بڑی عاجزی کے ساتھ اپنے قصوروں کا اقرار اور اعتراف کرتے رہتے ہیں اگر ذرا بھی انانیت کسی کے دل میں آ ئی تو پھر کہیں ٹھکانا نہ رہا۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

اپنے مکاتیب میں فرماتے ہیں وہ پاک پروردگار ایسا مستغنی اور بے پرواہ ہے کہ اگر چاہے تو ہر روز حضرت ابراہیم اور حضرت محمد علیہما السلام کی طرح لاکھوں آدمیوں کو پیدا کردے اور اگر چاہے تو دم بھر میں جتنے مقرب بندے ہیں ان سب کو راندہ درگاہ بنادے۔ جل جلالہ۔ یہاں مشیئت کا ذکر ہو رہا ہے، مشیئت اور چیز ہے اور قانون اور چیز ہے۔ قوانین الٰہی کے بارے میں صاف ارشاد ہے: ﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَحْوِيلًا﴾ (۳۵/فاطر:۴۳) صدق الله تبارك وتعالىٰ۔

٦٣٩٩۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسَى وَأَبِي بُرْدَةَ أَحْسِبُهُ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي وَجَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أَمْرِي وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي هَزْلِي وَجِدِّي وَخَطَايَايَ وَعَمْدِي وَكُلُّ ذَلِكَ عِنْدِي)). [راجع: ٦٣٩٨]

(۶۳۹۹) ہم سے محمد بن مثنیٰ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبیداللہ بن عبدالمجید نے بیان کیا، کہا ہم سے اسرائیل نے بیان کیا، ان سے ابواسحاق نے بیان کیا، ان سے ابوبکر بن ابی موسیٰ اور ابو بردہ نے اور میرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے: ”اے اللہ! میری مغفرت فرما میری خطاؤں میں، میری نادانی میں اور میرے کسی معاملہ میں زیادتی میں، ان باتوں میں جن کا تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اے اللہ! میری مغفرت کر میرے ہنسی مذاح اور سنجیدگی میں اور میرے ارادہ میں اور یہ سب کچھ میری ہی طرف سے ہیں۔

بَابُ الدُّعَاءِ فِي السَّاعَةِ الَّتِي فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب: اس قبولیت کی گھڑی میں دعا کرنا جو جمعہ کے دن آتی ہے

٦٤٠٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ ابْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللَّهَ خَيْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ)) وَقَالَ بِيَدِهِ قُلْنَا: يُقَلِّلُهَا: يُزَهِّدُهَا. [راجع: ٩٣٥] [مسلم: ١٩٧٠؛ نسائي: ١٤٣١]

(۶۴۰۰) ہم سے مسدد نے بیان کیا، کہا ہم سے اسماعیل بن ابراہیم نے، انہیں ایوب نے خبر دی، انہیں محمد نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جسے اگر کوئی مسلمان اس حال میں پالے کہ وہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو تو جو بھلائی بھی وہ مانگے گا اللہ عنایت فرمائے گا۔“ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور ہم نے اس سے یہ سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھڑی کے مختصر ہونے کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

تشریح: حجۃ الہند حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ثم اختلفت الرواية في تعيينها فقيل هي ما بين ان يجلس الى ان تقضى الصلوة لانها ساعة تفتح فيها ابواب السماء ويكون المؤمنون فيها راغبين الى الله فقد اجتمع فيها بركات السماء والارض الخ وقيل بعد العصر الى غيبوبة الشمس لانها وقت نزول القضاء وفي بعض الكتب الالهية إن فيها خلق آدم۔“ (حجة الله البالغة جلد۲/ صفحه۲۹) یعنی اس گھڑی کی تعیین میں اختلاف ہے۔ یہ بھی ہے کہ یہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے ختم نماز تک ہوتی ہے اس لئے کہ اس گھڑی میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس میں مؤمنوں کو اللہ کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے، پس اس میں آسمانی وزمینی

برکات جمع کی جاتی ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ عصر کے بعد سے غروب تک ہے، اس لئے کہ یہ قضائے الٰہی کے نزول کا وقت ہے اور بعض حوالوں کی بنا پر یہ آدم کی پیدائش کا وقت ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ:

((يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا)).

باب: نبی کریم ﷺ کا فرمان:

''یہود کے حق میں ہماری (جوابی) دعائیں قبول ہوتی ہیں لیکن ان کی کوئی بددعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی۔''

٦٤٠١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكَ فَقَالَ: ((وَعَلَيْكُمْ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ وَلَعَنَكُمُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوِ الْفُحْشَ)) قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ)). [راجع: ٢٩٣٥]

(۶۴۰۱) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، کہا ہم سے ایوب نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ یہود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: السام علیکم۔ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا: ''وعلیکم۔'' لیکن عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر عائشہ! نرم خوئی اختیار کر اور سختی اور بدکلامی سے ہمیشہ پرہیز کر۔'' انہوں نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ یہودی کیا کہہ رہے تھے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم نے نہیں سنا کہ میں نے انہیں کیا جواب دیا، میں نے ان کی بات انہی پر لوٹا دی اور ان کے بدلے میں میری دعا قبول کی گئی اور ان کی میرے بارے میں قبول نہیں کی گئی۔''

تشریح: پھر ان کے کوسنے کاٹنے سے کیا ہوتا ہے جیسا آپ نے فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ آج کے غاصب یہودیوں کا بھی جو فلسطین پر قبضہ غاصبانہ کئے ہوئے ہیں، یہی انجام ہونیوالا ہے۔ (ان شاء اللہ)

بَابُ التَّأْمِيْنِ

باب: (جہری نمازوں میں) آمین بالجہر کہنے کی فضیلت کا بیان

٦٤٠٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوْا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)). [راجع: ٧٨٠]

(۶۴۰۲) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا کہ زہری نے بیان کیا کہ ہم سے سعید بن مسیب نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب پڑھنے والا آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں اور جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوتی ہے اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔''

تشریح: جہری نمازوں میں آیت: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ پر بلند آواز سے آمین کہنا امت کے سواد اعظم کا عمل ہے مگر برادران احناف کو اس سے اختلاف ہے اس سلسلہ میں مقتدائے اہلحدیث حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مقالہ پیش خدمت ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس مقالہ کو بغور مطالعہ فرماتے ہوئے حضرت مولانا مرحوم کے لئے اور مجھ ناچیز خادم کے لئے بھی دعائے خیر کریں گے۔

اہل حدیث کا مذہب ہے کہ جب امام اونچی قراءت پڑھے تو بعد وَلَا الضَّآلِّينَ کے (امام) اور مقتدی بلند آواز سے آمین کہیں جیسا کہ حدیث ذیل سے ظاہر ہے: "عن ابی هريرة قال كان رسول الله ﷺ اذا تلا ﴿غير المغضوب عليهم ولا الضالين﴾ قال آمين حتى سمع من صلى من الصف الاول رواه ابو داود وابن ماجة وقال حتى يسمعها اهل الصف الاول فيرتج بها المسجد۔" (المنتقى) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ پڑھتے تو آمین کہتے۔ ایسی کہ پہلی صف والے سن لیتے پھر سب لوگ بیک آواز آمین کہتے تو تمام مسجد آواز سے گونج جاتی۔ اس مسئلہ میں اپنی قوت ثبوت کی وجہ سے بعض محققین علمائے حنفیہ کو بھی اپنا قائل بنالیا۔ چنانچہ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی مرحوم شرح وقایہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:

"قد ثبت الجهر من رسول الله ﷺ باسانيد متعددة يقوى بعضها بعضا فى سنن ابن ماجة والنسائى وابو داود وجامع الترمذى وصحيح ابن حبان وكتاب الام للشافعى وغيرها وعن جماعة من اصحابه برواية ابن حبان فى كتاب الثقات وغيره ولهذا اشار بعض اصحابنا كابن الهمام فى فتح القدير وتلميذه ابن امير الحاج فى حلية المصلى شرح منية المصلى الى قوة رواية۔" (حاشيه شرح وقاية)

نبی کریم ﷺ سے متعدد سندوں کے ساتھ آمین بالجہر کہنا ثابت ہے وہ ایسی سندیں ہیں کہ ایک دوسرے کو قوت دیتی ہیں جو ابن ماجہ، نسائی، ابو داؤد، ترمذی، صحیح ابن حبان، امام شافعی کی کتاب الام وغیرہ میں موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی ابن حبان کی روایت سے ثابت ہے۔ اسی واسطے ہمارے بعض علما مثلاً ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور ان کے شاگرد ابن امیر الحاج نے حلیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آمین بالجہر کا ثبوت باعتبار روایات کے قوی ہے۔

(آخر میں یہی) شیخ ابن ہمام شارح ہدایہ فتح القدیر مسئلہ ہذا آمین بالجہر میں بالکل اہل حدیث کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"لو كان لى فى هذا شيء لوافقت بان رواية الخفض يراد بها عدم القرع العنيف ورواية الجهر بمعنى قولها فى زيرالصوت وذيله يدل على هذا ما فى ابن ماجه كان رسول الله عليه الصلوة والسلام اذا تلا: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ قال آمين حتى يسمع من فى الصف الاول فيرتج بها المسجد۔" (فتح القدير مكتبه رشيديه ص۲۵۷)

"اگر مجھے اس امر میں اختیار ہو یعنی میری رائے کوئی شے ہو تو میں اس میں موافقت کروں کہ جو روایت آہستہ والی ہے اس سے تو یہ مراد ہے کہ بہت زور سے نہ چلاتے تھے اور جہر کی آواز سے مراد گونجتی ہوئی آواز ہے۔ میری اس توجیہ پر ابن ماجہ کی روایت دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب وَلَا الضَّآلِّينَ پڑھتے تو آمین کہتے ایسی کہ پہلی صف والے سن لیتے تھے پھر دوسرے لوگوں سے مسجد گونج جاتی تھی۔"

اظہار شکر: اہل حدیث کو فخر ہے کہ ان کے مسائل قرآن وحدیث سے ثابت ہو کر ائمہ سلف کے معمول بہ ہونے کے علاوہ صوفیائے کرام میں سے مولانا مخدوم جہانی محبوب سبحانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کی تائید میں ہیں۔ چنانچہ ان کی کتاب غنیۃ الطالبین کے دیکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ حضرت ممدوح نے آمین رفع الیدین کو کس وضاحت سے لکھا ہے۔

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست　　　که سلطان جهاں باما است امروز

پس صوفیائے کرام کی خدمت میں عموماً اور خاندان قادریہ کے جناب میں خصوصاً بڑے ادب سے عرض ہے کہ وہ ان دونوں سنتوں کو رواج دینے میں دل وجان سے سعی کریں اور اگر خود نہ کریں تو ان کے رواج دینے والے اہل حدیث سے دلی محبت اور اخلاص رکھیں۔ کیونکہ:

پائے سگ بوسیدہ مجنوں خلق گفت ایں چہ بود گفت مجنوں ایں سگے در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

حضرت مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ یہاں لکھتے ہیں کہ ہر دعا کے بعد دعا کرنے والے اور سننے والوں سب کو آمین کہنا مستحب ہے۔ ابن ماجہ کی روایت میں یوں ہے کہ یہودی جتنا سلام اور آمین پر تم سے جلتے ہیں اتنا کسی بات پر نہیں جلتے۔ دوسری روایت میں ہے کہ تم آمین بہت کہا کرو۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانے میں بعض مسلمان بھی آمین سے جلنے لگے ہیں اور جب اہلحدیث پکار کر نماز میں آمین کہتے ہیں تو وہ برا مانتے ہیں۔ لڑنے پر مستعد ہوتے ہیں، گویا یہودیوں کی پیروی کرتے ہیں (وحیدی) اللہ پاک علمائے کرام کو سمجھ دے کہ آج کے نازک دور میں وہ امت کو ایسے اختلاف پر لڑنے جھگڑنے سے باز رہنے کی تلقین کریں۔ آمین۔ اوپر والا مقالہ حضرت الاستاذ مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مسلک اہل حدیث کا اقتباس ہے۔ (راز)

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيلِ

باب: لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

٦٤٠٣ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ)). [راجع: ٣٢٩٣]

(٦٤٠٣) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سمی نے، ان سے ابوصالح نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے یہ کلمہ کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ دن میں سو دفعہ پڑھا اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کی سو غلطیاں مٹا دی جائیں گی اور اس دن وہ شیطان کے شر سے محفوظ رہے گا شام تک کے لیے اور کوئی شخص اس دن اس سے بہتر کام کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا، سوائے اس کے جو اس سے زیادہ کرے۔''

٦٤٠٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: ((مَنْ قَالَ: عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ)) قَالَ عُمَرُ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ فَقُلْتُ لِلرَّبِيْعِ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: مِنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ فَأَتَيْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ:

(٦٤٠٤) ہم سے عبداللہ بن محمد مسندی نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن عمرو نے، کہا ہم سے عمر بن ابی زائدہ نے، ان سے ابواسحاق سبیعی نے، ان سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ''جس نے یہ کلمہ دس مرتبہ پڑھ لیا وہ ایسا ہو گا جیسے اس نے ایک غلام آزاد کیا۔'' اسی سند سے عمر بن ابی زائدہ نے بیان کیا کہ ہم سے عبداللہ بن ابی السفر نے بیان کیا، ان سے شعبی نے، ان سے ربیع بن خثیم نے یہی مضمون، تو میں نے ربیع سے پوچھا کہ تم نے کس سے یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا: عمرو بن میمون اودی سے، پھر میں عمرو بن میمون کے پاس آیا اور ان سے دریافت کیا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: ابن ابی لیلیٰ سے، میں ابن ابی لیلیٰ کے پاس آیا اور

مِنَ ابْنِ أَبِي لَيْلَى فَأَتَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ: مِن أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ يُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ ابْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَوْلَهُ [عَنِ النَّبِيِّ ﷺ] وَقَالَ مُوْسَى: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أَبِي أَيُّوْبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ: إِسْمَاعِيْلُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الرَّبِيْعِ قَوْلَهُ وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ يَسَافٍ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ وَعَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَعْمَشُ وَحُصَيْنٌ عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَوْلَهُ وَرَوَاهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ وَالصَّحِيْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عَمْرٍو. [مسلم: ٦٨٤٤؛ ترمذي: ٣٥٥٣]

پوچھا کہ تم نے یہ حدیث کس سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا: ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، وہ یہ حدیث نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے تھے اور ابراہیم بن یوسف نے بیان کیا، کہا ان سے ان کے والد یوسف بن اسحاق نے، ان سے ابواسحاق سبیعی نے، انہوں نے کہا: مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے یہی حدیث نقل کی اور موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا، ان سے داؤد بن ابی ہند نے، ان سے عامر شعبی نے، ان سے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اور ان سے ابوایوب رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اور اسماعیل بن ابی خالد نے بیان کیا، ان سے شعبی نے ان سے ربیع نے موقوفاً ان کا قول نقل کیا۔ اور آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالملک بن میسرہ نے بیان کیا، کہا میں نے ہلال بن یساف سے سنا، ان سے ربیع بن خثیم اور عمرو بن میمون دونوں نے اور ان سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور اعمش اور حصین دونوں نے ہلال سے بیان کیا، ان سے ربیع بن خثیم نے اور ان سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، یہی حدیث روایت کی اور ابو محمد حضرمی نے ابوایوب رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً اسی حدیث کو روایت کیا۔

تشریح: سند میں اسماعیل بن ابی خالد والا جو اثر نقل ہو رہا ہے اسے حسین مروزی نے زیادات زہد میں وصل کیا مگر زیادات میں پہلے یہ روایت موقوفاً ربیع سے نقل کی اس کے اخیر میں یہ ہے۔ شعبی نے کہا میں نے ربیع سے پوچھا تم نے یہ کس سے سنا؟ انہوں نے کہا عامر و بن میمون سے۔ میں ان سے ملا اور پوچھا، انہوں نے کہا میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے سنا۔ میں ان سے ملا اور پوچھا یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے۔ کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ بڑی فضیلت والا کلمہ ہے۔ بعض روایتوں میں وله الحمد کے بعد یحیی ویمیت اور بعض میں غیرك الخ کے لفظ زیادہ آئے ہیں۔ یہ کلمہ گناہگاروں کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ اگر روزانہ کم سے کم سو بار اس کلمہ کو پڑھ لیا کریں تو گناہوں سے کفارہ کے علاوہ توحید میں عقیدہ اس قدر مضبوط و پختہ ہو جائے گا کہ وہ شخص توحید کی برکت سے اپنے اندر ایک خاص ایمانی طاقت محسوس کرے گا۔ راقم الحروف خادم محمد داؤد راز نے اپنی حقیر عمر میں ایسے کئی بزرگوں کی زیارت کی ہے جن کی ایمانی طاقت کا میں اندازہ نہیں کر سکا۔ جن میں سے ایک بمبئی کے مشہور بزرگ مہاجر مکہ حضرت حاجی منشی علیم اللہ صاحب بھی تھے جو مکہ ہی کی سرزمین میں آرام کر رہے ہیں۔ غفر الله له وادخله جنة الفردوس۔ آمین

ابو محمد حضرمی کی روایت کو امام احمد اور جرانی نے وصل کیا ہے۔ بعض نسخوں میں یہاں اتنی عبارت زائد ہے قال ابو عبدالله والصحيح قول

عمرو یعنی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عمرو کی روایت صحیح ہے حالانکہ اوپر عمرو کی روایت کوئی نہیں گزری بلکہ عمر بن زائدہ کی ہے۔ حافظ ابوذر نے کہا عمر بغیر واؤ کے صحیح ہے۔

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيحِ — باب: سبحان اللہ کہنے کی فضیلت کا بیان

تشریح: لفظ سبحان فعل محذوف کا مصدر ہے۔ فعل محذوف یہ ہے سبحت الله سبحانا جیسے لفظ حمدت الله حمدا ہے۔

٦٤٠٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُاللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)).

(٦٤٠٥) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا، ان سے امام مالک نے بیان کیا، ان سے سمی نے بیان کیا، ان سے ابوصالح نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ دن میں سو مرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔“

[راجع: ٣٢٩٣]

تشریح: مسلم میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے محبوب ترین کلمہ پوچھا تو آپ نے بتایا کہ ”ان احب الكلام الى الله سبحان الله وبحمده۔“ یعنی اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام سبحان الله وبحمده ہے۔

٦٤٠٦ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ)). [طرفاه في: ٦٦٨٢، ٧٥٦٣] [مسلم: ٦٨٤٦؛ ترمذي: ٣٤٦٧؛ ابن ماجه: ٣٨٠٦]

(٦٤٠٦) ہم سے زہیر بن حرب نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن فضیل نے بیان کیا، ان سے عمارہ نے، ان سے ابوزرعہ نے اور ان سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے جو زبان پر ہلکے ہیں ترازو میں بہت بھاری اور رحمان کو عزیز ہیں، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ۔“

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى — باب: اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان

تشریح: ذکر الٰہی کی فضیلت میں حضرت حجۃ الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”قال رسول الله ﷺ لا يقعد قوم يذكرون الله الا حفتهم الملائكة وغشيتهم الرحمة وقال ﷺ قال تعالى انا عند ظن عبدى بى وانا معه اذا ذكرنى فان ذكرنى فى نفسه ذكرته فى نفسى وان ذكر نى فى ملأ ذكرته فى ملأخير منه وقال ﷺ الا انبئكم بخير اعمالكم وازكاها عند مليككم وارفعها فى درجاتكم وخيرلكم من انفاق الذهب والورق وخيرلكم من ان تلقوا عدوكم فتضربوا اعناقهم ويضربوا اعناقكم قالوا بلى قال ذكر الله۔“ (حجة الله البالغة جلد٢/ صفحه ٧٠-٧١) یعنی رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں جو بھی قوم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتی ہے اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان کو ڈھانپ لیتی ہے اور حدیث قدسی میں اللہ نے فرمایا کہ میں بندہ کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب بھی وہ مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ اپنے نفس میں مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے نفس میں یاد کرتا ہوں اور اگر بندہ

کسی گروہ میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ایسے گروہ میں ذکر کرتا ہوں جو بہترین یعنی فرشتوں کا گروہ ہے اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں تم کو بہترین عمل نہ بتلاؤں جو اللہ کے یہاں بہت پاکیزہ ہے اور درجہ میں بہت بلند ہے اور سونے اور چاندی کے خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے بلکہ جہاد سے بھی افضل ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہاں ضرور بتلائے۔ آپ نے فرمایا کہ ''وہ اللہ کا ذکر ہے۔''

قرآن مجید میں اللہ نے اپنے بندگان خاص کا ذکر ان لفظوں میں فرمایا ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (۳/آل عمران: ۱۹۱) یعنی اللہ کے پیارے بندے وہ ہیں جو بیٹھے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور لیٹے ہوئے ہر تینوں انسانی حالتوں میں اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ بلکہ آسمانوں زمینوں میں نظر عبرت ڈال کر کہتے ہیں کہ یا اللہ! تیرا سارا کارخانہ بیکار محض نہیں ہے بلکہ اس میں تیری قدرت کے لاتعداد خزانے مخفی ہیں، تو پاک ہے، پس تو ہم کو موت کے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اس آیت میں دیدۂ عبرت والوں کے لئے بہت سے سبق ہیں۔ دیکھنے کو نور باطن چاہیے۔

٦٤٠٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)). [مسلم: ۱۸۲۳]

(۶۴۰۷) ہم سے محمد بن علاء نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا، ان سے برید بن عبداللہ نے، ان سے ابو بردہ نے اور ان سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔''

تشریح: اللہ کی یاد گویا نمود زندگی ہے اور اللہ کو بھول جانا گویا ظلمت اور موت ہے۔ بعض نے کہا اللہ کی یاد نہ کرنے والوں سے کچھ نفع نقصان نہیں پہنچتا۔ قرآن مجید میں اللہ کا ذکر کرنے سے متعلق بہت سی آیات ہیں ایک جگہ فرمایا: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا﴾ (۳۳/الاحزاب: ۴۱) اے ایمان والو! اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونا یہ اللہ والوں کی شان ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ، کلام، ذکر، اذکار سب کا خلاصہ یہی ذکر اللہ ہے جس کے کلمات تسبیح وتحمید وتکبیر وتہلیل بہترین ذرائع ہیں۔ تلاوت قرآن مجید ومطالعہ حدیث نبوی وکثرت درود شریف بھی سب ذکر اللہ ہی کی صورتیں ہیں۔ سب سے بڑا ذکر یہ ہے کہ جملہ اوامر اور نواہی کے لیے اللہ کو یاد رکھے۔ اوامر کو بجالائے نواہی سے پرہیز کرلے۔

ذاکرین کی مجلس کا یہ درجہ ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے علاوہ آنے والا شخص گو ان میں شریک نہ ہو، کسی کام یا مطلب سے ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا ہو، تو ان کے ذکر کی برکت سے وہ بھی بخش دیا گیا۔ اس حدیث سے اہل اللہ اور ذاکرین اللہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی گو کسی ضرورت سے گیا ہو ان کے فیض اور برکت سے محروم نہیں رہتا۔ اب افسوس ہے ان لوگوں پر جو پیغمبر رحمت کے ساتھ بیٹھنے والوں اور سفر اور حضر میں آپ کے ساتھ رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہشت سے محروم اور بدنصیب جانتے ہیں۔ یہ کم بخت خود ہی محروم ہوں گے۔ ایک بار کعب اسلمی خادم رسول کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے؟ انہوں نے کہا جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کچھ اور؟ انہوں نے کہا بس یہی۔ آپ نے فرمایا اچھا کثرت سجود سے میری مدد کر۔ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کثرۃ السجود) اللہ پاک ہر مسلمان کو یہ درجہ رفاقت عطا کرے۔

٦٤٠٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ لِلّٰهِ

(۶۴۰۸) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، کہا ہم سے جریر بن عبدالحمید نے بیان کیا، ان سے اعمش نے، ان سے ابوصالح نے اور ان سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے کچھ

مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا قَوْمًا يَذْكُرُونَ اللَّهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوا إِلَى حَاجَتِكُمْ فَيَحُفُّونَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ مَا يَقُولُ عِبَادِي قَالَ: يَقُولُ: يُسَبِّحُونَكَ وَيُكَبِّرُونَكَ وَيَحْمَدُونَكَ وَيُمَجِّدُونَكَ قَالَ: فَيَقُولُ: هَلْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ! مَا رَأَوْكَ قَالَ: فَيَقُولُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِي؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيدًا وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيحًا قَالَ: يَقُولُ: فَمَا يَسْأَلُونَ؟ قَالُوا: يَسْأَلُونَكَ الْجَنَّةَ قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا قَالَ: يَقُولُونَ: لَا وَاللَّهِ! يَا رَبِّ مَا رَأَوْهَا قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَأَعْظَمَ فِيهَا رَغْبَةً قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُونَ؟ قَالَ: يَقُولُونَ: مِنَ النَّارِ قَالَ: يَقُولُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُولُونَ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ! مَا رَأَوْهَا قَالَ: يَقُولُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُولُونَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ: فَيَقُولُ: فَأُشْهِدُكُمْ أَنِّي قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ: يَقُولُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ: فِيهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ)) رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [مسلم: ٦٨٣٩]

فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں، پھر جہاں وہ کچھ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ ہمارا مطلب حاصل ہو گیا، پھر وہ پہلے آسمان تک اپنے پروں سے ان پر امنڈتے رہتے ہیں۔ پھر اختتام پر اپنے رب کی طرف چلے جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق خوب جانتا ہے کہ میرے بندے کیا کہتے تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے تھے، تیری کبریائی بیان کرتے تھے، تیری حمد کرتے تھے اور تیری بڑائی کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا: وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے تجھے نہیں دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھے ہوئے ہوتے؟ وہ جواب دیتے کہ اگر وہ تیرا دیدار کر لیتے تو تیری عبادت اور بھی زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ جنت مانگتے ہیں۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ، اے رب! انہوں نے تیری جنت نہیں دیکھی، بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرتا ہے ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو وہ اس کے اور بھی زیادہ خواہش مند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلب گار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزو مند ہوتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں؟ دوزخ سے، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ! انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے بچنے میں وہ سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے، اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں

کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔'' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اس پر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا: ان میں فلاں بھی تھا جو ان ذاکرین میں سے نہیں تھا، بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔'' اس حدیث کو شعبہ نے بھی اعمش سے روایت کیا لیکن اس کو مرفوع نہیں کیا اور سہیل نے بھی اسے اپنے والد ابو صالح سے روایت کیا، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے۔

تشریح: مجالس ذکر سے قرآن و حدیث کا پڑھنا۔ قرآن و حدیث کی مجالس وعظ منعقد کرنا بھی مراد ہے قرآن پاک خود ذکر ہے۔ ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ﴾ (۱۵/الحجر:۹)

بَابُ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

باب: لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا

٦٤٠٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ عَقَبَةٍ أَوْ قَالَ: فِيْ ثَنِيَّةٍ قَالَ: فَلَمَّا عَلَا عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ: وَرَسُوْلُ اللَّهِ ﷺ عَلَى بَغْلَتِهِ. قَالَ: ((فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا)) ثُمَّ قَالَ: ((يَا أَبَا مُوْسَى ـ أَوْ يَا عَبْدَاللَّهِ ـ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟)) قُلْتُ: بَلَى! قَالَ: ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ)). [راجع: ٢٩٩٢]

(۶۴۰۹) ہم سے محمد بن مقاتل ابوحسن نے بیان کیا، کہا ہم کو حضرت عبداللہ بن مبارک نے خبر دی، انہوں نے کہا ہم کو سلیمان بن طرخان تیمی نے خبر دی، انہیں ابوعثمان نہدی نے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھاٹی یا درے میں گھسے۔ بیان کیا کہ جب ایک اور صحابی بھی اس پر چڑھ گئے تو انہوں نے بلند آواز سے "لا اله الا الله والله اكبر" کہا۔ راوی نے بیان کیا کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔'' پھر فرمایا: ''ابوموسیٰ! یا یوں (فرمایا) اے عبداللہ بن قیس! کیا میں تمہیں ایک کلمہ نہ بتا دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے۔'' میں نے عرض کیا: ضرور ارشاد فرمائیں فرمایا: ''لا حول ولا قوة الا باللّٰه۔''

تشریح: ((لاحول)) گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے ((ولا قوة)) اور نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے ((الا باللہ)) مگر یہ سب کچھ محض اللہ کی مدد موقوف ہے۔ وہی انسان کے ہر حال کا مالک اور مختار ہے۔ اس کلمہ میں اللہ پاک کی عظمت و شان کا بیان ایک خاص انداز سے کیا گیا ہے۔ اسی لئے یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے اسے جو بھی پڑھے گا اور دل میں جگہ دے گا وہ یقیناً جنتی ہوگا۔ جعلنا الله منهم۔ آمین

بَابٌ: لِلَّهِ تَعَالَى مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

باب: اللہ پاک کے ایک کم سو نام ہیں

تشریح: ترمذی میں اسم ذات اللہ کے علاوہ مندرجہ ذیل ننانوے صفاتی نام آئے ہیں: الرحمن۔ الرحیم۔ الملك ۔ القدوس۔ السلام۔ المؤمن۔ المهیمن۔ العزیز۔ الجبار۔ المتكبر۔ الخالق۔ الباری۔ المصور۔ الغفار۔ القهار۔ الوهاب۔ الرزاق۔ الفتاح۔ العلیم۔ القابض۔ الباسط۔ الخافض۔ الرافع۔ المعز۔ المذل۔ السمیع۔ البصیر۔ الحکیم۔ العدل۔ اللطیف۔ الخبیر۔ الحلیم۔ العظیم۔ الغفور۔ الشکور۔ العلی۔ الکبیر۔ الحفیظ۔ المقیت۔ الحسیب۔ الجلیل۔ الکریم۔ الرقیب۔ المجیب۔ الواسع۔ الحکیم۔ الودود۔ المجید۔ الباعث۔ الشهید۔ الحق۔ الوکیل۔ القوی۔ المتین۔ الولی۔ الحمید۔ المحصی۔ المبدی۔ المعید۔ المحی۔ الممیت۔ الحی۔ القیوم۔ الواجد ، الماجد۔ الواحد۔ الصمد۔ القادر۔ المقتدر۔ المقدم۔ الموخر۔ الاول۔ الاخر۔ الظاهر۔ الباطن۔ الوالی۔ المتعال۔ البر۔ التواب۔ المنتقم۔ العفو۔ الرؤوف۔ مالك الملك۔ ذوالجلال والاکرام۔ المقسط۔ الجامع۔ الغنی۔ المغنی۔ المانع۔ الضار۔ النافع۔ النور۔ الهادی۔ البدیع۔الباقی۔ الوارث۔ الرشید۔ الصبور۔

یہ اللہ تعالیٰ کے وہ نام ہیں جن کے یاد کرنے پر جنت کی بشارت آئی ہے۔ تاہم اسمائے حسنیٰ ان ۹۹ ناموں تک محدود نہیں بلکہ ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے اور نام بھی ہیں۔ مثلاً: القاهر۔ الغافر۔ الفاطر۔ السبحان۔ الحنان۔ المنان۔ الرب۔ المحیط۔ القدیر۔ الخلاق۔ الدائم۔ القائم۔ احکم الحاکمین۔ ارحم الراحمین وغیرہ۔

٦٤١٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: ((لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ)). قَالَ أَبُو عَبْدِاللّٰهِ: مَنْ أَحْصَاهَا: مَنْ حَفِظَهَا.

[راجع: ٢٧٣٦] [مسلم: ٦٨٠٩؛ ترمذي: ٣٥٠٨]

(۶۴۱۰) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، کہا ہم نے یہ حدیث ابوزناد سے یاد کی، ان سے اعرج نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایتاً بیان کیا: "اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، ایک کم سو، جو شخص بھی انہیں یاد کرلے گا جنت میں جائے گا۔ اللہ ایک ہے اور طاق کو پسند کرتا ہے۔"

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

باب: ٹھہر ٹھہر کر فاصلے سے وعظ و نصیحت کرنا

٦٤١١۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي شَقِيقٌ قَالَ: كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَاللّٰهِ إِذْ جَاءَ يَزِيدُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ فَقُلْنَا: أَلَا تَجْلِسُ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا فَجَلَسْتُ فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ وَلٰكِنَّهُ يَمْنَعُنِي مِنَ الْخُرُوجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ

(۶۴۱۱) ہم سے عمر بن حفص بن غیاث نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا مجھ سے شقیق نے بیان کیا، کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے کہ یزید بن معاویہ (ایک بزرگ تابعی) آئے۔ ہم نے کہا، تشریف رکھیے لیکن انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، میں اندر جاؤں گا اور تمہارے ساتھ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو) باہر لاؤں گا۔ اگر وہ نہ آئے تو میں ہی تنہا آ جاؤں گا اور تمہارے ساتھ بیٹھوں گا۔ پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور وہ یزید بن معاویہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے پھر ہمارے سامنے کھڑے ہوئے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّأْمَةِ عَلَيْنَا. [راجع: ٦٨]

کہنے لگے میں جان گیا تھا کہ تم یہاں موجود ہو۔ پس میں جو نکلا تو اس وجہ سے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ مقررہ دنوں میں ہم کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ (فاصلہ دے کر) آپ کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ کہیں ہم اکتا نہ جائیں۔